علامہ مفتی الحاج الشاہ محمد اختر رضا خاں قادری برکاتی ازہری
کی حیاتِ طیبہ پر عظیم شاہکار
تجلیاتِ تاج الشریعہ
مولانا محمد شاہد القادری
رضا اکیڈمی

نبیرۂ اعلیٰ حضرت جانشین حضور مفتی اعظم تاج الشریعہ
علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں
قادری برکاتی رضوی ازہری بریلوی مدظلہ العالی کی حیات طیبہ پر ایک عظیم شاہکار
تجلیاتِ تاج الشریعہ
مرتب
مولانا محمد شاہد القادری
چیرمین امام احمد رضا سوسائٹی کولکاتا
ناشر
رضا اکیڈمی
۵۲ ڈونٹاڈ اسٹریٹ،
کھڑک، ممبئی ۴۰۰۰۰۹

مزار حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ

مزار حضور حجۃ الاسلام رضی اللہ عنہ

مزار حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ

مزار حضور مفسر اعظم ہند رضی اللہ عنہ

مزار علامہ حسنین رضا خاں رضی اللہ عنہ

مرکز الدرسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا کا بیرونی منظر

کرسی دعوت وارشاد

حضورتاج الشریعہ کاجبہ مبارکہ

حضورتاج الشریعہ کی ٹوپی

حضورتاج الشریعہ کاتولیہ

تاج الشریعہ کی الماری

تاج الشریعہ کا عصا مبارک

تاج الشریعہ کی صدری

تاج الشریعہ کی عینک

تاج الشریعہ کا عطردان

تاج الشریعہ کا کرتا مبارک

تاج الشریعہ کا عمامہ شریف

مرکزی دارالافتاء بریلی شریف

تاج الشریعہ کا بستر استراحت

تاج الشریعہ کا تسبیح دانہ
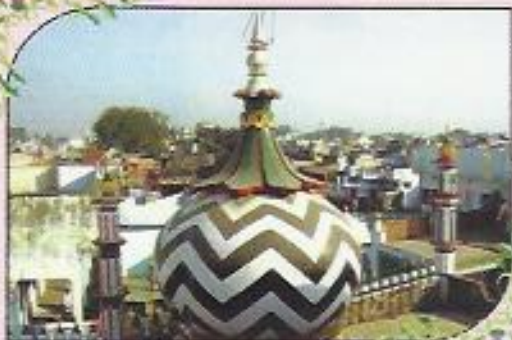
مزار اعلیٰ حضرت کا گنبد

مرکزی دارالافتاء
کا بیرونی منظر

آستانہ عالیہ رضویہ نوریہ
کا بیرونی دروازہ

تاج الشریعہ لائبریری
جامعۃ الرضا بریلی شریف

ازہری گیسٹ ہاؤس
کا صدر دروازہ

کاشانۂ تاج الشریعہ
کا صدر دروازہ

سرزمین کولکاتا پر دینی تعلیم وتربیت کا عظیم مرکزی ادارہ

۷/۱ بی تلجلا روڈ کولکاتا-۱۶

اور اس کی شاخ ادارہ ملت اسلامیہ

(مجوزہ)

گلشن کالونی مارٹن پاڑہ پور بو پنچو گرام، کولکاتا-۱۰۰

گزارش: برادران اسلام دین کی بقا دینی تعلیم سے ہے اور دینی تعلیم دینی اداروں میں ہوتی ہے اس لئے دین کی بقا وتحفظ کے لئے دینی ادارے ضروری ہیں لہٰذا تمام فرزندان توحید ورسالت پر ملی فریضہ ہے کہ دینی اداروں کو خوب سے خوب مضبوط اور مستحکم بنائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ تشنگان علوم ومعارف کی پیاس بجھانے کا وہاں اچھا سے اچھا نظم ونسق ہو تو لیجئے شہر کولکاتا میں اپنی نوعیت کا واحد منفرد معیاری اور مرکزی دینی ادارہ دار العلوم قادریہ ضیائے مصطفےٰ نوری مسجد تلجلا روڈ اور اس کی شاخ ادارہ ملت اسلامیہ (مجوزہ) جامعہ عبد اللہ بن مسعود گلشن کالونی مارٹن پاڑہ پور بو پنچو گرام ہے جہاں درس نظامیہ کی فنی تعلیم کے ساتھ ساتھ حفظ وقرأت اور عصری تعلیم مثلاً ہندی، انگلش، حساب اور کمپیوٹر کا بہترین بندوبست ہے۔ ۲۰۰ سے زائد بیرونی طلبہ مع طعام وقیام اور ۲۵۰ مقامی طلبہ اور ۱۹/ اساتذہ وملازمین مصروف تعلیم وعمل ہیں۔ جن کے خورد ونوش اور رہائش میں آسمان چھوتی ہوئی مہنگائی کے پیش نظر کافی دقتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ لہٰذا اہل ثروت حضرات سے اپیل ہے کہ اپنی دینی بیداری اور ملی ہمدردی کا ثبوت دیتے ہوئے ادارہ ہذا میں تشریف لاکر یا کسی معتبر ذرائع سے تحقیق کرکے اس کی ضروریات کی تکمیل میں بھرپور حصہ لے کر عند اللہ وعند الرسول ماجور ہوں۔

خوشخبری: (۱) بحمدہ تبارک وتعالیٰ مسجد کے لئے ۵ کٹھہ زمین کی خریداری عمل میں آچکی ہے اور ارباب حل وعقد کی رائے سے مسجد کا نام **غریب نواز مسجد** منتخب ہوا ہے۔ ان شاء اللہ المولیٰ الکریم عنقریب اس کی تعمیر کا آغاز عمل میں آنے والا ہے۔

(۲) مستقبل قریب میں جامعہ عبد اللہ بن مسعود کی سنٹرل بلڈنگ کی بنیاد ڈالی جانے والی ہے۔ آپ حضرات دعا فرمائیں کہ جلد یہ دونوں کام آغاز پذیر ہوں۔

(۳) جامعہ میں پانی کے لئے بورنگ بھی کرائی جاچکی ہے۔

تعاون کے لئے ڈرافٹ بنام **EDARA-E-MILLAT ISLAMIA** عنایت کریں۔

محمد رحمت علی تیغی قادری مصباحی مہتمم دار العلوم وجامعہ

موبائل اور فون: 9433295643 / 22816890

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

ڈال دی قلب میں عظمت مصطفیٰ   سیدی اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

خراج عقیدت

کل انبیاء والمرسلین جملہ اولیاء وصالحین ومومنین ومومنات ومسلمین ومسلمات

خصوصاً

مجدد اعظم سیدنا امام احمد رضا قادری برکاتی رضی اللہ عنہ

و

حضور تاج الشریعہ مرشدی علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری رضوی ازہری مدظلہ العالی

منجانب سگ بارگاہ رضا

الحاج محمد امین قادری رضوی

ٹمکراپٹی۔ بنگالی بازار۔ گارڈن ریچ مٹیابرج کولکاتا ۷۰۰۰۲۴

دنیائے سنیت کی عظیم ترین شخصیت

زینت مسند رشد وہدایت، نبیرۂ اعلیٰ حضرت جانشین مفتی اعظم

تاج الشریعہ حضرت علامہ شاہ **مفتی محمد اختر رضا خاں** قادری برکاتی رضوی ازہری مدظلہ العالی

کی

ذات گرامی سیدی ومرشدی حضور مفتی اعظم ہند نور اللہ مرقدہٗ کی معتمد خاص ہیں۔ آپ خانوادۂ رضویہ بریلی شریف میں علم وعرفان اور دین ودانش کے سرچشمہ ہیں۔ ہزاروں اساتذہ کے استاذ اور بے شمار فرزندان توحید ورسالت کے ماویٰ وملجا ہیں۔

رضا اکیڈمی ممبئی

امام احمد رضا سوسائٹی کولکاتا کے کارکنان اور مولانا شاہد القادری کو اس عظیم رہنما کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے تاریخی ودستاویزی **"تجلیات تاج الشریعہ"** کی اشاعت پر مبارک باد پیش کرتی ہے۔

رضا اکیڈمی ممبئی کا نصب العین اہل اسلام کو فکر رضا سے روشناس کرانا اور صلاح وفلاح کی منزل پر گامزن رکھنا ہے۔

(امیر مفتی اعظم) **الحاج محمد سعید نوری**

(بانی) رضا اکیڈمی

۵۲، ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۴۰۰۰۰۹

Tel.: 022-66342156 • E-mail : razaacademy@hotmail.com

بفیض حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری برکاتی نوری قدس سرہٗ

نبیرہ اعلیٰ حضرت جانشین حضور مفتی اعظم شہزادہ مفسر اعظم ہند حضور تاج الشریعہ
علامہ مفتی الحاج الشاہ محمد اختر رضا خاں قادری برکاتی رضوی ازہری مدظلہ العالی کی حیات طیبہ

پر عظیم شاہکار

مولانا محمد شاہد القادری

چیئرمین امام احمد رضا سوسائٹی کولکاتا G-23 بنگلہ بستی، گارڈن ریچ، کولکاتا۔۷۰۰۰۲۴ مغربی بنگال

موبائل نمبر 09231506317 ای میل: Shahidulqadri@yahoo.co.in

مجلس مشاورت

★ مولانا عسجد رضا خاں قادری رضوی	★ پروفیسر شاہد اختر حبیبی
★ مفتی محمد شعیب رضا نوری	★ علی اشرف چاپدانوی
★ مفتی محمد اختر حسین قادری رضوی	★ محمد زاہد نظر رضوی (ایم اے)
★ الحاج محمد سعید نوری (بانی رضا اکیڈمی)	★ حافظ غضنفر محمود رضوی

ناشر

رضا اکیڈمی

۵۲ رڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۴۰۰۰۰۹ فون : 66342156 (022)

نام کتاب : تجلیات تاج الشریعہ

تعداد صفحات : ۷۲۰

تعداد اشاعت : ۱۱۰۰ (گیارہ سو)

سن اشاعت : ۲۵ صفر المظفر ۱۴۳۰ھ/۲۱ فروری ۲۰۰۹ء

بار اشاعت : اول

مرتب : مولانا محمد شاہد القادری

زیر اہتمام : (ادارۂ احمد رضا سوسائٹی کولکاتا)

پروف ریڈنگ : مولانا یوسف رضوی، کولکاتہ، مولانا محمد حسین علیمی

ناشر : رضا اکیڈمی، ۵۲، ڈونتاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

قیمت : ۵۰۰/روپئے

طباعت : رضا آفسیٹ، ۱۳۳/۱ ایم۔ ای سارنگ مارگ، ممبئی ۳

کمپوزنگ : **ڈیجیٹل گرافکس**، ۶ رتنا تلہ لین، کولکاتا۔۱۴ (جاوید انصاری، ذوالفقار علی)

......: ناشر :......

رضا اکیڈمی

۵۲/ڈونتاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۴۰۰۰۰۹ فون : (022) 66342156

ہم قدم ہم قلم......

[پانچواں باب] فضائل وکمالات

[چھٹا باب] روحانیات، تصرفات، کرامات

[ساتواں باب] فقہی بصیرت، فتویٰ نویسی

[آٹھواں باب] فن حدیث میں رسوخ وتبحر

[نواں باب] تصنیفی وتالیفی خدمات

[دسواں باب] ذوق شعر و سخن، عشق رسول واولیاء

[پندرہواں باب] حج و زیارت حرمین شریفین

[سولہواں باب] مناقب تاج الشریعہ

عربی مضامین

سوادِ اعظم جماعت اہلسنت کے خلد آشیاں اساطین روحانیت کے نام

★ خاتم الابرار حضور سیدنا سید آل رسول برکاتی مارہروی (۱۲۹۶ھ)

★ سیف المسلول حضرت علامہ عبد القادر برکاتی بدایونی (۱۳۱۹ھ)

★ حافظ بخاری حضرت شاہ عبد الصمد چشتی پھپھوندوی (م۱۳۳۳ھ)

★ تاج العلماء حضرت سید شاہ اولاد رسول محمد میاں مارہروی (۱۳۷۵م)

★ شیخ المشائخ حضرت سید علی حسین اشرفی کچھوچھوی (م۱۳۵۵ھ)

★ قاطع نجدیت حضرت علامہ خیر الدین کلکتوی (م۱۹۰۸ء)

★ صدر الافاضل حضرت علامہ نعیم الدین رضوی مراد آبادی (م۱۳۶۷ھ)

★ صدر الشریعہ حضرت مفتی امجد علی رضوی اعظمی (م۱۳۶۷ھ)

★ محدث اعظم ہند حضرت علامہ سید محمد اشرفی کچھوچھوی (م۱۳۸۳ھ)

★ ملک العلماء علامہ ظفر الدین رضوی بہاری (م۱۳۸۲ھ)

★ قطب مدینہ حضرت علامہ ضیاء الدین رضوی مدنی (م۱۴۰۱ھ)

★ ماحی بدعت حضرت علامہ منشی لعل محمد مدراسی رضوی کلکتوی (م۱۹۲۱ء)

★ برہان ملت حضرت مفتی برہان الحق رضوی جبلپوری (م۱۴۰۵ھ)

★ سید العلماء حضرت مفتی سید آل مصطفیٰ برکاتی مارہروی (م۱۳۹۴ھ)

★ حافظ ملت حضرت علامہ عبد العزیز مراد آبادی (م۱۳۹۶ھ)

★ حضور مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمٰن حامدی اڑیسوی (م۱۴۰۱ھ)

★ احسن العلماء حضرت علامہ سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن مارہروی (م۱۴۱۶ھ)

★ بحر العلوم حضرت علامہ مفتی افضل حسین مونگیری (م۱۴۰۲ھ)

★ قائد اہلسنت حضرت علامہ ارشد القادری بلیاوی (م۱۴۲۳ھ)

★ شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی گھوسوی (م۱۴۲۱ھ)

★ پاسبان ملت حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی الہ آبادی (م۱۴۱۱ھ)

★ فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین امجدی بستوی (م۱۴۲۲ھ)

★ بحر العلوم حضرت مفتی عبد المنان رضوی اعظمی مدظلہ العالی

★ محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی گھوسوی مدظلہ العالی

★ مفتی اعظم مغربی بنگال حضرت علامہ ثناء المصطفیٰ امجدی گھوسوی (م۱۹۹۹ء)

★ استاذی الکریم علامہ فاروق احمد رضوی (سیتامڑھی)

نیاز مند!

محمد شاہد القادری

یکم محرم الحرام ۱۴۳۰ھ

تہدیہ

خانوادۂ

تاج الشریعہ

کے آفتاب و مہتاب

- امام العلماء حضرت علامہ مفتی رضا علی خاں (م ۱۲۸۶ھ)
- سند المحققین حضرت مفتی نقی علی خاں برکاتی (م ۱۲۹۷ھ)
- مجدد اعظم حضرت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی (م ۱۳۴۰ھ)
- استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں رضوی (م ۱۳۲۶ھ)
- عمدۃ الفقہاء حضرت مفتی محمد رضا خاں رضوی (م ۱۹۳۸ھ)
- حجۃ الاسلام حضرت مفتی حامد رضا خاں رضوی (م ۱۳۶۲ھ)
- مفتی اعظم ہند حضرت مفتی مصطفیٰ رضا خاں نوری رضوی (م ۱۴۰۲ھ)
- استاذ العلماء حضرت علامہ حسنین رضا خاں رضوی (م ۱۴۰۱ھ)
- شیخ العلماء حضرت علامہ تقدس علی خاں رضوی (م ۱۴۰۸ھ)
- بدر العلماء حضرت علامہ اعجاز ولی خاں رضوی (م ۱۴۰۲ھ)
- مفسر اعظم ہند حضرت مفتی ابراہیم رضا خاں رضوی (م ۱۳۸۵ھ)
- تاجدار رضویت حضرت مولانا حماد رضا خاں رضوی (م ۱۹۵۶)
- امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا خاں رضوی مدظلہ العالی
- صدر العلماء حضرت علامہ تحسین رضا خاں رضوی (م ۱۴۲۸ھ)
- ریحان ملت حضرت علامہ ریحان رضا خاں رضوی (م ۱۴۰۵ھ)
- استاذ الفقہاء حضرت مفتی حبیب رضا خاں رضوی مدظلہ العالی
- قمر العلماء حضرت مولانا قمر رضا خاں رضوی مدظلہ العالی
- ضیغم سنیت حضرت مولانا منان رضا خاں رضوی مدظلہ العالی
- شہزادہ تاج الشریعہ حضرت مولانا عسجد رضا خاں رضوی مدظلہ العالی۔

کی خدمات عالیہ میں

عقیدت کیش!

محمد شاہد القادری

۱۰ محرم الحرام ۱۴۳۰ھ

قصيدة في الحمد ومدح النبي ﷺ

من فضيلة الشيخ العلامة المفتي محمد اختر رضا القادري الازهري

بسم الله الرحمن الرحيم

اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ ... مَالِي رَبٌّ اِلَّا هُوَ

يَفْنَى الْكُلُّ وَيَبْقَى هُوَ ... لَيْسَ الْبَاقِي اِلَّا هُوَ

مَنْ كَانَ دُعَاهُ اَنْ يَا هُوَ ... ذَاكَ حَمِيْدٌ عُقْبَاهُ

مَنْ كَانَ لِرَبِّيْ دُنْيَاهُ ... عَاشَ سَعِيْدًا اُخْرَاهُ

مَنْ كُنْتَ اِلٰهِيْ مَوْلَاهُ ... كُلُّ النَّاسِ تَوَلَّاهُ

مَنْ مَاتَ يَقُوْلُ اَللّٰهُ ... ذَاكَ الْخَالِدُ مَحْيَاهُ

رُسُلُ اللّٰهِ تَلَقَّاهُ ... اَبْشِرْ عَبْدُ بِحُسْنَاهُ

اَلرِّضْوَانُ لَهٗ نُزُلٌ ... جَنَّةُ خُلْدٍ مَاْوَاهُ

تَخْشَى النَّاسَ بِلَا جَدْوٰى ... هَلَّا رَبَّكَ تَخْشَاهُ

اِبْغِ الْاَمْنَ لَدٰى رَبِّيْ ... اِنَّ الْاَمْنَ بِتَقْوَاهُ

تَنْسٰى رَبَّكَ يَا فَانِيْ ... دُمْ اِنْ شِئْتَ بِذِكْرَاهُ

تَرْجُو النَّاسَ لِجَدْوَاهُمْ ... اِنَّ الْجَدْوٰى جَدْوَاهُ

هَلْ غَيْرُكَ يَخْشٰى رَبِّيْ ... غَيْرُكَ رَبِّيْ يَخْشَاهُ

رَبِّيْ رَبُّ الْاَرْبَابِ ... لَيْسَ يُضَاهِيْ حَاشَاهُ

فَسِوَاهُ رَبٌّ بِالْاِسْمِ ... وَاِلٰهُ الْحَقِّ يَرْعَاهُ

اَلْوَاحِدُ لَيْسَ بِذِيْ جُزْءٍ ... لَا وَاحِدَ حَقًّا اِلَّا هُوَ

اَلْخَلْقُ مَرَايَا مَوْجُوْدٍ ... لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا هُوَ

وَالْكُلُّ مَظَاهِرُ مَشْهُوْدٍ ... لَا مَشْهُوْدَ اِلَّا هُوَ

فرد حق إلا هنه   لا معبود إلا هو

وانهل صلاة الله على   من ليس شفيعا إلا هو

من بالدين احيانا   حق الله محياه

عم الكون برحمته   كل الرحمى رحماه

وازدان بلاد الله به   ما تكن طلاه لولاه

جاء جميل الرحمان   فاشكر تزدد نعماه

حل الفرح بمولده   فافرح حتى تلقاه

قد نيط حيوة الكون به   فالكون عديم لولاه

يا من يطلب رضوانا   ما الرضوة إلا إياه

كن لنبي الله رضى   تحظ لديه برلقاه

إن النعمة احمدنا ﷺ   يا طالب نعمة مولاه
الله إلينا أهداه

برسول الله فابتهجوا   فهو الفضل وبشراه

بالله تأيد ناصرنا   لا يخذل من قد رجاه

أدرك عبدك جيلاني   من غيرك يدفع بلواه

ويزور سلام الرحمن   خير نبي نباه

هذا اختر ادناكم   ربي احسن مثواه

نعت شریف

از: حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی

داغِ فرقتِ طیبہ قلبِ مضمحل جاتا
کاش گنبدِ خضرا دیکھنے کو مل جاتا

میرا دم نکل جاتا ان کے آستانے پر
ان کے آستانے کی خاک میں میں مل جاتا

میرے دل سے دھل جاتا داغِ فرقتِ طیبہ
طیبہ میں فنا ہوکر طیبہ میں ہی مل جاتا

موت لے کے آجاتی زندگی مدینے میں
موت سے گلے مل کر زندگی میں مل جاتا

خلد زارِ طیبہ کا اس طرح سفر ہوتا
پیچھے پیچھے سر جاتا آگے آگے دل جاتا

دل پہ جب کرن پڑتی ان کے سبز گنبد کی
اس کی سبز رنگت سے باغ بن کے کھل جاتا

فرقتِ مدینہ نے وہ دیئے مجھے صدمے
کوہ پر اگر پڑتے کوہ بھی تو ہل جاتا

دل مرا بچھا ہوتا ان کی رہ گزاروں میں
ان کے نقشِ پا سے یوں مل کے مستقل جاتا

دل پہ وہ قدم رکھتے نقشِ پا یہ دل بنتا
یا تو خاکِ پا بن کر پا سے متصل جاتا

ان کے در پہ اختر کی حسرتیں ہوئیں پوری
سائلِ درِ اقدس کیسے منفعل جاتا

اور پھر بیاں اپنا.....

ڈاکٹر شاہد اختر حسینی، ہیڈ پوسٹ گریجویٹ ڈپارٹمنٹ آف اردو، ہگلی محسن کالج، چنسورہ، ہگلی☆☆09339541557

"تجلیات تاج الشریعہ" کا خاکہ مولانا شاہد القادری کے ذہن میں آیا خاکہ پھیلتا گیا اس کی ضخامت کا اندازہ ہوا۔ لاگت کا تخمینہ کیا گیا۔ حوصلہ شکن اور ہوش ربا اعداد و شمار کے باوجود ضخیم 'تجلیات تاج الشریعہ' کی اشاعت کو عملی تعبیرات دینے کی تدبیریں شروع ہوگئیں۔ مادہ پرستی، مارکیٹ اکونومی اور گلوبلائزیشن کے اس عہد میں ایک سوال ذہنوں پر دستک دے سکتا ہے کہ اس دیوانگی کے پیچھے کیا مصلحتیں پوشیدہ ہیں ہمارا جواب یہ ہے کہ عشق جنوں آمادگی کا سبب ہوتا ہے تو نتائج بے معنی ہوجاتے ہیں۔ اب کوئی عقل سے فیصلہ کرے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے آتش نمرود میں کودنے سے پہلے اس پر غور نہیں کیا کہ آگ تو جلا دیتی ہے اور پھر وہ آگ جس کی لپٹیں آسمان کو چھو رہی ہیں اس میں کیوں کودا جائے۔ تین سو تیرہ سے پوچھا جانا چاہئے کہ بے سروسامانی کے عالم میں ٹوٹی ہوئی تلواروں اور کند برچھیوں کے ساتھ پورے طور پر لیس ہزاروں کے مقابلے میں آنے کی ہمت کیوں کی جائے۔ بہتر سے پوچھا جانا چاہئے کہ مدینہ کی خوشگوار وادی سے نکل کر سینکڑوں میل دور کا سفر کر کے یزیدیوں کے مقابل کیوں آیا جائے جس کا نتیجہ پہلے سے ظاہر ہے،

امام احمد بن حنبل اور امام اعظم سے پوچھا جانا چاہئے کہ مراعات کی بجائے آہنی زنجیریں کیوں پسند کی جائیں۔ آسائشوں کی جگہ زنداں کی تنگ و

تاریک کوٹھریوں میں اپنی جانوں
کو کیوں ہلاکت میں ڈالا جائے۔ ظاہر ہے
کہ ان سوالوں کا جواب ہمیں پہلے سے مل جائے اگر
اس بات کا ادراک ہو جائے کہ دراصل عشق ہے جس کی کارفرمائی ہر جگہ ہے۔ بقول میر

کون مقصد کو عشق بن پہنچا
آرزو عشق مدعا ہے عشق
کوہکن کیا پہاڑ کاٹے گا
پردے میں زور آزما ہے عشق

اور پھر اس شخصیت کے لئے کیوں نہ پر خار راہوں پر چل کر پاؤں کے آبلے پھوڑے جائیں۔ جس نے بھارت کی سب سے مضبوط وزیر اعظم اندرا گاندھی کی نافذ کردہ ایمرجنسی میں ہر خطرے کو پائے حقارت سے ٹھکراتے ہوئے وہی فتویٰ صادر فرمایا تھا جو حق تھا اور ظاہر ہے کہ تمام مصالح پر ان کا عشق غالب تھا جو انسان کو ابتلا اور آزمائش کی جرأت آزما اور حوصلہ شکن گھڑیوں میں مسکرانے کا ہنر سکھاتا ہے تو پھر اس ذات گرامی کو بھر پور خراج عقیدت ومحبت پیش کرنے کی خاطر تجلیات تاج الشریعہ کی اشاعت کو یقینی کیوں نہیں بنایا جائے۔

اعتراض پھر بھی باقی رہ جاتا ہے کہ زندہ آدمی پر اتنا ضخیم نمبر نکالنا کیا ضروری ہے۔ بجا اعتراض ہے اس لئے کہ ہماری روایت رہی ہے کہ ہم نے ہر بڑی شخصیت کے ساتھ یہی کیا کہ جب تک وہ حیات ظاہری میں تھی اس کی خوب خوب ناقدری کی اور جب رحلت کر گئی تو بڑے بڑے تعزیتی جلسے منعقد کئے۔ حیات اور خدمات پر سمی نار کرائے رسالوں کے گوشے اور نمبر نکالے یہ روایت

کیوں توڑی جائے؟ مگر وہ پہلے والی روایت
مستحسن تو تھی نہیں کہ اس کی پابندی کی جائے
وقت اور حالات نے تیز زمانے کی تیز رفتاری نے ہمیں
بہت کچھ سکھا دیا ہے اس لئے ایسی فرسودہ روایتوں کے ٹوٹنے کا عمل جاری
ہو چکا ہے۔ یہ روایت شکنی صرف ہماری جانب سے نہیں ہو رہی ہے اس سے قبل ماہنامہ
کنزالایمان نے شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی پر ان کی حیات میں نمبر نکالا۔ مفتی اشفاق
حسین نعیمی پر کتاب آچکی۔ مولانا بدر القادری پر ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی کی کتاب آئی۔ پاکستان کے متعدد
اخبارات و رسائل نے علامہ شاہ احمد نورانی اور پروفیسر مسعود احمد دہلوی پر ان کی حیات میں کئی خصوصی شمارے
شائع کیے۔ سو اگر یہ بدعت ہے تو ہم فخریہ اس بدعت کا اعادہ کرتے ہیں۔ ویسے زندہ شخصیت پر کام کرنے
کا افادی پہلو یہ بھی ہوتا ہے کہ افراط و تفریط کی گنجائش نہیں ہوتی کسی تذکرہ نگار کی معمولی فروگزاشت بھی نگاہ
میں آجاتی ہے اس نمبر کے سلسلے میں کام کرنے کے دوران ایک بڑی غلطی کو درست کرنے کا موقع ہاتھ آگیا وہ
یہ کہ اکثر تذکرہ نگاروں نے حضور تاج الشریعہ کی تاریخ پیدائش ۲۵ فروری ۱۹۴۲ء لکھا ہے جب کہ مولانا نشتر
فاروقی، مفتی شعیب رضا اور قاضی شہید عالم رضوی کی فراہم کردہ مصدقہ تاریخ ۲۳ر نومبر ۱۹۴۳ ہے۔ اس
کام کی شروعات نہ کی جاتی تو یہی غلطی راہ پا جاتی۔

بھئی ٹھیک ہے آپ کسی زندہ پر تحقیقی مقالہ یا کتاب لانا چاہتے ہیں تو لائیے مگر
مولانا اختر رضا خاں ازہری قبلہ جیسے شدت پسند اور گرم مزاج پر
نمبر لانے کی کیا ضرورت تھی کسی اعتدال پسند شخص
پر کتاب لانا چاہئے تھا۔ اب

تاج الشریعہ کے کمالات کا
اعتراف ہوا تو یہ اعتراض وارد ہو گیا کہ ان کے
مزاج میں شدت ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ ہمیں اس
بات سے اتفاق ہی نہیں کہ وہ بالکلیہ شدت پسند یا گرم مزاج ہیں اگر ہیں
بھی تو قندھاری خون دو سو سال سے ہندستان میں رہنے کے باوجود بھی ہے تو قندھاری ہی ہے۔
لیکن ذاتیات میں حسن سلوک یا تواضع میں مہمان نوازی یا صلہ رحمی میں انسان دوستی یا ہمدردی میں ملی سربلندی اور الفت و محبت کے معاملے میں کہاں ان کو شدت پسند اور گرم مزاج بتایا جا سکتا ہے۔ اگر کسی شرعی معاملے میں وہ شدت کے ساتھ اپنے فیصلے یا فتوے پر قائم ہیں یا غیر مصلحانہ رویہ اپنائے ہوئے ہیں تو ایسا کرنا تو ان کے منصب کا تقاضا ہے۔ کسی علمی موضوع پر ان کی رائے اگر مختلف اور غیر متبدل ہوتی ہے تو ایسا ہونا ایک صاحب فضل و کمال کے لئے امر محال تو نہیں، اگر انہوں نے کسی مصلحت کی پرواہ کئے بغیر پی وی نرسمہاراؤ سے ملنے سے انکار کر دیا اور ان کو باریابی کی اجازت نہیں دی تو یہ شدت پسندی کہاں ہے یہ تو ہماری ملت کے لئے فخر کی بات ہے کہ آج کی اس مادہ پرست دنیا میں بھی ہمارا ایک رہبر ایسا ہے جو حق کی خاطر کسی حد تک جانے کو تیار ہے۔

بقول شاعر

شائستہ آداب وفا ہم بھی ہیں لیکن
جو پاؤں پہ جھک جائے وہ سر لائیں کہاں سے

تو پتہ چلا کہ ان پر شدت پسندی کا یہ اعتراض بھی بے جا ہے۔
ایسے اور کئی اعتراضات بھی پیش نظر ہوتے تو بھی
تجلیات تاج الشریعہ کو منظر عام پر لانا

ہی تھا۔اس راہ پر چلنے کی آرزو
رکھنا آسان ہے مگراس کا اختیار کرنا بڑامشکل
ہوتا ہے آپ کومضامین چاہئیں تو مضمون نگاروں
سے رابطہ کرنا ہے۔رابطہ ہوگیا تو پھر آپ ہر طرح کے لوگوں کو
برداشت کرنے کا مادہ پیدا کیجئے۔بعض کہیں گے، بھائی میرے فلاں شخص سے مجھے اختلاف ہے
لہٰذا مجھ سے یہ توقع ہی مت رکھئے کہ میں ان پر مضمون لکھ دوں گا کچھ لوگ بڑے تپاک سے آپ کا استقبال کریں گے۔مضمون کا وعدہ کریں گے پھر وعدے پر وعدہ کریں گے، پھر کہیں گے کہ مضمون لکھا جاچکا ہے بس صاف کرنا باقی ہے اور جب کوئی بہانہ باقی نہیں رہے گا تو کہیں گے لکھا ہوا مضمون غائب ہوگیا اور دوبارہ لکھنے کی ہمت باقی نہیں رہ گئی ہے۔بعض حضرات مضمون دیں گے مگر طواف مکمل کرانے کے بعد ایسے لوگ بھی ملیں گے جو وعدہ کریں گے اور اس کا پورا خیال رکھیں گے۔مشکل یہ ہے کہ ایسے لوگوں کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی ہے۔اب کسی شخصیت پر نمبر یا کتاب لانے والے شخص کے ورد زبان یہ مصرع ہوجائے تو کیا غلط ہوگا کہ

اِک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کر جانا ہے

اس آگ کے دریا میں ہم نے چھلانگ لگائی اور ڈوب کے پار لگ گئے تو خالص ہندستانی محاورے میں گنگا نہالیا۔

تاج الشریعہ کی بارگاہ میں یہ نذرانہ قبول ہوجائے تو ہماری بڑی سعادت ہوگی کہ
اس لئے کہ ہم جانتے ہیں کہ وہ شخصیت ہماری مدح سرائی سے اونچی ہے
اس بارگاہ میں یہ کتاب پیش کرکے ہم دنیا میں سرخروئی
اور آخرت میں اجر کے تمنائی ہیں۔
اشاعت کا سارا کریڈٹ

اکیلے لینا انتہائی درجے کی
بے ایمانی ہوگی اس لئے مضمون کی فراہمی میں
تعاون کے لئے مفتی محمد اختر حسین رضوی
(بستی) مولانا انیس عالم رضوی (لکھنو) مولانا کوثر امام قادری
(مہراج گنج) مولانا محسن رضوی (لندن) مولانا اسلم رضوی (بھیونڈی) محمد شبیر عالم رضوی (کلکتہ)
کے شکر گزار ہیں۔ مضامین آجاتے مگر طباعت کا مرحلہ ممکن ہی نہیں ہوتا۔ اگر مالی تعاون نہ ملتا اس کار خیر کے لئے ہم الحاج سعید نوری (ممبئی) الحاج اقبال فقیہ۔ (ممبئی) وغیرہ کے شکر گزار ہیں۔ مضامین کی صحت مند طباعت کے لئے کئی مرحلوں میں پروف ریڈنگ ایک ناگزیر عمل ہے اس کے لئے ہم مولانا یوسف رضوی (کلکتہ) مولانا منور حسین رضوی (ہوڑہ) علی اشرف چاپدانوی (کلکتہ) کے شکر گزار ہیں۔ کتاب کی تزئین اور کمپوزنگ جناب مزمل حسین ڈیجیٹل گرافک کے زیر اہتمام جاوید انصاری اور ذوالفقار علی صاحبان کی رہین منت ہے ان کا شکریہ ادا کرنا ہمارا فرض ہے۔ ہمارے خصوصی شکریہ کے مستحق وہ تمام حضرات ہیں جنہوں نے اشتہار کی فراہمی یا دوسرے ذرائع سے دامے درمے قدمے سخنے ہماری مدد فرمائی۔

ہم آدمی ہیں، بشری کمزوریاں ہماری ذات کا حصہ ہیں اس لئے تجلیات تاج الشریعہ میں جو تسامحات نظر آئیں ان کے لئے التجا ہے کہ ہماری توجہ مبذول کرائی جائے۔ ہماری خامیاں ہمیں دکھائی جائیں تاکہ ان کی روشنی میں ہمارے آئندہ کے کام درست ہو جائیں۔ اس کتاب میں جو خوبیاں نظر آئیں ان کے لئے ہمارے تمام معاونین اور ہم گنہگاروں کو دعاؤں سے نوازیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے۔ آمین

بجاہ سید المرسلین

خاکپائے اولیاء، شاہد اختر حبیبی

۲/فروری ۲۰۰۹ء

ہدیہ تشکر

اللہ تعالیٰ کے نبی معظم دانائے غیوب رسول وقار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "من لایشکر ولایشکر "یعنی جو شکر نہیں کرتا شکر نہیں کیا جاتا معلوم ہوا کہ شکر بجالانا افادیت سے خالی نہیں ہے۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبین کی عظمتوں کو بندوں کے دلوں میں اجاگر فرمادیتا ہے، یہی سبب ہے کہ آج ہمارے قلوب سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم، انبیاء کرام، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، آئمہ مجتہدین، اغواث، ابدال، افراد، سالکین اور مخدومین کی محبتوں، الفتوں اور رفعتوں کے تذکروں سے مزین ہیں۔

اسی تناظر میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری رضوی ازہری مدظلہ العالی کی مقناطیسی شخصیت کو کہ جس سرزمین پر قدم ناز رکھ دیتے ہیں امت مسلمہ کشاں کشاں شرف زیارت کے لئے سیلاب کی طرح امنڈ پڑتی ہے جسے تھامنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہوتا ہے۔

اسی عالمگیر حیثیت کے مالک شخصیت کی حیات طیبہ پر بنام "تجلیات تاج الشریعہ" ایک انتھک کوششوں کے ساتھ نظر قارئین کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔ بعض دوستوں نے اس عظیم محنت پر شاباشی کے جملے کہے اور بعض دوستوں نے اس عظیم منصوبہ پر پانی پھیرنے کی ناکام کوششیں بھی کیں۔

لیکن ہمت مرداں مدد دے خدا

آج میں اپنی منزل پر پوری کامیابی کے ساتھ پہنچ چکا ہوں اللہ کا احسان عظیم، رسول کا فضل، غوث وخواجہ کی نگاہیں کرم، سرکاران کالپی شریف اور بزرگان مارہرہ مطہرہ کی روحانی بخششیں اور سیدنا اعلیٰ حضرت، سیدنا حجۃ الاسلام، سیدنا مفتی اعظم ہند، سیدنا مفسر اعظم ہند علیہم الرحمۃ کی عنایتیں کہا جائے ورنہ ایں جاہر گزنہ رسد۔ اس کتاب کی تیاری میں (مقالات، ترسیلات، اشتہارات، اشاعت) جتنے احباب نے جس قدر تعاون کیا ہے میں ان سب کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔

بالخصوص حضور شرف ملت سید شاہ اشرف میاں برکاتی (مارہرہ مطہرہ) حضور شیخ طریقت علامہ سید جیلانی میاں اشرفی (کچھوچھہ شریف) شہزادہ تاج الشریعہ مولانا عسجد رضا رضوی (بریلی شریف) مفتی شعیب رضا رضوی (دہلی) مولانا محسن رضوی (برطانیہ) علامہ قمرالحسن بستوی (امریکہ) ڈاکٹر غلام زرقانی (امریکہ) ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی (پاکستان) مولانا کلیم احمد رضوی (لندن) مفتی اختر حسین قادری (بستی) پروفیسر شاہد اختر حبیبی (ہگلی) مولانا کوثر امام قادری (مہراج گنج) مولانا انیس عالم سیوانی (لکھنؤ) الحاج سعید نوری (ممبئی) الحاج اقبال فقیہ رضوی (ممبئی) مولانا غلام مصطفیٰ ازہری (کولکاتا) مولانا اسلم رضوی (بھیونڈی) صوفی ازہری (ممبئی) مولانا غلام ربانی فریدی (کلکتہ) حافظ غضنفر محمود رضوی (کلکتہ) زاہد نظر ایم اے (کلکتہ) علی اشرف چاپدانوی (کلکتہ) حافظ آفتاب رضوی (کولکاتا) کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

قارئین سے گزارش ہے کہ اس کتاب میں کسی قسم کی کوئی بھی خامی نظر آئے ازراہ کرم اطلاع دے کر ہمیں مشکور وممنون فرمائیں اور فتنہ سامانی پیدا کر کے اختلاف سنیت میں مزید اضافہ نہ کریں۔

طالب دعا

محمد شاہد القادری (کولکاتا)

غیاث ملت حضرت مولانا سید غیاث الدین قادری ترمذی صاحب قبلہ،

سجادہ نشیں خانقاہ قادریہ محمدیہ (کالپی شریف)

عزیز القدر مولانا شاہد القادری صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ!

شکر ہے مولیٰ تعالیٰ کا اس نے ہم سب کو ایمان جیسی عظیم نعمت بے بہا عطا فرمائی فقیر قادری ترمذی احسان شناس ہے۔ احسان فراموش نہیں کسی کو انکار ہو تو ہوا کرے میں تحریراً اقرار و تائید کرتا ہوں کہ سیدی سرکار اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ عنہ نے جو زبان وقلم سے "تحفظ دین وایمان" کی خدمات انجام دی ہے یقیناً ہند و پاک کی خانقاہوں اور سنی مسلمانوں پر احسان ہے آپ کے شہزادگان حضور حجۃ الاسلام اور حضور مفتی اعظم ہند اہلسنت کے دلوں کی دھڑکن بنے اور آج بھی جانشین مفتی اعظم تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری مدظلہٗ العالی قاضی القضاۃ فی الہند اور جملہ سنیوں کے مسلم الثبوت اور آئیڈیل ہیں۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی جامع تصوف شخصیت ظاہر و باہر ہے آپ کی علمی، فقہی، مسلکی، ملی، تصنیفی اور روحانی خدمات نے آپ کو عالم اسلام کا آفاقی شخصیت بنا دیا ہے جسے کوئی بھی انصاف پسند جھٹلا نہیں سکتا ہے۔

مولانا شاہد القادری قابل مبارکباد ہیں کہ انہوں نے حضور تاج الشریعہ کی عالمگیر شخصیت پر ایک مبسوط کتاب بنام "تجلیات تاج الشریعہ" نکال رہے ہیں، مولیٰ تعالیٰ سرکاران کالپی شریف کے طفیل حضور تاج الشریعہ کی عمر برکتیں عطا فرمائے اور مولانا موصوف کی اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ (آمین)

سید غیاث الدین قادری ترمذی ضیائی

(سجادہ نشیں خانقاہ محمدیہ کالپی شریف)

09956084382

پیغام

شہزادہ تاج الشریعہ حضرت مولانا عسجد رضا خاں رضوی
مدظلہ العالی (بریلی شریف)

محب گرامی مولانا محمد شاہد القادری صاحب!

سلام مسنون ودعائے خیر مشحون!

آپ کے ذریعہ جان کر نہایت ہی مسرت ہوئی کہ آپ والد گرامی حضور تاج الشریعہ دام ظلہ العالی کی حیات طیبہ پر مشتمل "تجلیات تاج الشریعہ" نامی کتاب شائع فرمارہے ہیں، مولائے کریم آپ کو اور آپ کے احباب کو جزائے خیر اور مزید اکابرین اہل سنت کی خدمات کو اجاگر کرنے کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

عزیز گرامی اس "دور قحط الرجال" میں اکابرین کی خدمات سے قوم کو روشناس کرانا ایک اہم دینی فریضہ ہے۔ جس سے کامیابی کے ساتھ عہدہ برآ ہونا ایک مشکل ترین مرحلہ ہے۔ آج کا حال تو یہ ہے کہ اپنی قوم اسلاف کی حیات وخدمات سے یکسر غافل ہے جب کہ زندہ قومیں اپنے اسلاف کی یاد سے جانی اور پہچانی جاتی ہیں۔

ایسے پرفتن دور میں آپ کا یہ کارنامہ آندھیوں کے زد پہ چراغ جلانے کے مترادف ہے۔ میں بارگاہ رب العزت میں دعا گو ہوں کہ مولائے لم یزل آپ کو اپنے عزائم میں کامیابی وکامرانی عطا فرمائے! آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

فقیر محمد عسجد رضا قادری غفرلہ

(رئیس الجامعہ: مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف)

09359103545

پیغام

عطاء خواجہ پاک حضرت سید شاہ فضل المتین چشتی صاحب قبلہ
(گدی نشین آستانہ عالیہ چشتیہ (اجمیر معلی)

العلماء ورثة الانبياء

معاصر اور موجودہ حضرات کا تذکرہ آسان نہیں ہوتا ہے۔ بہت سی باتوں کا خیال رکھنا ہوتا ہے اور ذکر کرتے وقت ہر طرح احتیاط کرنی ہوتی ہے لیکن اپنے عہد کے قابل ذکر حضرات پر ان کی موجودگی میں ہی جو کام ہوتا ہے وہ اہم ہوتا ہے اور آئندہ سند کا درجہ رکھتا ہے۔

صاحب شریعت مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری کی ذات بابرکات علمی، دینی، روحانی اور سماجی خدمات کے اعتبار سے ایک مثال ہے۔ یہ اس وقت کی ایک اہم قابل ذکر اور قابل قدر شخصیت ہیں اور ایک ایسے حلقے کے سربراہ ہیں جس کے ذکر کے بغیر ہمارے عہد کی دینی، فقہی، مسلکی اور تبلیغی تاریخ مکمل ہو ہی نہیں سکتی ہے۔ یہ بذات خود شخصی اعتبار سے بلند مرتبت ہیں اور ایک ایسے نامور خانوادہ کے چشم و چراغ ہیں جو ہندستان میں دین اسلام کی تاریخ کا روشن باب ہے اور پورے عالم اسلام میں قدر و منزلت رکھتا ہے۔

اپنے خانوادہ کی روایت کے امین اور اسے فروغ دینے والی اس ذات گرامی منزلت پر جو ایک تاریخی دستاویز ترتیب دی جارہی ہے وہ یقیناً یادگار رہے گی۔ میں "تجلیات تاج الشریعہ" کے مستند اور معتبر ہونے کی آرزو کے ساتھ دعا کرتا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مولانا محمد شاہد القادری صاحب کو جزائے خیر دے اور ان کی سعی جمیلہ کو قبول کرے۔ آمین

مجھے امید ہی نہیں یقین ہے کہ "تجلیات تاج الشریعہ" ہمارے دینی اور علمی حلقوں میں مقبول ہوگی اور قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی۔

میں بارگاہ عالیہ سرکار چشتیہ خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ میں دعا کرتا ہوں کہ "تجلیات تاج الشریعہ" کو قبولیت عام حاصل ہو۔ آمین۔

صاحبزادہ سید محمد فضل المتین
گدی نشین آستانہ عالیہ
درگاہ شریف، اجمیر القدس
01452422973

داعی اسلام حضرت مفتی مکرم احمد نقشبندی صاحب قبلہ،
شاہی امام فتحپوری مسجد۔ دہلی☆09810786333

محترم مولانا محمد شاہد القادری صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی!

مجھے یہ معلوم ہوکر مسرت ہوئی کہ آپ مخدوم مکرم حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی حیات وخدمات پر مشتمل ایک علمی تاریخی یادگاری کاوش کی تیاری میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائے۔

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ باطل کی سرکوبی میں امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان نے اور آپ کے تربیت یافتہ تلامذہ کرام نے بے مثال خدمات انجام دیں۔ آپ کے بعد حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی سیادت میں یہ سلسلہ جاری رہا۔ الحمدللہ ان کی علمی وفقہی خدمات کی آب وتاب سے آج بھی عالم اسلام منور اور روشن ہے۔ آپ کے بعد کچھ بدخواہوں کو یہ محسوس ہونے لگا تھا کہ خانوادۂ اعلیٰ حضرت میں اب ایسا کوئی فاضل جانشین نہیں رہا جو باطل کو منہ توڑ جواب دے سکے اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ہے کہ جانشین مفتی اعظم ہند حضرت تاج الشریعہ مولانا اختر رضا خاں صاحب ازہری دامت برکاتہ نے اپنے تدبر سے اور قائدانہ صلاحیتوں سے ایک مرتبہ پھر اس خدمت کو عظیم کو برقرار رکھا جس سے اعداء کی صفوں میں ماتم ہے۔ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی فقہی بصیرت، علمی ثقاہت اور علوم اسلامیہ پر دسترس اپنی جگہ مسلم ہے۔ آپ نے بیعت وارشاد کے ذریعہ ملک وبیرون ملک گم گشتگان راہ کو صراط مستقیم پر گامزن کیا ہے اسے تاریخ کبھی فراموش نہیں کرسکتی ہے۔ اس پر سواد اعظم اہلسنت کو فخر ہونا چاہیے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے صدقے میں اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے طفیل حضرت مدظلہ کو عمر دراز اور صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔ میری دعا ہے کہ رب العالمین اپنے فضل وکرم سے اور آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے وسیلے سے مولانا محمد شاہد القادری صاحب (چیئرمین امام احمد رضا سوسائٹی) کی اس علمی کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین

والسلام

مکرم احمد نقشبندی (شاہی امام فتح پوری مسجد۔ دہلی)

پیغام

مفکر اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر حسن رضا خاں صاحب قبلہ - پٹنہ

بہ پیکر اخلاص مولانا الموقر محمد شاہد القادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ جان کر بے پناہ مسرت ہو رہی ہے کہ آپ نے تاج الشریعہ کی حیات وخدمات پر ایک وقیع، علمی اور روحانی خدمات کے حوالے سے تجلیات تاج الشریعہ پیش کر کے دنیائے علم وادب پر احسان کیا ہے یہ بات یقین کے اجالے میں آگئی ہے کہ زندہ قوم اپنے بزرگوں کی یاد کو مرنے نہیں دیتی تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری نابغہ روزگار، علم ودانش کے پیکر جمال، عربی زبان کے بلند پایہ ادیب، اپنے دور کے ممتاز مصنف، دلکش اسلوب تحریر اور حسین انداز تعبیر کا نام ہے۔ آپ کے فکر وفن کو دیکھ کر وہ سنگ تراش نظر آتا ہے جو بے جان پتھروں کی فنکارانہ تراش وخراش اپنی فنی دیدہ وری سے اس طرح کرتا ہے کہ ان میں زندگی کی وہ دھڑکنیں سنائی دینے لگتی ہے۔ ان کے قصر شاعری میں الفاظ ہاتھ باندھے کھڑے رہتے ہیں جہاں سے چاہتے ہیں ان کو اٹھا کر اپنے اشعار میں چسپاں کر دیتے ہیں۔ آپ کے علمی وادبی فن پارے فکر واحساس کی سطح پر قاری کے ذہن پر اپنے اثرات نہایت آسانی سے چھوڑ جاتے ہیں کیوں کہ اس میں آپ کی بے پناہ ترسیلی ہنر مندی کارفرما رہتی ہے۔ آپ کی تحریریں ایک زبردست تخلیقی طنطنے کی کیفیت کے ساتھ ہر قدم پر ملتی ہیں۔

حضرت تاج الشریعہ کی ذات گرامی مسلک اعلیٰ حضرت کا معیار ہے جس پر چلنا ہی صراط مستقیم پر چلنا ہے آپ کی ذات آج ہمارے لئے منارۂ نور ہے جس کے جلوے ازکراں نظر آتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے سایہ کرم کو تا دیر ہم سنیوں پر قائم رکھے۔

بڑی مسرت کا مقام ہے کہ امام احمد رضا سوسائٹی کے چیئرمین مولانا شاہد القادری کی قسمت میں یہ عظیم کارنامہ انجام دینے اور اس محبوب موضوع پر کارہائے گراں قدر کا اہتمام کرنا تھا۔ مولانا موصوف خود ایک صاحب ذوق ادیب صاحب طرز فنکار کی حیثیت سے دنیائے علم وآگہی پر آسمان بن کر رہے اور بادل بن کر چھائے رہے مولیٰ تعالیٰ اس کا اجر عظیم آپ کو اور آپ کے رفقاء کار کو عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

تشنۂ دعا

حسن رضا (09430935519)

پیغام

نبیرہ محسن ملت حضرت مولانا اکبر علی فاروقی،

ڈائرکٹر محسن ملت یونانی میڈیکل کالج، رائے پور، ۳۶ گڑھ

گرامی قدر حضرت مولانا شاہد القادری صاحب قبلہ زیدہ مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

یہ جان کر بے پناہ مسرت ہوئی کہ آپ حضرت تاج الشریعہ کی سیرت وسوانح کے حوالے سے ایک وقیع دستاویز شائع کر رہے ہیں۔ جانشین مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں قادری ازہری مدظلہ العالی عالم اسلام کی وہ عبقری شخصیت ہے جن کے فضل وکمال، فنی گیرائی وگہرائی، علمی طنطنہ، فقہی بصیرت اور سیرت وکردار کی دودھیا چاندنی ازافق تاافق پھیلی ہوئی ہے۔ جس کی روشنی میں متلاشیان حق کے لیے سفر آسان سے آسان تر ہے۔ آپ کی ذات بابرکات میں بیک وقت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری، حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا بریلوی، آقائے نعمت علامہ مصطفےٰ رضا نوری اور حضرت علامہ ابراہیم رضا مفسر اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جلووں کا سویرا موجود ہے اور آپ ان مقدس اکابرین کے علم وتقویٰ کے وارث وجانشین ہیں۔

خوشی کی بات یہ ہے کہ حضرت کی حیات پاک میں ہی رضویات کا ایک نیا باب سامنے آرہا ہے جو یقیناً رطب ویابس کی آمیزش سے پاک ہوگا۔ میری نیک تمنائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ خدائے لم یزل رضویات کے فیضان سے آپ کے دامن زندگی کو مالا مال کردے اور دارین کی برکتوں سے نوازے۔

گر قبول افتدز ہے عزوشرف

تشنہ کرم

(مولانا) اکبر علی فاروقی عفی عنہ

چیئرمین

محسن ملت یونانی میڈیکل کالج اینڈ ہاسپٹل، رائے پور

09893448262

پیغام

مجاہد سنیت حضرت حافظ وقاری محمد صابر علی رضوی،
چیئر مین امام احمد رضا فاؤنڈیشن (لکھنو)

محب محترم حضرت مولانا محمد شاہد القادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نبیرۂ اعلیٰ حضرت فقیہ اسلام حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری رضوی ازہری مدظلہ العالی کی آفاقی شخصیت پر مولانا محمد شاہد القادری صاحب قبلہ امام احمد رضا سوسائٹی کولکاتا کے زیر اہتمام ایک ضخیم سوانح حیات بنام ''تجلیات تاج الشریعہ'' عرس رضوی ۲۰۰۹ء کے پر بہار موقع پر نکالنے جارہے ہیں یہ ایک خوش آئند کام ہے۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی ذات متعددہ صفات اس دور پرفتن میں سنیت کی پہچان اور تصلب کی علامت ہے۔ آپ کی علمی، فقہی، تبلیغی، تصنیفی اور روحانی خدمات سے ایک عالم منور ہورہا ہے اور آپ کا وجود مسعود امت مسلمہ کے لئے سرمایہ افتخار ہے۔

اس عظیم کام کے لئے مولانا شاہد القادری صاحب اور ان کے احباب کو مبارکبادی پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ حضرت تاج الشریعہ مدظلہ النورانی کی عمر میں برکت عطا فرمائے (آمین)

(قاری) محمد صابر علی رضوی
چیئر مین امام احمد رضا فاؤنڈیشن، لکھنو
09335912218

پیغام

العلامة أختر رضا الأزهری عالم کبیر

الشیخ عبدالحکیم الأزہری بن العلامہ أبی بکر القادری، مرکز الثقافة السنیه (کیرلا)

الحمدلله وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ وعلیٰ آلہ الاطہار و أصحابہ الأخیار، وبعد: ومن دواعی الفرح والسرور أن قدبلغنا أن الأخ الفاضل محمدشاهد القادری یقوم باعدا عددخاص عن الشیخ الجلیل ومولانا أخترضاخان القادری الأزهری حفظه الله ورعاه وأدام ظلة وأطاله عمرہٗ مع الصحبة والعافیة.

وهذا الشیخ الجلیل خادم العلم والدین أخترضاخان القادری الأزهری من العلماء الذین قدواحیاتهم فی خدمة العلم وأبلوا أعمارهم فی سبیل الله، انه من حفاد الامام العلامه ذوالتصانیف الشهیرة الشیخ أحمد رضا خان القادری رحمة الله رحمته واسعة وتغمدہ بالغة مغفرته واسکنه فی فسیح جنته.

ان العلماء، وقد قال الله فی هم "انما یخشی الله من عبادہ العلماء" فانه هداة تهتدی بهم الناس من الظلمات الی النور کماقال سیدنامحمد صلی الله علیه وسلم "مثل العلماء فی الارض مثل النجوم فی السماء یهتدی بها فی الظلمات البر والبحر....." فاذامن الواجب علیٰ الأمة أن یعلموا قدرالعلماء عندلله ویقدروهم حق مقدرهم.

فانه جدیر بالثناء والهناء علیٰ مثل هذا السعی الذی نشد منه تعریف العلماء العباقرة والذین کانوا أسوة حسنة وقدوة مثالیة ویساعدالجیل الناشی ان یقتدی بقدوتهم المثیلة ویتأس أسوتهم النبیله وانتهز هذه الفرصة لأعرب لقم عن صادق تقدیری واحترامی ومودتی سائلین الله سبحانه أن یتقبل هذا السعی المشکور و یجعله کعمل صالح و خدمة الدین الحنیف

وتقبلوا بقبول فائق الاحترام والامتناه

الدکتور محمدعبدالحکیم الأزهری

(مساعد الأمین العام جامعة مرکزالثقافة السنیة الاسلامیة)
الجوال: 09446418830

پائندہ وقار کی علامت

شیخ الطریقت حضرت علامہ سید محمد جیلانی محامد اشرف کچھوچھوی، مدظلہ العالی (کچھوچھہ مقدسہ)

وہ خاندان زندہ اور پائندہ وقار کی علامت بن جاتا ہے جس کے وارثین اپنے اکابرین کی خدمات دینیہ کو زندہ و پائندہ رکھتے ہیں، ان کے نظام تعلیم وتربیت اور سرمایۂ افکار ونظریات کی حفاظت وسلامتی، اشاعت وابلاغ کے لئے عملی نقشہ بناتے ہیں۔

یاد کیجئے! اس تابناک دور کو جب سواد اعظم اہلسنت وجماعت کے اکابرین نے فتنۂ وہابیہ کے سامنے باندھ باندھنے کا مجاہدانہ وعزیمانہ کردار ادا کیا تھا آج ضرورت ہے کہ آپسی اختلاف سے بلند ہوکر اس باندھ کو مستحکم کیا جائے تاکہ ہماری نئی نسل کیلئے وہ قصۂ پارینہ نہ بن جائے۔ ابھی سویرا ہے ضرورت آواز دے رہی ہے کہ سواد اعظم کے تمام علمی وروحانی خانوادوں کے وارثین اس راہ میں اپنا اپنا عملی کردار ادا کریں۔

الحمد للہ! خانوادۂ رضویہ کے علماء ومشائخ خصوصاً تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازھری قادری رضوی نے اس جانب اپنی علمی وتحقیقی صلاحیتوں کا رخ موڑا ہے۔

کتاب المعتقد المنتقد سیف اللہ المسلول، امام المحققین، سند المتکلمین، سید المحدثین حضرت العلام الشاہ فضل رسول قادری بدایونی علیہ الرحمہ والرضوان کی ڈیڑھ سو سال پہلے کی وہ انقلاب آفرین تصنیف، جس نے وہابیت ونجدیت کی خانہ ساز کفری مشین کے سارے کل پرزے بکھیر کر رکھ دیے ہیں۔ تقویۃ الایمان کے تکفیری فتنے سے اس وقت کے حالات کی سنگینی ملاحظہ ہو:

تاج العرفا حضرت علامہ شاہ سید محمد فاخر الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

"جب اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان لکھی اور سارے جہان کو مشرک وکافر بنانا شروع کیا تو اس وقت حضرت شاہ صاحب (عبد العزیز محدث دہلوی) آنکھوں سے معذور ہو چکے تھے اور بہت ضعیف بھی تھے افسوس کے ساتھ فرمایا میں تو بالکل ضعیف ہو گیا ہوں، آنکھوں سے بھی معذور ہو چکا ہوں ورنہ اس کتاب کا اور اس عقیدۂ فاسد کا رد بھی تحفۂ اثنا عشریہ کی طرح لکھتا کہ لوگ دیکھتے۔"

(ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری، ماہنامہ پاسبان امام احمد رضا نمبر ص ۱۹۔۲۰۔ ماخوذ از احوال مصنف المعتقد المنتقد)

ناظرین! مذکورہ بالا اقتباس میں ڈیڑھ سو سال سے جاری وہابی جارحیت ودہشت پسندی کی ہلکی سی جھلک نظر آ رہی ہے۔ کریم تعالی سیف المسلول کی قبر اطہر پر رحمتوں کے پھول برسائے جنہوں نے اسماعیلیہ وہابیہ کے فتنۂ تکفیر کے سامنے مضبوط ومستحکم باندھ باندھا اور آنے والی نسل کو چراغ راہ منزل عطا فرمایا۔ جاتے جاتے یہ بھی فرما گئے کہ:

الحمد للہ! فرقۂ باطلہ اسماعیلیہ اسحاقیہ کا رد پورے طور پر ہو چکا، دربار نبوت میں میری یہ سعی قبول ہو چکی، میرے دل میں اب کوئی آرزو

باقی نہ رہی میں اس دار فانی سے جانے والا ہوں۔

بالآخر اسلام وسنیت کا عظیم سپوت علم وعرفان کی تاریخ ساز دھرتی بدایوں میں 1872ء میں ایسا خاموش ہوا کہ گویائی ہاتھ باندھ کھڑی ہے، حق وباطل کے بیچ وہ "فیصلہ حق" فرمایا جو ہر دور کیلئے مشعل راہ ہے۔

عبقری باپ کا عبقری فرزند

ناظرین! وقت گذرتا رہا گذرتا رہا، لوگ آتے رہے، عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گیت گاتے رہے، اعداء دین سے نبرد آزما ہوتے رہے، ایسے پاکباز مجاہدوں کی طویل فہرست ہے جنہوں نے گستاخان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکوبی کی مگر باطل نت نئے انداز میں گھات لگا کر اپنا کام کرتا رہا، غارت گری ایمان کی سازش میں مصروف عمل رہا۔ مشیت الٰہی نے پیاری پیاری کروٹ لی اور سرزمین بریلی کا انتخاب فرمایا حضرت نقی علی خان کے گھر میں احمد رضا آیا یعنی امام المتکلمین کے گھر امام المجددین کی ولادت (1856ء میں) ہوتی ہے۔

عبقری باپ کا عبقری فرزند عبقری شخصیات کے زیر سایہ پلا بڑھا یہ تو دنیا دیکھ رہی تھی مگر معجزۂ نبوی کا رنگ، مشیت الٰہی کا سنگ، غوث و خواجہ کے فیضان کا ڈھنگ لئے وہ فرزند تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی الہامی علامت بن کر ابھرا اکابرین اہلسنت کے ذریعہ گستاخان رسول کی نقاب کشائی کی، تجدید واحیاء فرماتے ہوئے فتنۂ شرک وکفر کے تابوت پر آخری کیل ٹھوک دی، اور مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے نیاز میں عشق ومحبت صحابہ واہل بیت کی عظمت وحرمت کے پرچم لہرائے۔ جسکی بدولت آج سواد اعظم اہلسنت اوران کی خانقاہیں، درگاہیں ومدارس اپنے دینی وملی تشخص کیساتھ جاری وساری ہیں، اور اس طرح محدث دہلوی اور امام بدایونی کی تمنا وتحریک کی تکمیل ہوئی۔ یاد رہے کہ المعتقد المنتقد پر پچاس سال بعد حاشیہ بنام المعتمد المستند لکھ کر ثابت فرمادیا کہ شان مجددیت سے مالا مال امام احمد رضا مجددانہ شان بان رکھتے تھے، میری اس بات پر اکابرین وقت کا خراج تحسین گواہ ہے امام احمد رضا ارباب علم ودانش کی نظر میں کا مطالعہ قارئین کیلئے کافی ہوگا۔

لیجئے! دونوں اکابرین (امام بدایونی وامام بریلوی علیہما الرحمہ) کا طرز اشدیت، دقت نظر، اصابت فکر اور تحقیقی گرفت کا انداز قہاری ملاحظہ فرمائیں:

"اور تجدیوں کے سرغنہ "تقویۃ الایمان" میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مثال ایسے بادشاہ سے دی جو ایسے چور پر رحم فرماتا ہے جس نے چوری کو اپنا پیشہ نہ بنایا بلکہ شامت نفس سے اس سے یہ خطا سرزد ہوئی اور وہ اس پر پچھتاتا ہے، رات ودن ڈرتا ہے، لیکن سلطان اپنے قانون سلطنت کے پیش نظر بے سبب اس کو معاف کرنے پر قادر (121) نہیں تاکہ لوگوں کے دلوں میں اس کے حکم کی قدر نہ گھٹ جائے۔ اس کی عبارت کا مضمون پورا ہوا جو اس مقام کے لائق ہے۔"

(المعتقد المنتقد، مصنفہ حضرت فضل رسول بدایونی، ص 147)

اس پر امام احمد رضا نے 121 نمبر دیکر جو حاشیہ لکھا ہے اسے ملاحظہ کریں:

"(121) یوں ہی اس کی کتاب "تقویۃ الایمان" کی پرانی مطبوعہ اصل میں تھا جو دارالسلام دہلی میں چھپی پھر اس کے اذناب نے اس میں تحریف کردی اور "قادر نہیں" کی بجائے "نہیں کرتا" کردیا اور یہ کلام پھر بھی جیسا کہ تم دیکھتے ہو گمراہی اور اعتزال سے خالی نہیں

اور کیا عطار اس کو بنا سکتا ہے جس کو زمانہ نے بگاڑا۔" (المعتمد المستند محشی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ص 147)

ارفع صلاحیتوں کا زندہ ثبوت

محترم ناظرین! مندرجہ بالا دونوں اقتباسات بڑی آسانی سے سمجھ میں آگئے ہونگے۔؟

کیا آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ امام بدایونی وامام بریلوی کا یہ اسلوب بیان ہے؟

ارے پیارے! المعتمد المنتقد فاضل بدایونی نے اور اس پر حاشیہ المعتمد المستند فاضل بریلوی نے عربی زبان میں لکھا ہے اور جس مندرجہ بالا اقتباس کو ہم نے پڑھا اسے اہلسنت کی نئی نسل کیلئے تاج الشریعہ ملک الفقہا حضرت العلام اختر رضا خاں ازہری صاحب نے ان دونوں اکابرین کے ادق بحث کو آسان اور فہم سے قریب اسلوب سے مزین ایسا ترجمہ کیا کہ گویا خود ان کی تصنیف ہے۔

المعتمد کے ترجمہ میں اگر ایک طرف ثقاہت وصلابت ہے تو دوسری طرف دقت نظر و ہمہ گیریت بھی ہے۔ صحت وقوت کے ساتھ پختگی ومہارت بھی ہے۔ ترجمہ مذکور علامہ ازہری میاں کی ارفع صلاحیتوں کا زندہ ثبوت ہے۔ **اللھم زد فزد۔**

زیر نظر کتاب المعتمد المنتقد کے مقدمہ میں اہلسنت وجماعت کے عقائد ونظریات پر مشتمل سرمایہ علمی کو حقیقی تناظر میں پیش کر کے فرق باطلہ کے پرفریب رنگ وروپ سے سادہ لوح عوام اور پوری ملت اسلامیہ کو محفوظ کرنے کا عزم دہرایا گیا ہے۔ اور ایسی تمام تحقیقی کتب کو نصاب تعلیم میں داخل کرنے کی درد بھری اپیل بھی کی گئی۔ یہ ایک اچھی پہل ہے جسے کسی مشربی عصبیت سے بلند ہو کر ہم سب کو اپنی حصہ داری درج کرانی ہوگی ورنہ ہمارا تو حال بے حال ہے سنی دنیا کے اکثر وبیشتر شعبہ ہائے زندگی میں دور ونفور کا ماحول گرم ہوتا جا رہا ہے۔ ہمارا سارا علمی، فکری، تحقیقی اور عملی نظام بغیر کسی نظم وضبط کے چل رہا ہے اسی وجہ سے ہم ملت کی "نسل نو" کو جو کچھ منتقل کرنا چاہتے ہیں اس میں کماحقہ کامیابی وکامرانی نہیں مل پا رہی ہے۔

تمنائے درویشانہ اور دعائے فقیرانہ

فقیر اشرفی اہل زمانہ کی شکوہ سنجیوں اور حالات کی سنگینیوں پر ماتم کرنے کا قائل نہیں ہے۔ میرا ماننا ہے کہ "اندھیرے کو کوستے رہنے سے بہتر ہے کہ ایک چراغ جلا دیا جائے۔" کاش امام احمد رضا سوسائٹی کولکتہ ایک ایسا ہی روشن چراغ ثابت ہو جس کے ذریعہ چراغ سے چراغ روشن ہوتے رہیں۔ آخر میں فقیر اشرفی خانوادہ رضویہ کے اکابرین اور حضور محدث اعظم ہند اور اکابرین خانوادہ اشرفیہ کے مابین افادہ واستفادہ کے جو انمٹ نقوش رہے ہیں انہیں کے حوالے سے آج خانوادۂ رضویہ کے موجودہ اکابرین واصاغرین کے لئے دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہے کہ وہ رشد وہدایت، بیعت وارادت، قیادت ورہبری کی ارتقائی منزلوں تک پہنچیں۔ ترقی وعروج کی بلندیوں پر نظر آئیں۔ خانوادے کا ہر فرد خوب سے خوب تر کی راہ پر گامزن ہے۔ اس میں مزید پروگریس ہو، چوگنی اضافہ ہوتا رہے اس تمنائے درویشانہ کے ساتھ اخلاص بھری دعائے فقیرانہ اور ہدایت وگزارش بھی ہے کہ باباداد کی عظیم قربانیوں، دین حنیف کی راہ میں جس مرد مجاہد نے خون جگر جلا جلا کر چراغ مصطفوی کو مدھم ہونے نہیں دیا، گستاخان رسول کی لومۃ لائم سے بے نیاز احقاق حق اور ابطال باطل کا عملی کارنامہ انجام دیا ہے۔ خدارا! اسے ہمیشہ پیش نظر رکھیں کہ امام احمد رضا رشد وہدایت وبیعت ارادت کے مقدس میدان میں شیخ الصوفیاء وامام العرفا تھے تو دوسری طرف علمی جلالت، شان تجدید، عشق مصطفوی، تحقیقی خدمات اور کثیر الجہات علوم وفنون کے مرکزی نقطہ بنے رہے، جس کی

وجہ سے بریلی "مرکز اہلسنت" جانا و مانا جاتا ہے۔ حالات کا تقاضہ اور وقت کی پکار بھی یہی ہے کہ خانوادہ رضویہ کے ہر ذمہ دار کی ملی و دینی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے جد کریم امام احمد رضا کی تحقیقی و تجدیدی خدمات کو عصر جدید میں عصری تقاضوں سے مالا مال امۃ مسلمہ تک بطریق احسن ابلاغ وارشاد کا فریضہ انجام دیں۔

یادرکھیں! خانوادہ رضویہ اور اشرفیہ کے مابین ایک صدی پر مشتمل مودت و عقیدت کا جو رشتہ رہا ہے اسی شمع ہدایت سے روشنی پا کر فقیر اشرفی نے 1976ء میں المیزان کے امام احمد رضا نمبر کے توسط سے پھول نہ سہی پھول کی پتی ہی پیش کر کے بارگاہ امام احمد رضا میں عملی خراج عقیدت پیش کیا تھا جسکے مشہور اداریہ کا نشان جلی تھا "آج دنیا کو احمد رضا چاہئے" میرا سوز دروں یہی ہے کہ امام احمد رضا سوسائٹی اور اسکے فعال چیئرمین محب گرامی علامہ شاہد القادری انہی خطوط پر اپنا ورک جاری و ساری رکھیں گے، جس سے سنی دنیا کو بڑے دوررس اور مثبت نتائج حاصل ہوں گے۔ اس راہ میں ضرورت ہے اخلاص، اخلاق اور استقامت کی۔ امام احمد رضا سوسائٹی کولکتہ کے حوصلہ مند اراکین و معاونین کو فقیر اشرفی کی طرف سے "تجلیات تاج الشریعہ" کی اشاعت پر مبارک باد، شاد باد۔ مولیٰ تعالیٰ جل جلالہ بطفیل رسول اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کو اپنی راہ پر چلتے رہنے و چلاتے رہنے کی توفیق دائمی عطا فرمائے۔ آمین۔

تاج الشریعہ ایک ہمہ گیر شخصیت

فخر سادات حضرت علامہ سید عرفان مشہدی مدظلہ العالی بریڈفورڈ (انگلینڈ)

سرزمین پنجاب پاکستان بڑی زرخیز ہے جہاں بڑے بڑے قدآور علماء و فضلا پیدا ہوئے ان میں خطیب اہل سنت مناظر اہل سنت فخر سادات سید محمد عرفان مشہدی مدظلہ العالی موجودہ عصر میں سرفہرست ہیں آپ کے والد گرامی محدث وقت حضرت علامہ سید جلال الدین شاہ صاحب جو صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ امجد علی رضوی اعظمی اور محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد رضوی صاحب علیہ الرحمہ کے شاگرد ہیں بریلی شریف میں آپ نے دورۂ حدیث کی تکمیل کی اور اول درجہ کی کامیابی حاصل کر کے سند فراغت حاصل کی۔ حضرت علامہ عرفان شاہ فی الحال برطانیہ میں دین وسنیت کی عظیم خدمات انجام دے رہے ہیں اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترجمانی لومۃ لائم کی پرواہ کئے بغیر بے خوف وخطر فرمارہے ہیں۔ ادارہ ان کا تہہ دل سے شکر گزار ہے کہ مولانا محسن رضوی صاحب مدظلہ العالی مقیم حال بولٹن (انگلینڈ) کی تحریک پر یہ تحریری مرقع انہوں نے عطا فرمایا۔ (ش۔ قادری)

بریلی ایک روایتی خانقاہ نہیں ہے، بریلی محض ایک دارالعلوم نہیں ہے بریلی صرف ایک تصنیفی اکیڈمی نہیں ہے۔ بریلی ایک اشاعتی مرکز بھی نہیں ہے کیوں کہ ان تمام حیثیات کے حامل مراکز کے لئے جس نوع کے رجال کار کی ضرورت ہوتی ہے وہ کمیاب تو ہیں نایاب نہیں ہیں کم

یا زیادہ استعداد کار کے رجال کو مذکورہ حیثیات کے ادارے منظم کیے ہوئے ہیں جو اپنے اپنے رجال کار کا استعداد کے مطابق کارکردگی دے رہے ہیں۔ ایک روایتی خانقاہ کے منتظم کو خانقاہ میں آنے والے لوگوں کی طبعی ضرورتوں اور حوائج کے انتظامات کا خیال رکھنا ہوتا ہے اور مروج محدود اوراد و وظائف کے سربراہ کی کارکردگی اس صورت میں قابل تعریف سمجھی جاتی ہے جب وہ تعلیمی درجات کے نصاب کی جانکاری کے ساتھ ساتھ اساتذہ کی صلاحیتوں کی جانچ رکھتا ہو اور تعلیمی منتظم کے ساتھ ساتھ طلبہ کے خورد و نوش اور اقامتی ضروریات کے لیے اسباب و ذرائع تازہ اور بروقت انہیں بروئے کار لانے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ ایک تصنیفی اکیڈمی کے لیے تحقیق و تدقیق کے حامل ذی استعداد لوگوں کی جانچ پرکھ کے ساتھ ساتھ اپنے مطلوبہ مضامین کے مطلوبہ کتب کی دستیابی جیسے امور میں مہارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک اشاعتی مرکز کو طباعت کے متعلقہ امور اور مارکیٹ میں اس کی مطلوبہ اشیاء کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ پریس کتابت کمپوزنگ پروف ریڈنگ سے لے کر جلد بندی تک اور پھر کتابوں کے تعارف اور مارکیٹنگ کے امور پر مہارت کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہ تمام سرگرمیاں بھی اپنے اندر ایک بڑا پھیلاؤ، کام کی ہمہ جہتی اور صلاحیت کے وفور کا تقاضا کرتی ہیں مگر بایں ہمہ بریلی کی ضروریات اور اس کے تقاضے ان تمام مذکورہ امور سے زیادہ اور مختلف ہیں کیوں کہ بریلی صرف ایک مقام نہیں بریلی کسی کمیت و مقدار کا نام بھی نہیں بریلی تو ایک فکر کا نام ہے بریلی ایک عزیمت کا نام ہے بریلی ایک دعوت کا نام ہے بریلی ایک تحریک کا نام ہے بریلی کے لیے ایک عقیدت مندوں کا حلقہ تشکیل دینے مریدین کا ایک جم غفیر اکٹھا کرنے کا کام نہیں ہے بلکہ ایک کیفیت ایک مزاج و مذاق کا نام ہے۔ پنجاب (پاکستان) کی ایک بڑی درس گاہ سے تعلق رکھنے والے شیخ خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ بریلی کی تحریک ایک سلسلہ کی نہیں تمام اولیاء اللہ کی عظمت کی تحریک ہے اولیاء اللہ کی وجاہت قلوب مومنین میں بٹھانے کی تحریک ہے اس وجہ سے امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تمام سلاسل کے متعلق کے محسن ہیں کیوں کہ وہ سب سلاسل کے مشائخ کی عظمت کی حفاظت اور دفاع کرنے والے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ان کی شخصیت وہ آسان سجادگی یا پیری نہیں جس کا دائرہ صرف عقیدت مندوں سے خراج عقیدت لینا اور ان کی محبتوں کا ادراک کرنا نہیں بلکہ بے یقین انسانوں کے قلوب واذہان میں اہل اللہ اور سلاسل اولیاء اللہ کے بارے میں یقین وایمان کے انوار و تجلیات دلائل براہین کی وہ شمعیں روشن کیں کہ عصر حاضر میں خاص طور پر برصغیر اور عام طور پر دنیا بھر کے اہل اسلام امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مساعی جمیلہ کے نہ صرف معترف بلکہ بجا طور پر ممنون واحسان ہیں ایک دار العلوم کا مہتمم اس وقت اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ سمجھا جاتا ہے جب تعلیمی نظم کے ساتھ اس کی نگرانی میں تحصیل کرنے والے طلباء نصاب کی تکمیل کریں اور امتحانات میں اچھے نشانات کے ساتھ جودت فکر کا مظاہرہ کریں اور خدمات کے شعبہ جات میں باحسن وجوہ کام دکھائیں بریلی کو بھی اس معیار پر پورا اترنا ہوتا تو آسانی تھی مگر کیا بات ہے کہ خریطۂ عالم پر پھیلی ہوئی درس گاہوں سے عقیل کرنے والے اور ان چشمہ ہائے حکمت سے سیراب ہونے والوں سے جب بھی ملنے کا موقعہ ملتا ہے تو ان کی سخن سنجیاں، نکتہ آفرینیاں، تعلیمی موشگافیاں، خطابت کی جولانیاں ملاحظہ کرتے ہوئے یک گونہ بے چینی طبیعت کو تلخ کردیتی ہے اور یہ احساس شدت سے پیدا ہوجاتا ہے کہ سامنے بیٹھے شخص میں بہت سی خوبیاں دیکھنے کے باوجود بریلی نہیں دیکھی گویا بہت بڑی کمی رہ گئی جیسے فصاحت وبلاغت، علمی استعداد، حسن بیان وغیرہ آلات تو اس نے اکٹھے کر لیے مگر رزم گاہ حق و باطل میں جس جذبہ صادق جس لگن جس تڑپ جس اندرونی داعیہ کی ضرورت پڑے گی وہ اسے حاصل نہیں ہیں۔ نتیجہ یہ سب ہتھیار جو اس جانفشانی سے اس نے اکٹھے کیے ہیں یہ بھی بے کار ہوجائیں گے وہ لگن وہ جذبہ وہ تڑپ جو استعداد کو بروئے کار لانے کا محرک بن جاتی ہے کھرے لفظوں میں اسی کو بریلی کا مزاج و مذاق کہتے ہیں

اور اسی کو فکر رضا کہا جاتا ہے۔ عصر حاضر میں تحقیق و تدقیق تصنیف و تالیف میں جن اصولوں کو حرز جاں کیا جاتا ہے اس میں لفظ کو تقدم حاصل ہے اس کی آرائش و زیبائش پیرائے بیان، صورت کا جمال ہی سکہ رائج الوقت سمجھا جاتا ہے ایسی عبارت آرائیاں اور بے معنی نکتہ آفرینیاں، قصہ گوئی وسحر کاری اور داستان سرائی کے جلوے دیکھ کر ہی انداز و اسلوب نگارش کے دلدادگاں شعر العجم کے لکھاری اور غبار خاطر کے دھواں چھوڑتے قلم کار کو شمس العلماء اور ابوالکلام کے خطابات سے نوازتے ہیں مگر الامان والحفیظ مقاصد پر جس کی نظر ہو وراثت نبویہ کی معنویت سے جو آشنا ہو خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آخری امت کے صاحب علم کی منصبی ذمہ داری کی حقیقت جس پر الم نشرح ہو وہ جائے کی پیالی پر عبارت آرائی کے مینار کھڑے نہیں کرتا اس کی جگر کاریوں کا میدان لغت فارس کی جگالی نہیں ہوتی نہ ہی نظم و نثر کے جواہرات صنف نازک کے جسمانی کرشموں پر لٹاتا ہے بلکہ اس کے منابع فکر اور معادن ذوق سے الامن والعلی کے میٹھے چشمے لہراتے ہیں الدولۃ المکیہ جیسے آبدار موتی برآمد ہوتے ہیں اور حیات الاموات جیسا شہد خالص حاصل ہوتا ہے اور سلطنت مصطفےٰ جیسا ہزار منظر ہیرا چمکتا ہے جان لو یہی ہے بریلی کا امتزاج و مذاق یہی ہے وہ جام طہور جس دل میں اترتا ہے رگ و پے میں بجلیاں کوند جاتی ہے رگوں میں خون کی طرح فکر رضا گردش کرتی ہے اس مزاج و مذاق کے ساتھ جب قلم اٹھتا ہے تو لوح قرطاس پر الفاظ نہیں پارہ ہائے جگر بصورت رسوم بھرتے ہیں، فکر رضا کا خطیب مجمع کا زیر و بم سامعین کی داد و تحسین اور غل و غش کو خاطر میں نہیں لاتا وہ تو اپنے خون جگر سے محبوب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و ناموس پر دو جہاں قربان کرنے والے جذبوں کی نقش گری کرتا چلا جاتا ہے۔

ایسی تحریک "ایسی دعوت" ایسے مزاج و مذاق کو جس قسم کے قائد اور رہبر کی ضرورت ہو سکتی ہے وہ جس کا علم، فقاہت، اور بصیرت قابل بھروسہ ہو جس کا کردار سیرت نبویہ کا مرقع ہو جو نہ صرف تہذیب الاخلاق سے آگاہ ہو بلکہ تدبیر منزل سے بھی آشنا ہو اور خلوت و انجمن کو ایک خوبصورت توازن کے ساتھ لے کر چلتا ہو اور اس کے لئے سیاست مدنیہ کے فلسفہ کا ہی نہیں اس کی عملی تجربات کے بحر کا بھی شناور ہو صبر و حوصلہ استقلال و استقامت کا حظ وافر رکھتا ہو۔ چشم بینا کے ساتھ تعمق نظر کا حاصل بھی ہو بدلتے ہوئے حالات و تغیرات پر نظر رکھتا ہو مگر موسمی نعروں ہنگامی تحریکوں کے محض مدو جزر رہی نہیں، ان کی تہہ تک پہنچنے کی حراست رکھتا ہو، حدیثی فوائد، فقہی نتائج، تبلیغی مساعی، ترجیحی اسلوب قوت استدلال واستنباط اہل اسلام کا عام رجوع اور محبت صبر و تحمل، جرأت و اظہار، بلاخوف لومۃ لائم اظہار حق، ایک طویل مدت تک اعلیٰ روایات کو بڑی متانات کے ساتھ نہ صرف سنبھال کر رکھنا بلکہ اس میں قابل ذکر اضافہ کرنا ان تمام امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک متین تجزیہ یہ ہے کہ دور حاضر میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ حضور حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ سرکار مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے سچے جانشین افکار رضا کے کھرے وارث و قائد حضور تاج الشریعہ مفتی اعظم علامہ الشاہ اختر رضا قادری رضوی بریلوی دامت برکاتہم ہیں۔ خوگر حمد سے مسموع ہو سکے تو اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے عطا فرمودہ محبوبیت کے ادراک کے ساتھ امصار و بلاد میں بکھرے ہوئے مشتاق رضا کو ایک لڑی میں پرونے کی ضرورت ہے ہر ملک اور علاقہ میں اس کا رہبر و امام الگ نہ ہو بلکہ تحریک فکر رضا کا مرکز و محور بھی شہر رضا ہو اور خانوادہ رضا ہی ہو تو کیا خوب ہو۔

گونج گونج اٹھے ہیں نغمات رضا سے بوستاں
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے

تاج الشریعہ کا سہ لسانی ادب پر عبور

محدث کبیر حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ امجدی مدظلہٗ العالی

تاج الشریعہ حضرت علامہ ازہری صاحب زید مجدہ یگانہ روزگار محقق اور صاحب بصیرت عالم وفقیہ ہیں۔ علم وافضل اور زہد وتقویٰ میں آپ اپنے جد امجد امام اہلسنت سیدی اعلیٰ حضرت کے وارث منفرد ہیں۔ احقاق حق وابطال کا تحقیقی انداز آپ کو وراثت میں ملا ہے آپ خداداد وجاہت سے متصف ہیں۔ اسی لئے عرب وعجم کے عوام وخواص آپ سے حصول فیض کے مشتاق رہتے ہیں اور آپ کی زیارت کو تازگی ایمان کا ذریعہ مانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو کئی زبانوں پر ملکہ خاص عطا فرمایا ہے۔ زبان اردو تو آپ کی گھریلو زبان ہے اور عربی آپ کی مذہبی زبان ہے۔ ان دونوں زبانوں میں آپ کو خصوصی ملکہ حاصل ہے جس پر آپ کی اردو اور عربی نعتیہ شاعری شاہد عدل ہیں۔ آپ کے برجستہ اور فی البدیہہ نعتیہ اشعار فصاحت وبلاغت حسن ترتیب اور ندرت تخیل میں کسی کہنہ مشق استاد کے اشعار سے کم درجہ نہیں ہوتے۔ عربی زبان کے قدیم وجدید اسلوب پر آپ کو ملکۂ راسخ حاصل ہے۔ آپ کی خطابت وشاعری اور ترجمہ نگاری کسی پختہ کار عربی ادیب کے ادبی کارناموں پر بھاری نظر آتی ہے۔ جامعہ ازہر کے دور تحصیل میں جب آپ کا عربی کلام ازہر کے شیوخ سنتے تو کلام کی سلاست ونزاکت اور حسن ترتیب پر جھوم اٹھتے اور کہتے تھے کہ یہ کلام کسی غیر عربی کا محسوس ہی نہیں ہوتا۔

یہ واقعہ میرے سامنے ہی کا ہے کہ زمبابوے میں ایک مصری شیخ نے آپ کے حمدیہ اشعار سنے تو بہت محظوظ ہوئے اور اس کی نقل کی فرمائش بھی کر ڈالی حضرت علامہ ازہری کو میں نے انگلینڈ، امریکہ، ساؤتھ افریقہ، زمبابوے وغیرہ میں برجستہ انگریزی زبان میں تقریر ووعظ کرتے دیکھا ہے اور وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں سے آپ کی تعریفیں بھی سنیں اور یہ بھی ان سے سنا کہ حضرت کو انگریزی زبان کے کلاسیکی اسلوب پر عبور حاصل ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ آپ جو کچھ لکھتے بولتے ہیں اس میں تکلفات کا دخل نہیں ہوتا بلکہ آپ کے مضامین یا ترجمہ نگاری عموما بذریعہ املاہی ضبط قلم کیے جاتے ہیں۔ اس لئے آپ کے علمی کارنامے برجستگی ہی سے متصف ہوتے ہیں پھر ہر بات دلائل سے مبرہن وقت معانی پر مشتمل جامعیت سے لبریز ہوتی ہے آپ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے کئی نادر روزگار علمی مباحث وتحقیقات پر مشتمل کئی رسالوں کی تقریب وحاشیہ نگاری املا کرا چکے ہیں مشائخ عرب نے انہیں پسند فرمایا اور اپنی تقریظات بھی ثبت فرمائیں۔ رب قدیر حضرت تاج الشریعہ علامہ ازہری مدظلہٗ العالی کی عمر وصحت میں برکت دے۔ آمین بحرمۃ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ علیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

تاج الشریعہ ایک عظیم محقق

شیخ القرآن حضرت علامہ عبداللہ خاں عزیزی دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی

اما بعد!

حضرت علامہ محمد اختر رضا خاں ازہری مدظلہ العالی علینا وعلی سائر المومنین ایسے خانوادہ کے چشم و چراغ ہیں جس کے بارے میں یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ علوم اسلامیہ وفنون دینیہ کو زندہ رکھنے میں عظیم الشان کارنامہ انجام دیا ہے۔

اس خانوادے کے جتنے ارکان واعیان ہیں نہ صرف یہ کہ دینی ماحول کے پروردہ ہیں بلکہ جدید ہندستان میں اپنے نمایاں خدمات کے سلسلے میں خوب خوب سراہے جاتے ہیں انہیں نجوم آسمان علم وفن میں علامہ اختر رضا خاں ازہری برصغیر ہندو پاک میں ایک محقق کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ان کی تصنیفات وتالیفات کے مطالعہ سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتباع وپیروی میں انہوں نے سنیت کی لاج رکھ لی۔گو کہ وہ جامع ازہر مصر کے ایک زبردست فاضل ہیں اور اس قدیم درسگاہ کے فضلاء کے بارے میں عام تاثر یہ ہے کہ ان میں ایک گونہ اپنے مسلک ومذہب سے دوری پیدا ہو جاتی ہے اور وہ سنیت کے معاملہ میں متصلب نہیں رہتے ہیں تاہم علامہ اختر رضا خان ازہری کی تحریروں اور ان کے مضامین ومقالات سے یہ بات بالکل واضح ہوتی ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک اعلیٰ درجہ کے پیروکار ہیں۔

نجدی وہابیوں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا پر جو یہ کیچڑ اچھالا تھا کہ وہ ایک نئے مذہب کے بانی ہیں۔جس کا تعلق دین اسلام سے یکسر نہیں ہے اور بڑی دریدہ دہنی کے ساتھ اس بارے میں کتابیں لکھی گئیں اردو زبان میں تو بہت ساری وہابی دیوبندیوں نے امام احمد رضا کی شان میں گستاخانہ الفاظ لکھ مارے جن کے جوابات اپنی جماعت کے دانشوروں نے بڑے حسین انداز میں دیا۔لیکن عربی زبان میں عربوں کو غلط فہمی میں ڈالنے کے لئے جو کتابیں لکھی گئیں ان کا جدید عربی میں اپنی جماعت کی طرف سے کسی عالم وفاضل نے کوئی جواب نہیں لکھا مگر علامہ اختر رضا خاں ازہری نے مراۃ النجدیہ فصیح عربی زبان میں لکھ کر وہابیوں کو دندان شکن جواب دیا۔اسی ایک کتاب پر منحصر نہیں بلکہ مختلف موضوعات پر آپ کے قلم حقیقت رقم سے جو مقالات نکلے وہ بھی پایہ تحقیق میں بلند وبالا ہیں۔مثلاً قدیم وجدید مفسرین کرام کے درمیان حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے والد کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔کچھ اہل علم اس بات کے قائل ہیں کہ ان کے والد کا نام آزر ہے۔جس کا تذکرہ قرآن حکیم میں ہوا ہے لیکن دوسرے مفسرین کرام اور اہل علم اس نظریہ کو قطعاً مسترد کرتے ہیں۔جب ناپختہ ذہن کے لوگ اس اختلاف پر غور کرتے ہیں تو وہ ششدر وحیران رہ جاتے ہیں۔حضرت علامہ ازہری نے اس سلسلے میں اپنے قلم کی روانی وجولانی دکھائی ہے۔انہوں نے دلیلوں سے ثابت کیا ہے کہ قرآن حکیم میں آزر کے لئے جو لفظ بولا گیا ہے اس سے مراد باپ نہیں ہے بلکہ چچا ہے جو بھی مقالات ومضامین ان کے قلم سے نکلتے ہیں وہ اپنی نوعیت میں نہایت اونچا مقام رکھتے ہیں۔اس لئے ہمارا یہ دعویٰ بالکل درست ہے کہ خانوادہ اعلیٰ حضرت میں اگر علامہ ازہری کے آباء واجداد کو چھوڑ دیا جائے تو ان سے بڑا کوئی محقق پیدا نہیں ہوا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل میں ان کا سایہ امت مسلمہ پر دراز تر فرمائے۔آمین ثم آمین۔

تاج الشریعہ ایک جہان علم وفضل

مفتی اعظم راجستھان حضرت علامہ مفتی اشفاق حسین نعیمی مدظلہ العالی، جودھپور☆09414476628

تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری ماشاء اللہ علم وفضل، زہد وتقویٰ وتدین میں یکتائے روزگار ہیں۔ علم وفضل، فقہ وتفقہ عربی زبان وادب کی مہارت وحذاقت اور زہد وتقویٰ، تصوف وتصلب فی الدین اور استقامت علی الشریعہ میں الولد سرلابیہ کے تحت سیدنا اعلیٰ حضرت حضرت حجۃ الاسلام وحضرت مفتی اعظم ہند کے عکس جمیل ہیں۔ گلزار رضویت کے ایسے شگفتہ گل ہیں جن کے علم وفضل اخلاص وللّٰہیت، خوف وخشیت حلم وتدبر اور فقہ وبصیرت کی خوشبو سے پوری دنیائے سنیت معطر ومشکبار ہے۔ دین وسنیت ومسلک اعلیٰ حضرت کے ایسے روشن مینارہ ہیں جس کی تابشوں اور ضیاء پاشیوں سے پوری دنیائے سنیت روشن ہے۔ زبان عربی میں ہمہ دانی کا یہ عالم ہے کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری پر زبان عربی میں حاشیہ نگاری فرمارہے ہیں۔ مزید برآں اسی طرح اور کئی دینی کتب پر ترجمہ وتحشیہ کا کام کررہے ہیں۔ عالم اسلام کو ایسی ذات پر ناز ہے۔ اسلام وسنیت کی ترویج واشاعت اور اس کے تحفظ وبقاء کے لئے ایک عظیم الشان دینی وعلمی ادارہ بنام مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا قائم کرکے دنیائے سنیت پر احسان فرمایا بیعت وارشاد اور اصلاح وتبلیغ کے ذریعہ ایک جہان کو مستفیض ومستنیر کررہے ہیں۔

شرعی کونسل آف انڈیا آپ کی سرپرستی وقیادت میں قائم ہوئی۔ یہ حقیقت میں امام الائمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب وتلامذہ کے طریقہ کار (سنت تدوین فقہ) کا احیاء ہے۔ تاکہ ہمارے مفتیان کرام اور بالغ نظر فقہاء کرام اکٹھا بیٹھ کر آپس میں تبادلہ خیال کرکے جدید مسائل میں قرآن وسنت واقوال سلف وخلف کی روشنی میں متفقہ فتویٰ دیں اور قوم مسلم کے لئے ایک لائحہ عمل طے فرمائیں۔ حضرت سیدنا امام اعظم علیہ الرحمۃ نے اپنے اصحاب وتلامذہ کی ایک جماعت مخصوص فرمائی تھی جو جزئیات پر کامل غور وخوض وبحث وتمحیص کرنے کے بعد کوئی فیصلہ کریں اس کے باوجود فقہا کرام نے بہت عرق ریزی، جانفشانی، دقیقہ بینی سے کام لے کر سیکڑوں کلیات اور ہزاروں جزئیات اپنی مصنفات میں درج فرمادیئے ہیں۔ جن کی روشنی میں قیامت تک پیدا ہونے والے حوادث کے احکام معلوم کئے جاسکتے ہیں۔ لیکن یہ کام آسان نہیں، جزئیات کے کلیات کے تحت ہونے نہ ہونے یا ایک جزئیہ دوسرے جزئیہ کے ساتھ علت میں مشترک ہونے کا فیصلہ آسان کام ہونا ضروری ہے۔ جس کے لئے آپ نے ماہر مفتیان کرام اور بالغ نظر علماء وفقہا پر مشتمل شرعی کونسل آف انڈیا کو قائم فرمایا جن کے دوررس نتائج اس محسوس دنیا میں محسوس کئے جارہے ہیں۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ آپ کے سایہ کرم کو جماعت اہل سنت پر تادیر قائم ودائم رکھے۔ عمر خضر عطا فرمائے حوادث زمانہ ونظر بد سے مامون ومحفوظ فرمائے۔ آپ کی دینی وعلمی وفقہی خدمات جلیلہ کو شرف قبولیت سے نواز کر دارین کی سعادتوں سے ہمکنار وسرفراز فرمائے۔ آپ کی علمی وفقہی تجلیات سے ایک جہان کو روشن ومنور فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وآلہ افضل الصلوات واکمل التحیات۔

تاج الشریعہ وارث علم وفن

استاذ الفقہا حضرت علامہ مفتی قاضی عبدالرحیم رضوی بستوی مدظلہٗ (بریلی شریف)

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلاۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم!

ہندستان میں جب طرح طرح کے عقائد اسلام سے متصادم، اسلام کی طرف سے منسوب ہونے لگے تو یہاں کے علماء نے ان پر سخت گرفت فرمائی اور کتابیں لکھ کر حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کر دکھایا اس فن کی ایک اہم کتاب ''المعتقد المنتقد ہے جسے سیف المسلول حضرت علامہ فضل رسول بدایونی قدس سرہٗ العزیز نے تصنیف فرمائی ہے۔ اس پر امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز کا حاشیہ بنام المستند المعتمد بناء نجاۃ الابد'' جس نے اس کی اہمیت وافادیت میں چار چاند لگا دیئے۔

چوں کہ یہ دونوں کتاب عربی زبان میں ہے اور سخت ہے اس سے صرف باصلاحیت علماہی استفادہ کرتے تھے اور ضرورت تھی کہ اس سے عوام وخواص بھی مستفید ہوسکیں۔

لہٰذا وارث علم وفن حضرت علامہ مولانا محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہ نے اس طرف دھیان فرمایا اور اسے صاف ستھری اور شائستہ اردو زبان میں ترجمہ املا کروادیا ہے ترجمہ خوب ہے اس میں کہیں کہیں علامہ موصوف کا حاشیہ بھی ہے۔ جس نے کتاب کے مشکلات کی نقاب کشائی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے مقبول انام فرمائے۔

اسی طرح حضرت ازہری صاحب قبلہ نے ٹائی کے مسئلہ پر تحقیقی رسالہ پیش کر کے امت مسلمہ پر کرم فرمایا اور یہ فتویٰ حضور سیدی الکریم مفتی اعظم ہند نور اللہ مرقدہٗ کا تھا اور تحقیق یہی ہے کہ ٹائی نصاریٰ کا شعار مذہبی اور شعار مذہبی کا استعمال کفر ہے۔ لہٰذا ٹائی کے استعمال سے خود بھی بچے اور اپنے بچوں کو بھی بچائے۔ مولیٰ تعالیٰ توفیق رفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

''نموذج حاشیہ الازہری علی صحیح البخاری'' کو بھی دیکھنے کا موقع ملا دل باغ باغ ہوگیا۔ تاج الشریعہ نے بڑی عرق ریزی سے بخاری شریف پر حاشیہ لگائی ہے اس سے آپ کے مبلغ علم کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ آپ کی تصنیفات میں دفاع کنز الایمان، الحق المبین، آثار قیامت، شرح حدیث نیت، ہجرت رسول، تصویروں کا حکم قابل ذکر ہیں اور حضور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز کی کئی اردو اور عربی کتابوں کا ترجمہ فرمایا ہے۔ حضرت تاج الشریعہ کو عربی زبان وادب پر کس قدر دسترس ہے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ مرکزی دار الافتاء بریلی شریف کی سرپرستی اور فقہی مسائل کے جزئیات پر عبور یہی کہا جاسکتا ہے سیدنا اعلیٰ حضرت اور سیدی حضور مفتی اعظم ہند کے فیوض وبرکات ہیں۔

مولیٰ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں برکتیں عطا فرمائے (آمین)

اختر ستان بندہ کا نیر اعظم

علامہ محمد عاشق الرحمٰن قادری حبیبی جامعہ حبیبیہ، الہ آباد (یوپی)

دو شخصوں کے قلوب کا ایک دوسرے کی طرف میلان درحقیقت ان کی ارواح کے اختلاف باہمی کا مظہر ہوتا ہے، اس لئے کہ روح ہی مدرک حقیقی ہے، اور وہی محرک قریب ہے جو اصدار حرکات کرواتا ہے۔ خواہ وہ حرکات قلبی ہوں یا غیر قلبی۔ اسی لئے یہ کہا گیا ہے کہ "انا یعنی 'میں' کہہ کر جسے تعبیر کیا جاتا ہے، وہ روح ہی ہے۔

پھر بقعہ عدم سے صفحہ موجود کی طرف آنے والا ہر امر اس سے بالذات موثر ہوتا ہے کہ حضرت مرید ازلی کے ارادہ ازلیہ کا اس کے وجود سے تعلق ہو جائے۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ روحوں کا اختلاف باہمی بھی ارادہ ازلیہ کے تعلق کا مرہون منت ہے۔ مقصدی ہے کہ ایک شخص کے قلب کا دوسرے کی طرف میلان اللہ تعالیٰ کے ارادہ ازلیہ کی وجہ سے ہوتا ہے، اگرچہ قدرت الٰہیہ کی عادت جاریہ کے پیش نظر ظاہر میں کسی سبب اور کسی علامت کی طرف اس کی نسبت کر دی جائے۔

یہ ایک عجیب بات ہے کہ بندہ کے قریب آنے والے ہر اس شخص کے قلب کا کچھ نہ کچھ میلان بندہ کی طرف ہو جاتا ہے، جس کے نام یا لقب کا پہلا جز "اختر" ہو، خواہ وہ مرد ہو یا زن ہو۔ بندہ کے مخلص دوست مولانا اختر حسین صاحب مرادآبادی الہ دادپوری رحمۃ اللہ علیہ کو بندہ سے ایسی محبت تھی کہ کچھ نہ پوچھئے۔ اسی طرح بندہ کی تلمیذہ اختر جہاں آرا میرٹھ کے قلب میں بندہ کا اتنا احترام تھا کہ بندہ نہیں بھول سکتا۔ مثال کے طور پر بندہ نے یہاں صرف دو اختروں کا ذکر کیا ورنہ ابھی کئی اختر ہیں، جن کے نام اس فہرست میں آنے کے قابل ہیں۔

بندہ کے اس "اختر ستان" کا ایک نیر عظیم ان کی ذات گرامی بھی ہے، جو چشم و چراغ خانوادہ سرکار اعلیٰ حضرت ہیں، نبیرہ حجۃ الاسلام بھی ہیں، اور جانشین مفتی اعظم ہند بھی ہیں۔ ظاہر ہے کہ بندہ کی مراد حضرت قاضی قضاۃ دیار ہندیہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ ہیں۔ جب بندہ سے ان کی ملاقات ہوئی، ان کا قلب بھی بندہ کی طرف مائل ہونے سے نہ بچ سکا۔ آخر وہ بھی تو "اختر" ہیں، اور بندہ کی نسبت سے "اختر" حضرات کی کیا کیفیت ہے، بندہ اوپر ذکر کر چکا ہے۔ اس طرح "عشق اول در دل معشوق پیدا می شود" کے مصادیق میں سے ایک مصداق کا بندہ کی حیوۃ سے تعلق ہو گیا۔

مخلوق کی طرف سے ہونے والی محبت کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ "الحب میل النفس الی شئی الکمال ادرک فیه بحیث یحمل علی ما یقربه الیه" یعنی کسی شئی میں کسی کمال کو پاکر اس کی طرف ہونے والا نفس کا ایسا میلان جو ایسے امر پر ابھار دے جو اس شئی کی طرف قریب کرے۔ حضرت ممدوح کی کشش کا یہ اثر ہوا کہ آپ کی خوبیاں ایک ایک کر کے بندہ کے سامنے آتی گئیں۔

۱۹۶۸ء میں بندہ کے مشائخ میں سے ایک عظیم ذات یعنی حضرت علامہ سید علوی بن عباس حسنی مکی مالکی قدس سرہ نے اپنے دولت کدہ واقع محلہ حلقہ، مکہ میں کیرالا کے ایک سنی شافعی اور بندہ کو اپنے شیخ حضرت علامہ محمد العربی المغربی التبانی قدس سرہ کا یہ قول سنایا تھا کہ "اذا جاء کم احد من الحجاج الهنود فاذکروا لدیه الشیخ احمد البریلوی فان یعنی (اے علماء عرب) جب تم

لوگوں کے پاس ہندوستانی حجاج میں سے کوئی شخص آئے، اس کے نزدیک (کتاب الدولۃ المکیۃ کے مصنف) شیخ احمد بریلوی کا ذکر کرو، اگر وہ شخص خوش ہوتا ہے تو وہ سنی ہے، اور اگر ناراض ہو تو وہ بدعت میں گرفتار ہے، اس طرح اس عربی عالم راسخ نے اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کی محبت کو سنیت کی علامت قرار دیا۔ حضرت ممدوح شاہزادۂ اعلیٰ حضرت ہیں۔

حضرت حجۃ الاسلام بریلوی قدس سرہ بندہ کے شیخ حضور مجاہد ملت قدس سرہ کے شیخ ہیں۔ حضرت ممدوح نبیرۂ حضرت حجۃ الاسلام ہیں۔ حضور مجاہد ملت قدس سرہ نے حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ کیلئے ''چچا پیر'' کے الفاظ استعمال کئے، انہیں ہمیشہ ''چچا پیر'' جانا اور مانا، اور ہمیشہ ''چچا پیر'' کی طرح ان کا احترام فرمایا۔ حضرت ممدوح جانشین حضرت مفتی اعظم ہند ہیں۔

ایک طرف متذکرہ بالا نسبتوں کا ادراک ہوتا گیا، دوسری طرف موصوف کی دوسری فضیلتوں کو بھی پہچانا۔ بندہ نے فضائل علیہ کو بھی ملاحظہ کیا، تصنیفی کارناموں کا بھی مشاہدہ کیا۔ بندہ حضرت ممدوح کی کئی تصانیف پر اپنے تاثرات کا اظہار بھی کر چکا ہے۔ اس طرح اس ''اختر اعظم'' کی طرف بندہ کے قلب کا میلان ہو گیا۔

قرآن کو خدا کی بنائی ہوئی کتاب قرار دینے پر گرفت کرنے اور توبہ کروا دینے کے بعد کتاب ''بشریٰ'' پر تقریظ لکھنے کی وجہ سے حضور مجاہد ملت قدس سرہ پر کفر کا حکم کیا گیا اور توبہ، تجدید ایمان وتجدید نکاح کا مطالبہ کیا گیا۔ اس پر مصنف ''بشریٰ'' کی جانب سے عبارت کی توضیح پر مشتمل استفتاء حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی خدمت میں پیش کیا گیا، اور حضور مجاہد ملت قدس سرہ نے یہ فرمایا کہ ''مصنف کی اس توضیح کے بعد اگر حضرت مفتی اعظم ہند حکم فرمائینگے، میں یہ سب کرونگا۔'' لیکن اس زمانے میں جو صاحب حضور مفتی اعظم ہند کی بارگاہ میں رسائی کے لئے واسطہ عظمیٰ کی حیثیت رکھتے تھے، ان کی مہربانی کی بدولت اس استفتاء پر حضرت مفتی اعظم ہند کی تصدیق سے مزین فتویٰ ایک طویل مدت کے گذر جانے کے باوجود نہیں حاصل ہو سکا، اور اس بات کا اندیشہ پیدا ہو گیا کہ آگے چل کر اس کا بڑا بھیانک نتیجہ سامنے آئیگا۔ اس وقت حضرت شاہزادۂ اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتی اعظم ہند مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ آگے بڑھے فتویٰ لکھا، جس پر حضرت مفتی اعظم ہند نے تصدیق فرمایا، اور حضور مجاہد ملت، نیز مصنف ''بشریٰ'' کی برأت ثابت ہو گئی۔ حضرت ممدوح کی طرف بندہ کے میلان قلب کا یہ ایک بہت بڑا سبب ہے۔ یہ واقعہ ۱۹۷۱ء کا ہے۔

بندہ بہت کم خواب دیکھتا ہے۔ دیکھے ہوئے انہیں کم خوابوں میں سے ۱۹۹۵ء کا ایک خواب ہے۔ بندہ نے دیکھا کہ حضور مجاہد ملت تشریف فرما ہیں، اور آپ کے قریب حضرت ممدوح بھی ہیں۔ جب بندہ نے حضور مجاہد ملت کی قدم بوسی کی، حضرت ممدوح نے چند کتب ورسائل بندہ کو عنایت فرمائے۔ ۱۹۹۹ء میں جامعہ حبیبیہ الہ آباد کے سالانہ جلسے کے موقعہ پر جب حضرت ممدوح تشریف لائے تھے، بندہ نے آپ کی موجودگی میں تقریر کرتے ہوئے اس واقعہ کو بیان کیا تھا۔ حضرت علامہ محمد العربی المغربی التبانی قدس سرہ کے مذکورقول کو بھی بندہ نے اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے سنایا تھا، اور صبح نینی الہ آباد میں بیٹری والے شہنشاہ صاحب کے مکان پر حضرت ممدوح کو یہ بتایا تھا کہ حضرت علامہ محمد العربی موصوف ہی کو مغربی بھی کہا جاتا ہے۔ تبانی بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت علامہ تبانی کے قول مذکور کو بندہ نے ۱۰ شوال ۱۴۲۷ھ کو شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کے افتتاح کے موقعہ پر جلسے میں تقریر کرتے ہوئے بھی سنایا تھا۔

مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف، جامعۃ الرضا اور شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف ایسے علم ودین کے جو چشمے ابل رہے ہیں، ان کا منبع حضرت شاہزادۂ اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتی اعظم ہند مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قاضی قضاۃ الدیار الہندیہ امین الفتویٰ، دارالافتاء المرکزیہ ہیں۔ بندہ انہیں حسنۃ من حسنات الامام احمد رضا مانتا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ حضرت ممدوح کی حیات ظاہرہ کو دراز فرمائے، اور اختر ستان بندہ کے اس نیر عظیم کے فیوض سے ملت اسلامیہ کو بخشے، آمین۔

تاج الشریعہ پیکر فقاہت

نائب مفتی اعظم راجستھان حضرت علامہ مفتی شیر محمد خاں رضوی مدظلہ العالی (شیخ الحدیث دارالعلوم اسحاقیہ، جودھپور) ☆09461291575

فالفخر عن تقصیرہ بک ناکب
والمجد من ان یستزاد براء

حضرت تاج الشریعہ صاحب قبلہ علوم متداولہ پر کامل دسترس اور فقہی جزئیات پر عمیق نظر رکھنے والے فقید المثال مفتی اعظم ہند ہیں۔ وسعت مطالعہ اور دقت نظر کے باعث تمام فنون مروجہ بالخصوص عربی ادب میں اپنا ممتاز مقام رکھتے ہیں، خداداد صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ عالم اسلام کی نادرہ روزگار یونیورسٹی جامعہ ازہر میں قابل رشک ازہری علماء وفقہاء کی توجہ خاص کے باعث فقہ وحدیث، تفسیر وادب میں رشک ترقیاں ہیں۔ بزرگان باکمال کی روحانیت، فطری ذوق مطالعہ اور علمی لیاقت وقابلیت کے جذبہ دروں نے آپ کو عظمت ورفعت کے علم کی بلند تر چوٹی پر فائز کر دیا۔ تدریسی کمالات، مجدد مأتہ ماضیہ سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی روحانیت، سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی ولایت مآب نظر الطاف اور حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کی وراثت نے فقاہت وسیادت کے اسی منصب جلیل پر آپ کو متمکن کر دیا ہے کہ دور جدید کے محققین آپ کے فقہی وتحقیقی وادبی کمالات کو دیکھ کر محو حیرت ہو جاتے ہیں۔ آپ کی عربی تصانیف اس دعویٰ کے بین ثبوت ہیں۔ علوم اسلامیہ کی جان عربی ادب ہے، اس علم میں آپ ید طولیٰ ہی نہیں بلکہ مقام امتیاز رکھتے ہیں۔ عربی نعت ومضامین اس پر شاہد عدل ہیں۔ درحقیقت موصوف اسی میدان میں رئیس الادباء کے منصب پر فائز ہیں۔ دیگر علوم اسلامیہ میں بھی وسعت مطالعہ اور دقیق نظری کے باعث رئیس الفقہا ورأس المتقین کے منصب جلیل پر فائز المرام ہیں۔ آپ کی علمی وفقہی کمالات کا آئینہ آپ کی عربی واردو تصانیف ہیں۔ نیز سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے نادر ونایاب رسائل جو علوم وفنون کے بحر ذخار ہیں۔ ان کا اسی اسلوب پر عربی ترجمہ کرنا آپ کے علمی کمالات کا بین ثبوت ہے۔ مراۃ النجدیۃ بجواب البریلویۃ، الحق المبین، حضرت ابراہیم کے والد تارخ تھے یا آزر، ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن وغیرہا جیسی عربی ادب وتحقیق سے لبریز کتب دیکھی جا سکتی ہیں۔ الفضل ماشھدت بہ الاعداء۔ حزب مخالف کے بعض تبصرے اس پر گواہ ہیں۔ باشعور عالم دین جب آپ کی تحقیقات وتصنیفات کا مطالعہ کرتا ہے تو آپ کی علمی گہرائی وگیرائی کے قلزم ذخار میں غرق ہوتا ہوا محسوس کرتا ہے۔ آپ کو فقہی جزئیات اور اختلاف اور اختلاف ائمہ میں اتنی زبردست مہارت ہے کہ آپ کے فتاویٰ کا جب کوئی مطالعہ کرتا ہے تو اپنے آپ کو علمی فقہی بحر کا غواص محسوس کرتا ہے۔ انہیں کمالات خداداد کے باعث پوری جماعت نے آپ کو میر کارواں اہل سنت بالاتفاق تسلیم کیا ہے اور بریلی شریف خوش عقیدہ مسلمانان ہند کا مرکز عقیدت ومحبت وعلم ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے فیوض وبرکات کو جاری وساری رکھے اور آپ کا سایہ عاطفت ملت بیضا پر تادیر قائم ودائم رکھے۔ آمین۔

تاج الشریعہ مظہر مفتی اعظم ہند

از: استاذ العلماء مفتی ایوب نعیمی رضوی، شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ، مرادآباد

دستور قدرت ہر دور میں یہی رہا ہے کہ اللہ عزوجل اپنے دین متین کو قائم رکھنے کے لئے اپنے محبوبین کو مبعوث فرماتا رہا ہے اور یہ سلسلہ سید المحبوبین خاتم المرسلین علیہ وعلی الہ الصلوٰۃ والتسلیم پر ختم فرمایا پھر یہ ذمہ علماء اہلسنت کے سپرد ہوا جنہوں نے اپنی وسعت کے مطابق اس کی نگہبانی فرمائی اور اپنی تحریر وتقریر سے اس کی تبلیغ واشاعت کا حق ادا کیا۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے جو خدمات پیش کیں اور دین کے سورج پر غیروں نے جو غبار ڈال کر حق کو چھپانے کی کوشش کی تھی اس کو مکمل طور پر صاف فرمایا جس سے حق پھر روشن ہوا ان کے بعد ان کے شہزادے سید الاتقیاء وسند العلماء حضرت حجۃ الاسلام امام حامد رضا خاں و مفتی اعظم ہند امام شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب قدس اللہ اسرارھما لاکھوں بھٹکے ہوؤں کو اپنے دامن سے وابستہ فرمایا۔ انہیں کی یادگار منظر شان اسلاف ومظہر حضور مفتی اعظم تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاہ اختر رضا خاں ازہری مدظلہ کی ذات مقدسہ ہے۔ ان کو زمانہ طالب علمی سے ہی دیکھنے کا اتفاق رہا۔ درسی کتابوں کی گہرائی میں پہنچ کر خوبصورت موتیوں کا نکالنا ان کا مزاج ہے۔ عربی ادب کی تشنگی کو دور کرنے کے لئے جامع ازہر سے ادیب زماں حضرت علامہ جمال الدین صاحب کو مصر سے بلایا گیا جن سے کافی حد تک سیرابی ہوئی پھر انہیں کی ترغیب پر حضرت تاج الشریعہ جامع ازہر تشریف لے گئے اور گلستان ادب میں ایسے پھول بن کر نکلے کہ دنیا مشام جان کو ان سے معطر کر رہی ہے۔

میرا وجدان کہتا ہے کہ یہ سب فیضان آقائے نعمت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خاں اور ان کے شہزادے حضور حجۃ الاسلام وحضور مفتی اعظم علیہم الرحمۃ والرضوان کا جو حضرت تاج الشریعہ مدظلہ کی شکل میں موجود ہے۔ فقاہت، عربی ادب اور تقویٰ آپ کا طرہ امتیاز ہے۔ کتب فقہ کا استحضار ایسا کہ نظر کے سامنے ہوں۔ عربی منثورات ومنظومات سے فصحاء عرب کی یاد تازہ ہو، ملاقات پر کبھی اپنا کلام منظوم عربی سناتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ عربی شاعر فصیح موتیوں کے ہار پیش کر رہا ہے۔ یہ سب لطف وکرم ہے رب کائنات جل شانہ کا کہ گلشن مصطفیٰ ملت بیضاء علی صاحبھا السلام والصلوٰۃ کی آبیاری کے لئے ان کو منتخب فرمایا مولا تعالیٰ ان کو تا دیر قائم رکھے اور بندگان خدا کو ان کے بحر کرم سے مستفیض ہونے کا موقع عطا فرمائے اور ہمیں بھی اس کی خدمت آبیاری کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ حبیب الکریم علیہ وعلی الہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

☆☆☆

تاج الشریعہ بحیثیت قاضی اسلام

شہزادہ صدر الشریعہ حضرت مفتی بہاء المصطفیٰ قادری امجدی صاحب (شیخ الحدیث جامعۃ الرضا، بریلی شریف) ☆☆09456244032

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی کے ساتھ زمانہ گزر جاتا ہے اس کے شب و روز کے معمولات کو دیکھتا رہتا ہے اگر اچانک کوئی اس کے حالات کے بارے میں پوچھ بیٹھتا ہے تو گوکو کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ کیا کیا بیان کروں؟ یہی حال میرا ہے کہ عرصہ دراز تک حضرت تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا قبلہ مدظلہ العالی کی معیت میں اٹھنا بیٹھنا آنا جانا ہوتا رہا مگر میں نے کبھی اس طرف توجہ نہیں کی کہ کبھی مجھے حضرت کے بارے میں کچھ لکھنا ہوگا۔ حضرت ایسے جامع الصفات ہیں اتنی خوبیوں سے آراستہ پیراستہ ہیں کہ کن کن خوبیوں کا ذکر کروں۔ حضرت کا جلال بھی دیکھا ہے۔ جمال بھی چھوٹوں اور سائلوں پر بہت شفقت فرماتے ہیں۔ کیسا ہی پیچیدہ سوال ہو منٹوں میں ایسا شافی جواب عنایت فرماتے ہیں کہ تمام اشکال دفع ہو جاتے ہیں۔

سفر و حضر، تعلیم و تعلم، درس و تدریس، مسند افتاء پر جلوہ افروزی غرض کہ ہر پہلو سے میں نے آپ کو منفرد و یکتا پایا۔ درس و تدریس میں ایسا دل نشیں پیرائے بیان کہ طالب علم کو شرح صدر ہو جاتا اور کتاب کے مقصد پر پورے طور سے مطلع ہو جاتا ہے۔ فتویٰ نویسی میں اگر کسی کو حوالجات کی ضرورت ہو تو پوری پوری عبارت فر فر پڑھ کر صفحہ کے ساتھ بتا دیں۔ خداداد قوت حافظہ میں ان کا نظیر اس دور میں نہیں ملتا اگر کسی سے کبھی ملاقات ہوئی ہے اور ایک عرصہ دراز کے بعد پھر اس سے ملنا ہوا تو نام و گھر سب خود بتا دیتے ہیں شعر و شاعری کا بھی ذوق رکھتے ہیں مگر صرف نعت و منقبت تک جب عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تپش دل کو بے قرار کرتی ہے تو خود بخود شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں سوز عشق اشعار کی شکل میں جلوہ ریز ہو جاتے ہیں اس پرفتن اور انحطاط کے دور میں آپ سچے نائب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ۲۰۰۷ء کے عرس رضوی کے موقع پر کثیر علمائے کرام اور عوام کی موجودگی میں اخی الکریم حضرت محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفےٰ قادری شہزادہ حضور صدر الشریعہ نے آپ کے لئے قاضی شرع اور حاکم اسلام کے خطاب کا اعلان فرمایا تو تمام علمائے کرام نے تحسین فرمائی اور سب نے آپ کو قاضی اسلام تسلیم کیا۔

آپ کی سرپرستی میں ہر سال جامعۃ الرضا میں فقہی سیمینار منعقد کرایا جاتا ہے اس مجلس میں جو پیچیدہ مسائل ہیں جو وقت کی ضرورت ہیں اس پر سیر حاصل بحث کی جاتی ہے اور متفقہ طور پر اس کا حل نکالا جاتا ہے پھر اس پر آپ کی مہر تصدیق ثبت ہوتی ہے۔ غرضیکہ آپ کی زندگی کے شب و روز دینی خدمات میں صرف ہوتے ہیں۔

مولیٰ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور آپ کے فیوض و برکات سے مجھ حقیر اور تمام مسلمانوں کو مستفیض و مستنیر فرمائے۔ آمین۔

عزیز القدر مولانا شاہد القادری صاحب حضرت علامہ تاج الاسلام ازہری میاں قبلہ دام ظلہ العالی کی علمی خدمات اور سال کے شب و روز کے معمولات پر ایک گرانقدر ضخیم نمبر نکال رہے ہیں۔ یہ ان کی پہلی کاوش نہیں ہے۔ بلکہ اس کے قبل بھی کئی شخصیات پر نمبر نکال چکے ہیں جو مقبول عام و خاص ہوئے۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اس کاوش کو مقبول عام و تام فرمائے اور دارین کی فلاح و صلاح سے نوازے۔ آمین۔

مفسر اعظم ہند کے علم وعمل کے سچے امین ووارث

امین الفتاویٰ مفتی عبدالواجد قادری رضوی (ہالینڈ)

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تاج الاسلام حضرت علامہ الحاج شاہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری میاں قبلہ آپ میرے مرشد گرامی حضور مفسر اعظم علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری رضوی بن حضور حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خاں قادری بن امام احمد رضا خاں قادری برکاتی کے تیسرے بلند اقبال صاجزادے ہیں۔ بریلی شریف منظر اسلام کے بعد آپ کی فراغت علمی دنیا کی مشہور عربک یونیورسٹی جامعہ ازہر (مصر) سے ہوئی۔ وہاں سے آپ نے عربی میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ بالکل اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر ہیں۔ حضور سیدنا مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی جانشینی کا پورا پورا حق ادا کر رہے ہیں۔ مجلس شرعی مبارک پور، آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء، شرعی کونسل آف انڈیا، مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا اور مرکزی دارالافتاء بریلی شریف کے سربراہ اعلیٰ اور پورے ملک کے اکابر و اصاغر علماء اہلسنت کے مرجع، ملک و بیرون ملک میں اہلسنت و جماعت کے پھیلے ہوئے ہزاروں ادارے، مدارس و جامعات اور مذہبی تنظیموں کے سرپرست وصدر ہیں لاکھوں لاکھ طالبان حق کے مرشد کامل اور استاذ ہیں۔

صاجزادہٗ مفسر اعظم ہند حضرت علامہ شاہ مفتی اختر رضا خاں صاحب اور حضرت مولانا شمیم اشرف صاحب دونوں ساتھ ساتھ تحصیل علم کے لئے جامعہ ازہر مصر تشریف لے گئے تھے۔ مولانا شمیم اشرف صاحب مصر ہی میں تھے کہ انڈیا میں ان کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ مولانا شمیم احمد صاحب ازہری نے اس سانحہ کی اطلاع بذریعہ خط حضور مفسر اعظم ہند کو دی۔ حضرت نے اس خط کو پڑھ کر رنجیدگی کے ساتھ افسوس کا اظہار کیا اور فرمایا "اختر رضا کا بھی یہی حال ہوگا وہ میرے انتقال پر یہاں موجود نہیں ہوں گے اور ہوا بھی یہی کہ حضور مفسر اعظم ہند کا وصال مبارک ۱۹۶۵ء میں ہوا اور حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی ۱۹۶۶ء میں سند فراغت حاصل کرکے بریلی شریف پہنچے۔

اس واقعہ سے حضور مرشدی سیدی مفسر اعظم ہند مفتی ابراہیم رضا خاں رضوی جیلانی میاں علیہ الرحمۃ کی کرامت کا ظہور ہوتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ ولی کی زبان سے جو بات نکلتی ہے وہ منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو ہی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک علیہ الصلاۃ والسلام کے طفیل حضرت کا سایہ کرم اہلسنت و جماعت کی دنیا پر دراز سے دراز تر فرمائے اور ان کے فیوض و برکات علمیہ وروحانیہ سے متمتع اور فیضیاب کرے۔ (آمین)

میرے مفتی اعظم کے سچے جانشین

حافظ الحدیث مفتی محمد مسلم شمسی (علیہ الرحمہ) جمشید پور (جھارکھنڈ)

میرے آقائے نعمت رفیع الدرجات سیدنا مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے سچے جانشین اور بابرکت نواسہ حضرت تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری صاحب ایک باکمال عالم دین، عمدۃ فقیہ، تقویٰ وطہارت کے سرچشمہ اور خانوادہ رضویہ کے چشم وچراغ ہیں۔

بلاشبہ میرے مرشد گرامی ومرشد اجازت حضرت مفتی اعظم کے بعد سلسلہ رضویہ کو فروغ دینے میں حضرت ازہری صاحب قبلہ نے انتھک کوششیں کی ہیں اور حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے روحانی فیوض وبرکات کو ملک وبیرون ملک عام فرمارہے ہیں اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں تن من دھن سے مصروف باعمل ہیں۔

ہندستان کی خانقاہوں پر جب ہم بنظر غائر نگاہ ڈالتے ہیں تو اکثر خانقاہیں علم کی دولت سے خالی نظر آتی ہیں اس لئے اہل علم علمی تشنگی کو بجھانے کے لئے ان کی طرف التفات نہیں کرتے ہیں۔ الحمد للہ! خانقاہ رضویہ بریلی شریف کو یہ شرف حاصل ہے کہ علم وعمل کے تاجداروں اور کشور کشاؤں نے اس سے اپنا رشتہ جوڑنا باعث فخر تصور کرتے ہیں اور اس خانوادہ کا طرہ امتیاز رہا ہے کہ کبھی کبھی کسی مسند نشیں نے خلاف شرع نہ کوئی فتویٰ دیا ہے اور نہ ہی فتویٰ بدلا ہے۔

ماضی قریب میں حضور مفتی اعظم ہند کی آفاقی شخصیت بین دلیل ہے اور حال میں حضور مرشدی مفتی اعظم کی بارگاہ کا تربیت یافتہ شہزادہ سنیوں کی آنکھوں کا تارا حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کی روحانی شخصیت اظہر من الشمس ہے۔

میں بنارس کے تبلیغی دورے پر تھا مخدوم گرامی حضرت مفسر اعظم ہند جیلانی میاں علیہ الرحمہ بنارس تشریف لائے فقیر رضوی شرف قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا کیا نورانی چہرہ خوب رو، پاکیزہ سیرت کے مالک، علمی جاہ وجلال کے آثار روئے انور پر نمایاں، آپ سرکار حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے علم وعمل کے سچے امین ووارث تھے۔ آپ کے ساتھ شہزادہ عالی وقار، گلزار رضویت کے شگفتہ پھول، حسین وجمیل اور باادب نور نظر، بارہ تیرہ سال کا حسن وجمال کا پیکر شہزادہ حضرت ازہری صاحب قبلہ ہمراہ تھے انداز تکلم نرالا آداب علماء کا پاس ولحاظ اور خاندانی شان وشوکت کے آثار نمایاں تھے۔

پہلی نظر میں دل کو موہ لیا اور تبریک کے الفاظ زبان پر جاری ہوگئے۔ آج وہی شہزادہ دنیائے سنیت کا عظیم پیشوا بن کر علم وعرفان کے افق پرستاروں کے انجمن میں چمک رہا ہے، دمک رہا ہے اور ایک عالم کو منور کر رہا ہے۔

میں جسمانی نقاہت اور ضعف وکمزوری کے سبب عزیزی مولانا شاہد القادری سلمہٗ کو زیادہ املاء نہ کرا سکا مولائے کریم مولانا موصوف کو ترقی درجات عطاء فرمائے اور رضوی مشن کا سچا داعی بنائے (امین) بجاہ سید المرسلین ﷺ

نوٹ: حضرت مفتی صاحب قبلہ نے یہ املاء، ماہ ربیع الغوث ۱۴۲۹ھ کو کرایا تھا صد افسوس ۲۸ / جمادی الآخری ۱۴۲۹ھ ۳ / جولائی ۲۰۰۸ء بروز جمعرات داعی اجل کو لبیک کہا۔

تاج الشریعہ اوران کی روحانیت

مفتی محمد سلیم اختر بلالی، جنرل سکریٹری، سنی جمعیۃ العلماء، دربھنگہ کمشنری (بہار)

کسی شاعر نے کبھی کہا تھا۔

ہوتی ہے زندگی میں کہاں آدمی کی قدر
مرنے کے بعد نام کا جلسہ کریں گے لوگ

لیکن آج امام احمد رضا سوسائٹی کلکتہ کے معزز اراکین نے سرکار تاج الشریعہ کی حیات مبارکہ کو ان کی حیات ظاہری ہی میں عوام تک پہنچانے کا عزم کیا ہے یہ انتہائی قابل تحسین کارنامہ ہے۔ آج ۱۱ ربیع النور ۱۴۲۹ھ کے ایک جلسہ سے خطاب کرنے کے لئے میں جب مٹیا برج پہنچا تو مجھے یہ جان کر بے پناہ خوشی ہوئی کہ "تجلیات تاج الشریعہ" نامی کتاب منظر عام پر آنے والی ہے خانوادہ رضا کا فیضان جملہ اہل سنت عوام وخواص، علماء و شعراء پر سحاب بن کر برستا ہی رہتا ہے۔ اس حقیقت سے کسے انکار ہوسکتا ہے کہ فقیر بلالی بھی اسی در کا گدا ہے ہاتھ میں دامن سرکار مفتی اعظم اس نسبت پر بڑا ناز ہے۔

حضرت تاج الشریعہ خانوادۂ رضا کے اس چشم و چراغ کا نام ہے جس نے ہندو بیرون ہند اپنے علمی اور روحانی خدمات کا سکہ جما دیا ہے۔ ان کو رب کائنات نے وہ جمال بخشا ہے کہ ایک نظر دیکھ کر آدمی ان کے حسن کا دیوانہ ہوجاتا ہے۔ اور جی چاہتا ہے کہ ان کی موجودگی میں نظر کسی اور طرف نہ اٹھے بس زمین ہی دیکھتا رہ جاؤں یہ کیفیت صرف اپنوں کو نہیں بلکہ غیروں کو بھی میں نے اس کیفیت سے دوچار ہوتے دیکھا ہے۔

بات ہے ان دنوں کی: آج سے تقریباً پندرہ برس پہلے میں اودے پور راجستھان کے قریب سرواڑہ قصبہ میں امام احمد رضا کانفرنس سے خطاب کرنے کے لئے مدعو تھا۔ خوش قسمتی سے سرکار تاج الشریعہ بھی اس علاقہ میں فیضان تقسیم کرنے کے لئے تشریف لانے والے تھے۔ ہوائی اڈے پر ۲۱ توپوں کی سلامی کا اہتمام کیا گیا تھا ۲۱ گاڑیاں حضرت کی کار کے پیچھے رضا کاروں سے بھری ہوئی استقبال کے لئے موجود تھیں، ہوائی اڈے کے عملے اس عظیم الشان شخصیت کو دیکھنے کے لئے پریشان تھے کہ وہ کون سی ایسی ہستی ہے جن کے استقبال کی یہ تیاریاں ہیں حضرت تاج الشریعہ جب ہوائی جہاز سے اترے تو برادران وطن کی عقیدت ومحبت اور ان سے وابستگی کی کیفیت احاطہ تحریر میں لانا مشکل ہے۔ پھر جب جلسہ گاہ میں حضرت رونق افروز ہوگئے تو منتظمین جلسہ سے وہاں کے برادران وطن نے خاصی گزارش کی کہ حضرت کے دیدار کا ہم کو موقع دیا جائے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت تاج الشریعہ عالمانہ جاہ وجلال کے ساتھ اسٹیج پر جلوہ بار ہیں اور قطار در قطار صرف برادران وطن سامنے سے گزر رہے ہیں اور حضرت کے روبرو ہونے پر اپنے مذہبی انداز میں اظہار عقیدت کر رہے ہیں یہ تو ان کا حال تھا اپنوں کا کیا حال بتاؤں ہر آدمی اپنا ہر کچھ نثار کرنے کو تیار تھا عجیب عقیدت ومحبت کا معاملہ تھا یہ سب کچھ اس کا اظہار تھا جو رب کی جانب سے ان کو ودیعت کی گئی ہے جسے لوگ مقبولیت فی الارض کے نام سے جانتے ہیں۔

اس سفر میں ایک عجیب بات یہ ہوئی جسے میں کبھی بھول نہیں سکا اور اکثر اس واقعہ کو بتا کر ہم لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ حضرت کی

کرامت تھی۔ معاملہ یوں ہوا کہ جلسہ رات میں ختم ہوا۔ صبح حضرت کی روانگی تھی اور مجھے بھی وہاں سے اپنے جامعہ اسلامیہ امانیہ لوام دربھنگہ بہار کا سفر کرنا تھا پوری آبادی کے لوگ حضرت کو رخصت کرنے میں لگے تھے حتی کہ وہاں کے خطیب وامام حضرت مولانا طیب رضا صاحب جو حضرت کے مرید بھی تھے اور انہوں نے ہی مجھے مدعو بھی کیا تھا وہ بھی مجھے بھول بیٹھے تھے دن کے ۱۰ بجے گئے اور میں تنہا اپنے کمرے میں ٹھہرا ہوا تھا سارے قصبے میں چہل پہل حضرت کی موجودگی کی رونق، میں عجیب سا احساس سے دوچار تھا کہ اچانک ایک آدمی میرے کمرے میں ناشتہ کے ساتھ وارد ہوا اور میرے قریب بیٹھ کر کہا حضرت تاج الشریعہ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ بلالی کو ناشتہ کرا دو بعد میں کسی نے اس کا اقرار نہیں کیا کہ حضرت نے مجھے بھیجا تھا پتہ نہیں یہ مرد غیب حضرت کی کون سی خدمت پہ مامور تھا۔ سرکار مفتی اعظم ہند کے بعد اگر کوئی اتنی مقبول شخصیت نظر آتی ہے۔ تو یہ تاج الشریعہ کی ذات بابرکات ہے جدھر سے حضرت کا گزر ہو جائے اعلان عام ہو جاتا ہے کہ ادھر سے سرکار گزرنے والے ہیں پھر خلائق کا ہجوم

این سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

بہار کے ایک تبلیغی سفر کا ذکر: علمائے اہل سنت بہار نے یہ محسوس کیا کہ حضرت تاج الشریعہ کا اگر دورہ بہار ہو جائے اور لوگ حضرت کی زیارت سے مشرف ہو جائیں تو یہ سنیت کا ایک بڑا کام ہوگا۔ اس سلسلۃ الذہب میں دربھنگہ شہر کا نام آیا اور سرکار نے منظوری عنایت فرمادی۔ یہ بات حضرت کے تعلق سے کافی مشہور ہے کہ حضرت لوگوں سے کم ملنا پسند فرماتے ہیں۔ خلوت پسند ہیں ازدہام، دست بوسی، قدمبوسی سے دوری پسند ہے اور علماء عوام وخواص کا یہ حال کہ مجھے موقع ملے تو مجھے موقع ملے۔ حضرت کا قیام دربھنگہ میں مفتی ہالینڈ حضرت مولانا عبدالواجد قادری صاحب قبلہ کے دولت کدہ پر تھا۔ حمیدیہ قلعہ گھاٹ کے وسیع وعریض میدان میں جلسہ کا اہتمام تھا۔ علامہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب قبلہ علامہ مفتی محبوب رضا القادری صاحب قبلہ وغیرہ پیش پیش تھے۔ حضرت کی شرط تھی کہ کوئی دست بوسی نہ کرے۔ میرے ساتھ سارے علماء کو حصار کے لئے متعین کر دیا گیا حضرت کافی خوش تھے کہ میری شرط مان لی گئی ہے لوگوں کا ہجوم بے پایاں ٹوٹا پڑ رہا تھا ہر کوئی اپنی آنکھوں میں اس رخ زیبا کے جمال کو سمالینا چاہتا تھا۔ عجیب دیوانگی تھی۔ حضرت سے موجود علماء نے نعت مقدس سنانے کی گزارش کی جسے قبولیت کا شرف مل گیا۔ کیا بتاؤں کیا لکھوں کہ سنانے والا ایک عاشق رسول اپنے دل کی گہرائی سے محبوب خدا کی بارگاہ میں کلام پیش کر رہا تھا ایک تو کلام کا اثر پھر جب اسے کوئی محب صادق پیش کر رہا ہو تو اثر کا دوبالا سہ بالا ہو جانا فطری تھا۔ ایک پر کیف ماحول سارے مجمع پر طاری تھا۔ کچھ لوگوں نے سوچا اچھا موقع ہاتھ آیا حضرت کلام پڑھ رہے ہیں۔ چلو کچھ نذر بھی دے دیں گے اور اسی موقع پر دست بوسی کا شرف بھی حاصل کر لیں گے جونہی دو چار آدمی گئے حضرت نے کلام کو روک دیا اور فرمایا کہ اب کوئی میرے درمیان مخل ہونے آیا تو میں اسٹیج سے اتر جاؤں گا۔ لوگ رک گئے اور حضرت کا فیضان خوب خوب برسا آج بھی لوگ جب اس منظر کو یاد کرتے ہیں تو خوب لطف اندوز ہوتے ہیں۔

حضرت تاج الشریعہ کی ذات یقیناً ایک قابل نادر و نایاب اور ہمہ جہت شخصیت ہے۔ طریقت و شریعت کا سنگم حضرت کا وجود ہے۔ خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف کا وہ فیضان جو اس کا طرہ امتیاز ہے آج بھی بڑی شان وشوکت سے حضرت تقسیم فرما رہے ہیں اللہ ان کی عمر شریف میں صحت وسلامتی کے ساتھ بے پناہ برکتیں عنایت فرمائے اور تادیر سرکار کا سایہ سلامت رکھے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

امام العصر حضور تاج الشریعہ

حضرت علامہ محمد اشرف آصف جلالی، پرنسپل جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر اسلام (پاکستان)

مجدد دین وملت، امام اہلسنت حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان میں علم وحکمت کی میراث بٹتی آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل بہت سی علمی خانوادوں کی نسبت خانوادہ رضا کو ایک امتیازی شان عطاء فرمائی ہے۔

چنانچہ آج بھی اس خاندان کے علمی کمال کا ایک جہاں کو اعتراف ہے۔ بالخصوص جامع معقول ومنقول، ماہر فروغ واصول، صاحب تحقیق وتدقیق منبع رشدوہدایت، امام العصر شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد اختر رضا خاں قادری حفظہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت علوم ومعارف رضا کے لئے ایک آئینہ کی حیثیت رکھتی ہے اور علم وعمل کے لحاظ سے معیاری گردانی جاتی ہے۔ آپ کو متعدد زبانوں پر دسترس حاصل ہے۔ اس لئے آپ کی تبلیغی کاوشوں پر بڑے دوررس نتائج وفوائد مرتب ہوئے ہیں۔

آپ کا حلقہ ارادت بھی بڑا وسیع ہے اور ارادت مندوں کی تربیت کا بھی آپ خصوصی اہتمام فرماتے ہیں۔ ایسی بہت سی اور متنوع مصروفیات کے باوجود آپ نے تصنیف وتالیف کے میدان میں واضح کردار ادا کیا ہے۔ اس وقت متعدد تصانیف زیور طباعت سے آراستہ ہوکر جہان تحقیق میں اپنا لوہا منوا چکی ہیں۔ اس کتاب کی عبارات کے مفاہیم ومطالب کا ترجمہ کرتے ہوئے اردو قالب میں ڈھالنا کسی عام انسان کے بس میں نہیں تھا۔

یہ حضرت تاج الشریعہ کا کمال ہے کہ آپ نے محض عبارات کا ترجمہ ہی نہیں کیا بلکہ ایک محرم راز کی حیثیت سے مضامین کی ترجمانی بھی کی ہے۔ آپ نے محض الفاظ کا لفظی لغوی تقاضا ہی پورا نہیں کیا بلکہ عبارات کے منشا اور مدلول کو بھرپور انداز سے اجاگر کیا ہے۔ بندہ ناچیز نے عربی کتاب اور حضرت تاج الشریعہ زید مجدہ کا ترجمہ آمنے سامنے رکھ کر تقابلی جائزہ لیا ہے۔ کئی مقامات پر مجھے محسوس ہوا کہ ترجمہ صرف ترجمہ ہی نہیں بلکہ مترجم کے تبحر علمی نے اسے ترجمہ ہونے کے باوجود مفید شرح بنا دیا ہے۔ ہر ترجمہ شستہ زباں اور شائستہ اندازبیاں کا حاصل ہے۔ حشو زوائد سے پاک ہے اور مشکلات متن کے لئے جامع حل ہے۔

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت تاج الشریعہ کا سایہ تادیر عالم اسلام پر سلامت رکھے (آمین)

تاج الشریعہ اعلیٰ حضرت کے علمی وراثتوں کے سچے امین

فقیہ النفس مفتی محمد قدرت اللہ رضوی صاحب قبلہ، دار العلوم تنویر الاسلام، امرڈوبھا (یوپی)

یہ جان کر مسرت وشادمانی سے قلبہ باغ باغ ہوگیا کہ امام احمد رضا سوسائٹی کلکتہ کے ذمہ داران تجلیات تاج الشریعہ شائع کررہے ہیں۔ اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ہم اپنے اکابر اور بزرگوں کے علمی اور روحانی حالات وکیفیات اور فضائل وکمالات سے عوام وخواص اہلسنت کو زیادہ سے زیادہ متعارف کرائیں، تاکہ ان کے علمی فیضان اور روحانی اقدار سے زیادہ سے زیادہ متعارف کرائیں تاکہ ان کے علمی فیضان اور روحانی اقدار سے زیادہ سے زیادہ لوگ فیضیاب ہوسکیں حضرت تاج الشریعہ سرکار اعلیٰ حضرت کی علمی وراثتوں کے سچے امین اور حضور مفتی اعظم عالم سیدنا الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری برکاتی نوری رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے صحیح جانشین ہیں۔ بے مثال علمی صلاحیت وقابلیت کے ساتھ ہی ساتھ آپ کو مقبولیت عامہ بھی ایسی ملی ہے کہ جہاں پہنچ جائیں عوام وخواص آپ پر پروانہ وار ٹوٹتے دکھائی دیتے ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان نے حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کو اپنا جانشین بنا کر درجۂ محبوبیت تک پہنچادیا، بریلی شریف میں مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا جیسی بے مثال اور عظیم دینی درس گاہ اور شرعی کونسل آف انڈیا قائم فرما کر آپ نے بریلی شریف کی مرکزیت کو چار چاند لگادیے۔ رب کریم بطفیل نبی رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام صحت وعافیت تامہ کے ساتھ حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کو عمر طویل عطا فرما کر ان کے فیوض وبرکات سے عامہ اہلسنت کو مستفیض ومستفیض فرمائے (آمین) اور امام احمد رضا سوسائٹی کے ذمہ داروں بالخصوص مولانا محمد شاہد القادری صاحب کے حوصلے بلند فرما کر انہیں دارین کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ (آمین)

ہر بار لگے پہلی ملاقات کا عالم

جمال العلماء حضرت مولانا الحاج جمال احمد خاں رضوی مدظلہ العالی (نوادہ) ☆09934432474

چالیس سال پیشتر جب راقم الحروف جامعہ فاروقیہ بنارس میں زیر تعلیم تھا اور تاجدار اہلسنت مرشدی حضور مفتی اعظم ہند بریلوی تاجدار سیادت حضور محدث اعظم ہند کچھوچھوی رئیس التارکین حضور مجاہد ملت اڑیسوی علیہم الرحمۃ والرضوان کے خلیفہ ومجاز باقر العلوم شیخ الحدیث علامہ شاہ محمد باقر علی خان اشرفی علیہ الرحمہ کی تعلیمی وتربیتی بارگاہ سے کسب فیض حاصل کررہا تھا یہ مژدۂ جانفزا گرم ہوا کہ وہ گھرانہ جو کئی پشتوں سے علم وعرفان کا چشمۂ صافی اور مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کی ہمہ جہت مرکزی شخصیت

اور اہل سنت و جماعت کی امامت و پیشوائی کے تناظر میں جو بریلی شریف اہلسنت کا مرکز ہے اسی خانوادہ کا اختر جناب مفتی اعظم قطب عالم کے فیضان تجلی سے مالا مال اسلامی دنیا کی عظیم یونیورسٹی جامع ازہر سے سند فراغ و امتیاز لے کر اپنے وطن بریلی شریف (انڈیا) واپس آگئے اور اب وہ شہزادہ علم و فضل شہر بنارس کی شام و سحر کو اپنے بابرکت قدموں کی سبک خرامیوں سے صبح چہ صبح اور شامے چہ شامے کا سماں بخشنے والے ہیں۔

تصور کی آنکھیں سراپا اشتیاق بن کر تاریخ ہمایوں کی منتظر تھیں، آخر وقت گزر گیا، ناشکیبائی کی طنابیں سمٹ گئیں اور حضور ازہری میاں کی ذات گرامی علم و فضل کا جامہ اور زہد و تقویٰ کا پیرہن زیب تن کیے بنارس کینٹ سے استقبالیوں کے ہجوم کی رونمائی۔ عالم شباب میں علم و آگہی کے مسند پر جلوہ گر ہونے والا شیخ فاضلانہ طنطنہ و طمطراق کی جگمگاہی اور رنگ فقیری میں شان بادشاہی کی جلوہ طرازیوں کے ساتھ تکبیر و رسالت اور نبیرۂ اعلیٰ حضرت کے فلک شگاف نعروں کی گونج میں بنارس کی خوش عقیدہ آبادی ہلیا مدنپورہ میں نزول فرما ہوئی۔

آگے آگے جھومتا جاتا ہے وہ مست خرام

پیچھے پیچھے نقش پا کو چومتا جاتا ہوں میں

دلوں کی دنیا بارگاہ حسن و ادا میں بچھتی چلی گئی اور مشتاق دید آنکھیں فیضیاب زیارت ہوتی رہیں۔

ایسی صورت حضور رکھتے ہیں

جب بھی دیکھو خدا ہی یاد آئے

مصنف قانون شریعت حضور شمس العلماء، علوم نقلیہ و عقلیہ کے عبقری استاذ حضرت علامہ محمد سلیمان اشرفی بھاگلپوری جیسی علمی دنیا کی قد آور شخصیتوں سے جامعہ حمیدیہ رضویہ بنارس علم و فن کا مرکز توجہ تھا وہیں حضور حافظ ملت بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کے تلمیذ رشید علامہ شاہ محمد باقر علی خاں اشرفی کی مخلصانہ مساعی اور بافیض تعلیم و تربیت سے جامعہ فاروقیہ بنارس گہوارہ علم و ادب بنا ہوا تھا۔

آج بھی تصور کے بازار میں جب ان نفوس قدسیہ کی باہمی علمی فنی خرید و فروخت اور مطالعاتی اور معتقداتی مباحث کا شور سنتا ہوں تو عہد ماضی کا وہ دور چشم گریاں اور دل بریاں کر دیتا ہے۔ اکابرین اہلسنت کی باہمی اخوت و محبت اور آپسی تعلقات کے یہ نمونے اب کہاں؟ سنتا بہت ہوں مگر خال خال کہیں کہیں اور کبھی کبھی یہ نمونے دیکھنے کو مل جاتے ہیں، خدائے کریم ان نفوس کے درجات رحمت و رضوان میں اضافہ فرمائے۔ آمین۔

میری آنکھوں نے دیکھا حضور ازہری میاں صاحب مدظلہ جب تشریف فرما ہوئے تو یہ نفوس قدسیہ ایسے لگے کہ ان پر فرط عقیدت اور وفور محبت میں گلہائے عقیدت و محبت کے گلشن نچھاور کر رہے ہیں۔ یہ تھا پہلی ملاقات کا عالم۔ پھر تو زیارت ہوتی رہی۔ بریلی شریف خانقاہ میں دیکھا، درس گاہ میں دیکھا، اسٹیج پر دیکھا، ملک کے مختلف صوبوں اور شہروں میں دیکھا۔ قائد اہلسنت رئیس القلم علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ کی قیادت و سربراہی میں سیوان کی سرزمین پر دو روزہ تاریخ ساز مسلم پرسنل لا کانفرنس اور دلی رام لیلا گراؤنڈ میں منعقدہ کل ہند سنی کانفرنس کی صدارت فرماتے ہوئے دیکھا ہر جا عقیدت کیشوں کو قلب و نظر بچھائے اور دست و پا کو بوسہ دیتے ہوئے

دیکھا۔اب تو اس شمع رشد وہدایت کے ارد گرد منڈلانے والوں میں میرا بھی نام نمایاں ہے۔

دیوانگیٔ عشق بڑی چیز ہے سیماب۔ یہ ان کا کرم ہے جسے دیوانہ بنادے ملک کے اکثر خطوں میں بڑی بڑی مذہبی کانفرنسوں میں اکابر اہلسنت اور عمائد دین وملت کے جلوس میں ہزاروں، لاکھوں کے اجتماعات سے خطاب کرنے کے مواقع آئے ان کی موجودگی میں گفتگو کرنا کانٹے کی تولی اور لوہے کی کیل سے زیادہ مشکل کام تھا ہوش وحواس کی ساری توانائیوں کو بحال کر کے کلام کرنا ہمت کی بات تھی۔ الحمد للہ ان برگزیدہ علماء ومشائخ کی موجودگی میں خطاب وکلام پر کھرا اترا اب تو الا ماشاء اللہ رطب ویابس اور فساد فکر ونظر سے شاید ہی اسٹیج محفوظ رہتا ہے۔ پیشہ ورانہ خطابات کے بازار میں کھوٹے سکے کھرے ہو گئے ہیں۔ تعصب آمیز فضا میں کرگسوں نے شاہین صفتی کا راگ الاپنا شروع کر دیا ہے۔

تاج الشریعہ شیخ طریقت حضرت علامہ الحاج شاہ محمد اختر رضا خاں قادری المعروف بہ ازہری میاں صاحب کی تقویٰ شعار شخصیت میں اکابر واسلاف کی جیتی جاگتی تصویر نمایاں ہے۔ عرب ہو کہ عجم جل ہو کہ دم ہر جگہ استقامت فی الدین کے جلوے ہیں۔ آپ کی حق بیانی زبان وقلم سے آشکار ہے۔ آپ زبان وقلم سے فکر راست کی رہنمائی فرماتے ہیں۔ حضور ازہری میاں صاحب سرکار مفتی اعظم ہند کی جانشینی کا منصب جلیل رکھتے ہیں۔ فقہی سیمناروں میں بحیثیت سند الفقہا ہوتے ہیں۔ مستند علماء وفقہا اہلسنت کی انجمن نے آپ کو قاضی القضاۃ فی الہند تسلیم کیا۔ آپ تاج الشریعہ کے لقب سے ملقب ہیں آپ سے کرامتوں کا ظہور بھی ہے۔ مگر شریعت پر استقامت فوق الکرامت ہے۔ ان پر خدائے بزرگ و برتر کی خاص عنایتیں ہیں بایں ہمہ اوصاف حمیدہ اور منصب جلیلہ دین کی دشمن اور گستاخ نظروں میں خار اور اہل حسد کے درمیان محسود ہیں۔

آپ کی کرم فرمائیوں کا زمانہ معترف ہے اور مداح بھی۔ نہ جانے کتنوں پر کرم کا بادل برسا اور برس رہا ہے۔ کرم سب پر ہے کوئی کہیں ہو۔ اسی زمرہ میں گدائے رضوی جمال احمد قادری بھی ہے آپ کی نظر کریمانہ میں احقر نے جگہ پائی ہے۔ میرے برحق مرشد خلافت واجازت میں سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کی تحریری خلافت واجازت سے سرفراز فرما کر خادم راہ رشد وہدایت ٹھہرایا۔

منہ دیکھتا ہوں رحمت پروردگار کا

قبلہ گاہی حضور ازہری میاں صاحب ذاتی، اضافی اور وہبی صلاحیتوں سے باوصف ہیں۔ آپ کا حسبی اور نسبی رشتہ مجدد اسلام اعلیٰ حضرت سے نجیب الطرفین ہے۔ اعلیٰ حضرت کے خلف اکبر حجۃ الاسلام شاہ حامد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کے پوتے، تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند شاہ مصطفےٰ رضا خاں قادری قدس سرہ کے نواسے اور مفسر اعظم حضرت شاہ ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں علیہ الرحمہ کے نور نظر لخت جگر ہیں۔ آپ خاندانی وجاہت اور قادری برکاتی رضوی امانتوں کے امین ہیں۔

ایشیا، یورپ میں آپ کے زیر سرپرستی بہت سارے پھیلے ہوئے مدارس ومکاتب چل رہے ہیں اور بہت ساری تنظیمیں میدان عمل میں سرگرم ہیں عالمی منظر نامہ پر حضرت ممدوح کی وسعت نظر نے جدید طرز پر مرکزی ادارہ کے قیام کا عملی قدم اٹھایا اور بیگھوں میں پھیلی ہوئی طویل وعریض زمین پر مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا کی رسم سنگ بنیاد انجام پائی اور دیکھتے دیکھتے پر شکوہ فلک

پیا عمارتوں کی صورتوں میں فردوس فکر ونظر ہے۔ مزید مختلف شعبہ جات کے لئے تعمیرات جاری ہیں دستور العمل کے ساتھ معیاری نصاب تعلیم کا اجراء بھی ہو چکا ہے۔ حضرت تاج الشریعہ بافضل ہمایونی تادیر ملت اسلامیہ پر سلامت رہے آمین۔ تا کہ علم وفن کا شہر پنپتا جائے اور علم وادب کا گلستاں اپنی عطر بیزیوں سے نونہالوں کو معطر کرتا رہے۔ آمین

دارالعلوم فیض الباری نوادہ بہار میں حضرت والا نے تین بار قدم رنجہ فرمایا احقر اور اہل ادارہ کا حوصلہ بڑھایا اور ہر بار دعاؤں سے نوازتے رہے یقیناً ایسے ہی درویشان حق کا فیضان ہے کہ دارالعلوم فیض الباری بلند پایہ عمارتوں اور پایہ تکمیل منصوبوں کے ساتھ تو کامیاب راہوں پر جادہ پیا ہے۔ جنوبی بہار اور شمالی جھارکھنڈ کے سنگم پر اہلسنت کا نقیب اور ترجمان ہے خدایا ہم لوگوں کو راہ راست پر چلا وہ راہ جو منعم علیھم انبیاء صدیقین شہدا اور صالحین کی ہے۔ مغضوبین اور ضالین کے راستے سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ بجاہ حبیبک سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ وازکی التسلیم وعلیٰ الہ وصحبہ واولیاء وحزبہ اجمعین۔

ایک جامعِ شریعت وطریقت شخصیت

مفتی عبدالمنان کلیمی مفتی شہر مرادآباد، شیخ الحدیث جامعہ اکرم العلوم لال مسجد مرادآباد

مخدومی تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب مدظلہ العالی عالم اسلام کی نظر میں ایک نابغۂ روزگار وعبقری شخصیت کے حامل ہیں۔ علم، فضل اور فقاہت وبصیرت اور عظیم الشان عمل وکردار کے کسی میدان میں بھی محتاج تعارف نہیں ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو شریعت وطریقت، فکر وتصوف اور فقہ وکلام کے ہر شعبے میں مقتدیٰ اور پیشوا کے ہر منصب پر گامزن فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقیہانہ بصیرت اور مجددانہ شان وشوکت اور تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیرت انگیز فقہ وفقاہت اور سیدنا حضور حجۃ الاسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بلاغت وفصاحت اور حضور مفسر اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان مفسرانہ کا عکس ومظہر آپ کو قرار دیا جائے تو اس میں ذرہ برابر بھی مبالغہ نہ ہوگا۔ بلکہ اگر مخدومی تاج الشریعہ کی علمی وعملی اور فکری وفقہی عدیم المثال خدمات کا تنقیدی جائزہ لیا جائے تو ان دنوں حضرت موصوف کرامۃ من کرامات الامام احمد رضا کی زندۂ جاوید حیثیت میں جلوہ بار نظر آتے ہیں۔

فقیر راقم السطور نے عرصہ ۱۹۸۵ء سے مخدومی تاج الشریعہ کی خدمت ومجلس اور بعض اہم اسفار میں معیت ورفاقت کا شرف حاصل کر چکا ہے، میں نے ہر بار حضرت قبلہ کو تصلب فی الدین کا مظہر اتم اور اپنے اسلاف کے ہمہ گیر اخلاق واوصاف اور علم وفضل کا سچا جانشین پایا۔ جب کسی عنوان پر آپ کا قلم اٹھتا ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت کا قلم سیّال رواں دواں ہے۔ اور جب زبان کھلتی ہے تو یہ محسوس کیے بغیر کوئی نہیں رہتا کہ سیدنا حضور مفتی اعظم ہند کی شان علمیت نمایاں ہے۔

فقہی مجلس ہو یا دار الافتاء، علما کی جماعت ہو یا فقہا کا گروہ، متکلمین کی نشست ہو یا محدثین کا مجمع ہر جگہ آپ مقتدیٰ اور میر مجلس نمایاں نظر آتے ہیں۔

یہ تو علم و فضل کی بات ہوئی اللہ تعالیٰ نے آپ کو سیرت صورت، حلم و بردباری اور شفقت و مہربانی میں بھی ایسا خصوصی درجہ عطا فرمایا ہے کہ آپ کی پہلی زیارت کے بعد ہی تشنگانِ روحانیت آپ کی طرف کھینچے چلے آتے اور یہ محسوس کیے بغیر نہیں رہتے کہ آپ اپنے اسلاف کرام اور خاندانی مقتدایان عظام کی بولتی تصویر اور ہم پیکر ہیں۔

فقیر کلیمی نے بارہا حضرت قبلہ سے اکتساب فیض کے لیے استفتا کیا جس کے جواب میں آپ نے ایسے ایسے لعل و گہر کے پھول برسائے کہ سن کر انسان حیرت زدہ ہو جائے اور یہ ماننے پر مجبور ہو جائے کہ یہ اپنے وقت عالم ربانی اور فقیہ النفس کی حیثیت رکھتے ہیں۔

فقیر کلیمی اس امر کے بیان میں اپنے کو نہایت خوش نصیب سمجھتا ہے کہ ۱۹۸۶ء/ ۱۴۰۷ھ میں جب آپ کو سعودی حکومت نے گرفتار کیا تو میں نے حضرت کی حمایت و برأت میں تقریباً بیسوں قسطوں میں اپنے رشحات قلم کے ذریعہ نجدی حکومت کے پرخچے اڑائے اور حضرت قبلہ کی بارگاہِ قدس میں اپنے قلم کے ذریعہ بہترین خراج عقیدت و محبت پیش کرنے کی کوشش کی۔ جس کے شاہد عدل کی حیثیت سے ماہنامہ سنی دنیا کے قدیم شمارے موجود ہیں۔

دوسرا جب ہندوستان میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی حلت و حرمت کی بحث چھڑی تو وہاں حضرت کے بہت سارے قدردانوں میں اس فقیر کا نام بھی لیا جا سکتا ہے۔

تیسرا یہ کہ جب مراد آباد میں آپ پر ایک نام نہاد، کم ظرف اور بدترین قسم کے حاسد مولوی نے "مسئلہ اللہ میاں" میں اپنے منشا کے مطابق آپ کی جانب سے فتویٰ نہ ملنے کی رقابت کا بدلہ لینے اور آپ کی پروقار شخصیت کو مجروح کرنے کی ناروا جسارت کرتے ہوئے آپ پر ایک جھوٹا مقدمہ مراد آباد کورٹ کے ذریعہ قائم کرایا تو اس ناچیز کلیمی نے فاضل جلیل مولانا شہاب الدین صاحب رضوی اطال اللہ عمرہ و مولانا افروز رضا خاں خواہر زادہ حضور تاج الشریعہ اور صاحبزادہ گرامی علامہ عسجد رضا خاں صاحب وغیرہ کے باہمی مشورہ سے مقدمہ کے پیروکاری کی مکمل ذمہ داری اپنے ذمہ لی۔ اور مراد آباد کے ضلعی کورٹ میں جاری اس مقدمہ کی ایسی پیروی کی کہ مخالفین کے پاؤں اکھڑ گئے اور ان کو خاسر المرام ہونا پڑا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت قبلہ کو ایسی فتح اور جیت عطا فرمائی جس کا تصور نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس عظیم الشان کامیابی پر یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ آپ کے جد کریم سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی ایک مقدمہ قائم کیا گیا جس کی مکمل پیروکاری کا شرف سیدنا حضور صدر الافاضل مراد آبادی کو حاصل ہوا۔ بعینہ اسی طرح ان کے فرزند پر بھی ایک مقدمہ قائم کیا گیا جس کی پیروی مراد آباد کے تعلق سے اس ناچیز کے حصہ میں آئی۔ میں اس مقدمہ کی پیروی کو اپنی خوش نصیبی و خوش بختی تصور کرتا ہوں۔ اور یہ اذعان اور یقین کرتا ہوں کہ میرے اوپر سیدنا اعلیٰ حضرت کا کرم ہوا اور میں اس خانوادے کے کام آ گیا۔

حضرت قبلہ کا میرے اوپر ہمیشہ بے پایاں کرم رہا کہ حضرت نے اس ناچیز کو خلفائے اولین میں شامل رکھا اور ۱۹۸۵ء میں آپ نے اس ناچیز کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ اور جب بھی کسی کانفرنس میں اور جلسے کے لیے درخواست کی تو آپ نے اسے شرف قبولیت بخشا۔ اپنے ادارہ اور اپنی تنظیم کے لیے جب بھی کوئی تحریر مانگی تو حضرت نے بطیب خاطر میری درخواست کو قبول فرمایا اور ذرہ ناچیز کو نوازا۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۴۰۸ھ میں جامعہ فاروقیہ بھوج پور مراد آباد میں جب فقیر نے بہ حیثیت شیخ الحدیث درس بخاری کا آغاز کیا تو اس کی

پہلی حدیث کے درس کے لیے حضرت نے میری درخواست کو قبول فرمایا اور وہاں اپنی تشریف آوری اور بخاری شریف کی پہلی حدیث کے درس سے بھوجپور اور اس کے مضافات کے ہزاروں تشنگانِ علوم و معرفت کو علم و روحانیت کا جام پلا کر تسکین بہم پہنچایا۔ یہ سب ایسے کرمہائے خسروان ہیں کہ اس پر جس قدر بھی میں ناز اور فخر کروں کم ہے۔ چنانچہ ان ناقابل فراموش خراج عقیدت و محبت کو دیکھتے ہوئے آپ کے خانوادے کے تمام خرد و کلاں خاص طور پر شہزادہ معظم مخدوم زادہ حضرت علامہ مولانا عسجد رضا صاحب قادری مدظلہ العالی اس ناچیز سے غایت درجہ محبت والفت فرماتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب ۶ستمبر ۲۰۰۶ء کو ٹی وی پہ دیوبندی علما سے میرا عالمی مناظرہ ہوا اور اللہ رب العزت کی خاص عطا سے کھلی فتح ملی تو اس کے اعزاز میں نواسۂ حضور مفتی اعظم حضرت سراج ملت نے میرے لیے ۱۰ ستمبر ۲۰۰۶ء کو ایوانِ فرحت محلہ سیلان بریلی شریف میں ایک عظیم الشان جلسہ استقبالیہ منعقد کیا۔ اور اس میں انھوں نے اس حقیر کے لیے "شیر اعلیٰ حضرت" کے خطاب کا اعلان کیا جس کی تائید و تصدیق وہاں شریک تمام شہزادگان اعلیٰ حضرت نے کی اور میری دستار بندی کر کے مجھے ایک جوڑے سے بھی نوازا گیا۔

حضرت قبلہ کی تصنیفی، تبلیغی، اور فقہی و روحانی گراں قدر خدمات کے ساتھ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمہ گیر مشن کو بام عروج تک لے جانے کے لیے مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا کا قیام آپ کی قائدانہ زندگی کا وہ تاریخی کارنامہ ہے جس کو کبھی بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ ہم اس امر پر جس قدر بھی ناز کریں کم ہے کہ آپ کی طرف سے اس ہیچ مداں کو اس عظیم الشان ادارے کی سنگ بنیاد کے تاریخی جلسہ میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ جس کو اپنی عظیم ترین سعادت سمجھتے ہوئے میں نے اس میں شرکت کی اور حضرت قبلہ کی اقتداء میں مجھ کو بھی سنگ بنیاد میں حصہ لینے کا زرین موقع ملا۔

مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ اگر حضرت قبلہ کی زندگی کے تمام شعبوں پر قلم اٹھایا جائے تو ایک عظیم دفتر تیار ہو سکتا ہے۔
آخر میں صرف یہ کہہ کر اپنی بات ختم کر دینا کافی سمجھتا ہوں کہ آپ جانشین اعلیٰ حضرت، یادگار حضور مفتی اعظم، عالم ربانی، قاضی القضاۃ، فقیہ اعظم، مفتی اعظم عالم، مرشد اعظم، مجمع البحرین، جامع الشریعہ والطریقہ، صاحب التقویٰ والفتویٰ کے مناصب جلیلہ پر بدرجۂ اتم فائز ہیں۔
دعا ہے مولیٰ اللہ عزوجل آپ کا علمی و روحانی سایہ عالم اسلام کے لئے تادیر قائم رکھے۔ اور سارے مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ مستفید و مستفیض ہونے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین

آبروئے خانوادۂ رضویہ! حضرت تاج الشریعہ مدظلہٗ العالی

مولانا یٰسین اختر مصباحی، بانی وصدر دارالقلم دہلی، ذاکر نگر، نئی دہلی ۲۵ ☆ 09350902937

اس دور قحط الرجال میں چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی ایسی شخصیتیں شاذ ونادر ہی مل پاتی ہیں جن پر نظر ٹھہر سکے اور دل جن کی طرف مائل ہوں۔ مشہور ومعروف دینی وعلمی مراکز اور قدیم خانقاہوں کے بیشتر وارثوں کا حال بھی کچھ ابتر ہی نظر آرہا ہے جہاں نسبتِ ماضی ہی پر سارا دارومدار ہے۔ وہی ان کے لئے سامان افتخار ہے اور حال روبہ زوال ہی نہیں بلکہ بے حال ہے۔ اسلاف کرام کی عظمت وشوکت کا ذکر وبیان ہی ان کے لئے گویا سب کچھ ہے۔ اخلاف کا کام بس اتنا ہے کہ وہ اپنے آبا واجداد کا گن گان کرتے رہیں اور ان کے نام پر قوم وملت سے خراج وصول کرتے رہیں۔ یہ کلیہ نہیں مگر عام حالات کچھ اسی قسم کے ہیں جنہیں دیکھ سن کر حساس وباشعور افراد کفِ افسوس ملنے کے سوا کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

ہندوستان کے طول وعرض میں بڑی بافیض قدیم وجدید خانقاہیں ہیں، بڑے بڑے مراکز ہیں، بڑے بڑے ادارے اور مدارس ہیں جنہیں اللہ سلامت رکھے۔ انہیں کے درمیان چودہویں صدی ہجری کے اوائل میں ایک مرکز دین وعلم بریلی شریف کے نام سے اور بریلی شریف کی خاک سے ابھرا جس کی شعاعیں آج پورے عالم اسلام کو روشن ومنور کر رہی ہیں اور یہ روشنی دن بہ دن بڑھتی اور پھیلتی ہی جا رہی ہے۔

سوادِ اعظم اہل سنت وجماعت کے دلوں میں بریلی شریف کی عقیدت ومحبت روز افزوں ہے کیوں کہ اس شہر کو اسلام و سنیت کے اس فرزند عظیم وجلیل سے نسبت ہے جس نے رسول کونین، سلطان دارین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعقیدت کا پرچم مسلم آبادیوں میں لہرایا اور جن بدنصیب وگمراہ انسانوں نے عظمت ورفعت رسول کی طرف بدنیتی وبداعتقادی کے ساتھ انگشت نمائی کی تھی ان کے تعاقب میں اپنی جان کی بازی لگا کر احتساب واصلاح کی ہر ممکن کوشش کی اور اس راہ میں اپنی ساری توانائی صرف کر دی۔ یہ وہ فخر اسلاف واخلاف شخصیت ہے جسے دنیا مجدد دین وملت، فقیہ اسلام، امام اہل سنت مولانا المفتی الشاہ محمد احمد رضا حنفی قادری برکاتی بریلوی کے نام سے جانتی پہچانتی ہے۔

امام اہل سنت کے دونوں صاحبزادگان والا تبار حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا قادری برکاتی بریلوی ومفتی اعظم ہند حضرت مولانا الشاہ مصطفیٰ رضا قادری برکاتی نوری بریلوی قدس سرہما نے اس بیش بہا وراثت کی حفاظت فرمائی اور اپنے علم وفضل وکمال وبصیرت وزہد وتقوی واخلاص وللہیت کے ذریعہ اس وراثت کو ملک وبیرون ملک عام وتام کیا۔

حضرت حجۃ الاسلام کے صاحبزادۂ گرامی منزلت مفسر اعظم ہند حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی میاں بھی حتی المقدور اسی روش پر گامزن رہے جو آپ کے آبا واجداد کا طرۂ امتیاز تھا۔ انہیں مفسر اعظم ہند کے بلند اقبال اور سعید وصالح فرزند

گرامی ہیں جانشین مفتی اعظم حضرت مولانا الشاہ مفتی محمد اختر رضا قادری رضوی ازہری بریلوی دامت برکاتھم القدسیہ۔
حضرت جانشین مفتی اعظم نے علما کی آغوش تربیت میں پرورش پائی۔ بریلی شریف اور جامع ازہر مصر میں تعلیم حاصل کی اس کے بعد بریلی شریف ہی میں ایک مدت تک تدریس اور افتا کی خدمت انجام دیتے رہے۔
مفتی اعظم ہند حضرت مولانا شاہ مصطفیٰ رضا قادری نوری بریلوی کے خصوصی فیض سے طویل عرصہ تک سیراب ہوتے رہے اور جب ۱۴۰۲ھ/ مطابق ۱۹۸۱ء میں حضور مفتی اعظم کا وصال ہوا تو آپ جانشیں مفتی اعظم ہند قرار پائے۔
علما وطلبہ وخواص وعوام کے درمیان جانشیں مفتی اعظم حضرت ازہری میاں مدظلہ العالی کو جو شہرت ومقبولیت حاصل ہے اس زمانے میں مشکل ہی سے کہیں اس کی کوئی مثال اور نظیر مل پائے گی۔ شارح بخاری حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی سابق صدر شعبۂ افتا الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ یوپی جو تقریباً گیارہ سال تک بریلی شریف میں حضور مفتی اعظم ہند کی سرپرستی میں فتاوی لکھتے رہے اور جنھیں مفتی اعظم کی عمر ہی میں نائب مفتی اعظم کہا اور لکھا جاتا رہا ان کی زبانی راقم سطور نے کئی بار ان کا یہ تاثر سنا کہ
حضرت مفتی اعظم ہند کو اپنی زندگی کے آخری پچیس سالوں میں جو مقبولیت وہر دل عزیزی حاصل ہوئی وہ آپ کے وصال کے بعد ازہری میاں کو بڑی تیزی کے ساتھ ابتدائی سالوں ہی میں حاصل ہو گئی۔ اور بہت جلد لوگوں کے دلوں میں ازہری میاں نے اپنی جگہ بنالی۔
خانوادۂ رضویہ بریلی شریف میں علم وفضل اور فقہ وافتا کے شعبے میں اس وقت حضرت ازہری میاں ہی آبروئے خاندان اور نمائندۂ خانوادۂ رضویہ ہیں جن پر اہل سنت وجماعت کو فخر وناز ہے۔ آپ کا ایک بڑا کارنامہ مرکز الدراسات الاسلامیہ معروف بہ جامعۃ الرضا بریلی شریف کا قیام ہے۔ جو وسیع وعریض زمین کے اندر شاندار عمارتوں پر مشتمل ہے۔ اور جس میں تعلیم وتعلم کا شب وروز سلسلہ جاری ہے۔
حضرت ازہری میاں نے کئی کتابیں عربی سے اردو اور اردو سے عربی میں منتقل کی ہیں۔ آپ کا شاعرانہ ذوق بہت بلند ہے اور بہترین نعتیں لکھتے پڑھتے ہیں۔ ملک وبیرون ملک آپ کے مریدین ومتوسلین کی کثیر تعداد پھیلی ہوئی ہے۔ ملک سے باہر اکثر آپ کے دورے ہوتے رہتے ہیں۔
اہل سنت وجماعت کے لئے آپ کا دم غنیمت ہی نہیں بلکہ باعث رحمت وبرکت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل میں آپ کو عمر دراز عطا فرمائے۔ اور آپ سے دین وسنیت کی زیادہ سے زیادہ خدمت لے۔ آمین

تاج الشریعہ کی ترجمہ نگاری

حضرت مفتی محمود اختر القادری امجدی۔ امجدی دارالافتاء۔ ممبئی

ترجمہ نگاری انتہائی مشکل امر ہے بلکہ بعض کے نزدیک تصنیف و تالیف اور مضمون نگاری سے بھی زیادہ دشوار یہ کام ہے۔ کیوں کہ اپنے مافی الضمیر کو اپنے انداز بیان میں پیش کرنا آسان ہے جب کہ دوسرے کا مافی الضمیر اس کے اسلوب بیان کی رعایت کرتے ہوئے دوسری زبان میں منتقل کرنا نہایت ہی دشوار ترین مرحلہ ہے اس لئے کم ہی لوگوں کو مضمون نویسی اور ترجمہ نگاری دونوں صنعتوں میں مہارت حاصل ہوئی ہے۔

جانشین حضور مفتی اعظم ہند تاج الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری دامت برکاتہم القدسیہ کو نہ صرف تصنیف و تالیف میں بلکہ ترجمہ نگاری میں بھی ملکہ حاصل ہے آپ نے امام اہلسنت اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی متعدد اردو تصانیف کا عربی زبان میں ایسا فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا ہے کہ صاحب زبان و بیان بھی اعتراف و تعریف پر مجبور ہو گئے یہ ترجمہ نگاری میں آپ کی مہارت اور عربی زبان پر آپ کے قادر الکلام ہونے کی بین دلیل ہے۔

حضور تاج الشریعہ بدر الطریقت دامت برکاتہم القدسیہ نے طلبہ و مدرسین کی اس اہم ضرورت کی تکمیل کی سمت پیش رفت فرمائی اور اردو میں ترجمہ فرما کر اس کتاب کی افادیت میں زبردست اضافہ فرما دیا۔

علم کلام میں فلسفیانہ اور منطقیانہ مباحث کثرت سے ہوتے ہیں اس کی اصطلاحات کا اسلوب کافی مشکل ہوتا ہے۔ پھر وہ فلسفی اور منطقی بحثیں اور علم کلام کی اصطلاحیں اردو زبان میں منتقل فرمایا ہے کہ نفس مسئلہ کے افہام و تفہیم میں کچھ دشواری محسوس نہیں ہوئی اور عبارت کا مفہوم و مطلب قاری پر بالکل واضح ہو جاتی ہے۔

حضور تاج الشریعہ قبلہ کی یہ طبعی خصوصیات اور سیدی اعلیٰ حضرت و حضور مفتی اعظم ہند المولیٰ تعالیٰ عنہما کا خصوصی فیضان ہے کہ سخت علالت و نقاہت اور اسفار و اشغال کی کثرت کے باوجود صرف عبارت سن کر برجستہ و فی البدیہہ ایسا سلیس و بامحاورہ ترجمہ فرما کر ہم جیسے کم علموں کے لئے چشمہ علم و فیضان مہیا فرما دیا۔

رب قدیر اپنے حبیب ﷺ کے صدقہ میں اس کتاب کی افادیت کو عام و تام فرمائے اور صحت و عافیت کے ساتھ حضرت کا سایہ کرم ہم سب پر دراز فرمائے آمین بجاہ النبی سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

تاج الشریعہ خانوادۂ رضویہ کے امین

استاذ العلماء مولانا فروغ احمد اعظمی حبیبی، پرنسپل دار العلوم علیمیہ ،جمد اشاہی ۔ بستی☆09839091246

شہر بریلی کا خانوادہ جو اسلام کے بطل جلیل، عاشق رسول امام اہل سنت اور چودھویں صدی ہجری کے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ والرضوان (متوفی ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۰ء) کی علمی، دینی اور فکری عبقریت اور لازوال خدمات کے سبب پوری دنیا میں مشہور ومعروف ہے، ہندستان میں اپنی علمی خدمت، دینی قیادت اور متوارث فکری وراثت کی حفاظت واشاعت کے معاملے میں دہلی کے مشہور خاندان ولی اللّٰہی سے بھی زیادہ نمایاں اور مقبول خانوادہ ہے۔

ان دونوں خاندانوں کی خدمات برصغیر کی اسلامی تاریخ کا نہایت اہم قابل قدر اور شاندار حصہ ہیں، ان دونوں خاندانوں نے برصغیر ہی نہیں، بلکہ اسلامی دنیا کے ایک بڑے حصے کے مسلمانوں کو متاثر کیا ہے دونوں خاندانوں میں کئی نسلوں پر محیط علمی ودینی خدمات کا ایک ایسا تسلسل موجود ہے، جو کم ہی دوسرے خاندانوں میں پایا جاتا ہے۔

لیکن خاندان ولی اللّٰہی کے ایک فرد اسماعیل دہلوی کے بعض فکری واعتقادی تفردات یا جمہور امت کے متوارث ورائج اسلامی عقائد سے متصادم بہت سے افکار وخیالات کے سبب اس خاندان کے علمی ودینی وقار اور مقبولیت کو سخت دھچکا لگا، اور اس ننگ خاندان شخص نے اپنے بزرگوں سے کھلی بغاوت کردی، جس سے اس خاندان کی عزت داغدار ہوگئی۔ پھر اسماعیل دہلوی کے ماننے والوں نے یہ ستم کیا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی تصنیفات میں تحریف کر کے ان کے اصل نظریات ومعمولات کو مسخ کردیا اور اپنے نئے نظریات کے مطابق بنانے کی کوشش کی اور پھر اس خاندان میں کوئی نمایاں عالم دین بھی پیدا نہیں ہوا لہٰذا دن بہ دن اس خاندان کی مقبولیت گھٹاتی چلی گئی۔

جب کہ خانوادۂ رضویہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ کے بعد بھی بلا انقطاع نمایاں علمی ودینی شخصیات کا ایک ایسا اٹوٹ زریں سلسلہ ہے جو تا حال دراز ہے، ان شخصیتوں میں (۱) حجۃ الاسلام علامہ مفتی حامد رضا خان بریلوی (خلف اکبر) (۲) مفتی اعظم علامہ مفتی مصطفیٰ رضا خاں بریلوی (خلف اصغر) (۳) مفسر اعظم علامہ ابراہیم رضا خاں بریلوی (پوتے) (۴) علامہ حسنین رضا خاں بریلوی (بھتیجے اور داماد) (۵) علامہ مفتی تقدس علی خاں بریلوی (۶) علامہ تحسین رضا خان بریلوی علیہم الرحمہ اور (۷) تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری مدظلہ العالی بن علامہ ابراہیم رضا خاں (پرپوتے اور پرنواسے) خاص طور سے ممتاز حیثیت کے مالک ہیں، ان علماء ومشائخ نے خانوادۂ رضویہ کی پاکیزہ روایات اور افکار کو زندہ وتابندہ رکھا اور خاندان رضا کے علمی ودینی پلیٹ فارم سے اپنے اپنے عہد میں قوم وملت کی بھرپور نمائندگی کی اور اپنی زریں خدمات سے ایسی غیر معمولی شہرت ومقبولیت حاصل کی جس کی نظیر نہیں

ملتی۔

عصر حاضر میں رضوی روایات کے امین تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان ازہری مدظلہ العالی ہیں، جو اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم ہند کے صحیح جانشین بن کر اہل سنت کی روحانی وفکری اور دینی وعلمی قیادت ورہبری فرما رہے ہیں جن کے آفتاب شہرت اقبال کی کرنیں سارے عالم کو منور کر رہی ہیں۔

خانوادہ رضویہ کے یہ تمام متقدمین ومتاخرین علماء ومشائخ تین اوصاف میں امتیازی مقام رکھتے ہیں (۱) عشق رسالت (۲) تحفظ اشاعت اسلام وسنیت اور (۳) فقہ وافتاء کے ذریعہ خدمت۔

یہ تین ایسے اوصاف ہیں، جو اس خانوادے کے افراد میں قدر مشترک کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ممدوح گرامی حضرت تاج الشریعہ میں یہ تینوں خاندانی اوصاف بدرجہ اتم موجود ہیں اور اس وقت آپ ہی اس خاندان کی علمی وروحانی وراثت کو آگے بڑھا رہے ہیں۔

سن عیسوی کے لحاظ سے آپ اپنی عمر کی ۶۶ ویں منزل پر ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کی صحت وعمر میں مزید برکتیں عطا فرمائے، آمین!

دارالعلوم منظر اسلام اور جامعۃ الازہر قاہرہ ومصر میں رہ کر زیور تعلیم سے آراستہ ہوئے ہیں اور انیس سو سرسٹھ عیسوی تا حال تدریس وافتا اور ہدایت وارشاد کی مسند سنبھالے ہوئے ہیں اور اپنے بزرگوں کی شاندار روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اپنی علمی اہلیت کا لوہا منوا رہے ہیں۔

عشق رسول کی گرمی ان کی رگ رگ میں سمائی ہوئی ہے۔ جس کی شہادت ان کی نعتیہ شاعری دے رہی ہے۔

عشق رسول کے تقاضے سے اپنے علم وذہانت اور استدلالی قوت کی مدد سے پوری بے باکی کے ساتھ اسلام وسنیت پر حملوں کے دفاع وتحفظ اور اشاعت سنت پر حملوں کے دفاع وتحفظ اور اشاعت سنت وشریعت میں آپ کے زبان قلم وہردم سرگرم عمل رہتے ہیں، جس کی واضح مثال آپ کی درجنوں عربی اور اردو کتابیں ہیں۔

فقہ وفتاویٰ کے ذریعہ دین وشریعت کی خدمات کا تو انتہائی شاندار ریکارڈ ہے، ۱۹۹۰ء تک تحریر کردہ فتاویٰ کے رجسٹروں کی تعداد بقول مولانا شہاب الدین رضوی اکتیس سے متجاوز ہو چکی تھی، آپ کثیر الفتاویٰ مفتی ہونے کے ساتھ ساتھ حال کے علمائے کرام ومفتیان عظام کے لئے مرجع کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ہماری دعا اور تمنا ہے کہ اس خاندان کی دینی وعلمی خدمات کا یہ سلسلہ دراز سے دراز ہوتا رہے اور مولیٰ تعالیٰ اس خاندان میں آپ کے امثال پیدا فرماتا رہے تاکہ رضوی فیضان رضوی خاندان کے ذریعہ قیامت تک عام وتام ہو۔

دودمان رضا کا گل سرسبد

علامہ محمد قمر الحسن قادری مدظلہ العالی، ہیوسٹن (امریکہ)

قدوۃ العلماء، افضل الکملا، شیخ الطریقہ، تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا ازہری خاں صاحب قبلہ مدااللہ ظلہ عہد رواں میں اسلاف کی روشن یادگار ہیں۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کے علمی وارث، حضور حجۃ الاسلام علامہ شاہ حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ کے مظہر اور سیدی الکریم حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے جانشین ومظہر ہیں۔ آپ کی ذات عہد رواں میں مرجع علماء ہے اور آپ کا فیصلہ حرف آخر۔ عہد حاضر میں آپ زہد وتقویٰ، تدین وپرہیزگاری اور حزم واحتیاط کا چمکتا ہوا روشن آئینہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ برصغیر سے باہر یورپ اور امریکہ میں بھی آپ کے ارادت مندوں کی خاصی تعداد ہے۔ خشیت الٰہی اور عشق رسالت پناہی کا وہ عظیم پیکر ہیں کہ اپنی مثال آپ۔ بارگاہ رسالت میں آپ کا ادب دیدنی ہے۔ حضرت مولانا شوکت حسین رضوی کراچی جو آپ کے رشتہ دار ہیں بیان کرتے ہیں کہ:

> ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حضرت ازہری میاں صاحب کا حال یہ ہوتا ہے کہ مواجہ شریف میں گھنٹوں ایسا ساکت وجامد کھڑے رہ کر ہدیہ درود وسلام عرض کرتے ہیں کہ بدن میں جنبش تک نہیں ہوتی اور اس وقت ان کی رقت آمیز کیفیت صرف دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ میں نے دیکھا کہ گھنٹوں اسی طرح کھڑے رہتے ہیں، جب کہ ان پر نہ تکان نہ عجلت اور نہ ہی کسی اضطراب کا اثر محسوس ہوتا ہے۔ یہ بارگاہ رسالت میں ان کی قبولیت کی دلیل ہے“۔ (ایک انٹرویو)

آپ کے تلامذہ، مریدین، اور خلفاء کی بڑی تعداد ہے۔ اپنے دولت کدہ پر بخاری شریف کا درس دیتے ہیں تو دور دور سے علماء اس میں شرکت فرماتے ہیں اور اکتساب فیض کرتے ہیں۔ چہرے پر روحانیت کا وہ تازہ اثر محسوس ہوتا ہے کہ بس دیکھتے رہیے۔ مصلحت کوشی سے آپ دور رہتے ہیں اور اہلسنت وجماعت کے وہی خطوط جو اسلاف کبار نے کھینچے تھے اور جس کی امام احمد رضا فاضل بریلوی نے تجدید کی اس سے سر اسر مو انحراف بھی آپ کو گوارہ نہیں۔ جو حق ہے اس کو برملا بیان فرماتے ہیں۔ آپ کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس اتنا شدید ہے کہ عہد حاضر میں خال خال نظر آئے گا۔ شریعت مطہرہ پر سختی سے عمل پیرا ہیں۔ اس میں کوئی نرمی آپ کو بالکل گوارہ نہیں۔ عزیمت پر عمل فرمانے میں نہ تو آپ کو کوئی تردد ہوتا ہے اور نہ ہی کسی طرح کی ہچکچاہٹ۔ مسائل شرعیہ کے جزئیات پر بہت گہری نظر ہے۔ عصر حاضر کے بہت سارے مسائل جدیدہ پر آپ کی شرعی کونسل میں بحثیں ہو چکی ہیں اور ابھی بہت سارے مسائل زیر بحث ہیں۔ احادیث مبارکہ پر ایسی کامل بصیرت ہے کہ عموماً کم دیکھا گیا ہے۔ قرآن مقدس اور اصول تفسیر میں درک کامل ہے۔ جب آپ پہلی بار امریکہ تشریف لائے تو میں نے اپنی مسجد ”مسجد النور“ میں سورہ والضحیٰ شریف کا تفسیر

کا اہتمام کیا اور حضرت نے اس پر تفسیر بیان فرمائی جو میرے پاس کیسٹ میں محفوظ ہے۔ الحمد للہ ایسی جامع دل افروز وایجاز کے ساتھ کہ محسوس ہورہا تھا کہ جیسے علم کا سمندر موجیں مار رہا ہو۔ مشیت الٰہی نے حافظہ اتنا قوی دیا ہے کہ جس کو ایک مرتبہ دیکھ لیں اور نام جان لیں تو وہ جب بھی ملے گا اس کے نام سے پکاریں گے۔ ہمارے ایک دوست کا بیان ہے کہ:

"جب حضرت پہلی بار تشریف لائے تو ایک صاحب ان کی ملاقات کے لئے آئے۔ نام پوچھا اور کچھ دیر باتیں کیں پھر چلے گئے۔ پھر جب حضرت دوسری بار تشریف لائے تو وہ پھر ملنے آئے، آپ نے بلا تکلف ان کا نام لے کر فرمایا: تم فلاں ہو؟ انہوں نے کہا ہاں۔

اب ان کا کہنا ہے کہ میں تعجب میں پڑ گیا کہ صرف ایک بار حضرت سے ملا تھا وہ بھی تھوڑی دیر کے لئے مگر جب دوبارہ ملا تو انہوں نے میرا نام لے کر مجھے یاد فرمایا، خدا جانے کہ میموری (Memory) حافظہ کتنا قوی ہے"۔

آپ کو اردو عربی فارسی تینوں زبانوں پر یکساں عبور حاصل ہے اور تینوں زبانوں میں شاعری فرماتے ہیں۔ آپ کا عربی کلام اتنا شستہ اور رواں زبان میں ہوتا ہے کہ عجمیت کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ اس پر مزید یہ ہے کہ انگلش میں بھی خاصی معلومات ہے۔ ہمارے یہاں پوری تقریر انگریزی میں کی۔ میں تو ششدر رہ گیا کیوں کہ پہلی بار آپ کو زبان انگریزی میں کلام کرتے اور خطاب فرماتے دیکھا تھا۔

آپ امام احمد رضا کے گلشن کے علم کے شگفتہ پھول اور دومان رضا کی زندہ کرامت ہیں۔ آپ کا وجود مسعود برصغیر میں اہلسنت وجماعت کے لئے مجمع سعادات اور مخزن برکات ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عمر خضر عطا فرمائے اور صحت وسلامتی کے ساتھ اہلسنت کے آفاق پر دیر تک نیر تاباں بنا کر رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضور تاج الشریعہ ایک نابغۂ روزگار شخصیت

حضرت مولانا سید غلام محمد حبیبی جانشین حضور مجاہد ملت (اڑیسہ)

مرکز اہلسنت بریلی شریف سے ہمارا علمی، دینی اور روحانی رشتہ ہے۔ سرکار سیدنا حضور مجاہد ملت علامہ شاہ حبیب الرحمٰن ہاشمی عباسی قادری رضوی علیہ الرحمہ (م ۱۴۰۲ھ) کا اس بارگاہ عالی سے علمی اور روحانی تعلق بہت گہرا رہا ہے۔ اس لئے حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے توسط سے سلسلہ تلمذ اور حضور حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے توسل سے سلسلہ طریقت سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے حضور مجاہد ملت کو شرف خلافت حاصل تھی اور حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ سے دیرینہ تعلقات تھے یہی سبب ہے کہ حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ نے پوری زندگی مسلک اعلیٰ حضرت کی ترجمانی میں تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا۔

اسی عظیم خانوادہ کے نور نظر، لخت جگر، دنیائے سنیت کے عظیم پیشوا، عالم اسلام کی عبقری شخصیت حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی الحاج محمد اختر رضا خان قادری برکاتی رضوی ازہری مدظلہ العالی کی ذات ستودہ صفات ہے جنہیں فقیہ اسلام، تاج شریعت، آبروئے

رضویت، تاجدار سنیت، مبلغ اسلام اور طریقت و معرفت کے حسین سنگم سے جانا جاتا ہے۔

حضور تاج الشریعہ حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے علمی سرمایہ کے امین ہیں اور عالمگیر شہرت و مقبولیت کے حامل بھی ہیں لاکھوں ،اربوں اہل طریقت کے قبلہ و عقیدت اور شرعی کونسل کے ذریعہ امت مسلمہ کو درپیش دینی مسائل کا حل نکالنے والے اور سواد اعظم اہلسنت و جماعت کے منتشر ارباب افتاء کو یکجہتی کا پیغام دینے والے قائد، قدیم علوم کے ساتھ جدید علوم کے ذریعہ عصری تقاضوں کی تکمیل کے لئے عظیم دانش گاہ جامعۃ الرضا کے بانی ہیں اس لحاظ سے آپ کے کارہائے نمایاں پر تحریری کام کرنے کا عزم بے حد مفید، لائق تعریف اور قابل تقلید ہے۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی فقیر حبیبی پر بے حد کرم فرمایا کرتے ہیں اور ان کے نوازشات بہت ہیں دھام نگر شریف سے ان کا گہرا تعلق ہے۔ حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کے عرس چہلم میں آپ کی شرکت کی ،صد سالہ جشن ولادت حضور مجاہد ملت کے پر بہار موقع پر آپ کی شرکت اور احقر کو اجازت و خلافت سے نوازنا یہ ان کا کرم نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

مولانا محمد شاہد القادری صاحب (چیئرمین امام احمد رضا سوسائٹی کولکاتا) سے یہ سن کر بے حد خوشی ہوئی کہ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی حیات طیبہ ایک ضخیم کتاب بنام ”تجلیات تاج الشریعہ“ نکالنے جارہے ہیں انشاء اللہ اس کتاب کے تجلیات سے ہمارا ذہن وفکر، قلب و جگر ضرور روشن ہوگا اور ہمارے عوام پاکیزہ زندگی سے اپنے اعمال کو سنواریں گے۔

مولیٰ تعالیٰ مولانا موصوف کے اس عظیم کام کو پائے تکمیل تک پہنچائے اور حضور مجاہد ملت کے طفیل حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی عمر میں برکتیں عطاء فرمائے۔ (آمین)

ہمارے مفتی اعظم ہند کے نور نظر

علامہ مولانا فاروق احمد رضوی، (خلیفہ بدر العلماء گوھر دھن پور، سیتامڑھی (بہار)

مخدومی و مرشدی آقائی مولائی کنزی سیدنا حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز آفتاب شریعت، مہتاب طریقت، افق تصوف کے نیر تاباں، معرفت و حقیقت کے بحر بیکراں اور تقویٰ و طہارت کے منبع و سرچشمہ تھے۔

سرکار سیدنا مرشد اعظم حضور مفتی اعظم ہند کے سایہ رحمت کے پروردہ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی جنہیں دنیا ”جانشین مفتی اعظم ہند“ کہتی ہے۔ جن کے سر پر حضور احسن العلماء علامہ سید مصطفیٰ حیدر حسن برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ نے تاج جانشینی رکھا اور دعاؤں سے نوازا۔

فقیر رضوی نے قیام کلکتہ کے دوران محلہ بنگلہ بستی مٹیا برج میں ”امام احمد رضا کانفرنس“ میں حضرت کو مدعو کیا حضرت نے شرکت کی منظوری دے دی، حضرت کلکتہ تشریف لائے اسی سال حضرت کو نجدی حکومت نے بغیر حج کئے ہندستان واپس کردیا تھا۔ نجدیوں نے یہ افواہ پھیلانا شروع کردیا کہ مولانا صاحب کی وجہ سے مکہ شریف میں ہنگامہ برپا ہوا اگر وہ کلکتہ آئے تو یہاں بھی ہنگامہ ہوسکتا ہے۔ پولس

کا خفیہ محکمہ حرکت میں آگیا۔ حضرت کا قیام گاہ پہنچے تو پولس آدھمکی اور حضرت سے گفتگو کرنا چاہی۔ پولس کے کئی بڑے آفیسر نے ملاقات کی اور کافی دیر تک گفتگو کا سلسلہ چلتا رہا حضرت نے مختلف سوالوں کا جواب بہت ہی خوبصورت انداز میں دیا تمام افسران نے بعد ملاقات یہی تاثر دیا کہ ہم لوگوں نے پہلی مرتبہ اتنے بڑے صوفی سنت سے ملاقات کی اور اتنا حسین وجمیل آج تک کسی کو نہیں دیکھا ہے گویا کہ حضرت کا قدم بابرکت پڑتے ہی نجدیوں کے تمام پروپگنڈہ کافور ہو گئے۔ کلکتہ والوں پر حضرت کا خاص کرم ہوا ورنہ نجدیوں کے پروپگنڈہ نے سنیوں کے لئے مصیبت کھڑی کر دی تھی۔

اسی علاقہ کے دھان کھیتی مسجد پر (جہاں عزیز القدر مولانا شاہد القادری امام ہیں) دیوبندیوں نے نگاہیں اٹھانی شروع کر دیں رفتہ رفتہ دیوبندیوں کا یہ فتنہ مناظرے تک جا پہنچا سنیوں نے استاذ محترم حضرت محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی صاحب قبلہ کو بحیثیت مناظرہ دعوت دے دی حضرت کلکتہ تشریف لے آئے اسی دوران حضور تاج الشریعہ مدظلہٗ العالی سفر بھاگلپور سے لوٹتے وقت کلکتہ پہنچے آزاد ہند اخبار نے حضرت کی آمد کا اعلان کر دیا۔ دیوبندیوں نے سوچا کہ ان لوگوں نے مناظرہ میں شرکت کے لئے مولانا اختر رضا کو بریلی سے بلایا ہے ان کا ایک وفد علاقائی ڈی سی آفیسر کے پاس پہنچا کہ اب کلکتہ میں ایک بڑا ہنگامہ ہو جائے گا فوراً مناظر بند کروایئے پولس کو یہ خبر ملتے ہی حرکت میں آگئی اور کسی طرح دیوبندیوں نے مناظرہ ہونے نہیں دیا۔ یہ واقعہ ۱۹۸۳ء کا ہے۔

اس واقعہ سے حضور تاج الشریعہ مدظلہٗ العالی کی علمی جلالت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے امام احمد رضا کی نسل میں اسد اللہ ہی جنم لیتا ہے اور یک ہی باطل جماعت پر غالب رہتا ہے۔

بہت ہی مسرت وشادمانی کی بات ہے کہ عزیزی مولانا شاہد القادری حضور تاج الشریعہ مدظلہٗ العالی کی حیات طیبہ کے حوالے سے ان کی علمی، دینی، فقہی، تبلیغی، تصنیفی، تالیفی، ترجمہ نگاری، سماجی اور روحانی خدمات پر مشتمل ایک ضخیم خوبصورت انداز بھی کتاب نکالنے جارہے ہیں مولیٰ تعالیٰ مولانا موصوف کی اس محنت شاقہ کو قبولیت کا درجہ عطا فرمائے اور حضرت تاج الشریعہ کا سایہ کرم ہم تمام احباب اہلسنت پر تادیر قائم رہے اور حضرت کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔ (آمین)

جماعت اہل سنت کی عالمگیر شخصیت

ادیب شہیر حضرت ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی صاحب، بریلی شریف ☆05812576775

حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری برکاتی رضوی مدظلہ العالی، جامعہ ازہر مصر سے فارغ، عربی زبان وادب کے ماہر، مصنف، ادیب، شاعر، مقرر اور پیر طریقت ہیں۔ دارالعلوم منظر اسلام کے پرنسپل اور صدر مفتی بھی رہے ہیں۔ منظر اسلام سے علیحدگی کے بعد مرکزی دارالافتاء قائم کیا نیز دارالقضاۃ بھی۔ آپ ان دونوں کے صدر مفتی قاضی القضاۃ ہیں۔ نامور فقیہ ومفتی ہیں۔

متھرا اور بریلی شریف میں عالیشان دارالعلوم "جامعۃ الرضا" کی بنیاد رکھی جو بہت ہی خوش اسلوبی سے چل رہا ہے۔ ملک کے

علاوہ نیپال، پاکستان، سری لنکا، ماریشش، دوبئی، کویت، سعودی عرب، عراق، سرینام، امریکہ، برطانیہ، ہالینڈ، افریقہ نیز دیگر بیرون ممالک کے دورے کرتے رہتے ہیں۔ ہر جگہ آپ کے مریدین کا زبردست حلقہ ہے اور تعداد لاکھوں میں پہنچ گئی ہے۔ آپ نے اعلیٰ حضرت کی کئی کتابوں کی تدوین بھی فرمائی ہے۔ انگریزی زبان سے بھی بخوبی واقفیت ہے۔ آپ نے خانقاہ عالیہ رضویہ سے متصل ازہری مہمان خانہ بھی قائم کیا ہے۔ آپ کے فتاویٰ کا ایک مجموعہ بنام "فتاویٰ ازہری" اور انگریزی میں ایک مختصر مجموعہ Azhr-ul-Fatawa چھپ چکے ہیں۔ علاوہ ان کے شعری مجموعہ "سفینۂ بخشش" اور مندرجہ ذیل کتابیں:

(۱) تصویروں کا حکم (۲) ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن (۳) شرح حدیث نیت (۴) دفاع کنز الایمان (۵) ہجرت رسول (۶) ثانی کا مسئلہ (۷) حاشیہ ازہری علی البخاری (۸) آثار قیامت (۹) الحق المبین وغیرہ۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کے ہمراہ بالخصوص حجاز مقدس، پاکستان، سری لنکا اور بغداد معلی کا سفر ہوا۔ یہاں کے علماء مشائخ، عمائدین شہر نے جس قدر آپ کا استقبال کیا اور استفادہ کیا وہ اپنی جگہ تفصیل طلب ہے۔ اس دور کے سنی دنیا کی فائلیں دیکھی جاسکتی ہیں بغداد معلی کا سفر سات قسطوں میں سنی دنیا نے شائع کیا اور قارئین نے پوری دلچسپی کے ساتھ اس سفرنامے کو پڑھا۔

حضور تاج الشریعہ میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ کی شخصیت مقناطیسی ہے۔ جس شہر کو آپ اپنے قدم ناز سے سرفراز فرماتے ہیں خلق خدا کا ہجوم امنڈ پڑتا ہے اور انسانی بھیڑ ایک رواں دواں سیلابی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ آپ کے ہم عصروں میں شاذ و نادر ہی ایسی شخصیت عالم اسلام میں نظر آتی ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ آپ پر "بزرگان سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ" کا خصوصی فیضان ہے تو حق بجانب صحیح ہوگا۔ مولیٰ تبارک وتعالیٰ آپ کی عمر عزیز میں برکتیں عطا فرمائے اور جماعت اہلسنت آپ کی قیادت پر اتحاد و اتفاق سے قائم رہے۔ (آمین)

تاج الشریعہ فقہ حنفی کے عظیم مفتی

ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی بن علامہ عبد الحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ (پاکستان)

آج سے تقریباً تین ماہ قبل دوبئی میں بقیۃ السلف زیب خانوادۂ رضویہ، محدث جلیل، فقیہ اعظم حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں قادری رضوی الازہری دامت برکاتہم العالیہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے دور یش برادران کی قائم کردہ مسجد میں خطبۂ جمعہ ارشاد فرمایا۔ آپ نے بہت ہی آسان اور عام فہم انداز میں مسلک اہلسنت کی حقانیت بیان فرمائی۔ ایک مختصر مگر جامع بیان کے بعد آپ نے فصیح عربی اور خالص عربی لہجے میں خطبۂ جمعہ دیا تو سامعین پر ایک عجیب وجدانی کیفیت طاری تھی وہ سب مسرت سے سرشار تھے کہ آج ان کی خوش قسمت آنکھیں فیضان رضا کے علمی و روحانی امین اور ایک باعمل عالم کی زیارت کا شرف حاصل کر رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو فقہ سنی میں جو گہری بصیرت عطاء فرمائی ہے اس میں یقیناً کتب کی کرامت بھی ہے لیکن اس میں نسبت اور کسی کی نگاہ کرم کا فیضان واضح طور پر نظر آتا ہے۔ آپ کے فتاویٰ مختلف مجلات میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ چند ایک کتابچے پیش نظر بھی ہے جن میں آثار قیامت شرح حدیث نیت، ہجرت رسول شامل ہیں جو آپ کی علمی وجاہت کی بہترین دلیل ہیں۔ کاش کوئی فاضل

حضرت صاحب کی فتاویٰ کو جمع کر کے آپ کی نگرانی میں فقہی ابواب کے تحت مرتب کردے یہ ایک بہت بڑی علمی خدمت ہوگی۔

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تصنیف لطیف ''شمول الاسلام لاصول الکریم'' کا فقیہ اعظم حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب کے ہاتھوں عربی ترجمہ آپ کی عربی زبان میں مہارت پر دلالت کرتا ہے اور کتاب پر لکھی ہوئی علماء عرب کی تقریظات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عربی زبان پر کس قدر مہارت عطاء فرمائی ہے۔آپ عصر حاضر میں مسلک اہلسنت و جماعت کی آبرو ہیں۔

حضرت والد ماجد علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ سے دیرینہ تعلقات تھے سفر پاکستان کے موقع پر حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی حضرت والد بزرگوار سے کئی مرتبہ ملاقاتیں ہوئیں ہیں اور مسائل شرعیہ پر علمی اور فکری گفتگو ہوا کرتی تھیں۔ والد ماجد قدس سرہ مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے ترجمان تھے اور رضویات پر ان کی تصانیف اور مقالات بین دلیل ہیں۔ حضرت تاج الشریعہ نے جب المعتقد المنتقد کا عربی سے اردو میں عام فہم انداز میں ترجمہ کیا تو والد ماجد علیہ الرحمہ تحریراً خوشی کا اظہار فرمایا لکھتے ہیں۔ المجمع الرضوی، بریلی شریف کی طبع کردہ کتاب ''المعتقد المنتقد'' کا اردو ترجمہ دیکھنے کا اتفاق ہوا، یہ کتاب حضرت شیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی عربی تصنیف ہے۔ جو کتب عقائد میں اہم درجہ رکھتی ہے، اس پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے عربی میں حاشیہ لکھا تھا۔

اردو خواں طبقہ اس سے مستفید نہیں ہو سکتا تھا۔ حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ نائب حضور مفتی اعظم ہند نے اس کا اردو ترجمہ کیا۔ اس کتاب کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہونی چاہئے۔

مولیٰ تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطاء فرمائے اور اہلسنت کے سروں پر آپ کا سایہ تادیر سلامت رکھے۔

مولانا شاہد القادری صاحب (چیئرمین امام احمد رضا سوسائٹی کولکاتا) کو تجلیات تاج الشریعہ شائع کرنے پر بہت بہت مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

تاج العلماء.....تاج ملت اسلامیہ ہیں

ڈاکٹر غلام زرقانی قادری، ہیوسٹن امریکہ

اسے میری خوش بختی کہیے کہ آقائے نعمت تاج الخلف والسلف حضور اختر رضا خاں ازہری مدفضلہ و کرمہ علینا کی زیارت سے کئی بار شاد کام ہو چکا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ موصوف کی شخصیت ملت اسلامیہ کے لیے ایک عظیم سرمایہ سے کم نہیں۔ وہ ہر زاویہ سے اپنی مثال آپ ہیں۔ ظاہری شکل و شباہت میں بھی اچھوتے اور علمی وجاہت میں بھی یکتائے روزگار...... چمکتی ہوئی پیشانی سے نور و نکہت کی پھوار پھوٹتی ہوئی محسوس ہوتی ہے...... جھکی ہوئی باحیا آنکھیں تقویٰ و طہارت، شرافت و نجابت اور صبر و قناعت کی گواہی دیتی ہیں...... لب کشا ہوں تو حکمت و دانائی چہرے کی بلائیں لیتی محسوس ہوتی ہے اور خوش ہوں تو تھما ہوا سمندر...... ویرانے میں قدم رنجہ فرمائیں تو اطراف و جوانب لالہ زار بن جائیں...... اور آبادیوں میں تشریف لے آئیں تو جوق در جوق لوگوں کا گروہ ایک جھلک دیکھنے

کے لیے بے قرار ہو جائے۔

یہ بات نکلی تو مجھے یاد آیا کہ چند سال قبل جمشید پور میں ایک مسجد کی سنگ بنیاد کے جلسہ میں حضرت موصوف کے ساتھ میں بھی شریک تھا۔ رانچی ایرپورٹ پر انسانوں کا ایک طوفان استقبال کے لیے حاضر تھا۔ جوں ہی حضرت موصوف باہر تشریف لائے لوگ دست بوسی کے لیے ٹوٹ پڑے۔ بڑی مشکلوں سے مجمع کو قابو میں کیا گیا۔ جب جمشید پور پہنچے تو یہی عالم تھا۔ لوگوں کا شوق جنوں خیز دیکھنے کے قابل تھا۔ جذبات کے تلاطم میں لوگوں کو اپنی سلامتی کی فکر نہ تھی۔ بس خواہش تھی تو یہی کہ حضرت سے مصافحہ کا موقع میسر آجائے۔ اس دیوانگی کی کیفیت سے میں بڑا متاثر ہوا اور جب خطابت کے لیے کھڑا ہوا تو میں نے کہا تھا کہ میں جب حضرت موصوف اور آپ کی محبت کو دیکھتا ہوں تو مجھے افسوس بھی ہوتا ہے اور خوشی بھی۔ افسوس اس لیے کہ لوگ پروانہ وار اس طرح ٹوٹ پڑتے ہیں کہ حضرت کا سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے اور خوشی اس لیے ہوتی ہے کہ ہماری جماعت کا قائد ایسا ہر دلعزیز ہے کہ لوگ اپنی عزت نفس حضرت کے قدموں میں لٹانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

اور یہ کیفیت صرف ہندوستان میں ہی نہیں ہوتی بلکہ بیرون ملک بھی حضرت موصوف کے ساتھ والہانہ شغف رکھنے والے جاں نثار اسی طرح اپنی عقیدتوں کا خراج پیش کرتے ہیں۔ ابھی چند سال قبل موصوف امریکہ کے دورے پر تشریف لائے تھے۔ آپ کے ہمراہ محدث کبیر سلطان الاساتذہ حضرت علامہ ضیاء المصطفےٰ قادری بھی تھے۔ ایک عقیدت مند کی ذاتی محفل میں محدث کبیر مدظلہ العالی نے اپنی تقریر کے بعد حضرت کی خدمت میں مائک پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ انگریزی میں کچھ بیان فرمادیں۔ حضرت نے فی البدیہہ انگریزی میں کافی دیر تک بیان فرمایا۔ لوگوں پر ایک سکتہ طاری تھا کہ اتنی صاف وشستہ انگریزی زبان۔

یقین کریں اس شب ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ واقعی عالم اسلام کے قائد کو ایسا ہی ہونا چاہیے کہ جب ادھر رخ کیا عربی میں خطاب فرمادیا...... فارسی داں طبقہ میں بیٹھے تو فارسی میں گفتگو کرلی...... اہل ہندوپاک کے درمیان موجود ہوں تو اردو میں بول پڑے...... اور یورپ وامریکہ میں عقیدۂ حقہ کی ترویج واشاعت کے لیے نکلے تو انگریزی زبان میں اپنا مدعا دنیا کے سامنے پیش کردیا۔

اس میں شک نہیں کہ فقہ وافتاء آپ کا خاص میدان ہے۔ بڑے سے بڑے تجلک مسائل کی گتھی سلجھاتے ہوئے ذرا دیر نہیں لگتی...... اسلاف کے ذریعہ منصۂ شہود پر آنے والے فقہی جزئیات کا بہت بڑا ذخیرہ حاشیہ ذہن پر ہمہ وقت موجود رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طلبہ تو طلبہ ہیں موجودہ دور کے علماء کا ایک بڑا طبقہ ہمیشہ فقہی راہنمائی کے لیے دستہ بستہ بارگاہ عالیہ میں اشارہ ابرو کا منتظر رہتا ہے۔

اور یہاں پہنچ کر مجھے کہنے دیا جائے کہ موصوف میدان فقاہت کے شہ نشیں بھی ہیں اور نکتہ رس خطیب بھی...... ایک شفیق استاذ بھی ہیں...... ایک بالغ نظر مفکر بھی...... ایک متحرک وفعال قائد بھی ہیں...... اور نالہ نیم شبی سے ظلمت وتاریکی میں ڈوبے ہوئے ہزاروں قلوب میں ایمان ویقین کا اجالا بکھیرنے والے رقیق القلب پیر طریقت بھی۔

شخصیت ایک ہے لیکن جس زاویے سے دیکھیے عبقری شان کے ساتھ جلوہ گر ہیں، اس طرح حضور تاج العلماء ہمہ جہت عظمتوں کے پیکر جمیل ہیں۔

تاج الشریعہ ......تاجدار اقلیم فقاہت

مولانا نصیر احمد رضوی، جامع مسجد باسنی، ناگور (راجستھان)

اکابرین ملت وعلماء امت جنہوں نے دین ومذہب کی نشر واشاعت کے لئے اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کو وقف کردیا اور جن کی مساعی جمیلہ سے اسلام کی ضیاء بار کرنیں دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچیں اور جن کی زبان وقلم سے امت مسلمہ کو رشد وہدایت ملی۔ انہیں اوصاف سے متصف ایک ذات گرامی۔ حضور تاج الشریعہ بدر الطریقہ، قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری جانشین حضور مفتی اعظم ہند دام ظلہ العالی کی ہے۔ جو خاندان رضویت کے عظیم فرزند بھی ہیں اور اپنے خاندان کی شان وشوکت اور جلالت علم و فضل کی بقاء کے محافظ بھی۔ اہل علم جن کے علم وفضل کو دیکھ کر انہیں مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی کے علوم کا وارث قرار دیتے ہیں۔ جو زہد وتقویٰ تصلب فی الدین اور حق گوئی وبے باکی میں حضور مفتی اعظم ہند کے مظہر اتم ہیں۔ جن کے درخشاں چہرے سے جد امجد حجۃ الاسلام کے حسن وجمال کی رعنائیاں انگڑائی لیتی ہوئی نمایاں طور پر ظاہر وباہر ہیں اور جو قیادت وسیادت میں اپنے جد واجد کے حقیقی جانشین ووارث بھی ہیں۔ اخلاق وکردار اور سیرت وگفتار میں اپنے والد گرامی حضور مفسر اعظم ہند کا پرتو خاص ہیں......اور جن کے عشق وعقیدت بھرے نعتیہ کلام حسن و بلاغت میں استاد زمن کے کلام کی جھلکیاں دیکھی جاسکتی ہیں، جن کے قول وعمل میں یکسانیت جن کی خلوتیں جلوتوں جیسی......اور جن کے معمولات سفر وحضر میں ایک طرح جن کی حق گوئی وبیبا کی اپنوں اور بیگانوں میں یکساں......جو مرجع عوام بھی ہیں......اور مرجع خواص بھی......جو وقت کے علماء وفقہا کے شہ نشین بھی ہیں جن کے دریائے علم سے ہر ایک سیراب ہوکر اپنی علمی تشنگی کو بجھاتا ہے۔ جن کے نوک قلم سے لکھے ہوئے فتاوے عالم اسلام میں قول فیصل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جو مسلک اعلیٰ حضرت کے عظیم داعی ومبلغ بلکہ پاسبان ونگہبان ہیں جن کی خاموشی ہی سینکڑوں بولنے والوں پر بھاری ہے بڑے بڑے مقررین کی گھنٹوں کی تقاریر پر ان کے چند کلمات ہی وزن دار ہوتے ہیں کسی کانفرنس میں ان کی چند لمحوں کی شرکت کانفرنس کی کامیابی کی ضامن ہے۔ کسی ادارہ وتنظیم وتحریک کی سرپرستی ہی اس کی ترقی کے لئے نشان منزل ہے۔ جن کے ضیاء بار چہرے کی ایک جھلک کو دیکھنے کے لئے مخلوق خدا بے قرار وبے تاب رہتی ہے اور معرفت خداوندی کے متلاشی جس کے چہرے کی تابانی سے اپنی منزل مقصود تک پہنچتے ہیں۔ علماء عرب وعجم جسے عارف باللہ، محدث، شیخ، امام، مفتی اعظم ہند استاذ اکبر تاج الشریعہ فضیلۃ الشیخ، مرشد سالکین، عالم فاضل علامہ کے القابات سے یاد کرکے ان کی علمی برتری کا اعتراف کرتے ہیں۔

ایسے تاجدار اقلیم فقاہت مرشد کامل، پیر طریقت کی زندگی کے نقوش کو جمع کرنا بڑی سعادت مندی اور فیروز بخش ہے۔ تاکہ آنے والی نسلیں اس عالم ربانی کی سیرت کو پڑھ کر اسے اپنے لئے مشعل راہ بنائیں۔ مبارک بادی کے قابل ہیں گرامی قدر فاضل محترم مولانا شاہد القادری صاحب جنہوں نے ہمیں اس آفتاب علم وفضل کی کرنوں سے استفادہ کا موقع فراہم کرنے کے لئے یہ اہم کارنامہ انجام دیا۔ میں دعا گو ہوں کہ مولیٰ کریم حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے اور ہمیں ان کے فیضان سے مستفیض فرمائے اور مولف گرامی کی اس خدمت کو قبول کر کے فیضان تاج الشریعہ سے مالا مال کردے۔ (آمین)

تاج الشریعہ اعلم العلماء فی الہند ہیں

مفتی محمد رحمت علی تیغی قادری، ناظم اعلیٰ مدرسہ قادریہ ضیائے مصطفیٰ تلجلہ، کلکتہ☆☆09433295643

تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی الحاج الشاہ محمد اختر رضا نوری رضوی برکاتی قادری ازہری جانشین حضور مفتی اعظم دامت برکاتہم القدسیہ کی ذات، شخصیت اس زمانے میں محتاج تعارف نہیں۔ ہند اور بیرون ہند کے عوام وخواص مسلمین آپ کی عظمت، بزرگی، ولایت، کرامت، فقاہت، درایت اور رفعت وسربلندی کے معترف ہیں۔

بلاشبہ تاج الشریعہ دامت فیوضہ العالیہ مقبول بارگاہ خداوندی اور محبوب دربار رسالت پناہی ہیں۔ آپ کی مقبولیت ومحبوبیت کے ثبوت کے لئے یہی کافی ہے کہ جس شہر یا گاؤں میں حضرت کی جلوہ گری ہوتی ہے اس شہر یا گاؤں کے دس بیس کوس اطراف وجوانب کے لوگ دیوانہ وار اور پروانہ شعار آپ سے مرید ہونے کے لئے یا زیارت کے لئے ٹوٹ پڑتے ہیں۔

خلاق عالم نے آپ کے چہرہ اقدس میں وہ نورانیت اور حسن وچمک رکھا ہے کہ ہر دیکھنے والا جب چہرہ پاک کو دیکھتا ہے پھر دیکھتا ہی رہ جاتا ہے۔ سچ فرمایا ہے حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ

این سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

یوں تو کئی پیڑھی آگے سے آپ کے خاندان میں باکمال اور متدین علماء پیدا ہوتے رہے اور ابھی بھی آپ کا سارا گھرانہ عالم ہے لیکن سرکار اعلیٰ حضرت اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان کے بعد عالمی پیمانے پر اگر کسی کو عزت وشہرت ملی ہے تو وہ صرف تاج الشریعہ دامت فیوضہ العالیہ کی ذات ستودہ صفات ہے۔

اعظم المشائخ فی العصر: اس زمانے میں پیران کرام کی کمی نہیں دیکھا جاتا ہے کہ مریدین سے زیادہ پیر صاحبان کی تعداد ہے۔ اور ظاہری بات ہے کہ جو چیز کسی مارکیٹ میں زیادہ ہو جاتی ہے۔ تو اس کا ویلو اور ڈیمانڈ کم ہو جاتا ہے۔

ایسا ہی کچھ حال آج کل کے پیر مغاں حضرات کا ہے۔ گھر گھر میں آج اس لئے پیری کی عظمت واہمیت لوگوں میں آج مفقود نظر آرہی ہے لیکن انہیں لوگوں میں کچھ ایسی ہستیاں ہیں جو پیری کے اعلیٰ مقام پر فائز اور مشیخت کے بلند وبالا معیار پر قائم ہیں۔ انہیں مقدس ہستیوں میں حضور تاج الشریعہ قبلہ مدظلہ العالی کی ذات ستودہ صفات ہے۔

اگر حقیقت بین نگاہوں سے دیکھا جائے تو بلاشبہ حضرت اس وقت اعظم المشائخ فی العصر فی الملک ہیں۔ بہت سے پیروں کے پرچارک مارکیٹ میں پھیلے ہوئے ہیں جو ان کی جھوٹی اور غلط سلط کرامتیں بیان کرکے سیدھے سادھے لوگوں کو ان کے دام تزویر میں پھنساتے پھرتے ہیں۔ لیکن بحمدہ تعالیٰ وبعنایت حبیبہ المصطفیٰ حضرت تاج الشریعہ دامت فیوضہ العالیہ کی شان ہی کچھ نرالی ہے کہ نہ کہیں آپ کا کوئی ایجنٹ اور نہ پرچارک بلکہ رب قدیر کی طرف سے آپ کو اتنی مقبولیت حاصل ہے کہ میری دانست میں فی زمانہ آپ سے زیادہ مرید کسی کا بھی نہیں۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

تاج الشریعہ ایک باوقار شخصیت

مفتی شبیر احمد رضوی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ (روناہی)

حضرت تاج الشریعہ بدر الطریقہ فقیہہ زماں الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا قادری برکاتی بریلوی دام ظلہ النورانی کی ذات بابرکات عالم اسلام میں محتاج تعارف نہیں ان کی شخصیت ہمہ جہات ہے وہ شریعت وطریقت وعلوم عقلیہ ونقلیہ کے جامع اور اپنے آباء واجداد علیہم الرحمہ والرضوان کے سچے وارث وجانشین ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ان کے سایہ کرم کو اہم اہلسنت والجماعت کے سروں پر دراز فرمائے اور تادیر خدمات دینیہ لیتا رہے کثرت اشغال کے باوجود کچھ نہ کچھ تصنیف وتالیف فرماتے رہتے ہیں۔ ابھی جلد ہی کتاب مستطاب ''المعتقد المنتقد'' مصنفہ سیف اللہ المسلول حضرت سیدنا الشاہ فضل رسول بدایونی رضی اللہ عنہ اور اس کی تعلقات مصنفہ امام اہل سنن، فخر زمین وزمن مقتداء عارفاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ ان دونوں متن وحواشی کا نہایت عمدہ وسلیس اردو زبان میں ترجمہ فرماکر دنیائے سنیت پر احسان عظیم فرمایا ہے، ترجمہ سے متعلق کچھ لکھنا، کہنا آفتاب کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ ترجمہ کیا ہے کہ وہ بجائے خود ایک مستقل تصنیف منیف ہے ایک زبان کو دوسری زبان میں صحت کے ساتھ بدلنا نہایت مشکل امر ہے مگر چونکہ حضور تاج الشریعہ دام ظلہ الاقدس کو جملہ علوم عربیہ وفنون ادبیہ کی طرح اردو ادب پر بھی کامل عبور حاصل ہے۔ اس لئے نہایت نفیس، آسان اسلوب میں ترجمہ فرمانے کی کوشش فرمائی ہے۔ ہمارے مدارس اسلامیہ کے طلباء کرام بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اور سمجھیں گے، متن وحواشی سے خواص بلکہ اخص الخواص ہی مستفید ہو پاتے تھے مگر اب بحمدہ تعالیٰ! عوام خواص سبھی مستفید ہو سکتے ہیں۔ اس گداء رضوی کی رب قدیر جل شانہ کی بارگاہ قدس میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کے سایہ عاطفت کو ہم جملہ اہل سنن پر دراز سے دراز تر فرمائے اور ان کے علمی وروحانی فیوض وبرکات سے زیادہ سے زیادہ مستفید فرمائے اور ترجمہ عالیہ مذکورہ (المعتقد) کو مقبول خواص وعام وانام بنائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم سید المرسلین ﷺ۔

☆☆☆

از: ڈاکٹر شوکت صدیقی، چترا بھانہ ہنٹر گنج۔ جھارکھنڈ ☆ 09330830131

(حضور تاج الشریعہ کے خاندان کا ذکر جمیل پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جن بزرگوں کے حالات مل سکے ہیں وہی نظر قارئین ہیں۔)

تاج الشریعہ علامہ مفتی اسمٰعیل رضا خاں ملقب بہ اختر رضا خاں ازہری کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔

تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں بن مولانا ابراہیم رضا خان بن مولانا حامد رضا خان بن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بن مولانا نقی علی خاں بن مولانا رضا علی خاں بن حافظ کاظم علی خاں بن محمد اعظم خان بن سعادت یار خاں (وزیر مالیات) بن سعید اللہ خاں شجاعت جنگ بہادر۔

شجاعت جنگ بہادر سعید اللہ خاں

حضور تاج الشریعہ کے مورث اعلیٰ شہزادہ سعید اللہ خاں قندھاری افغانی قبیلہ بڑھیچ کے ایک بہادر نامور فرزند تھے ۱۱۵۲ھ/۱۷۳۹ء کے اواخر میں مغلیہ حکومت محمد شاہ بادشاہ کے دور میں دوسری روایت کے مطابق نادر شاہی قافلہ کے ساتھ ہندستان آئے اور لاہور کو اپنا مسکن بنایا آپ کی ہمت و جوانمردی جوہر سپہ گری سے متاثر ہو کر شاہ دہلی (محمد شاہ بادشاہ) نے ہاتھوں ہاتھ لیا لاہور کا شیش محل بطور جاگیر دیا۔ شاہ دہلی نے اصرار کے ساتھ دہلی بلایا اور اپنی ہم نشینی میں رکھ کر شش ہزاری عہدے فائز کیا فن سپہ گری اور عسکری صلاحیتوں کی بنا پر شجاعت جنگ کا خطاب بھی دیا اور ریاست رام پور کے بعض مواضعات جاگیر کے طور پر دے دیے روہیل کھنڈ میں ایک بڑی مہم سر کرنے کے عوض آپ کو بریلی کا صوبہ دار بنائے جانے کے لئے شاہی فرمان جاری ہوا مگر بستر علالت پر ہونے کی وجہ سے اس فرمان پر عمل نہ ہو سکا۔

اپنے آباواجداد کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے خانوادۂ رضویہ بریلی کے ایک معروف عالم حضرت مولانا حسنین رضا بریلوی (متوفی ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء) بن مولانا حسن رضا بریلوی (متوفی ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) بن مولانا نقی علی بریلوی (متوفی ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) بن مولانا رضا علی بریلوی (متوفی ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء) تحریر فرماتے ہیں:

"اس ضلع میں ان (شہزادہ سعید اللہ خاں) کو ایک جاگیر عطا ہوئی جو ۱۸۵۷ء میں ضبط ہو کر تحصیل ملک ضلع رام پور

میں شامل کردی گئی۔ اس جاگیر کا مشہور اور بڑا موضع دھنیلی تھا جواب بھی موجود ہے۔ بریلی کی سکونت اس لئے مستقل ہوگئی کہ اسی دور میں کوہستان روہ کے کچھ پٹھان خاندان یہاں آکر آباد ہوگئے تھے۔ان کے لئے ان کا جوار بڑا خوش گوار تھا۔اس واسطے کہ ان سے بوئے وطن آتی تھی۔

سعیداللہ خان صاحب جب پیرانہ سالی سے دست کش ہوئے تو اپنی آخری عمر یاد الٰہی میں متوکلانہ گزار دی۔ اور جس میدان مین ان کا قیام تھا وہیں دفن ہوئے۔ مسلمانوں نے اسی میدان کو قبرستان میں منتقل کرلیا۔ یہ میدان اب محلہ معماران بریلی کے متصل واقع ہے اور اسی مناسبت سے اب تک شاہزادہ کا تکیہ کہلاتا ہے۔

وزیر مالیات دربار دہلی سعادت یار خاں

اس وقت ان کے (سعید اللہ خان) صاحبزادے سعادت یار خاں وزیر دربار دہلی ہوچکے تھے۔انہوں نے دہلی میں اپنی وزارت کی دونشانیاں چھوڑیں۔ بازار سعادت گنج اور سعادت خاں کی نہر۔ نہ معلوم حوادث روزگار کے دست ستم سے ان میں سے کوئی نشانی بچ سکی ہے یانہیں؟ ان کی مہر وزارت بھی اس خاندان میں میری جوانی تک موجود رہی۔

(ص ۴۱۔سیرت اعلیٰ حضرت مکتبہ مشرق بریلی طبع اول ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء از مولانا حسنین رضا بریلوی متوفی ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء)

"ان (سعادت یار خاں) کے تین صاحبزادے تھے۔ (۱) اعظم خاں (۲) معظم خاں (۳) مکرم خاں۔ جو بڑے بڑے مناصب جلیلہ پر فائز تھے جن کی تنخواہ ایک ہزار ماہوار سے کم نہ تھی۔

حضرت محمد اعظم خاں

محمد اعظم خاں بریلی آئے کچھ دن حکومت کے بعض اہم عہدوں پر فائز رہے پھر انہوں نے ترک دنیا کرکے بریلی میں سکونت اختیار کرلی۔

مشہور عالم دین مولانا عبدالقدوس مصباحی آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حضرت مولانا محمد اعظم خان صاحب علیہ الرحمۃ زہد و اتقاء میں یگانۂ روزگار اور یکتائے زمانہ تھے۔شاہزادہ کا تکیہ محلّہ معماران بریلی میں قیام پذیر تھے،ان کے صاحبزادے حضرت مولانا حافظ کاظم علی خان صاحب علیہ الرحمۃ ہر جمعرات کو آپ کے در پر حاضری دیتے اور گرانقدر رقوم آپ کے قدموں پر نثار کرتے۔ایک مرتبہ موسم سرما میں اپنا بیش بہا دوشالا اتار کر والد ماجد کے جسم اطہر پر ڈال دیا۔حضرت نے نہایت بے پرواہی اور استغنا سے اتار کر آگ میں رکھ دیا۔حضرت حافظ صاحب کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کاش یہ دوشالہ کسی اور کو عطا کردیا جاتا۔ادھر چشم ولایت نے وسوسہ کو دیکھ لیا،حضرت شاہ صاحب نے بھڑکتی آگ سے دوشالا نکال کر پھینک دیا اور فرمایا کاظم!فقیر کے یہاں دھڑ پکڑ کا معاملہ نہیں، لے اپنا دوشالا دیکھا تو دوشالا صاف شفاف جوں کا توں نکلا،ایک تار بھی متاثر نہیں ہوا"۔

حضرت حافظ کاظم علی خاں

بدایوں کے تحصیل دار انہیں اعظم خاں کے بیٹے تھے جن کے پاس دوسو سواروں کی بٹالین خدمت میں رہتی تھی،جنہیں آٹھ گاؤں جاگیر میں ملی تھی۔ حافظ کاظم علی خاں کو حضرت مولانا شاہ نورالحق فرنگی محلی لکھنو (متوفی ۱۲۳۸ھ/۱۸۸۲ء) فرزند حضرت

مولانا انوارالحق فرنگی محلی (متوفی ۱۲۳۶ھ/۱۸۳۱ء) سے سلسلہ رزاقیہ میں اجازت وخلافت حاصل تھی۔ آپ ہر سال بارہ ربیع الاول کو میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل کیا کرتے تھے جو خانوادۂ رضویہ میں اب تک جاری ہے۔

مولانا حسنین رضا بریلوی اپنے آباواجداد کے اول الذکر حالات کے بعد لکھتے ہیں:

''حافظ کاظم علی خاں صاحب مرحوم کے دور میں مغلیہ حکومت کا زوال شروع ہوگیا تھا۔ ہر طرف بغاوتوں کا شور اور ہر صوبے میں آزادی وخودمختاری کا زور ہورہا تھا۔ اس وقت کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو حافظ کاظم علی خاں دہلی سے لکھنؤ آگئے ادھر انگریزوں کا زور بڑھتا رہا تھا اور حکومت میں تعطل پیدا ہوگیا تھا۔ آپ نے اودھ کی سلطنت میں بھی کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ ان کو بھی یہاں دربار اودھ سے ایک جاگیر عطا ہوئی جو ہم لوگوں تک باقی رہی اور ۱۹۵۴ء میں جب کانگریس نے دیہی جائیدادیں ضبط کیں تو ہماری معافی بھی ضبطی میں آگئی۔

حافظ کاظم علی خاں صاحب نے اپنی وارثت میں دو بیٹے اور جاگیریں چھوڑیں۔ ان کے دو بیٹے مولانا رضا علی خاں صاحب اور حکیم تقی علی خاں صاحب جو ریاست جے پور میں طبیب خاص ہوئے۔ مولانا رضا علی خاں صاحب (اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے حقیقی دادا) پہلے شخص ہیں جو اس خاندان میں دولت علم دین لائے اور علم دین کی تکمیل کے بعد انہوں نے سب سے پہلے مسند افتا کو رونق بخشی تو اس خاندان کے ہاتھ سے تلوار چھوٹی اور تلوار کی جگہ قلم نے لے لیا۔ اب اس خاندان کا رخ ملک کی حفاظت سے دین کی حمایت کی طرف ہوگیا'' (ص ۴۱۔سیرت اعلیٰ حضرت مکتبہ مشرق بریلی)

مفتی صدرالدین آزردہ صدر الصدور دہلی (متوفی ۱۲۸۵ھ/۱۸۶۸ء) کی عدالت میں محمد اعظم خاں کے ایک کٹہرہ واقع دہلی کی ملکیت کے مقدمہ نمبر ۵۵، ۱۸۴۵ء کا فیصلہ رضا علی خاں ولد حافظ محمد کاظم علی خاں ولد محمد اعظم خان کے حق میں ہوا۔

مفتی رضا علی خاں بریلوی

مفتی رضا علی خاں بریلوی ۱۲۲۴ھ/۱۸۰۹ء میں بریلی میں پیدا ہوئے۔ مولوی خلیل الرحمٰن سے شہر ٹونک میں علوم درسیہ کی تحصیل کی اور بعمر ۲۳ رسال علوم متداولہ کے اکتساب وتکمیل پر سند فراغت سے سرفراز ہوکر معتمد معاصرین ومشہور زمانہ ہوگئے۔ خصوصاً علم فقہ میں مہارت تامہ حاصل فرمائی، آپ ساحرالبیان واعظ تھے۔ آپ کی تقریر پر تاثیر قلب کی گہرائیوں میں گھر کرلیتی تھی، نرم کلامی، سبقت سلامی، زہد وقناعت، حلم وتواضع، تحریر وتقریر آپ کی خصوصیات ہیں۔

اپنے وقت کے قطب اور ولی کامل اور روہیلکھنڈ کے بزرگ ترین علماء میں تھے اس خاندان میں انہی کے زمانہ میں حکمرانی کا دور ختم ہوکر فقر ودرویشی کا رنگ غالب آیا اور آپ ہی نے سب سے پہلے فتویٰ نویسی کا شرف حاصل کیا۔ اس کے لئے آپ نے ۱۲۴۶ھ میں باقاعدہ ایک دارالافتا کی بنیاد ڈالی پھر اس کے بعد یہ مقدس فن اور باوقار خدمت آپ کے خاندان کا طرۂ امتیاز بن گیا۔ آپ کے بعد آپ کے بعد فرزند رئیس الاتقیا حضرت علامہ نقی علی خاں متوفی ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء نے مسند افتاء کو زینت بخشی اور اس فن کو پروان چڑھایا پھر ان کے بعد ان کے صاحبزادے مجدد دین وملت مفتی احمد رضا خاں بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء نے اس فن کو عروج وارتقا کی بلند بالا چوٹی پر پہنچایا۔ مجدد اعظم اس دارالافتا کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے کرم سے اس گھر سے فتویٰ نکلتے نوے برس سے زائد ہوگئے، میرے دادا صاحب (مفتی رضا علی خاں) رحمتہ اللہ علیہ نے مدت العمر یہ کام کیا۔ وہ جب تشریف لے گئے تو اپنی جگہ میرے والد ماجد قدس سرہ العزیز کو چھوڑا، میں نے چودہ سال کی عمر میں ان سے یہ کام لے لیا پھر چند روز بعد امامت بھی اپنے ذمہ کرلی۔ میں نے اپنی صغرسنی میں کوئی یاران پر رہنے نہ دیا اور اب میں تم تین کو چھوڑتا ہوں''

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (متوفی ۱۲۳۹ھ/ ۱۸۲۴ء) اور علامہ فضل امام خیر آبادی (متوفی ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴ء) کے شاگرد مفتی صدرالدین آزردہ دہلوی (متوفی ۱۲۸۵ھ/ ۱۸۶۸ء) سے مولانا رضا علی بریلوی نے فن شاعری میں اکتساب فیض کیا تھا اور شاعری بھی کیا کرتے تھے۔ مولانا رضا علی بریلوی کا ایک شعر ہے:

آہ! ہم پر ہوا مسلط وبال فرنگیاں
ہمیں ہیں مالک اور ہمیں آنکھیں دکھائی جاتی ہیں

مفتی رضا علی خاں کے مذہبی بلندی سے قطع نظر ایک دوسرا پہلو بھی نمایاں اور قابل توجہ ہے۔ یعنی جنگ آزادی کی پہلی لڑائی ۱۸۵۷ء میں بھرپور حصہ۔

فرنگی اقتدار کے خلاف آپ نے بریلی میں مورچہ سنبھال رکھا تھا۔ لارڈ ہسٹنگ اور جنرل ہڈسن آپ کی گرفتاری اور قتل کے درپے رہتے تھے۔ چنانچہ جنرل ہڈسن جیسے برطانوی جنرل نے آپ کا سر قلم کرنے کا انعام پانچ سو روپے مقرر کر رکھا تھا۔ مگر اپنے مقصد میں وہ ناکام رہا۔ جب آپ نے جنگ میں برطانوی حکام کے خلاف حصہ لیا تو انگریزوں نے آپ کے احاطہ میں نقب زنی کر کے پچیس گھوڑے چوری کر لئے۔ کیوں کہ آپ اپنے تمام گھوڑے مجاہدین آزادی کو انگریزوں کی پناہ گاہ پر شب خوں مارنے کے لئے مفت دیا کرتے تھے۔ (جنگ آزادی نمبر، ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی۔ ماہ جولائی ۱۹۷۵ء)

حضرت مولانا محمد ظفر الدین قادری رضوی لکھتے ہیں۔ ''۱۸۵۷ء کے بعد جب انگریزوں کا تسلط ہوا اور انہوں نے شدید مظالم کئے تو لوگ ڈر کے مارے پریشان پھرتے تھے۔ بڑے لوگ اپنے اپنے مکانات چھوڑ کر گاؤں وغیرہ چلے گئے۔ لیکن حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ محلہ ذخیرہ (بریلی) اپنے مکان میں برابر تشریف رکھتے اور پنج وقت نمازیں مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کیا کرتے تھے۔

ایک دن حضرت مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ ادھر سے گوروں (انگریزوں) کا گزر ہوا۔ انہیں خیال ہوا کہ شاید مسجد میں کوئی شخص ہو تو پکڑ کر پیٹیں۔ مسجد میں گھسے ادھر ادھر گھوم آئے۔ بولے کہ مسجد میں کوئی نہیں ہے۔ حالاں کہ حضرت مسجد ہی میں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اندھا کر دیا کہ حضرت کو دیکھنے سے معذور رہے۔ (ص، ۸۷۔ حیات اعلیٰ حضرت، ترتیب جدید مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

مولانا احمد اللہ شاہ مدراسی اور جنرل بخت خاں نے جب مراد آباد پر حملہ کیا تو آپ ایک سرگرم مجاہد کی حیثیت سے اس فوج میں پیش پیش تھے۔

''جنگ آزادی میں آپ نے کس کس انداز سے حصہ لیا اور انگریز آپ سے کس قدر خوفزدہ تھے اس پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے معروف قلمکار حضرت مولانا احسن دہلوی نے ماہنامہ طریقت دہلی کے ائمہ اہلسنت نمبر میں جو کچھ تحریر کیا ہے ماہنامہ قاری کے امام احمد رضا نمبر کے حوالے سے اس کے چند اقتباسات حاضر خدمت ہیں۔

''آپ (مفتی رضا علی خاں) جنگ آزادی کے عظیم

رہنما تھے۔ عمر بھر فرنگی تسلط کے خلاف برسرپیکار رہے۔ آپ ایک بہترین جنگجو اور بے باک سپاہی تھے۔ لارڈ ہیسٹنگ آپ کے نام سے بے حد نالاں رہا۔ جنرل ہڈسن جیسے برطانوی جنرل نے آپ کا سر قلم کرنے والے کا انعام پانچ سو روپے مقرر کیا تھا مگر وہ اپنے مقصد میں عمر بھر ناکام رہا"۔

ایک انگریز مورخ لکھتا ہے:

"جب کہ برطانوی حکام تمام ہند پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے تو اس وقت مولانا فضل حق خیر آبادی، مولانا احمد اللہ شاہ مدراسی، مولانا امام بخش صہبائی، مولانا رضا علی بریلوی جیسے اکابر مولوی برطانوی تسلط کے خلاف اپنی بھرپور کوشش کر رہے تھے"۔

انگریز مؤرخ ڈاکٹر ملی سن آپ کو ان الفاظ میں یاد کرتا ہے:

"بریلی کے اندر جب لوگوں میں برطانوی حکام کے خلاف یورش پھیلی تو اس یورش کے تمام تر ذمہ دار جنرل بخت خاں اور ان کے ساتھی بریلوی ملا شاہ رضا علی ولد حافظ کاظم علی ولد سعادت یار خاں پٹھان ہی تھے جو بریلی کے عوام کو برطانوی حکام کے خلاف اکسانے کے نہ صرف مجرم ٹھہرے بلکہ انہوں نے بریلی کے عوام کو برطانوی فوج کے خلاف مقابلہ کرنے پر بے حد برافروختہ کیا، اگر ملا رضا علی اپنے عقیدت مندوں سمیت ہمارا مقابلہ نہ کرتا تو بریلی شہر پر ہمارا قبضہ ہونا بالکل آسان تھا۔ اس بریلوی مولوی رضا علی کی مزاحمت کی وجہ سے برطانوی افواج کو کافی خون وکشت اور آگ اور خون کا دریا عبور کرنا پڑا، پھر بھی بمشکل بریلی پر قبضہ کیا۔

مولانا رضا علی بریلوی کو شیخ وقت حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ (شاگرد حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی وخلیفہ شاہ محمد آفاق مجددی نقشبندی دہلوی) سے بیعت و خلافت حاصل تھی اور سلسلۂ نقشبندیہ میں مرید کرتے تھے۔ آپ نے ۲ رجمادی الاولیٰ ۱۲۸۲ھ کو اس دار فانی سے رحلت پائی۔

سید الاتقیاء مفتی نقی علی خاں بریلوی

مولانا مفتی نقی علی بریلوی بن مولانا شاہ رضا علی بریلوی رجب المرجب ۱۲۴۶ھ/۱۸۲۹ء کو بریلی میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد سے اکتساب علوم وفنون کیا۔

نبیرۂ حافظ الملک حافظ رحمت خاں روہیلہ مولانا نواب نیاز احمد خاں ہوش بریلوی لکھتے ہیں:

"گلدستۂ اوصاف قراواں، افضل الامثال والاقران جناب مولوی مفتی نقی علی خاں خلف الصدق مولوی محمد رضا علی خاں مرحوم ومغفور نور اللہ مرقد شہر بانس بریلی میں سکونت پذیر ہیں۔ حسن ظاہری میں بے نظیر ہیں۔ باپ دادا ان کے عرصہ دراز سے چمن پیرائے علم ودولت رہے۔ مولوی صاحب بھی ایام طفولیت سے تا حال بفضل ایزد منان صرصر حوادث سے بچ کر گلچین خیابان فضل و عزت رہے"۔ (تقریر بر سرور القلوب فی ذکر النبی المحبوب مؤلفہ مولانا نقی علی بریلوی، مطبع صبح صادق، سیتاپور)

عشق رسول اور دشمنان اسلام پر غلظت وسختی ان کا طرہ امتیاز تھا۔ تصانیف میں الکلام الاوضح فی تفسیر سورہ الم نشرح۔ سرور القلوب فی ذکر المحبوب۔ وسیلۂ النجاۃ۔ جواہر البیان فی اسرار الارکان۔ اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد۔ ہدایۃ البریۃ الی الشریعۃ الاحمدیہ۔ اذاقۃ الاثام لمانعی المولد والقیام۔ ازالۃ الاوہام۔ تزکیۃ الایقان۔ فضل العلم والعلماء۔ احسن الوعاء لآداب الدعاء۔ ودیگر کتب ورسائل مشہور ہیں۔

پنجم جمادی الآخر ۱۲۹۴ھ کو حضرت سیدنا شاہ آل رسول احمدی تاجدار مارہرہ مطہرہ رحمۃ اللہ نے خلافت واجازت جمیع

سلاسل نیز سند حدیث سے مشرف فرمایا۔ ۲۶ رشوال ۱۲۹۵ھ کوضعف اور شدت علالت کے باوجود سفرحج فرمایا اور وہاں حضرت سید احمد زینی وحلان شیخ الحرم وغیرہ علمائے مکہ مکرمہ سے مکرر سند حدیث حاصل کی۔

مولانا نقی علی خاں بریلوی بھی اپنے والد مولانا رضا علی بریلوی کی طرح عالم دین ومفتی شرع متین اور حریت پسند تھے۔ انگریزی اقتدار کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے علمائے اہل سنت نے جہاد کا فتویٰ صادر فرمایا۔ اس فتویٰ کے مطابق جہاد کی تیاری اور عملاً جہاد آزادی کرنے کے لئے جہاد کمیٹی کی تشکیل ہوئی۔ اس کے آپ رکن رکین مقرر ہوئے۔ انگریزوں کے خلاف جنگ کرنے والے مجاہدین کو مناسب مقامات پر گھوڑے اور رسد پہنچانا آپ کے ذمہ تھا۔ جس کو آپ بحسن وخوبی انجام دیتے رہے۔ آپ کی تقاریر انتہائی پراثر ہوتی تھی۔ ان تقاریر نے مسلمانوں میں جہاد آزادی کا جوش وولولہ بھر دیا تھا۔

اکیاون سال کی عمر میں ذوالقعدہ ۱۸۹۷ء/۱۳۱۵ھ میں وصال پاکر والد ماجد مولانا رضا علی خاں بریلوی کے بغل میں جگہ پائی۔ سٹی قبرستان میں بریلی میں آپ کا مزار شریف ہے۔

مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی

امام احمد رضا خاں کی ولادت باسعادت دس شوال المکرم ۱۲۷۲ھ/۱۴رجون ۱۸۵۶ء بریلی کے محلہ ذخیرہ خاں میں ہوئی۔ محمد نام رکھا گیا اور تاریخی نام المختار (۱۲۷۲ھ) تجویز کیا گیا جدامجد نے احمد رضا نام رکھا عرف امن میاں تھا بعد میں خود آپ نے عبدالمصطفےٰ کا اضافہ کیا اور سنہ ولادت اس آیت کریمہ سے نکالا۔

اولئک کتب فی قلوبهم الایمان وایدهم بروح منه (۱۲۷۲ھ) یعنی یہ ہے کہ وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی ہے۔ اگرچہ آپ کی رسم بسم اللہ خوانی چار سال چار مہینے چار دن کی عمر میں ہوئی۔ مگر دو سال کی عمر سے ہی گھریلو ماحول کی بنا پر عربی سمجھنا اور بولنا شروع کردیا تھا چھ سال کی عمر میں ایک نووارد عرب سے دیر تک فصیح عربی میں گفتگو کی۔

امام احمد رضا نے ابتدائی کتابیں جن اساتذہ سے پڑھیں ان میں سے ایک جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب بریلوی (متوفی یکم محرم الحرام ۱۳۳۶ھ مطابق ۱۸ر اکتوبر ۱۹۱۷ء بھر نوے سال مدفون حسین باغ محلہ باقر گنج بریلی) بقیہ تمام درسی کتابیں اپنے والد ماجد سے پڑھیں ان کے علاوہ آپ کے اساتذہ میں یہ حضرات بھی ہیں مولانا عبدالعلی رام پوری متوفی ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۵ء) شیخ حسین بن صالح مکی (متوفی ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء) اور شیخ ابوالحسین احمد النوری متوفی ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء)

ان نفوس قدسیہ سے دیگر علوم وفنون کی تحصیل کی اور بعض علوم وفنون کی تو خود آپ کی طبع سلیم نے رہنمائی کی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا تعلیم سے فراغت کے سلسلے میں لکھتے ہیں کہ

"۱۴رشعبان ۱۲۸۶ھ/نومبر ۱۸۶۹ء میں علوم درسیہ سے فراغت حاصل کی اور اس وقت میں تیرہ سال دس ماہ اور پانچ دن کا تھا۔ اور اسی تاریخ کو مجھ پر نماز فرض ہوئی اور میں احکام شرعیہ کی طرف متوجہ ہوا"۔ (الاجازۃ الرضویہ)

چند روز بعد مسئلہ رضاعت سے متعلق ایک فتویٰ لکھ کر اپنے والد ماجد کی خدمت میں پیش کیا جواب بالکل صحیح تھا والد ماجد نے اسی وقت سے فتویٰ نویسی کی خدمت آپ کے سپرد کردی۔

علوم وفنون سے فراغت کے بعد تصنیف وتالیف، درس وتدریس اور فتویٰ نویسی میں ہمہ تن مصروف ہوگئے۔ اصلاح

معاشرہ کی طرف خصوصی توجہ دی مسلمانوں میں پھیلے ہوئے غلط رسم ورواج مٹانے کے درپے ہوئے بدعات وخرافات کے خلاف محاذ قائم کیا اور دوسرے باطل مذاہب کی تردید کے ساتھ اسلام کے نام پر غیر اسلامی نظریات پھیلانے والے مختلف فرقوں کے رد وابطال میں پوری تندہی کے ساتھ مصروف ہو گئے۔ ۱۲۹۱ھ میں امام احمد رضا نے شیخ فضل حسین کی دختر نیک اختر ارشاد بیگم سے شریعت کے مطابق شادی کی غلط رسم ورواج سے یکسر اجتناب کر کے بطور نمونہ اہل اسلام کے لئے شادی کی سادہ تقریب کی بنیاد ڈالی۔

۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء میں امام احمد رضا فاضل بریلوی اپنے والد کی معیت میں مولانا عبدالقادر بدایونی (متوفی ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء) کے ایماپر مارہرہ شریف میں قدوۃ الواصلین حضرت سید شاہ آل رسول احمدی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ قادریہ میں بیعت کی تو اس وقت والد گرامی کے ساتھ مختلف سلاسل طریقت میں خلافت واجازت سے سرفراز کئے گئے جب کہ امام احمد رضا کی عمر صرف بائیس (۲۲) سال تھی شاہ آل رسول کے علاوہ دوسرے مشائخ سے بھی بعض سلسلوں میں اجازت ملی مثلاً قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ علویہ وغیرہ ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۸ء میں پہلی بار حج بیت اللہ کے لئے والد ماجد کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں دوسری بار زیارت حرمین شریفین اور حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے اس سفر میں علمائے اسلام نے بڑی قدر وتعظیم فرمائی علمائے حرم نے نوٹ کے متعلق ایک استفتاء پیش کیا جو خود علمائے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے لئے عقدہ لاینحل بنا ہوا تھا۔ امام احمد رضا نے محض حافظے کی بنیاد پر قلم برداشتہ عربی میں اس کا جواب تحریر فرمایا اور اس کا تاریخی نام کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) رکھا۔ اس کے علاوہ

ایک اور تالیف علمائے مکہ کے ایک دوسرے استفتا کے جواب میں ساڑھے آٹھ گھنٹہ بحالت بخار صرف دو نشستوں میں تحریر فرمائی اور اس کا تاریخی نام الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبۃ (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) تجویز کیا۔ اس شاہکار تالیف میں مسئلہ علم غیب پر محققانہ بحث کی ہے۔ علمائے حرمین اور عالم اسلام کے علماء نے جو تقاریظ تحریر کی ہیں ان سے اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ علاوہ ازیں دیار عرب کے علمائے کبار نے آپ سے استفادہ کیا اجازت وخلافت حاصل کی اور آپ کے علمی تبحر کا اعتراف کیا اور مجدد امت لکھا ہے۔ ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء میں اکابر علماء کی موجودگی میں حضرت مطیع الرسول شاہ عبدالمقتدر بدایونی (متوفی ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۵ء) نے ندوۃ العلماء کے خلاف ہفت روزہ اجلاس منعقدہ پٹنہ میں مجدد مائۃ حاضرہ کے لقب سے یاد کیا موجود غیر موجود اکابر نے اس پر اتفاق کیا نیز اسی سفر کی شاہکار تالیف حسام الحرمین (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) بھی ہے۔

۵۴ سے زائد (جدید تحقیق کے مطابق ۱۰۵) علوم وفنون میں ہزاروں کتب ورسائل آپ کی یادگار ہیں کئی علوم ایسے ہیں جن میں آپ کی مہارت حد ایجاد تک پہنچی ہوئی تھی۔ ایسا عالم نایاب ونادر جو اس قدر علوم وفنون میں دستگاہ رکھتا ہو کہ اس کی تمثیل پوری ایک صدی میں پیش نہیں کی جاسکتی ہے۔ آپ کے عشق رسالت کا چرچا غیروں کی محفل میں بھی ہے۔ انہوں نے عشق رسول کا وہ درس دیا کہ دنیا سیکھا کرے اور عملاً عشق رسول کو اس طرح پیش فرمایا کہ دنیا دیکھا کرے، آپ کی پوری زندگی تقویٰ، پرہیزگاری، شریعت کے مطابق اور سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پابندی سے آراستہ وپیراستہ ملتی ہے۔ علم وفضل کا یہ آفتاب ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء کو بریلی میں غروب ہو گیا۔ محلہ سوداگران کے مسجد رضا کے پہلو میں آسودہ خاک کیا گیا آپ کا مزار مرجع خلائق خاص وعام ہے۔ ۲۵ صفر

المظفر کو یہاں ہندستان کے دور دراز علاقے کے علاوہ بیرون ملک سے بھی لوگ زیارت کے لئے آتے ہیں۔آپ کے دو فرزند ہوئے (۱) حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں (۲) مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں۔

آپ کے علم و فضل کا آفتاب پوری دنیائے سنیت پر جلوہ فگن ہے۔آپ سے نسبت حق کی علامت بن چکی ہے آپ کے دینی، روحانی، علمی، ادبی، اصلاحی، معاشی، سیاسی، سائنسی اور تہذیبی وتجدیدی کارناموں سے عالم اسلام مستفیض ہو رہا ہے۔

استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں بریلوی

مولانا حسن رضا خاں بن مولانا مفتی نقی علی خاں بن مولانا رضا علی خاں، ۲۲ر ربیع الاول ۱۲۷۶ھ/ ۱۹ر اکتوبر ۱۸۵۹ء کو بریلی میں پیدا ہوئے۔

مولانا حسن رضا خاں بریلوی نے مروجہ علوم کی تکمیل گھر پر ہی والد ماجد اور برادر اکبر امام احمد رضا خاں سے کی معقولات ومنقولات میں مہارت حاصل کیا۔آپ بڑے ذہین وفطین تھے خدا نے طبیعت موزوں عطا کی تھی شعر گوئی کی طرف راغب ہوئے رام پور میں مقیم ہو کر غزلیہ شاعری میں داغ دہلوی کے شاگرد ہوئے نعتیہ شاعری کے استاد برادر اکبر امام احمد رضا خاں تھے مولانا حسن رضا خاں کی شاعری کو ہندستان گیر شہرت حاصل ہوئی۔

آپ بہترین نثر نگار بھی تھے۔آپ کی نگرانی میں اور سید محمود علی عاشق بریلی جو مولانا حسن رضا خاں کے شاگرد تھے کے ادارت میں فروری ۱۹۰۳ء میں گلدستہ بہار بے خزاں کا اجراء ہوا اس سے قبل ہفتہ وار روز افزوں ۱۹۰۲ء کو جاری ہو چکا تھا۔

متعدد تصانیف بھی زیور طبع سے آراستہ ہوئیں۔

مولانا حسن رضا بریلوی کا حج وزیارت سے مشرف ہونے کے بعد ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء میں انتقال ہوا اسی قبرستان بریلی میں دفن ہوئے۔مولانا حسن رضا بریلوی کے تین فرزند تھے (۱) فاروق رضا خاں (جو جوانی میں ہی انتقال کر گئے) (۲) حکیم حسین رضا خاں (۳) مولانا حسنین رضا خاں اور ایک لڑکی انوار فاطمہ عرف انو بی تھی۔

حضرت مفتی محمد رضا خاں بریلوی

مفتی محمد رضا خاں بن مفتی نقی علی خاں بن مفتی رضا خاں بریلی میں پیدا ہوئے والد گرامی مفتی نقی علی خاں چھوٹے صاحبزادے ہونے کی وجہ سے مجھے بہت محبت فرمایا کرتے تھے والدہ ماجدہ حضرت حسینی خانم نے بڑے ناز ونعم سے پرورش کی اہل خاندان پیار سے ننھے میاں کہا کرتے تھے۔

آپ کی تعلیم وتربیت گھر ہی پر ہوئی ابتدا تا انتہا تمام کتب والد گرامی اور برادر اکبر مجدد دین ملت امام احمد رضا سے پڑھیں۔فن شاعری سے بھی لگاؤ تھا اس فن میں آپ کے استاذ برادر اکبر ہی تھے۔

بیعت کا شرف سید شاہ ابو الحسین نوری سے ہے برادر بزرگ امام احمد رضا نے اجازت وخلافت عطا فرمائی۔

آپ کی شادی ایک رئیس خاندان میں ہوئی اللہ نے ایک ہی لڑکی عطا فرمائی جس کا نام فاطمہ بیگم تھا اس اکلوتی صاحبزادی کا نکاح برادر اکبر کے خلف اصغر مفتی اعظم ہند مصطفےٰ رضا خاں سے ہوا۔حضرت فاطمہ بیگم بہت دیندار اور عبادت گزار تھیں اہل عقیدت پیرانی اماں کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء برادر اکبر، بھتیجے حجۃ الاسلام کے ساتھ سفر حج کی سعادت حاصل کی دوران حج الدولۃ المکیہ کی ترتیب میں برادر بزرگ کے معاون بنے اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں

جتنے فتاویٰ آتے تھے ان میں سے فرائض کے مسائل اپنے برادر اصغر مفتی محمد رضا خاں کو لکھنے کو دیتے تھے۔

آپ کا انتقال تقریباً ۱۹۳۸ء میں ہوا نماز جنازہ مفتی اعظم ہند نے پڑھائی اور والد محترم کے پہلو میں قبرستان میں سپرد خاک ہوئے۔

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں قادری

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں ۱۲۹۲ھ/۱۸۹۲ء محلہ سوداگران بریلی میں پیدا ہوئے مولانا حامد رضا خاں نے جملہ علوم وفنون اپنے والد امام اہلسنت امام احمد رضا خاں سے حاصل کئے درس کے وقت آپ کے بعض سوالات امام احمد رضا کو ایسے پسند آتے کہ قال الولد الاعز لکھ کر سوال کا جواب قلمبند فرمادیتے ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ حج وزیارت کے موقع پر پہلی بار مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو مکہ مکرمہ میں شیخ العلی حضرت علامہ محمد سعید بابصیل اور مدینہ منورہ میں حضرت علامہ سید احمد برزنجی کے حلقہ درس میں شریک ہوئے اکابر علمانے انہیں سندیں عطا کیں حضرت علامہ خلیل خربوطی نے سند فقہ حنفی عطا فرمائی جو علامہ سید طحطاوی سے انہیں صرف دو واسطوں سے حاصل تھی دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں صدر المدرسین اور شیخ الحدیث کی جگہ پر بھی آپ نے کام کیا ہے۔ آپ تفسیر بیضاوی شریف کے درس میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔

دوسری بار حج وزیارت کا شرف ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء میں حاصل ہوا۔

حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں کو بیعت واجازت کا شرف نور العارفین حضرت سیدنا ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ سے حاصل ہے اور اوراد واعمال اور افکار واشغال کا مجاز وماذون کیا۔

امام احمد رضا کو اپنے اس فرزند ارجمند سے بڑی محبت تھی اور وہ ان پر بڑا ناز کرتے تھے کیوں کہ ایسا لائق وفائق، عالم فاضل دیندار وپارسا اور حسین وجمیل بیٹا قسمت والوں کو ہی ملا کرتا ہے۔

حجۃ الاسلام ہر لحاظ سے اپنے والد کے جانشین اور وارث امین تھے۔ ان کی ہر تحریک اور ان کے ہر کام میں معاون ومددگار تھے اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا کو پوکھریرا ضلع سیتامڑھی کے ایک جلسہ کے لئے حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب محبیؔ نے دعوت دی مصروفیت کے سبب والد گرامی نے حجۃ الاسلام کو اپنی جگہ پر اس تحریر کے ساتھ روانہ کردیا کہ اگرچہ میں اپنی مصروفیت کی بنا پر حاضری سے معذور ہوں مگر حامد رضا کو بھیج رہا ہوں یہ میرے قائم مقام ہیں ان کو حامد رضا نہیں احمد رضا ہی کہا جائے۔

اور کیوں نہ ہو انہیں کے لئے تو امام احمد رضا نے فرمایا تھا حامد منی انا من حامد یعنی حامد مجھ سے اور میں حامد سے ہوں۔

ملت اسلامیہ کے منتشر شیرازہ کو مجتمع کرنے کی خاطر ۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۴ء میں لاہور میں جماعت اہلسنت اور دیوبندی جماعت کے سربرآوردہ لوگوں کی ایک میٹنگ ہوئی جس میں یہ فیصلہ ہوا کہ گفتگو کے ذریعہ مسئلہ طے ہوجائے اور حق واضح ہونے پر حق کو تسلیم کرتے ہوئے دونوں ایک ہوجائیں۔ لہٰذا دیوبندی جماعت کی طرف سے مولوی اشرف علی تھانوی کا انتخاب ہوا اور جماعت اہلسنت کی طرف سے حضرت حجۃ الاسلام حامد رضا کا، آپ بریلی سے لاہور تشریف لے گئے مگر ادھر سے تھانوی جی نہیں پہنچے اس موقع پر حجۃ الاسلام نے لاجواب خطبہ دیا سننے والے علماء وفضلاء آپ کی فصاحت وبلاغت اور علم وفضل کی جلوہ سامانیاں دیکھ کر دنگ رہ گئے اسی موقع پر مسلمانوں نے نعرہ لگایا کہ دیوبندی مناظر نہیں آیا تو چھوڑو، ان کے چہرے کو دیکھ لو (حجۃ الاسلام کی طرف اشارہ کرکے کہ آپ بہت ہی حسین وجمیل اور وجیہ وشکیل تھے)

(دیوبندیوں کی جانب اشارہ کرکے) اور فیصلہ کرلو کہ حق کدھر ہے۔

اسی مناظرے کے موقع پر حضرت حامد رضا خاں کی ملاقات ڈاکٹر سر محمد اقبال سے بھی ہوئی۔ دوران ملاقات حجۃ الاسلام نے دیوبندی مولوی کی گستاخانہ عبارتیں سنائیں تو سن کر حیرت زدہ رہ گئے اور بے ساختہ بولے کہ مولانا یہ ایسی عبارات گستاخانہ ہیں کہ ان لوگوں پر آسمان ٹوٹ پڑنا چاہیے۔

۱۹۳۵ء میں مراد آباد میں حجۃ الاسلام جو فصیح و بلیغ، پر مغز و پر تدبیر خطبہ دیا تھا وہ آپ کی سیاسی بصیرت علمی جلالت، مذہبی قیادت و سیادت اور ملی وقومی ہمدردی اور دینی جماعت کی ایک شاندار مثال ہے۔ یہ خطبہ اس قدر جامع تھا کہ اس میں ہندستانی سیاست، اغیار کی پالیسیاں، تدابیر دفاع، نظام عمل، اقتصادی اور معاشرتی ترقی کی تدابیر، ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت اور دو قومی نظریے کی وضاحت وغیرہ پر مشتمل تھا۔

ان کی فصاحت و بلاغت نثر نگاری و شاعری خصوصاً عربی زبان و ادب پر عبور اور مہارت کی تعریف علمائے عرب نے بھی کی ہے۔

درجنوں کتابیں آپ کی یادگار ہیں قادیانی کے رد میں سب سے پہلی کتاب الصارم الربانی علیٰ اسراف القادیانی آپ ہی کی ہے الدولۃ المکیۃ کا ترجمہ بھی ان کا علمی وادبی شاہکار ہے فن تاریخ گوئی میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا۔

۱۷ رجمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ/ ۲۳ مئی ۱۹۴۳ء دوران نماز عشاء عالم تشہد میں آپ کا وصال ہوا نماز جنازہ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد صاحب نے پڑھائی روضہ اعلیٰ حضرت کے مغرب جانب گنبد رضا میں مدفون ہوئے جو مرجع خلائق اور زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ آپ کے دو صاحبزادے (۱) مفسر اعظم ہند حضرت علامہ محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں (۲) حضرت علامہ حماد رضا خاں عرف نعمانی میاں اور چار صاحبزادیاں تھیں۔

مفتی اعظم ہند مولانا مفتی مصطفےٰ رضا خان نوری

حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کی ولادت ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ/ ۷ رجولائی ۱۸۹۳ء کو آپ کے والد گرامی امام احمد رضا قدس سرہٗ کے برادر حقیقی علامہ حسن رضا خاں کے دولت کدہ واقع محلہ رضا نگر سوداگران شہر بریلی شریف یوپی میں ہوئی۔

آپ کا اصلی نام محمد ہے غیبی نام آل الرحمٰن ہے پیر و مرشد نے آپ کا نام ابوالبرکات محی الدین جیلانی تجویز فرمایا اور والد ماجد نے عرفی نام مصطفےٰ رضا رکھا فن شاعری میں اپنا تخلص نوری منتخب فرمایا مفتی اعظم ہند سے مشہور ہوئے۔

۲۵ رجمادی الثانی ۱۳۱۱ھ چھ ماہ تین یوم کی عمر میں سید المشائخ حضرت شاہ ابوالحسین نوری رضی اللہ عنہ نے اپنی انگشت شہادت آل الرحمٰن محمد ابوالبرکات محی الدین جیلانی کے دہن مبارک میں ڈالی مفتی اعظم شیر مادر کی طرح چوسنے لگے سید المشائخ نے داخل سلسلہ فرمایا اور تمام سلاسل کی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔

نیز حضرت مفتی اعظم ہند کو بیعت کرتے وقت ارشاد فرمایا

"یہ بچہ دین وملت کی بڑی خدمت کرے گا اور مخلوق خدا کو اس کی ذات سے بہت فیض پہنچے گا۔ یہ بچہ ولی ہے اس کی نگاہوں سے لاکھوں گم راہ انسان دین حق پر قائم ہوں گے یہ فیض کا دریا بہائے گا۔ امام احمد رضا نے بھی اپنے نور نظر لخت جگر خلف

اصغر مفتی اعظم کو تسبیح اوراد و اشغال، اوفاق و اعمال سلاسل طریقت میں ماذون و مجاز بنایا۔

مفتی اعظم نے قرآن مجید اعلیٰ حضرت سے پڑھا اور منجھلے (مولانا حسن رضا) چھوٹے (مولانا محمد رضا) چچا کے علاوہ برادر اکبر مولانا حامد رضا سے بھی پڑھا، فارسی و عربی بھی انہیں حضرات سے پڑھی مدرسہ اہلسنت منظر اسلام کے اساتذہ مولانا بشیر احمد علی گڑھی مولانا ظہور الحسین فاروقی رام پوری، مولانا رحم الٰہی منظر نگری سے خاص طور سے درسیات کا اکتساب کیا جب متوسطات پڑھ چکے تو زیادہ تر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حضوری حاصل رہی جس سے فوائد کثیرہ حاصل ہوئے۔ ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء میں مفتی اعظم قدس سرہٗ نے بہ عمر اٹھارہ سال، خداداد ذہانت، ذوق مطالعہ لگن و محنت، اساتذہ کرام کی شفقت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کی توجہ کامل اور شیخ مکرم سید المشائخ قدس سرہٗ کی عنایات کے نتیجے میں جملہ علوم و فنون، منقولات و معقولات پر عبور حاصل کر کے مرکز اہلسنت دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف سے تکمیل فراغت پائی۔

فراغت کے بعد مفتی اعظم نے ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء میں جامعہ رضویہ منظر اسلام میں مسند تدریس کو رونق بخشی اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا دارالافتاء کے اہتمام اور کار فتویٰ کی زیادتی کے سبب صرف مخصوص طلبہ کو پڑھاتے تھے۔ درس افتاء میں مفتی اعظم ہند اس کا التزام فرماتے تھے کہ محض نفس حکم سے واقفیت نہ ہو بلکہ اس کے ماعلیہ و مالہ کے تمام نشیب و فراز ذہن نشین ہو جائیں پہلے آیات و احادیث سے استدلال کرتے پھر اصول فقہ و حدیث سے اس کی تائید دکھاتے اور قواعد کلیہ کی روشنی میں اس کا جائزہ لے کر کتب فقہ سے جزئیات پیش فرماتے پھر مزید اطمینان کے لئے فتاویٰ رضویہ یا امام احمد رضا کا ارشاد نقل فرماتے:

مفتی اعظم قدس سرہٗ طلبہ پر نہایت مہربان تھے۔ انہیں شفقت و محبت سے نوازتے اور ہر طرح ان کی خدمت کرتے حتیٰ کہ غریب و نادار طلبہ کو خفیہ طور پر خرچ کرنے کے لئے رقوم بھی عنایت فرماتے آپ کے تلامذہ و مستفیدین کی ایک بڑی جماعت ہے جو ہندو پاک کے ہر حصے میں حق کی آواز بلند کر رہے ہیں اور دین متین کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

بندوں کی حاجت روائی آپ کا خاص وصف تھا کئی کئی گھنٹے بیٹھ کر لوگوں کی حاجتوں کو سننا پھر اس کا مداوا کرنا، تعویذ کے پردے میں اپنی کرامت و محبوبیت کو چھپانا، جن مریضوں کو ڈاکٹر نے لاعلاج مرض بتایا آپ نے تعویذ دیا، دم فرمادیا چند روز میں بھلا چنگا ہو گیا۔

آپ کی سیاسی بصیرت و تدبر اپنے والد ماجد کی تعلیم کا نتیجہ تھی وہ ایک صاحب رائے، صاحب فکر اور صاحب بصیرت مدبر تھے ان کی سیاسی بصیرت کی گہرائی و گیرائی کا اندازہ لگانے کے لئے ان کی دو کتابوں کا مطالعہ کافی ہوگا (۱) طرق الہدیٰ الارشاد (۲) مقدمہ۔ دوام العیش۔ آپ سنت کی نشر و اشاعت بدعت کی بیخ کنی اور احقاق حق و ابطال باطل میں حکومت وقت کے جبر و استبداد اور اعلان سزا و عقوبت سے بے نیاز، بلا طمع اور بلا خوف لومۃ لائم، محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت کی خاطر ہمیشہ سینہ سپر رہے۔ آپ ملت اسلامیہ کے اتحاد و بقا و تحفظ کی خاطر دامے درمے قدمے سخنے لحاظ سے خدمات انجام دیں۔

تحریک ہجرت، تحریک خلافت، تحریک شدھی، فتنہ مذہبیت، تحریک اشتراکیت حرم شریف پر اس وقت کے قابض حکمرانوں کی حج ٹیکس کی جبری وصولی کا معاملہ، وجوب حج التواء حج کا مسئلہ، فتنہ شہادت مسجد شہید گنج لاہور، فتنہ نسبندی وغیرہ

خلاف عملی طور سے آپ نے جد وجہد کی اور مسلمانان ہند کو ان کے برے اثرات سے بچانے کی بھرپور کوشش فرمائی فتنہ ارتداد ۱۹۲۳ء کے زمانے میں آپ نے ۵ لاکھ غیر مسلموں، مرتد مسلمانوں کو اپنی انتھک تبلیغ حکمت عملی، محنت وشفقت سے حلقہ بگوش اسلام کیا آپ کے اس عظیم کارنامے کی بنا پر فتنہ ارتداد کا انسداد کرنے والے علماء میں آپ کا اسم گرامی سرفہرست ہے۔ تحریک آزادی ہند اور فلاح و صلاح مسلمین کے سلسلے میں قائم انجمن اظہار الاسلام ،جماعت انصار الاسلام، جماعت رضائے مصطفےٰ، آل انڈیا سنی کانفرنس وغیرہ نے فعال، تعمیری اور تحریکی کردار ادا کیا۔

ان کے علاوہ دینی مکاتب اور علمی معاہدہ کا قیام بھی آپ کی پرخلوص مساعی کا تابندہ پہلو ہے سینکڑوں علم وفن کے مراکز آپ کی نگاہ ولایت مآب کا تصدق ہیں جو ملک کے طول وعرض میں علوم ومعارف کے چشمہ ہائے شیریں بن کر تشنگان علوم دینیہ کو سیرابی بخش رہے ہیں۔

مفتی اعظم بلند ذوق شعر وادب کے حامل تھے آپ کا شمار اپنے وقت کے استاذ شعراء میں ہوتا ہے آپ نوری تخلص فرماتے آپ شاعری کو عشق مجازی کے بجائے عشق حقیقی کا ذریعہ اظہار بنایا آپ کی شاعری میں علم وفن کی جلوہ گری کے ساتھ عشق و عرفان کی جو سرمستی ہے وہ اردو شاعری میں خال خال ہی کہیں نظر آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مفتی اعظم ہند کو تحریر کا ملکہ بھی عطا فرمایا تھا۔ مضامین کے سیلاب کو جوان کے دل میں امنڈتا تھا اسے ضبط تحریر میں لے آتے تھے تین درجن سے زائد کتابیں تصنیف و تالیف فرمائیں جو زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہیں۔ الملفوظ، سامان بخشش، فتاویٰ مصطفویہ بہت ہی مشہور کتابیں ہیں۔

آپ نے تین بار حج بیت اللہ اور حرمین شریفین کی زیارت کی خاطر حاضری دی۔ ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۵ء پہلا ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء، دوسرا ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء میں تیسرا حج ادا کیا آپ تصویر کشی سے سخت پرہیز فرماتے تھے لہٰذا حج کے پاسپورٹ کیلئے بھی آپ نے تصویر نہ کھینچوائی حرمین شریفین کے سفر میں وہاں کے علماء نے آپ سے استفادہ کیا اور مختلف علوم میں سندیں حاصل کیں۔

آپ ۹۱ سال کی عمر میں ۱۴ رمحرم الحرام ۱۴۰۲ھ/۱۳ر نومبر ۱۹۸۱ء کو رات ایک بج کر چالیس منٹ پر کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے آپ کے وصال کی خبر دنیا کے تمام مشہور ریڈیو اسٹیشن سے نشر کی گئی لاکھوں لوگوں نے جنازے میں شرکت کی نماز جنازہ حضرت مولانا سید مختار اشرف سرکار کلاں سجادہ نشین کچھوچھہ شریف نے پڑھائی اخباری رپورٹ کے مطابق دنیا کے کسی مذہبی رہنما کے جلوس جنازہ میں اتنی بڑی تعداد میں کسی مذہب وملت کے افراد نے آج تک شرکت نہیں کی۔

آپ کے والد ماجد امام احمد رضا کے بائیں پہلو میں سپرد خاک کیا گیا جہاں ہر سال لاکھوں عقیدت مند، مشائخ کرام علمائے عظام اور دانشوران ملت زیارت کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور فیوض وبرکات سے مستفیض ہوتے ہیں۔

مفسر اعظم ہند علامہ ابراہیم رضا بریلوی

مفسر اعظم مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی میاں کی ولادت ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۶ء کو حجۃ الاسلام کے گھر میں ہوئی یہ پہلی پیدائش ہوئی تھی اس لئے اس خاندان کے ہر فرد کو بے انتہا خوشی ہوئی۔ جد بزرگوار امام احمد رضا قدس سرہٗ نے مفسر اعظم ہند کے عقیقہ کا شایان شان اہتمام فرمایا عزیز واقرباء کے علاوہ دار العلوم منظر اسلام کے تمام طلبہ کو عام دعوت دی اور ناظم مطبخ کو اس بات کی ہدایت فرمادی کہ "جن ممالک یا صوبہ جات کے طلبہ دار العلوم

منظر اسلام میں ہیں ان کی خواہش کے مطابق انہیں وطنی
کھانا ملنا چاہئے''۔

والدہ مکرمہ وجدہ معظمہ سے گھر ہی میں قرآن مجید ناظرہ
اور اردو کی ابتدائی کتابیں پڑھ لیں۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے دارالعلوم
منظر اسلام میں داخل کر دیئے گئے۔ ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۵ء میں حجۃ
الاسلام نے اساطین اسلام کی موجودگی میں دستار رکھی اور اپنی
نیابت اور خلافت سے سرفراز فرمایا۔ شرف بیعت امام احمد رضا سے
حاصل کی اجازت وخلافت بھی انہیں سے تھی۔ مفتی اعظم ہند نے
بھی اجازت وخلافت عنایت فرمائی تھی۔ ۱۳۴۷ھ میں شادی کی
خدائی کا جشن منعقد ہوا۔ واضح رہے کہ کمسنی ہی میں جد بزرگوار
امام اہلسنت امام احمد رضا قدس سرہ نے مفتی اعظم ہند کی
صاحبزادی سے نکاح کر دیا تھا۔

جوانی کے عالم ہی میں آپ کو گھوڑسواری، تیر اندازی
اور بندوق چلانے کا بہت شوق تھا شکار کی کچھ ایسی عادت پڑ گئی تھی
کہ دن بھر جنگلوں میں گھومتے رہے۔ ۱۳۶۷ھ میں بریلی مستقلاً
قیام کی غرض سے مفسر اعظم ہند بریلی تشریف لائے اور منظر اسلام
جس کا انتظام بالکل خراب ہو چکا تھا اہتمام کی باگ ڈور سنبھالی
وصیت کے علاوہ گورنمنٹ کی طرف سے بھی منظر اسلام کے مہتمم
نامزد کیے گئے۔ ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲ء میں مفسر اعظم ہند زیارت حرمین
شریفین سے مشرف ہوئے۔

حج وزیارت سے مشرف ہونے کے بعد طلبہ کے ساتھ
بہت ہی ہمدردی ہو گئی ابتداء کافیہ اور شرح جامی پڑھاتے رہے کچھ
دنوں کے بعد مسلم شریف، ترمذی شریف، شفا شریف، مشکوٰۃ
شریف بہت ہی انشراح صدر اور مناظرہ ڈھنگ سے پڑھاتے
تھے، عربی ادب پڑھاتے وقت عربی زبان میں گفتگو فرماتے۔
تقریباً ملک کے اکثر حصے میں تبلیغ دین کی اشاعت کرتے رہے
بعض جگہوں میں اپنے خرچ سے جلسہ عید میلاد النبی کا انتظام کر
تھے۔ درجنوں کتابیں آپ نے تصنیف فرمائی۔

حضرت مفسر اعظم ہند نے پانچ صاحبزادوں او
صاحبزادیوں کو یادگار چھوڑا ہے۔

(۱) ریحان ملت مولانا محمد ریحان رضا خاں قادری (۱۹۸۵ء
انتقال ہو گیا)

(۲) جانشین مفتی اعظم مفتی اختر رضا خاں قادری

(۳) مولانا ڈاکٹر قمر رضا خاں قادری

(۴) مولانا منان رضا خاں منانی میاں

(۵) مخدوم تنویر رضا خان یہ جانشین مفتی اعظم سے بڑے
جذبی کیفیت میں غرق رہتے تھے۔ مفقود الخبر ہو گئے۔

۱۱ر صفر المظفر ۱۳۸۵ھ/۱۲ر جون ۱۹۶۵ء کو غریق رحم
ہوئے اسلامیہ کالج کے میدان میں نماز جنازہ ہوئی نماز جنازہ
افضل حسین مونگیری نے پڑھائی۔ دائیں جانب امام احمد
قادری کے مدفون ہوئے۔

مولانا محمد حماد رضا نعمانی میاں

آپ کی ولادت ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء کو بریلی شریف
ہوئی آپ کی پیدائش بریلی والوں کے لئے نیک فال ثابت ہو
کہ چند مہینوں کے بعد وہاں سے امراض طاعون کا خاتمہ ہو گیا
اگرچہ اس مہلک بیماری کا اثر آپ پر بھی ہو گیا تھا لیکن بعونہ تبار
وتعالیٰ آپ جلد شفایاب ہو گئے مجدد دین وملت امام احمد رضا
ایک محبوب خلیفہ حضرت مولانا شاہ عبدالسلام علیہ الرحمہ (والد
شاہ برہان الحق جبلپوری) کے نام ایک مکتوب میں فرمایا۔

''چھوٹا نبیرہ (نعمانی میاں) بشدت اس میں
ہو گیا تھا لیکن یہ سب بحمد اللہ تعالیٰ یکے بعد دیگر شفایاب ہو

وللہ الحمد (ربیع الاول شریف ۱۳۳۲ھ)

حضرت نعمانی میاں نے سفر و حضر میں اپنے والد گرامی حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں سے استفادہ فرمایا اور سبقاً کتب تفاسیر وفقہ اپنے والد ماجد سے پڑھا ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء میں آپ کی شادی خانہ آبادی محلہ ملوکپور بریلی کی مشہور شخصیت جناب سید حسن صاحب کی صاحبزادی سیدہ طاہرہ خاتون سے ہوئی۔ جس سے آپ کی تین اولاد ذکور اور چار اناث ہوئیں۔ حسن ظاہری میں برادر اکبر کے مشابہ تھے۔ والد ماجد کے وصال کے بعد آپ نقل وطن کر کے کراچی تشریف لے گئے اور وہیں مستقل سکونت پذیر رہے۔ ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء میں آپ کا انتقال پر ملال ہوا۔ کراچی میں ہی مدفون ہوئے آپ کے صاحبزادگان بھی کراچی میں رہتے ہیں۔

حکیم حسین رضا خاں

استاد زمن علامہ حسن بریلوی کی اولاد میں حکیم حسین رضا خاں سب سے بڑے ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۸ء میں محلہ سوداگران میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم والدہ ماجدہ سے حاصل کی اعلیٰ تعلیم بھی گھر پر والد ماجد اور عم محترم سے پڑھی لکھنؤ سے علم طب کی سند حاصل کی۔

حکیم حسین رضا خاں مجدد دین ملت امام احمد رضا خاں بریلوی کے خصوصی معالج تھے آپ کی دو شادیاں ہوئیں تھیں۔ پہلی شادی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی کی منجھلی صاحبزادی سے ہوئی۔ پہلی زوجہ سے تین فرزند مرتضیٰ رضا خاں ادریس رضا خاں اور جرجیس رضا خاں ہوئے دوسری زوجہ سے یونس رضا خاں اور غوثیہ بیگم ہوئیں اور ۱۹۵۶ء میں ہجرت کر کے پاکستان چلے گئے۔

استاذ العلماء مولانا حسنین رضا خاں بریلوی

مولانا حسنین رضا خاں بن استاد زمن مولانا حسن رضا خاں بریلوی ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے۔ آپ مفتی اعظم ہند سے عمر میں چھ ماہ بڑے تھے آپ امام احمد رضا کے برادرزادہ تلمیذ، داماد اور خلیفہ تھے۔ قرآن پاک اور ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی دار العلوم منظر اسلام کے جید علماء اور ماہرین علوم سے اکتساب علم کیا آپ نے حجۃ الاسلام سے بھی مفتی اعظم کی معیت میں کتابیں پڑھی ہیں آپ نے معقولات کی کچھ کتابیں رام پور جا کر مدرسہ ارشاد العلوم میں پڑھیں۔

بعد فراغت مدرسہ منظر اسلام میں درس و تدریس کے خدمات انجام دیئے دوران درس و تدریس اشاعتی میدان میں بھی آپ نے بڑا کام کیا ہے حسنی پریس قائم کیا اور ماہوار رسالہ "الرضا" جاری کیا مگر تدریسی مصروفیات کی وجہ سے ماہنامہ الرضا کو وقت نہیں دے پاتے تھے۔ اس لئے اس کی اشاعت کی خاطر درس و تدریس کے عہدے سے آپ نے استعفیٰ دے دیا۔ مولانا حسنین رضا خاں نے ایک جماعت انصار الاسلام قائم فرمائی جس کے پلیٹ فارم سے آپ سیاسی اور سماجی خدمات انجام دیا کرتے تھے جس سے اہل اسلام کا فائدہ تھا اور ان کا مذہبی تشخص بھی برقرار رہتا تھا۔ مولانا حسنین رضا خان شعر و ادب کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے مولانا حسنین رضا خاں امام اہلسنت امام احمد رضا بریلوی سے اصلاحات لیں آپ کو بیعت کا شرف شاہ ابوالحسین احمد نوری سے تھا امام احمد رضا فاضل بریلوی نے چاروں سلاسل طریقت اور احادیث مبارکہ کی اجازت سے نوازا تھا۔ آپ کی باقیات صالحات میں مفتی اعظم مدھیہ پردیش علامہ سبطین رضا خاں، مفتی تحسین رضا خاں محدث بریلوی، مولانا حبیب رضا خاں اور ایک

صاحبزادی اہلیہ حضور تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں ازہری ہیں۔
آپ کا وصال ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء میں ہوا حجۃ الاسلام شاہ حامد رضا خاں بریلوی کے پائنتی صدر دروازے کے بائیں طرف آپ مدفون ہوئے جو آج مرجع خلائق ہے۔

مولانا تقدس علی خاں بریلوی

یادگار سلف مولانا مفتی تقدس علی خاں بن مولانا سردار ولی خاں بن ہادی علی خاں بن مولانا مفتی رضا علی خاں بریلوی ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں بمقام آستانہ عالیہ رضویہ محلہ سوداگران بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ مفتی تقدس علی خاں کے والد محترم کے چچازاد بھائی تھے والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ کے نانا حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں بریلوی آپ کے ماموں اور خسر تھے آپ امام احمد رضا سے ۱۳۳۲ھ/۱۹۰۴ء میں بیعت ہوئے حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم ہند نے جملہ سلاسل کی اجازت وخلافت عطا فرمائی۔

آپ نے مدرسہ منظر اسلام بریلی کے علماء سے درسیات کی تعلیم حاصل کی، مولانا خلیل الرحمٰن بہاری مولانا ظہور الحسین فاروقی رام پوری، مولانا نورالحسین رام پوری، مولانا حسنین رضا خاں بریلوی مولانا رحم الٰہی منگلوری مولانا عبدالعزیز خان بجنوری اور صدر الشریعہ مولانا امجد علی سے اکتساب علم کیا۔ مولانا حامد رضا خاں نے فتویٰ نویسی کی مشق کرائی ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء میں سند فراغت سے نوازے گئے۔

بعد فراغت مدرسہ منظر اسلام سے تدریسی خدمات کا آغاز کیا اور اسی مدرسے کے نائب مہتمم بنا دیئے گئے تمام انتظامات آپ کے ہاتھ میں تھے الٰہ آباد سے منظوری اور جامعہ نظامیہ حیدر آباد دکن سے رابطہ کرایا تقریباً ۲۵ سال تک مدرسہ منظر اسلام کی خدمت کرتے رہے۔

آپ پوری زندگی تدریسی، ملی، مسلکی، قومی میدان میں سرگرم عمل رہے آپ سنی کانفرنس مراد آباد کی دونوں تقریب ۱۳ر اکتوبر ۱۹۳۹ء ۲۷ تا ۳۰ر اکتوبر ۱۹۳۶ء میں شریک رہے، امام احمد رضا کی مشن کی اشاعت اور رضا مسجد و مدرسہ خانقاہ کی تعمیر آپ کی زندگی کے کارہائے نمایاں ہیں۔

۱۳۷۱ھ/۱۹۵۱ء میں کراچی تشریف لے گئے ۵ مئی ۱۹۵۲ء سے جامعہ راشدیہ پیر گوٹھ جو ضلع خیر پور صوبہ سندھ کے شیخ الحدیث اور حضرت پیر پگاڑا کے اتالیق واستاد مقرر ہوئے۔

آپ نے پہلا حج ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۵ء میں بریلی شریف ہندستان سے کیا دوسرا حج وزیارت ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۹ء میں کیا پھر آپ نے پاکستان سے تیسرا حج وزیارت ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء کو کیا۔

آپ کی یادگار میں بے شمار تلامذہ، کالجوں، یونیورسٹیوں دینی مدارس اور مساجد میں خدمت دین انجام دے رہے ہیں۔

امام غزالی علیہ الرحمہ کی تصنیف مکاشفۃ القلوب کا ترجمہ بھی کیا جو برصغیر میں شائع ہو چکا ہے۔ ۳ر رجب ۱۴۰۸ھ/۲۲ر فروری ۱۹۸۸ء کو وفات ہوئی۔

مولانا مفتی اعجاز ولی خاں رضوی بریلوی

مولانا مفتی اعجاز ولی خاں رضوی بن مولانا سردار ولی خاں بن مولانا ہادی علی خاں بن مولانا رضا علی خاں (جد امجد امام احمد رضا خاں بریلوی) ۱۱ر ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ ۲۱ر مارچ ۱۹۱۴ء کو بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی سے قرآن شریف شروع کیا حفظ کی تکمیل عبدالقادر بریلوی سے کی، برادر اکبر مولانا

تقدس علی خاں رضوی مولانا مختار احمد سلطان پوری اور مولانا حسنین رضا خاں سے متوسطات تک تعلیم حاصل کی، مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خاں سے شرح جامی اور والد گرامی مولانا سردار ولی خاں سے جلالین پڑھی آپ نے درسیات کی تکمیل صدر الشریعہ مولانا امجد علی سے مدرسہ سعیدیہ دادون علی گڑھ میں کی مفتی اعظم ہند نے ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء میں مسند حدیث عطا فرمائی تکمیل علوم کے بعد این بی ہائی اسکول بریلی میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا کچھ عرصہ دار العلوم منظر اسلام، مظہر اسلام بریلی میں پڑھاتے رہے ۱۹۴۵ء میں مدرسہ منہاج العلوم پانی پت تشریف لے گئے اور ایک عرصہ دراز فرائض تدریس انجام دینے کے بعد پھر دار العلوم منظر اسلام بریلی چلے آئے۔ بریلی شریف سے فتویٰ نویسی کا آغاز کیا تقسیم ملک کے بعد ۲۰ دسمبر ۱۹۴۷ء کو پاکستان تشریف لائے جامعہ محمدی شریف جھنگ، دار العلوم اہلسنت وجماعت جہلم، جامعہ نعیمیہ لاہور جامعہ نعمانیہ لاہور اور جامعہ نظامیہ لاہور کے شیخ الحدیث رہے۔

آپ نے تدریسی دنیا میں بڑا نام پیدا کیا بلاشمار علما نے آپ سے اکتساب فیض کیا آپ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا سے شرف بیعت اور مفتی اعظم سے اجازت وخلافت حاصل تھی۔

۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت میں حصہ لینے کی بنا پر ایک سوا یک دن نظر بند رہے۔ ۱۹۵۴ء میں حضرت داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہٗ کے مزار کے قریب جامعہ گنج بخش قائم کیا ہے جامعہ مسجد محلہ اسلام پور میں دار العلوم حامدیہ رضویہ قائم کیا جو آج بھی جاری و ساری ہے۔ نصف درجن سے زائد کتب زیور طبع سے آراستہ ہیں۔

مفتی اعجاز ولی خاں حسن اخلاق، ایثار و قربانی، حق گوئی، صاف گوئی، بے نفسی، حلم و بردباری قوت حافظہ، مسائل فقہ کے استحضار، صلابت رائے اور تاریخ گوئی میں اپنی مثال آپ تھے۔

مختصر علالت کے بعد ۲۴ شوال المکرم ۱۳۹۳ھ/۲ر نومبر ۱۹۷۳ء بروز منگل آپ کا وصال ہوا، نماز جنازہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا سید ابو البرکات احمد رضوی نے پڑھائی۔ میانی صاحب بہاول پور روڈ لاہور میں مولانا غلام محمد ترنم کے سرہانے آخری آرام گاہ بنی ایک صاحبزادے پاشا صاحب اور ایک صاحبزادی یادگار ہیں۔

امین شریعت مولانا سبطین رضا خاں بریلوی

مولانا سبطین رضا خاں کی پیدائش محلہ سوداگران بریلی شریف میں ۱۹۲۷ء میں ہوئی۔ آپ کی تعلیم کا آغاز گھر میں والدین سے ہوا۔ نیز قرآن مجید حافظ سید شبیر علی رضوی بریلوی سے پڑھا پھر بعدہٗ دار العلوم مظہر اسلام میں داخلہ لیا اور ابتدا سے انتہا تک جملہ کتب متداولہ کی یہیں پر تعلیم حاصل کی دو سال کے لئے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ تشریف لے گئے اور جدید علوم میں ماہرین علوم سے اکتساب علم کیا۔

مولانا سبطین رضا بریلوی درس نظامیہ کی کتب میں مہارت رکھتے ہیں تدریسی زندگی کا آغاز دار العلوم مظہر اسلام بریلی سے ہوا بعدہ مدرسہ اشاعت الحق ہلدوانی ضلع نینی تال، جامعہ عربیہ ناگپور اور مدرسہ فیض الاسلام کیش کال ضلع بستر انجمن اسلامیہ کانکر میں تقریباً ۴۰ سال سے زائد تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ کے والد ماجد نے آپ کو نوعمری میں ہی مفتی اعظم ہند کے دست حق پرست پر بیعت کرادیا تھا مرشد نے اجازت خلافت اور نقوش تعویذات کی اجازت عطا فرمائی حضرت مولانا سبطین رضا خان کا عقد مسنون مفتی عبد الرشید فتح پوری کی دختر سے ۷ر مارچ ۱۹۵۷ء میں ہوا نیز والد ماجد نے بھی اجازت

عطا فرمائی۔ سات بچے تولد ہوئے جن میں سے دولڑکے فوت ہوگئے اور دولڑکے تین لڑکیاں بہ فضلہ تعالیٰ موجود ہیں۔

لڑکوں کے نام درج ذیل ہیں

مولانا جنید رضاخاں عرف سلمان رضوی، ۲-مولانا عبیدرضا عرف نعمان رضوی، مولانا سبطین رضاعالم دین، مفتی و محدث پیر طریقت کے ساتھ آپ بہترین حکیم بھی ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں شفا بخشی ہے۔

صدر العلماء مولانا تحسین رضاخاں بریلوی

ماہر علوم عقلیہ نقلیہ حضرت علامہ تحسین رضاخاں کی ولادت ۱۹۳۰ء کو محلہ سوداگران بریلی شریف میں ہوئی۔

علامہ تحسین رضا نے ابتداسید شبیر علی بریلوی سے قاعدہ بغدادی پڑھا پھرایک مکتب میں قرآن کریم اوراردو حساب وغیرہ کی تعلیم حاصل کی فارسی کی ابتدائی کتابیں پرانے شہر کے ایک مدرسہ جوا کبری مسجد واقع محلہ گھیر جعفر خاں میں پڑھی عربی کی تعلیم مدرسہ مظہر الاسلام بریلی اور منظر اسلام سے حاصل کیں۔ آپ کی فراغت ۱۳۷۵ھ میں جامع رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد پاکستان سے ہوئی ۱۹۵۶ء میں فیصل آباد سے آنے کے بعد مظہر اسلام بریلی شریف میں ۱۹۷۵ء تک تدریسی خدمات انجام دیے پھر منظر اسلام میں سات سال تک تدریسی خدمات انجام دیے۔۱۹۸۲ء میں جامعہ نور کے قیام کے بعد ۱۹۹۸ تک ہزاروں طلبہ نے علمی استفادہ کیا۔ بعض ان میں لائق وفائق عالم وفاضل، محدث وفقیہ اور مفتی ہوئے۔۲۰۰۰ء سے دم اخیر تک حضور تاج الشریعہ کے مدرسہ جامعۃ الرضا کے شیخ الحدیث رہے۔ ۱۹۸۶ء میں زیارت حرمین سے مشرف ہوئے ۱۹۴۳ء میں عرس رضوی کے موقع پر حضور مفتی اعظم ہند کے دست اقدس پر بیعت ہوئے۔۱۳۸۰ھ کے عرس کے جلسہ عام میں مرشد نے اجازت وخلافت عنایت فرمائی آپ کا عقد مسنون جناب سعید اللہ خاں بریلوی کی صاحبزادی سے ۱۹۷۶ میں ہوا اولاد وامجاد کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

۱-حسان رضاخاں ۲-رضوان رضاخاں ۳-صہیب رضاخاں ۴-عارفہ بیگم۔

۲۸ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ/۳؍اگست ۲۰۰۷ء صبح گیارہ بجے ناگپور میں گاڑی الٹ جانے کی وجہ سے حادثہ پیش آیا اور زخموں کی تاب نہ لاکر مالک حقیقی سے جاملے۔

بقیۃ السلف مولانا حبیب رضاخاں

مولانا حبیب رضاخاں ابن مولانا حسنین رضاخاں اگست ۱۹۳۳ء کو محلہ کانکر ٹولہ پرانا شہر بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم گھر پر والدین سے حاصل کی مزید تعلیم کے لئے منظر اسلام بریلی میں داخلہ لیا بعد فراغت وقتاً فوقتاً مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضاخاں نوری کی خدمت میں رہ کر فیض ظاہری و باطنی سے مالامال ہوئے آپ ہزاروں میں وہ خوش نصیب شخص ہیں کہ مفتی اعظم نے آپ کو اپنا بیٹا سمجھا اور اکثر یہ کہا کرتے تھے کہ "اگر خدا کسی شخص کو بیٹا دے تو حبیب میاں جیسا۔

حضور مفتی اعظم ہند کے وصال تک انہیں کی خدمت میں رہ کر علم، زہد، تقویٰ سے سرشار ہوتے رہے ملک و بیرون ملک کے فتاوے اور خطوط کے جواب عنایت فرماتے نیز اکثر فتاویٰ کی نقل بھی آپ کے ذمہ تھی نقل افتاء نے آپ کو ایک ماہر جزئیات فتاویٰ اور متبحر عالم دین بنادیا حضور تاج الشریعہ نے جب مرکزی دارالافتاء کی بنیاد رکھی تو اس وقت سے مولانا حبیب رضا بھی فتویٰ نویسی کی خدمات انجام دے رہے ہیں آپ کی صلاحیتوں نے اس

ادارہ میں چار چاند لگا دیے۔

آپ کی شادی حضور مفتی اعظم ہند کی نواسی سے ہوئی اور یہ بھی خوش نصیبی ہے کہ حضرت کے دولت کدے سے ہوئی۔ ۱۳۶۵ھ کو عرس رضوی کے سنہرے موقع پر مفتی اعظم ہند سے بیعت کا شرف حاصل کیا اور ۱۳۹۶ھ کو مفتی اعظم نے اجازت وخلافت عنایت فرمائی۔

آپ سے چھ یادگاریں ہیں جن میں تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں (۱) مجیب رضا (۲) حسیب رضا (۳) نجیب رضا۔

آپ سادگی پسند کم گو ہیں آپ کی سادگی نے گم نامی کی دنیا میں جا پہنچایا۔

مخدومہ مکرمہ اہلیہ حضور تاج الشریعہ

مولانا حسنین رضا خاں کی سب سے چھوٹی صاحبزادی جانشین مفتی اعظم علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری دامت برکاتہم العالیہ سے منسوب ہوئیں۔ عربی وفارسی کی تعلیم گھر ہی پر والد ماجد سے حاصل کی۔ صوم صلوٰۃ کی سختی سے پابندی، نہایت ہی خوش اخلاق، انتہائی مہمان نواز، نہایت ہی متین وسنجیدہ ہیں۔ سارے گھر کا نظم وضبط، ماہنامہ سنی دنیا کی اشاعت کی فکر، مرکزی دارالافتاء مفتیان کرام کا خیال، الرضا مرکزی دارالاشاعت کی کتابوں کی اشاعت اور آل انڈیا جماعت رضائے مصطفےٰ کی سرگرمیوں کے لئے مالی تعاون کرتی ہیں۔

بڑی معاملہ فہم اور زیرک ہیں اللہ تعالیٰ نے حضور تاج الشریعہ کے گھر کے لئے آپ کا انتخاب فرمایا جس کی وجہ سے حضور تاج الشریعہ کو بڑی آسانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ صحت وسلامتی سے ان کا سایہ دیر تا قائم ودائم رکھے آپ سے چھ یادگاریں ہیں جن میں پانچ لڑکیاں اور ایک لڑکے مولانا عسجد رضا خاں ہیں۔

مولانا مرتضیٰ رضا خاں

ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی خاندان میں غوثی میاں کی عرفیت سے مشہور تھے موضع جوہر پور ضلع پربھنی کے ساکن امداد حسین خاں کی صاحبزادی سے نکاح ہوا آپ کی اولاد میں دو لڑکے (۱) بلال رضا خاں مرحوم (۲) جناب اویس رضا خاں اور دو لڑکیاں تفن بی بی، ذکیہ، ہوئیں۔

آپ علم الحساب میں ماہر تھے ۱۹۵۰ء کے بعد انتقال ہوا آپ کے فرزند اکبر بلال رضا خاں سے سات اولاد ہوئیں جن میں چار لڑکیاں اور تین لڑکے ہوئے لڑکوں کے نام اس طرح ہیں (۱) محمد جلال رضا خان (۲) محمد ہلال رضا خاں (۳) محمد شہاب رضا خاں (۴) مرتضیٰ رضا خاں مرحوم کے چھوٹے فرزند اویس رضا خاں سے چھ لڑکے ہوئے (۱) محمد مونس رضا (۲) محمد شعیب رضا خاں (۳) محمد مجتبیٰ رضا خاں (۴) محمد رشید رضا خاں (۵) محمد خبیر رضا خاں (۶) محمد زبیر رضا خاں بہیڑی بریلی سے متصل شاہ گڑھ میں سکونت پذیر ہیں۔

مولانا ادریس رضا خاں

حکیم حسین رضا خاں کے منجھلے فرزند مولانا ادریس رضا خاں کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی اور اعلیٰ تعلیم انہوں نے حضور مفتی اعظم ہند، علامہ حسنین رضا خاں اور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ سے حاصل کی کتب متداولہ کی تکمیل کے لئے دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف بھی گئے۔ آپ بڑے جرأت وہمت کے آدمی تھے مسلمانوں کے مسائل پر گورنمنٹ سے رعب وطنطنہ کے ساتھ بات کرتے تھے قومی وملی مفاد کو ہمیشہ پیش نظر رکھا۔ ان کے خلاف کبھی سودے بازی نہیں کی آپ کا رسم الخط بہت بہترین تھا ان تمام

خصوصیات کے ساتھ آپ زمینداری میں مصروف رہے آپ کا انتقال مفتی اعظم ہند کے دولت کدے پر ۲۳/دسمبر ۱۹۶۵ء میں ہوا خاندانی قبرستان سٹی بریلی میں دفن ہوئے یاد رہے کہ خاندان میں آپ لالہ میاں کے نام سے پکارے جاتے تھے۔

آپ کی اولاد میں فرزند جناب سراج رضاخاں ہیں اور چھ لڑکیاں یادگار ہیں (۱) تسنیم فاطمہ مرحومہ (زوجہ مولانا خالد علی خاں) محترمہ وسیم فاطمہ صاحبہ (زوجہ نبیرہ استاد زمن مولانا مفتی حبیب رضاخاں) فرحت بی (زوجہ مولانا ڈاکٹر قمر رضاخاں) (۴) نکہت بی زوجہ سلیم احمد ممبئی (۵) نزہت بی (زوجہ کلیم احمد، کراچی) (۶) نسیم فاطمہ (زوجہ مولانا ظہیر احمد ترساپی ضلع، بریلی) سراج رضاخاں سے قطمیر رضاخاں اور دولڑکیاں ہوئیں۔

مولانا جرجس رضاخاں

ابتدائی اردو عربی تعلیم گھر پر ہوئی زمین داری کے کاموں میں مصروف ہوجانے کی وجہ سے مزید تعلیم حاصل نہ کرسکے آپ کا نکاح مولانا حسنین رضاخاں کی صاحبزادی شمیم فاطمہ سے ہوا ان سے ایک لڑکی تولد ہوئی جو بچپن میں ہی فوت ہوگئی شادی کے بعد صرف سات سال باحیات رہے اور ۱۹۴۶ء میں انتقال ہوگیا اہلیہ ابھی باحیات ہیں۔

مولانا یونس رضاخاں

تعلیم وتربیت خاندان میں ہوئی گھریلو مصروفیات میں انہماک کی وجہ سے تعلیمی سلسلہ مزید آگے نہ بڑھ سکا آپ پاکستان منتقل ہوگئے اور ہری پور ہزارہ (صوبہ سرحد) میں مستقل سکونت اختیار کرلی اور پورا خاندان وہیں آباد ہے۔

ریحان ملت مولانا محمد ریحان رضاخاں بریلوی

حضرت مولانا محمد ریحان رضاخاں بن مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضاخاں ہیں حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضاخاں بن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ ۱۸/ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ ۱۹۳۴ء کو محلہ خواجہ قطب بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تعلیم گھر پر ہوئی اعلیٰ تعلیم کے لئے دارالعلوم منظر اسلام میں داخلہ لیا والد کے حکم پر پاکستان تشریف لے گئے وہاں جامعہ مظہر اسلام میں داخلہ لے کر محدث پاکستان حضرت مولانا سردار احمد رضوی کی خدمت میں تین سال رہ کر درس حاصل کیا پھر وہاں سے واپسی کے بعد دارالعلوم منظر اسلام سے سند فراغت پائی۔

منظر اسلام بریلی شریف میں ۱۲ سال تک تدریسی خدمات انجام دیتے رہے جب دارالعلوم کی نظامت کا بار آپ کے کاندھے پر آیا تو ان فرائض کی انجام دہی کی وجہ سے کافی عرصہ تک درس وتدریس سے علیحدہ رہے مدرسین کی کمی کی وجہ سے ۱۳۸۲/۱۹۶۲ سے لے کر ۱۳۸۵/۱۹۶۵ تک دارالعلوم منظر اسلام میں شیخ الحدیث کے عہدے پر فائز رہے بخاری شریف، مسلم شریف اور دیگر کتابوں کا درس دیا ادب سے زیادہ دلچسپی تھی آپ جہاں دینی اور مذہبی علوم سے آراستہ و پیراستہ تھے وہیں دنیاوی علوم سے بھی نہ صرف آشنا تھے بلکہ مہارت رکھتے تھے انگلش اور ہندی میں کمال دسترس رکھتے تھے عسرت وتنگی کی وجہ سے دارالعلوم منظر اسلام سے مستعفی ہونے کے بعد بر فیکٹری فتح گنج میں اسٹینو گرافر کے عہدے پر شارٹ ہینڈ (مختصر نویسی) میں دسترس کی وجہ سے بحال ہوگئے لیکن بہت جلد ملازمت کو خیر باد کہہ دیا۔ دوران نظامت دارالعلوم منظر اسلام اور رضا مسجد کی از سر نو تعمیر کرائی۔ طلبہ کے ٹھہرنے کے لئے افریقی دارالاقامہ (ہاسٹل) بھی تعمیر کی

نشرواشاعت کے لئے رضا برقی پریس قائم کیا۔

۱۹۷۵ء میں عوام وخواص بالخصوص علماء کرام کے اصرار پر میدان سیاست میں قدم رکھا یہاں رہ کر جو کارہائے نمایاں انجام دیئے وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ کی کارکردگی دیکھ کر جناب اکبر علی خاں گورنر اتر پردیش نے جنوری ۱۹۷۵ء میں ایم ایل سی نیز یوپی کانگریس آئی کا نائب صدر منتخب کئے اٹھارہ سال کا طویل عرصہ میدان سیاست میں گزارا مگر کہیں بھی کسی قسم کا لوچ یا دامن پر بدنمائی کا داغ لگنے نہ دیا۔

حضرت ریحان ملت نے عرب، افریقہ، ہالینڈ، برطانیہ، سرینام، امریکہ، ماریشش، سری لنکا، نیپال، پاکستان وغیرہ کے تبلیغی دورے کئے جنوبی افریقہ کے دورے میں ردوہابیت اس طرح کیا کہ وہاں کے لوگ دنگ رہ گئے بڑے بڑے سرمایہ داروں نے خریدنے کی کوشش کی لیکن وہ لوگ ناکام رہے۔ ہندستان کا کوئی صوبہ ایسا نہیں جہاں ریحان ملت نے دورہ نہ کیا ہو حضور حجۃ الاسلام سے آپ کو شرف بیعت حاصل تھا ۱۵ر جنوری ۱۹۶۲ء کو حضور مفتی اعظم ہند نے ریحان ملت اور جانشین مفتی اعظم مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری کو ساتھ ہی ساتھ خلافت واجازت عطا فرمائی دادا بزرگوار حجۃ الاسلام اور والد گرامی سے بھی اجازت حاصل تھی ریحان ملت نے سات یادگاریں چھوڑی ہیں جن میں پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔ حضرت مولانا الحاج محمد سبحان رضا خاں قادری (۲) محمد عثمان رضا انجم قادری (۳) محمد توقیر رضا قادری (۴) مولانا الحاج توصیف رضا خاں (۵) قاری محمد مسلم رضا۔ ۱۸ر رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء کو غریق رحمت ہوئے، ان کا مزار شریف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی اور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی کے مابین بنا ہوا ہے۔

مولانا عسجد رضا خاں قادری

مولانا عسجد رضا خاں بن تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان بریلوی کی پیدائش ۱۴ر شعبان المعظم ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء کو محلہ خواجہ قطب میں ہوئی حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفےٰ رضا خاں متوفی ۱۹۸۱ء نے آپ کے منہ میں لعاب دہن ڈال کر داخل سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ فرمایا ہے۔ آپ کا پیدائشی نام ''محمد منور رضا حامد'' تجویز کیا گیا اور عرفی نام عسجد رضا ہے۔

آپ نے ابتدائی کتب گھر پر مفتی مظفر حسین رضوی اور مفتی ناظم علی قادری سے پڑھیں۔ درس نظامیہ کی متداول کتاب بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف، ترمذی شریف وغیرہ والد ماجد تاج الشریعہ سے پڑھیں۔ جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف کے دیگر اساتذہ سے اکتساب علم کیا۔

والد ماجد نے سند فراغت کے ساتھ ہی ساتھ ۲۰۰۲ء میں تمام سلاسل کی اجازت وخلافت اور اوراد و وظائف اور اعمال واشغال میں مجاز وماذون فرمایا۔ امین ملت حضرت مولانا سید شاہ امین میاں سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف نے عرس قاسمی برکاتی میں اجازت وخلافت سے نوازا۔

حضرت علامہ سبطین رضا خاں بریلوی کی صاحبزادی محترمہ راشدہ نوری صاحبہ سے ۲ر شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ/۱۷ر فروری ۱۹۹۱ء بروز اتوار کو عقد مسنون ہوا۔ آپ سے چار لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے (۱) اریج فاطمہ (۲) امرہ فاطمہ (۳) حزینہ فاطمہ (۴) بشریٰ فاطمہ پیدا ہوئیں۔

آپ بڑی صلاحیتوں کے مالک ہیں اللہ تعالیٰ مولانا عسجد رضا خاں قادری کو اپنے اسلاف کا صحیح جانشین بنائے۔ آمین ثم آمین۔ مستقبل میں آپ سے بہت ساری امیدیں وابستہ ہیں۔

شجرہ تاج الشریعہ

شجاعت جنگ بہادر سعید اللہ خان

وزیر مالیات سعادت یار خان

اعظم خان — معظم خان — مکرم خان

حافظ کاظم علی خان

علامہ رضا علی خان — حکیم تقی علی خان

علامہ مفتی نقی علی خان — علامہ ہادی علی خان

امام احمد رضا — علامہ حسن رضا — مفتی محمد رضا — مولانا سردار ولی خان

مفتی حامد رضا — مفتی مصطفیٰ رضا — علامہ تقدس علی خان — مفتی اعجاز ولی خان

صرف لڑکیاں

اہلیہ حضور مفتی اعظم

فاروق رضا حکیم حسین رضا علامہ حسنین رضا

مفتی ابراہیم رضا مولانا حماد رضا

دو صاحبزادے

مرتضیٰ رضا — ادریس رضا — جرجس رضا — یونس رضا

ریحان رضا — تنویر رضا — اختر رضا — قمر رضا — منان رضا

سبطین رضا — تحسین رضا — حبیب رضا — اہلیہ تاج الشریعہ

خورشید جہاں تاب کی ضو تیرے شرر میں

از: پروفیسر شاہد اختر حبیبی، غلام نبی کالج، فیض کالونی، تیلنی پاڑہ، ہگلی ۷۱۲۱۲۵ ☆ 9339541557

پاکستان کے مشہور شہر راولپنڈی کے پاس جہلم سے سولہ کلومیٹر شمال مغرب میں رہتاس کا قلعہ شیر شاہ سوری نے اس وقت کے بہلولی سکے میں چوبیس کروڑ پندرہ لاکھ پانچ ہزار ڈھائی دام خرچ کر کے اس لئے بنوایا تھا تاکہ وہاں کے گھکو قبائلیوں کی سرکشی دبانے کے ساتھ افغانستان کے قندھار سے آنے والے جیالوں کے تیز وتند قدموں سے اپنی جنت ہندستان کو بچایا جا سکے راجہ ٹوڈر مل کی حکمت عملی اور شیر شاہ کے پیسوں سے تعمیر ہونے والا رہتاس کا قلعہ زیادہ دنوں تک قندھاریوں کی آمد نہیں روک سکا۔ شیر شاہ کی وفات ہوئی۔ مغلوں کا عروج ہوا پھر اورنگ زیب علیہ الرحمہ کی وفات کے بعد کمزور ہوتی ہوئی مغل سلطنت کو انہیں افغانیوں بالخصوص قندھاریوں نے دوران خون فراہم کیا۔ آنے والوں میں قندھار کے قبیلہ بڑھیچ کے ایک شہزادے سعید اللہ خاں بھی تھے جو محمد شاہ کے عہد میں ہندستان آئے۔ لاہور میں کچھ دنوں قیام کے بعد دارالخلافہ وارد ہوئے بادشاہ وقت تک باریابی ہوئی بادشاہ نے شجاعت اور جنگی مہارت سے لے کر حکمت و دانائی کا ادراک کیا اور فوج کا اعلیٰ عہدہ عطا کیا۔ روہیل کھنڈ کی بغاوت فرو کرنے کے لئے بریلی بھیجے گئے اور یہیں متمکن ہوئے۔ صاحبزادے سعادت یار خاں بھی دہلی دربار سے منسلک تھے۔ مرکزی حکومت کی کمزوری کا فائدہ اٹھا کر جب اودھ خود مختاری چاہ رہا تھا سعادت یار خاں نے اس بغاوت کو دبانے میں اہم رول ادا کیا۔ آپ کے فرزند رضا علی خاں ۱۸۵۷ء میں انگریزی استعماریت کے خلاف محاذ آرائی کی وجہ سے معتوب ہوئے جری بھی تھے اور خدا ترس بھی۔ خاندان کا موروثی جنگی مزاج علوم دینیہ کی طرف موڑنے میں آپ نے اہم کردار ادا کیا۔ آپ کے دو فرزند ہوئے علامہ نقی علی خاں اور مولانا تقی علی خان۔ علامہ نقی علی خاں نے علوم دینی میں کمال حاصل کیا اور فتویٰ نویسی شروع کی آپ کے تین صاحبزادے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی، مولانا حسن رضا خاں بریلوی اور مفتی محمد رضا خاں بریلوی۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی نے فقہ حنفیہ کو استحکام عطا کرنے کے ساتھ ساتھ ملت اسلامیہ کو ابن تیمیہ کے پھیلائے ہوئے زہر سے آلودہ دل و دماغ کو سواد اعظم پر گامزن کرنے کے لئے اپنی زندگی کی ساری سانسیں وقف کر دیں۔ بھائی

مولانا حسن رضا خاں بریلوی نے خدمت دین کے ساتھ ساتھ اردو نعتیہ شاعری کو نئی رفعتوں سے آشنا کیا۔ فتویٰ نویسی کو مشغلہ روز و شب بنا کر مفتی محمد رضا خاں بریلوی نے افتا کی خاندانی خدمت کو مزید اونچائیاں عطا کر دیں۔

"ایں ہمہ خانہ آفتاب" کے نیر اعظم بلاشبہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان رہے۔ اعلیٰ حضرت کے دو صاحبزادے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں اور ان سے سترہ سال چھوٹے مفتی اعظم علامہ مصطفےٰ رضا خاں (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) آسمان علم و معرفت کے تابندہ ستارے ثابت ہوئے۔ حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے صاحبزادے مفسر اعظم مولانا ابراہیم رضا خاں اور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی صاحبزادی کے درمیان رسم مناکحت ادا ہوئی اور انہیں دونوں حضرات کے آنگن میں ۲۳ر نومبر ۱۹۴۳ء کو ایک پھول کھلا محمد اسمٰعیل رضا خاں نام رکھا گیا اور اختر رضا خاں کی عرفیت ملی۔

پیدائش کے وقت ملکی اور بین الاقوامی حالات دگرگوں تھے ہندستان میں تحریک آزادی آخری مرحلے میں داخل ہو رہی تھی "ہندستان چھوڑ دو" کی تحریک موثر انداز میں آگے بڑھ رہی تھی۔ قرارداد پاکستان منظور کیا جا چکا تھا۔ انگریزی حکمت عملی پورے طور پر اپنے اثرات دکھا رہی تھی۔ فرقہ پرست طاقتیں شیاما پرساد مکھرجی اور گرو گولوالکر اور ساورکر کی قیادت میں مسلمانوں پر بزن بولنے کے لئے مجتمع ہو رہی تھیں۔ اقتدار پسند لوگ انگریزوں کے انخلاء کی صورت میں آئندہ اقتدار میں اپنی شراکت یقینی بنانے میں لگے ہوئے تھے۔ مسلمانان ہند کے مسلکی اختلافات کے قلعے انگریزی سرپرستی میں سربلند ہو رہے تھے۔ دوسری جنگ عظیم تباہ کن دور میں داخل ہو رہی تھی۔ اتحادی فوجیں شکستوں کے مزے چکھ رہی تھیں۔ جاپان برما تک پہنچ چکا تھا نیتاجی کی آزاد ہند فوج جاپان کی مدد سے ہندستان میں انگریزی اقتدار کو بزور قوت ختم کرنے کے درپے ہو رہی تھیں۔ اس دور تخریب میں تعمیر کا ایک گل سرسبد بریلی کی سرزمین پر نشوونما کی منزلیں طے کر رہا تھا۔

دیکھتے دیکھتے چار سال چار مہینے چار دن ہو گئے۔ والد گرامی مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خاں بریلوی نے اپنے لاڈلے کی تسمیہ خوانی کی۔ لوگ ایسی تقریبات میں امراء و روسا اور صاحبان اقتدار کو مدعو کرتے ہیں۔ مفسر اعظم ہند نے دار العلوم منظر اسلام کے تمام طلبہ کی دعوت کا اہتمام کیا۔ جو بچہ کل ہو کے نیابت رسول کے منصب جلیلہ پر فائز ہونے والا تھا اس کی تسمیہ خوانی میں مہمانان رسول کی ضیافت آنے والے دنوں کا اشاریہ تھی۔ بسم اللہ شریف کی ادائیگی بھی وہ ذات بابرکت کر رہی تھی جو علم و فضل اور رشد وہدایت کا مینارۂ وقت تھی یعنی حضور مفتی اعظم ہند مصطفےٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نانا جان نے بسم اللہ خوانی کرائی اور پھر نگاہ توجہ بھی مرکوز رکھی۔ اس نواسے کو بھی کسی نواسے کے طرز پر نانا کی وراثت کا جانشین بننا تھا۔ حضور مفتی اعظم ہند کی نگاہ محبت مفسر اعظم ہند کی بے پایاں شفقت اور صاحبزادی مفتی اعظم ہند کی تربیت خاص میں پلنے والے بچے کی قسمت پر جس قدر رشک کیا جائے کم ہی ہوگا۔

بسم اللہ خوانی سے جس علم کی ابتداء حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے کرائی ظاہر ہے کہ اس کی تکمیل بھی عالی شان ہونا تھی۔ والدہ ماجدہ نے قرآن ختم کرایا تو والد گرامی نے اردو کی کتابیں پڑھائیں۔ ابتدائی درسی کتابوں سے لے کر اعلیٰ معیار کی ادبیات کے مطالعے کا شرف حاصل کیا۔ دس سال کی عمر میں ایف آر اسلامیہ انٹر کالج میں داخلہ لیا جہاں انگریزی اور ہندی زبانوں نیز ریاضیات اور دوسرے علوم جدیدہ سے آشنائی حاصل کی عربی زبان و ادب پر دستگاہ کامل حاصل کرنے کا جذبہ شروع سے ہی

جینے میں پنپ رہا تھا وقت کے ساتھ وہ جذبہ اور زیادہ توانا ہو گیا۔
قسمت سے ایک ایسے استاد کا دامن بھی ہاتھ آ گیا جو خود عرب تھے۔ دار العلوم منظر اسلام میں تدریسی خدمات کی انجام دہی کے لئے فضیلۃ الشیخ مولانا عبد التواب مصری کی تقرری ہوئی۔ ایک اچھے استاد کو قابل شاگرد ملا تو دونوں کے قلوب مسرتوں سے بھر گئے۔ زبان پر مہارت کے حصول کی جو تدبیر نکالی گئی وہ مزے کی تھی۔ آپ عربی اخبارات پڑھ کر استاد گرامی کو سناتے، مشکلات زبان کا حل نکالا جاتا پھر اردو اور ہندی کے اخبارات پڑھ کر ان کا عربی ترجمہ فرماتے۔ کچھ عرصہ بعد ہی آپ عربی اہل زبان کی طرح بولنے پر قادر ہو گئے آپ کی ذہانت سے متاثر ہو کر استاد گرامی نے حضور مفسر اعظم ہند سے گزارش کی کہ وہ اپنے لاڈلے کو جامعہ ازہر میں داخل کرائیں۔ معقول مشورہ مانا گیا ۱۹۶۳ء میں آپ کا داخلہ جامعہ ازہر مصر کے کلیہ اصول الدین میں کرا دیا گیا۔

داخلے کے وقت اساتذہ کرام کو ایک نیا تجربہ ہوا جب آپ نے عربی زبان میں بے تکلف گفتگو فرمائی۔ عام طور سے عجمی طلبہ شروع کے ایام میں عرب اساتذہ کے سامنے زبان کھولتے ہوئے بھی گھبراتے ہیں یہ تجربہ اساتذہ کے لئے اتنا خوش کن رہا کہ انہوں نے اس عجمی طالب علم کو اپنی توجہ کا مرکز بنا لیا۔ پہلے سالانہ امتحان میں تحریری امتحان کے ساتھ جنرل نالج کا زبانی امتحان لیا گیا۔ زبانی امتحان میں ایک استاد نے علم کلام کا ایک سوال پوچھ لیا۔ سارے طلبہ خاموش رہے مگر اعلیٰ حضرت کے خانوادے کے چشم و چراغ نے نہ صرف سوال کا جواب دیا بلکہ اتنی صراحت کے ساتھ جواب دیا کہ استاد کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ انہوں نے پوچھا کہ ایسا کیوں کر ممکن ہے اصول حدیث کا طالب علم، علم کلام پر اپنی دسترس کا مظاہرہ کرے۔ آپ نے بتایا کہ دار العلوم منظر اسلام کے زمانہ طالب علمی میں ہی انہوں نے چند کتابیں اس علم کی سرسری پڑھ لی تھیں وہ حافظے میں تھیں استاد گرامی کی حیرت میں مزید اضافہ کرتے ہوئے یہ بتایا گیا سوال بہت آسان تھا اگر مشکل سوالات بھی ہوتے تو ان کے تشفی بخش جواب دیئے جاتے۔ ظاہر ہے کہ ایک ایسا طالب علم جو شامل نصاب مضامین سے آگے کی ایسی معلومات فراہم کرے اسے تو اپنے درجے میں اول ہونا تھا۔ اولیت کا یہ تاج جو پہلے سال سر چڑھا فضیلت کے حصول تک چڑھا رہا۔ ۱۹۶۶ء میں ایک عجمی طالب علم نے اپنی نمایاں کارکردگی کی بنیاد پر جامعہ ازہر اوارڈ حاصل کیا جو بعض تذکرہ نگاروں کے مطابق اس وقت کے مصری صدر جمال عبد الناصر کے ہاتھوں دیا گیا۔ جمال عبد الناصر کے لئے یہ اور مسرت کی بات تھی کہ وہ اپنے آنجہانی دوست پنڈت جواہر لال نہرو کے ملک سے آئے ہوئے ایک طالب علم کو وہ اوارڈ سونپ رہے تھے۔ ایک اور امتیاز یہ حاصل ہوا کہ کلیہ اصول الدین کے طالب علم کو مجموعی بہتر کارکردگی کی بنیاد سند الفراغت والتحصیل علوم الاسلامیہ کی اضافی ڈگری بھی دی۔ ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی میں اس کے ایڈیٹر نے "کوائف آستانہ رضویہ" کے عنوان سے لکھے گئے مضمون میں اس کامیابی کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ نبیرۂ اعلیٰ حضرت و حجۃ الاسلام علیہما الرحمہ اور حضرت مفسر اعظم کے فرزند دلبند مولانا اختر رضا خاں صاحب نے عربی میں بی اے کی سند فراغت نہایت نمایاں اور ممتاز حیثیت سے حاصل کی۔ مولانا اختر رضا خاں صاحب نہ صرف جامعہ ازہر میں بلکہ پورے مصر میں اول نمبروں سے پاس ہوئے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کو اس سے زیادہ بیش از بیش کامیابی عطا فرمائے اور انہیں خدمات کا اہل بنائے اور وہ صحیح معنی میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے جانشین کہے جائیں۔ اللھم زد فزد (ماہنامہ اعلیٰ حضرت جمادی الاولیٰ ۱۳۸۵ھ /۱۹۶۵ء)

فضیلۃ الشیخ عبدالتواب مصری کی فرمائش پر والد گرامی نے جامعہ ازہر بھیج دیا مگر بیٹے کی کامیاب واپسی کے بچشم خود مشاہدے کی لذت سے مفسر اعظم ہند ابراہیم رضا خاں علیہ الرحمہ محروم رہے۔

مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خان بریلوی ۱۲ر جون ۱۹۶۵ء کو ساٹھ سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ وقت رخصت والد گرامی کی آنکھوں میں مستقبل کی عظیم کامیابیوں کا جو خواب بیٹے کو نظر آیا تھا اس خواب کی تعبیر کے ساتھ واپسی سے قبل والد گرامی کی رحلت ایک بڑا صدمہ تھی اس صدمے کا اظہار انہوں نے اپنے بڑے بھائی مولانا ریحان رضا خاں رحمانی کو لکھے گئے تعزیتی خط میں کیا ہے جو ان کے دلی کرب اور ذہنی کیفیت کا غماز ہے اس خط میں انہوں نے ایک تعزیتی نظم بھی رقم کی ہے جس کا یہ شعر اس وقت کی ان کی حالت کا صحیح عکاس ہے۔

ہائے دل کا آسرا ہی چل بسا
ٹکڑے اب ہوا جاتا ہے دل

فراغت کے بعد واپسی کے موقع پر وہ غم اور بھی سوا ہو جاتا ہے مگر نانا جان حضور مفتی اعظم ہند نے بہ نفس نفیس اسٹیشن پہنچ کر استقبال کیا اور تہنیتی کلمات سے نہ صرف ملول ہونے سے بچالیا بلکہ یک گونہ مسرت سے ہمکنار فرمادیا۔

بقول الحاج محمد ناصر رضوی بریلوی

آپ کو لینے کے لئے حضرت بذات خود بنفس نفیس تشریف لے گئے، اور ٹرین کا بے تابانہ انتظار فرماتے رہے، جیسے ہی ٹرین پلیٹ فارم پر اتری، سب سے پہلے حضرت نے گلے لگایا، پیشانی چومی اور بہت دعائیں دیں اور فرمایا کہ کچھ لوگ گئے تھے مگر بدل کر آئے مگر میرے بچے پر جامعہ کی تہذیب کا کچھ اثر نہیں ہوا، ماشاءاللہ۔

دارالعلوم منظر اسلام سے ۔ا کر جامعہ ازہر تک کے سفر میں جن اساتذہ کرام نے آپ کی علمی تشنگی کو چشمہ ہائے فیض سے سیراب کیا۔ ان کے اسماء حسب ذیل ہیں۔

۱- حضور مفتی اعظم مولانا الشاہ مصطفےٰ رضا نوری بریلوی رضی اللہ عنہ
۲- بحر العلوم حضرت مفتی سید افضل حسین مونگیری علیہ الرحمہ
۳- مفسر اعظم حضرت علامہ ابراہیم رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ
۴- فضیلت الشیخ مولانا محمد سماحی شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ ازہر (مصر)
۵- حضرت مولانا عبدالغفار استاذ الحدیث جامعہ ازہر (مصر)
۶- فضیلت الشیخ مولانا عبدالتواب مصری استاذ جامعہ منظر اسلام
۷- مولانا حافظ انعام اللہ خان تسنیم حامدی بریلوی

ان صاحبان کاملان سے تحصیل علم کے بعد اب تشنگان علم و معرفت کو اپنے سرچشمۂ فضل و کمال سے سیراب کرنے کی باری تھی۔ ۱۹۶۶ء میں جامعہ ازہر سے واپسی ہوئی ایک سال کی قلیل مدت میں ہی آپ نے دارالعلوم منظر اسلام کے مسند درس کو رونق بخشی۔ یہ سلسلہ قائم رہا۔ اسی دوران آپ کے کاندھے پر ایک اور بڑی ذمہ داری دے دی گئی۔ مفسر اعظم ہند نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی آپ کا رشتہ ملک الشعراء استاد زمن حضرت حسن بریلوی کی پوتی یعنی مولانا حسنین رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کی صاحبزادی سے طے فرمادیا تھا۔ لہٰذا ۳ر نومبر ۱۹۶۸ء کو بریلی کے محلہ کانکر ٹولہ میں آپ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو گئے۔ ماشاءاللہ اس مبارک جوڑی سے مولانا عسجد رضا خاں قادری بریلوی جیسے لائق اور فائق فرزند کے ساتھ پانچ صاحبزادیاں تولد ہوئیں الحمدللہ وہ سب کی سب عقد مسنونہ سے سرفرازی حاصل کر چکی ہیں۔

تدریسی سلسلہ سے وابستگی جو ۱۹۶۷ء سے شروع ہوئی

تھی وہ ازدواجی زندگی کی مصروفیات کے باوجود نہ صرف قائم رہی بلکہ پختہ تر ہوتی رہی اس لئے درس وتدریس کا تعلق ان کے جسم سے نہیں روح سے رہا ہے۔ گیارہ سال بعد حضرت رحمانی میاں نے دارالعلوم منظر اسلام کے صدر المدرسین کا بارگراں بھی آپ کے کاندھوں پر ڈال دیا۔ آپ اس عہدے پر رہتے ہوئے تعلیمی اور تنظیمی اعتبار سے دارالعلوم کی شہرت اور نام آوری کا پایہ بہت بلند فرمادیا۔ مصروفیتوں کا دائرہ وسیع تر ہوتا چلا گیا تو باضابطہ تدریس ممکن نہیں رہ سکا تو اپنے دولت کدے پر درس قرآن وحدیث کی محفل سجادی۔ یہاں کی تدریس کی افادیت اس طرح اور بڑھ گئی کہ اس حلقۂ درس میں زانوئے تلمذ تہہ کرنے کے لئے تین تین جامعات منظر اسلام، مظہر اسلام اور جامعہ رضویہ کے طلبہ کی بڑی تعداد اکٹھی ہوگئی ختم بخاری شریف بھی تدریس کی اونچی منزل ہے آپ نے یہ کام بھی بطور احسن ادا فرمادیا۔

۱۴۰۷ھ اور ۱۴۰۸ھ کو مدرسہ الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم رام پور میں ختم بخاری شریف کرایا۔ ۱۴۰۸ھ کو جامعہ فاروقیہ بھوجپور ضلع مرادآباد میں بخاری شریف کا افتتاح فرمایا اور ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ کو الجامعۃ القادریہ رچھا ضلع بریلی شریف میں شرح وقایہ کا طویل سبق پڑھایا۔ اب تک ملک وبیرون ممالک میں نہ جانے کتنے مدارس وجامعات میں درس بخاری دیئے اور جامعہ فاروقیہ بنارس میں ختم بخاری کے موقع پر صاحب بخاری اور آخری حدیث پر ڈھائی گھنٹہ تقریر فرمائی اور دارالعلوم ضیاء السلام ہوڑہ میں ختم بخاری کے موقع پر علامہ ارشد القادری، مولانا غلام آسی پیا، عزیز ملت مولانا عبدالحفیظ عزیزی اور درجنوں علماء کرام کی موجودگی میں آخری حدیث پاک پر سیر حاصل گفتگو کی۔

آپ کا تعلق جس خانوادے سے ہے اس خانوادے کا مابہ الامتیاز وصف فتویٰ نویسی ہے۔ خاندان میں فن سپہ گری کے محبوب مشغلے کو ترک کر کے فتویٰ نویسی اختیار کرنے کا سہرا حضرت مولانا رضا علی خاں بریلوی کے سر بندھتا ہے جنہوں نے ۱۸۳۱ء میں اس کا آغاز کیا۔ مجدد دین وملت نے فتاویٰ نویسی کا آغاز ۱۸۶۹ء فرمایا۔ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی نے فتویٰ نویسی ۱۸۹۵ء میں شروع کی حضور مفتی اعظم ہند نے اس کار خیر کی ابتداء ۱۹۱۰ء میں کی جوان کی رحلت ۱۹۸۱ء تک جاری رہا۔ نانا جان کے فضل وکمال کے سچے وارث حضرت تاج الشریعہ نے اس مبارک کام کا آغاز چودہ سال کی عمر میں کردیا۔ آپ نے اس دشوار گزار راہ کی منزل کو پانے کی خاطر شروع شروع میں نانا جان حضور مفتی اعظم ہند اور مفتی سید محمد افضل حسین مونگیری کی نقوش ہائے قدم کی پیروی کی یعنی ان باکمال ہستیوں کی نگاہوں سے دیئے گئے فتاوے گزارتے رہے۔ پہلا فتویٰ لکھا تو مفتی سید افضل حسین مونگیری کو دکھایا انہوں نے دیکھ کر شاباشی دی مگر کہا کہ نانا جان کی عمیق نگاہ تک اس کی رسائی ہونی چاہئے۔ نانا جان نے دیکھا تو فرط مسرت سے باچھیں کھل گئیں۔ داد تحسین سے نوازا۔ یہ سلسلہ زیادہ دنوں تک نہیں چلا۔ جلد ہی حضور مفتی اعظم ہند نے یہ عظیم ذمہ داری بھی آپ کو سونپ دی۔ مفتی اعظم ہند کے الفاظ میں بحوالہ حیات تاج الشریعہ "اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں، یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے۔ کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے اب تم اس (فتویٰ نویسی) کے کام کو انجام دو۔ میں (دارالافتاء) تمہارے سپرد کرتا ہوں"۔

موجودہ لوگ سے مخاطب ہوکر حضور مفتی اعظم نے فرمایا "آپ لوگ اب اختر میاں سلمہ سے رجوع کریں، انہیں کو میرا قائم مقام اور جانشین جانیں"۔

ماہنامہ استقامت کانپور کی ۱۹۸۳ء کی ایک اشاعت میں اپنی فتویٰ نویسی کے تعلق سے آپ خود رقم طراز ہیں۔

''میں بچپن سے ہی حضرت (مفتی اعظم) سے داخل سلسلہ ہوگیا ہوں۔ جامعہ ازہر سے واپسی کے بعد میں نے اپنی دلچسپی کی بناء پر فتویٰ کا کام شروع کیا۔ شروع شروع میں مفتی سید افضل حسین صاحب علیہ الرحمہ اور دوسرے مفتیان کرام کی نگرانی میں یہ کام کرتا رہا اور کبھی کبھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر فتویٰ دکھایا کرتا تھا، کچھ دنوں کے بعد اس کام میں میری دلچسپی زیادہ بڑھ گئی اور پھر میں مستقل حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے لگا، حضرت کی توجہ سے مختصر مدت میں اس کام میں وہ فیض حاصل ہوا کہ جو کسی کے پاس مدتوں بیٹھنے سے بھی نہیں ہوتا ہے۔

حیات تاج الشریعہ کے حوالے سے تاج الشریعہ کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔

''میں نے دارالعلوم منظر الاسلام میں پڑھا اور پڑھایا، جامعہ ازہر میں بھی پڑھا، شروع سے ہی مجھے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ اپنی درسی کتابوں کے علاوہ شروح وحواشی اور غیر متعلق کتابوں کا روزانہ کثرت سے مطالعہ کرتا، اور خاص خاص چیزوں کو ڈائری پر نوٹ کرلیا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ سب سے اہم بات یہ ہے کہ مجھے جو کچھ بھی ملا وہ حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کی صحبت واستفادہ سے حاصل ہوا۔ ان کے ایک گھنٹہ کی صحبت، استفسارات اور استفادہ سالوں کی محنت ومشقت پر بھاری پڑتے تھے۔ میں آج ہر جگہ حضور مفتی اعظم کا علمی وروحانی فیضان پاتا ہوں۔ آج جو میری حیثیت ہے وہ انہیں کی صحبت کیمیا اثر کا صدقہ ہے''۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی حیات مبارکہ میں یہ کام چند مفتیان کرام کے تعاون سے گھر سے ہی کرتے رہے۔ نگران کی رحلت کے بعد یعنی ۱۹۸۱ء میں اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ باضابطہ طور پر دارالافتاء کا قیام عمل میں لایا جائے لہٰذا اسی ضرورت کی تکمیل کی خاطر مرکزی دارالافتاء کا قیام عمل میں لایا گیا۔ آپ کی قیادت میں مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی، مفتی محمد ناظم علی قادری اور مفتی حبیب رضا خاں بریلوی پر مشتمل قافلہ تشکیل دیا گیا۔ مفتی عبدالوحید خاں بریلوی کو نقل فتاویٰ کا کام سونپا گیا۔ مولانا عبدالوحید خان بریلوی کے انتقال ۲۰۰۵ تک فتاویٰ کے اسی رجسٹر تیار ہو چکے تھے۔ مرکزی دارالافتاء کے فتاویٰ کے یہ رجسٹر طبع ہو کر منظر عام پر آجائیں تو فقہ حنفیہ کا عالمی سرمایہ ہوں گے۔

تاج الشریعہ کے فقہی کمالات اور باوقار فتاویٰ نویسی کی سب سے بڑی مثال وہ فتویٰ ہے جس نے ایوان اقتدار کو لرزہ براندام کردیا تھا۔ زمانہ ۱۹۷۵ء کا ہے۔ قیام بنگلہ دیش کی تحریک میں اخلاقی اور فوجی مدد اور سقوط ڈھاکہ نے اس وقت کی وزیر اعظم ہند آنجہانی اندرا گاندھی کے حوصلے اتنے بلند کردیے تھے اور انہوں نے اپنے اقتدار کو اس قدر نا قابل تسخیر سمجھ لیا تھا کہ ملک میں ایمرجنسی لگادی۔ ایمرجنسی یعنی ہنگامی صورت حال کے نفاذ کے بعد شہریوں کے دستوری حقوق تقریباً چھین لئے جاتے ہیں۔ تحریر و تقریر پر سنسر بٹھادیا جاتا ہے۔ سرکاری عمال خودسر ہوجاتے ہیں اس لئے کہ ان کو کسی مواخذے یا محاسبے کا خوف نہیں ہوتا وہ بے دریغ سرکاری احکامات کی تعمیل کرتے ہیں بلکہ بے لگام ہوا کرتے ہیں۔ ایمرجنسی کے کریلے پر سنجے گاندھی کا نیم چڑھا تو حالات اور دگرگوں ہوگئے۔ اسی وقت خاندانی منصوبہ بندی کا بخار حکومت کے سر چڑھ گیا آبادی پر کنٹرول کا ایک نادر منصوبہ ہاتھ آگیا۔ حکم دے دیا گیا کہ مردوں کی نس بندی کردی جائے نس بندی ایک آپریشن جو مردانہ عضو تناسل کی چند مخصوص رگوں کا ہوتا ہے اور جس آپریشن کے بعد مرد مادہ منویہ تولید کی طاقت کھو دیتا ہے۔ حکومت کے اشارے پر یہ کام دھڑلے سے شروع کردیا گیا بزور قوت اس سفاکانہ عمل کی انجام دہی پر دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قاری محمد طیب کے جواز کا فتویٰ کھنچے کو ناخن کے مصداق ہوگیا۔ ایسے افراتفری

کے عالم میں تاج الشریعہ نے نس بندی کو از روئے شرع حرام قرار دیا۔ اس فتویٰ کے آتے ہی حکومت کی کارروائی کے خلاف ردعمل شروع ہوگیا۔ حکومت پریشان ہوگئی۔ چند بارسوخ لوگ بریلی بھیجے گئے تاکہ فتویٰ واپس لیا جائے مگر

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

آپ نے کسی صورت فتویٰ واپس لینے سے انکار کردیا۔ کسی دھمکی کی پرواہ نہیں کی بلکہ صاحبان اقتدار کو تنبیہ کی کہ ظلم اپنی انتہا پر پہنچ کر ختم ہوجاتا ہے۔ ۱۹۷۷ء کا جنرل الیکشن ان کی پیش گوئی کا ثبوت بن گیا۔ پورے ملک سے کانگریسی اقتدار کا خاتمہ ہوگیا۔ حتیٰ کہ اپنے آپ کو درگا کی اوتار سمجھنے والی اندرا گاندھی کو راج نرائن جیسے اوسط درجے کے لیڈر نے شرمناک شکست دی اور بعد کو مرکز میں کانگریس کی واپسی ہوئی مگر بعض صوبوں میں تو آج تک واپسی نہیں ہوئی مثلاً مغربی بنگال جہاں ۱۹۷۷ء سے لے کر آج تک بایاں محاذ کی حکومت برقرار ہے۔

خاندان میں فتویٰ نویسی کی روایت کے علاوہ ایک اور روایت ایسی ہے جو اس خانوادے کو امتیاز عطا کرتی ہے اور وہ ہے عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مستحکم اور ناقابل ترمیم روایت۔ اقبال نے صرف اظہار تاسف کیا تھا

عشق کی تیغ جگر داد اڑائی کس نے
عقل کے ہاتھ میں خالی ہے نیام اے ساقی

مگر عقل کے ہاتھ کے خالی نیام میں عشق کی تیغ جگر دار ڈالنے کا کام اعلیٰ حضرت نے کیا۔ انہوں نے عشق مصطفےٰ کی دولت لازوال کو امت مسلمہ کے دلوں میں بھر دینے کے لئے جو اقدامات کئے وہ حیرت انگیز ہیں مگر اللہ جس سے جتنا بڑا کام لینا چاہتا ہے اس کو اتنا ہی مضبوط قلب و جگر عطا کرتا ہے۔ بہر حال عشق مصطفےٰ کی دولت لازوال کے امین حضور تاج الشریعہ کو اس دیار پاک کی خوشبو اپنی طرف بلاتی رہی اور آپ نے پہلا حج ۱۹۸۳ء دوسرا حج ۱۹۸۵ء اور تیسرا حج ۱۹۸۶ء میں کیا۔ متعدد بار عمرہ سے مشرف ہوئے اور مصدقہ ذرائع کے مطابق تقریباً ہر سال رمضان المبارک میں مکہ مکرمہ اور روضۂ سرکار ابد اقرار صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ ۱۹۸۶ء کے حج کے موقع سے کربناک صورت حال کا سامنا ہوا جب ہندستانی مفسدین کے بہکاوے میں آکر سعودی حکام نے ایذا رسانی شروع کی۔ چند واہیات قسم کے سوالات کئے اور معقول جواب ملنے کے بعد بھی گرفتار کرلیا جیل میں رکھا، اذیتیں دیں۔ سعودی حکومت نے اپنی جابرانہ پالیسی پر فخر ومباہات بھی نہیں کرسکی اس لئے کہ اس واقعہ کے خلاف بین الاقوامی احتجاج شروع ہوگیا۔ ملت کے زعماء نے لندن میں شاہزادہ عبد اللہ اور ترکی بن عبد العزیز وزیر مملکت سے ملاقاتیں کیں اور انہیں اپنی غلطی پر نادم ہونے پر مجبور کردیا۔ ملاقات کرنے والے اکابرین میں علامہ ارشد القادری، مولانا عبد الستار خاں نیازی، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا سید غلام السیدین، مولانا شاہد رضا نعیمی، شاہ محمد جیلانی صدیقی، مولانا یونس کاشمیری مولانا عبد الوہاب صدیقی، شاہ فرید الحق اور دیگر نے اجتماعیت کا ثبوت دیتے ہوئے سعودی شاہزادوں کو اس اعلان پر مجبور کردیا۔

”حرمین شریفین میں ہر مسلک ومذاہب کے لوگ اب آزادانہ اپنے طور وطریقوں سے عبادت کریں گے۔ کنز الایمان پر پابندی میرے حکم سے نہیں لگائی گئی ہے۔ مجھے اس کا علم بھی نہیں ہے اب میلاد کی محافل آزادانہ طریقہ پر ہوں گی۔ کسی پر مسلط نہیں کیا جائے گا۔ سنی حجاج کرام کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔

(روزنامہ الاحرام قاہرہ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء)

احتجاج کی بلند ہوتی لے کے آگے گھٹنے ٹیکتے ہوئے سعودی سفیر برائے ہندستان فواد صادق نے بریلی فون کرکے کہا "حکومت سعودی عرب نے آپ کو زیارت مدینہ منورہ اور عمرہ کے لئے ایک ماہ کا خصوصی ویزا دیا ہے اور ہم آپ سے گزشتہ معاملات میں معذرت خواہ ہیں"۔ (حیات تاج الشریعہ ص ۳۱)

یہ حضرت تاج الشریعہ پر انعام ربانی کے ساتھ باطل پر حق کی بالادستی کا واضح اعلان ہے۔ حضور تاج الشریعہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی حیات میں ہی نائب مفتی اعظم کے مسند جلیلہ پر فائز رہنے کے ساتھ ساتھ اس روحانی سلسلے کے سالار کارواں بھی بن چکے تھے حضور مفتی اعظم ہند کی پیری اور ضعف کی وجہ سے ان کے نائب کو بننا ہی تھا۔ متعدد تبلیغی دوروں میں سلسلہ قادریہ رضویہ میں آپ کے متوسلین کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہوتا ہی جارہا تھا مگر باضابطہ دورہ ۱۹۸۲ میں گجرات کا فرمایا۔ ویراول، پوربندر، جام جودھپور، دھوراجی، اپلیٹا اور جیت پور میں سینکڑوں گم کردہ راہوں کو سلسلہ قادریہ کی غلامی کا شرف بخشتے ہوئے امریلی شریف پہنچے تو وہ ہندستان کی اڑتیسویں آزادی کا دن تھا وہاں ہزاروں لوگوں نے آپ کے دامن کرم سے وابستگی اختیار کی تین دنوں بعد جوناگڑھ کی 'بزم رضا' کی جانب سے رضا مسجد میں منعقد ایک جلسہ عام میں امیر شریعت حاجی نور محمد رضوی مارفانی نے 'تاج الاسلام' کا لقب دیا۔ مفتی گجرات مولانا مفتی محمد میاں نے تائید فرمائی اور ہزاروں کے مجمع نے نعرہ ہائے تکبیر ورسالت سے تاج الاسلام کے لقب کا استقبال کیا۔ خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند مولانا مفتی سید شاہد علی رضوی رام پوری نے ہی سید المحققین اور فقیہ اسلام کے القابات سے نوازا۔ ۱۹۸۵ء میں تاج العلماء حضرت سید اولاد رسول محمد میاں مارہروی کے خلیفہ مولانا حکیم محمد مظفر احمد رضوی بدایونی نے مفکر اہلسنت، فقیہ اعظم اور شیخ المحدثین کے القابات دیے۔

تاج الشریعہ اور مرجع العلماء والفضلاء کے القابات

قطب مدینہ حضرت علامہ مولانا شاہ ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ اور فضیلت الشیخ حضرت العلام مولانا شیخ محمد بن علوی مالکی شیخ الحرم مکہ معظمہ نے دیئے اور کہا کہ ان القابات کے لئے موزوں ترین شخصیت کا انتخاب کیا گیا۔ ۲۰۰۵ میں شرعی کونسل آف انڈیا کے اجلاس میں مفتیان عظام اور علمائے کرام کے جم غفیر نے قاضی القضاۃ فی الہند کا خطاب دیا۔ حق بہ حقدار رسید "بے شک اللہ تعالیٰ نیک کاموں کا اجر ضائع نہیں فرماتا"۔ (القرآن)

جیسا کہ عرض کیا جاچکا ہے کہ خانوادہ اعلیٰ حضرت میں علمی اور فقہی سربراہی کے شانہ بشانہ روحانی قیادت کی روایت چلتی آرہی ہے اور حقیقت یہی ہے کہ روحانی قیادت بھی اسی کو زیب دیتی ہے جو فضل وکمال کی وسعت اور تفقہ فی الدین کی گہرائی اور گیرائی کا حامل ہوتا ہے۔ تاج الشریعہ کی ذہانت اور فطانت نے حضور مفتی اعظم ہند کو اس وقت اپنا گرویدہ بنالیا تھا جب آپ کھیلنے کودنے کی عمر کے تھے۔ ان کی نگاہ ولایت نے ان کے قلب منور اور مجلیٰ میں روحانی اقدار کی فراوانی بھی دیکھ لی تھی لہٰذا انیس سال کی عمر میں یعنی ۱۵ر جنوری ۱۹۶۲ء کو ایک خصوصی محفل میلاد میں جس میں شرکت کی دعوت علماء فضلاء شیوخ اور طالبان علم دینوی کو دی گئی تھی حضور مفتی اعظم ہند نے مستقبل کے تاج الشریعہ اور قاضی القضاۃ فی الہند مولانا محمد اختر رضا خاں ازہری کو اپنے قریب بٹھایا ان کے دونوں ہاتھوں اپنے ہاتھوں میں لے جمیع سلاسل عالیہ قادریہ سہروردیہ نقشبندیہ اور چشتیہ اور جمیع سلاسل احادیث کی اجازت وخلافت مرحمت فرمائی۔ ساتھ ہی اوراد و وظائف، اعمال واشغال، دلائل الخیرات حزب البحر اور تعویذات وغیرہ کی اجازت عطا کی۔ ماہنامہ نوری کرن فروری ۱۹۶۲ء کی اپنی اشاعت اس

روحانی نظر کی عکاسی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ علماء اور مشائخ کی اتنی بڑی جماعت ایک ساتھ ایک ایسی خلافت واجازت کی گواہ نہیں ہوئی ہوگی جیسی کہ اس تقریب کی۔ بھلا جس کے گواہ حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ برہان ملت مفتی برہان الحق جبل پوری علیہ الرحمہ، مولانا خلیل الرحمن محدث امروہوی، علامہ مشتاق نظامی وغیرہم کی ذات بابرکات ہو۔ اس خلافت واجازت کے فیوض وبرکات کا شمار کیسے ممکن ہوسکتا ہے۔

مارہرہ مطہرہ میں عرس قاسمی کی تقریب میں احسن العلماء کے یہ الفاظ

فقیر آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ کے سجادہ کی حیثیت سے قائم مقام مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب کو سلسلہ قادریہ برکاتیہ نوریہ کی تمام خلافت واجازت سے ماذون ومجاز کرتا ہوں۔ پورا مجمع سن لے، تمام برکاتی بھائی سن لیں اور یہ علمائے کرام (جو عرس میں موجود ہیں) اس بات کے گواہ رہیں۔

سید العلماء کی اجازت وخلافت، برہان الملت کی اجازت وخلافت اور ماہنامہ اعلیٰ حضرت میں کوائف دار العلوم کے عنوان سے ریحان ملت مولانا ریحان رضا خاں کی تحریر کا یہ ٹکڑا بوجہ علالت یہ توقع نہیں تھی کہ اب زیادہ زندگی ہو، بنا بریں ضرورت تھی کہ دوسرا قائم مقام ہو۔ لہٰذا اختر رضا سلمہ کو قائم مقام وجانشین اعلیٰ حضرت بنا دیا گیا، جانشینی کا عمامہ باندھا گیا اور عبا پہنائی گئی۔ یہ دستار اور عبا اور طلبہ کی دستار عبا اہل بنارس کی طرف سے ہوئی۔

حضرت تاج الشریعہ کے علمی اور روحانی مدارج کی تکمیل کے شواہد ہیں۔

جیسا کہ عرض کیا جاچکا ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند کی نگاہ ولایت نے تاج الشریعہ کی ذات گرامی میں چھپے ہوئے ان جواہرات کو دیکھ لیا تھا جو انہیں رشد وہدایت کا مینارہ بنانے والی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے کمسنی میں بیعت کے شرف سے نوازا اور نوجوانی میں خلافت واجازت کا اعزاز بخشا خود اپنے سامنے حضور مفتی اعظم ہند نے اس گوہر آبدار کو اور بھی آب دار اس طرح سے بناتے رہے کہ کوئی حلقہ ارادت میں شامل ہونے کی غرض سے حاضر خدمت ہوتا تو آپ اس متلاشی حق کو تاج الشریعہ کے دامن سے وابستگی کی تلقین کرتے۔ اس طرح نانا جان کی حیات مبارکہ میں ہی نواسے کے غلاموں کا حلقہ اچھا خاصا وسیع ہوگیا تھا ان کی رحلت کے بعد خلق خدا کی امیدوں اور تمناؤں کا مرکز آپ ہی ہوگئے۔ اب تو حالت یہ ہے کہ تاج الشریعہ کے مریدین برصغیر ہند و پاک بنگلہ دیش کے علاوہ مدینہ منورہ، مکہ معظمہ، ماریشش، سری لنکا، برطانیہ، ہالینڈ، جنوبی افریقہ، امریکہ، عراق، ایران، ترکی، ملایا، جرمنی، متحدہ عرب امارات، کویت، لبنان، مصر، شام، کناڈا اور دیگر ایشیائی افریقی اور یوروپی ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ حلقہ ارادت میں شامل مختلف ملکوں کے افراد کی ایک بڑی تعداد معاشرے کے کریمی لیر (Cremmy Lair) پر مشتمل ہے۔ چاہے وہ عام آدمی ہو یا خاص سبھی اپنی قسمت پر ناز کرتے ہیں کہ ان کو تاج الشریعہ جیسا آقا اور رہبر نصیب ہوا۔ مریدوں کی روز بروز بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر ایک تذکرہ نگار کا یہ دعویٰ درست لگتا ہے کہ ان کے مریدین کی تعداد دو کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے۔ یہ تعداد لامحدود ہوتی اگر انہوں نے اپنے مریدین میں سے اپنی مناسبت کے لائق افراد کو خلاف واجازت نہیں دی ہوتی۔ خلفاء کی تعداد بھی اچھی خاصی ہے۔ ذیل میں تاج الشریعہ کی خلافت سے سرفراز افراد کی فہرست پیش خدمت ہے۔

چند خلفاء کے اسماء حسب ذیل ہیں

☆ مولانا عسجد رضا خاں قادری رضوی

☆ مولانا سید غلام محمد حبیبی (اڑیسہ)

☆مفتی اختر حسین رضوی (خلیل آباد)

☆مولانا انیس عالم سیوانی (لکھنؤ)

☆مولانا ابوالکلام احسن القادری (ہوڑہ)

☆صوفی عبدالرحمٰن رضوی (ہوڑہ)

☆علامہ قمرالحسن بستوی (امریکہ)

☆ڈاکٹر غلام زرقانی (امریکہ)

☆علامہ عبدالحکیم شاہ جہاں پوری (پاکستان)

☆مولانا حنیف القادری (نیپال)

☆مولانا جمال احمد خاں رضوی (نوادہ)

☆مفتی ولی محمد رضوی (ناگور شریف)

حضور تاج الشریعہ نے خانوادہ رضویت کی ڈیڑھ سوسالہ علمی اور روحانی قیادت کی علم برداری کا فریضہ کما حقہٗ ادا کیا ہے۔ آپ نے راہ سلوک کے مسافروں کی رہنمائی کے ساتھ بحر علوم کی غوطہ زنی بھی کی ہے آپ معقولات اور منقولات میں یکساں طور پر دست گاہ کامل رکھتے ہیں آپ تحریر کے بادشاہ ہیں۔ تحریر کی ظاہری اور معنوی خوبیاں قابل دید ہوتی ہیں۔ آپ کا قلم رواں بھی ہے اور توانا بھی یہی وجہ ہے کہ آپ جس موضوع پر اظہار خیال فرماتے ہیں قلم برداشتہ اور بے تکان اور بے تکلف تحریر فرماتے ہیں۔ بقول محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی علامہ ازہری کے قلم سے نکلے ہوئے فتاویٰ کے مطالعہ سے ایسا لگتا ہے کہ ہم اعلیٰ حضرت کی تحریر پڑھ رہے ہیں۔ آپ کی تحریریں دلائل اور حوالہ جات کی بھرمار بعینہ ویسی ہی ہوتی ہے۔

(بحوالہ حیات تاج الشریعہ)

تاج الشریعہ کی مختلف علوم وفنون میں مہارت بلاشبہ ہیں اعلیٰ حضرت کی یاد دلاتی ہے کہ ان کے آگے مشکلات علوم وفنون کی عقدہ کشائی یوں ہوتی تھی کہ بقول غالب ؎

سخت مشکل ہے کہ یہ کام بھی آساں نکلا

اور ایک صدی کے بعد اس خاندان کے اس ذی وقا[ر] چشم وچراغ کا عالم یہ ہے کہ تفسیر، علوم قرآن، حدیث، اصول حدیث، فقہ، معانی وبیان، ہیات الجدیدہ مربعات، علم الجفر عقائد وکلام، جبر ومقابلہ، فلسفہ، منطق صرف، نحو، تصوف، تاریخ ادب، لغت، توقیت، حساب، ہیئت، ہندسہ، تجوید وقرأت اور فن کتابت جیسے علوم ان کے آگے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔

زفرق تابقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

مختلف علوم کے علاوہ اردو فارسی، عربی، انگریزی او[ر] ہندی زبانیں اہل زبان کی طرح تحریر وتقریر میں استعمال پر قا[در] ہیں۔ یورپی ممالک کے اپنے دوروں میں آپ انگریزی زبان میں تقریر فرماتے ہیں عرب اور افریقی ممالک میں تقریر کی زبان عر[بی] ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب کے اس شیدائی [پر] نوازشات کی بارشیں فرمادی ہے۔

ملکی اور غیر ملکی تبلیغی دوروں کی بے انتہا مصروفیت [کے] باوجود تقاضائے فضل وکمال انہیں تصنیفات وتعلیقات نیز تراجم [پر] مجبور کرتا ہے۔ حیرت ہوتی ہے زہد واتقا اور رشد وہدایت کی قندیل تحریر کے اندھیاروں میں روشنی کیوں کر بکھیر پاتی [ہے] اور مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تحریروں کا یہ انبار کیسے جمع ہو پاتا ہے فہرست دیکھئے اور آئینۂ حیرت بن جائیے۔

مطبوعہ

۱- الحق المبین (روزنامہ البدیٰ ابوظبی کا رد) (عربی)

۲- دفاع کنزالایمان (جمعیۃ العلماء ہند کے ترجمان کا جواب) (حصہ اول)

۳- ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن (مولانا مدنی میاں کے فتو[ی] ...

کا جواب)

۴-مراۃ النجدیہ بجواب البریلویہ جلد اول (عربی)

۵-تصویروں کا شرعی حکم (اردو)

۶-شرح حدیث نیت (اردو)

۷-شرح حدیث الاخلاص (عربی)

۸-حضرت ابراہیم کے والد تارخ یا آزر (عربی اردو)

۹-دفاع کنز الایمان (کتابچہ اردو)

۱۰-ایک اہم فتویٰ (اردو)

۱۱-تقدیم: التجلی المسلم (مصنفہ امام احمد رضا فاضل بریلوی)

۱۲-تین طلاقوں کا شرعی حکم (اردو)

۱۳-آثار قیامت (اردو)

۱۴-ہجرت رسول (اردو) -

۱۵-القول الفائق بحکم الاقتداء بالفاسق

۱۶-برکات الامداد (مصنفہ امام احمد رضا بریلوی) (اردو سے عربی)

۱۷-حاشیہ البخاری (عربی بخاری شریف پر حاشیہ)

۱۸-تیسیر الماعون (مصنفہ امام احمد رضا بریلوی) (ترجمہ اردو سے عربی)

۱۹-شمول الاسلام (مصنفہ امام احمد رضا بریلوی) (ترجمہ اردو سے عربی)

۲۰-العطاء القدیر (مصنفہ امام احمد رضا بریلوی) (ترجمہ اردو سے عربی)

۲۱-قصیدتان رائعتان (مصنفہ امام احمد رضا بریلوی) (عربی سے اردو)

۲۲-المعتقد المنتقد (مصنفہ علامہ فضل رسول بدایونی) (عربی سے اردو)

۲۳-فقہ شہنشاہ (مصنفہ امام احمد رضا بریلوی) (اردو سے عربی)

۲۴-اہلاک الوہابین (مصنفہ امام احمد رضا بریلوی) (اردو سے عربی)

۲۵-الہادی الکاف (مصنفہ امام احمد رضا بریلوی) (اردو سے عربی)

۲۶-نموذج حاشیۃ الازہری (عربی)

غیر مطبوعات

۲۷-مرآت النجدیہ بجواب البریلویہ جلد دوم (عربی)

۲۸-حاشیہ عصیدہ الشہدہ شرح القصیدۃ البردہ (عربی)

۲۹-الحق المبین (اردو)

۳۰-دفاع کنز الایمان (حصہ دوم)

۳۱-کیا دین کی مہم پوری ہو چکی (عہد جامعہ ازہر کا مقالہ)

۳۲-ترجمہ: الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی (مصنفہ امام احمد رضا بریلوی) (عربی)

۳۳-اسمائے سورۂ فاتحہ کی وجہ تسمیہ

۳۴-جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (عہد طالب علمی کا مقالہ)

۳۵- مسٹر عارف سنبھلی نے عقائد وہابیہ کی تائید میں ایک تفصیلی گمراہ کن مضمون اخبارات میں شائع کرایا، تاج الشریعہ نے اس مضمون کا مسکت جواب دیا اور رد بلیغ فرمایا، حضرت کے اس مقالہ کو ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی نے دو قسطوں میں شائع کیا تھا۔

۳۶- آپ نے درمیان درس وتدریس قرآن شریف لکھنے کا آغاز کیا۔ ہر ماہ جن آیات کی تفسیر تحریر کرتے اس کو ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی میں شائع کرا دیتے۔ تفسیر کے لب ولہجہ، سلاست وروانی اور افادیت واہمیت کو دیکھتے ہوئے جناب امید رضوی بریلوی ایڈیٹر ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی نے "ضیاء القرآن" کے عنوان سے ایک کالم مخصوص کر دیا تھا۔ آپ کی لکھی ہوئی تفسیر مذکورہ عنوان سے مسلسل قسط وار شائع ہوئی۔ آپ نے جب ماہنامہ سنی دنیا بریلی سے نکالنے کی اجازت حکومت ہند سے طلب کی تو ابتدائی دور میں آپ نے "تفسیر سورہ فاتحہ"

کے عنوان سے پانچ قسطوں میں سورہ فاتحہ کی شاندار تفسیر فرمائی جو ماہنامہ سنی دنیا بریلی میں شائع ہوئی۔ مذکورہ علمی ذخائر کو تلاش و جستجو کے بعد جمع کر کے منظر عام پر لانا بہت مفید ہوگا۔

تقاریظ و تاثرات

١-دعائیہ کلمات بر سامان بخشش، از حضور مفتی اعظم مولانا الشاہ مصطفیٰ رضا نوری بریلوی قدس سرہ۔

٢-دعائیہ کلمات بر جمال مصطفیٰ ہمارا میگزین، منجانب طلبہ مجلس رضا الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم رام پور۔

٣-تقریظ بر مجدد اسلام بریلوی: از مولانا صابر القادری نسیم بستوی

٤-تقریظ بر شرح مثنوی رد امثالیہ: از قاری غلام محی الدین شیری خطیب ہلدوانی رحمۃ اللہ علیہ۔

٥-تقریظ مرشد برحق: از حافظ افتخار ولی خاں رضوی پیلی بھیت

٦-تقریظ بر تجلیات امام احمد رضا: قاری الحاج محمد امانت رسول نوری پیلی بھیتی

٧-تقریظ بر تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ: از مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی سندر پوری مرحوم مدرس مدرسہ مجیدیہ بنارس۔

٨-تقریظ بر اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں انصاریوں کا مقام: از قاری محمد امانت رسول پیلی بھیتی۔

٩-تقریظ بر پندرھویں صدی ہجری کے مجدد: از قاری امانت رسول نوری

١٠-تقریظ بر کاشفۃ التجوید: از قاری ابوالحماد حامد علی رضوی شاہ پوری شیخ التجوید والقرآت منظر اسلام بریلی

١١-تقریظ بر مفتی اعظم اور ان کے خلفاء: از محمد شہاب الدین رضوی بہرائچی ثم بریلوی

١٢-تقریظ بر مولانا رضا علی خان بریلوی اور جنگ آزادی از: محمد شہاب الدین رضوی بہرائچی ثم بریلوی

تحریر اور تقریر کے شہنشاہ وقت کی عملی زندگی کی شروعات درس و تدریس سے ہوئی لہٰذا ان کے آگے زانوئے ادب تہہ کرنے خوش نصیب طلبہ کی ایک بڑی تعداد ہے۔ اس نیر تاباں نے جس کو اپنی کرنوں سے ضیابار کیا وہ انجم درخشاں بن گیا۔ اس لمبی فہرست میں چند ایسے نام پیش ہیں جو علم و فضل کے آسمان پر تابندگی بکھیر رہی ہے۔

چند تلامذہ کے اسماء یہ ہیں

☆مفتی سید شاہد علی رضوی	(رامپور)
☆مولانا منان رضا خاں منانی میاں	(بریلی شریف)
☆مفتی ناظم علی بارہ بنکوی	(بریلی شریف)
☆مولانا عسجد رضا خاں بریلوی	(بریلی شریف)
☆مولانا مظفر حسین کٹیہاری	(بریلی شریف)
☆مولانا وصی احمد رضوی	(برمنگھم)
☆مولانا شبیر الدین رضوی	(بنگال)
☆مولانا ایوب رضوی	(بنگال)
☆مولانا شاہ الحمید الباقوی	(کیرالا)
☆مفتی عبیدالرحمن رضوی	(بریلی شریف)

فقاہت اور علمیت کے ساتھ شاعری بھی اس خانوادے کی میراث ہے۔ میلاد کی محفلوں میں حصول برکت کی خاطر پڑھی جانے والی نعتوں کو اعلیٰ حضرت نے اپنے کمال شاعری سے ادبیات عالیہ کا ناقابل فراموش حصہ بنادیا مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام ہے۔ استاذ زمن حضرت حسن بریلوی نے اردو نعت کا کینوس وسیع تر کیا اور آپ کا یہ شعر تو اردو ادب میں لافانی ہوگیا

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

نانا جان مفتی اعظم رضا خاں نوری نے نعت کی اس روایت کو

اور توانائی بخشی ان کا یہ شعر تو زبان زد عام ہو گیا۔

سنگ در جاناں پہ کرتا ہوں جبیں سائی
سجدہ نہ سمجھ نجدی سر دیتا ہوں نذرانہ

تاج الشریعہ نعت پاک کی اس پاک وراثت کے امین ہیں اس لئے یہ کیسے ممکن تھا کہ فقاہت، علمیت اور روحانیت کے میدانوں میں تو ان کے کمالات ظاہر ہوتے شاعری رہ جاتی۔ لہٰذا اس فن کو بھی آپ نے عشق رسول میں ڈوب کر لازوال سرمائے عطا کئے بس ایک شعر دیکھئے۔

بناتے جلوہ گاہ ناز میرے دیدہ و دل کو
کبھی رہتے وہ اس گھر میں کبھی رہتے وہ اس گھر میں

تاج الشریعہ کی قائدانہ صلاحیتوں سے انکار نا ممکن ہے۔ ایمرجنسی کے ایام میں نس بندی کے خلاف فتوٰی دے کر آپ نے ملی جذبات کی بھرپور ترجمانی کی اور اس بات کی قطعا پرواہ حکومت وقت کا معاندانہ رویہ کس صورت ظاہر ہوگا۔ شاہ بانو بنام احمد مقدمے کی سماعت کے دوران سپریم کورٹ نے شریعت اسلامیہ کو جس طرح نشانہ بنایا تھا وہ کسی طرح اسلامیان ہند کے لئے قابل قبول نہیں تھا مسلم پرسنل لا بورڈ جس کے ارکان کی اکثریت حکومت کے حاشیہ برداروں پر مشتمل تھی (صورت حال آج بھی نہیں بدلی ہے ملی قیادت کے نام پر ایک مخصوص طبقہ پرسنل لا بورڈ کو یرغمال بنائے ہوئے ہے اور آج بھی جاہ طلب لوگوں کی اکثریت ہی اس کے مجلس خاص سے جڑی ہوئی ہے) اس لئے کوئی موثر تحریک اس کی جانب سے ممکن نہیں تھی اس وقت مسلم پرسنل لا کانفرنس کے بینر کے تحت پورے ہندستان میں جو بڑے بڑے احتجاجی جلسے ہوئے انہوں نے حکومت وقت کے ہوش اڑا دیئے اور ایسے تمام جلسوں میں تاج الشریعہ نے ضرور شرکت کی عوام کو ایک صالح قیادت فراہم کی۔ (یہ اور بات ہے کہ جن حضرات نے مسلم پرسنل لا کانفرنس قائم کی تھی انہوں نے وہی وطیرہ اختیار کیا جو پرسنل لا کانفرنس ہوا میں تحلیل ہو گئی اور تاج الشریعہ جیسی شخصیتوں کی صالح قیادت سے ملت اسلامیہ ایک بار پھر محروم ہو گئی) بابری مسجد کی بازیابی کی تحریک میں بھی آپ نے اپنا موقف اٹل رکھا۔ اور ایسے ظالموں کو باریابی بھی نہیں بخشی جن کے ہاتھ بابری مسجد کے خون سے رنگے تھے۔ اس معاملے میں ان کی جرأت کی انتہا یہ ہوئی کہ سابق وزیر اعظم نرسمہاراؤ کے بریلی پہنچنے پر نہ صرف انہوں نے ملنے سے انکار کر دیا بلکہ خدام تاج الشریعہ نے لاحول کی کثرت سے وزیر اعظم کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ آپ نے ایک وقت میں سنی جمیعۃ العلما کی صدارت بھی فرمائی۔ ملی اتحاد اور ملی سربلندی کے سلسلے میں ان کے جذبات کا پتہ مختلف اداروں کی ان کی سرپرستی سے چلتا ہے۔ فہرست حاضر ہے۔

۱- مرکزی دارالافتاء، سوداگران بریلی شریف
۲- مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ رضا متھرا پور بریلی
۳- ماہنامہ سنی دنیا و مکتبہ سنی دنیا، بریلی شریف
۴- آل انڈیا جماعت رضا مصطفٰی، بریلی شریف
۵- اختر رضا لائبریری، صدر بازار چھاؤنی، لاہور (پاکستان)
۶- مرکزی دارالافتاء، ڈین ہاگ، ہالینڈ
۷- رضا اکیڈمی، دونٹا اسٹریٹ کھڑک ممبئی
۸- جامعہ مدینۃ الاسلام، ڈین ہاگ، ہالینڈ
۹- الانصار ٹرسٹ، بلکی پور، بنارس
۱۰- الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم رامپور
۱۱- الجامعۃ النوریہ، جنتی قیصر گنج ضلع بہرائچ
۱۲- الجامعۃ الرضویہ و ماہنامہ نور مصطفٰے، مغل پورہ، پٹنہ، بہار
۱۳- مدرسہ عربیہ غوثیہ حبیبیہ، برہان پور، ایم پی
۱۴- مدرسہ اہل سنت گلشن رضا، بکارو اسٹیل، دھنباد، جھارکھنڈ

۱۵-مدرسہ غوثیہ جشن رضا، پٹیلا گجرات
۱۶-دارالعلوم قریشیہ رضویہ، گوہاٹی، آسام
۱۷-مدرسہ رضاء العلوم گھوگاری محلہ ممبئی
۱۸-مدرسہ فیض رضا، کولمبو، سری لنکا
۱۹-سنی رضوی جامع مسجد، نیوجرسی، امریکہ
۲۰-النور سوسائٹی ومسجد، ہوسٹن، امریکہ
۲۱-جامعہ امجدیہ، ناگپور
۲۲-دارالعلوم حنفیہ ضیاء القرآن، لکھنو
۲۳-امام احمد رضا سوسائٹی (کولکاتا)

نیز آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء ممبئی کا صدر دفتر ۱۹۷۰ء میں بنایا گیا اور ابتداء سے تادم تحریر مشہور ومعروف اشاعتی ادارہ رضا اکیڈمی ممبئی کی سرپرستی بھی کر رہے ہیں۔

حضرت علامہ ارشد القادری کی تحریک پر ۲۲؍ جولائی ۱۹۸۵ء/۱۴۰۵ھ کو اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور ضلع اعظم گڑھ میں اکابر اہلسنت کا دینی وعلمی اجتماع ہوا۔ افتتاحی تقریر علامہ ارشد القادری کی ہوئی۔ کافی دیر تک بحث ومباحثہ کے بعد جانشین مفتی اعظم کی قیادت میں سارے ملک سے فقہی مسائل اور علوم شرعیہ میں رسوخ رکھنے والے مفتیان کرام پر مشتمل ''شرعی بورڈ'' کی تشکیل عمل میں لائی گئی اور جانشین مفتی اعظم کو اس کا صدر منتخب کیا گیا۔

دسمبر ۱۹۸۶ء/۱۴۰۶ھ کو مسلم پرسنل لاکونسل کی ادارہ شرعیہ اترپردیش رائے بریلی میں تشکیل ہوئی۔ آپ کو بحیثیت صدر مفتی پیش کیا گیا۔ مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی کے زیراہتمام چلنے والی شرعی کونسل آف انڈیا، اور امام احمد رضا ٹرسٹ کے آپ صدر نشین ہیں۔

حجاز کانفرنس لندن

عالم اسلام کے بنیادی اور عالمی مسائل کی پیچیدگیوں کے پیش نظر ورلڈ اسلامک مشن لندن کے زیراہتمام ہونے والی حجاز کانفرنس میں جانشین مفتی اعظم اور علامہ ارشد القادری شرکت کے لئے ۲۱؍ اپریل ۱۹۸۵ء/۱۴۰۵ھ کو بذریعہ طیارہ لندن تشریف لے گئے۔ ۵؍ مئی کو کانفرنس کا انعقاد ہوا اور اس میں جانشین مفتی اعظم نے خطاب بھی فرمایا۔ تقریر بی بی سی لندن سے نشر ہوئی۔ حجاز کانفرنس میں شرکت کے بعد عمرہ کے لئے حرمین شریفین تشریف لے گئے اور واپسی یکم جون ۱۹۸۵ء/۱۴۰۵ھ کو بریلی شریف ہوئی۔ یاد رہے کہ حجاز کانفرنس کی صدارت آپ ہی نے فرمائی تھی۔ اس کانفرنس کی اہمیت اس لئے ہے کہ یہ بین الاقوامی کانفرنس تھی جس میں پوری دنیا کے قائدین نے شرکت کی اور درپیش مسائل پر کھل کر بحث ہوئی اور حل کے لئے لائحہ عمل تیار کیا گیا۔

مظہر اسلام کمیٹی کی تشکیل:

حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کی سرپرستی میں ''رضوی دارالعلوم مظہر الاسلام'' کے نام سے مسجد اسٹیشن بریلی میں ایک مدرسہ قائم کیا گیا۔ جس کی ایک مجلس عاملہ تشکیل دی گئی اور ساتھ ہی ساتھ ایک طویل اتحادی معاہدہ بھی طے ہوا۔ یہ بات یاد رہے کہ اس سے قبل حضور مفتی اعظم قدس سرہ تحریری صورت میں تاج الشریعہ کو مظہر الاسلام کا صدر بنا چکے تھے۔

اس مسودہ میں ۸ معاہدے ہیں اور پانچویں معاہدے میں مفتی اعظم قدس سرہ کی تحریر کی توثیق کی گئی۔ من وعن ملاحظہ ہو۔

رضوی دارالعلوم مظہر اسلام سٹی بریلی شریف کا دستور ونظام حضرت مفتی اعظم کی تحریر وخواہشات کے مطابق ہوگا۔ اور خاندانی دستوری کمیٹی وہ ہوگی جو معاہدے کے ساتھ منسلک ہے

کیوں کہ حضرت (مفتی اعظم) کی تحریر کے مطابق مولانا اختر رضا خاں صاحب دارالعلوم ہذا کے صدر ہیں۔

رضوی دارالعلوم مظہر اسلام بریلی کے سرپرست مولانا ریحان رضا رحمانی بریلوی منتخب ہوئے اور صدر و متولی تاج الشریعہ کو بنایا گیا، نائب صدر امین شریعت مولانا سبطین رضا خاں بریلوی، مولانا الحاج خالد علی خان کو ناظم اعلیٰ، مولانا منان رضا خان کو نائب ناظم، جناب عثمان رضا خاں انجم کو محاسب، حضرت علامہ تحسین رضا خاں محدث بریلوی کو خازن، عبدالحسیب عرف انو بھائی نگراں ہوئے۔ اور مجلس عاملہ کے ممبران میں خاص طور پر مولانا قمر رضا خاں، مولانا محمد توصیف رضا قادری کے نام قابل ذکر ہیں۔

حضرت تاج الشریعہ کی ذات میں اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اتنے کمالات ظاہری اور باطنی بھر دیئے ہیں کہ ان کی ذات فی نفسہ کرامات بن گئی ہے۔ اللہ نے حسن و جمال میں یکتائی کے ساتھ چہرے پر بزرگی کے ایسے نقوش قائم کردیئے ہیں کہ ان کے چہرہ زیبا پر نگاہ پڑتے ہی لوگوں کے قلوب منقلب ہوجاتے ہیں۔ بدعقیدگی کی گرد چھٹنا شروع ہوتی ہے اور آدمی ان کے دست حق پرست پر ہاتھ رکھ کر خوش عقیدہ ہوجاتا ہے۔ دعوت و تبلیغ کی حکمت شان ولایت سے مملو ہوتی ہے تو کتنے مشرکین آپ کے دست حق پر مشرف بہ اسلام ہوجاتے ہیں۔ آپ کا قلم جب علم کی تابانیاں بکھیرتا ہے تو ضلالت منہ چھپاتی ہے۔ عبادت و ریاضت اور خشیت الٰہی کا یہ عالم ہے کہ کسی حال میں نماز قضا نہیں ہوتی اور ایک بھی سنت ایسی نہیں ہے کہ ادا ہونے سے رہ جاتی ہے۔ حکمت و دانائی اور ملی جذبے سے سرشاری رگ و پے میں ہے۔ ایسی شخصیتیں روز روز پیدا نہیں ہوتیں۔ مگر ہم کتنے کم نصیب ہیں کہ ان کی ذات میں چھپے ہوئے جواہرات سے استفادہ نہیں کرتے ان کی دست بوسی کے لئے ایسے ہنگامے کرتے ہیں کہ بعض اوقات اذیتیں پہنچاتے ہیں۔ ان سے تعویذات لکھوائے اور ان کے قدوم بابرکات سے اپنے گھروں اور محلوں کو فیض یاب کر کے انہیں رخصت کردیتے ہیں۔

اے کاش ملت اسلامیہ اپنی قیادت کے خلاء کو پر کرنے کے لئے ان سے فیض پاتی مگر مادہ پرستی کے اس دور جہاں مادی فائدہ نقصان ہی سب کچھ ہے اس بات کی توقع بھی کیوں کی جائے۔

مولانا غلام ربانی فریدی، مہتمم مدرسہ انوار مصطفیٰ ٹمیا برج، کلکتہ، کولکاتا ☆09830927104

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ''العلم نور'' اس مہتم بالشان درس سے ایک عقل وخرد والے کو وہ روشنی ملتی ہے جس کے ذریعہ عروج وارتقاء کی منزل طالب مقصود طے کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے خانوادۂ رضویہ کے شہزادگان کو علم وعرفان کی عظیم دولت سے سرفراز فرمایا ہے ان میں ایک نمایاں شخصیت حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی افق علم پر جلوہ گر ہیں۔ کہتے ہیں قابل اساتذہ کرام کی پہچان ان کے طلباء کی صلاحیت ولیاقت سے کی جاسکتی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی علمی، فقہی، تصنیفی صلاحیت اپنی جگہ مسلم ہے آپ کے فتاویٰ اور تصانیف کا جائزہ لیا جاتا ہے تو ایک قاری یہ برملا کہہ اٹھتا ہے آپ کے فتاویٰ میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی تحریر کا عکس نظر آتا ہے اور تصانیف میں دلائل وبراہین سے حضور مفسر اعظم ہند، حضرت بحرالعلوم علامہ مونگیری کا جلوہ جھلکتا ہے۔

اختصاراً ایک نظر علوم شریعہ کے ان آفتاب ومہتاب پر ڈالیں جن کی بارگاہ میں حضور تاج الشریعہ زانوئے ادب تہہ کر کے علوم ومعارف کے تاجدار بن کے چمک رہے ہیں۔

حضور مفتی اعظم ہند:

ولادت وتعلیم ۔ حضور مفتی اعظم ہند حضرت مفتی مصطفےٰ رضا خاں آل رحمٰن علیہ الرحمہ کی ولادت باسعادت ۲۲ر ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ/ ۷ر جولائی ۱۸۹۳ء بروز جمعہ صبح صادق کے وقت چودہویں صدی کے مجدد کے گھر ہوئی۔ اصلی نام محمد رکھا گیا اور اسی نام پر عقیقہ ہوا آپ کی ولادت کے وقت سیدنا اعلیٰ حضرت مارہرہ مطہرہ میں تھے عارف باللہ حضور نوری سرکار علیہ الرحمہ نے سرکار اعلیٰ حضرت کو شہزادے کی ولادت کی خوشخبری دی۔ حضور سراج السالکین نوری میاں علیہ الرحمہ نے حضور مفتی اعظم ہند کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی اجازت سے عالم شیرخوارگی میں داخلہ سلسلہ فرمایا اور اعلیٰ حضرت نے خوشی کا اظہار فرمایا۔

حضور حجۃ الاسلام نے اپنے والد گرامی کے حکم پر مفتی اعظم ہند کو پڑھانا شروع کیا آپ نے تین سال کی عمر میں ناظرہ قرآن کریم ختم فرمایا۔

حضور اعلیٰ حضرت نے مفتی اعظم سے فرمایا آج سے آپ مولانا رحم الٰہی منگلوری اور مولانا بشیر احمد علی گڑھی سے کتابیں پڑھیں گے۔

علامہ رحم الٰہی منگلوری فرماتے ہیں ''میں اپنے لئے یہ

بڑا اعزاز سمجھتا ہوں کہ آپ نے مستقبل کے مجدد کی تعلیم کیلئے مجھے منتخب فرمایا ہے۔ لیکن مجھے یہ بھی یقین ہے کہ حقیقی تعلیم و تربیت آپ ہی فرمائیں گے کیونکہ صاحبزادے صاحب میں جو آثار بزرگی میں ابھی سے دیکھ رہا ہوں وہ حیرت انگیز ہے۔

حضور مفتی اعظم ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء میں بعمر اٹھارہ سال دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف سے فراغت حاصل کی۔

اساتذہ کرام:۔

(۱) حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں بریلوی (م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء)

(۲) استاذ الاساتذہ علامہ رحم الٰہی منگلوری (۱۳۶۱ھ)

(۳) شیخ الاسلام علامہ شاہ بشیر احمد علی گڑھی

(۴) شمس العلماء علامہ ظہور الحسن رام پوری (۱۳۴۲ھ)

(۳) **تدریسی خدمات**: دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف سے فراغت کے بعد آپ نے ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء تا ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء جامعہ رضویہ منظر اسلام میں درس و تدریس سے تشنگان علوم نبویہ کی پیاس بجھائی۔ رضوی دار الافتاء کی ذمہ داریوں کے سبب آپ مخصوص طلباء کو پڑھانے لگے حضور شیر بیشۂ اہلسنت علامہ حشمت علی خاں علیہ الرحمہ نے آپ سے بخاری شریف پڑھی۔ محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد رضوی علیہ الرحمہ نے آپ سے منیہ، قدوری، کنز الدقائق اور شرح جامی، مولانا معین الدین شافعی نے میزان، نحو میر محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری نے تعطیل کلاں میں ابوداؤد شریف، ابن ماجہ شریف، علامہ نعیم اللہ خاں رضوی نے ہدایہ، مسلم الثبوت مولانا عبد الحمید رضوی افریقی اور مولانا احمد مقدم رضوی افریقی نے میزان نحو میر اور شرح عقائد پڑھی شارح بخاری مفتی شریف الحق رضوی نے گیارہ سال ۲ ماہ تک علمی استفادہ کیا حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے جامع ازہر شریف سے فراغت کے بعد فتویٰ نویسی کا علم حضور مفتی اعظم ہند سے حاصل کیا۔

تلامذہ: محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد رضوی۔ فقیہ عصر علامہ اعجاز ولی خان بریلوی۔ شیر بیشۂ اہلسنت علامہ حشمت علی خان لکھنوی۔ استاذ العلماء علامہ حاجی مبین الدین امروہوی۔ شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی اعظمی۔ ریحان ملت علامہ ریحان رضا خاں بریلوی۔ حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری مدظلہ العالی۔ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی مدظلہ العالی۔ فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی۔

خلفاء

(۱) حضور مفسر اعظم ہند علامہ ابراہیم رضا خاں بریلوی۔

(۲) غزالی دوراں علامہ احمد سعید کاظمی

(۳) حضور تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں بریلوی

(۴) رئیس القلم علامہ ارشد القادری

(۵) بحر العلوم مفتی افضل حسین مونگیری

(۶) امین ملت ڈاکٹر امین میاں برکاتی

(۷) صدر العلماء علامہ تحسین رضا بریلوی

(۸) حضور مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمان اڑیسوی

(۹) حضور شیر بیشۂ اہلسنت علامہ حشمت علی خاں لکھنوی۔

(۱۰) علامہ ریحان رضا خاں بریلوی

(۱۱) محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد رضوی

(۱۲) حضور حاجی سید مبین الدین امروہوی

(۱۲) علامہ عبد المصطفیٰ ازہری

(۱۳) علامہ سید علوی مالکی

(۱۴) مولانا سردار احمد رضوی پوکھریروی

(۱۵) علامہ مشتاق احمد نظامی الہ آبادی

خصوصیات وکمالات: حضور مفتی اعظم ہند عظیم خصوصیات وکمالات کے حامل تھے۔ تدریسی صلاحیت میں آپ

نمایاں حیثیت کے مالک تھے طلباء کے ساتھ شفقت کرنا آپ کا طرۂ امتیاز تھا فارغ التحصیل طلبہ کی دعوت کرتے۔ اچھے اچھے کھانا کھلاتے۔ ان کے کپڑے، علاج، کھانا اور اخراجات کا بھرپور خیال رکھا کرتے تھے۔

فتویٰ نویسی میں یکتائے روزگار تھے۔ اپنے وقت کے فقیہ عصر، فقیہ النفس، فقیہ ملت، شارح بخاری، محدث کبیر، تاج شریعت، شیخ الحدیث، شیخ الفقہاء نے زانوئے ادب تہہ کرکے شرف تلمذ حاصل کیا۔ جب آپ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تو حجاز، مصر، شام، عراق اور ترکی وغیرہ کے علماء کرام نے آپ سے استفادہ کیا آپ کے پاس عرب، افریقہ، ماریشس، انگلینڈ، امریکہ، سری لنکا، ملیشیا، بنگلہ دیش اور پاکستان سے استفتاء آتے تھے۔

۲۹ رجولائی ۱۹۳۵ء کو مسجد شہید گنج کی بازیابی کے لئے مفتی اعظم ہند نے فتویٰ صادر فرمایا کہ سکھوں کے قبضہ سے مسلمانوں کو مسجد آزاد کرانی ضروری ہے۔ ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء میں حکومت ہند نے نسبندی کا قانون نافذ کیا تھا اس کے خلاف آپ نے حکومت ہند کے قانون کی مذمت کرتے ہوئے فتویٰ صادر فرمایا کہ "نسبندی حرام ہے، حرام ہے حرام ہے"

آپ نے دارالعلوم مظہر اسلام قائم فرمایا۔ علماء کے مرجع تھے حضور مفتی شریف الحق فرماتے تھے۔ جب تک مفتی اعظم ہند حیات ظاہری میں رہے۔ علماء کے مرجع کی حیثیت رکھتے تھے تمام معاملات میں خواہ فقہی مسائل ہو یا علمی مباحثہ یا حالات حاضرہ پر گفتگو علماء آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ آپ کے وصال کے بعد ہم ایک عظیم علمی مرجع سے محروم ہو گئے۔

آپ سے استفادہ کرنیوالوں میں۔ حضور مجاہد ملت، حضور حافظ ملت، امین شریعت، صدر العلماء میرٹھی، شیخ العلماء گھوسوی، حاجی عبدالمبین امروہوی قاضی شمس العلماء، سید العلماء، احسن العلماء، ریحان ملت کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

تصنیفات: چند مشہور تصنیفات یہ ہیں۔

آپ کی تصنیفات تقریب ۴۵ ہے۔ وقعات السنان، نور الفرقان، ادخال السنان، سیف القہار، الموت الاحمر، نہایۃ السنان، ملفوظات اعلیٰ حضرت، الطاری الداری، القول العجیب، سامان بخشش، فتاویٰ مصطفویہ، نور العرفان، سل الحسام الہندی۔

وصال مبارک: آپ کا وصال محرم الحرام ۱۴۰۲ھ / ۱۲ رنومبر ۱۹۸۱ء بانوے سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد رات ایک بجکر چالیس منٹ پر کلمہ پڑھتے ہوئے ہوا۔

آپ کی نماز جنازہ حضور سرکار کلاں سید مختار اشرف صاحب علیہ الرحمہ نے پڑھائی جنازے میں پچیس لاکھ افراد شریک تھے۔

حضور مفتی اعظم کی آخری آرام گاہ گنبد اعلیٰ حضرت کے سائے میں ہے۔

حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ

(ولادت: ۱۳۲۵ھ وصال ۱۳۸۵ء)

ولادت و تعلیم: حضور مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی ابراہیم رضا خاں بریلوی بن حضور حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خاں بریلوی کی ولادت باسعادت ۱۰ ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ مجدد اعظم امام احمد رضا کے گھر ہوئی۔ امام احمد رضا نے محمد نام رکھا اور والد گرامی نے ابراہیم رضا نام تجویز فرمایا اور دادی جان نے پیار سے پکارنے کیلئے جیلانی میاں نام رکھا۔ محمد نام پر عقیقہ رکھا۔

خاندانی روایت کے مطابق ۴ سال ۴ ماہ ۴ دن کی عمر شریف میں مجدد اعظم علیہ الرحمۃ نے اور معززین کی موجودگی میں رسم بسم اللہ خوانی کرائی۔ والدہ ماجدہ سے ناظرہ قرآن اور اردو کی کتابیں پڑھیں سات سال کی عمر میں دارالعلوم منظر اسلام کے

اساتذہ کرام سے از اول تا آخر درس نظامی کی کتابیں تکمیل فرمائی۔ مسلسل بارہ سال تک تعلیمی سلسلہ برقرار رہا انیس سال چار ماہ کی عمر میں ۱۳۳۲ھ میں دستار فضیلت سے سرفراز کیے گئے، حضور حجۃ الاسلام نے اکابر علماء کی موجودگی میں سر پر دستار رکھا اور اپنی نیابت وخلافت سے مالا مال فرمایا۔ حضور قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی۔ حضور ملک العلماء علامہ ظفر الدین رضوی۔ اور حضور مجاہد ملت سے قرآن اور احادیث کی سند بھی حاصل کیے۔

مشہور اساتذہ کرام: (۱) حضور حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خان قادری برکاتی (۲) حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی۔

(۲) محدث جلیل علامہ احسان علی مظفر پوری۔

(۳) محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد رضوی۔

درس وتدریس: حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ نے دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف میں ۱۳۳۷ھ سے درس وتدریس کا آغاز فرمایا آپ بالخصوص کافیہ، قدوری، شرح جامی، مسلم شریف، ترمذی شریف، شفا شریف، مشکوۃ شریف کا درس دیا کرتے تھے عربی ادب میں کمال درجہ کا عبور حاصل تھا دوران درس عربی زبان میں گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ مسلم شریف اور شفا شریف پڑھاتے وقت عموماً وجدانی کیفیت طاری ہوجاتی تھی۔

تلامذہ: علامہ ریحان رضا خاں بریلوی، حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی، حضرت مفتی عبدالواجد قادری، علامہ ابراہیم خوشتر صدیقی رضوی، مولانا سید عارف نانپاری۔

بیعت وخلافت: حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے مرید تھے۔ آپ کو حضرت مجدد اعظم علیہ الرحمہ، والد گرامی حجۃ الاسلام، مفتی اعظم ہند، قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی سے خلافت حاصل تھی۔

خلفاء: علامہ رحمانی میاں، حضور تاج الشریعہ، مفتی عبدالواجد قادری، علامہ ابراہیم خوشتر صدیقی، مولانا عبدالحلیم انکس بنگال۔

وصال مبارک: حضور مفسر اعظم ہند تین سال کی طویل علالت کے بعد ۶۰ سال کی عمر میں صبح ۱۱ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ/ ۱۲ جون ۱۹۶۵ء سنیچر کے دن اوراد وظائف پڑھتے ہوئے اپنے مالک حقیقی سے جاملے۔

تصانیف: ترجمہ الدر السنیہ، ذکر اللہ، نعمت اللہ، فضائل درود شریف، تفسیر سورہ بلد، تشریح قصیدہ نعمانیہ، معارف القرآن، معارف الحدیث، انتخاب مثنوی، مقالات مفسر اعظم ہند۔

فضائل وکمالات: حضرت مفسر اعظم ہند علامہ ابراہیم رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ بہت سی خصوصیات وکمالات کے جامع تھے۔ زبان پُر تاثیر تھی۔ آخری ایام تک ذکر واذکار، اوراد ووظائف کے پابند رہے۔ فالج کے اثر سے زبان میں حد سے زیادہ لکنت آگئی تھی پھر بھی نماز وغیرہ میں قرآنی آیات کو ترتیل سے پڑھنے کا اہتمام فرماتے۔

سیر وسیاحت کے دلدادہ تھے گھوڑ سواری اور جنگلوں میں شکار کرنا آپ کو پسند تھا۔ لیکن نماز ووظائف کی پابندی میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی۔

دار العلوم منظر الاسلام ان ایام میں پستی کا شکار ہوگیا تھا آپ نے سیر وتفریح کو ترک کر کے دار العلوم منظر الاسلام کو بام عروج تک پہونچانے کا عزم مصمم کیا اور ترقی کی راہ پر گامزن کیا۔ طلباء سے بے حد محبت فرمایا کرتے تھے۔ ان کے کھانے کا انتظام وانصرام اپنے ذمہ لے رکھا تھا۔ ایک مرتبہ دار العلوم مالی بحران کا شکار ہوا تو آپ نے اپنی اہلیہ محترمہ کا زیور فروخت کر کے مدرسہ کے فنڈ کو مستحکم کیا۔

تبلیغ اسلام وسنت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ کیلئے آپ نے پورے ہندوستان کا دورہ کیا اور امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی یہ پیشن گوئی صادق آئی کہ میرا یہ پوتا ثانی احمد رضا ہے۔

آخری ایام تک سخت علیل ہونے کے باوجود قرب وجوار کا دورہ جاری رہا۔

ماہنامہ اعلیٰ حضرت آپ کی عظیم یادگار ہے۔ ابتداء اجراء سے آج تک تسلسل سے نکل رہا ہے۔

علم تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے ملکہ عطاء فرمایا تھا، علماء کرام نے اس فن میں مہارت تامہ کی وجہ سے مفسر اعظم ہند کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔

بحر العلوم مفتی افضل حسین مونگیری

(ولادت: ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۹ء وصال: ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء)

ولادت و تعلیم: حضرت بحر العلوم مفتی سید محمد افضل مونگیری علیہ الرحمہ کی ولادت باسعادت ۱۴ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ/۱۳ جون ۱۹۱۹ء۔ جمعہ صبح صادق کے وقت ہوئی آپ نے ابتدائی تعلیم فیض الغرباء ضلع آرہ (بہار) اور مدرسہ شمس العلوم (بدایوں شریف) میں حاصل کی منتہی کتب پڑھنے کیلئے جامعہ رضویہ منظر اسلام تشریف لے گئے اور علوم شرعیہ ومعقولات کے ماہرین کی بارگاہ میں زانوئے ادب تہہ فرمایا شعبان ۱۳۵۹ھ/ستمبر ۱۹۴۰ء میں جامعہ رضویہ منظر اسلام سے سند فراغت سے سرفراز کیے گئے۔

اساتذہ کرام: مولانا محمد اسماعیل آروی، علامہ محمد ابراہیم آروی، مفتی محمد ابراہیم سمستی پوری، مفتی ابرار حسین صدیقی تلہری، علامہ احسان علی مظفرپوری شیخ الحدیث، مفتی نور الحسین مظفر پوری۔

درس وتدریس: جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف سے فراغت کے بعد اسی مدرسہ میں منصب افتاء پر فائز ہوئے جامعہ رضویہ میں شیخ الحدیث، صدر المدرسین اور مفتی کی حیثیت سے آپ نے خدمات انجام دی۔

ہندوستان سے ہجرت کے بعد جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد میں تشریف لائے مفتی معین الدین شافعی نے منصب شیخ الحدیث و افتاء پر فائز فرمایا پھر جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر میں اعلیٰ منصب پر فائز رہے پھر جامعہ قادریہ رضویہ تشریف لائے اور تاحیات درس وتدریس میں لگے رہے، آپ نے لائق وفائق طلبا پیدا کیا چند کے اسماء یہ ہیں۔

(۱) علامہ رحمانی میاں (۲) حضور تاج الشریعہ (۳) مولانا صابر القادری (۴) مولانا بدر الدین رضوی گھورکھپوری (۵) مولانا غلام مجتبیٰ۔ (۶) علامہ ابراہیم خوشتر (۷) مولانا جلال الدین (بغداد شریف) (۸) مفتی غلام سرور رضوی۔

تصانیف: توضیح افلاک، مصباح السلم۔ بدایۃ المنطق، دراسۃ النحو، مرقاۃ الفرائض، رویت ہلال۔ منظر الفتاویٰ، الجواہر الصافیہ، علاوہ ازیں ۴۰ کتابیں تصنیف کی ہیں۔

بیعت وخلافت: جمادی الآخرہ ۱۳۶۷ھ/اپریل ۱۹۴۸ء میں حضور مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا نوری علیہ الرحمہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ رضویہ کے دست حق پرست پر مرید ہوئے اور ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۳ء میں حضور مفتی اعظم نے جمیع سلاسل اور اوراد و وظائف کی اجازت اور خلافت سے سرفراز کیا۔

فضائل وکمالات: آپ حسینی سادات کے چشم وچراغ تھے۔ بے شمار فیوض وبرکات سے مالامال تھے۔ تفسیر وحدیث وفقہ میں یہ ید طولیٰ حاصل تھا آپ اپنے وقت کے مفسر، محدث، محقق، متکلم، اور فقیہ تھے۔ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے علم تفسیر وحدیث حضرت بحر العلوم علیہ الرحمہ سے خصوصی طور پر پڑھا۔

وصال: آپ کا انتقال ۲۱ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء سکھر میں ہوا ہزاروں کی تعداد میں علماء، فضلاء، مفتیان عظام تلامذہ اور مریدین ومعتقدین شریک جنازہ تھے۔

مفتی محمد احمد جہانگیر خاں اعظمی

ولادت وتعلیم: استاذالاساتذہ فقیہ النفس مفتی محمد احمد جہانگیر خاں اعظمی رضوی ابن فصاحت حسین خان مرید حضور اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ کی ولادت باسعادت ۱۰ محرم الحرام ۱۳۵۱ھ میں ہوئی محمد نام رکھا گیا اور جہانگیر کے نام سے مشہور ہوئے۔

چار سال چار ماہ چار دن کی عمر میں محفل بسم اللہ خوانی منعقد کی گئی ابتدائی تعلیم حضرت مولانا حافظ علیم اللہ نقشبندی سے حاصل کی حفظ کی تکمیل مدرسہ انوار العلوم جین پور میں کی۔ دار العلوم مظہر اسلام (بریلی شریف) الجامعۃ الاشرفیہ (مبارکپور) میں تعلیمی سلسلہ چلا اور ۱۳۷۳ھ میں دار العلوم شاہ عالم احمد آباد گجرات سے سند فراغت سے مالامال ہوئے۔

اساتذہ کرام: ○ حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی ○ حضور مفتی اعظم مصطفیٰ رضا خاں بریلوی ○ بحر العلوم مفتی سید افضل حسین مونگیری ○ حافظ ملت علامہ عبد العزیز مرادآبادی ○ شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی اعظمی ○ استاذ العلماء علامہ عبد الرؤف بلیاوی ○ شیخ التفسیر علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی ○ شیخ المعقولات علامہ سلیمان بھاگلپوری

درس وتدریس: آپ نے ایام طالب علمی میں جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں صاحب لیاقت طلباء کو پڑھایا اور دار العلوم شاہ عالم احمد آباد میں بھی حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کے حکم پر ۱۲ سال تک نائب صدر مدرسین اور نائب مفتی کے منصب پر فائز رہے، ایک سال دار العلوم شاہ عالم (احمد آباد)، دو سال مدرسہ انوار العلوم (جین پور) تقریباً پانچ سال مفتی راجستھان کی حیثیت سے اودے پور میں رہے۔ ایک سال مدرسہ تدریس الاسلام (بستی) میں اور ایک سال کے لئے علامہ رحمانی میاں علیہ الرحمہ کے ایماء پر دار العلوم منظر اسلام تشریف لائے اور ۱۳۹۹ھ سے ۱۴۰۱ھ تک مینارہ مسجد ممبئی میں مفتی اعظم ممبئی کی حیثیت مقرر رہے۔

تلامذہ: ○ حضور رحمانی میاں ○ حضور تاج الشریعہ ○ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی ○ مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی ○ مولانا منظر الاسلام (بہار) ○ مولانا عبد الحلیم رضوی (ناگپور) ○ مفتی سید عارف رضوی (نانپارہ) ○ مفتی سید شاہد علی رضوی (رامپور)

بیعت وخلافت: آپ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمہ کے مرید تھے اور ۱۳۷۰ھ میں سرکار مفتی اعظم ہند نے خلافت اور اجازت اور اوراد ووظائف سے سرفراز فرمایا اور مدینہ طیبہ میں حاضری کے موقع پر حضور قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ نے خلافت عطا فرمائی۔

تصانیف: خطبات جہانگیری، نسیم الوردہ، اصول حدیث، ترجمہ سورۂ فاتحہ، انباء الاذکیا، نور العین، قرۃ العین۔

فضائل وکمالات: حضرت فقیہ الامت، تاج الفقہاء علامہ مفتی محمد احمد جہانگیر اعظمی رضوی علیہ الرحمہ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے، اللہ تعالیٰ نے علمی صلاحیت میں اعلیٰ مقام عطاء فرمایا تھا درسی کتابوں میں اس قدر درک حاصل تھا کہ طالب علمی ہی کے زمانے میں طلبہ کو درسی کتابوں کا تکرار کرانا، اساتذہ کی جگہ نصابی کتابوں کو پڑھانا آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ حضرت مفتی بدر الدین رضوی علیہ الرحمہ نے آپ کو فارسی کی پہلی اور دوسری پڑھائی اور آپ نے بحیثیت معین المدرس کے مفتی بدر الدین رضوی علیہ الرحمہ کو جامعہ اشرفیہ میں شرح جامی اور تجوید وقرأت پڑھائی مفتی جہانگیر علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ وہ مجھے سیدی کہتے جبکہ میں انہیں استاذی سے خطاب کرتا۔

آپ حضرت مفتی بدر الدین رضوی علیہ الرحمہ کے علاوہ اشرف العلماء سید حامد اشرف کچھوچھوی (ممبئی)، شہزادہ شیر بیشہ

اہلسنت مفتی مشاہد رضا حشمتی (پیلی بھیتی) حضرت مولانا سید اظہار اشرف کچھوچھوی (گدی نشیں) مولانا سید اجمل حسین کچھوچھوی وغیرہ کو شرح جامی اور کافیہ پڑھایا۔

فتویٰ نویسی کی ابتداء آپ نے حضور بحر العلوم مفتی سید افضل حسین مونگیری علیہ الرحمہ سے کی آپ فرماتے کہ حضرت نے نور الایضاح پڑھانے ہی کے زمانے سے فتاویٰ عالمگیری اور درمختار سے استخراج کا طریقہ بتایا کرتے تھے۔ حضور مفتی اعظم ہند اور حضور حافظ ملت سے بھی افتاء میں آپ نے تربیت حاصل کی ہے۔

بیکانیر کے مقام پر دیوبندی نے یہ سمجھ لیا کہ سنیوں کا مولانا حشمت علی خاں کا انتقال ہوگیا اور مولانا ابراہیم رضا خاں بیمار ہے اس لئے بریلی میں مناظرہ کرنے والا کوئی نہیں رہ گیا اس لئے ۲۳ رمارچ ۱۹۶۳ء کیلئے مناظرہ طے کر دی گئی سنی حضرات پریشان ہوئے۔ حضور مفتی اعظم ہند نے بریلی شریف سے مفتی جہانگیر علیہ الرحمہ کو بھیجا، مناظرہ میں دیوبندیوں کی وہ درگت بنی کہ پیشاب کرتے ہوئے بھاگے۔ کانھیاواڑا میں خوب جشن فتح منایا گیا اور سنیوں نے سکون کی سانس لی۔

شعر و شاعری میں بھی ملکہ حاصل تھا تخلص احمد فرماتے۔

نمونہ کلام

یارسول اللہ دل ناشاد ہے
آپ سے فریاد فریاد ہے
نفس نے برباد کر ڈالا ہے
آہ کتنا ظالم وجلاد ہے
موت آئے آپ کے قدموں تلے
سب کہیں احمد دل اب شاد ہے

علامہ ریحان رضا خاں رحمانی

میاں علیہ الرحمہ

(ولادت: ۱۹۳۴ء — وصال: ۱۹۸۵ء)

نام و نسب: ریحان ملت مولانا شاہ مفتی ریحان رضا خاں قادری رضوی بن مفسر اعظم ہند مفتی ابراہیم رضا خاں رضوی بن حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خاں رضوی بن امام احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی۔

تعلیم و تربیت: ابتدائی تعلیم والدہ ماجدہ سے گھر میں حاصل کی۔ پھر دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف میں داخلہ لیا۔ کتب متوسطات پڑھنے کے بعد والد گرامی حضرت مفسر اعظم ہند کی اجازت سے حضرت محدث اعظم ہند پاکستان علامہ سردار احمد رضوی کی بارگاہ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کیلئے پاکستان تشریف لے گئے۔ تین سال تک منتہی کتب بڑی مستعدی کے ساتھ آپ نے پڑھی اور جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف سے جمادی الاولیٰ ۱۳۷۵ھ مارچ ۱۹۵۵ء میں باضابطہ دستار فضیلت اور سند فراغت سے نوازے گئے۔

اساتذہ کرام: حضور مفتی اعظم ہند شاہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی، حضور مفسر اعظم ہند شاہ ابراہیم رضا خاں بریلوی، حضرت محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد رضوی لائلپوری، حضرت بحر العلوم محدث احسان علی مظفر پوری۔

بیعت و خلافت: آپ کے جد امجد حضرت حجۃ الاسلام (۱۹۴۳ء) نے صرف پانچ سال کی عمر میں داخل سلسلہ فرما[illegible] ہوئے خلافت بھی عطا فرمادی تھی۔ والد گرامی حضرت مفسر اعظم ہند، نانا جان حضرت مفتی اعظم ہند، قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی (۱۴۰۱ھ) سے بھی اجازت و خلافت حاصل تھی۔

تدریسی خدمات: آپ نے جامعہ رضویہ منظر اسلام میں تدریسی خدمات انجام دی ہے۔ طلبا کو بڑے ذوق وشوق

پڑھایا کرتے تھے۔ طلباء آپ کے درس سے مطمئن رہا کرتے تھے۔ آپ کی بارگاہ سے تعلیمی زیور سے آراستہ ہوکر علوم نبویہ کے طالبان اس وقت مشرق ومغرب میں خدمت دین ومسلک میں مصروف عمل ہیں۔ جن میں چند کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں بریلوی، حضرت قاضی عبدالرحیم بستوی، علامہ سید محمد عارف رضوی نانپاروی، حضرت مولانا منان رضا خاں منانی میاں، مولانا راشد القادری، مولانا شاہ صوفی عبدالصمد رضوی وغیرہ۔

خلفاء: علامہ عبدالحکیم شرف قادری (پاکستان) مولانا توصیف رضا خاں بریلوی، مولانا سبحان رضا خان بریلوی، سید ضیاء الحسن جیلانی (پاکستان) سید اسد علی رضوی، مولانا مختار احمد بہیڑی (بریلی شریف)

محاسن وکمالات: حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد نہ صرف سجادہ عالیہ رضویہ کی زینت اور جائداد موقوفہ کے متولی بنے بلکہ جامعہ رضویہ منظر اسلام کے شیخ الحدیث اور مہتمم بھی بنے۔ آپ کی شخصیت سیاسی دنیا میں بھی ممتاز رہی۔ صوبہ اترپردیش کی مجلس قانون ساز کے ممبر بھی رہے۔ مگر اپنا تصلب وتشخص ہر طرح سے برقرار رکھا۔ جامعہ جب مالی بحران کا شکار ہوا تو آپ نے اپنے گھر کے ساز وسامان کو فروخت کر کے اساتذہ کی تنخواہیں اور طلباء کا خرچ چلایا جب گھریلو سامان بک گئے تو لوگوں سے قرض لے کر مدرسہ کی ضروریات کی تکمیل فرماتے تھے۔ مالی خستہ حالی کے سبب فتح گنج فیکٹری میں ملازمت کرنی پڑی۔ جب مالی پریشانیوں سے نجات ملی تو پھر جامعہ میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ سلسلہ رضویہ کو فروغ دینے کے لئے غیر ملکی اسفار کئے جن میں پاکستان، بنگلہ دیش، سری لنکا، نیپال ،افریقہ، ہالینڈ، برطانیہ قابل ذکر ہیں۔

وصال: ۱۸؍رمضان ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء میں انتقال ہوا۔ حضور اعلیٰ حضرت اور حضور حجۃ الاسلام کے مزار کے درمیانی حصہ میں آخری آرام گاہ بنی۔

مولانا ارشد شمسی مدرس مدرسہ حسینیہ غوثیہ، مٹیا برج، کولکاتا☆9330608146

فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ

ولادت: ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء کو اوجھا گنج ضلع بستی میں حضرت فقیہ ملت علامہ مولانا مفتی جلال الدین امجدی علیہ لرحمۃ کی پیدائش ہوئی۔

تعلیم و تربیت: بنیادی تعلیم اپنے گاؤں اوجھا گنج میں حاصل کی۔ ۱۳۶۲ھ مطابق ۱۹۴۳ء میں قرآن شریف حفظ کیا۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً ساڑھے دس سال تھی۔ حفظ کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ مدرسہ التفات گنج امبیڈ کرنگر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد مزید اعلیٰ تعلیم کے لئے ناگپور گئے۔ رئیس القلم مناظر اعظم ہند حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں رہ کر علوم دینیہ حاصل کئے اور ۲۴ر شعبان المعظم ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۹ر مارچ ۱۹۵۲ء کو انہیں کے مقدس ہاتھوں سے آپ کی دستار فضیلت بھی ہوئی۔

اساتذہ کرام: رئیس القلم مناظر اہلسنت مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ ارشد القادری صاحب، حضرت علامہ مولانا عبدالرؤف التفات گنجوی، حضرت علامہ مولانا عبدالباری دھکلوئی، مولوی زکریا اوجھا گنجوی۔

تدریسی خدمات: فراغت کے بعد آپ نے سب پہلے اپنا قائم کردہ ادارہ دو بولیا بازار ضلع بستی میں تعلیم دینا شر[وع] کیا۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحم[ہ] حکم کے مطابق مدرسہ فیض العلوم جمشید پور تشریف لے گئے و[ہاں] چار پانچ مہینے تک تعلیم دینے کے بعد مدرسہ قادریہ رضویہ بھا[...] ضلع بستی میں تدریسی خدمات انجام دینے لگے لیکن مدرسے [کے] حالات ناساز گار رہنے کی بنا پر اسے بھی چھوڑ دیا اور شعیب [...] کی آرزو کی تکمیل کرنے کے لئے دارالعلوم براؤن شریف [...] یہاں آپ نے لمبے عرصے تک یعنی تقریباً چالیس سال تک [...] دیا۔ اس کے بعد اپنا قائم کردہ ادارہ دارالعلوم امجدیہ اہل[سنت] ارشد العلوم اوجھا گنج میں تازندگی تدریس و فتویٰ نویسی کا کام دیتے رہے۔

تلامذہ: مولانا انوار احمد امجدی، مفتی ابرار احمد امجدی، [...] شریف الحسن قادری ہوڑہ، مولانا قاسم علوی کلکتہ، مولانا عب[...] علوی براؤں شریف، مفتی لیاقت علی رضوی کشی نگر، مولانا [...]

رضاعلوی براؤں شریف وغیرہ۔

بیعت وخلافت :دورطالب علمی میں ۲۹ رجمادی الاول مطابق ۱۹۴۸ء کوصدرشریعت مصنف بہارشریعت حضرت علامہ مولانا امجد علی سے بیعت ہوئے اور حضرت احسن العلماء علیہ الرحمہ سے اجازت وخلافت حاصل ہوئی۔

تصانیف:آپ نے مکمل محنت ومشقت سے اوراپنے قیمتی اوقات میں سے تھوڑا تھوڑا وقت نکال کرکئی کتابیں تصنیف کی ہیں جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

فتاویٰ فیض الرسول، فتاویٰ فقیہ ملت، فتاویٰ برکاتیہ، انوار شریعت، خطبات محرم، انوارالحدیث، گلدستہ مثنوی، غیر مقلدین کافریب، نورانی تعلیم، حج وزیارت، معارف القرآن اور بزرگوں کے عقیدت۔

وفات :آپ کا انتقال ۳ رجمادی الآخر ۱۴۲۲ھ اگست ۲۰۰۱ء میں ہوا۔آپ کی نماز جنازہ شہزادہ صدرشریعت محدث اکبر حضرت علامہ مولانا ضیاء المصطفےٰ نے پڑھائی۔آپ اپنے ادارہ ہی کے احاطے میں مدفون ہوئے۔مولا آپ کی خواب گاہ کوفرشتوں کی زیارت گاہ بنائے۔آمین

صدرالعلماعلامہ تحسین رضاخاں علیہ الرحمہ

ولادت : جامع معقولات ومنقولات تاجدار رضویت حضرت مولانا تحسین رضاخاں علیہ الرحمہ کی ولادت ۴ رشعبان المعظم ۱۹۳۰ء محلہ سوداگران رضانگر بریلی شریف میں ہوئی۔

تعلیم و تربیت:علامہ تحسین رضانے قاعدہ بغدادی سید شبیر علی بریلوی علیہ الرحمہ سے پڑھااس کے بعدایک مکتب میں قرآن مقدس اوراردوحساب وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔فارسی کی شروعاتی کتابیں پرانے شہر کے ایک مدرسہ میں پڑھیں۔عربی کی تعلیم کے لئے والدمحترم نے مظہراسلام بریلی شریف میں داخلہ دلوایااوراس کے بعد منظراسلام میں داخلہ کرایا۔آپ کے پدرمحترم حضرت علامہ حسنین رضاعلیہ الرحمہ کی قلبی خواہش تھی کہ آپ بخاری شریف کی تعلیم کسی اچھے دارالعلوم کے عالم باعمل کے پاس حاصل کریں اوراس وقت میں جامعہ رضویہ مظہراسلام فیصل آبادعلم وفن کامرکز تصورکیاجارہاتھاہندوپاک کے بے شمار طلبااعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے وہاں داخلہ لیتے تھےاوراپنی علمی تشنگی بجھایاکرتے تھے۔اس ادارہ کے عروج کی خاص وجہ یہ تھی کہ اس میں محدث اعظم پاکستان حضورعلامہ مولاناسرداراحمدرضوی مسندتدریس پرفائز تھے اور طالبان علوم نبویہ کوزیورعلم وعمل سے مرصع کررہے تھے۔اس لئے علامہ حسنین رضانے اپنے صاحبزادے حضرت علامہ تحسین رضا کواسی مدرسہ میں داخلہ کرادیااورآپ نے محنت شاقہ کے ساتھ حضرت محدث اعظم پاکستان کے پاس بخاری شریف کی تعلیم حاصل کی اورآپ ہی کے مدرسے سے سندفراغت بھی حاصل کی۔

۱۹۴۹ء میں مولوی ۱۹۵۰ میں منشی،۱۹۵۲ء میں فاضل ادب ۱۹۵۲ء میں کامل کے امتحانات دیئے۔

اساتذہ کرام:(۱)صدرشریعت علامہ امجدعلی رضوی (مصنف بہارشریعت)(۲)حضرت مفتی اعظم مصطفےٰ رضاخاں علیہ الرحمہ، (۳)محدث اعظم پاکستان علامہ سرداراحمدرضوی فیصل آباد (۴)شمس العلماء مفتی قاضی شمس الدین احمدرضوی جعفری جونپوری(۵)شیخ المعقولات علامہ یٰسین رضوی بریلوی (۶)حضرت مولانامفتی وقارالدین رضوی دارالعلوم امجدیہ کراچی (۷)شیخ العلماءعلامہ غلام جیلانی رضوی بریلوی۔

تدریسی فرائض :آپ نے جامعہ رضویہ مظہراسلام فیصل آباد (پاکستان) سے فراغت حاصل کرنے کے بعددارالعلوم مظہراسلام بریلی شریف میں درس دیناشروع کیااور ۱۹۵۲ تک اس

میں درس نظامیہ کی تعلیم دی اور اس کے بعد اسی میں دوسال تک صدرالمدرسین کے عہدے پر فائز رہے۔ علامہ صاحب نے ۱۹۷۵ء میں کسی سبب سے مظہر اسلام کو ترک کر کے منظر اسلام بریلی پاکستان تشریف لائے اور اس میں بھی صدر مدرس کی حیثیت سے سات سال تک تدریسی خدمات انجام دی۔ ہزاروں طلبہ نے آپ سے اکتساب فیض کیا اور عظیم درس گاہوں کی زینت بنے۔ جب ۱۹۸۲ء میں جامعہ نوریہ رضویہ بریلی کا سنگ بنیاد رکھا گیا تو آپ کی سرپرستی اور نگرانی کے لئے آپ کا انتخاب ہوا۔ اور جامعہ کے شیخ الحدیث کے عہدے پر بھی آپ فائز ہوئے اور ایک طویل عرصے تک یہاں آپ نے خدمات انجام دیں اور پھر آپ جامعہ الرضا میں تشریف لائے اور تادم حیات وہیں طلبہ کو علم دین کے گوہر سے نوازتے رہے۔

بیعت و خلافت: مولانا حسنین رضا علیہ الرحمہ نے ۱۹۴۳ء میں آپ کو عرس رضوی کے موقع پر حضور مفتی اعظم کے دست حق پرست پر بیعت کرایا تھا۔ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۸۰ھ کو جلسہ عام میں مفتی اعظم حضرت علامہ مصطفےٰ رضا بریلوی نے اجازت وخلافت عطا فرمائی۔ اسٹیج پر سید العلماء سید آل مصطفےٰ برکاتی مارہرہ شریف، برہان ملت مفتی برہان الحق رضوی جبل پوری، مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمٰن رضوی وغیرہ اکابر علماء ومشائخ نے خرقہ پوشی کرائی اور حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمہ نے عمامہ باندھا۔

تلامذہ: حضرت مولانا محمد انور علی رضوی بہرائچی شیخ الادب دارالعلوم منظر اسلام بریلی مولانا مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی مدیر عام الادارۃ الحنفیہ کشن گنج (بہار) مولانا صغیر احمد جوکھنپوری ناظم اعلی الجامعۃ القادریہ رچھا بریلی شریف مولانا محمد حنیف خاں رضوی بدرالقادری سکریٹری امام احمد رضا اکیڈمی (بریلی شریف) مولانا تطہیر احمد رضوی مدرس الجامعۃ القادریہ بہیڑی مولانا محمد ہاشم نعیمی مدرس جامعہ نعیمیہ مرادآباد، مولانا محمد حسین رضوی ابوالحقانی بہاری، مولانا عبدالرشید رضوی، مولانا جنید القادری مظفر پوری، مولانا سید اختر نعیمی بھوجپور مرادآباد، مولانا ایوب عالم مظہری پورنوی، مولانا امام الدین دیوریاوی، مولانا ایوب عالم رضوی مدرس جامعہ نوریہ رضویہ بریلی، مولانا کاظم رضا رضوی مدرس جامعہ نوریہ رضویہ بریلی، مولانا شرف عالم رضوی سیتامڑھی (بہار) مولانا محمد یامین مرادآبادی مدرسہ جامعہ حمیدیہ بنارس۔

اولاد امجاد: مولانا حسان رضا خاں رضوی، رضوان رضا خاں رضوی، صہیب رضا خاں رضوی، عارفہ بیگم رضویہ

وصال: ۲۸؍رجب المرجب ۱۴۲۸ھ/۳؍اگست ۲۰۰۷ء صبح گیارہ بجے ناگپور میں ایک کار حادثہ میں انتقال کر گئے۔

حضرت علامہ سید آل حسنین میاں نظمی برکاتی

ولادت مبارکہ: حضور سید ملت حضرت علامہ سید شاہ آل رسول حسنین میاں نظمی قادری برکاتی مدظلہ العالی کی ولادت باسعادت ۶؍رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ/۱۴؍اگست ۱۹۴۶ء کو مدینۃ الاولیاء مارہرہ مطہرہ میں ہوئی۔

آپ کے والد گرامی حضور سید العلماء مفتی سید شاہ آل مصطفےٰ سید میاں مارہروی علیہ الرحمہ اپنے وقت کے جید عالم دین بے مثال فقیہ، بہترین مدبر، تاریخ ساز شخصیت کے متحمل تھے۔ آپ ہی کے زیر سایہ سنی جمیعۃ العلماء ممبئی پروان چڑھا اور ممبئی کی سرزمین پر بسنے والوں کو عشق رسول، محبت صحابہ اور الفت اولیاء کا خوگر بنایا۔ بے نظیر خطیب، عامل عالم دین اور خانوادہ برکات کے مایہ ناز چشم وچراغ تھے انہیں کے آنگن میں حضرت نظمی میاں قبلہ نے آنکھیں کھولی۔

تعلیم وتربیت: آپ نے ابتدائی تعلیم مارہرہ شریف میں حاصل کی۔ درجہ پنجم تک ممبئی میں زیر تعلیم رہے۔ انٹرمیڈیٹ تک آبائی وطن مارہرہ شریف میں پڑھے اور گریجویشن انگریزی ادب کے ساتھ جامعہ ملیہ اسلامیہ میں کیے۔

بیعت و خلافت: آپ اپنے والدگرامی حضور سید العلماء سید شاہ آل مصطفیٰ برکاتی علیہ الرحمہ کے مرید ہیں اوران سے اجازت و خلافت حاصل ہے۔ ہندستان کے مختلف شہروں میں آپ کے مریدین کی تعداد بکثرت ہیں۔ سلسلہ برکاتیہ کا فروغ آپ سے بہت ہورہا ہے۔

خانوادۂ رضویہ سے شیفتگی: سیدنا امام احمد رضا قدس سرہٗ جس قدر خانقاہ برکاتیہ سے محبت کی ہے اور اپنے شہزادوں کو اس خانقاہ سے جوڑا ہے اس حقیقت کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ مجدد سلسلہ برکات حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین نوری میاں علیہ الرحمہ نے آپ کو" چشم و چراغ خاندان برکات" کے عظیم لقب سے سرفراز فرمایا۔

اس عظیم خاندان کے شہزادگان نے بھی خانوادۂ رضا سے اپنا رشتہ آج تک برقرار رکھا ہے۔ حضور سید العلماء، حضور احسن العلماء، سید ملت نظمی میاں، حضرت امین ملت امین میاں سرکار مفتی اعظم ہند، حضرت مفسر اعظم ہند، حضور تاج الشریعہ سے بے حد انسیت رکھا کرتے تھے اور کرتے ہیں۔

چند ماہ قبل جب مسلک اعلیٰ حضرت پر نادان دوستوں نے قلم اٹھایا تو خاندان برکات کا یہ شہزادہ حضرت نظمی میاں نے اپنی تحریر کے ذریعہ دندان شکن جواب دے کر معترض کو مبہوت کر دیا۔

مولیٰ تعالیٰ تمام شہزادگان کے علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے۔ (آمین)

سجادگی: آپ الحمدللہ حضور خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی علیہ الرحمہ، سراج العارفین سید شاہ ابوالحسین نوری علیہ الرحمہ اور عارف باللہ حضور سید شاہ غلام محی الدین امیر عالم علیہ الرحمہ کے سجادہ نشیں ہیں۔

تصنیفات: اللہ تبارک وتعالیٰ نے عربی، فارسی، اردو، ہندی، سنسکرت، گجراتی، مراٹھی اور انگریزی زبانوں پر مہارت عطا فرمائی ہے اوران زبانوں میں تصنیفات بھی ہیں چند کے اسماء یہ ہیں۔

مصطفیٰ جان رحمت، اسرار خاندان مصطفیٰ، مصطفیٰ سے آل مصطفیٰ تک، مصطفیٰ رضا تک، قرآنی نماز بمقابلہ مائکروفون نماز، نظم الٰہی (انگریزی تفسیر) گستاخی معاف (ہندی) ذبح عظیم، کیا آپ جانتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔

شاعری: حضور نظمی میاں صاحب قبلہ کا یہ خاص فن ہے فن شاعری میں آپ کو ملکہ حاصل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت کی شاعری میں مجدد اعظم اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کہ شاعری کی خوشبو محسوس ہوتی ہے آپ اپنا تخلص نظمی لکھتے ہیں۔ آپ کی شاعری فنی، عروضی، اور صنعتی فنون کے دائرے میں ہوتی ہے یہی سبب ہے کہ اس فن میں ایک کامیاب شاعر کی حیثیت سے ہند و بیرون ہند مشہور معروف بھی ہوئے لیکن آپ نے اس پاکیزہ فن کو ذریعہ معاش نہیں بنایا اور نہ ہی آپ کی شاعری میں سوقیانہ مزاج پایا جاتا ہے۔ آپ نے اب تک جتنے اشعار کہے ہیں۔ صرف اور صرف عشق رسول، محبت صحابہ اور ذکر اولیاء ہی میں نعتیہ دیوان میں شان نعت مصطفیٰ، لدائح مصطفیٰ، تنویر مصطفیٰ، عرفان مصطفیٰ اور نوازش مصطفیٰ مشہور و معروف ہیں۔

دینی خدمات: آپ ایک مصروف ترین شخصیت ہیں اس کے باوجود، اطراف ہند و بیرون ہند تبلیغی اسفار کرتے رہتے ہیں آپ کے شہزادے عالی وقار اور ولی عہد حضرت مولانا سید شاہ سبطین

رضا قادری برکاتی صاحب قبلہ بھی اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خاندانی روایت کے مطابق تبلیغ اسلام اور رشد و ہدایت کا کام انجام دے رہے ہیں۔

امین ملت ڈاکٹر سید امین میاں برکاتی رضوی

ولادت: حضرت علامہ مولانا الحاج سید شاہ محمد امین میاں برکاتی ابن احسن العلماء علامہ سید حسن میاں قادری علیہ الرحمہ ۱۹۵۲ء کو مارہرہ مقدسہ میں پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت: حضرت سید امین میاں صاحب قبلہ نے ابتدائی تعلیم پدر محترم حضرت علامہ مولانا احسن العلماء سید حسن میاں قادری برکاتی، حافظ وقاری جناب عبدالرحمٰن صاحب المعروف کلو، جناب محمد یوسف آفریدی، جناب منشی سعید الدین وغیرہم سے حاصل کی علم تکسیر کے بنیادی ابواب اپنے چچا جان حضور سید العلماء حضرت علامہ مولانا سید آل مصطفےٰ برکاتی علیہ الرحمہ سے پڑھے۔ آپ کو شروع ہی سے مروجہ علوم وفنون کی تعلیم حاصل کرنے کی خواہش تھی اس لئے آپ نے ہندستان کی مشہور و معروف یونیورسٹی علی گڑھ یونیورسٹی میں ایڈمیشن لیا اور وہاں سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ حتیٰ کہ ۱۹۸۱ء میں مسلم یونیورسٹی نے پی ایچ ڈی کی ڈگری سے آپ کو نوازا۔ اسی بناء پر آپ ڈاکٹر کہے جاتے ہیں۔

دینی خدمات: امین ملت نے فراغت حاصل کرنے کے بعد تقریباً دو سال تک مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں منصب تدریس پر فائز رہے اور علوم وفنون کے حسن و جواہر طلبہ کے درمیان لٹاتے رہے۔ اس کے بعد ۱۹۸۳ء میں سینٹ جانس کالج آگرہ میں شعبہ اردو کے صدر کی حیثیت سے خدمات انجام دینے لگے اس وقت علی گڑھ یونیورسٹی میں مستقل درس وتدریس کا کام انجام دے رہے ہیں۔ آپ ایک دیندار گھرانے کے فرزند ہیں مذہب و مسلک سے غایت درجہ کا لگاؤ رکھتے ہیں۔ دین مصطفوی کی ترویج واشاعت کے لئے ہمیشہ پیش پیش رہتے ہیں۔ اپنے والد محترم کے مشن کو فروغ دینے کے لئے تن من دھن سب قربان کر رہے ہیں۔ آپ اخلاق مند، پاکیزہ طبیعت اور شریف النفس ہیں۔

تصانیف: آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں آپ نے عمدہ کتابیں لکھی ہیں جو کہ اہل علم کے درمیان مقبول ہوئی ہیں مثلاً (۱) قائم اوران کا کلام چہار انواع، آداب السالکین، سراج العوارف (ترجمہ) ادب، ادیب اور اضافت، شاہ برکت اللہ، حیات اور علمی کارنامے۔ مندرجہ بالا کتابوں کے علاوہ آپ نے بہت سارے تحقیقی مقالے لکھے اور اکثر جرائد و رسائل میں علمی مضامین آپ کے شائع ہوتے رہتے ہیں۔

بیعت و خلافت: امین ملت، ڈاکٹر سید امین میاں برکاتی مارہروی کو تاج العلماء سید اولاد رسول محمد میاں برکاتی سے بیعت و خلافت کا شرف حاصل ہے۔ اور والد محترم حضرت احسن العلماء سید علامہ حسن میاں قادری سے بھی اجازت حاصل ہے اور حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا شاہ مصطفےٰ رضا نوری علیہ الرحمہ والرضوان نے بھی آپ کو اجازت وخلافت سے نوازا ہے۔

عقد مسنون: حضرت امین ملت کی شادی خانہ آبادی حضرت سید عابد علی عابدی بریلی شریف کی صاحبزادی محترم آمنہ خاتون سے ہوئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل اور آپ کے اسلاف کے فیضان سے ان سے دو اولادیں ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہوئیں۔

تاج العلماء علامہ سید محمد علوی مالکی رضوی علیہ الرحمہ

ولادت: سرزمین مکہ کی پر بہار وادیوں اور نورانی فضاؤں میں پیدا ہونے والی ذاتوں میں سے ایک عظیم ذات عالم باعمل لائق

صد ستائش واحترام حضرت علامہ مولانا سید محمد علوی مالکی رضوی کی بھی ہے جو کہ باعتبار مسلک مالکی اور باعتبار مشرب قادری رضوی ہیں۔

تعلیم وتربیت: حضرت علامہ سید محمد علوی مالکی علیہ الرحمہ نے اس مبارک سرزمین مکہ مکرمہ پر رہ کر تعلیم وتربیت حاصل کی۔ مسجد حرام کے دینی محافل سے خوب استفادہ کیا۔ مدرسۃ الفلاح مدرسہ تحفیظ القرآن (مکہ مکرمہ) میں بھی تعلیم حاصل کی۔ اور اعلیٰ تعلیم کے لئے ہندستان، پاکستان ومصر کا سفر کیا۔ جب آپ کی تعلیم مکمل ہوگئی تو والد محترم کے حکم پر تدریسی خدمات انجام دی۔

علم وفضل: آپ باصلاحیت باپ کے باصلاحیت بیٹا تھے۔ ذہانت وفراست گویا وراثت میں ملی تھی۔ دوران طالب علمی سے ہی آپ کی فطانت کا تازیانہ ذہانت ہی کی وجہ سے اساتذہ کرام آپ کو بے حد محبوب رکھتے تھے۔ اللہ کے فضل و کرم سے آپ کا شمار جید علماء میں ہوتا تھا کثیر علوم وفنون میں آپ کو دسترس حاصل تھا خصوصاً علم حدیث میں تو منفرد وممتاز مقام رکھتے تھے۔ والد محترم جناب سید محمد علوی بن عباس مالکی علیہ الرحمہ کے سچے جانشین اور مسجد حرم مکہ شریف کے شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔

بیعت و خلافت: آپ اپنے پدر محترم سے بیعت ہوئے تھے اور ان کے علاوہ ہندوپاک کی معروف ومقبول شخصیت کی قائد قوم و ملت شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی جب حج کو تشریف لے گئے تو وہاں کے بے شمار علماء وفضلا صلحا کو خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا تھا زہے نصیب اس حسین موقع پر آپ بھی موجود تھے اس لئے آپ کو بھی تمام سلسلے کی اجازت عطا فرمائی۔

دینی خدمات: آپ کو اپنے مسلک ومذہب سے بے حد لگاؤ تھا خدمت دین متین میں کوئی کسر باقی نہیں رکھتے تھے سنت مصطفےٰ کو عام کرنے کے درپے ہمیشہ رہتے تھے۔ جب آپ ۱۳۹۰ھ میں علامہ سید محمد علوی مالکی احکام شریعت کے حرم شریف کے معلم مقرر ہوئے تو چند دنوں کے بعد والد محترم کا وصال ہوگیا۔ اس کے بعد مسجد حرام کے استاذ کے منصب پر فائز ہوئے اور احکام شریعہ کو عوام تک پہنچانے میں مصروف ہوئے درس وتدریس کے علاوہ آپ نے تصنیفی خدمات بھی انجام دی ہے المختصر آپ کی ذات بابرکت سے قوم مسلم کو بے حد فائدہ پہنچا۔

تصانیف: (۱) الانسان الکامل (۲) الطالع السعید المنتخب من المسلسلات والاسانید (۳) ادب الاسلام فی نظام الاسرۃ (۴) حول الاحتفال بالمولد الھدیٰ الشریف (۵) ذبدۃ الاتقان فی علوم القرآن (۶) قل ھذہ سبیلی (۷) الدعوۃ الاصلاحیہ (۸) فی سبیل الھدی والرشاد (۹) المنھل اللطیف فی اصول الحدیث الشریف (۱۰) القواعد الاناسیہ فی علم مصطلح الحدیث (۱۱) فضل الموطا وعنایۃ الامۃ السلامیۃ (۱۲) حاشیۃ المختصر فی السیرۃ النبویۃ (۱۳) حول خصائص القرآن (۱۴) ذکریات ومناسبات (۱۵) فی رحاب البیت الحرام (۱۶) المولد النبوی (۱۷) المستشرقون بین الانصاف والعصبیۃ

بحر العلوم حضرت مفتی عبد المنان اعظمی

ولادت: بحر العلوم حضرت علامہ مولانا مفتی عبد المنان صاحب اعظمی کی ولادت ۷/ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ مطابق ۲۶ نومبر کو قصبہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی میں ہوئی۔

تعلیم و تربیت: بچپن ہی سے آپ نے دار العلوم اشرفیہ میں

تعلیم حاصل کی اور ۱۳۶۶ھ میں درس نظامیہ کی تعلیم آپ نے مکمل کی اور دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

اساتذہ کرام: حضرت علامہ مولانا حافظ قوم وملت جناب عبدالحفیظ رحمۃ اللہ علیہ، جامع معقولات ومنقولات حضرت علامہ مولانا عبدالرؤف بلیاوی، حضرت علامہ مولانا سلیمان بھاگلپوری حضرت علامہ مولانا عبدالمصطفےٰ اعظمی حضرت علامہ مولانا عبدالمصطفےٰ ازہری۔

تلامذہ: مولانا محمد احمد مصباحی، ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی، مولانا لیٰسین اختر مصباحی، مولانا عبدالمبین نعمانی، مولانا بدرالقادری مولانا افتخار احمد قادری، مولانا غلام یحییٰ انجم مصباحی وغیرہم۔

بیعت وخلافت: آپ کو بھی حضرت مفتی اعظم ہند مصطفےٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ سے بیعت وخلافت حاصل ہوئی ہے اور مناظر اعظم شیر بیشہ اہل سنت حضرت علامہ مولانا حشمت علی رضوی علیہ الرحمہ اور صدر شریعہ حضرت علامہ مولانا امجد رضوی علیہ الرحمہ اور حافظ ملت حضرت عبدالحفیظ صاحب کی بارگاہ گہر بار سے کافی دنوں تک اکتساب فیض کیا۔

تصانیف: (۱) بدعت کیا ہے (۲) الشاہد (۳) مسئلہ آمین قرآن وحدیث کی روشنی میں عیدین کی تکبیرات زوائد۔ فلسفہ شہادت وغیرہ۔

اوصاف وکمالات: حضرت مفتی عبدالمنان اعظمی صاحب قبلہ بے شمار خوبیوں کے جامع ہیں شروع سے درس وتدریس سے منسلک رہنے کی وجہ سے اس میں آپ کو مہارت تامہ حاصل ہو چکی ہے پیچیدہ مسائل پر آپ گہری نگاہ رکھتے ہیں۔ محقق مفکر، مفسر، مدرس، مقرر، محرر سب کچھ آپ ہیں اللہ آپ کا سایہ تادیر ہم پر قائم رکھے۔

(آمین)

شیخ القرآن علامہ عبداللہ خاں عزیزی

حضرت علامہ عبداللہ خاں بن الحاج محمد ابراہیم خاں مرحوم بن حاجی تعلقدار خاں مرحوم بن جان محمد خاں صاحب مرحوم۔ شمالی مشرقی یوپی کے مشہور ضلع گونڈہ کے قصبہ پچپڑوا سے جانب شمال تقریباً چار کلومیٹر کے فاصلے پر جنگل اور پہاڑ کی طرف جانے والے روڈ کے کنارے ایک چھوٹی سی آبادی ''اناؤڈیہہ'' آپ کا مسکن ومولد ہے، یہیں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی اسناد اور سرکاری کاغذات میں تاریخ پیدائش ۱۵ نومبر ۱۹۳۵ء درج ہے۔

ابتدائی تعلیم: ناظرہ قرآن حکیم اور اردو دینیات کی تعلیم کا انتظام گھر ہی پر ہوا ایک ضعیف العمر مولوی صاحب جن کا نام میاں عبدالرحیم صاحب تھا، انہیں سے اردو کی ابتدائی کتابیں اور قرآن حکیم کے ناظرہ کی تعلیم ہوئی۔ پھر ایک اچھی صلاحیت کے مولوی صاحب گاؤں کے مکتب میں پڑھانے کے لئے بلائے گئے، ان سے اردو کی بہت سی کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد موضع ناؤڈیہہ سے تقریباً ۴ کلومیٹر کے فاصلے پر قصبہ پچپڑوا کے پرائمری اسکول میں داخلہ ہوا۔ وہاں درجہ چہارم تک پرائمری تعلیم ہوئی۔

۱۹۴۶ء میں ضلع گونڈہ کے مشہور قصبہ تلسی پور کے مدرسہ انوار العلوم میں عربی وفارسی کی تعلیم کے لئے داخلہ ہوا۔ یہیں سے حقیقی بنیادی تعلیم کی ابتداء ہوئی، یہ مدرسہ اس وقت گونڈہ وبستی اضلاع کے مشہور عالم دین، سلطان المناظرین حضرت علامہ ومولٰینا عتیق الرحمٰن خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کی نظامت وسرپرستی میں چل رہا تھا، یہاں کے اساتذہ مولانا محمد علی صاحب مرحوم (جو مفتی آگرہ مولٰینا عبدالحفیظ صاحب کے بھائی تھے) قاضی شریعت حضرت علامہ محمد شفیع صاحب اعظمی

رحمۃ اللہ علیہ، بحر العلوم حضرت علامہ مولانا مفتی عبد المنان صاحب قبلہ مدظلہ العالی ہیں، آپ کی فطری ذہانت وفطانت کی بنا پر اساتذہ کرام نے آپ کی تعلیم وتربیت کی طرف خصوصی توجہ دی جس سے آپ کے ذہن وفکر میں آگے بڑھنے کی صلاحیت بیدار ہوئی۔

اعلیٰ تعلیم: انوار العلوم تلشی پور میں درجہ خامسہ تک تعلیم کے بعد اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے ۱۹۵۳ء میں دار العلوم اشرفیہ مبارکپور میں داخلہ لیا۔ وہاں آپ نے چار سال تک حافظ ملت حضرت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی، حضرت علامہ و مولانا حافظ عبد الرؤف صاحب قبلہ بلیاوی، شیخ العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی صاحب اعظمی (علیہم الرحمہ) اور حضرت علامہ ظفر ادیبی صاحب قبلہ مدظلہ العالی جیسے باکمال اساتذہ سے اکتساب فیض کیا۔

بیعت وارادت: آپ ابھی مدرسہ انوار العلوم تلشی پور میں زیر تعلیم تھے کہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کے بانی حضرت حافظ ملت شاہ عبد العزیز صاحب مرادآبادی رضی المولیٰ عنہ کی عظیم شخصیت سے بے حد متاثر ہوگئے۔ لہٰذا حضرت علامہ محمد شفیع صاحب اعظمی وحضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب اعظمی کے ایما پر ۱۹۵۲ء میں حضرت محدث مرادآبادی نور اللہ مرقدہٗ کے دست حق پرست سے شرف بیعت حاصل کرکے سلسلہ قادریہ میں داخل ہوگئے۔

دور تدریس: ۱۹۵۷ء میں تعلیم سے فراغت ہوئی اور اشرفیہ سے سند ودستار فضیلت حاصل ہوئی۔ سب سے پہلے جامعہ حمیدیہ رضویہ بنارس پھر شاہجہاں پور کے مشہور مدرسہ فیض عام میں درس وتدریس کا فریضہ انجام دیا۔

دار العلوم ربانیہ باندہ، دار العلوم فیض الرسول بستی جیسے اداروں میں اپنی خداداد علمی صلاحیت کا مظاہرہ کیا، متعدد دینی درس گاہوں سے منسلک رہے اور جہاں بھی رہے ایک کامیاب استاد کی حیثیت سے ہندستان گیر شہرت حاصل کی اور ان اداروں کی تعلیمی ترقی میں بڑا اہم رول ادا کیا۔ ۱۹۷۳ء میں اپنے مرشد برحق حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی طلبی پر مرکزی درس گاہ الجامعۃ الاشرفیہ میں تشریف لے گئے، جہاں بارہ سال سے زائد عرصہ تک ہزاروں تشنگان علوم نبویہ کو اپنے چشمۂ علم وحکمت سے سیراب کیا۔

۱۹۸۶ء میں کچھ نامساعد حالات کی بنا پر دار العلوم اشرفیہ سے سبکدوش ہوکر نسبتاً ایک چھوٹی سی درس گاہ دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی کی خدمت پر مامور ہوئے، اس ادارے نے آپ کی قیادت وسرپرستی اور آپ کی بے لوث خدمات کے نتیجے میں تعلیمی میدان میں بڑی برق رفتاری سے پیش قدمی کی اور آج وہ ملک کی نامور درسگاہوں میں شمار کیا جانے لگا۔

سعادت حج وزیارت: آپ ۱۹۸۹ء میں حج وزیارت کی سعادت سے مشرف ہوئے۔

تصنیف وتالیف: فضیلۃ الاستاذ دامت برکاتہم العالیہ کے مقالات ومضامین مطالعہ میں آئے جو زبان وبیان، سلاست و روانی اور معنوی حیثیت سے پر مغز بلکہ ادب عالیہ کا نمونہ ہیں۔ جن میں مسائل سود اور قرآن کریم کی تفسیر معارف التنزیل شرح مدارک التنزیل سرفہرست ہیں۔ حج وزیارت سے مشرف ہونے کے بعد دو سو سے زائد صفحات پر مشتمل "سفر نامۂ حجاز" لکھا اور مشکوٰۃ شریف کی منتخب حدیثوں پر تعلیقات بھی لکھے، لیکن ابھی تک یہ کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہوکر منظر عام پر نہیں آئیں، البتہ "سفر نامۂ حجاز" کی پہلی قسط ماہنامہ اشرفیہ میں شائع ہوئی۔

استاذ العلماء حضرت مفتی اشفاق حسین نعیمی

ولادت: مفتی اعظم راجستھان حضرت علامہ مولانا الحاج اشفاق

حسین نعیمی کی ولادت ۱۹ ردسمبر ۱۹۲۱ء میں شیونالی ضلع جے پی نگر (یوپی) میں ہوئی۔

تعلیم و تربیت: مفتی اعظم راجستھان حضرت علامہ مولانا اشفاق حسین نعیمی کی ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے مکتب میں ہوئی اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے مدرسہ اہل سنت اجمل العلوم سنبھل مرادآباد گئے۔ شروع سے فضیلت تک یہیں تعلیم حاصل کی اور ۱۹۴۳ء میں آپ کو یہیں سے دستار فضیلت بھی ملی۔

اساتذہ کرام: صدر الافاضل مفسر قرآن حضرت علامہ مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ امام المناظرین حضرت علامہ مولانا مفتی اجمل حسین رضوی حضرت علامہ مفتی محمد حسین سنبھلی، حضرت علامہ مولانا سید شاہ مصطفےٰ علی۔ حضرت علامہ تقدس علی خاں رضوی۔

بیعت و خلافت: آپ حضرت مفتی اجمل حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہیں۔ حضرت محدث اعظم ہند، حضرت مفتی اعظم ہند اور شمس المشائخ سرکار کلاں علیہم الرحمۃ سے آپ کو اجازت وخلافت حاصل ہے۔

خلفاء: حضرت علامہ مولانا مفتی شیر محمد خاں رضوی، حضرت علامہ مولانا مفتی ولی محمد رضوی حضرت علامہ مولانا مبارک حسین مصباحی، حضرت علامہ مولانا مفتی اختصاص الدین سنبھلی، حضرت علامہ مولانا اسحاق اشفاقی وغیرہم۔

تصانیف: فتاویٰ اشفاقیہ، شفاعت مصطفےٰ، مکتوبات مفتی اعظم راجستھان، مضامین مفتی اعظم راجستھان، پیغام اہل سنت وغیرہ۔

امام علم وفن علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی

ولادت: امام علم وفن حضرت خواجہ مظفر صاحب، ہندستان کے مشہور ومعروف صوبہ بہار کے پورنیہ ضلع میں ۱۳۵۸ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ نے علم وعرفان کے ماحول میں اپنی آنکھیں کھولیں، آپ ایک معزز وباوقار گھرانے کے فرزند ہیں آپ کے والد محترم کا شمار جید علماء میں ہوتا تھا اور اطراف وجوانب میں ان کا شہرہ تھا۔ ابھی آپ کا شعور بیدار نہیں ہوا تھا ننھی سی عمر تھی یعنی آپ تقریباً ڈھائی سال کے تھے کہ ایک المناک حادثہ ہوا اور وہ یہ کہ آپ کی والدہ محترمہ آپ کو داغ فراق دے کر چلی گئیں۔ آپ کی پرورش کا مسئلہ درپیش آیا آپ کے والد گرامی نے صبر وتحمل کے ساتھ اس بار گراں کو اپنے نازک کندھوں پر اٹھانے کی ذمہ داری قبول کی شاید یہ سوچتے ہوئے قبول کرلی کہ اگر آج اس کی حفاظت کروں گا تو کل یہ نوخیز دین وسنت کی حفاظت کرے گا۔ آپ کے والد محترم نے بیک وقت ماں اور باپ دونوں کا پیار عطا کیا۔ بڑی محنت ومشقت اور جہد مسلسل کے بعد آپ کے پدر محترم نے آپ کو اس مقام پر لاکھڑا کیا۔

تعلیم و تربیت و اساتذہ: امام المنطق والفلسفہ کی عمر جب چار سال چار مہینے چار دن کی ہوئی تو بزرگوں کی روش پر چلتے ہوئے آپ کے والد محترم نے آپ کی بسم اللہ خوانی کرائی اور ابتدا سے شرح جامی تک خود ہی تعلیم دی۔ خواجہ صاحب کے پدر محترم اگرچہ صاحب صلاحیت اور ذی استعداد عالم دین تھے مگر ان کا اور ان کے پورے گھرانے کا عقیدہ کمزور تھا یہ لوگ دیوبندی مکتب فکر سے منسلک تھے اور اسی سبب سے اپنے بڑے صاحبزادے کو دیوبند سہارنپور میں تعلیم دلوائی اور خواجہ صاحب کے متعلق بھی یہی خیال رکھتے تھے مگر اللہ کا کرم اور بزرگوں کی نظر توجہ آپ پر رہی اور آپ کا داخلہ مدرسہ بحر العلوم لطیفی کٹیہار میں ہوگیا۔ اس مدرسہ میں ان ایام میں لائق فائق اساتذہ ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری، علامہ سلیمان بھاگلپوری اور مولانا یوسف صاحب پٹنہ منصب

تدریس پر فائز ہوکر علم وعرفان کے انمول گوہر لٹا رہے تھے۔آپ ان عظیم شخصیتوں کی صحبتوں میں رہ کر تعلیم وتربیت حاصل کرنے لگے ان کی فیض صحبت نے بڑی تیزی سے اثر دکھلایا اور ۱۵/۱۶/ر سال کی عمر میں دیوبندیوں کی ایک بڑی جماعت سے مناظرہ کر کے تمام لوگوں کو حیران وششدر کردیا۔اور پھر کچھ دنوں کے بعد علاقہ کے جانے مانے مشہور ومعروف دیوبندیوں کے سردار عبدالمبین ملاٹولہ جونپور کو ان کے مریدین کے سامنے بحث کر کے خاموش کردیا۔

اس کے بعد آپ کے والد محترم نے حنفی المسلک اوردیوبندی مسلک کی کتابوں کا بطور مطالعہ کیا اور رفتہ رفتہ مصلب سنی ہوگئے یہیں تک نہیں بلکہ حضور مفتی اعظم علامہ مصطفےٰ رضا علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت بھی ہوگئے۔

خواجہ صاحب کا ابھی تعلیمی سلسلہ جاری ہی تھا کہ یکا یک حضرت علامہ ظفرالدین بہاری علیہ الرحمہ کا وصال ہوگیا۔ اس کے بعد آپ اس مدرسہ کو الوداع کہہ کر بریلی شریف میں تعلیم لینے آگئے اور ایک سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد فضیلت کی دستار بھی یہیں سے لی اور یہیں منظر اسلام میں بریلی شریف میں فن معقولات کے استاذ بھی ہوگئے۔

مناظرہ: ہندستان کے بیشتر شہروں میں آپ نے مناظرے کئے اور اپنی صلاحیت کا لوہا سبھوں سے منوایا۔حضرت علامہ سید محمد اشرفی عرف محدث اعظم ہند کے حکم پر بطور مشق خود ان سے علم غیب پر اور علامہ خلیل احمد کاظمی محدث امروہوی کے حکم پر خود ان سے مسئلہ امکان کذب باری پر مناظرے کئے اور ان دونوں عظیم ہستیوں کو خوش کردیا۔

علم و فضل و تصانیف: خواجہ صاحب کو بہت سارے فنون پر دسترس حاصل ہے مثلاً فقہ، اصول فقہ، تفسیر، حدیث، اصول حدیث، صرف، نحو، معانی، بیان، ہندسہ، توقیت، جبرومقابلہ، مناظرہ، علم مثلث، علم جفر، زائچہ وغیرہ ہیں۔حضرت کی تصنیفات ذیل میں مذکور ہیں۔

لاؤڈ اسپیکر کی آواز اصلی یا نقلی، لاؤڈ اسپیکر اور نماز، ٹی وی اور ویڈیو کی تصویر اصلی یا فرضی، اعلیٰ حضرت اور علم جفر، اعلیٰ حضرت اور علم تکسیر، اعلیٰ حضرت اور جبرومقابلہ، لوگارثم کی حقیقت، الہلال، شب قدر کے فضائل، دیوبندی تابوت میں آخری کیل، ٹی وی کی تحقیق۔

بیعت و خلافت: خواجہ صاحب بریلی مقیم تھے اسی وقت حضور مفتی اعظم کے ہاتھوں پر بیعت ہوگئے تھے۔۱۹۷۰ء میں حضرت نے اجازت وخلافت سے آپ کو سرفراز فرمایا۔آپ کے تلامذہ یہ ہیں۔ مناظر اہل سنت مفتی مطیع الرحمن صاحب رضوی، خطیب یورپ وایشیا، سید محمد ہاشمی میاں کچھوچھ شریف، سید انور چشتی صدر مدرسہ قادریہ بدایوں شریف مولانا انوار احمد امجدی قادری ابن مفتی جلال الدین امجدی، محمد یاد علی رضوی پورنوی۔

استاذ الفقہاء قاضی عبدالرحیم صاحب بستوی

ولادت: مفتی برحق علامہ الدہر حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب رضوی ڈمریا گنج پرگنہ رسولپور ضلع بستی کے خوشگوار ماحول میں یکم جولائی ۱۹۳۶ء کو پیدا ہوئے۔بہت پیار ومحبت اور ناز ونعم میں آپ کی پرورش ہوئی۔

تعلیم و تربیت: حضرت قاضی مفتی عبدالرحیم صاحب قبلہ ۱۹۵۰ء میں اردو میڈیم پاس کیا۔اس کے بعد گونڈہ یوپی کی ایک درس گاہ فضل رحمانیہ پچپڑوا بازار میں داخلہ لیا۔ چند سالوں تک یہاں زیر تعلیم رہنے کے بعد بریلی شریف آگئے۔کچھ دنوں تک یہاں تعلیم لینے کے بعد اس عصر کے بحرالعلوم امام النحو حضرت علامہ

مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مکمل اطمینان وسکون کے ساتھ مصروف تعلیم ہوگئے اور حضرت ہی کے زیر سایہ آپ نے درس نظامیہ کی تکمیل کی۔

اساتذہ کرام :(۱) حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مصطفےٰ رضا خان نوری بریلی شریف (۲) امام النحو صاحب البشیر الکامل حضرت علامہ مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی (۳) حضرت علامہ مولانا سید جلیل ہاپڑی (۴) حضرت علامہ مولانا محمد اختر رضوی (۵) حضرت علامہ مولانا مفتی شریف الحق شارح بخاری (۶) حضرت علامہ مولانا قاری رضاء المصطفےٰ امجدی خطیب وامام مسجد کراچی۔

بیعت و خلافت : قاضی صاحب کی تقدیر پر ہم جس قدر رشک کریں کم ہے کیوں کہ انہیں ایک جلیل القدر عالم دین مفتی شہزادے اعلیٰ حضرت علامہ مولانا مصطفےٰ رضا خاں نوری کے دست حق پرست پر بیعت ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اس کے بعد ایک دریائے رحمت انتہائی جوش پر آیا تو حضرت نے قاضی صاحب کو خلافت اور تعویذ نویسی اور دیگر اوراد وظائف کی اجازت بھی مرحمت فرمادی۔ قاضی عبدالرحیم صاحب کو مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے علاوہ اپنے خاندانی سلسلہ نقشبندیہ سے بھی اجازت حاصل ہے۔

عقد مسنون واولاد واحفاد: حضرت مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب کا نکاح ۳ رذی الحجہ ۱۳۸۲ھ کو ہوا۔ اللہ کے کرم اور حضور مفتی اعظم ہند کی دعاؤں کی برکت سے آپ کے پانچ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں موجود ہیں۔ جن کے اسماء ذیل میں مندرجہ ذیل ہیں۔ صاحبزادے: (۱) محمد ریاض الرحمٰن (۲) محمد رضاء الرحمٰن (۳) محمد غلام مرتضیٰ (۴) محمد غلام مجتبیٰ (۵) محمد محبوب الرحمٰن۔ صاحبزادیاں (۶) محترمہ ہاجرہ بی بی (۷) محترمہ ثمینہ پروین۔

محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفےٰ قادری امجدی

ولادت : محدث کبیر حضرت علامہ مولانا ضیاء المصطفےٰ قادری امجدی ولادت ۲ رشوال المکرم ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۷ راکتوبر ۱۹۳۵ء بروز اتوار قادری منزل محلہ کریم الدین پور قصبہ گھوسی ضلع مئو (یوپی) میں ہوئی۔

تعلیم و تربیت : آپ کی ابتدائی تعلیم والد محترم صدر شریعت حضرت علامہ مولانا امجد علی مصنف بہار شریعت اور والدہ محترمہ کے زیر سایہ ہوئی۔ پھر جامعہ عربیہ ناگپور تشریف لے گئے اور کچھ دنوں تک وہاں تعلیم حاصل کی اس کے بعد تکمیل حدیث شریف ہندستان کی عظیم و مایہ ناز درسگاہ دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ (یوپی) میں کی۔ ۱۳۷۷ھ میں آپ کو وہاں سے دستار فضیلت ملی۔

اساتذہ کرام: حضرت صدرالشریعہ علامہ مولانا امجد علی علیہ الرحمہ، فیض العارفین حضرت آسی پیا، حضرت علامہ مولانا سلیمان بھاگلپوری حافظ قوم وملت حضرت علامہ مولانا عبدالعزیز محدث مرادآبادی صاحب، جامع منقولات ومعقولات حضرت علامہ مولانا عبدالرؤف بلیاوی صاحب حضرت علامہ مولانا عبدالمصطفےٰ اعظمی صاحب اور قاری محمد یحییٰ صاحب مبارکپوری۔

تدریسی خدمات : فراغت کے بعد ہند کے معروف ومقبول ادارہ مدرسہ شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ میں صدر المدرسین کے مسند پر فائز کئے گئے۔ تقریباً تین سال کے بعد مدرسہ صمدیہ فرفرہ شریف ضلع ہگلی مغربی بنگال میں تشریف لائے اور قریب ۹ سال تک شیخ الحدیث کے منصب پر متمکن رہے۔ یہاں طالبان علوم نبویہ کو گوہر علم وعمل سے نوازنے کے بعد دارالعلوم فیض العلوم جمشید پور تشریف لے گئے اور تقریباً ڈھائی ماہ تک درس

وتدریس کا فریضہ انجام دیا اس کے بعد الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور پہنچے یہاں پہلے نائب صدر المدرسین اور بعد میں شیخ الحدیث کے عہدہ پر فائز ہوئے۔

تلامذہ: آپ کے تلامذہ کی تعداد کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔ پورے ہندستان میں آپ کے تلامذہ بکھرے ہوئے ہیں ان میں سے چند مشہور ہستیوں کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں۔

مناظر اعظم ومفتی اعظم بنگال حضرت علامہ مولانا شاہ المصطفےٰ قادری علیہ الرحمہ والرضوان۔ حضرت علامہ مولانا فداء المصطفےٰ قادری، محقق مسائل جدیدہ، حضرت علامہ مولانا مفتی نظام الدین صاحب رضوی، حضرت علامہ مولانا وصی احمد صدیقی، حضرت علامہ مولانا سید مقصود اشرف جائسی، حضرت علامہ مولانا مولانا سید اصغر امام امجد شریف۔

بیعت وخلافت: محدث کبیر حضرت علامہ مولانا ضیاء المصطفےٰ صاحب قادری رضوی کو شہزادۂ اعلیٰ حضرت علامہ مولانا مفتی اعظم ہند مصطفےٰ رضا خاں بریلوی نے بیعت وخلافت سے نوازا ہے۔

اوصاف و کمالات: اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم بزرگان دین کے فیضان اور والد مکرم کی دعاؤں کی برکت سے آپ اوصاف کثیرہ کے حامل ہیں۔ درس وتدریس پر آپ مہارت تامہ رکھتے ہیں خصوصاً علم حدیث کے معاملے میں عصر حاضر میں آپ کا پورے بھارت میں جواب نہیں ہے، علم، فقہ اور مناظر میں بھی آپ کو دسترس حاصل ہے۔ ۱۹۷۸ء بنارس کی سرزمین پر غیر مقلد مولوی صفی الرحمٰن سے مناظرہ کر کے اسے شکست دی۔ ۱۳۹۹ھ میں خلیل احمد بجنوری سے بدایوں میں کامیاب مناظرہ۔ ۱۹۸۲ء میں لکھنؤ میں مولوی عارف سنبھلی نے دوران مناظرہ راہ فرار اختیار کی۔ ۱۹۹۰ء میں ولید پور میں دیوبندی مناظر طاہر گیاوی سے مناظرہ طے پایا لیکن چونکہ دیوبندیوں کو آپ سے کافی خطرہ ہو گیا تھا اس وجہ سے پولس کے ذریعہ بند کرا دیا تا کہ شکست کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

رئیس العلماء علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ

ولادت: حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب علیہ الرحمہ کی ولادت باسعادت ۱۳ / اگست ۱۳۶۳ھ ۱۹۴۴ کو مرزا پور ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت: آپ کی پرائمری تعلیم لاہور میں ہوئی، پرائمری کے بعد اشرف صاحب کو ان کے والد محترم نے جامعہ رضویہ لائل پور میں ایڈمیشن کرا دیا۔ یہاں آپ وقت کے مایہ ناز شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ تعلیم لیتے رہے۔ نیز ان سے منطق کی ابتدائی کتاب بھی پڑھنے کا موقع ملا۔

شرح جامی وغیرہ کتابیں لاکپور میں پڑھنے کے بعد متوسط کتب کی تعلیم لینے کے لئے جامع نظامیہ رضویہ لاہور میں حضرت علامہ مولانا غلام رسول صاحب کی خدمت میں حاضری دی اور ان سے خاطر خواہ فائدہ حاصل کیا۔

اس کے بعد آخری درجے کی کتابیں پڑھنے کے لئے آپ استاذ الاساتذہ حضرت مولانا عطا محمد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے مختلف علوم وفنون میں کمال حاصل کیا۔

اساتذہ کرام: شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا غلام رسول صاحب، استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا عطا محمد صاحب، حضرت علامہ مولانا نور محمد صاحب حضرت علامہ مولانا شمس الزماں صاحب، حضرت علامہ مولانا محمد ایوب صاحب، حضرت علامہ مولانا غلام مصطفےٰ صاحب۔ حضرت علامہ مولانا حافظ احسان الحق

صاحب، حضرت علامہ مولانا سید منصور شاہ، حضرت علامہ مولانا حاجی محمد حنیف، حضرت علامہ مولانا محمد امین اور حضرت علامہ مولانا محمد عبداللہ جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم۔

تدریسی خدمات: حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جنوری ۱۹۶۵ء میں جامعہ نعیمیہ لاہور سے درس و تدریس سے منسلک ہوگئے۔ ۱۹۶۶ء میں جامعہ رحمانیہ ہری پور تشریف لے گئے۔ چار سال تک یہاں تعلیم دینے کے بعد ۱۹۷۱ء میں مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم چکوال چلے آئے۔ تقریباً یہاں دو سال تک تدریسی خدمات انجام دی اس کے بعد لاہور آئے یہاں آکر رضویت کے فروغ اور ترتیب و تصنیف میں منہمک ہوگئے۔

تلامذہ: آپ کے تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے جن میں سے چند کے اسماء ذیل میں مذکور ہیں۔ حضرت علامہ مولانا عزیز اللہ صاحب، لاڑکانہ، حضرت علامہ مولانا غلام نبی صاحب صدر مدرس مدرسہ صفیہ سراج العلوم گوجرانوالہ، حضرت علامہ مولانا احمد دین صاحب صدر مدرس تونیزہ شریف حضرت علامہ مولانا قاری عبدالرشید صاحب شیرہ کوٹ حافظ وقاری عبدالرسول صاحب کوٹ ادو، حضرت مولانا محمد رفیق چشتی صاحب، حضرت مولانا عبدالرشید صاحب، مولوی سید محمد صاحب، مولوی عصمت اللہ صاحب کشمیر وغیرہم ہیں۔

تصانیف: یاد اعلیٰ حضرت، احسن الکلام فی مسئلۃ القیام، تذکرۂ اکابر اہلسنت (پاکستان) غایۃ الاحتیاط فی جواز حیلۃ الاسقاط، سوانح سراج الفقہا، سیف الجبار، باغی ہندستان پر تحقیقی اور مبسوط مقدمے لکھے وغیرہ وغیرہ۔

وفات: حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ کا وصال ۲۰۰۷ء میں ہوا۔

مفتی اعظم مغربی بنگال علامہ ثناء المصطفیٰ امجدی

ولادت: شہزادۂ حضور صدرالشریعہ مفتی اعظم مغربی بنگال حضرت علامہ مفتی ثناء المصطفیٰ امجدی سابق شیخ الحدیث دارالعلوم ضیاء الاسلام (ہوڑہ) کی ولادت باسعادت قادری منزل محلہ کریم الدین، قصبہ گھوسی، ضلع مئو (یوپی) میں ۱۵/ جون ۱۹۳۲ء میں ہوئی۔

تعلیم و تربیت: آپ کی عمر شریف دس سال کی تھی کہ والد مکرم حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ نے داعی اجل کو لبیک کہا والدہ ماجدہ نے پوری ذمہ داری کے ساتھ علم دین سے آراستہ کیا آپ نے ناگپور، اور جامعہ اشرفیہ میں منقولات و معقولات پڑھا اور فتویٰ نویسی اور تعویذ نویسی بارگاہ مفتی اعظم ہند میں کی۔

اساتذہ کرام: حضور مفتی اعظم ہند، فیض العارفین علامہ آسی بیا رئیس القلم علامہ ارشد القادری، حضور حافظ ملت علامہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی، رئیس العلماء علامہ عبدالرؤف بلیاوی، محدث کبیر علامہ ضیا المصطفیٰ امجدی، قاری رضاء المصطفیٰ امجدی کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

تدریسی خدمات: آپ نے فراغت کے بعد جامعہ حنفیہ غوثیہ، بجرڈیہہ (بنارس) مدرسہ حبیبیہ کیندراپاڑہ (اڑیسہ) دارالعلوم فیض العلوم (جمشید پور) مدرسہ معراج العلوم (ہوڑہ) اور تقریباً ۲۵ سال تک تاحیات دارالعلوم ضیاء الاسلام میں بحیثیت مدرس، صدرالمدرسین اور شیخ الحدیث رہے اور تشنگان علوم نبویہ کی پیاس بجھاتے رہے۔

فتویٰ نویسی: آپ نے تقریباً ۱۵ سال تک دارالعلوم ضیا الاسلام (ہوڑہ) کی مسند افتاء پر بیٹھ کر ہزاروں کی تعداد میں فتویٰ لکھا ہے۔ آپ کی افتاء نویسی کی یہ خصوصیت تھی کہ فتاویٰ امجدیہ اور بہار شریعت کے مسائل اتنے مستحضر تھے کہ بغیر کتاب دیکھے جلد

نمبر، حصہ اور صفحہ نمبر تحریر فرما دیا کرتے تھے۔ جزئیات پر بھی مہارت تامہ حاصل تھا یہ سب والد محترم کا فیضان اور مرشد برحق کی نگاہ کرم کی عنایتوں کا صدقہ تھا۔

بیعت و خلافت: آپ سرکار سیدنا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے مرید تھے اور آپ سے ہی اجازت و خلافت بھی حاصل تھا۔

تلامذہ: مفتی فداء المصطفیٰ امجدی (گھوسی) مولانا سید غلام محمد حبیبی (سجادہ نشین درگاہ حضور مجاہد ملت) مفتی وفاء المصطفیٰ امجدی (ناظم اعلیٰ دار العلوم ضیاء الاسلام ہوڑہ) مولانا مقبول مصباحی (شیخ الحدیث دار العلوم ضیاء الاسلام ہوڑہ) مولانا فروغ القادری (لندن) مفتی رحمت علی مصباحی (کلکتہ) مولانا یوسف رضوی (کلکتہ) مولانا غلام ربانی فریدی (کلکتہ) کے اسماء مشہور و معروف ہیں۔

خصوصیات و کمالات: آپ بے شمار فضائل و کمالات کے مالک تھے آپ بیک وقت بہترین مدرس، لائق و فائق شیخ الحدیث، بے مثال مناظر، باکمال خطیب، نباض مفتی اور قابل احترام مدبر تھے۔

آپ نے بحیثیت قاضی شرع ادارۂ شرعیہ مغربی بنگال کے زیر اہتمام دار القضاء میں کئی سال قضا کا کام کیا۔

فن مناظرہ میں حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کے زیر سایہ کمال حاصل کئے اور کئی کامیاب مناظرہ کا آپ نے بنگال اور اڑیسہ میں کئے اور جماعت اہل سنت کی عزت و وقار کو بچایا۔

آپ نے بالخصوص مغربی بنگال، مسلکی، سماجی، علمی، فقہی، تدریسی، فقہی، ملی، دینی اور روحانی خدمات انجام دیا ہے اسے بالخصوص مغربی بنگال کے باشندگان فراموش نہیں کر سکتے ہیں۔ آپ کی ان خدمات کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے مغربی بنگال کی فعال اور متحرک تنظیم "سنی علماء کونسل مغربی بنگال" نے تقریباً تین سو صفحات پر مشتمل ایک مجلّہ "مفتی اعظم مغربی بنگال-حیات و خدمات" قوم کے سامنے پیش کیا اور رسم اجراء حضرت محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی کے دست مبارک سے ہوا۔

وصال: ۲۰-مارچ ۱۹۹۹ء کو وصال ہوا۔ ۲۱/مارچ ۱۹۹۹ء کو بعد نماز عشاء حضرت محدث کبیر مدظلہ' العالی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ہزاروں کی تعداد میں علماء کرام اور عوام شریک تھے۔ بنڑہ قبرستان، ہوڑہ میں آخری آرام گاہ ہے۔

غیظ المنافقین علامہ ادریس رضا خاں حشمتی

شیر بیشہ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت عبد الرضا حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ و قاری الشاہ حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی لکھنوی ثم پیلی بھیتی کے پانچویں فرزند ارجمند غیظ المنافقین قاطع نجدیت و وہابیت و دیوبندیت ماحی شرک و بدعت حضرت علامہ مولانا الشاہ محمد ادریس رضا خاں قادری برکاتی رضوی حشمتی مدظلہ العالی کی ولادت مبارکہ ۱۸/ربیع الاول شریف ۱۳۶۸ھ/ ۱۹/جنوری ۱۹۴۹ء ایک بج کر ۲۲/منٹ پر حشمت نگر پیلی بھیت شریف میں ہوئی، آپ کا نام محمد اور عرف "ادریس رضا" رکھا گیا۔ دونوں مل کر محمد ادریس رضا لقب ہوگیا۔

آپ نے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی اعلیٰ تعلیم کے لئے اپنے بھائیوں کے ساتھ عالم اسلام کی عظیم عربی یونیورسٹی "الجامعۃ الاشرفیہ" ۱۹۷۱ء میں تشریف لے گئے۔ آپ حضرات کی آمد مسعود نے اشرفیہ میں خوشی کی لہر دوڑا دیا کہ شیر بیشۂ اہلسنت کے تین شہزادے جامعہ میں حصول تعلیم کے لئے تشریف لائے ہیں۔ ۱۹۷۳ء میں حضور شیر بیشۂ اہلسنت کے تیسرے شہزادے بیمار ہوگئے اور بیماری کا ایسا عارضہ لاحق ہوا کہ جانبر نہ ہو سکے اور یہی مرض ان کے لئے مرض الموت ثابت ہوا۔ جامعہ چھوڑ کر گھر تشریف لے آئے۔ وہاں سے مرکز اہلسنت بریلی شریف جامعہ رضویہ

منظر الاسلام میں جامعہ کے مقتدر علماء کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر کے اکتساب علم کیا اور یہیں سے سندودستار سے سرفراز کیے گئے۔

بحیثیت خطیب آج ہندو بیرون ہند آفتاب و مہتاب بن کر چمک رہے ہیں اور اپنے والد گرامی حضور شیر بیشۂ اہلسنت علیہ الرحمہ کی یاد تازہ کر رہے ہیں۔ آپ کی تقریر میں سب سے بڑی خوبی یہ نظر آتی ہے کہ احقاق حق اور ابطال باطل کرنے میں جھجھک محسوس نہیں کرتے قال اللہ اور قال الرسول کا درس دینا فرض منصبی سمجھتے ہیں۔ اپنی تقریر میں چودھویں صدی کے مجدد اعظم سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کا ذکر خیر کرنا آپ کی فطرت ثانیہ ہے اپنی تقریروں میں حضور اعلیٰ حضرت کا ذکر، ان کے واقعات اور اشعار پیش کر کے تقریر کی افادیت میں چار چاند لگا دیتے ہیں اور مذاہب باطلہ یعنی شیعہ، دیوبندی، وہابی، غیر مقلدین، مودودی، قادیانی، صلح کل اور ندویوں کی تردید تقریروں سے لازمی جانتے ہیں تاکہ ہماری بھولی بھالی قوم ان کے باطل عقائد کا شکار نہ ہو جائے اور بدمذہبیت پر کہیں ان کی موت نہ واقع ہو جائے۔ یہی طریقہ خطابت حضور شیر بیشۂ اہلسنت اور آپ کے بڑے صاحبزادے حضور مشاہد ملت کا تھا۔

آپ ترویج مسلک اعلیٰ حضرت مسلک اہلسنت کے لئے بریلی شریف، لکھنؤ، کانپور، ممبئی، دہلی، کلکتہ، حیدرآباد، اڑیسہ، آسام، پٹنہ، رائے پور، احمد آباد، بنگلور، اس طرح ہندوستان اور بیرون ممالک کے دوسرے شہروں میں تشریف لے گئے اور عظمت رسول، الفت صحابہ اور محبت اولیاء کے پرچم کو بلند و بالا فرمایا۔

کالپی شریف، مارہرہ شریف اور بریلی شریف کے بزرگوں سے بے حد محبت کرتے ہیں ان کا ذکر خیر کرنا اپنی آخرت سنوارنا تصور کرتے ہیں۔ عرس حشمتی کے موقع پر ایک شخص نے آپ سے کہا کہ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی صرف پیری مریدی کرتے ہیں اور مسلک کا کام انجام نہیں دے رہے ہیں آپ جلال میں آجاتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں مرکزی دارالافتاء کون دیکھ رہا ہے، جامعۃ الرضا کو کس نے قائم کیا ہے۔ ہندوستان بھر کے اجلا فقہا اور علماء کو دعوت دے کر جامعۃ الرضا میں بلا کر حالات حاضر کی ضرورت کے تحت مسائل شرعیہ پر تین دنوں تک اپنی نگرانی میں بحث و مباحثہ کون کراتا ہے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی اردو اور عربی کتابوں کا عربی اور اردو میں ترجمہ کون کر رہا ہے۔ حضرت تاج الشریعہ علالت کے باوجود اتنی ذمہ داریوں کو بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں پھر تمہارا یہ کہنا صرف پیری مریدی کر رہے ہیں حیرت کی بات ہے اس کے بعد آپ نے خوب ڈانٹ ڈپٹ کیا ک بزرگوں کی محنت نظر نہیں آتی ان میں صرف عیب تلاش کرتے ہو و شخص اپنی غلطی پر سخت نادم ہوا اور معافی تلافی کی۔

آج بھی حضور شیر بیشۂ اہلسنت کے شہزادگان اور پوتے اپنے والد گرامی اور دادا کی طرح مسلک اعلیٰ حضرت کو اپنے سینے لگائے ہوئے اور تن من دھن سے اس کی اشاعت میں لگے ہوئے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ تمام شہزادگان اور پوتے کی عمر میں برکتیں عطا فرمایا۔

حضرت مسعود ملت علیہ الرحمۃ

ولادت: حضرت ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد مظہری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۹۳۰ء/۱۳۴۹ھ کو سرزمین دہ میں ہوئی۔

تعلیم و تربیت: ڈاکٹر صاحب قبلہ نے ۱۹۴۰ء میں مدرس عالیہ عربیہ دہلی میں داخلہ لیا۔ اور ۱۹۴۳ء میں وہیں سے فراغت حاصل کی۔ آپ نے ۱۹۵۱ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور میٹرک کیا اور ۱۹۵۶ء میں بی اے کیا۔ اور ۱۹۵۸ء میں سند

یونیورسٹی حیدرآباد سے ایم اے کیا۔ ۱۹۷۱ء میں سندھ یونیورسٹی حیدرآباد سے ڈاکٹر کی سند حاصل کی عنوان تھا "اردو میں قرآنی تراجم وتفاسیر"۔

بیعت وخلافت: ۱۹۵۶ء میں پروفیسر مسعود ملت علیہ الرحمہ سب سے پہلے اپنے والد گرامی حضرت مفتی مظہر اللہ نقشبندی علیہ الرحمہ سے بیعت ہوئے۔ پھر بعد میں والد حضرت کے کہنے پر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد دیدار علی شاہ الوری سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے اس کے بعد حضرت زین العابدین صاحب سے بیعت ہوکر سلسلہ قادریہ میں داخل ہوئے اوران بزرگوں نے اجازت وخلافت سے بھی نوازا۔

اساتذہ کرام: حضرت علامہ مولانا مفتی مظہر اللہ صاحب نقشبندی، حضرت علامہ مولانا شرافت اللہ صاحب، حضرت علامہ مولانا اشفاق الرحمٰن، حضرت علامہ مولانا ولایت احمد، حضرت علامہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب، حضرت علامہ مولانا غلام مصطفےٰ صاحب پرنسپل سندھ یونیورسٹی وغیرہم

تدریسی خدمات: حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر مسعود ملت علیہ الرحمہ ۱۹۵۸ء میں ایس اے ایل گورنمنٹ ڈگری کالج میر پور میں شعبہ اردو میں لکچر وصدر کے عہدے پر فائز ہوئے اور مکمل پابندی سے طلبہ کے تہی دامن کو علم وادب کے خزانے سے ۱۹۶۶ء تک پر کرتے رہے۔ پھر ۱۹۶۶ء میں گورنمنٹ ڈگری کالج کوئٹہ میں پروفیسر شعبہ اردو بنے اوراس میں پانچ سال تک تدریسی خدمات انجام دی۔

۱۹۷۱ء گورنمنٹ ڈگری پروفیسر کالج ٹنڈو محمد خاں ضلع حیدرآباد پاکستان میں بحیثیت پرنسپل آپ کا تقرر ہوا۔ ۱۹۷۳ء میں گورنمنٹ ڈگری کالج کھپرو ضلع تھرپارکر (سندھ) میں پرنسپل کے عہدے پر فائز ہوئے۔

اوراس کے بعد ۱۹۷۳ء سے ۱۹۷۸ء میں آپ گورنمنٹ ڈگری کالج مٹھی ہی میں پرنسپل ہوئے۔ پھر ۱۹۷۵ء سے ۱۹۸۰ء تک کے لئے پرنسپل کی حیثیت سے گورنمنٹ سائنس کالج سکرنڈ نواب شاہ سندھ میں تشریف لے گئے۔ اوراس کے بعد ۱۹۸۰ء سے زندگی کی آخری سانسوں تک گورنمنٹ ڈگری کالج ٹھٹھہ میں پرنسپل کی حیثیت سے خدمات انجام دیئے۔

تصانیف: مسعود ملت علیہ الرحمہ بے شمار کتابوں کے مصنف ہیں تیس سے زائد تو صرف آپ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی ذات پر لکھی ہے اور مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہند علیہ الرحمۃ پر بھی کئی کتابیں آپ نے لکھی ہے ان کتابوں میں سب سے زیادہ مقبولیت جہان امام ربانی، کو حاصل ہوئی جو کہ ۱۵ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اور مجدد الف ثانی انسائکلوپیڈیا سے مشہور ہے۔

آپ کی چند کتابوں کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

"اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر" فاضل بریلوی اورترک موالات، فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں، عاشق رسول، مظہر العقائد، موج خیال، عاشق رسول مولانا عبدالقادر بدایونی، حیات فاضل بریلوی، فتاویٰ مسعودی، تحریک آزادی اور سواد الاعظم، جان جاناں صلی اللہ علیہ وسلم، جشن بہاراں، جشن ولادت، نسبتوں کی بہاریں، تعظیم وتوقیر، عورت اور پردہ، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، انقلابی دین۔ سلام وقیام، انتخاب حدائق بخشش وغیرہ۔

وفات: عالم اسلام کا ایک عظیم مفکر اورفن رضویات کا موجد حضرت پروفیسر مسعود احمد مظہری ۲۲ ر ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ / ۲۸/ اپریل ۲۰۰۸ء کو احباب اہلسنت کو داغ مفارقت دے گئے۔

نوٹ: جنون کی حد تک اعلیٰ حضرت اوراولاد اعلیٰ حضرت سے محبت کرنے والے رضوی تحریک کے فروغ کے لئے اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کردینے والے مسعود ملت پروفیسر مسعود احمد مظہری کی تربت پر اللہ تعالیٰ ہمہ وقت رحمت انوار کی بارش برسائے اورنور ونکہت کی برکھا ہو۔

دوسرا باب

تاج الشریعہ کے سلاسل طریقت

از محمد شبیر عالم قادری رضوی، چیئرمین قادری فاؤنڈیشن، دھان کھیتی، مٹیابرج، کولکاتا ☆09339477280

حضور تاج الشریعہ مدظلہٗ العالی اپنے نانا جان حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے خلیفہ ہیں انہیں اپنے والد ماجد حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اور پیر و مرشد سرکار نوری میاں قدس سرہ العزیز سے اجازت و خلافت حاصل کی تھی۔

حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ معرفت و طریقت کے تیرہ سلاسل کے حامل و جامع تھے لہٰذا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے توسل سے حضور تاج الشریعہ مدظلہٗ العالی بھی ان سلاسل کے حامل و جامع ہیں۔ سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی اجازت و خلافت پانچ طریقوں سے (۱-قادریہ برکاتیہ جدیدہ، ۲-قادریہ آبائیہ قدیمہ، ۳-قادریہ اہدائیہ، ۴-قادریہ رزاقیہ، ۵-قادریہ منوریہ) سلسلہ چشتیہ دو طریقوں سے (۶-چشتیہ نظامیہ، ۷-چشتیہ صابریہ) سلسلہ نقشبندیہ دو طریقوں سے (۸-نقشبندیہ علائیہ، ۹-نقشبندیہ علائیہ صدیقیہ) اور سلسلہ سہروردیہ بھی دو طریقوں سے (۱۰-سہروردیہ قدیمہ ۱۱-سہروردیہ جدیدہ) ان کے علاوہ ۱۲-سلسلہ بدیعیہ ۱۳-سلسلہ علویہ منامیہ حاصل ہیں۔

مذکورہ بالا سلاسل میں سے اصل منبع طرق کو یہاں پیش کرتا ہوں تاکہ ان بزرگوں کی بارگاہ میں محبین، معتقدین، متوسلین کو نذرانہ عقیدت پیش کرنے میں سہولت ہو اور فیوض و برکات سے مالا مال ہوتے رہے۔

سلسلۂ عالیہ قادریہ

اسمائے گرامی	تاریخ وصال	مزار اقدس
حضور سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰت	۱۲/ ربیع الاول ۱۱ھ	مدینہ طیبہ
مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ	۲۱/ رمضان المبارک ۴۰ھ	نجف اشرف (کوفہ)
امام الشہداء حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ	۱۰/ محرم الحرام ۶۱ھ	کربلا معلی
حضرت سیدنا امام زین العابدین علی اوسط رضی اللہ عنہ	۱۸/ محرم الحرام ۹۴ھ	جنت البقیع (مدینہ طیبہ)
حضرت سیدنا امام باقر رضی اللہ عنہ	۷/ ذی الحجہ ۱۲۶ھ	جنت البقیع (مدینہ طیبہ)
حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	۱۵/ رجب ۱۴۸ھ	جنت البقیع (مدینہ طیبہ)

حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ	۵ ررجب المرجب ۱۸۳ھ	کاظمین (بغداد معلی)
حضرت سیدنا امام علی رضا رضی اللہ عنہ	۲۱ ررمضان المبارک ۲۰۳ھ	مشہد شریف (ایران)
حضرت سیدنا امام معروف کرخی رضی اللہ عنہ	۲ رمحرم الحرام ۲۰۰ھ	الکرخ (بغداد معلی)
حضرت سیدنا سری سقطی رضی اللہ عنہ	۱۳ ررمضان المبارک ۲۵۳ھ	قبرستان جنیدی (بغداد شریف)
حضرت سید الطائفہ جنید البغدادی رضی اللہ عنہ	۲۷ ررجب المرجب ۲۹۸ھ	قبرستان جنیدی (بغداد شریف)
حضرت سیدنا ابوبکر شبلی رضی اللہ عنہ	۲۷ رذی الحجہ ۳۳۴ھ	قرب امام اعظم (بغداد شریف)
حضرت سیدنا ابوالفضل عبدالواحد تمیمی رضی اللہ عنہ	۲۶ ررجمادی الآخرہ ۴۲۵ھ	بغداد معلی
حضرت سیدنا ابوالفرح طرطوسی رضی اللہ عنہ	۳ رشعبان المعظم ۴۴۷ھ	بغداد معلی
حضرت سیدنا ابوالحسن علی القرشی رضی اللہ عنہ	یکم محرم الحرام ۴۸۶ھ	بغداد معلی
حضرت سیدنا ابوسعید المخزومی رضی اللہ عنہ	۷ رشوال المکرم ۵۶۱ھ	بغداد معلی
حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ	۱۱ رربیع الآخر ۵۶۱ھ	باب الشیخ (بغداد شریف)
حضرت سیدنا تاج الملۃ عبدالرزاق رضی اللہ عنہ	۶ رشوال المکرم ۶۲۳ھ	باب الشیخ (بغداد شریف)
حضرت سیدنا ابوصالح رضی اللہ عنہ	۲۷ ررجب المرجب ۶۳۲ھ	باب الشیخ (بغداد شریف)
حضرت سیدنا محی الدین ابونصر رضی اللہ عنہ	۲۷ رربیع الاوّل ۶۵۶ھ	باب الشیخ (بغداد شریف)
حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ	۲۳ رشوال المکرم ۶۷۳ھ	باب الشیخ (بغداد شریف)
حضرت سیدنا موسیٰ رضی اللہ عنہ	۱۳ ررجب المرجب ۷۶۳ھ	باب الشیخ (بغداد شریف)
حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ	۲۶ ررصفر المظفر ۷۸۱ھ	بغداد شریف
حضرت سیدنا احمد جیلانی رضی اللہ عنہ	۱۹ رمحرم الحرام ۸۵۳ھ	بغداد شریف
حضرت سیدنا بہاء الدین رضی اللہ عنہ	۱۱ رذی الحجہ ۹۲۱ھ	دولت آباد۔ دکن
حضرت سیدنا ابراہیم ایرجی رضی اللہ عنہ	۵ رربیع الآخر ۹۵۳ھ	درگاہ محبوب الٰہی ۔ دہلی
حضرت سیدنا شاہ بھکاری رضی اللہ عنہ	۹ رذی قعدہ ۹۸۱ھ	کاکوری ۔ لکھنؤ
حضرت سیدنا قاضی ضیاء الدین رضی اللہ عنہ	۲۱ ررجب المرجب ۹۸۹ھ	نیوتنی ۔ اناؤ
حضرت سیدنا جمال الاولیاء رضی اللہ عنہ	شب عید الفطر ۱۰۴۷ھ	فتح پور، ہنسوہ (یوپی)
حضرت سیدنا محمد ترمذی رضی اللہ عنہ	۶ رشعبان المعظم ۱۰۷۱ھ	کالپی شریف
حضرت سیدنا احمد ترمذی رضی اللہ عنہ	۱۹ رصفر المظفر ۱۰۸۳ھ	کالپی شریف
حضرت سیدنا فضل اللہ رضی اللہ عنہ	۱۴ رذیقعدہ ۱۱۱۱ھ	کالپی شریف
حضرت سیدنا شاہ برکت اللہ رضی اللہ عنہ	۱۰ رمحرم الحرام ۱۱۴۲ء	مارہرہ شریف

حضرت سیدنا آل محمد رضی اللہ عنہ	۱۶؍ رمضان المبارک ۱۱۶۴ھ	مارہرہ شریف
حضرت سیدنا شاہ حمزہ رضی اللہ عنہ	۱۴؍ رمضان المبارک ۱۱۹۸ء	مارہرہ شریف
حضرت سیدنا آل احمد اچھے میاں رضی اللہ عنہ	۱۷؍ ربیع الاول ۱۲۳۵ء	مارہرہ شریف
حضرت سیدنا آل رسول احمدی رضی اللہ عنہ	۱۸؍ ذی الحجہ ۱۲۹۴ء	مارہرہ شریف
حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین نوری رضی اللہ عنہ	۱۱؍ رجب المرجب ۱۳۲۴ھ	مارہرہ شریف
حضرت سیدنا مجدد اعظم امام احمد رضا برکاتی رضی اللہ عنہ	۲۵؍ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ	بریلی شریف
حضرت سیدنا حجۃ الاسلام حامد رضا رضوی رضی اللہ عنہ	۱۷؍ جمادی الاول ۱۳۶۲ھ	بریلی شریف
حضرت سیدنا مفتی اعظم مصطفیٰ رضا نوری رضی اللہ عنہ	۱۴؍ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ	بریلی شریف
حضرت سیدنا مفسر اعظم ابراہیم رضا رضوی رضی اللہ عنہ	۱۱؍ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ	بریلی شریف
حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری رضوی ازہری مدظلہ العالی		(جانشین مفتی اعظم ہند)

سلسلہ چشتیہ

اسماء گرامی	تاریخ وصال	مزار اقدس
حضور پرنور فخر موجودات علیہ افضل الصلوٰت وازکی التحیات	۱۲؍ ربیع الاول ۱۱ھ	مدینہ منورہ
مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ	۲۱؍ رمضان المبارک ۴۰ھ	نجف اشرف (عراق)
حضرت سیدنا خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴؍ محرم الحرام ۱۱۱ھ	بصرہ (عراق)
حضرت سیدنا خواجہ عبدالواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۷؍ صفر المظفر ۱۷۷ھ	بصرہ (عراق)
حضرت سیدنا خواجہ فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۶؍ جمادی الاولیٰ ۱۸۱ھ	جنت المعلیٰ مکہ معظمہ
حضرت سیدنا خواجہ حذیفہ مرعشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۴؍ شوال المکرم ۲۵۲ھ	مرعش (شام)
حضرت سیدنا خواجہ ہبیرہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۷؍ شوال المکرم ۲۷۹ھ	بصرہ (عراق)
حضرت سیدنا خواجہ ممشاد علی دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴؍ محرم الحرام ۲۹۹ھ	دینور (عراق)
حضرت سیدنا خواجہ ابواسحٰق شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۴؍ ربیع الثانی ۳۲۹ھ	عسکہ (شام)
حضرت سیدنا خواجہ ابواحمد ابدال چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۰؍ جمادی الآخر ۳۵۵ھ	چشت (شام)

آپ کا لقب چشتی تھا اور آپ سے نسبت کی وجہ سے یہ سلسلہ چشتیہ کہلایا۔ اور عسکہ کا نام چشت ہو گیا

حضرت سیدنا خواجہ محمد بن احمد چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ربیع الثانی ۴۱۱ھ	چشت (شام)
حضرت سیدنا خواجہ ناصر الدین ابو یوسف بن محمد چشتی رضی اللہ عنہ	۴؍ ربیع الاول ۴۵۹ھ	چشت (شام)
حضرت سیدنا خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۵۹۰ھ	جنت المعلیٰ مکہ مکرمہ
خواجہ خواجگان حضرت سیدنا خواجہ معین الدین چشتی سنجری	۶؍ رجب المرجب ۶۳۳ھ	اجمیر مقدس (انڈیا)

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۴ ربیع الاول ۶۳۴ھ	مہرولی، دہلی (انڈیا)
حضرت سیدنا خواجہ فرید الحق والدین گنج شکر رضی اللہ	۵ محرم الحرام ۶۶۴ھ	پاک پٹن پاکستان
حضرت سیدنا محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین بدایونی رضی اللہ عنہ	۱۷ ربیع الثانی ۷۲۵ھ	بستی نظام الدین دہلی
حضرت سیدنا خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رضی اللہ عنہ		دہلی
حضرت سیدنا خواجہ جلال بخاری مخدوم جہانیاں رضی اللہ عنہ	شوال المکرم ۷۹۸ء	....
حضرت سیدنا خواجہ راجو قتال رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴ رجب المرجب ۸۰۲ھ	شمالی بہار
حضرت سیدنا خواجہ مخدوم شیخ سارنگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۸۵۵ھ	لکھنؤ (اتر پردیش)
حضرت سیدنا خواجہ شاہ مینا رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴ صفر المظفر ۸۷۴ھ	لکھنؤ (اتر پردیش)
حضرت سیدنا خواجہ شیخ سعد بڈھن خیر آبادی رضی اللہ عنہ	۸۸۲ھ	خیر آباد (اتر پردیش)
حضرت سیدنا خواجہ شاہ صفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۹ محرم الحرام ۹۷۶ھ	صفی پور (اتر پردیش)
حضرت سیدنا خواجہ میر عبد الواحد رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۳۰ رمضان المبارک ۱۰۱۷ھ	بلگرام (اتر پردیش)
حضرت سیدنا خواجہ شاہ عبد الجلیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۸ صفر المظفر ۱۰۵۷ھ	مارہرہ مقدسہ ضلع ایٹہ
حضرت سیدنا خواجہ شاہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۰ رجب المرجب ۱۰۹۸ھ	مارہرہ مقدسہ ضلع ایٹہ
حضرت سیدنا خواجہ شاہ برکت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۰ محرم الحرام ۱۱۴۲ھ	مارہرہ مقدسہ ضلع ایٹہ
حضرت سیدنا خواجہ آل محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۶ رمضان المبارک ۱۱۶۴ھ	مارہرہ مقدسہ ضلع ایٹہ
حضرت سیدنا خواجہ شاہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۴ رمضان المبارک ۱۱۹۸ھ	مارہرہ مقدسہ ضلع ایٹہ
حضرت سیدنا خواجہ سید شاہ آل احمد اچھے میاں رضی اللہ عنہ	۱۷ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ	مارہرہ مقدسہ ضلع ایٹہ
حضرت سیدنا خواجہ سید شاہ آل رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۸ ذی الحجہ ۱۲۹۶ء	مارہرہ مقدسہ ضلع ایٹہ
حضرت سیدنا خواجہ ابو الحسین احمد نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۱ رجب المرجب ۱۳۲۴ھ	مارہرہ ضلع ایٹہ
حضرت سیدنا مجدد الملۃ والدین امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ	بریلی شریف
حضرت سیدنا حجۃ الاسلام حامد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۷ جمادی الاول ۱۳۶۲ھ	بریلی شریف
حضرت سیدنا مفتی اعظم مصطفیٰ رضا خاں رضی اللہ عنہ	۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ	بریلی شریف
حضرت سیدنا مفسر اعظم ابراہیم رضا خاں رضی اللہ عنہ	۱۱ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ	بریلی شریف
حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری رضوی ازہری مدظلہ العالی		(جانشین حضور مفتی اعظم ہند)

سلسلۂ نقشبندیہ

حضور پرنور سید المرسلین علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیم	۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ	مدینہ منورہ
امام الخلفاء الراشدین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ	مدینہ منورہ

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۰؍رجب المرجب ۳۳ھ	مدائن (عراق)
حضرت سیدنا قاسم بن محمد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم	۱۴؍جمادی الآخر ۱۰۱ھ	مدینہ منورہ
حضرت سیدنا امام جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۵؍رجب المرجب ۱۴۸ھ	مدینہ منورہ
حضرت سیدنا خواجہ بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۵؍شعبان ۲۶۱ھ	بسطام
حضرت سیدنا خواجہ ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۰؍محرم الحرام ۴۲۵ھ	خرقان نزد قزوین
حضرت سیدنا خواجہ شیخ ابوالقاسم گرگانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	..........۴۵۰ھ	گرگان
حضرت سیدنا خواجہ شیخ ابوعلی فارمیدی طوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴؍ربیع الاول ۴۷۷ھ	طوس
حضرت سیدنا خواجہ ابویوسف ہمدانی رضی اللہ عنہ	۲۷؍رجب المرجب ۵۳۵ھ	مرو
حضرت سیدنا خواجہ عبدالخالق غجدوانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۲؍ربیع الاول ۵۷۵ھ	غجدوان (بخارا)
حضرت سیدنا خواجہ محمد عارف ریوگری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	یکم شوال المکرم ۷۱۵ھ	ریوگر
حضرت سیدنا خواجہ محمود الخیر معنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۷؍ربیع الاول ۷۱۵ھ	وابکنی
حضرت سیدنا خواجہ عزیزان علی رامتینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۷؍رمضان المبارک ۷۲۱ھ	خوارزم
حضرت سیدنا خواجہ محمد بابا سماسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۰؍جمادی الاول ۷۵۵ھ	سماس
حضرت سیدنا خواجہ سید امیر کلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۸؍جمادی الاولیٰ ۷۷۲ھ	سوخار (بخارا)
حضرت سیدنا بہاء الملۃ والدین خواجہ نقشبندی رضی اللہ عنہ	۳؍ربیع الاول ۷۹۱ھ	حصار
حضرت سیدنا یعقوب چرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۵؍صفر المظفر ۸۵۱ھ	حصار (بلخو)
حضرت سیدنا خواجہ عبیداللہ احرار رضی اللہ عنہ	۲۹؍ربیع الاول ۸۹۵ھ	سمرقند
حضرت سیدنا خواجہ عبدالحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	....	
حضرت سیدنا خواجہ یحییٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	....	
حضرت سیدنا الشیخ خواجہ ابوالعلاء سید عبداللہ رضی اللہ عنہ	....	آگرہ
حضرت سیدنا محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۶؍شعبان المعظم ۱۰۷۱ھ	کالپی شریف (اتر پردیش)
حضرت سیدنا میر سید احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۰؍صفر المظفر ۱۰۹۴ھ	کالپی شریف (اتر پردیش)
حضرت سیدنا میر شاہ فضل اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۴؍ذی قعدہ ۱۱۱۱ھ	کالپی شریف (اتر پردیش)
حضرت سیدنا سید شاہ برکت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۰؍محرم الحرام ۱۱۴۲ھ	مارہرہ مقدسہ (اتر پردیش)
حضرت سیدنا سید آل محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۶؍رمضان المبارک ۱۱۶۴ھ	مارہرہ مقدسہ (اتر پردیش)
حضرت سیدنا سید شاہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۴؍رمضان المبارک ۱۱۸۹ھ	مارہرہ مقدسہ (اتر پردیش)
حضرت سیدنا سید آل احمد اچھے میاں رضی اللہ عنہ	۱۷؍ربیع الاول ۱۲۳۵ھ	مارہرہ مقدسہ (اتر پردیش)

حضرت سیدنا سید شاہ آل رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۸ر ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ	مارہرہ مقدسہ (اتر پردیش)
حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۱ر رجب المرجب ۱۳۲۴ھ	مارہرہ مقدسہ (اتر پردیش)
حضرت سیدنا شاہ امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۵ر صفر المظفر ۱۳۴۰ھ	بریلی شریف
حضرت سیدنا حجۃ الاسلام حامد رضا خاں رضی اللہ عنہ	۱۷ر جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ	بریلی شریف
حضرت سیدنا مفتی اعظم مصطفیٰ رضا خاں رضی اللہ عنہ	۱۴ر محرم الحرام ۱۴۰۱ھ	بریلی شریف
حضرت سیدنا مفسر اعظم ابراہیم رضا خاں رضی اللہ عنہ	۱۱ر صفر المظفر ۱۳۸۵ھ	بریلی شریف
حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری رضوی ازہری مدظلہ العالی (جانشین حضور مفتی اعظم ہند)		

سلسلہ سہروردیہ

حضور پرنور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲ر ربیع الاول ۱۱ھ	مدینہ منورہ
امام الاولیاء حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم	۲۱ر رمضان المبارک ۴۰ھ	نجف اشرف (عراق)
حضرت سیدنا خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴ر محرم الحرام ۱۱۱ھ	بصرہ (عراق)
حضرت سیدنا شیخ حبیب عجمی رضی اللہ عنہ	۱۵۶ھ	عراق
حضرت سیدنا شیخ داؤد طائی رضی اللہ عنہ	۱۶۲ھ	عراق
حضرت سیدنا خواجہ معروف کرخی رضی اللہ عنہ	۲ر محرم الحرام ۲۰۰ھ	الکرخ ـ بغداد
حضرت سیدنا خواجہ سری سقطی رضی اللہ عنہ	۱۳ر رمضان ۲۵۳ھ	جنیدی قبرستان، بغداد
حضرت سیدنا خواجہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ	۲۷ر رجب المرجب ۲۹۷ھ	جنیدی قبرستان، بغداد
حضرت سیدنا خواجہ ممشاد علوی رضی اللہ عنہ	۴ر محرم الحرام ۲۹۹ھ	دینور، بغداد
حضرت سیدنا خواجہ ابو احمد اسود رضی اللہ عنہ		دینور، بغداد
حضرت سیدنا خواجہ محمد المعروف بہ عمویہ رضی اللہ عنہ		دینور، بغداد
حضرت سیدنا خواجہ وجیہ الدین ابوحفص رضی اللہ عنہ		دینور، بغداد
حضرت سیدنا شیخ ضیاء الدین ابونجیب سہروردی رضی اللہ تعالیٰ	۶۲۰ھ	بغداد معلی
حضرت سیدنا شیخ خواجہ شہاب الدین رضی اللہ عنہ	۶۳۲ھ	بغداد معلی
حضرت سیدنا شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رضی اللہ عنہ	....	ملتان، پاکستان
حضرت سیدنا شیخ صدر الدین رضی اللہ عنہ		ملتان، پاکستان
حضرت سیدنا شیخ رکن الدین رضی اللہ عنہ	......۷۹۶ھ	ملتان، پاکستان
حضرت سیدنا مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری	......۷۹۸ھ	
حضرت سیدنا راجو قتال رضی اللہ عنہ	۴ر رجب المرجب ۸۰۲ھ	شمالی بہار، ہندستان

حضرت سیدنا شیخ سارنگ رضی اللہ عنہ	......۸۵۵ھ	بارہ بنکی، ہندستان
حضرت سیدنا مخدوم شاہ مینا رضی اللہ عنہ	۲۳ ررصفر المظفر ۸۷۴ھ	لکھنؤ، ہندستان
حضرت سیدنا شیخ سعد بن بڈھن خیر آبادی رضی اللہ عنہ	......۸۹۲ھ	خیر آباد، ہندستان
حضرت سید شاہ صفی رضی اللہ عنہ	۱۹ رمحرم الحرام ۹۴۳ھ	صفی پور، ہندستان
حضرت سیدنا خواجہ شاہ حسین رضی اللہ عنہ	......۹۷۶ھ	سکندر آباد، ہندستان
حضرت سیدنا میر سید عبد الواحد بلگرامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۳ ررمضان المبارک ۱۰۱۷ھ	بلگرام شریف، ہندستان
حضرت سیدنا شاہ عبد الجلیل بلگرامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۸ رصفر المظفر ۱۰۵۷ھ	مارہرہ شریف
حضرت سیدنا شاہ اویس بلگرامی رضی اللہ عنہ	۲۰ ررجب المرجب ۱۰۹۷ھ	مارہرہ شریف
حضرت سیدنا شاہ برکت اللہ عشقی رضی اللہ عنہ	۱۰ رمحرم الحرام ۱۱۴۲ھ	مارہرہ شریف
حضرت سیدنا شاہ آل محمد برکاتی رضی اللہ عنہ	۱۶ ررمضان ۱۱۶۴ھ	مارہرہ شریف
حضرت سیدنا شاہ حمزہ برکاتی رضی اللہ عنہ	۱۴ ررمضان ۱۱۹۸ھ	مارہرہ شریف
حضرت سیدنا شاہ آل احمد برکاتی رضی اللہ عنہ	۱۷ رربیع الاول ۱۲۳۵ھ	مارہرہ شریف
حضرت سیدنا آل رسول احمد رضی اللہ عنہ	۱۸ ررذی الحجہ ۱۲۹۶ھ	مارہرہ شریف
حضرت سیدنا شاہ ابو الحسین احمد نوری رضی اللہ عنہ	۱۱ ررجب المرجب ۱۳۲۴ھ	مارہرہ شریف
حضرت سیدنا امام احمد رضا برکاتی رضی اللہ عنہ	۲۵ ررصفر المظفر ۱۳۴۰ھ	بریلی شریف
حضرت سیدنا حجۃ الاسلام حامد رضا برکاتی رضی اللہ عنہ	۱۷ ررجمادی الاول ۱۳۶۲ھ	بریلی شریف
حضرت سیدنا مفتی اعظم مصطفیٰ رضا نوری رضی اللہ عنہ	۱۴ رمحرم الحرام ۱۴۰۲ھ	بریلی شریف
حضرت سیدنا مفسر اعظم ابراہیم رضا رضوی رضی اللہ عنہ	۱۱ رصفر المظفر ۲۳۸۵ھ	بریلی شریف

حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا قادری رضوی ازہری مدظلہ العالی (جانشین حضور مفتی اعظم ہند)

مذکورہ مشہور چاروں سلاسل طریقت و معرفت کے علاوہ (جو گیارہ طریقوں پر مشتمل ہیں) دو اور طریقوں (سلسلہ بدیعیہ اور سلسلہ منامیہ) کی اجازت وخلافت حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ سے حاصل ہے۔ لیکن سلسلہ بدیعیہ کا ذکر اب اس لئے عبث ہے کہ موجودہ دور میں اس مبارک سلسلہ کے خلفاء کی بے احتیاطیوں کو دیکھتے ہوئے علمائے اہل سنت میں سے محقق و متبحر علماء نے اس پر کلام فرمایا ہے بلکہ اس سلسلہ کو سوختہ قرار دیا ہے البتہ سلسلہ منامیہ کا فیضان جاری ہے۔

اس مبارک سلسلہ میں حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کو اپنے نانا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے خلافت حاصل ہے۔ انہیں اپنے والد گرامی مجدد اعظم سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی سے انہیں اپنے پیر و مرشد سیدنا شاہ آل رسول مارہروی سے انہیں اپنے استاذ حضور سراج المحدثین شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے اجازت وخلافت حاصل تھی۔ انہوں نے اپنے سچے خوابوں میں امام الاولیاء امیر المومنین حضرت مولیٰ علی مشکل کشا رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور مولائے کائنات نے حضور پرنور رسول کائنات علیہ افضل الصلوٰت کے مبارک ہاتھوں میں ہاتھ دیا جن کے ہاتھوں پر دست قدرت رحمت فگن ہے۔

تاج الشریعہ کے مرشدان اجازت

حافظ یاسین خان نوری، صدر سنی علماء کونسل مغربی بنگال (کولکاتا) ☆ 09331719671

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مقبولان بارگاہ کو جو عظمتیں، رفعتیں اور مراتب علیا سے سرفراز فرمایا ہے یہ حقائق اپنی جگہ مسلم ہیں۔ یہ نفوس قدسیہ ان انعامات الٰہیہ سے خداوند قدوس کے اطاعت گزار بندوں کو مالا مال فرماتے رہتے ہیں تاکہ فیوض وبرکات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جائے۔

ان پاکیزہ ہستیوں میں حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں نوری (۱۴۰۱ھ) حضور قطب مدینہ علامہ شاہ ضیاء الدین رضوی (م ۱۴۰۱ھ) حضور برہان ملت علامہ مفتی برہان الحق رضوی (م ۱۴۰۵ھ) حضور سید العلماء علامہ سید آل مصطفیٰ برکاتی (م ۱۳۹۴ھ) حضور مفسر اعظم ہند مفتی ابراہیم رضا خان رضوی (م ۱۳۸۵ھ) اور حضور احسن العلماء علامہ شاہ مصطفیٰ حیدر حسن برکاتی (م ۱۹۹۵ء) علیہم الرحمہ کے اسماء گرامی آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

یہ قدسی صفات شخصیات علم وعمل، روحانیت وعرفانیت کے تاجدار ہیں جن کے دامن کرم سے وابستہ ہو کر بے شمار خلق خدا نے گمراہیت، ضلالت، بے دینیت، خرافات، لامذہبیت سے توبہ کر کے اسلام کے سایہ کرم میں پناہ لی۔

ان بزرگان دین نے حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری برکاتی نوری رضوی مدظلہ العالی پر خاص کرم فرمایا اور اپنے فیوض وبرکات سے مالا مال فرمایا یہی سبب ہے کہ آج حضور تاج الشریعہ عالم اسلام کے ایک عظیم روحانی پیشوا کی حیثیت سے متعارف نظر آرہے ہیں اور بندگان خدا کے مرجع و ماویٰ بن کر چمک رہے ہیں۔

ان خاصان خدا کی عبقریت، عالمگیریت اور آفاقیت پر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے اور ان کی منور ومؤثر زندگیوں کے شب وروز سے اپنے قلوب کو مستیز کیا جائے۔ حضور مفتی اعظم ہند اور حضور مفسر اعظم کے حیات پاک کے گوشوں سے اس تاریخ ساز کتاب کے مختلف اوراق مزین ہیں۔ بقیہ بزرگوں کے حالات زندگی نذر قارئین ہیں۔

حضور قطب مدینہ

ولادت: حضور قطب مدینہ حضرت علامہ شاہ مفتی ضیاء الدین قادری رضوی مدنی بن حضرت شیخ عبدالعظیم علیہ الرحمہ کی ولادت

مبارکہ ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۸ء میں بمقام تلاش والا ضلع سیالکوٹ میں ہوئی۔ آپ کے اجداد میں علامہ شیخ عبدالحکیم سیالکوٹی محشی خیالی و قطبی مشہور اور یگانہ روزگار عالم وفاضل تھے۔

تعلیم: حضرت قطب مدینہ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی مزید حصول تعلیم کے لئے لاہور تشریف لے گئے اور عربی، فارسی کی ابتدائی کتب پڑھی اعلیٰ تعلیم کے لیے حضور محدث سورتی علامہ وصی احمد سورتی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں زانوئے ادب تہہ کیے پیلی بھیت کے قیام کے دوران ہر جمعرات کو آپ بریلی شریف جاتے اور بارگاہ اعلیٰ حضرت میں حاضر ہو کر فیوض و برکات سے مالامال ہوتے۔

اساتذہ کرام: ☆حضور اعلیٰ حضرت محدث بریلوی

☆حضور محدث سورتی علامہ وصی احمد پیلی بھیت

☆مولانا غلام قادر بھیروی لاہوری

☆مولوی محمد حسین سیالکوٹی

اجازت وخلافت: حضرت قطب مدینہ دلی طور پر حضور اعلیٰ حضرت مجدد اعظم علیہ الرحمہ (ولادت ۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء، وصال ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) سے محبت فرمایا کرتے تھے اس لئے آپ بارگاہ مجدد میں حاضر ہو کر اپنے آپ کو دامن کرم سے وابستہ کر کے داخل سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ ہوئے تکمیل علم حدیث کے بعد سیدنا اعلیٰ حضرت نے نگاہ کرم فرما کر اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔ حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے علاوہ شیخ احمد شمس مغربی (م ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۴ء) شیخ محمود المغربی المراکشی، علامہ عبدالباقی فرنگی محلی (م ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء) امام ابو یوسف نبہانی (۱۳۵۰ھ/ ۱۹۳۰ء) سے بھی اجازت وخلافت حاصل تھی۔

بغداد معلی میں حاضری: حضور قطب مدینہ علیہ الرحمہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے بے حد محبت فرمایا کرتے تھے اور سیدنا مجدد اعظم علیہ الرحمہ کی نسبت سے قادریت کو اپنے گلے کا پٹہ بنایا۔ آپ نے پانچ سال بغداد معلیٰ میں قیام فرما کر خوب خوب فیوض وبرکات سے اپنے دامن کو پُر فرمایا۔ اس دوران شدت استغراق متاثر ہوگئی اور مجذوبیت غالب آگئی پھر یہاں سے مدینۃ الرسول ہجرت کر گئے۔

عشق رسول: آپ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار رہا کرتے تھے اور آپ کو یہ جذبہ بارگاہ پیرو مرشد سے حاصل ہوا تھا۔ آپ نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں یہ دعا کی تھی کہ میرا دفن جنت البقیع ہو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی یہ دعا اپنی بارگاہ میں قبول کی اور جنت البقیع آخری آرام گاہ بنی۔ آپ نے اپنی حیات طیبہ کی آخری عمر میں مدینہ شریف سے باہر نہیں گئے صرف ایک مرتبہ پیرو مرشد سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی عیادت کے لئے بریلی شریف تشریف لائے تھے۔

فضائل وکمالات: حضور قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ اپنے دور کے ایک متبحر عالم دین، ممتاز فقیہ، بے نظیر محدث، ماہر علم تفسیر اور روحانیت کے تاجدار تھے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی قال اللہ وقال الرسول میں گزار دی۔ تبلیغ دین کے لئے ہندستان، پاکستان، مراکش، فلسطین، اردن، کربلا معلی، بغداد شریف، ایران، یروشلم اور بلاد عرب وایشیا کا سفر پایا۔ ۷۵ برس تک مدینۃ الرسول میں آپنے زندگی گزاری۔ اور ۶۵ مرتبہ حج بیت اللہ سے اپنے آپ کو مشرف فرمایا۔ بالخصوص علماء عرب اور علماء برصغیر کے مرجع وماوئی تھے ایام حج میں آپ کا مکان جید علماء کرام کا مرکز بنا رہتا تھا۔ آپ عربی، فارسی، اردو، پنجابی اور کچھ انگریزی زبان پر بھی مہارت رکھتے تھے۔ دیگر علوم وفنون میں مہارت تامہ حاصل تھی آپ کے مستفیدین میں ہزاروں کی تعداد میں علماء، فقہا، محدثین اور مفسرین ہیں جنہوں نے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر

علوم ومعارف کو حاصل کیا۔

آپ کی بارگاہ میں حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ مفتی محمد اختر رضا خان ازہری قادری رضوی مدظلہ العالی نے بھی کئی مرتبہ حاضری دی ہے۔ حضرت قطب مدینہ حضور تاج الشریعہ کا مخدوم زادے ہونے کے سبب بے حد احترام کیا کرتے تھے اور نوازشات واکرام سے نوازتے تھے۔ حضرت نے تاج الشریعہ مدظلہ العالی کو اجازت وخلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔

وصال: عالم اسلام کا یہ عظیم علمی اور روحانی رہنما ایک عالم کو روتا بلکتا چھوڑ کر ۳ر ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء اس دارفانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گیا۔ آپ کی تمنا برآئی اور جنت البقیع (مدینہ منورہ) میں آخری آرام گاہ بنی۔

(نوائے حبیب کلکتہ کا مجاہد ملت نمبر)

حضور برہان ملت علیہ الرحمہ

(ولادت: ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء وصال: ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء)

ولادت مبارکہ: حضور برہان ملت علامہ مفتی عبدالباقی محمد برہان الحق قادری رضوی بن خلیفہ اعلیٰ حضرت عیدالاسلام علامہ مفتی عبدالسلام بن مولانا شاہ عبدالکریم کی ولادت باسعادت جمعرات ۲۱ر ربیع الاول شریف ۱۳۱۰ھ/۱۳ر اکتوبر ۱۸۹۲ء بعد نماز فجر شہر جبل پور (ایم پی) میں ہوئی۔

تعلیم: حضور برہان ملت نے تعلیم کا آغاز ۱۳۱۵ھ میں بسم اللہ خوانی سے فرمایا اعلیٰ تعلیم کے لئے بارگاہ اعلیٰ حضرت ہو کر منتہی کتب پڑھیں اور ۱۳۲۹ھ میں تمام علوم عقلیہ ونقلیہ میں مہارت وکمال پیدا کرلیا۔ فتویٰ نویسی کی ابتداء ۱۳۲۹ھ سے کی اور سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ۲۶ جمادی الآخرہ ۱۳۳۷ھ کو ۳۵ر علوم وفنون کی سند عطا فرمائی۔ آپ نے امام احمد رضا کی بارگاہ میں تین سال رہ کر مختلف فنون کو پڑھا۔

اجازت وخلافت: سیدنا حضور برہان ملت علیہ الرحمہ ۱۳۳۵ھ میں سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ سے مرید ہوئے اور ۱۳۳۷ھ میں جبل پور کے جلسہ عام میں گیارہ سلسلوں کی اجازت مرحمت فرمائی۔ آپ کو حضور حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خان برکاتی (م   ) اور والد گرامی حضور مفتی شاہ عبدالسلام قادری رضوی (م ۱۳۷۱ھ) سے بھی اجازت وخلافت حاصل تھی۔

سجادہ نشینی: جمادی الاولیٰ ۱۳۷۱ھ میں والد گرامی شاہ عبدالسلام قادری رضوی کے وصال کے بعد ان کے سوئم کے دن آپ مسند سجادگی پر جلوہ افروز ہوئے اور خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ سلامیہ کے متولی نامزد ہوئے۔

حج وزیارت: حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی بارگاہ سے حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جو جذبہ ملا تھا وہ ہر وقت موجزن رہا کرتا تھا۔ قسمت کا ستارہ جگمگایا اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے کرم فرمایا چنانچہ در رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دینے کے لئے ۱۳۴۱ھ میں پہلی بار والد گرامی علیہ الرحمہ کے ہمراہ رخت سفر باندھا اور حج وزیارت سے مشرف ہوئے۔ دوسری بار ۱۳۷۶ھ میں حرمین شریفین کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔

ملی ومسلکی خدمات: آپ کے دل میں ملت اسلامیہ اور مسلک سے ہمدردی حد درجہ زیادہ تھی۔ یہی سبب ہے کہ آپ نے کئی تنظیموں سے اپنے آپ کو منسلک کر کے قوم وملت کی خدمتیں کی ہیں۔ ۱۳۷۷ھ میں سنی جمعیۃ العلماء کے آل انڈیا صدر منتخب ہوئے، ۱۳۷۹ھ میں کل ہند جماعت رضائے مصطفیٰ کے صدر منتخب ہوئے، ۱۳۷۸ھ میں بہار میں صوبائی کانفرنس میں صدارت فرمائی اور اس وقت کے ملی اور ملکی حالات سے قوم کو روشناس کرایا اور ملت کے مفاد کے حق میں حکومت سے مطالبات

کیے۔ ۱۳۸۵ھ میں مسلم متحدہ محاذ ۳۶ گڑھ کے صدر منتخب ہوئے اور عوامی مسائل کے حل کے لئے جدو جہد کی۔

سیاست: آپ ملکی سیاست میں بھی دلچسپی رکھتے تھے مگر ملت اور مسلک کو کبھی بھی داؤ پر نہیں لگایا بلکہ عوامی مسائل اور ملکی مفاد کی خاطر ہمہ تن مصروف رہے۔ ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء میں بریلی شریف میں جمعیۃ العلماء ہند کا جلسہ ابوالکلام آزاد کی صدارت میں ہوا۔ حضور حجۃ الاسلام، حضور صدر الافاضل، حضور صدر الشریعہ، حضرت علامہ سید سلیمان اشرف بہاری اور حضور برھان ملت اس جلسہ میں ابوالکلام آزاد اور ارکان جمعیۃ العلماء کے حقائق اور مسلم دشمنی کو اجاگر کرنے کے لئے تشریف لے گئے جب ابوالکلام دوران تقریر کذب بیانی سے کام لینے لگا تو اسی مجمع عام میں حضور برھان ملت نے ٹوکا اور اس کی گفتگو کو جھوٹ کا پلندہ قرار دیا۔ آپکی جرأت دیکھ کر وہ ہکا بکا رہ گیا۔

۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان کی منظوری کے بعد ملک کے طول وعرض میں دورے کئے۔ سرحد، پنجاب، سندھ میں تقریریں کیں اور پاکستان کے لئے سخت جدوجہد کی قائد پاکستان محمد علی جناح نے آپ کی کوششوں کو بہت سراہا اور شکریہ کا خط بھی بھیجا باضابطہ پاکستان بن جانے کے بعد اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا ۱۹۴۴ء میں سی پی لیگ پارلیمنٹری بورڈ کے ممبر رہے۔ صوبائی اسمبلی کے جداگانہ انتخاب میں جبل پور اور منڈلہ سے الیکشن لڑکر کامیاب ہوئے اور مسلسل پانچ سال تک ایم ایل اے رہے۔

فضائل وکمالات: حضور برھان ملت علامہ شاہ مفتی عبدالباقی برھان الحق قادری برکاتی رضوی علیہ الرحمہ ایک جلیل القدر عالم دین، فکروفن کے تاجدار، بہترین مفکر اور مدبر اور فن فقہ کے ماہر تھے آپ کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ جب مفتی شرع کی ضرورت پڑی تو سیدنا مجدد اعظم محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے ۱۳۳۹ء میں بریلی شریف میں مفتی شرع کے منصب پر آپ کی تقرری فرمائی مرشد برحق حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے بے حد عشق فرمایا کرتے تھے اور مرشد برحق بھی آپ کے والد گرامی اور آپ سے بے حد انسیت رکھتے تھے اور کئی کئی دنوں تک جبلپور میں قیام فرماتے، حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ میرا دوسرا مکان جبلپور میں ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب خلیفۃ المسلمین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔

وصال: جماعت اہلسنت کے فکروفن کے تاجدار نے ۲۶/ربیع الاول ۱۴۰۵ھ/۲۰ دسمبر ۱۹۸۵ء شب جمعہ ہمیشہ ہمیش کے لئے محبین اور متعلقین کو چھوڑ کر داعی اجل کو لبیک کہا۔

(برھان ملت کی حیات وخدمات)

حضور سید العلماء علیہ الرحمہ

(ولادت: ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء وصال: ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء)

حضور سید العلماء حضرت علامہ سید شاہ مفتی آل مصطفیٰ اولاد حیدر سید میاں حسینی زیدی قادری برکاتی نوری علیہ الرحمہ ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء میں مدینۃ الاولیاء مارہرہ مطہرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم حضرت سید شاہ حیات النبی آل عبا بشیر حیدر، ماموں جان حضور تاج العلماء علامہ سید شاہ مفتی اولاد رسول محمد میاں اور نانا جان سراج السالکین حضرت سید ابوالقاسم محمد اسماعیل حسن مارہروی علیہم الرحمہ سے ابتدائی تعلیم حاصل کی اور آپ ہی کی تربیت میں رہے اعلیٰ دینی تعلیم کے حصول کے لئے حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں زانوئے ادب تہہ کرکے علم دین سے بہرہ ور ہوکر دارالعلوم معینیہ عثمانیہ، اجمیر شریف سے دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔ طب وحکمت کی تعلیم مسلم

یونیورسٹی علی گڑھ سے حاصل کی۔

مسلمانان اہلسنت کے عقائد وایمان کے تحفظ کی خاطر اورایک پلیٹ فارم پرلاکر ان کی ملی وسیاسی قوت اوران کی اجتماعیت کے اظہار کے لئے آپ نے ۱۹۵۸ء میں آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کی تشکیل کی۔ جلوس محمدی اورجشن غوثیہ کے انعقاد کا بھی ممبئی میں آغاز کیا۔

حضور مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمٰن قادری علیہ الرحمہ کی گرفتاری پر ۱۹۶۳ء میں آپ نے زبردست احتجاج کیا تھا اوراس وقت کے وزیراعظم ہند پنڈت جواہر لال نہرو کو بہت سخت خط لکھا۔

آپ مخدوم زادہ ہونے کے باوجود خانوادۂ رضویہ کے شہزادوں حضور مفتی اعظم ہند، حضور رحمانی میاں، حضور تاج الشریعہ سے بے حد محبت فرمایا کرتے تھے۔ ہر محفل میں حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا ذکر کرنا اپنے لئے سعادت مندی سمجھتے تھے۔

حضرت امین ملت مدظلہٗ العالی فرماتے ہیں کہ "عم محترم حضور سید العلماء نے اپنی پوری زندگی مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت کے لئے وقف کردی۔ خاندان برکاتیہ کا بچہ بچہ اعلیٰ حضرت کا شیدائی ہے۔

۱۹۷۱ء میں مبارکپور کی پہلی تعلیمی کانفرنس اور الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کے سنگ بنیاد کے موقع پر سرکار مفتی اعظم ہند کے ساتھ حضور سید العلماء نے بھی شرکت کی۔

اس کانفرنس میں آپ نے اپنی ولولہ انگیز تقریر میں فرمایا "اگرضرورت پیش آئی تو سلسلہ برکاتیہ کے مریدین ومعتقدین کو حافظ ملت کے قدموں میں لاکر ڈال دوں گا" آپ حضور حافظ ملت اورالجامعۃ الاشرفیہ کو بہت زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی خدمت علم دین میں گزاردی اور برسوں کھڑک مسجد ممبئی میں خطابت وامامت کا فریضہ انجام دیا۔

آپ کا وصال مبارک ۱۲ر جمادی الآخرہ ۱۳۹۴ھ/ ۱۹۷۴ء میں ہوا حضور مخدوم برکات علیہ الرحمہ کے مزار شریف کے احاطہ میں سپرد خاک ہوئے۔

حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ

(ولادت: ۱۹۲۷ء وصال: ۱۹۹۵ء)

نام ونسب: حضور احسن العلماء حضرت علامہ حافظ وقاری مفتی سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں قادری برکاتی علیہ الرحمہ کی ولادت مبارکہ ۱۰ر شعبان المعظم ۱۳۴۵ھ/ ۱۳ر فروری ۱۹۲۷ء کو ہوئی آپ کے والد گرامی حضور سید آل عبا قادری علیہ الرحمہ باکمال بزرگ تھے۔ آپ والد بزرگوار اور والدہ ماجدہ یعنی طرفین سے حسینی زیدی سادات میں سے تھے۔

تعلیم وتربیت: آپ نے ابتدائی تعلیم والدہ اور حضور تاج العلماء علیہ الرحمہ کی اہلیہ محترمہ سے حاصل کی سات سال نو ماہ کی عمر میں حفظ کی تکمیل کی۔ علوم اسلامیہ کے لئے برادر اکبر حضور سید العلماء مارہروی (م ۱۳۹۴ھ) حضور شیر بیشۂ اہلسنت علامہ حشمت علی خاں رضوی (م ۱۳۸۰ھ) حضور شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی اعظمی (م ۱۳۹۷ھ) استاذ العلماء علامہ خلیل احمد خان برکاتی (م) کی بارگاہ میں زانوئے ادب تہہ فرمایا، عربی، فارسی اور اردو کے قواعد وضوابط میں مہارت تامہ حاصل تھی۔

بیعت وخلافت: حضور تاج العلماء علیہ الرحمہ کی کوئی صلبی اولاد نہ تھی۔ ایک صاحب زادے تھے جن کا ایام طفولیت میں انتقال ہو چکا تھا۔ آپ نے حضور احسن العلماء کو بچپن ہی میں گود لے لیا تھا اور تاحیات ان کی سرپرستی فرماتے رہے۔ آپ کے نانا جان حضرت نور العارفین سید شاہ ابوالقاسم الحاج اسماعیل حسن علیہ الرحمہ نے ۱۳ر ماہ کی عمر میں مرید کرلیا تھا۔ آپ حضور تاج العلماء کے خلیفہ اور جانشین مقرر ہوئے۔

خلفاء عظام: حضرت سید ملت سید نظمی میاں مارہروی ،حضرت سید شاہ ضیاء الدین کالپوی، حضور تاج الشریعہ مفتی اختر رضاخان ازہری بریلوی، حضرت شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی، حضرت بحرالعلوم مفتی عبدالمنان اعظمی، حضرت فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی، حضرت صوفی نظام الدین بستوی، حضرت مولانا سید اصغر امام انجہروی۔

محاسن وکمالات: حضور احسن العلماء، ممتاز عالم، مایہ ناز فقیہ، تصوف وسلوک کے تاجدار علم وعرفاں کے در نایاب اور اخلاق ومحبت کے پیکر تھے۔ خانوادۂ رضویہ سے محبت آپ کا طرہ امتیاز تھا۔ آپ علماء، طلباء شفقت فرمانے میں ممتاز ومنفرد المثال تھے۔ تقویٰ وطہارت، اللہ ورسول کی اطاعت گزاری، شب وروز عبادت وریاضت، نماز پنجگانہ کی پابندی اور نصیحت آموز خطابت میں بے نظیر تھے۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی پر آپ کے بے حد احسانات ونوازشات ہیں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے عرس چہلم شریف کے موقع پر آپ نے ان کے سر پر جانشینی کا عمامہ باندھا اور یہ کہہ کر اعلان کیا کہ "اختر میاں" حضور مفتی اعظم کے جانشین منتخب ہوئے۔ ایک ولی کامل کی زبان سے نکلا ہوا جملہ آج بھی ہر خاص وعام کے زبان زد ہے۔

شہزادگان: حضرت امین ملت ڈاکٹر سید شاہ امین میاں مدظلہ العالی (سجادہ نشین) حضرت شرف ملت سید شاہ ڈاکٹر اشرف میاں مدظلہ العالی، حضرت افضل ملت سید شاہ افضل میاں مدظلہ العالی، حضرت رفیق ملت، سید شاہ نجیب حیدر مدظلہ العالی (نائب سجادہ نشیں)

ان عالی مرتب شہزادگان کی شان میں حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے چند اشعار پیش کئے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

خوب صورت ، خوب سیرت وہ امین مجتبیٰ
اشرف وافضل، نجیب طاہرہ ملتا نہیں
وہ امین اہل سنت رازدار مرتضیٰ
اشرف و افضل ، نجیب باصفا ملتا نہیں
سوگواروں کو شکیبائی کا ساماں کم نہیں
اب امین قادریت بن گیا تیرا امین
اختر خستہ ہے بلبل گلشن برکات کا
دیر تک مہکے ہر اک گل گلشن برکات کا

وصال: تاجدار علم وفن، مرجع علماء ومشائخ حضور احسن العلماء، علامہ سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں مارہروی قادری برکاتی زیدی حسینی نے ۱۵ / ربیع الآخر ۱۴۱۶ھ/ ۱۱/ ستمبر ۱۹۹۵ء شب سہ شنبہ (منگل) داعی اجل کو لبیک کہا۔ برادر اکبر حضور سید العلماء کی پائنتی آخری آرام گاہ بنی۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی آپ کی بارگاہ عالیہ میں یوں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

حق پسند و حق نوا حق نما ملتا نہیں
مصطفیٰ حیدر حسن کا آئینہ ملتا نہیں
مرد میدان رضا وہ حیدر دین خدا
شیر سیرت شیر دل حیدر نما ملتا نہیں
سنیوں کی جان تھا وہ سیدوں کی شان تھا
دشمنوں کے واسطے تیغ رضا ملتا نہیں
یاد رکھنا ہم سے سن کر مدحت حیدر حسن
پھر کہوگے اختر حیدر نما ملتا نہیں

*****

کا تصلب فی الدین

مولانا توحید الحق اشرفی، شہزاد پور، اکبر پور، امبیڈ کر نگر (یوپی) ☆ 09838524887

تاریخ و سیرت نگاری بھی اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ انسان کی اس خاکدان گیتی پر جلوہ گری، جب سے انسان کی تخلیق ہوئی اور اس دنیا کو انسانی وجود سے آراستہ کیا گیا۔ میرا خیال ہے کہ تاریخ سیرت کی حفاظت ونگارش کا کام بھی اس وقت سے شروع ہو گیا تھا۔ فرق یہ تھا کہ پہلے لوگ زبانی طور پر اپنے آباء واجداد اور ممدوحوں کی سیرت و کردار کو منتقل کرتے رہتے تھے۔ چمڑوں اور دیواروں پر لکھ کر اور بعض تماثیل کی شکل میں تاریخ کو محفوظ رکھتے تھے۔ جیسے جیسے زمانہ ترقی کرتا گیا قومیں تہذیب و تمدن سے آراستہ ہوتی گئیں اور تبدیلیاں آتی گئیں۔ لوگوں نے زبانی سننے اور سنانے کی جگہ قلم و قرطاس کو تھاما۔ قلم کی توانائی اور قوت کو محسوس کیا۔ اپنی یادوں اور باتوں اور اسلاف کی زندگی کے نمایاں پہلوؤں کو قیدوا العلم بالقلم کے ماتحت تحریر کرنا شروع کیا۔ یہ بھی بہت پرانی بات ہے۔ شعراء وادباء اپنے اشعار وانشا پردازی کے ذریعہ تاریخ و کردار نگاری کرتے رہے لیکن جب پیغمبر اسلام علیہ السلام کا دور آیا تو ابتدائی سالوں میں تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث لکھنے سے اس خوف سے منع کر دیا تھا کہ کہیں قرآن وحدیث آپس میں مختلط نہ ہو جائیں۔ لیکن بعد میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث لکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور تدوین حدیث پر باضابطہ کام کا آغاز حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے دور سے ہوا۔ اور آپ ہی کے دور میں تاریخ وسیر پر بھی کام کا آغاز ہوا۔ اس طرح اسلام میں تاریخ سیرت نویسی کی روایت شروع ہوئی۔ فن سیرت وتاریخ میں نمائندہ شخصیت امام واقدی طبری کی ہیں۔ جنہوں نے اس فن کی بنیاد کو استحکام بخشا، اس طرح یہ سلسلہ دراز ہوتا گیا۔ آج ہر بڑی شخصیت کی حیات و خدمات اور کارناموں کو جمع کیا جا رہا ہے اور شائع کیا جا رہا ہے تاکہ آنے والی نسلیں اپنے اسلاف کے کردار وعمل سے واقف رہیں اور ان کے کارناموں کو مشعل راہ اپنائیں۔

بلاشبہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے جو علمی کارنامہ انجام دیا ہے اس کی مثال عالم اسلام میں بہت مشکل سے نظر آتی ہے۔ احقاق حق اور ابطال باطل کا جو اہم فریضہ امام اہلسنت نے انجام دیا ہے وہ

انہیں کا حق تھا۔ ان کے دور کے علماء اسلام نے بالاتفاق انہیں مجدد اسلام تسلیم کیا ہے۔ خانوادہ مخدوم سمنانی علیہ الرحمہ کی عظیم اور عبقری شخصیت جن کی علمی قابلیت اور زور خطابت کا شہرہ پوری دنیائے سنیت میں تسلیم کیا جاتا ہے۔ یعنی حضور محدث اعظم ہند سید محمد میاں علیہ الرحمہ نے بارگاہ اعلیٰ حضرت میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے محقق علی الاطلاق اور مجدد بالاتفاق جیسے بھاری بھرکم القاب سے یاد کیا۔ امام اہلسنت کی زندگی کا خاص وصف ان کا عشق رسول اور دوسرا تصلب فی الدین تھا۔ ان دونوں میں نہ کبھی انہوں نے رعایت کی نہ مداہنت برتی۔ ان کے بعد ان کے شہزادگان حضرت حجت الاسلام مولانا حامد رضا خان اور حضور مفتی اعظم ہند مولانا الشاہ مصطفےٰ رضا خان علیہما الرحمہ نے اپنے اپنے وقت میں ان اوصاف کی مکمل پابندی بھی کی اور پاسداری بھی۔ علماء بریلی کا یہ ہمیشہ طرہ امتیاز رہا ہے کہ ایک طرف جہاں وہ شریعت کے محافظ و نگہباں رہے وہیں وہ میدان طریقت کے آفتاب و ماہتاب بھی۔ اس لئے جہاں پورے عالم اسلام کی عوام وخواص علمی وفقہی مسائل میں بریلی کو اپنا مرکز سمجھتی ہے۔ وہیں رشدو ہدایت اور روحانیت کے اعتبار بھی —— بریلی کو برصغیر ہندوپاک ہی میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں ایک عظیم مرکز تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور بے شمار لوگ مشائخ بریلی کے ہاتھوں پر بیعت ہوتے ہیں اور یہ سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔

اور شریعت وطریقت کے سنگم کی شکل میں نبیرۂ اعلیٰ حضرت فقیہ الاسلام حضور تاج الشریعہ الشاہ مفتی اختر رضا خاں ازہری دامت برکاتہم القدسیہ کی شخصیت اس علمی اور روحانی سلسلے کی حفاظت فرما رہی ہے۔ اس میں کیا شبہ ہے کہ آج بریلی کی آبرو اور اعلیٰ حضرت کے اوصاف کے وارث حضور تاج شریعہ کی ذات گرامی ہے۔

جس قدر آپ کا علمی مقام بلند ہے اسی طرح ا
عزوجل نے آپ کو مقبولیت اور شہرت سے بھی نوازا ہے۔ جہا
چلے جائیں خلق خدا امنڈ پڑتی ہے۔ دیکھنے والے کی بھیڑ اتر پڑ
ہے۔ تاج الشریعہ کی زندگی کے مختلف پہلو ہیں۔ ایک تو ان
ظاہری وجاہت جو اپنے آپ میں خدا کی ایک انمول نعمت ہے
دوسرا ان کا علمی مقام فقہی خدمات، فتاویٰ نویسی تحقیقی جوابات
محققانہ تصنیفات، متعدد زبانوں پر قدرت کاملہ، ان کی نعتیہ شاعر
اور خطابت غرض یہ کہ اتنی جامع الصفات اور اکمل شخصیت جلد
نہیں آتی۔

ان سب میں جو خاص بات ہے کہ وہ یہ آج بھی ان
زبان وقلم، ان کی تصنیفات ان کے فتاویٰ اور تقریریں یہ سب
سب ان کے تصلب فی الدین کی سرعام گواہی دیتے ہیں۔ آ
جس قدر علماء اور طلبہ میں صلح کلیت پیدا ہوگئی ہے۔ شاید اگر تا
الشریعہ جیسی گرانقدر عالمی اور بارعب شخصیت نہ ہوتی تو نہ جا
مفاد پرست اور مغلوب الفکر علماء فقہ وفتاویٰ کی درگت بنا د
الامان والحفیظ۔

حضور تاج الشریعہ کا سفر ہالینڈ کا ہوا جلسہ میں بہت
ڈاکٹرس اور پروفیسرس ٹائی لگا کر شریک تھے آپ نے ٹائی
حقیقت اور ٹائی کے تعلق سے عیسائیوں کے عقیدے پر بھرپور تق
فرمائی اور ٹائی کے جتنے اقسام ہیں ان کی بھی وضاحت فرمائی۔
تعلق سے جلسہ کے بعد آپ سے استفتا ہوا آپ نے دلائ
براہین کے ساتھ تشفی بخش جواب ہالینڈ روانہ فرمایا اس سلس
میں آپ کی کتاب مسمی ''ٹائی کا مسئلہ'' وجود میں آئی۔

حضور تاج الشریعہ نے یہ ہرگز نہیں سوچا کہ یورپ
دنیاوی منصب پر فائز اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات جلسہ میں موجود
اگر ٹائی کے تعلق سے گفتگو ہوئی تو کہیں یہ سب ناراض نہ ہو جا

آپ نے حکم شرع بیان فرما کر اپنے عالمانہ فقیہانہ وقار کو مجروح ہونے سے بچالیا۔

آج کل پیرومرشد کو دیکھا جاتا ہے کہ پیر طریقت کی مسند پر بیٹھنے کے بعد احکام شریعت کو نظرانداز کرنا ان کا شیوہ بن جاتا ہے ان کو صرف فکر رہتی تو آمدن کی، نماز، روزے، اذکار ووظائف اور تزکیہ نفس وتصفیہ قلوب کی کوئی فکر نہیں ہوتی ہے عورتوں کا اٹھنا بیٹھنا، غیر شرعی امور دیکھنا اور تنبیہ نہ کرنا اور اسے حکمت عملی کا نام دینا ایسے پیروں کی فطرت ثانیہ بن گئی ہے۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی ایک صاحب علم وفن کے ساتھ بحر طریقت کے غواص بھی ہیں مشاہدین میں سے کسی پر یہ امر مخفی نہیں ہے کہ حضور تاج الشریعہ کے سامنے کوئی غیر شرعی امر واقع ہوجائے اور آپ نے خاموشی اختیار کی ہو بلکہ فوراً حکم شرع بیان فرمائے ہیں آپ کی شخصیت جہاں نور علی نور ہے وہیں پاکیزہ عمل و کردار کے تاجدار بھی ہیں آپ کا ظاہر و باطن یکساں ہیں یہی سبب ہے کہ حکم شرع بیان کرتے وقت کسی کی پرواہ نہیں کرتے ہیں۔ آج تک حاضرین میں سے کسی نے آپ کے پاس عورتوں کو بیٹھے ہوئے نہیں دیکھا، عورتوں کو ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر مرید کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ چین والی گھڑی پہن کر کسی عالم یا غیر عالم کو بیٹھے نہیں دیکھا گیا اور کسی کو آپ کے سامنے غیر شرعی کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ یہ حقیقت ہے کہ جو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈرتا ہے اس سے خدا کی مخلوق ڈرتی ہے۔

آپ کا تصلب فی الدین کسی سے پوشیدہ نہیں ہے ایسا مرشد طریقت کسی کو مل جائے تو واقعی اس کی آخرت سنور جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اپنے بزرگوں کے اخلاق حسنہ اور سیرت و کردار کو اپنے بعد والوں تک پہنچائیں۔ تاج الشریعہ کی ایک خصوصیت یہ بھی کہ جن باتوں کا سختی سے حکم دیتے ہیں ان باتوں پر مکمل عمل پیرا بھی ہوتے تھے۔ انہیں خصوصیات کی بنیاد پر آپ دوسرے علماء اور فقہا سے ممتاز نظر آتے ہیں۔

اللہ عزوجل تاج الشریعہ کا سایہ دراز فرمائے اور آپ کے ذریعہ دین متین کی بہتر خدمات لے۔ آمین۔

کی پرکشش شخصیت

مفتی ولی محمد رضوی، سنی تبلیغی جماعت باسنی، ناگور، راجستھان☆0992869939

بندے کے لئے عزت ومقبولیت جس کی بنیاد احکام شریعت کی بجا آوری سے ہوتی ہے وہ یقیناً من جانب اللہ ہوتی ہے۔ خدا کے نیک اور محبوب بندوں کی مقبولیت ایک لازوال نعمت کا نام ہے زیادہ تر یہ حضرات سادگی کی زندگی گزارتے ہیں ریا ونمود سے اپنے کو دور رکھتے ہیں مگر ان کا سچا چاہنے والا خدا ان پر اتنا مہربان ہوتا ہے کہ لوگوں کے دلوں کو ان کی محبت سے بھر دیتا ہے لوگ خود بخود ان کی طرف مائل ہوتے ہیں تاریخ اسلام ایسی مقبول ہستیوں سے بھری ہوئی ہے۔ جن حضرات کا تاریخ اسلام سے تعلق رہا ہے اور تاریخی کتب پر جن کی نظر ہے وہ کبھی اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتے مثال کے طور پر حضور سیدنا غوث اعظم دستگیر روشن ضمیر رضی اللہ عنہ اور حضور سیدنا خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی ذات گرامی ہی کو لے لیں آج ان بزرگوں کو جو خداداد مقبولیت حاصل ہے وہ فضل ربی ہے کہ صدیوں سے کروڑوں انسانوں کے دلوں پر حکومت کررہے ہیں اہل ایمان عقیدت مندان اولیائے کرام صدیوں سے ان کی عقیدت کا دم بھر رہے ہیں اور حب اولیاء میں سرشار رہتے ہیں۔ یہ نہ ظاہر میں ہمارے درمیان موجود ہیں نہ ان کا لشکر اور ظاہری دولت کا خزانہ ہے نہ کسی قسم کی مادی قوت کا سامان ہے مگر قسم رب ذوالجلال کی دین وسنیت کے ان رہبرو
کو جو عالمگیر شہرت حاصل ہے وہ نہ کسی شاہ زمن کو ملی نہ کسی سلطا
وقت کو حاصل ہوئی بلکہ سچ پوچھو تو یہ روحانی حکومت کے تاجدار ہیں اور یہ حکومت روز بروز ترقی حاصل کرتی جارہی ہے اس سے بارگا
رب میں ان کی شان وقرب کا پتہ چلتا ہے دنیوی بادشاہوں ک
سلطنت کے لئے زوال ہے مگر سبحان اللہ ان مقبولین کے
جو مقبولیت ہے اس میں نہ کمی ہوتی ہے نہ کبھی وہ فنا ہوگی۔ کیوں ک
ان کی عزت وعقیدت کی اصل بنیاد خدا کی معرفت اور اطاعت مصطفےٰ ہوتی ہے۔ اس سچے تعلق نے انہیں بلند وبالا مقام تک پہنچا دیا ہے اور یہاں پہنچنے والا پستی کی طرف نہیں جاتا۔ دیندار
کی بنیاد پر جو عزت ملتی ہے اس کی قدر ومنزلت بڑھتی ہے۔

خدائے کریم نے دینداری کی بنیاد پر شہروں، علاقو
اور ملکوں کو مقبولیت ومحبوبیت عطا کی ہے شہر مکہ اور شہر مدینہ
ایمان کے دلوں کا نور ہیں، بغداد، اجمیر اور مارہرہ وکچھوچھہ شری
انہی شہروں کی نسبت سے روشن ہیں۔ ان کے علاوہ اولیاء اللہ
مسکن ہونے کی وجہ سے کئی شہر مقبولیت وشہرت حاصل کئے ہو
ہیں۔

الحمدللہ آج شہر بریلی دینی وسنی عظمتوں کے لحاظ سے کروڑوں مسلمانوں کا محبوب بنا ہوا ہے ایسا کیوں؟ صدیوں سے لوگ اسے بریلی کہتے رہے کئی معروف اشیاء کے سبب اسے یاد کیا جاتا تھا مگر پٹھان خاندان کے ایک نامور فرزند عالم باوقار علامہ رضا علی خاں علیہ الرحمہ کی صلاحیت وقابلیت کا شہرہ ہوا تو اب ایک طبقہ اہل علم کا اس بزرگ کی نسبت سے اس شہر کو محبت کی نگاہ سے دیکھنے لگا اور دلوں کی دنیا میں ایک چمک پیدا ہوتی رہی ،ایک زمانہ کے بعد ان کے آنگن میں ایک اور خوش بخت ذات علامہ نقی علی خان نے جنم لیا ان کی علمی شان کا چرچا ہونے لگا تو اب اور زیادہ اہل علم کی توجہ اس کی جانب ہونے لگی اب دو چراغ نور بکھیر رہے ہیں تو ابوں والیوں کو بھی اس کی خبر ہوگئی کہ علم وعمل کے یہ چراغ یہاں موجود ہیں، علم کے ساتھ ساتھ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت سے یہ حضرات مالا مال تھے اور اسی دولت کو دور دور تک لٹاتے رہے۔ اللہ اکبر۔ وہ مبارک دن آیا کہ شہر بریلی کا نصیبہ جاگا اس خاندان کی قسمت بلند ہوئی کہ اس گھرانے میں اب وہ تولد ہوا کہ جسے دادا جان نے ''احمد رضا'' کہا اور خود اس فرزند نیک نے اپنے کو عبدالمصطفیٰ کے نام سے پکاروایا اور یوں اپنے دل کو تسلی دی کہ تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے۔

اس ذات بابرکت کے قدم کیا آئے کہ انعام واکرام خداوندی کی بارش ہونے لگی۔ یہاں تک کہ یہ نومولود رفتہ رفتہ علم وفن کے میدان میں ممتاز مقام حاصل کرنے لگا فتویٰ نویسی کی طرف متوجہ ہوا تو ایسے علم کے دریا بہائے کہ اہل علم اس کے فتاوے دیکھ کر حیران رہ گئے یقیناً خدائے تعالیٰ جسے بڑھانا چاہے تو اسے کون گھٹا سکتا ہے۔ اب تو عوام وخواص کا مرکز یہی شہر ہونے لگا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ لوگوں کی توجہ اس طرف کس نے کی تھی کون سا میڈیا یا موبائل فون وغیرہ ترسیلی نظام تھا پھر دلوں کی دنیا کیسے فتح ہو رہی تھی اہل دل کا مرکز بریلی کیسے بن گیا۔ یہ فضل ربی ہے اور شرافت والے گھرانے سے اسے عالمگیر شہرت مل گئی اور اب عقیدت مند اسے بریلی ہی نہیں بلکہ مرکز اہل سنت بریلی شریف کہتے ہیں۔ اہل اللہ اور صاحبان کرامت جدھر چلے گئے ادھر ہی عزت وعظمت کی بارش ہونے لگتی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ بعض چہرے اس کی عظمت وفضیلت کو دیکھ کر مرجھا جاتے ہیں۔ مگر وہ جل کر راکھ ہو جائیں تے عظمت محبوبان خدا میں تو اضافہ ہی ہوتا رہے گا اور ان کے طفیل ان کے شہروں کو بھی شہرت وعزت ملتی رہے گی۔

گونج گونج اٹھے ہیں نغمات رضا سے بوستاں

نہ صرف امام احمد رضا بلکہ ان کے اکابر وآباء واجداد اور ان کے صاحبزادگان کی علمی حیثیتوں کے چرچے دنیا بھر میں گونج رہے ہیں۔ حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان علیہ الرحمہ اور مفتی اعظم علامہ محمد مصطفےٰ رضا خاں رضی اللہ عنہ پھر ان کے جانشینوں کو جو عظمت حاصل ہوئی وہ سب پر ظاہر ہے آج لاکھوں کروڑوں دلوں میں ان کی عقیدتوں کے دیپ جل رہے ہیں۔ پھر فضل رب سے آج کے دور میں جانشین مفتی اعظم ہند تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری دام ظلہ العالی کو جو خداداد عزت وشہرت ملی ہے وہ بے مثال ہے وہ چمکتے دمکتے آفتاب کی طرح ہیں، جہاں دیکھو علماء و فضلا کے جھرمٹ میں یا شیوخ طریقت کے مجمع میں ہر جگہ وہ بلند نظر آتے ہیں بناوٹ ونمود سے مستغنی، خودستائی سے دور ونفور، دنیوی منشاء وجاہت سے نظریں پھیرنے والے حرص وطمع سے تو کوئی تعلق ہی نہیں ہے نذر ونذرانہ سے بے نیازی، تعریف و توصیف سے بے پرواہی کبھی کسی دنیادار کی تعریف کے لفظ نہ سنے گئے نہ اہل دنیا سے دنیا طلبی کے مظاہرے دیکھے گئے ان تمام نامناسب باتوں سے اپنے آپ کو الگ تھلگ رکھا ہے جو دنیاوی

خواہشات سے اپنے آپ کو دور رکھتا ہے اخلاق رذیلہ سے اجتناب کرتا ہے اس کی تو خوب فضیلت بیان ہوئی ہے کیوں نہ وہ دلوں میں بسے گا۔ وہ اب اس مقام پر عظیم شمع ہے اور ہر طرف سے پروانے اس پر نثار ہو رہے ہیں سبحان اللہ چہرہ پر نور صورت وجیہ کہ لوگ دیکھنے کو ترستے ہیں، دھکے کھاتے گرتے پڑتے ہیں مگر قربان ہونا چاہتے ہیں تمنا کرتے ہیں کہ بس ایک جھلک چمکنے والے اختر رضا کو دیکھنے کو مل جائے۔ شہزادۂ مفتیٔ اعظم ہند اور نبیرۂ اعلیٰ حضرت کا دیدار ہو جائے، جہاں چلے جاتے ہیں جنگل میں منگل کر دیتے ہیں۔ جس نے بھی سن لیا کہ فلاں جگہ تاج الشریعہ کی آمد ہے پروانہ وار دوڑ پڑتا ہے عام لوگ ہی نہیں علماء وفضلا کشاں کشاں جاتے ہیں دیندار بھی اور دنیادار بھی، ایک امنگ کے ساتھ کہ دامن سے وابستہ ہوں گے فیض پائیں گے اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے اپنا کنکشن جوڑ لیں گے، جب دیکھتے ہیں دیکھتے رہ جاتے ہیں پھر جب وہ بولتے ہیں تو پھول جھڑتے ہیں ان کے ظاہر و باطن سے تقویٰ کی جھلک نظر آتی ہے اور علم و کمال کے جلوے دکھائی دیتے ہیں۔ تصلب فی الدین کا تو پوچھنا ہی کیا۔

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں
زہے وہ پھول جو گلشن بنائے صحرا کو

بحمدہ تعالیٰ آپ کی ذات صدا بہار ہے علم کے کوہ گراں ہیں حق گوئی میں بے مثال اور احقاق حق وابطال باطل میں کبھی کسی کی پرواہ نہیں کرتے، حکومت وطاقت زور وظلم آپ کو مرعوب نہ کر سکے۔

آئین جواں مردی حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

وقت آنے پر نجدیوں کی ضلالت وگمراہیت کو بے نقاب کیا اور اسلام وسنیت کی حقانیت کے پرچم گاڑ دیئے، آپ جدھر سے گزر جائیں فصل سنیت پر بہار کا سماں ہو جاتا ہے۔ نجدیت کی کھیتی راکھ ہو جاتی ہے۔ آپ کے قلم کی کاٹ سے نجدیت کی گردنیں کٹتی جاتی ہیں آپ کے رسائل وفتاویٰ اس پر شاہد ہیں اگر کسی جلسہ میں تشریف لے جائیں تو خواص وعوام کی توجہ کا مرکز ہوتے ہیں۔ ہر طرف آپ کی چاہت ہے سیکڑوں آپ کے دست حق پر بیعت ہو کر توبہ کرتے ہیں یہ فیضان غوث اعظم ہے اور ان کی غلامی کا صدقہ ہے پیران طریقت آپ کی عظمتوں کے قائل ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ازھری میاں سے مرید ہو جاؤ وہ تمہیں کامیابی کے راستے پر لے جائیں گے۔ سبحان اللہ۔

یہ عظمت وفضیلت اور عزت وکرامت وہی ہے جو قرآن وحدیث میں بیان کی گئی، چنانچہ بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو محبوب کرتا ہے تو جبرئیل سے فرماتا ہے کہ فلاں میرا محبوب ہے جبرئیل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر جبرئیل آسمانوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کو محبوب رکھتا ہے سب اس کو محبوب رکھیں تو آسمان والے اس کو محبوب رکھتے ہیں۔ پھر یہ من جانب اللہ ہے یہ خداداد مقبولیت کہ دلوں میں عقیدت جوش مار رہی ہے جو آپ کو ایک نظر دیکھ لیتا ہے اپنی سعادت مندی سمجھتا ہے باغ باغ ہو جاتا ہے اور کوئی باوجود سعی کے دیدار نہیں کر پاتا تو حسرت رکھتا ہے بڑے بڑے شرفا بھی آپ کے دامن سے وابستہ ہیں۔ علم وعمل، ذہانت و فطانت، محبت خدا اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بے مثال ہیں جس کا علماء ومشائخ بھی اعتراف کرتے ہیں، عربی دانی بھی بہت خوب ہے۔ زبانی عربی کتب کے ترجمے املا کرا دینا آپ کی امتیازی خصوصیات میں سے ہے۔ آپ کے علمی مضامین اور فتاویٰ استناد کا درجہ رکھتے ہیں تصنیف وتالیف سے بھی شغف ہے اردو کے علاوہ عربی میں بھی آپ لکھتے ہیں کئی کتب اعلیٰ حضرت کے

ترجمے کر چکے ہیں جنہیں دیکھ کر آپ کی عربی دانی کا مزید اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ سفر میں بھی عربی کتابوں کے ترجمے کراتے ہیں۔ آپ کی کتب علیہ سے اہل علم بھی استفادہ کرتے ہیں کئی جواہر پارے منظر عام پر آ چکے ہیں۔

الحمدللہ ہماری جماعت میں کئی ایک مشائخ طریقت اور علم وعمل والے موجود ہیں جو لائق عزت واحترام ہیں مولا تعالی ان کے وجود کو برقرار رکھے مگر ہمارے حضرت کی شخصیت میں عجیب کشش ہے ان کی ذات میں خاندانی برکات کے جلوے ہیں اکابر کے نمونے ہیں اور خود ان کے علمی وفکری اثرات بھی ہیں۔ آج آپ تاروں میں مثل ماہ کامل منور ہیں نور باری اور گل فشانی کر رہے ہیں۔

اللہ کریم آپ کے وجود مسعود کو دین وسنیت کے حق میں محمود باجود رکھے عمر وصحت میں برکتیں عطا فرمائے تاکہ تا دیر مسلک حق اعلی حضرت کی ترجمانی فرماتے رہیں اور علوم رضا کے موتیوں سے تا دیر اہلسنت کو چمکاتے رہیں، مولائے کریم ان کے علم وکمال میں اضافہ فرمائے اور ان کے صاحبزادہ محترم کو بھی آپ کا پرتو بنائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

تاج الشریعہ بحیثیت عالم ربانی

قاری دلشاد احمد رضوی (بنارس) ☆09415291456

العلماء ورثۃ الانبیاء اسلامی نظام کی نشرو اشاعت، روحانی اقدار کو سینہ بسینہ امت مصطفےٰ تک پہنچانا، صحابۂ کرام سے لیکر آج تک کے مشائخ صوفیہ وعلماء کا طریقہ کار رہا ہے انہیں خوش نصیب افراد کے سروں پر مصطفےٰ جان رحمت ﷺ نے نیابت کا زریں تاج رکھا ہے اس لئے کہ قرآن وسنت کی تبلیغ ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جو امت کو معرفت الٰہی کا راستہ دکھاتی ہے ہر نائب مصطفےٰ پر دو ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ اول۔ وہ از خود اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کا پابند ہو۔ دوم پھر اطاعت خدا اور رسول کا جو مفہوم اس نے قرآن وسنت کی روشنی میں سمجھا ہے اسے امت مصطفےٰ تک پہنچائے اور اسی پر عمل پیرا ہونے کی تعلیم وترغیب دے۔

اس لئے کہ ایک نائب پیغمبر کے پیش نظر تمام احکامات شرعیہ اور ارشادات مصطفوی مثل آئینہ روشن رہتے ہیں وہ خوف خدا اور عشق رسول میں ایسا گم ہوتا ہے کہ وہ وہی کرنا چاہتا ہے جس کا حکم خدا نے دیا اور وہ وہی سننا چاہتا ہے جس میں مصطفےٰ پیارے کی رضا ہو۔ آیئے اب ان اصول وضوابط کی میزان پر ایک طرف شریعت کے احکام اور دوسری طرف حضور تاج الشریعہ کی شخصیت کو رکھ کر دیکھا جائے کہ ان کی حیات مبارکہ میں کس قدر ہم آہنگی ہے۔

تاج الشریعہ اس دور کی پیداوار ہیں جبکہ فقاہت اور روحانیت وطریقت میں جانشین اعلیٰ حضرت سیدی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا ڈنکا بج رہا تھا۔ اور تاجدار اہلسنّت حضور مفتی اعظم ہند نے اپنے وصال کے قبل ہی سے حضور تاج الشریعہ کو افتاء ودرس حدیث کی ذمہ داریاں دیکر اپنی خلافت اور روحانیت کا امین بنادیا تھا۔ ایک ایسی شخصیت جو اہلسنّت کیلئے مرکزی حیثیت رکھتی ہو اور علماء عرب وعجم کا مرجع ہو اس کی نظر انتخاب ہی حضور تاج الشریعہ کیلئے سند کی حیثیت رکھتی ہے۔

آفتاب ولایت کا غروب کیا ہونا تھا کہ بس خاک حضور تاج الشریعہ کی ذات میں اپنی جوت جگا ڈالی مرشد کامل عالم ربانی کو مرجع سنیت ہونے کیلئے کسی تحریک کی ضرورت نہ پڑی بلکہ حضور تاج الشریعہ کا تبحر علمی، فقہی انفرادیت اور مسلک اعلیٰ حضرت پر پوری دیانت کے ساتھ استقامت نے صرف برصغیر ہی نہیں پوری دنیا کے سنیوں کو اہلسنّت کا قائد اعظم تسلیم کرنے پر مجبور کردیا۔

حضور تاج الشریعہ کی زندگی میں اہلسنّت وجماعت کی شیرازہ بندی، افتاء کے تعلق سے اٹھنے والے بحران کی پیش بندی اور طریقت کی زنجیروں میں نئی کڑیوں کا اضافہ ہی مشغلۂ صبح وشام

ہے۔ حضور تاج الشریعہ کی غلامی نے جسے ہندو بیرون ہند میں روشناس کیا خود کو اس شعر کا مصداق پاتا ہے۔

سراسر من ہمہ عیبم بدیدی و خریدی تو
زہے کالائے پرعیب زہے لطف و خریدارے

طالب علمی کا دور تھا جمشید پور میں قائد اہلسنت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی قیادت میں شہر کے۔ گولموری۔ محلہ میں امام احمد رضا کانفرنس میں حضور تاج الشریعہ کی آمد ہوئی۔ ہم لوگ مرشد گرامی کی خدمت پر مامور کیے گئے، بیعت و ارشاد کا سلسلہ شروع تھا۔ ذہن میں ایک بات کھٹکتی تھی کہ بغیر والدین کی اجازت کیسے بیعت ہو جاؤں قلبی کیفیت میں ایک ابال تھا جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا قائد اہلسنت نے میری پریشانی محسوس کی جیسے پیشانی کی لکیریں پڑھ لیں ہو۔ ارشاد فرمایا کیا کوئی پریشانی ہے۔ آنکھیں بھیگ گئیں عرض کیا حضور بیعت ہونا چاہتا ہوں کیا والدین کی اجازت کے بغیر ممکن ہے۔ قربان جایئے قائد اہلسنت کے الفاظ پر جو میری زندگی کا سب سے قیمتی اثاثہ ہیں ارشاد فرمایا نادان جنت کا سودا والدین سے پوچھ کر نہیں کیا جاتا اور میں بھی تو تمہارا باپ ہوں یہ کہتے ہوئے مجھے تاج الشریعہ کے قدموں میں ڈال دیا حضور یہ بچہ رشیدی صاحب کا ہے جو اہلسنت کے علم بردار ہیں اور نعت کے زور گو شاعر بھی ہیں ان کا بچہ آپ کی خدمت میں ہے اسے غوث اعظم تک پہنچا دیجئے۔ مرشد ربانی نے میرا ہاتھ پکڑا سلسلہ قادریہ میں داخل کیا دعاؤں سے نوازا ارشاد فرمایا۔ فارغ ہو کر مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت کرنا یہی قرآن و سنت کا راستہ ہے۔ یہ جملہ کیا تھا پوری زندگی کا نصب العین سامنے رکھ دیا۔ مجھے حضور تاج الشریعہ کی زندگی کے اس حصے کو ضبط تحریر کرنا ہے جس کا تعلق صرف قرآن و سنت سے ہے۔

حضور تاج الشریعہ مسند حدیث پر

میں ایک بار بریلی شریف حاضر ہوا شہزادہ تاج الشریعہ علامہ محمد عسجد رضا خاں کی وساطت سے بعد نماز مغرب ملاقات کیلئے حضرت کے حجرے میں داخل ہوا اس وقت مفتیان کرام موجود تھے چند لمحے میں حضور تاج الشریعہ اندرون خانہ سے اپنے حجرہ شریف میں تشریف لائے بعد سلام و قدم بوسی کے میں بھی صف کے کنارے بیٹھ گیا۔ ایک مفتی صاحب نے عبارت پڑھی اور حضرت نے حدیث مبارک کے ختم ہوتے ہی پر سوز لہجے میں اللہ اکبر فرمایا۔

اور چہرہ مبارک مثل آفتاب ہو گیا۔ رقت آمیز لہجے میں فرمایا کیا شان ہے سرکار کی شفا شریف کی وہ حدیث یاد آگئی جسے حضرت سیدنا قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے سلف صالحین اور عمل بالسنۃ کے باب میں بیان فرمایا ہے۔

حدیث: حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھا ایک دن انہوں نے آقا ﷺ کی حدیث بیان کی اور قال قال رسول اللہ ﷺ کہتے ہوئے ان پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی اور چہرہ مبارک عرق آلود ہو گیا۔

(شفا شریف باب اول۔ تیسری فصل صفحہ ۹۲)

اور ایک روایت کے مطابق ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے روایت کرتے وقت گلے کی رگیں پھول جاتیں آنکھیں اشکبار ہو جاتیں۔ اور چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا۔

حضور تاج الشریعہ درس حدیث دیتے وقت صحابہ کرام کے مظہر نظر آرہے تھے۔ جیسے سرکار کا سراپا سامنے ہو اور جلوۂ زیبا کے دیدار کی دولت حاصل ہو رہی ہے اور دل اعتراف حقیقت کر رہا ہے۔ یہی وہ آثار ہیں جس عشق رسالت مآب ﷺ کی جلوہ گری تاج الشریعہ کی ذات میں جلوہ فگن نظر آتی ہے ایک عالم ربانی کی ذات میں جتنی خوبی ہونی چاہئے حضور تاج الشریعہ کی صبح و شام اور ان کی محفل کے شب و روز میں دیکھنے کے بعد من و عن

ویسی ہی نظر آتی ہے جیسا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے قول وفعل میں ہم آہنگی برقرار رکھنے کی تعلیم دی ہے۔ قول وفعل کی ہم آہنگی علم وتقویٰ کی یک جہتی شریعت وطریقت کا حسین سنگم، جلوت وخلوت میں یکسانیت دیکھ کر دل کو اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ حضور تاج الشریعہ ہر جہت ہر زاویے سے عالم ربانی ہی نظر آتے ہیں تاج الشریعہ کے علمی فیضان سے صرف برصغیر ہی نہیں بلکہ پوری دنیائے سنیت اس وقت مالا مال نظر آرہی ہے۔ اس دور پرفتن میں دین کی نشر واشاعت کرنے والوں کیلئے ایک ایسے امر کا سامنا ہے جسے ضبط تحریر کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ تاج الشریعہ کی شخصیت استقامت فی الدین کی حیثیت بھی اجاگر ہوجائے۔ یورپ واشیا کے دیگر ممالک میں بھی تصویر کشی ایک عام چلن بن کر رہ گئی ہے جسے چاہ کر بھی بیشتر علماء اس سے بچ نہیں پاتے۔ اجلاس دینیہ میں پورے پروگرام کی منظر کشی ہوتی ہے۔ علماء کے منع کرنے کے باوجود لوگ باز نہیں آتے۔ مگر تاج الشریعہ کا موقف اس مسئلے پر جو ناجائز ہونے کا ہے۔ یہ صرف آپ کے فتوے کے حصار تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ تصویر کشی اگر وہ قلم سے ناجائز گردانتے ہیں۔ تو اپنے عمل سے بھی ثابت کردکھاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تاج الشریعہ جس محفل میں موجود ہوتے ہیں چاہے وہ ایشیا کی کوئی کانفرنس ہو یا یوروپ کا کوئی اجلاس ان کی ہیبت لوگوں پر کچھ اسطرح طاری رہتی ہے کہ بڑے بڑے جری بھی غیر شرعی حرکت کی ہمت نہیں کرپاتے۔ یہ بھی تاج الشریعہ کی استقامت فی الدین کی نظیر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کا ان پر ایسا رعب طاری کردیا ہے کہ عاشق مصطفیٰ تامرون بالمعروف کے ساتھ وتنھون عن المنکر کی تفسیر وتنویر نظر آتا ہے۔ اس مقام پر دل یقین کرلیتا ہے کہ ایسا شخص جو دین پر سختی کے ساتھ کاربند رہنے والا تھے وہ خدا کا سچا بندہ اور عالم ربانی ہے۔

مولانا سید شاہد علی رضوی، باسنی، ناگور شریف، راجستھان ☆0992844439

اس فرش گیتی پر تخلیق آدم سے لے کر اس دم بے شمار انسانوں نے جنم لیا اور یہ سلسلہ صبح قیامت تک جاری و ساری رہے گا لیکن ان پیدا شدگان میں چند ایسی شخصیات بھی اس عالم فانی میں جلوہ گر ہوئی ہیں جن پر اسلام اور دین وسنیت کو فخر حاصل ہے۔ انھیں شخصیات میں ایک علمی قد آور شخصیت مرشد صادق و برحق حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان صاحب قادری ازہری بریلوی مدظلہ العالی کی بھی ہے۔ الحمدللہ آپ کی ذات محتاج تعارف نہیں آپ بیک وقت کئی خوبیوں اور اوصاف حمیدہ کے مالک ہیں۔ آپ موجودہ صدی کے مایہ ناز عالم ربانی، فقیہ اسلام اور عظیم مصنف ومؤلف ہیں۔ ان خوبیوں کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ آپ شریعت مطہرہ کے پابند، تقویٰ وطہارت، حسن و جمال اور اخلاق حسنہ کے پیکر، عارف باللہ اور فنا فی الرسول بھی ہیں۔

حضور تاج الشریعہ

بحیثیت مصنف ومؤلف:

چونکہ حضور تاج الشریعہ کو زمانہ طالب علمی سے ہی مطالعہ کا بڑا ذوق وشوق رہا ہے۔ سفر ہو یا حضر خلوت ہو یا جلوت آپ کا اکثر حصہ کتب بینی اور مطالعہ میں گزرتا ہے۔ اس لئے آپ کا مطالعہ بہت وسیع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم وعمل کے ساتھ ساتھ قلمی صلاحیت کا مالک بھی بنایا ہے۔ آپ نے اپنی کثیر مصروفیات اور تبلیغی دوروں کی زیادتی کے باوجود کئی کتابیں تصنیف فرمائیں اور بہت سی عربی کتابوں کا اردو میں ترجمہ بھی کیا اسی طرح عرب ممالک کے لئے اردو زبان کی کتابوں کو عربی زبان میں منتقل فرمایا۔ اس طرح آپ کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تصانیف کی تعداد ۳۵/ یا ۳۶ ہے اور یہ تصنیف وتالیف کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔

حضور تاج الشریعہ کا

تقویٰ اور اتباع شریعت:

بزرگی کے لئے سب سے بڑا معیار تقویٰ اور اتباع شریعت ہے۔ بندۂ مومن کے اندر تقویٰ کی حقیقی صفات کا پایا جانا اس کے مقرب بارگاہ خداوندی ہونے کی روشن دلیل ہے کیوں کہ حقیقی تقویٰ کے ذریعہ بندۂ مومن کو روحانی غذا حاصل ہوتی ہے۔ قلبی سکون میسر ہوتا ہے اور بے چینی کا خاتمہ ہوتا ہے اور روحانی عروج و ارتقاء کو سرفرازی وسربلندی نصیب ہوتی ہے۔ پھر بندۂ مومن اس

مرتبہ کمال پر فائز ہوجاتا ہے جسے اہل مرتبہ ولایت سے تعبیر کرتے ہیں۔

بحمدہ تعالیٰ حضور تاج الاسلام علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری کی ذات گرامی میں بھی تقویٰ کی جو حقیقی صفات ہیں وہ بدرجہ اتم موجود ہیں۔ آپ نے تقویٰ اور اتباع شریعت کو اپنے لئے لازم کرلیا تو پروردگا عالم کا آپ پر وہ خاص فضل وکرم ہوا کہ آج آپ کی ذات عالم اسلام کے مسلمانوں کے لئے منارہ رشد و ہدایت بن گئی اور آج پوری دنیا کی سنیت آپ کے فیضان علم سے سیراب ہورہی ہے۔ آپ کا تقویٰ شعاری اور اتباع شریعت کے تعلق سے مولانا محمد شہاب الدین صاحب رضوی اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"۱۴۰۷ھ کی بات ہے کہ زنان خانہ میں عورتیں زیارت اور بیعت کے لئے حاضر ہیں جب آپ زنان خانہ میں تشریف لے گئے تو چند عورتوں کے نقاب الٹے اور منہ کھلے ہوئے تھے آپ نے فوراً اپنی آنکھیں دوسری جانب پھیر لیں اور فرمایا پردہ کرو بے حجابانہ گھومنا پھرنا سخت منع ہے۔ نقاب ڈالو سب عورتوں نے نقابیں ڈال لیں پھر بیعت فرمایا۔ سبحان اللہ تقویٰ ہو تو ایسا ہو"۔

(مفتی اعظم اوران کے خلفاء، ج اول، ص ۱۵۹، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

آپ کو نماز سے بے حد محبت ہے سفر میں ہوں یا حضر میں نماز کے وقت میں پہلے نماز پڑھتے ہیں پھر دوسرے کام کاج میں مصروف عمل ہوتے ہیں۔ سفر چاہے جیسا بھی ہو ہوائی جہاز سے ہو یا ٹرین سے یا گاڑی سے نماز کا وقت ہوتے ہی نماز کی ادائیگی کے لئے بے چین ہوجاتے ہیں۔ جیسا کہ مولانا شہاب الدین رضوی کا بیان ہے کہ اکثر حضرت مجھ کو حکم فرماتے کہ مصلی بچھاؤ نماز پڑھوں گا چاہے ایئر پورٹ ہو یا اسٹیشن نماز تو کبھی قضا نہیں ہوتی۔ نماز پڑھنے کی سبھی کو تاکید فرماتے؟ "مولانا" ہی کا بیان ہے کہ حضرت اکثر مجھ سے پوچھتے کہ نماز پڑھی یا نہیں اگر معلوم ہوجاتا کہ نماز نہیں پڑھی تو سخت ناراضگی کا اظہار کرتے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ ۱۹۹۱ء سے ۲۰۰۶ء تک تقریباً پندرہ سال تک میں نے حضرت کے ساتھ پورے ملک کا سفر کیا مگر نماز آپ کی قضا نہیں ہوئی۔ (حیات تاج الشریعہ مطبوعہ رضا اکیڈمی)

حضور تاج الشریعہ کا حسن اخلاق:

اللہ تعالیٰ نے جانشین مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری مدظلہ العالی کو جہاں علم وعمل سے نوازا وہیں آپ کو حسن سیرت اور اخلاق حسنہ کی دولت بھی عطا فرمائی ہے۔ آپ ایسے خلیق ہیں کہ اپنے تو اپنے غیر بھی آپ سے ملاقات کے بعد متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے اور بار بار آپ سے ملاقات کرنے کے خواہش مند رہتے ہیں۔ انہیں حسن سیرت اور اخلاق حسنہ کی صفات سے متصف ہونے کے بعد انسان عظیم مرتبہ پر فائز ہوتا ہے۔ بحمدہ تعالیٰ یہ دونوں صفتیں آپ کی ذات میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ آپ سب کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتے ہیں۔ آپ کے نزدیک ہر خاص وعام، امیر وغریب، چھوٹا اور بڑا سب یکساں ہے۔ آپ غریبوں اور مسکینوں سے محبت فرماتے ہیں اور سادگی کو پسند کرتے ہیں۔ بچوں سے بہت محبت کرتے ہیں طلبہ مدارس پر خصوصی شفقت فرماتے ہیں جب بھی جامعۃ الرضا میں تشریف لے جاتے ہیں طلبہ کو ملاقات کا موقع فراہم کرتے ہیں اور انہیں دعاؤں سے نوازتے ہیں۔ نماز، روزہ اور پابندی شرع کی تاکید فرماتے ہیں آپ کبھی کسی پر غصہ نہیں ہوتے ہیں مگر جب کسی کو خلاف شرع کام کرتے دیکھتے ہیں تو اللہ کے لئے غضبناک ہوجاتے ہیں لیکن پھر پیار ومحبت، نرمی اور حسن اخلاق سے سمجھا کر اس کی اصلاح فرمادیتے ہیں۔ آپ ہنس مکھ،

ملنسار، کم سخن اور اکثر ذکر خدا و رسول کرنے والے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج آپ کی شخصیت پورے عالم اسلام کے لئے منارۂ رشد و ہدایت بنی ہوئی ہے۔ اور لوگ آپ کے گرویدہ ہوتے جا رہے ہیں۔ گویا آپ نے اخلاق رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لئے نمونہ عمل بنالیا ہے۔

حضور تاج الشریعہ کی ترجمہ نگاری:

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کو رب کائنات نے بیحد علمی لیاقت عطا فرمائی ہے۔ آپ کو اردو، عربی اور فارسی زبان و ادب کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان پر مہارت تامہ حاصل ہے جب حضور تاج الشریعہ کا سفر پاکستان ہوا تو حضرت پروفیسر مسعود احمد مظہری علیہ الرحمہ نے اپنے یہاں مدعو کیا تو دوران گفتگو حضور تاج الشریعہ نے فی البدیہہ عربی اشعار کہے آپ کی تصنیفات اور دیوان سفینۂ بخشش سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ بیک وقت اردو اور عربی زبان کے ایک فنی ادیب کی حیثیت کے مالک ہیں۔

آپ نے سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی کئی کتابوں کا اردو سے عربی اور عربی سے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ ترجمہ کرتے وقت زبان و ادب کے جملہ اصول وضوابط پیش نظر ہوتے ہیں عربی سے اردو یا اردو سے عربی میں ترجمہ کے وقت زبان کی چاشنی اور شگفتگی برقرار رہتی ہے یہی سبب ہے کہ جب ایک قاری ترجمہ شدہ کتاب کا مطالعہ کرتا ہے تو اسے احساس نہیں ہوتا ہے کہ میں ترجمہ کردہ کتاب کا مطالعہ کر رہا ہوں۔

آپ نے کئی کتابوں کا ترجمہ کیا ہے چند کتابوں کے اسماء نذر قارئین ہیں۔ مندرجہ ذیل کتابوں کا عربی سے اردو اور اردو سے عربی زبان میں بامحاورہ اور سلیس انداز میں کیا ہے۔

۱-الزلال الانقیٰ من بحر سبقة الاتقی (۱۳۰۰ھ) (فضائل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) عربی سے اردو

۲-الامن والعلیٰ (۱۳۱۱ھ) (حضور اقدس دافع البلاء ہیں) اردو سے عربی

۳-عطایا القدیر فی حکم التصویر (۱۳۳۱ھ) (عکسی تصاویر کا حکم) اردو سے عربی

۴-شمول الاسلام (۱۳۱۵ھ) (حضور اقدس کے والدین کریمین جنتی ہیں) اردو سے عربی

۵-آزر تحقیق کے آئینے میں اردو سے عربی

۶-تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون (۱۳۲۵) (طاعون کے تعلق سے حکم شرع) اردو سے عربی

قاضی القضاۃ فی الھند

مذہب اسلام میں معاملات مسلمین کے تصفیہ و شرعی حل کے لئے ''قاضی ذی اختیار شرعی'' کا ہونا ازحد ضروری ہے جو نصب امام و خطیب جمعہ و امام عیدین، فسخ نکاح بخیار بلوغ و تفریق لعان عنین، یتیم بلا ولی کے وصی کا تقرر، تزویج قاصرین وقاصرات و دیگر خصومات متعلقہ بقضاء جیسے امور دینیہ کو اسلامی دستور و آئین کی روشنی میں حل کرتا ہے۔

وہ سنی صحیح العقیدہ فقیہ جو اپنے علاقے کے فقہا میں سب سے زیادہ احکام شرعیہ فرعیہ، مفتی بہا کا عالم اور مرجع فتاویٰ ہو وہ اعلم علمائے بلد اپنے شہر کا قاضی ہوتا ہے اور اس کا دائرہ ولایت و عمل اس کا اپنا شہر اور قرب و جوار کے مضافات ہوتے ہیں۔ ضلع کا قاضی اعلم علمائے ضلع ہوتا ہے اور اس کا دائرہ ولایت و عمل پورا ضلع ہوتا ہے اور ریاست کا قاضی اعلم علمائے ریاست ہوتا ہے اور اس کی ولایت و عمل کے دائرہ میں پوری ریاست داخل ہوتی ہے۔ اسی طرح پورے ملک کا قاضی القضاۃ اعلم علمائے ملک ہوتا ہے اس کے دائرہ ولایت و عمل میں پورا ملک ہوتا ہے اور یہ قاضی القضاۃ پورے ملک کے خصومات و معاملات بین المسلمین و دیگر امور دینیہ

وغیرہ کے فصل مقدمات کے اہم فریضہ کو انجام دیتا ہے۔

جہاں اسلامی سلطنت ہوتی ہے وہاں سلطان اسلام کے مقرر کرنے سے قاضی ہوتا ہے اور جہاں سلطنت اسلامیہ نہیں وہاں امور قضا وامامت عامہ کے لئے قاضی کی تقرری علماء وارباب حل وعقد کی ذمہ داری ہوتی ہے بلکہ اولا انہیں کا حق ہے ورنہ عام مسلمین کو باہمی مشورے سے بتراضی اپنا قاضی مقرر کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے اور اگر عوام وخواص کی طرف سے تساہلی واقع ہو تو امور قضا وامامت عامہ موقوف نہیں ہوتی بلکہ من جانب اللہ اعلم علمائے بلد اس خدمت پر مامور کر دیا جاتا ہے۔ وہی حاکم شرع، والی دین اسلام، قاضی ذی اختیار شرعی ہوتا ہے لہٰذا مسلمانوں پر اپنے امور قضا میں اس کی طرف رجوع لازم ہے۔

جامعۃ الرضا میں شرعی کونسل آف انڈیا کے تیسرے فقہی سیمینار کے موقع پر جس میں مختلف بلاد وامصار واضلاع اور متعدد صوبہ جات ہند کے جید علمائے کرام ومفتیان عظام اور ارباب حل وعقد شریک تھے۔ حضرت ممتاز الفقہا محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ نے قضا کی اہمیت وافادیت اور اس کی ضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے قاضی القضاۃ کے منصب کے لئے حضور تاج الشریعہ کا نام پیش کیا اس وقت کانفرنس ہال میں موجود سبھی علماء ارباب حل وعقد نے اپنی رضا وخوشی کا اظہار کیا اور بیک زبان سلطان الفقہا حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ شاہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری برکاتی ازہری بریلوی مدظلہ العالی کو پورے ہندستان کا ''قاضی القضاۃ'' تسلیم کیا۔

حضور تاج الشریعہ اپنی جلالت علمی اور تبحر فقہی کے سبب یوں تو پہلے ہی سے اس منصب جلیلہ پر مفوض من اللہ اور منتخب بانتخاب الٰہی تھے کہ پورے ملک ہندستان میں مرجع عوام وخواص اور مرجع فتاویٰ ہیں اور اب بحمد اللہ تعالیٰ مفوض من اللہ ہونے کے ساتھ ہی علماء ارباب حل وعقد کے اتفاق رائے سے بھی قاضی القضاۃ تسلیم کر لئے گئے ہیں۔

یقیناً علمائے کرام ومفتیان عظام اور ارباب حل وعقد کا یہ تاریخی فیصلہ ہے کیوں کہ ازیں پیشتر اس منصب جلیل پر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مفوض من اللہ تھے پھر آپ نے اپنے بعد حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کو ہندستان کا قاضی القضاۃ اور مفتی اعظم ہند کو آپ کا معاون مقرر فرمایا لیکن ہماری شومیٔ قسمت کہ حضور مفتی اعظم ہند اور حضور صدر الشریعہ کے بعد ہم نے اس اہم دینی منصب کی طرف توجہ نہیں کی اور ایک لمبے عرصے تک اس سلسلے میں ہم پر جمود طاری رہا بالآخر ۱۲؍ جمادی الآخرہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۹؍ جولائی ۲۰۰۶ء بروز یکشنبہ ارباب حل وعقد نے باتفاق رائے اس منصب جلیل کو حضور تاج الشریعہ سے زینت بخشی۔

مولائے لم یزل ولم یزال حضور تاج الشریعہ کا سایہ ہمایوں تادیر ہم مسلمانوں پر قائم ودائم رکھے اور ان کی امامت عامہ میں امور دینیہ متعلق بقضا کے امتثال اوامر واجتناب نواہی کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ (سالنامہ الرضا ۲۰۰۷ء ص ۱۴-۱۵)

از: مولانا محمد ثاقب رضا علیمی، ریسرچ اسکالر علی گڑھ یونیورسٹی

اس عالم رنگ و بو اور نگار خانہ قدرت میں بے شمار شخصیتیں ایسی موجود ہیں جن کے گیسوئے علم وحکمت کی خوشبو سے پوری دنیا عطر بیز ہے۔ ان اقبال مند اور عظیم ہستیوں میں ایک نام "محمد اسماعیل رضا کا ہے" جسے دنیا جانشین مفتی اعظم ہند، صدر المفتین، سند المحققین، فقیہ اسلام، مفکر اہل سنت، فقیہ اعظم، شیخ المحدثین، تاج الشریعہ، مرجع العلماء والفضلاء اور قاضی القضاۃ علامہ الشاہ محمد اختر رضا ازہری میاں قبلہ دام ظلہ العالی کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔ آپ کی ذات محتاج تعارف نہیں، اگر آپ فقہ کے ایک مسلم الثبوت بحر متلاطم ہیں تو دوسری طرف میدان حدیث کے آپ مشہور محدث ہیں غرض یہ کہ علوم عقلیہ ونقلیہ پر آپ کو دسترس حاصل ہے۔ مگر ان سب کے باوجود آپ کا جو نمایاں وصف ہے وہ آپ کا مجاہدانہ کردار ہے۔

نسبندی کے خلاف فتویٰ: اندرا گاندھی سابق وزیر اعظم ہند کا مزاج آمرانہ تھا، ان کے دور اقتدار میں عوام پر ظلم و جبر کیا گیا، کانگریس پارٹی کی ساری قوت کا نقطہ ارتکاز صرف اور صرف اندرا گاندھی کی ذات تھی۔ انہوں نے یہ سب اشتراک غیر اقتدار پر اپنی گرفت قائم رکھنے کے لئے ہی کیا تھا۔ سیاسی مخالفین کو بے دردی سے کچل دینے کے لئے سخت سے سخت اقدام کرنے میں بھی کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتی تھی۔ اندرا گاندھی کے ساتھ اس کے بیٹے سنجے گاندھی کا تانا شاہی نظریہ پس پشت کام کر رہا تھا۔ ۱۹۷۵ء میں پورے ملک میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا گیا، تمام شہریوں کے بنیادی حقوق سلب کر لئے گئے، رقیبوں کو قید سلاسل میں جکڑ کر نذر زنداں کر دیا گیا "میسا" جیسے جابر قانون کو نافذ العمل کر دیا گیا۔ ان تمام حالات کے ساتھ ہی دو سے زیادہ بچہ پیدا کرنے پر سختی سے پابندی عائد کر دیا اور ان لوگوں پر نسبندی کرنا ضروری قرار دے دیا۔ پولس عوام کو جبراً پکڑ پکڑ کر نسبندی کرا رہی تھی۔ اسی اثناء میں نسبندی کے جواز یا عدم جواز پر شرعی نقطہ نظر جاننے اور عمل کرنے کیلئے دیوبندی وہابی دارالافتاء سے قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے نسبندی کے جائز ہونے کا فتویٰ دے دیا۔ ملک کی ہیجانی کیفیت اور امت مسلمہ میں انتشار کو دیکھتے ہوئے جابر و ظالم حکمراں کے خلاف تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کے حکم پر تاج الشریعہ نے نسبندی کے حرام و ناجائز ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا اس فتویٰ پر حضور مفتی اعظم کے علاوہ حضرت مولانا مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی، مولانا مفتی ریاض احمد سیوانی کے دستخط ہیں۔

فتویٰ کی اشاعت کے بعد حکومت نے اس بات کے لئے دباؤ ڈالا کہ یہ فتویٰ واپس لے لیا جائے مگر حضرت نے فتویٰ

سے رجوع کرنے سے انکار کردیا اور نمائندگان حکومت سے صاف صاف کہہ دیا گیا کہ فتویٰ قرآن و حدیث کی روشنی میں لکھا گیا ہے۔ کسی بھی صورت میں واپس نہیں لیا جاسکتا۔

حق گوئی و بے باکی: اللہ رب العزت نے جانشین مفتی اعظم کو حسن گوناگوں صفات سے متصف کیا ہے۔ ان صفات میں ایک حق گوئی اور بے باکی ہے۔ آپ نے کبھی بھی صداقت وحقانیت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ چاہے کتنے ہی مصلحت کے تقاضے کیوں نہ ہوں۔ چاہے کتنے ہی قید و بند، مصائب و آلام اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہننا پڑیں۔ کبھی کسی کو خوش کرنے کے لئے اس کی منشاء کے مطابق فتویٰ نہیں تحریر فرمایا۔ جب کبھی فتویٰ تحریر فرمایا تو اپنے اسلاف، اپنے آباء واجداد کے قدم بقدم ہو کر تحریر فرمایا۔ جس طرح جد امجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی اور مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی نے بے خوف وخطر فتاویٰ تحریر فرمائے۔ اس حق گوئی کے شواہد آج آپ کے ہزاروں فتاویٰ اور واقعات ہیں جو ملک اور بیرون ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ حضور تاج الشریعہ تین بار حج اور متعدد بار عمرہ سے فیضیاب ہوئے۔ پہلا حج ۱۹۸۳ء دوسرا حج ۱۹۸۵ء تیسرا حج ۱۹۸۶ء میں ادا کیے۔

سعودی مظالم کی کیفیت جانشین مفتی اعظم کی زبانی:

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ جانشین مفتی اعظم اپنی شریک حیات (پیرانی اماں صاحبہ) کے ساتھ حج و زیارت کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ عرفات سے واپس لوٹنے کے بعد سعودی حکومت نے رات کے وقت مکہ معظمہ میں آپ کو قیام گاہ سے گرفتار کرلیا بلاوجہ گیارہ دن جیل میں رکھ کر بغیر مدینہ شریف کی زیارت کرائے ہندستان بھیج دیا۔

مندرجہ ذیل سطور میں حضرت کی زبانی رپورٹ کی تلخیص پیش ہے۔

"۳۱ راگست ۱۹۸۶ء شب میں تین بجے اچانک سعودی حکومت کے سی آئی ڈی اور پولس کے لوگ آپ کی قیام گاہ پر آئے اور سامان کی تلاشی لی اور مختلف سوال کئے۔ آپ نے اس کا بحسن وخوبی جواب دیا۔ ایک سوال آپ سے نماز سے متعلق کیا کہ آپ حرم شریف میں کیوں نہیں نماز پڑھتے ہیں تو آپ نے جواب دیا کہ میں حرم سے دور رہتا ہوں۔ اس لئے نہیں جاتا ہوں۔ پھر سی آئی ڈی نے سوال کیا کہ آپ محلہ کی مسجد میں بھی نماز نہیں پڑھتے ہیں تو آپ نے جواب دیا کہ میرے مذہب میں اور آپ کے مذہب میں اختلاف ہے۔ آپ حنبلی کہلاتے ہیں اور میں حنفی ہوں، اور حنفی مقتدی کی رعایت غیر حنفی امام اگر نہ کرے تو حنفی کی نماز درست نہیں ہوگی۔ اسی وجہ سے میں علیحدہ نماز پڑھتا ہوں۔

مختصر یہ کہ آپ کو قید کردیا گیا حضرت والا فرماتے ہیں کہ میرا جرم میرے بار بار پوچھنے کے بعد بھی مجھے بتایا نہیں بلکہ یہی کہتے رہے کہ آپ کا معاملہ اہمیت نہیں رکھتا لیکن اس کے باوجود میری رہائی میں تاخیر کی اور بغیر اظہار جرم مجھے مدینہ منورہ کی حاضری سے موقوف رکھا اور گیارہ دنوں کے بعد جب مجھے جدہ روانہ کیا گیا تو میرے ہاتھوں میں جدہ ایئر پورٹ تک ہتھکڑی پہنائے رکھی اور راستہ میں نماز ظہر کے لئے موقع بھی نہ دیا گیا۔ اس وجہ سے میری نماز ظہر قضا ہوگئی۔

اخیر میں چلتے چلتے اتنا ضرور عرض کروں گا کہ گلستان رضویت کے مہکتے پھول چمنستان اعلیٰ حضرت کے گل خوش رنگ حضرت علامہ محمد اختر رضا خان صاحب ابن حضرت مفسر اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت جو شریعت وطریقت کے مجمع بحرین ہیں بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ شیخ طریقت شیخ شریعت بھی ہو، یہی وجہ ہے کہ آج لاکھوں کی تعداد میں آپ کے مریدین پائے جاتے ہیں، کرناٹک کے منطقہ حسن میں ایک مرتبہ ساٹھ ہزار لوگ بیک وقت داخل سلسلہ رضویہ برکاتیہ قادریہ ہوئے۔ آپ لوگوں سے کم ملنا چاہتے ہیں۔ تنہائی پسند ہیں۔ بھیڑ بھاڑ، دست بوسی، قدم بوسی سے دوری اختیار فرماتے ہیں، نماز کے پابند ہیں۔ شریعت کے اوامر ونواہی پر پوری سختی سے عمل پیرا ہوتے ہیں اور اس کی تاکید کرتے ہیں اور غیر مستحسن فعل پر لوگوں کی اصلاح فرماتے ہیں۔

ایک نادر دہر شخصیت!

ڈاکٹر غلام مصطفےٰ نجم القادری، ممبئی☆09867801680

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ
مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشاں کبھی

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کی فلاح و بہبود، ہدایت ورہنمائی، جادۂ حق پر استقامت اور دین دسنیت کی توسیع واشاعت کے لئے ہر دور میں اپنے کرم کریمانہ، نوازش فیاضانہ سے اپنے کسی خاص بندے کو مبعوث فرماتا رہا ہے، وہ شخصیتیں حکمت و دانائی، طہارت و پاکیزگی، بلندی کردار، اور اخلاق و اخلاص کا پیکر مجسم بن کر اس طرح ظہور ونمود فرمائی ہیں کہ نگاہیں ان کے دیدار کو ترسنے لگتی۔ دل بخود ان کی طرف کھنچنے لگتے۔ اور قلوب ان کی یاد میں مچلنے لگتے ہیں۔ وہ روئے زمین کے لئے اللہ کی بڑی امانت اور عظیم نعمت ہوتی ہیں۔ ان کی رفاقت کے چشمۂ صافی میں جو بھی غوطہ لگالیتا ہے، برسوں کا پاپ دھل کر زاویہ حیات نکھر نکھر اٹھتا ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے ان کی صحبت میسر آجائے تو صد سالہ طاعت بے ریا پر یہ چند لمحے بھاری ہوجاتے ہیں۔ نور ونجات کی ایسی ہی ضامن شخصیتوں میں ایک عظیم شخصیت دور حاضر میں حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان صاحب قادری، جانشین حضور مفتی اعظم کی شخصیت ہے۔

رچ بس گیا ہے ذہن میں ناصر کسی کا روپ
اب کیا کریں گے پھر کوئی شہکار دیکھ کر

وہ عظیم خانوادے کے عظیم چشم وچراغ ہونے کے ساتھ ساتھ ذاتی اوصاف وکمالات سے ایسے مزین ہیں کہ اگر انہیں علم وفضل کا نیر تاباں کہیں تو عقیدت تشنہ رہ جاتی ہے۔ شریعت وطریقت کا سنگم کہیں تو الفاظ، حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا کا گلہ کرتے ہیں۔ حقیقت ومعرفت کا مجمع البحرین کہیں، تو جملے احساس کمتری کا شکار نظر آتے ہیں۔ مگر وجدان یہ کہہ کر خلجان کو تسلی دے لیتے ہیں کہ

الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا
غواص کو مطلب ہے صدف سے کہ گہر سے

انہیں اعلیٰ حضرت کی ذات سے نسبت پدری اور نسبت مادری دونوں کا شرف حاصل ہے، اگر باپ کی طرف سے انہیں حضور حجۃ الاسلام کا فیض پہنچ رہا ہے تو ماں کی طرف سے حضور مفتی اعظم کی نوری برکات۔ یہ نسبتیں سونے پر سہاگہ کی بہار دکھارہی ہیں۔ ان نسبتوں نے انہیں وہ بلندی بخش دی ہے کہ ان کی بلندی کو جھانکنے کے لئے سربلندوں کی سربلندیاں ختم ہوجاتی ہیں۔

تم سا کوئی سادہ، کوئی شہزادہ نہیں ہے
کیا چیز ہو تم خود تمہیں معلوم نہیں ہے

ادیان عالم میں اسلام ہی تنہا وہ مذہب ہے جو کل جیسا تھا آج بھی

ویسا ہی ہے اور پھر کل بھی ویسا ہی رہے گا اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ اس کی حفاظت وہ ذات کریم فرما رہی ہے جو حی، ہے، دائم ہے، باقی ہے، قائم ہے، اسی لئے ہر قرن میں جب اور جیسی ضرورت اسلام کو پڑتی ہے فیاض ازل اپنے نظام قدرت سے ایسا ہی اس کے لئے انتظام فرما دیتا ہے، کبھی کسی جانباز مجاہد کو بھیج کر زمین محبت کو لالہ زار کر کے، کبھی کسی امام مجتہد و بھیج کر آفاق علم وخرد کو ضیاء بار کر کے۔ کبھی کسی مجدد و مصلح کو بھیج کر فضائے فکر وعمل کو تو بہار کر کے اور کبھی غوث، کبھی خواجہ کو بھیج کر ادائے کفر وبدعت تار تار کر کے۔ کبھی کسی فقیہ ومحدث کو بھیج کر مسند علم وعشق باوقار کر کے، حضرت شیخ الاسلام کے معنی خیز لفظوں میں ''جب منکرین زکوۃ نے دین میں ارتداد کا راستہ نکالنا چاہا تو خدا نے صدیق اکبر کے ذریعہ پیغام رسول کی حفاظت فرمائی، قیصر وکسریٰ کی مغرور طاقتوں نے اسلام کو چیلنج کیا تو خدا نے اس کی حفاظت فرمائی فاروق اعظم کے ذریعہ، یونہی جب خوارج نے قرآنی آیات کے مفاہیم کو بدلنے کی شرمناک کوشش کی خدا نے پیغام مصطفوی کی حفاظت فرمائی مولائے کائنات کے ذریعہ اسی طرح جب یزید نے سرکشی کا سر اٹھایا تو خدا نے اپنا دین بچایا حسین ابن علی کے ذریعہ ایسے ہی جب اعتزال کے فتنوں کا پانی سر سے اونچا ہونے کو آیا تو خدا نے اپنا دین بچایا مجدد الف ثانی کے ذریعہ، اسی طرح جب وہابیت وقادیانیت نے اپنی فتنہ سامانیوں کا مظاہرہ کیا تو خدا نے اپنا دین بچایا امام احمد رضا کے ذریعہ، ایمرجنسی کے دور میں ظالم و جابر حاکموں نے جب ظلم وجور کی انتہا کر دی تو ایسے خوف وہراس کے عالم میں خدا نے اپنا دین بچایا حضور مفتی اعظم ہند کے ذریعہ'' میں ایک قدم آگے بڑھ کر یہ اظہار حقیقت کر دوں کہ اور حضور مفتی اعظم کے بعد جب افراتفری کے ماحول نے پوری ملت کو مایوسی کی کیفیت میں مبتلا کر دیا۔ جب خانقاہیں اپنا مقصد اصلی فراموش کر بیٹھیں۔ ذمہ دار شخصیتیں اپنا کعبہ الگ بنانے لگیں۔ جب درسگاہیں اپنی بولی الگ بولنے لگیں تو ایسے ناگفتہ بہ حالات میں خدا نے اپنا دین بچایا حضور تاج الشریعہ کے ذریعہ، تاج الشریعہ کی خاموشی بول رہی ہے۔

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

حضور مفتی اعظم کے بعد جب کہ قیادت کی بساط سمٹ چکی ہے۔ آزاد خیالی اور کسمپرسی کا دور دورہ ہے۔ اپنا قبلہ الگ بنانے کا بھوت سوار ہے۔ اچھے اچھے قدم پھسل رہے ہیں۔ مسائل میں اباحت پسندی آرہی ہے۔ نظریات میں جدت طرازی کا رنگ نمایاں ہو رہا ہے۔ کون کب تک، اور کس وقت اپنے افکار کہنہ سے رجوع کرے گا کہنا مشکل ہے۔ ایسے زہدہ گداز ماحول میں صراط مستقیم پر، مستقیم رہنا۔ طوفان بلاخیز میں بھی پائے استقلال میں ذرہ بھر لغزش نہ آنا۔ افکار سلف کا دامن اسی مضبوطی سے تھامے رہنا مخالف فضا میں بھی حالات سے سمجھوتہ نہ کرنا۔ سب وشتم سننا، سہنا اور اپنے استحکام پر مسکرانا۔ بعض رفقائے مجلس کا بھی ساتھ چھوڑ دینا مگر بے نیاز رہنا، یہ وہ اوصاف وکمالات ہیں جس نے کل کے مولانا اختر رضا کو آج کا حضرت تاج الشریعہ بنا دیا ہے۔

اس زندگی کے حسن کی تابندگی نہ پوچھ
جو حادثوں کی دھوپ میں تپ کر نکھر گئی

میں انہیں دور سے نہیں، بہت قریب سے جانتا ہوں۔ آج سے نہیں ۱۹۷۵ء سے پہچانتا ہوں، یہی وہ سن ہے جس میں بریلی شریف فیضان رضا کے گل بوٹوں سے اپنی حیات کا خاکہ سجانے حاضر ہوا تھا، میں تقریباً دو سال حضرت کے پرانے مکان محلہ خواجہ قطب کے بالاخانہ میں مقیم رہا ہوں، بازار سے سودا سلف لاتا اور حضرت کے دسترخوان سے نوع بنوع ریزے چنتا رہا ہوں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت عسجد میاں لڑکھڑاتے قدموں سے چلنے کی مشق کر رہے تھے۔ حضور تاج الشریعہ دار العلوم منظر اسلام کے

صدر المدرسین کے منصب پر فائز تھے، مجھے ان کی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔ میں بڑے فخر سے کہتا ہوں کہ میں نے ان سے دو کتابیں (۱) ازہار العرب (۲) نخبۃ الفکر پڑھی ہیں، مجھے خوب یاد ہے جب وہ ازہار العرب پڑھاتے تو پہلا تاثر یہ ابھرتا تھا کہ ہم کسی ہندی عالم سے نہیں، خالص عرب نژاد عالم سے مصری لہجے میں درس لے رہے ہیں اور معاً یہ خیال سطح ذہن پر ابھرتا کہ ان کے اسلوب میں اتنی کشش ہے۔ اتنی مٹھاس۔ اتنی دلکشی اور اتنی مقناطیسیت ہے تو افصح العرب والعجم، جوامع الکلم حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلوب بیان، طرز ادا میں کتنی تاثیر و دلگیری ہوگی۔ اور دوسرا تاثر یہ سامنے آتا کہ انہیں نادر الفاظ کے معانی کے لئے کتب لغت کی حاجت نہیں ہے، عربی الفاظ کے معانی مختلف تعبیر کے ساتھ جیسے منتظر ہوں کہ یہ لب کھولیں اور ہم برسیں۔ اور جب نخبۃ الفکر پڑھاتے ہیں تو چودھویں صدی ہجری کے عبقری العصر، اسلامی فکر و حنفی فقہ کے امام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی یاد افق خیال پر چلتی پھرتی، نازک خرامی کرتی محسوس ہوئی اور دل پکار اٹھتا کہ زبان ان کی فیضان احمد رضا کا ہے۔ یہ اب سے ۳۵ برس پہلے کا واقعہ ہے۔ یہ حضور تاج الشریعہ کی ابتدائی علمی زندگی کی باتیں ہیں، اس پینتیس سال کے مختلف النوع، تلخ و شیریں دورانیے نے متنوع علمی معرکہ آرائیوں نے۔ زمانے کی سرد و گرم تجربات نے عالم اسلام کے سب سے بڑے اور معتمد علیہ مفتی، حضور مفتی اعظم کی جانشینی کی نازک ہمہ گیر ذمہ داریوں نے جدید حالات کے بطن سے جنم لینے والے نت نئے مسائل کی تحقیق و تنقید نے۔ عالمی سطح پر منعقد ہونے والی فقہی سیمنار کی مجلسوں نے انہیں علمی اعتبار سے کتنا پختہ، فقہی اعتبار سے کتنا گہرا، اور فکری اعتبار سے کیسا وسیع النظر اور باریک بین بنا دیا ہے حقائق زمانہ کی نظروں کے سامنے ہیں۔ اسلام کا وہ کون سا عنوان اور فقہ کا وہ کون سا باب ہے جو ہر وقت پیش نظر نہیں ہے۔ خدائے علیم و خبیر نے علمی حضوری کی دولت سے ایسا مالا مال کر دیا ہے کہ سوال کیجیے اور جواب حاضر۔

ایک کنکر پھینک کر دیکھو ذرا تالاب میں
کس قدر موجیں اٹھیں گی سینۂ بیتاب میں

کا منظر نظر کے سامنے آ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وقت کے بحر العلوم، دور کے فقیہ النفس، زمانے کے محقق عصر بھی ان کی بارگاہ میں تشنہ کام حاضر ہوتے اور فائز المرام لوٹتے ہیں۔ خدا نے ان کی ذات کو اسلام و سنیت کی ڈھال بنا دیا ہے۔ حضرت مفتی محمد مطیع الرحمان صاحب مظفر پوری راوی ہیں کہ ایک بار شافعی المسلک کے کچھ علماء کیرالا سے حضرت سے ملنے بریلی شریف آئے۔ وہ حضرات چوں کہ عموماً اجلی شرٹ اور تہ بند استعمال کرتے ہیں۔ تہ بند بھی ٹخنے سے نمایاں اوپر پہنتے ہیں۔ نماز میں رفع یدین کرتے ہیں۔ بالجہر آمین کہتے ہیں۔ یہ علامتیں شمالی ہند میں وہابیوں کی ہیں۔ اس لئے رضا مسجد بریلی میں جب ان لوگوں نے نماز پڑھی تو ہر طرف یہ سرگوشیاں ہونے لگیں کہ کچھ وہابی آئے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ حضور تاج الشریعہ سے ملنا چاہتے ہیں۔ پڑھے لکھے زیرک و فہیم لوگ تھے حالات کا چہرہ ان لوگوں نے بھی پڑھ لیا کہ ہم لوگوں کو وہابی خیال کیا جا رہا ہے۔ حضور تاج الشریعہ تک خبر پہنچی کہ کچھ وہابی علماء آئے ہوئے ہیں ملنا چاہتے ہیں۔ انہیں آنے دیا جائے کہ نہیں!!! مفتی مطیع الرحمان صاحب نے مخبر سے کہا کہ تم یہ فیصلہ کیوں کر رہے ہو کہ آنے دیا جائے یا نہیں۔ اور پھر حضور تاج الشریعہ سے عرض کیا حضور اگر کچھ وہابی علماء ہی آئے ہیں اور ملنا چاہ رہے ہیں تو انہیں موقع دیا جائے ہو سکتا ہے حضور سے تبادلہ خیال کے بعد انہیں ہدایت نصیب ہو جائے۔ ان لوگوں کو جیسے ہی اجازت ملی اور حاضر ہوئے۔ شاید عافیت اسی میں سمجھا کہ پہلے رفع اوہام کر دیا جائے۔ اس لئے باریاب ہوتے ہی عرض کیا کہ حضور ہم بھی حسام الحرمین پر یقین رکھتے ہیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت کے

مانے والے ہیں، لوگ جیسا سمجھ رہے ہیں ہم قطعی ایسے نہیں ہیں ہم شافعی المسلک کے ذمہ دار علماء ہیں۔ اب تو ماحول کا پورا رنگ بدل گیا، ان حضرات کے لئے اعلیٰ وعمدہ قسم کا ناشتہ آیا۔ اور اپنائیت کے ماحول میں خیالات کا علمی لین دین شروع ہو گیا۔ دوران گفتگو ان حضرات نے فقہ امام اعظم پر، فقہ امام شافعی کی برتری ثابت کرنی چاہی اور یہ کہہ کر فقہ امام اعظم کو کمزور، عقل وقیاس کو مغلوب ثابت کرنے کی کوشش کی کہ فقہ امام اعظم کی اساس عقل وقیاس پر ہے۔ جب کہ فقہ امام شافعی کی اساس حدیث مصطفےٰ پر، شافعی مسلک میں حدیث کا عمل دخل غالب ہے، اور حنفی مسلک میں عقل وخرد کا عمل دخل غالب ہے، لہٰذا فقہ شافعی کو فقہ حنفی پر برتری حاصل ہے اور یہی تقاضائے عدل وانصاف ہے۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا آپ کا یہ خیال باطل ہے، فقہ امام اعظم کا ہر جزیہ حدیث مصطفےٰ کی تجلیات وبرکات سے مزین ہے، ہر اصل کا ماخذ کوئی نہ کوئی حدیث ضرور ہے، یقین نہ ہو تو آپ فقہ امام اعظم کا کوئی جزیہ پیش کریں ہم اس کو حدیث سے ثابت کریں گے۔ ہر اصل کا ماخذ ہم حدیث مصطفےٰ قرار دیں گے۔ وہ حضرات جزئیات پیش کرتے جارہے ہیں اور حضرت اس کا ماخذ حدیث مصطفےٰ بیان کرتے جارہے ہیں۔ وہ جو بھی جزیہ جو بھی اصل پیش کرتے حضرت فوراً اسے حدیث سے مدلل کردیتے، ان حضرات نے جتنے جزئیات پیش کئے حضرت نے سب کو حدیث سے ثابت کردکھایا اور حاضرین وسامعین کو حیران وششدر کردیا۔ مفتی محمد مطیع الرحمٰن فرماتے ہیں کہ اس وقت ایسا لگ رہا تھا کہ حضرت کی زبان سے اعلیٰ حضرت کا علم اور مفتی اعظم کا عرفان بول رہا ہے۔

شاعر و نغمہ گر و سنگ تراش و دیکھو
اس سے مل لو تو بتانا کہ حسیں تھا کوئی

ہر فقہی جزیے کو حدیث سے ثابت کرنے کی ہمت وہی کرسکتا ہے جسے علم حدیث میں کامل درک ومہارت ہو۔ جس کی نگاہ علوم پناہ میں ایک طرف فقہ حنفی کے جزئیات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہو، تو دوسری طرف حدیث کی سینکڑوں کتابوں میں پھیلے ہوئے ایک ایک حدیث مصطفےٰ پر عقابی گرفت۔ پھر شاہین سی چستی و پھرتی کہ جزیہ پیش ہو اور حدیث حاضر۔ اور حدیث بھی ایسی جو جرح وقدح سے پاک ہو، اگر اپنی کوتاہ نظری سے کوئی اس پر تنقید کی انگلی رکھنا چاہے تو اس کی تنقیح کی بھرپور صلاحیت ہو چوں کہ سائل خالی دامن نہیں ہے گوہر مطالعہ سے مرصع ہے، بنابریں سائل جزئیات کی پیش کشی میں کوئی تنگی محسوس نہیں کررہا ہے، مگر مجیب کے وفور علم کا یہ عالم ہے کہ تو خود محدث بریلوی کے بحر حدیث کے ہنر کا عالم کیا ہوگا۔ جو فقہ حنفی کی ماخذ حدیثوں پر ایسا علمی استحضار رکھتا ہو اسے بجا طور پر اپنے زمانے کا ممتاز المحدثین کے لئے دور حاضر کا محدث اعظم کہئے۔

بلاغت جھومتی ہے ان کے انداز تکلم پر
لب اعجاز پر ان کے فصاحت ناز کرتی ہے

ان علمی فکری تناظر میں اگر میں یہ کہوں تو بجا ہوگا کہ مجدد اعظم کے علم مفسر اعظم کے حلم، اور مفتی اعظم کی فکر کے حسین مجموعہ کا نام ہے ازہری میاں، مجدد اعظم کی تحریر، مفسر اعظم کی تقریر، اور مفتی اعظم کی تنویر کا نام ہے ازہری میاں۔ مجدد اعظم کی بیباکی، مفسر اعظم کی گویائی، اور مفتی اعظم کی خاموشی کا نام ہے ازہری میاں، ان فیوضات ونوازشات نے وہ کرم فرمائی کی ہے جس بزم میں جاتے ہیں چھا جاتے ہیں۔ جس محفل میں ہوتے ہیں جان محفل اور میر مجلس ہوتے ہیں۔ شخصیت عظیم کب اور کیسے ہوتی ہے اس تعلق سے دانشوروں کے بہت سے اقوال ہیں، مگر ایک قول جس پر اکثر دانشوروں کا اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ ”کسی فرد کو عظیم شخصیت، یا مقتدائے زمانہ ہونے یا قرار دینے کے لئے ضروری ہے کہ اس میں یہ چار بنیادی خوبیاں اور یہ خوبیاں جس قدر زیادہ ہوں گی بحیثیت مقتدر اس کا مقام اتنا ہی بلند اور عظیم تر ہوگا۔ (۱) جوہر ذاتی

(۲) خلوص (۳) ایثار (۴) جہد مسلسل حضور ازہری میاں کی شخصی عظمت کو جاننے کے لئے ان نکات کی میزان پر اب انہیں تولنے کی ضرورت نہیں ہے، ان کی قبولیت عامہ، ان کی قیادت مطلقہ، قدموں کی دیوانوں کا جمگھٹ اردگرد فرزانوں کا مجمع رات و دن پروانوں کا ہجوم اعتماد کی بے پناہ دولت، قول وقرار پر اعتبار، کسی اہم دینی مہم میں ان کے فیصلے کا انتظار، یہ ساری چیزیں اعلان کر رہی ہیں کہ سارے نکات عظمت تو روسرور بن کر فطرت کی سیرت و حیات میں ایسے سما چکے ہیں کہ اب ان کا ہر قول و فعل بجائے خود نشان عظمت بن چکا ہے۔

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

یہ علم ہی کی برکت تھی جس نے فطرت آدم علیہ السلام کو مسجود ملائک بنادیا اور یہ فیضان فطرت آدم ہے جس نے آپ کو مقبول خلائق بنادیا ہے۔ ان کے منزل فی الارض کی کیا بات کی جائے زمانہ حیران ہے۔ جہاں چلے جاتے ہیں خلق خدا کی بھیڑ لگ جاتی ہے۔ جہاں ٹھہر جاتے ہیں آبادی کا دامن تنگ ہو جاتا ہے۔ جلسے جلوس میں حضرت کی شرکت پر لوگوں کے جم غفیر کا یہ عالم کہ مجمع کنٹرول سے باہر ہو جاتا ہے۔ کرناٹک میں کئی جگہ انتظامیہ کو مجبوراً پولس کا سہارا لینا پڑا تب لوگوں کے جذبات پر قابو پایا جاسکا، اور اب تو ہر جلسے میں یہی منظر دیکھنے کو مل رہا ہے۔ آپ کی اس ہر دلعزیزی نے آپ کو محسود بنادیا ہے، وہ جو حدیث شریف میں ہے ''کل ذی نعمۃ محسود'' ہر صاحب نعمت محسود ہے۔ اس حدیث کی چلتی پھرتی تفسیر دیکھنی ہو تو حضور ازہری میاں کو دیکھ لیجئے میں نے جب سے انہیں دیکھا ہے۔ مخالفت کی باد صرصر میں گھرا ہی پایا ہے مگر اللہ اور اس کے پیارے رسول پر توکل ایسا کہ طوفان آتا ہے گزر جاتا ہے۔ آندھی آتی ہے چلی جاتی ہے۔ استقامت علی الشریعۃ کی کرامت ایسی کہ نہ مادح کی مدح سن کر اتراتے ہیں، اور نہ قادح کی قدح سے گھبراتے ہیں۔ یہ وہ چراغ رضا ہے جو ماحول کے تقاضے سے بے پرواہ جل رہا ہے۔ یہ موافق مخالف شبستاں میں یکساں تجلی بکھیر رہا ہے۔ شمع کی ضرورت کے نہیں ہے کہاں نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا متمنی رہتی ہے۔ یہ ملک ان کی جولانگاہ ہے۔ جہاں جاتے ہیں اختر رضا بن کر جاتے ہیں گوہر رضا لٹاتے ہیں۔ اور صفدر رضا بن کر واپس آتے ہیں۔

پہلے کردار پھولوں سا پیدا کرو
لوگ چاہیں گے پھر خوشبوں کی طرح

مستجاب الدعوات ایسے کہ جس کو جو کہہ دیتے ہیں ہو جاتا ہے۔ دعا دیتے ہیں نصیبہ چمکتا ہے، چھو دیتے ہیں وجود ناز کرتا ہے، باوجودیکہ آپ میں جمال کی خنکی نہیں جلال کی گرمی ہے، مگر عقیدت مندوں کی وارفتگی ایسی جو جمال و جلال کی حد بندیوں سے آزاد ہے۔ جلال کو جمال کا آب زلال سمجھ کر لوگ بہہ حال شاد کام ہو رہے ہیں۔ لوگی ہے تو انہیں سے۔ آس بندھی ہے تو انہیں سے، فریاد کرنی ہے تو انہیں سے مرید ہونا ہے تو انہیں سے، مراد پانا ہے تو انہیں سے، اس جذب بے خودی کو کوئی کچھ نہیں کرسکتا، یہ خدائی دین ہے۔ یہ مصطفائی عطا ہے، یہ غوثیہ صدقہ ہے، لوگوں کی یہ از خود وارفتگی بلاوجہ نہیں ہے تجربات کا نچوڑ ہے۔ مشاہدات کا عطر ہے۔ پیش آمدہ حالات کی صدا ہے۔ میسور میں حضرت کے ایک مرید کی دکان کے بازو میں کسی متعصب مارواڑی کی دکان تھی، وہ بہت کوشش کرتا تھا کہ دکان اس کے ہاتھ سے بیچ کر یہ مسلمان یہاں سے چلا جائے، اپنی اس جدوجہد میں وہ انسانیت سوز حرکتیں بھی کر گزرتا، اخلاقی حدوں کو پار کر جاتا، مجبور ہو کر حضرت کے اس مرید نے حضرت کو فون کیا، حالات کی خبر دی، معاملات سے مطلع کیا، حضرت نے فرمایا، میں یہاں تمہارے لئے دعا گو ہوں، تم وہاں ہر نماز کے بعد خصوصاً اور چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے عموماً یا قادر کا ورد کرتے رہو۔ اس وظیفے کے ورد کو ابھی پندرہ ہی دن ہوا تھا کہ نہ معلوم اس مارواڑی کو کیا ہوا، وہ جو

بچارے مسلمان کو دکان بیچنے پر مجبور کر دیا تھا کہ اب خود اسی کے ہاتھ اپنی دکان بیچنے پر اچانک تیار ہو گیا۔ مارواڑی نے دکان بیچی، مسلمان نے دکان خریدی، جو شکار کرنے چلا تھا خود شکار ہو کر رہ گیا۔ آج وہ حضرت کا مرید باغ و بہار زندگی گزار رہا ہے۔ ہبلی میں ایک صاحب نے کروڑوں روپے کے صرفے سے عالیشان محل تیار کی، مگر جب سکونت اختیار کی تو یہ عارت گر سکون تجربہ ہوا کہ رات میں پورے گھر میں تیز آندھی چلنے کی آواز آتی ہے۔ گھبرا کر مجبوراً اپنا گھر چھوڑ کر پھر پرانے گھر میں مکین ہونا پڑا۔ اس اثناء میں جس کو بھی بھاڑے پر دیا سب نے وہ آوازیں سنی اور گھر خالی کر دیا۔ ایک عرصے سے وہ مکان خالی پڑا تھا کہ ہبلی میں حضرت کا پروگرام طے ہوا، صاحب مکان نے انتظامیہ کو اس بات پر راضی کر لیا کہ حضرت کا قیام میرے نئے کشادہ مکان میں رہے گا، مہمان نوازی اور دیگر لوازمات کی بھی ذمہ داری اس نے قبول کر لی۔ حضرت ہبلی تشریف لائے اور رات میں صرف چند گھنٹہ اس مکان میں قیام کیا، عشا اور فجر دو وقت کی نماز باجماعت ادا فرمائیں، اس مختصر قیام کی برکت یہ ہوئی کہ کہاں کہ آندھی اور کہاں کا طوفان، کہاں کی سنسناہٹ اور کہاں کہ گڑگڑاہٹ سب یکسر معدوم، آج تک وہ مکان سکون و اطمینان کا گہوارہ ہے۔ اس سے یہ متحقق ہوتا ہے کہ جہاں آپ قیام کر لیتے ہیں وہاں سے بلائیں بھاگ جاتی ہیں۔ پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں۔ صوفیا، اس صفت کو نائب غوث اعظم کی صفت بتاتے ہیں، پتہ چلا کہ دور حاضر میں آپ نائب غوث اعظم بھی ہیں۔ صوری جمال ایسا ہے کہ منگلور ضلع کے کائی کمبا گاؤں میں حضرت کا پروگرام تھا۔ قیام گاہ سے طعام گاہ کی طرف بذریعہ کار جا رہے تھے راستہ جام ہونے کی وجہ سے گاڑی رکی ہوئی تھی۔ کنارہ سڑک پر کھڑے، ہاتھ میں ترشول لئے، گیروا لباس پہنے چند پنڈتوں کی نظر اچانک حضرت کے چہرے پر پڑی، پہلے تو دوری سے وہ سب بغور دیکھتے رہے، جب دل نہ مانا تو قریب آگئے۔ اور حیرت زدہ مسلسل حضرت کی زیارت کرتے رہے،

کسی نے پوچھا کیا دیکھ رہے ہیں جواب دیا ایسی موہنی صورت پہلی بار دیکھا ہے۔ اتنے خوبصورت روپ بھی دنیا میں نہیں یہ پہلی بار مشاہدہ ہوا اس لئے آنکھ کے راستے سے دل کی مسند پر ان کو بیٹھا رہا تھا۔

خوبصورت کو سنورنے کی ضرورت کیا ہے
سادگی میں بھی قیامت کی ادا ہوتی ہے

یہ وقت کا بہت بڑا المیہ ہے کہ آج جس قدر لوگ ان سے جلتے ہیں شاید ہی کسی سے جلتے ہوں گے، لوگ ان کی شخصی عظمت سے جلتے ہیں۔ ان کی حیثیت عرفی سے جلتے ہیں۔ ان کے نام اور پروگرام سے جلتے ہیں۔ شہرت و مقبولیت سے جلتے ہیں۔ ان کے استقلال و استقامت سے جلتے ہیں۔

جب بھی آتا ہے میرا نام تیرے نام کے بعد
جانے کیوں لوگ میرے نام سے جل جاتے ہیں

غرض ان کی ہر ادا میں ندرت ان کی ہر صدا میں بانکپن ان کی ہر روش میں اچھوتا پن اور ان کے ہر انداز میں انفرادیت ہے۔ وہ محبت کرنے کی چیز ہیں ان پر عقیدت نچھاور کئے جائیں۔ وہ اپنانے کی چیز ہیں، انہیں اپنا بنایا جائے، وہ حق و صداقت کی آواز میں ان کا ساتھ دیا جائے۔ وہ مسلک حق کے علمبردار ہیں ان کی صف میں جگہ بنائی جائے۔ وہی اسلام و سنیت کا صیقل آئینہ ہیں۔ لہذا اپنی اپنی تصویر جگمگائی جائے۔ ان کی علمی جلالت عالمانہ، طمطراق کو سلام، ان کی شان استغناء اور جرأت اظہار کو سلام، ان کی استقامت علی الشریعت اور فکری استحکام کو سلام، ان کے دعائیہ کلمے اور فقہی ایک ایک جملے کو سلام۔

وہ عجیب پھول سے لفظ تھے تیرے ہونٹ جن سے مہک اٹھے
میرے دشت داغ میں دور تک کوئی باغ جیسے لگا گئے

☆☆☆

مولانا محمد توخیز انوار خان اعظمی، جامعہ رضویہ عزیزیہ، قصبہ دیوگاؤں، ضلع اعظم گڑھ یوپی

اسلام میں حسن اخلاق کو عظیم اہمیت حاصل ہے اسلام اپنے متبعین کو نہ صرف اس کی تلقین وتاکید کرتا ہے بلکہ اعلیٰ اخلاق زیور سے مزین ہونے کے ساتھ ساتھ بداخلاق کے برے اثرات ونتائج سے آگاہ کرتے ہوئے اس سے بچنے کی بھی ہدایت کرتا ہے۔ پیغمبر اسلام کی بعثت کے اغراض ومقاصد میں سے مکارم اخلاق کو پایہ تکمیل تک پہنچانا بھی ہے۔

حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ۔ ارشاد فرماتے ہیں "بعثت لاتمم مکارم الاخلاق[1] میں اس لئے بھیجا گیا تاکہ اخلاقی خوبیوں کو کمال تک پہنچادوں اور آپ کے اخلاق حسنہ کے متعلق قرآن ناطق ہے" وانک لعلی خلق عظیم[2] بلاشبہ آپ عظیم اخلاق کے مالک ہیں۔

انسان اگر اعلیٰ کردار، بلند اخلاق اور حسن اخلاق کے زیور سے آراستہ ہوجائے۔ بداخلاقی وبدکرداری کے لباس کو اتار کر پھینک دے۔ درشتی، سختی اور سنگ دلی اختیار کرنے کی بجائے تلطف ونرمی اور خوش خوئی کا مظاہرہ کرے تو اس کے گلشن حیات میں الفت ومحبت اور اخوت و بھائی چارگی کے ایسے پھول مسکرا اٹھیں گے جن کی خوشبو سے مشام عالم معطر ہوجائے گا ہر طرف چین وراحت اور امن وعافیت کی فرمانروائی ہوگی ظلم وبربریت قتل وغارت گری کا خاتمہ ہوجائے گا۔ اسلام کا یہ پیغام اخلاق آفاقی ہے اور ہر شخص کیلئے دعوت غور وفکر ہے۔

احادیث کریمہ کا مطالعہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق پر بہت زیادہ زور دیا ہے علماء کرام ومشائخ عظام جو وارث انبیاء ہوتے ہیں وہ اخلاق حسنہ، تواضع، عاجزی اور انکساری کا پیکر جمیل ہوتے ہیں اس لئے کہ بداخلاقی وبدکرداری اور غرور وتکبر علماء وصلحا کی شان نہیں کیوں کہ یہ امراض قلب سے ہیں اور ایسے شخص کے قلوب ان برائیوں کی آماجگاہ ہوتے ہیں ان میں اللہ ورسول کی محبت نہیں ہوتی اور ایسے شخص علماء حق اور صلحاء اور اولیاء نہیں ہوسکتے قرب خداوندی کے حصول کے لئے ان قلبی امراض سے پاک وصاف اور منزہ ہونا چاہیے۔

تزکیہ نفس، صفائے قلب اور کمال اطاعت الٰہی کی وجہ سے اولیاء کرام کا ظاہر وباطن تقویٰ وطہارت سے آراستہ ہوتا ہے اور جو اعمال وافعال اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں ان سے دور ونفور رہتے ہیں اخلاق حسنہ سے مزین اور اخلاق رذیلہ سے منزہ ہوتے ہیں

اخلاق حسنہ سے مزین ومتصف اولیاء کرام وعلماء اور صلحاء اتباع
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم پیکر ہوتے ہیں۔ان کی زندگیاں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنے اور آپ کے
اعمال کی اقتداء میں گزرتی ہیں کیوں کہ تصوف کی بنیاد حسن اخلاق
پر ہے اولیاء کرام تواتر سے تصوف کو اخلاق سے تعبیر کرتے ہیں۔
حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تصوف خوش اخلاقی
کا نام ہے۔حضرت شیخ ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک
تصوف سراپا اخلاق ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حسن اخلاق اور خوش
اخلاق کے مرتبہ وافضلیت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں
"اکمل المومنین ایمانا احسنهم خلقا "[3] تم میں کامل
ایمان والے وہ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔حضرت
ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم
علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا۔ ان المومن
لیدرک بحسن خلقه درجة الصائم القائم [4] بندہ مومن
اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے ان لوگوں کے مرتبہ ومقام حاصل
کرلیتا ہے جو رات بھر نفل نماز اور دن بھر نفل روزے رکھتے ہیں۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،ان صاحب حسن
الخلق لیبلغ به درجة صاحب الصوم و الصلوة [5] بے
شک خوش اخلاق آدمی اچھے اخلاق کے ذریعہ نفل روزہ رکھنے
والے اور نفل نمازیں پڑھنے والے کا درجہ پالیتا ہے۔

مذکورہ احادیث شریفہ سے یہ معلوم ہوا کہ اخلاق
کو اسلام میں ایک عظیم مقام حاصل ہے کہ ایک خوش اخلاق انسان
رات بھر عبادت کرنے والے اور دن بھر ہمیشہ روزہ رکھنے والے
کا مقام ومرتبہ حاصل کرلیتا ہے۔اولیاء کرام وصلحاء عظام حسن
اخلاق کے ساتھ ساتھ قائم اللیل اور صائم النھار ہوتے ہیں اسی
لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انہیں ایک خاص مقام حاصل ہوتا ہے۔

اولیاء کرام ومشائخ عظام کی زندگیاں عاجزی ونرم روی
اور تواضع سے مزین ہوتی ہے۔کیوں کہ تواضع کی اصل حقیقت یہ
ہے کہ تواضع تکبر وذلت میں اعتدال قائم کرتی ہے تواضع وانکساری
کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "وما
تواضع احدلله الارفعت الله "[6] جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے
تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے رفعت عطا فرماتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا بنظر
غائر مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تاجدار کائنات دین ودنیا
کے بادشاہ ہونے کے باوجود حد درجہ متواضع ، منکسر المزاج تھے
غلاموں مسکینوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے چھوٹا ہو یا بڑا
سلام کرنے میں سبقت فرماتے ، غرباء وفقراء اور مساکین کی
عیادت کے لئے تشریف لے جاتے ۔ بڑوں کی تعظیم چھوٹوں پر
شفقت آپ کا طرہ امتیاز تھا۔آپ کا ارشاد مبارک ہے۔حضرت
عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "لیس منامن لم
یرحم صغیرنا و یوقر کبیرنا "[7] جو چھوٹوں پر شفقت بڑوں
کی تعظیم نہیں کرتا وہ ہم سے نہیں۔

یہ سب وہ اوصاف حمیدہ اور خصائل کریمہ ہیں جن
پر عمل پیرا ہونے سے قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ
مرتبۂ ولایت عطا فرما کر اپنے خاص بندوں میں شامل فرمالیتا ہے
جو بندہ رضا الٰہی کی خاطر علماء وصلحا کا احترام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو
رفعت وعظمت اور قدر ومنزلت عطا فرماتا ہے لوگوں کے قلوب اس
کے لئے مسخر کر دیتا ہے۔حسن اخلاق ، بلند کردار، تواضع، عاجزی
بڑوں کا ادب اور علماء وصلحاء کا احترام یہ سب چیزیں اللہ رب
العزت نے جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضرت تاج الشریعہ دام

ظلہ میں بدرجہ اتم ودیعت فرمائی ہے۔ مذکورہ اوصاف کے متعلق احادیث نبویہ کی آپ منہ بولتی تصویر ہیں اور سچے مصداق ہیں۔

قائد ملت حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ، حضرت محدث کبیر مدظلہ العالی، نجیب الطرفین سید نجیب حیدر صاحب برکاتی، عزیز ملت حضرت مولانا عبد الحفیظ صاحب عزیزی مبارکپور وغیرہ علماء ومشائخ کے ساتھ آپ کا حسن سلوک اسٹیج پر نشست و برخاست جلوت وخلوت میں گفت وشنید کے دوران آپ کے معاملات کو پڑھا اور سنا ہے ان لوگوں کی آمد پر گرمجوشی سے اھلاً وسھلاً استقبال کرنا دیکھا گیا ہے زیر نظر مضمون کی مناسبت سے ایک چشم دید واقعہ ہدیہ قارئین ہے جو علماء کے ساتھ تواضع اور ان کا ادب واحترام کرنے کی زندہ مثال ہے۔

اگر میری قوت حافظہ میری رفاقت کر رہی ہے تو ۱۹۹۶ء کا واقعہ ہے کہ ملک کی عظیم دینی درس گاہ الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی فیض آباد یوپی میں سالانہ ''جشن دستار فضیلت'' کا پر بہار موقع تھا، فارغین اپنی دستار کی تیاریوں میں مصروف تھے اور طلبہ جامعہ اپنی قسمت پر نازاں تھے کہ آج پر مسرت موقع پر جانشین حضور مفتیٔ اعظم ہند تاج الشریعہ حضرت علامہ ازہری میاں صاحب قبلہ جشن کی سرپرستی فرمائیں گے اور اپنے دست مبارک سے تاج فضیلت اور سند فراغت سے نوازیں گے۔

حضرت تاج الشریعہ کی آمد پر جامعہ کے طلبہ واساتذہ اور قرب وجوار کے عقیدتمندان اہل سنت نے نہایت شاندار اور پرجوش استقبال کیا۔ ادب واحترام اور شان وشوکت کے ساتھ آپ کو قیام گاہ لے جایا گیا۔

بعد نماز عشاء سلطان العلماء نعمان ملت حضرت علامہ الحاج محمد نعمان خاں صاحب قادری اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۲۹ فروری ۲۰۰۸ء) سابق پرنسپل الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی فیض آباد اور حضرت مولانا قاری جلال الدین صاحب قادری ناظم اعلیٰ الجامعۃ الاسلامیہ حضرت تاج الشریعہ کی زیارت وملاقات کے لئے حاضر خدمت ہوئے سلام وخیریت اور مصافحہ کے بعد دونوں حضرات زمین پر بیٹھ گئے راقم الحروف بھی پیچھے ایک طرف زمین پر بیٹھ گیا۔ حضرت تاج الشریعہ تخت پر جلوہ بار تھے جب یہ حضرات زمین پر بیٹھے حضرت بھی تخت سے اتر کر نیچے تشریف فرما ہوئے اور فرمایا آپ حضرات زمین پر بیٹھیں گے تو میں بھی زمین پر بیٹھوں گا ان حضرات نے اصرار کیا کہ حضرت تخت پر ہی تشریف رکھیں مگر حضرت نے انکار کیا اور زمین پر بیٹھ کر محو گفتگو ہوئے اور کافی دیر تک گفت وشنید کا سلسلہ چلتا رہا۔

راقم الحروف حضرت تاج الشریعہ کی اس ادائے فقیرانہ سے حد درجہ متاثر ہوا کہ علماء حق اور صلحاء کرام کی یہی شان ہوتی ہے کہ غیروں کو حقیر وکمتر نہیں سمجھتے سچ فرمایا تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو اللہ کے بندوں کی تعظیم وتوقیر کرتا ہے مرضی الٰہی کی خاطر تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو رفعت وعظمت اور مقبولیت عطا فرماتا ہے یہی وجہ ہے کہ آج ہند بیرون ہند تاج الشریعہ کی شخصیت مقبول خاص وعام ہے۔ اللہ تعالیٰ تاج الشریعہ کے علم وعمل میں برکتیں عطا فرمائے اور اہلسنت پر آپ کا سایہ ہمایوں ہمیشہ قائم رکھے۔ آمین۔

کیوں نہ پہنچیں اہل سنت منزل مقصود کو
جب ہیں میر کارواں اختر رضا خاں قادری

مراجع

۱- سنن کبریٰ۔ از امام بیہقی۔ مصنف ابن ابی شیبہ
۲- سورہ قلم، آیت نمبر پارہ ۲۹
۳- سنن ترمذی، حدیث نمبر ۱۱۹۵ باب ماجاء فی حق الزوجۃ
۴- سنن ابوداؤد، باب فی حسن الخلق حدیث نمبر ۴۸۰۰
۵- سنن ترمذی، باب ماجاء فی حسن الخلق، حدیث نمبر ۲۱۳۴
۶- صحیح مسلم شریف، باب فی استحباب العفو والتواضع، حدیث نمبر ۶۷۵۷
۷- معجم کبیر للامام طبرانی، حدیث نمبر ۱۲۱۱۰

ایک فقید المثال شخصیت

حافظ محمد شمس الحق رضوی، ڈائریکٹر رضا ہوزری لدھیانہ، پنجاب ☆09815130892

حضور تاج الشریعہ کی شخصیت جہاں دور حاضر میں منفرد اور فقید المثال ہے وہیں بے پناہ اوصاف وخصوصیات کی حامل ہے۔ علم وحکمت، فضل وکمال، اتباع شریعت وطریقت، عبادت و ریاضت، عزم واستقامت، ایفائے عہد، تواضع ومنکسر المزاجی، تقوی وطہارت، زہد وورع، سادگی، فروتنی، عرفان وآگہی اور کردار کی بلندی میں اپنی مثال آپ ہے۔ آپ علمی تبحر کے ساتھ ساتھ بیک وقت عربی، فارسی، اور انگریزی جیسی عالمی زبانوں میں کامل مہارت اور قدرت ولیاقت رکھتے ہیں۔ آپ کی شخصیت علمی و عالمی ہونے کے ساتھ آپ کے فضائل وکمالات اور خدمات و کارنامے کا ڈنکا آج شش جہات عالم میں بج رہا ہے۔ آج آپ کی ذات اپنے خانوادے کے علمی وعملی میراث کی مکمل طور سے وارث وضامن اور دنیائے اسلام کے لیے مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔

حضرت مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب بستوی، صدر مرکزی دار الافتا بریلی شریف آپ کے کمالات علمی وعملی پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا قادری بریلوی، حضرت مفسر اعظم مولانا محمد ابراہیم رضا قادری، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا قادری، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا قادری سب ہی حضرات گرامی کے کمالات علمی وعملی سے آپ کو گراں قدر حصہ ملا ہے۔ فہم وذکا، قوت حافظہ واتقا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ سے، جودت طبع ومہارت تامہ (عربی ادب) حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ سے، فقہ میں تبحر واصابت حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ سے، قوت خطابت وبیان پدر بزرگوار حضرت جیلانی میاں قدس سرہ سے۔ گویا مذکورۃ الصدر ارواح اربعہ سے وہ تمام کمالات علمی و عملی آپ کو وراثۃً حاصل ہوگئے ہیں جس کی رہبر شریعت وطریقت کو ضرورت ہوتی ہے۔ (پیش گفتار شرح حدیث نیت ملخصا)

یہی وجہ ہے کہ معروف علما ومفتیان شریعت جہاں آپ کے علمی فضل وکمال، اور بلندی کردار کا کھلے دل سے اعتراف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں وہیں آپ کو آپ کی علمی جلالت کے اعتراف میں شایان شان القابات وخطابات سے بھی نوازا ہے۔

عالم عرب کے مشہور عالم دین، کثیر التصانیف بزرگ فضیلۃ الشیخ حضرت العلام مولانا شیخ محمد بن علوی مالکی شیخ الحرم مکہ معظمہ علیہ الرحمہ اور قطب مدینہ حضرت علامہ مولانا شاہ ضیاء الدین مدنی

رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ وتلمیذ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ نے آپ کو ''تاج الشریعہ''، ''مرجع العلماء والفضلاء'' جیسے عظیم القابات سے نوازا ہے۔ ابھی پچھلے دو سال پہلے نومبر ۲۰۰۵ء میں شرعی کونسل آف انڈیا کے زیر اہتمام ملک بھر سے آئے جید علماء و مفتیان کرام نے آپ کو ''قاضی القضاۃ فی الہند'' کا خطاب دیا ہے جسے ملک بھر کے علماء و مشائخ نے قبول کیا ہے۔

مذکورہ بالا خطابات و القابات وہ ہیں جسے مولانا شہاب الدین رضوی صاحب نے ''حیات تاج الشریعہ'' ص ۹ پر درج کیا ہے۔ ورنہ اس کے علاوہ اس طرح کے بے شمار خطابات والقابات ملک و بیرون ملک کے اصحاب علم وفضل اور دانشوران نے آپ کے علمی تبحر، فضل وکمال اور بلند خدمات وکارنامے کے اعتراف میں دیا ہے۔ جس کا ذکر یہاں طوالت سے خالی نہیں۔

راقم السطور کو مرشد برحق، پیر طریقت سیدی وسندی تاج الاسلام حضرت علامہ مفتی شاہ محمد اختر رضا خاں قادری ازہری دامت برکاتہم القدسیہ کی سب سے پہلے زیارت کا شرف ۱۹۸۷ء میں کٹیا نیپال کے عظیم الشان ''رسول اعظم کانفرنس'' حاصل ہوا اور اسی جلسہ میں آپ کے دست حق پرست پر بیعت بھی ہوا۔ پہلی ہی نظر میں آپ کی علمی جلالت، تقویٰ وطہارت اور عظمت وبزرگی کا سکہ میرے دل پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد سے تو سینکڑوں بار دور و قریب سے حضرت کی زیارت بافیض سے مشرف ہوا۔ اسی جلسہ میں آپ نے مہوتری نیپال سے تعلق رکھنے والی ہندوستان کی معروف دینی وعلمی شخصیت، استاذ العلماء حنیف ملت حضرت علامہ ومولانا محمد حنیف قادری علیہ الرحمۃ کو خلافت واجازت سے بھی سرفراز فرمایا تھا۔ جنھوں نے نیپال اور قرب وجوار کے علاقے میں زبردست علمی وتبلیغی خدمات انجام دی۔

آج آپ کی بین الاقوامی شہرت ومقبولیت اور پذیرائی و محبوبیت کو دیکھ کر برملا دل اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ یہ مقبولیت آپ کو من جانب اللہ حاصل ہے۔ اور بہت سے باکمال علماء و مشائخ کو میں نے اس کا اظہار واعتراف کرتے ہوئے دیکھا اور سنا ہے کہ حضرت تاج الشریعہ ازہری میاں صاحب قبلہ کو خلق خدا میں یہ مقبولیت اللہ رب العزت کا خاص عطیہ اور انعام ہے جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو عظیم دینی خدمات کے لیے منتخب کرنا چاہتا ہے تو بواسطہ جبریل علیہ السلام اس کی محبوبیت کا اعلان کراتا ہے اور فرماتا ہے ''مجھ کو فلاں بندے سے محبت ہے تم اس سے محبت کرو'' چنانچہ حضرت جبریل کو اس بندے سے محبت ہوتی ہے اور وہ آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو فلاں بندے سے محبت ہے تم سب اس سے محبت کرو۔ چنانچہ آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر زمین میں اس کی مقبولیت عام ہو جاتی ہے یعنی زمین پر رہنے والوں کے دلوں میں اس کی محبت ہو جاتی ہے خود اس کی طرف دل مائل ہونے لگتا ہے۔
(مشکوٰۃ المصابیح)

اس حدیث پاک کے مکمل مظہر ہیں حضور تاج الشریعہ جس کا زندہ ثبوت عالمی سطح پر آپ کی غیر معمولی مقبولیت اور مرجعیت ہے۔

میں ہندوستان کے جس ضلع سے تعلق رکھتا ہوں وہ ہندوستان کا مردم خیز، علمی وتاریخی شہر سیتامڑھی ہے جہاں ایک سے ایک علم وفن کے شہسوار پیدا ہوئے۔ اسی ضلع کا ایک معروف قصبہ پوکھریرا شریف ہے جہاں اپنے وقت کے عارف باللہ سیدنا عبدالرحمٰن سرکار محبی پوکھریروی ہیں۔ آپ اعلیٰ حضرت کے احب الخلفاء میں سے ہیں۔ جنھوں نے اس پورے علاقے میں اسلام و سنیت کی بے لوث خدمات انجام دی۔ اس پورے علاقہ میں آج جو دین وسنیت کی بہاریں ہیں وہ انھیں کی مرہون منت ہیں۔

پورے علاقے سے بدعقیدگی کے طوفان کو آپ نے مضبوطی کے ساتھ روک دیا۔ اور اسلام وسنیت کی اشاعت کے لیے آہنی ستون بن کر ڈٹے رہے۔ آپ نے جہاں مدارس و مساجد کے قیام کے ذریعہ دین کی خدمت کی وہیں پورے علاقے میں اپنے وعظ و ہدایت کے ذریعہ خلق خدا کی خوب خوب رہنمائی کی۔ آپ کا قائم کردہ دینی وعلمی ادارہ مدرسہ نور الہدیٰ پوکھریا آج بھی طالبان علوم نبویہ کی علمی پیاس بجھا رہا ہے۔ آپ نے حدیث، تفسیر، اسلامیات میں کثیر تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ اصلاح عوام کے لیے آپ نے ایک دینی وعلمی مجلہ بھی جاری کیا تھا جو آپ کے بعد بند ہو گیا۔ آپ کے ایک علمی رسالہ پہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ کی زبردست تقریظ جلیل بھی ہے، جس سے آپ کے اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے درمیان علمی وفکری روابط کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت سے گہرے تعلقات ہی کا نتیجہ ہے کہ خانوادہ رضویہ کے مشائخ کرام میں حضور حجۃ الاسلام، مفتی اعظم ہند، ریحان ملت وغیرہم سیتامڑھی کا تبلیغی دورہ فرماتے رہے اور سیتامڑھی کے باشندگان سنی مسلمانوں کی علمی وعملی اور دینی رہنمائی فرماتے رہے۔

مرشد گرامی حضور ازہری میاں صاحب قبلہ دامت فیوضہ بھی متعدد بار ضلع سیتامڑھی میں اپنے تبلیغی دورے اور پروگرام کے تحت تشریف لائے۔ پورے علاقے میں آپ کے ہر ہر پروگرام میں آپ کی آمد پہ مسرت اور خلق خدا کا ہجوم دیدنی تھی۔ اس ضلع کے سینکڑوں مواضعات تو ایسے ہیں جہاں کی پوری پوری آبادی آپ کی زیارت کے بے تابانہ اشتیاق اور دست بوسی وقدم بوسی کے لیے امنڈ آئی اور شرف بیعت سے مشرف ہوئی۔ یہاں تک کہ اکثر علاقے کے غیر مسلم بھی آپ کے نورانی چہرے کی زیارت کے بعد بہت اچھے الفاظ سے آپ کو یاد کرتے نظر آئے۔

خلق خدا کا جس قدر بے ساختہ ہجوم میں نے ان علاقوں میں حضرت قبلہ ازہری میاں کے لیے مشاہدہ کیا وہ کسی اور کے تعلق سے آج تک دیکھنے کو نہ ملا۔ اس قدر مقبولیت فی الخلق یقیناً آپ کے بارگاہ الٰہی میں مقبولیت پہ شاہد عدل ہے۔ ایک عربی شاعر کے مندرجہ ذیل اشعار آپ کے اخلاق واوصاف اور قبول فی الخلق کے تعلق سے ہمارے احساسات کے مکمل ترجمان ہے:

شاعر کہتا ہے:

يبين نور الضحى من نور طلعته	كالشمس ينجاب عن اشراقها الظلم
يغضي حياء و يغضى من مهابته	فما يكلم الا حين يبتسم
سهل الخليقة لا يخشى بوادره	يزينه اثنان حسن الخلق و الشيم
مشتقة من رسول الله نبعته	طابت عناصره و الخيم و الشيم
كلتا يديه غياث عم نفعهما	تستوكفان و لا يعروهما عدم
من معشر حبهم دين و بغضهم	كفر و قربهم منجى و معتصم

(۱) ان کی پیشانی کی چمک سے ظلمتیں دور ہوتی ہیں، جس طرح طلوع آفتاب سے اندھیرا چھٹ جاتا ہے۔

(۲) شرم وحیا کی وجہ سے آنکھیں نیچی رکھتے ہیں، اور ان کی ہیبت سے لوگوں کی آنکھیں جھک جاتی ہیں۔

(۳) وہ نرم خو ہیں، ان کی خصلتیں پوشیدہ نہیں ہیں، خوش خلقی اور خوش مزاجی نے زینت بخشی ہے۔

(۴) ان کی صفات، صفات رسول اللہ کی آئینہ دار ہیں۔ ان کی عادتیں وخصلتیں بہت خوب ہیں۔

(۵) دونوں ہاتھ موسلا دھار بارش کی طرح فیض رساں ہیں چاہے مال ہو یا نہ ہو۔

(۶) وہ اس مقدس گروہ کے فرد فرید ہیں، جن کی محبت دین ہے اور بغض کفر، ان کا قرب نجات دینے والا ہے۔

(بحوالہ حیات تاج الشریعہ۔ ص ۶،۷)

آپ کی زندگی کا ہر ہر لمحہ خلق خدا کی رشد وہدایت اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں بسر ہو رہا ہے۔ عالمی سطح پر آپ کے تبلیغی دورے سے خلق خدا آپ سے بھرپور مستفیض ہو رہی ہے۔ آپ کی زندگی اسلاف کی زندگی کا مکمل نمونہ پیش کرتی ہے۔ کسی بزرگ نے کامل زندگی کے لیے اپنے دو شعر میں معیار زندگی کو اس طرح پیش کیا ہے: شاعر کہتا ہے:

عاشق را شش نشان ست اے پسر
آہ سرد، زرد رنگ و چشم تر
گرترا پرسیدند سہ دیگر کو ام
کم خوردن، کم گفتن و نخفتن حرام

ان اشعار میں شاعر نے بیان کیا ہے کہ جو لوگ عشق کا دعویٰ کرتے ہیں ان کی صداقت کی یہ نشانیاں ہیں۔ (۱) ٹھنڈی آہیں بھرنا (۲) خوف الٰہی سے رنگ پیلا ہونا (۳) اور آنکھ کا روتے رہنا (۴) کم کھانا (۵) کم بولنا (۶) اور نہ سونا یعنی بیدار رہنا۔

یہ نشانیاں حضرت قبلہ ازہری میاں صاحب کے اندر پوری کی پوری پائی جاتی ہیں۔ آپ کے دربار کے حاضر باشوں اور صحبت بافیض میں رہنے والوں کا بیان اس تعلق سے اہمیت کا حامل ہے۔ جو لوگ سفر وحضر میں شب وروز آپ کی صحبت میں رہتے ہیں۔ اور آپ کے معمولات ومشاغل دیکھتے ہیں۔ ان کے بیان کے مطابق بلکہ عام مشاہد کی زبانی بھی ان کی تصدیق ہوتی ہے کہ وظائف و معمولات اور تلاوت قرآن کریم اور خوف خدا میں آنسو بہانا اور بیدار رہنا آپ کی زندگی کا محبوب مشغلہ ہے۔ اس طرح آپ کی زندگی شریعت وطریقت اور سنت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مکمل طور سے ڈھلی ہوئی نظر آتی ہے۔

اس کے ساتھ ہی آپ کی حق گوئی وبے باکی بھی عام پیروں کے لیے نمونہ عمل ہے۔ آپ کبھی بھی کسی منفعت کا خیال نہ رکھتے ہوئے ہر کسی سے جس سے خلاف شرع امور انجام پاتا ہوا دیکھتے ہیں بلا کسی خوف کے برملا اس پر اظہار کرتے ہیں۔ اور اس سے منع کرتے ہیں۔ اس وقت آپ کسی کی ناراضگی کا ذرہ برابر بھی خیال نہیں رکھتے ہیں۔ اس حق گوئی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ پہلے سے زیادہ آپ کی استقامت وعزیمت کا قائل اور عقیدت مند ہو جاتا ہے۔ آپ کی شان حق گوئی کو بتاتے ہوئے آپ کے سوانح نگار مولانا شہاب الدین رضوی لکھتے ہیں:

"اللہ رب العزت نے جانشین مفتی اعظم کو جن گوناگوں صفات سے متصف کیا ہے۔ ان صفات میں ایک حق گوئی اور بے باکی بھی ہے۔ آپ نے کبھی بھی صداقت وحقانیت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ چاہے کتنے ہی مصلحت کے تقاضے کیوں نہ ہوں۔ چاہے کتنے ہی قید وبند، مصائب وآلام اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہننا پڑیں۔ کبھی کسی کو خوش کرنے کے لیے اس کی منشا کے مطابق فتویٰ نہیں تحریر فرمایا۔ جب کبھی فتویٰ تحریر فرمایا تو اپنے اسلاف، اپنے آباء واجداد کے قدم بقدم ہوکر تحریر فرمایا۔ جس طرح جد امجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی اور مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی نے بے خوب وخطر فتاوے تحریر فرمائے۔ اسی طرح اپنے اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جانشین مفتی اعظم نظر آتے ہیں۔ اس حق گوئی کے شواہد آج آپ کے ہزاروں فتاویٰ اور واقعات ہیں۔ جو ملک اور بیرون ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔

(حیات تاج الشریعہ۔ ص ۲۳)

مولانا شہاب الدین صاحب رضوی کے اس مذکورہ اقتباس کی اگر تفصیل کی جائے اور واقعاتی حوالے سے اس کے شواہد پیش کیے جائیں تو اس کے لیے دفتر کا دفتر درکار ہے۔ یہاں محض ایک واقعہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

نسبندی کے تعلق سے حکومت وقت کے سامنے آپ کی حق گوئی اور تصلب فی الدین کا تذکرہ کرتے ہوئے مولانا شہاب الدین لکھتے ہیں:

''اندرا گاندھی سابق وزیر اعظم ہند کا مزاج آمرانہ تھا، ان کے دور اقتدار میں عوام پر ظلم و جبر کیا گیا، کانگریس پارٹی کی ساری قوت کا نقطہ ارتکاز صرف اور صرف اندرا گاندھی کی ذات تھی۔ انھوں نے یہ سب بلاشرکت غیر اقتدار پر اپنی گرفت قائم رکھنے کے لیے ہی کیا تھا۔ وہ سیاسی مخالفین کو بے دردی سے کچل دینے کے لیے سخت سے سخت اقدام کرنے میں بھی کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتی تھیں۔ اندرا گاندھی کے ساتھ ان کے بیٹے سنجے گاندھی کا تانہ شاہی نظریہ پس پشت کام کر رہا تھا۔ ۱۹۷۵ء میں پورے ملک میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا گیا، تمام شہریوں کے بنیادی حقوق سلب کر لیے گئے، رقیبوں کو قید سلاسل میں جکڑ کر نذر زنداں کر دیا گیا، ''میسا'' جیسے جابر قانون کو نافذ العمل کر دیا گیا۔ ان تمام حالات کے ساتھ ہی دو سے زیادہ بچہ پیدا کرنے پر سختی سے پابندی عائد کر دی گئی اور ان لوگوں پر نسبندی کرنا ضروری قرار دے دیا۔ پولیس عوام کو جبراً پکڑ پکڑ کر نسبندی کرا رہی تھی، اسی اثناء میں نسبندی کے جواز یا عدم جواز پر شرعی نقطہ نظر جاننے اور عمل کرنے کے لیے دار الافتاء بریلی سے عوام نے رجوع کرنا شروع کر دیا۔ دوسری طرف دیوبند کے دار الافتاء سے قاری محمد طیب مہتمم دار العلوم دیوبند نے نسبندی کے جائز ہونے کا فتویٰ دے دیا۔ ملک کی ہیجانی کیفیت اور امت مسلمہ میں انتشار کو دیکھتے ہوئے جابر و ظالم حکمران کے خلاف تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے حکم پر تاج الشریعہ نے نسبندی کے حرام و ناجائز ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا۔ اس فتویٰ پر حضور مفتی اعظم کے علاوہ حضرت مولانا مفتی قاضی عبد الرحیم بستوی، مولانا مفتی ریاض احمد سیوانی کے دستخط ہیں۔

فتویٰ کی اشاعت کے بعد حکومت نے اس بات کے لیے دباؤ ڈالا کہ یہ فتویٰ واپس لے لیا جائے مگر حضرت نے فتویٰ سے رجوع کرنے سے انکار کر دیا اور نمائندگانِ حکومت سے صاف صاف کہہ دیا گیا کہ فتویٰ قرآن و حدیث کی روشنی میں لکھا گیا ہے کسی بھی صورت میں واپس نہیں لیا جا سکتا''۔ (حیات تاج الشریعہ۔ ص ۲۲، ۲۳)

تصلب فی الدین اور استقامت بالشریعت کے ساتھ ساتھ تقویٰ شعاری کے سلسلے میں بھی آپ کی شخصیت اس دور قحط الرجال میں یقیناً نمونہ عمل کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ جہاں خود شریعت پہ عمل کے سلسلے میں ایک کوہ گراں کی حیثیت رکھتے ہیں وہیں اپنے مریدین و متوسلین کو ہمہ وقت عمل بالشریعت کی تلقین کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جہاں تھوڑا بھی خلاف شرع عمل ہوتے دیکھا آپ اس کو بروقت تنبیہ فرماتے ہیں۔ لیکن اس تنبیہ فرمانے میں آپ مکمل موعظت حسنہ پر عمل پیرا دکھائی دیتے ہیں۔ صحیح مسئلہ سے آگاہی ایسے لب ولہجہ اور مشفقانہ انداز میں فرماتے ہیں کہ وہ بات ہمیشہ کے لیے لوح دل پر نقش ہو جاتی ہے۔ ۱۹۹۵ء کا وہ واقعہ مجھے آج تک یاد ہے جب میں مراد آباد سے ایک سفر کے سلسلے میں حافظ محمد مسلم صاحب اشرفی کٹیا نیپال کے ساتھ دہلی کے لیے آیا۔ حسن اتفاق دہلی اسٹیشن پہ حضور تاج الشریعہ کی زیارت ہوئی ہم دونوں بے ساختہ حضور کی قدم بوسی و دست بوسی کے لیے بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سلام و دست بوسی و قدم بوسی سے نیاز مندی حاصل کی۔ اتفاق سے اس وقت میں چین والی گھڑی پہنے ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: آپ یہ گھڑی پہنے ہوئے ہیں۔ اسے پہن کر نماز بھی پڑھتے ہوں گے۔ پھر آپ نے بڑی شفقت سے پورے مسئلہ کو تفصیل سے بیان فرمایا اور چین والی گھڑی نہ پہننے کا حکم دیا۔ پھر کیا تھا میں نے اسی وقت اس گھڑی کو ہاتھ سے نکال دیا۔ جب سے آج تک میں

نے چین والی گھڑی نہیں پہنی۔ اس سفر پر ظفر میں میں نے پہلی بار ڈیڑھ گھنٹے حضرت کے روبرو رہا اور خدمت کی سعادت بھی میسر آئی۔ اس ڈیڑھ گھنٹے میں آپ کے پند و نصائح سے میں نے ایسے فیوض و برکات حاصل کیے جسے میری کوتاہ قلم حیطۂ تحریر میں لانے سے عاجز ہے۔ پہلی بار کسی نجی مجلس میں آپ کی شیریں گفتار اور رس گھولتی ہوئی انداز نصیحت کے لطف سے میں محظوظ ہوا تھا۔ جی تو یہ چاہ رہا تھا کہ یہ گھڑی دراز ہوتی رہے اور میں آپ کے رخ روشن کی زیارت سے اپنے دل کے بند دریچے کھولتا رہوں لیکن پھر آپ کو کسی سفر کے لیے فوراً روانہ ہونا تھا۔ آپ نے مجھ فقیر کو ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا اور رخصت ہو گئے۔ آج ان دعاؤں کا ثمرہ رضا ہوزری لدھیانہ اور ازہری مارکیٹ پریہار اور ازہری کمپلیکس سرسنڈ سیتامڑھی کی شکل میں عام لوگوں کے مشاہدے میں ہے۔

سچا تعلق باللہ اور خوف وخشیت خداوندی کہ انسان جہاں کہیں بھی ہو مالک حقیقی سے اس کا رابطہ نہ ٹوٹے۔ خوف وخشیت اس کے دل میں ہمہ وقت قائم رہے اللہ تعالیٰ سارے مسلمانوں کو اپنا خوف عطا فرمائے۔

استقامت بالشریعت کے ساتھ ساتھ آپ استقامت مسلک کے سلسلے میں بھی مثالی شخصیت ہیں۔ آج عام طور سے لوگ صلح جویانہ رویہ اپنائے ہوئے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج صلح کلیت کا فتنہ بڑی تیزی کے ساتھ پنپ رہا ہے۔ حضور تاج الشریعہ مسلک کے معاملے میں بھی کسی قسم کی صلح پسندانہ رویہ کے قائل نہیں آپ ہر جگہ برملا "مسلک اعلیٰ حضرت" کی تبلیغ کرتے نظر آتے ہیں۔ بڑی مجلس یا جلسہ عام ہو یا چھوٹی مجلس ہو۔ بیعت وارادت کا معاملہ ہو یا وعظ و نصیحت کا آپ اپنی نصیحت میں "مسلک اعلیٰ حضرت" پہ استقامت کی تلقین اور بیعت وارادت کے وقت برملا اپنے مریدین و متوسلین سے مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت کا وعدہ لیتے ہیں۔ بدمذہبوں وبدعقیدوں خصوصاً وہابیوں، نجدیوں، شیعوں اور قادیانیوں سے میل جول نہ رکھنے کی سخت تاکید کرتے ہیں۔ آپ اس معاملے میں کسی کی ملامت یا رضا کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے، خواہ مرید کتنا ہی بااثر اور اہل ثروت کیوں نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے مریدین و معتقدین مسلک کے معاملے میں پورے پکے ہوتے ہیں۔ وہ کسی مصلحت وقت کے قائل نہیں ہوتے۔ اپنے مسلک و شناخت کا ہر جگہ برملا اظہار کرتے نظر آتے ہیں۔

بلاشبہ جس طرح محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کی پہچان ہے اسی طرح عصر حاضر میں سیدنا امام اہل سنت، مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی محبت سنیت وحقانیت کی پہچان ہے۔ اور میں تو یہ کہتا ہوں کہ فی زمانہ حضور تاج الشریعہ سے محبت مسلک اعلیٰ حضرت سے محبت ہے اور ان سے بغض مسلک اعلیٰ حضرت سے بغض ہے۔

دعا ہے مولیٰ عزوجل ہم سنی مسلمانوں پہ حضور تاج الشریعہ کی حیات بابرکات کا سایہ وظل ہمایوں تادیر قائم رکھے اور ہم سب کو مسلک اعلیٰ حضرت پہ عامل اور اس کی تبلیغ کی توفیق رفیق عطا فرمائے آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

ایک مقناطیسی شخصیت

مولانا محمد امام الدین قادری: الأزہر الشریف کلیۃ اللغات والترجمۃ قسم الدراسات الاسلامیۃ الانجلیزیۃ، القاہرۃ مصر
Emial ID: mdimamudin@yahoo.com

خدائے عزوجل نے جب اس عالم پاک کو معرض وجود میں لایا تو اس عالم رنگ وبو کو اپنی حکمت کاملہ سے ہر طرح سے سنوارا اور رشد وہدایت کے لیے انبیاء کرام کا مقدس سلسلہ شروع کیا۔ اس کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا تھا اور انتہا ہمارے آقائے نامدار احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات پر ہوئی اسی لیے اللہ تبارک وتعالی نے خاتمیت کی مہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ثبت کردی اور ارشاد فرمایا کہ ﴿ما كان محمد أبا أحد من رجال لكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين وكان الله بكل شئى عليما﴾ (سورۂ احزاب آیت ۴۰) پھر صاحب آیت کریمہ وعلمك مالم تكن تعلم منبع علم وحکم، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے وضاحت فرمادی کہ "لا نبي بعدي" (بخاری ومسلم) لیکن جب انبیاء کرام کا سلسلہ بند ہوگیا تو اب تبلیغ دین کی عظیم ذمہ داریوں کا بیڑا امت کے علماء کرام کے کندھوں پر پڑا اور علماء کے بارے میں اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے "العلماء ورثة الأنبياء" (ترمذی باب: ماجاء في الفقه على العبادة) اور اب علماء کا تسلسل جاری ہے تا قیام قیامت جاری رہے گا جو اپنے قول وعمل سے ہر زمانے میں اور ہر علاقے میں جادۂ حق کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرتے رہیں گے۔ انہیں علمائے کرام سے بقیۃ السلف عمدۃ الخلف سیدی مرشدی جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری دامت برکاتہم القدسیہ کی عظیم ہستی ہے جن کی عبقریت کا اعتراف ہر ایک کو ہے۔ آپ نے مرکز علم وفن سرزمین بریلی شریف خانوادۂ رضا میں اپنی آنکھیں کھولیں اور خاندانی روایت کے مطابق دینی وعصری تعلیم مکمل کی۔ آپ کی شخصیت زہد وتقوی، عہد ووفا، پیکر تسلیم ورضا اور حسن اخلاق کی جامع مرقع ہے۔ آپ کو دیگر بزرگان دین کی طرح سلسلۂ قادریہ میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے خاص نسبت ہے۔ آپ اللہ عزوجل اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری یعنی قرآن وسنت پر کاربند رہنے کے بعد حضرت غوث پاک کی تعلیمات مقدسہ پر خصوصی طور پر عمل کرتے ہیں اور اپنے ہر بیان سے پہلے یہ اشعار لازمی طور سے پڑھتے ہیں

غوث اعظم بمن بے سروساماں مددے
قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

انتظار کرم تشت من تہی را
اے خدا! جود خدا دین خدا خداواں مدے

اسی لیے تو قدرت کاملہ نے آپ کو اپنی بہترین نعمتوں سے سرفراز فرمایا ہے۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "اگر مسائل نہ ہوتے تو تمام لوگ عابد و زاہد بن جاتے لیکن مسلمانوں پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ صبر کا دامن چھوڑ دیتے ہیں اور اپنے رب سے دور ہو جاتے ہیں یاد رکھو! جو صبر کے امتحان میں پورا نہ اترا وہ عطائے الٰہی سے محروم رہ گیا۔" حضور غوث پاک صبر ہی کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی قرار دیتے ہیں کیونکہ اللہ عزوجل کا فرمان مقدس ہے " **إن الله مع الصابرين** " (سورہ البقرہ آیت ۱۵۳) بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے کہ ایک مرتبہ صحابی رسول نے عرض کیا یا رسول اللہ! **ما الإيمان** ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " **الصبر والسماحة** " صبر اور سخاوت (شعب الایمان)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے کہ " **الصبر من الإيمان بمنزلة الرأس من الجسد فإذا ذهب الصبر ذهب الإيمان** " صبر ایمان کا حصہ ہے جیسے سر جسم کا تو صبر کا فوت ہونا ایمان کا ختم ہونا ہے (مصنف ابن ابی شیبہ ج: ۷، ص: ۲۲۹) حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے " **الصبر نصف الإيمان** " صبر آدھا ایمان ہے۔ (مستدرک ج: ۸، ص: ۳۳۶) اسی لیے ان فرمودات کے بنا پر حضور غوث پاک کے نزدیک صبر ہی عبد اور معبود کے درمیان رشتہ کو مزید مستحکم کرتا ہے صبر و رضا کو چھوڑ دینا آپ کی تعلیمات کے منافی ہے۔ حضور تاج الشریعہ کے لیے سلسلہ قادریہ کی یہ تعلیمات آپ کی حیات طیبہ کا جزء لاینفک بن چکا ہے کیوں کہ آپ کی زندگی میں بے شمار نشیب و فراز آئے آپ نے صبر کا دامن کبھی نہیں چھوڑا دشمنوں اور حاسدوں نے آپ کو بہتیرے تنقیدوں کا ہدف بنایا اور الزام تراشیاں کیں اور ہر طرح اس مرد آہن کو اسلاف کی پیروی سے روکنے کی کوشش کی لیکن آپ نے صبر سے کام لیا اور مسلک اعلیٰ حضرت پہ گامزن رہے۔

آپ بارگاہ غوثیت میں محبت و عقیدت کا گلدستہ لیے یوں عرض گزار ہیں

صدقہ رسول پاک کا جھولی میں ڈالدیں
ہم قادری فقیر ہیں یا غوث المدد
دل کی سنائے اختر دل کی زبان میں
کہتے ہیں بجتے تیر ہیں یا غوث المدد

آپ کی ذات گرامی زہد و تقویٰ، پرہیز گاری، علم اور بردباری کا کامل نمونہ اور شفقت و محبت کا منبع ہے۔ بزرگان دین سے گہرا تعلق اور جد اکبر حضور اعلیٰ حضرت سے والہانہ عشق جا بجا نظر آتا ہے اور پیغام رضا کو عام کرنا آپ کا شیوہ ہے جس کی ترجمانی آپ کے اس شعر سے ہوتی ہے

جہاں میں عام پیغام شہ احمد رضا کر دیں
پلٹ کر پیچھے دیکھیں اور پھر تجدید وفا کر دیں

اس شعر کی تشریح خود ہی سفر پاکستان کے دوران اپنی ایک تقریر میں فرماتے ہیں کہ "پیغام رضا کوئی نیا پیغام نہیں ہے بلکہ وہی پیغام ہے جو اللہ اور اس کے رسول اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے جس پر صحابہ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین اور علماء صالحین کا عمل ہے یہی پیغام رضا ہے۔ دنیا والوں کا پیغام یہ ہے کہ آگے کی طرف دیکھو لیکن اسلام کا پیغام یہ ہے کہ دنیا کے معاملہ میں Advance ہو اور دین کے معاملہ میں پیچھے والوں کو دیکھو اگلوں کو دیکھو یہ میرا پیغام نہیں ہے یہ میری بات نہیں ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود نے ارشاد فرمایا " **لا يصلح آخر هذا الأمر إلا ما أصلح أوله** " اس امت کے آخری لوگوں کا سدھار اسی طور پر

ہوگا جس طور پر ان کے اگلوں کا ہوا تھا

(نوٹ: میں نے اس قول کو حتی الامکان ڈھونڈا لیکن حضرت عبد اللہ ابن مسعود کا قول نہیں پایا لیکن بعینہ اسی طرح کا قول حضرت مالک رضی اللہ عنہ کا پایا" لا يصلح آخر هذا الأمر إلا ما أصلح أوله" تمهيد لابن عبد البر اور دوسری روایت میں اس لفظ سے ہے "ولن يصلح آخر هذه الأمة إلا بما صلح به أولها" العلل لأحمد بن حنبل)

وہ سدھار کیسے ہوا انہوں نے سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر قربان کر دیا۔

جان و دل تیرے قدم پر وارے
کیا نصیبیں ہیں تیرے یاروں کے

مسلک اعلی حضرت کیا ہے؟

اہل سنت کا بیڑا ہے پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

(از خطابت تاج الشریعہ)

آج کے اس دور میں آپ لاکھوں انسانوں کے مرجع عقیدت ہیں آپ کی ایک جھلک کی زیارت کے لیے بڑے بڑے وجاہت پسند آپ کی دہلیز پر کھڑے رہنا اپنے لیے باعث فخر سمجھتے ہیں ۔ آپ کی مزاج میں انکساری وفقر کا عنصر سب سے زیادہ غالب ونمایاں ہے جو دراصل یہی روحانیت وتصوف کی جان ہے۔ آپ کے قول وفعل میں مکمل ہم آہنگی نظر آتی ہے، وظائف میں مشغول اور کاموں کی بہتات میں رہتے ہوئے بھی اپنے عقیدتمندوں اور حاجتمندوں کی ضرورتوں کو پورا کرنا اپنا اولین فرض سمجھتے ہیں جو درحقیقت تصوف کی روح ہے آپ صحیح معنوں میں انبیاء کرام کے ان مقدس ومحترم جانشینوں میں ہیں جنھوں نے مسلمانوں کو شریعت وطریقت کی حقیقت کے اسرار ورموز سے آگاہ کیا۔

آپ کے علمی کمالات کا تذکرہ کرتے ہوئے سید وجاہت رسول قادری صاحب کچھ یوں رقمطراز ہیں:

"فقیر قیام بریلی کے دوران تین دن دور حدیث کے اختتامی ایام میں آپ سے درس حدیث سماعت کرنے کی سعادت حاصل کی آپ نے جس طلاقت زبان، اور سلاست و روانگی کے ساتھ عربی میں احادیث کے مطالب ومعانی بیان کیے، متن حدیث پر جرح کی، اسرار ورموز اور نکات کی تشریح کی، اور اشکال رفع فرمائیں اس سے علم حدیث اور اصول حدیث پر آپ کی کامل دسترس، وسعت مطالعہ اور عربی لغت اور صرف ونحو پر عبور کا اندازہ ہوتا ہے۔ درس حدیث سماعت کرتے وقت ایسا محسوس ہوتا ہے امام الشیخ احمد رضا خاں محدث بریلوی اور ان کے صاحبزدگان حجۃ الاسلام حضرت علامہ مولانا حامد رضا خاں اور حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مصطفی رضا خاں رحمۃ اللہ علیہم رحمۃ واسعۃ کا فیضان ان کے قلب وزبان پر جاری ہے۔ انداز تکلم ایسا حسین کہ دل چاہ رہا تھا کہ یہ بولتے رہیں اور ہم سنتے رہیں،،

اور آپ کے تحریری خدمات کے سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ

"آپ زہد وتقوی کے اعتبار سے ایک بلند مقام کے حامل ہیں، عربی، اردو اور انگریزی میں متعدد کتب کے مصنف ہیں آپ کے فتاوی کا ضخیم مجموعہ ابھی تک

غیر مطبوعہ ہے البتہ ازھرالفتاوی" Azharul Fatawa"، کے نام سے ۳۲اور ۴۴صفحات پر مشتمل دوحصوں میں منتخب انگریزی فتاوی ڈربن ساؤتھ افریقہ سے شائع ہو چکے ہیں۔آپ صاحب دیوان نعتیہ شاعر بھی ہیں۔عربی ،اردو اور انگریزی میں کمال دسترس رکھتے ہیں۔آج کل بخاری شریف کا حاشیہ عربی زبان میں لکھ رہے ہیں،،۔(معارف رضا صد سالہ جشن دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف نمبر ص ۱۶)۔

اللہ رب العزت اور اس کے رسول اللہ ﷺ کا عشق آپ کے رگ و پے میں جاری وساری ہے۔آپ آیات ربانی اور سنت نبوی کی مکمل تصویر ہیں۔جو آپ کے اس شعر سے عیاں ہے

عطا ہو بے خودی مجھکو خودی میری ہوا کر دیں
مجھے یوں اپنی الفت میں میرے مولی فنا کردیں

اور **الحب فی الله والبغض فی الله** پر عمل کرتے ہوئے عامۃ المسلمین اور خاص کر مریدین ومتوسلین اور عقیدتمندوں کو یہ پیغام دیتے ہیں کہ

نبی سے جو ہو بے گانہ اسے دل سے جدا کر دیں
پدر مادر برادر جان ومال ان پر فدا کر دیں

آپ اپنی عمر کی اس دہلیز پر اور آج کے اس پر فتن دور میں بڑی خاموشی کے ساتھ دنیاوی طمع اور ستائش کی تمنا کیے بغیر دین اسلام کی خدمت اور آبیاری میں جادہ پیا ہیں ۔اور بارگاہ رسالت میں امید ورجا کا دامن پھیلائے ہوئے عرض گزار ہیں

میری مشکل کو آسا یوں میرے مشکل کشا کردیں
ہر ایک موج بلا کو میرے مولی ناخدا کردیں

اور مقطع میں فرماتے ہیں

مجھے کیا فکر ہو اختر میرے یاور ہیں وہ یاور
جو خود میری بلاؤں کو گرفتار بلا کردیں

آپ اپنے اکابر واسلاف کے ذکر وفکر سے ہر محفل کو نورانیت بخشتے رہتے ہیں،آپ تاجدار ولایت حضور غوث اعظم، سلطان الھند خواجہ غریب نواز، شیخ الاسلام والمسلمین حضور اعلی حضرت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی، حجۃ الاسلام حامد رضا خاں، مظہر غوث اعظم حضور مفتی اعظم ہند مصطفی رضا خاں، مفسر اعظم ہند حضرت ابراہیم رضا خاں، صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی، حضور محدث اعظم ہند مولانا سید محمد جیلانی اشرفی کچھوچھوی، صدر الافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی اور حضور حافظ ملت علیہم الرحمۃ والرضوان درحقیقت انہیں نفوس قدسیہ کی امانتوں کے سفیر اور امین ہیں۔

آپ کے دینی وعلمی،تحریری،تقریری وتبلیغی اور سماجی خدمات پر ایک مبسوط سوانح لکھنے کی ضرورت ہے اور کیوں نہ ہو یہ وہ ہستی ہے جو قلب ونظر کی بھرپور پرورش کرتی ہے اور جس نے رفعت شان مصطفی ﷺ کو بلند کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ آپ کی پاکیزہ سیرت کو اجاگر کیا جائے،آپ کی تعلیمات کو فروغ دیا جائے اس لیے کہ آپ کی مبارک زندگی ہی ہم اہلسنت وجماعت کے نوجوانوں کے لیے مشعل راہ ہے۔اب اس قحط الرجال میں آپ جیسی مقناطیسی شخصیت کے حالات وواقعات اذکار وافکار کو زیادہ سے زیادہ پیش کرنے کی ضرورت ہے تاکہ بھٹکے کے ہوئے آہوؤں کو حال حرم معلوم ہو سکے اور وہ شاید پھر منزل کی جانب جادۂ پیا ہو سکیں۔دعا ہے کہ پروردگار عالم ہمیں آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کا ظل عاطفت تادیر ہم ناتوانوں کے اوپر قائم ودائم رکھے۔آمین!

☆☆☆

مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے داعی وترجمان

الحاج محمد سعید نوری، چیئرمین رضا اکیڈمی، (ممبئی) ☆09821887860

جانشین حضور مفتی اعظم، تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری دام ظلہ علینا میرے حضرت، حضور مفتی اعظم کی یادگار ہیں۔ آپ حضور اعلیٰ حضرت اور حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے علمی وعملی وراثت کے سچے اور حقیقی امین ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے ذریعے سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت وحضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سلسلے کی بڑی زبردست اشاعت کی ہے۔ زمانۂ حال اور ماضی قریب جس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

میں نے کئی مرتبہ حضرت کی رفاقت کا شرف حاصل کیا ہے اور خدمت کے بھی کئی مواقع میسر آئے ہیں۔ سرکار مدینہ میں حاضری اور عمرے کی سعادتوں سے میں کئی مرتبہ حضرت کی معیت میں بہرہ اندوز ہوا۔ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور پاکستان وغیرہ میں حضرت تاج الشریعہ کی خدمت کا زریں موقع ملا۔ میں نے ان مقامات پر بھی حضرت کے اردگرد عوام وخواص کا وہی ہجوم دیکھا ہے جو ہندوستان میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ ملک وبیرون ملک علما وعوام کے درمیان یکساں طور پر مقبول ہیں۔

شہر ممبئی میں محرم الحرام، ربیع الاول شریف اور ربیع الآخر کے دس، گیارہ اور بارہ روزہ پروگرام ایک ہی اسٹیج پر ہوا کرتے تھے۔ ان جلسوں میں حضور مفتی اعظم کے وصال کے بعد حضور تاج الشریعہ شرکت فرماتے۔ اُن میں حضرت کا وہ علمی بیان ہوتا تھا کہ علما وخواص عش عش کر اٹھتے تھے، افسوس اس کی ریکارڈنگ موجود نہیں ہے ورنہ یقیناً یہ بہت بڑا علمی سرمایہ ہوتا۔

۱۹۸۶ء میں جب حضور جانشین مفتی اعظم حج وزیارت کے لیے تشریف لے گئے اس سفر میں امی جان (اہلیہ محترمہ) بھی آپ کے ساتھ تھیں۔ حضرت کو مکہ مکرمہ میں گرفتار کرلیا گیا اور گیارہ روز تک قید وبند میں رکھا گیا۔ اس وقت رضا اکیڈمی ممبئی نے حضرت کی رہائی کے لیے ملک گیر تحریک چلائی تھی اور زبردست احتجاجی سلسلہ شروع کیا تھا۔ اس وقت کی فائل کو شاید دیمک نے کھالیا ہے ورنہ اس تحریک کی پوری تفصیل پیش کی جاتی۔ اس وقت کے تقریباً تمام اخبارات میں حضرت کی گرفتاری کے خلاف بیانات دیے جارہے تھے۔ اس موقع پر رضا اکیڈمی ممبئی کے دورکنی وفد نے اس وقت کے

سعودی کونسل سے ملاقات کر کے حضرت کی رہائی کا مطالبہ کیا تھا۔ اس وفد نے کونسل سے کہا تھا کہ آخر ان کا جرم کیا ہے؟ ان کو گرفتار کیوں کیا گیا ہے؟ سعودیہ گورنمنٹ نے انہیں شاید اس لیے گرفتار کیا ہے کہ وہ امام اہلِ سُنّت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے پر پوتے ہیں اور ہندوستان کے ایک زبردست عالم دین اور اہلِ سنت وجماعت کے قائد و رہبر ہیں۔ اس وقت سعودیہ حکومت کے اہل کاروں کو فیکس کے ذریعے احتجاجی مراسلات جاری کیے جا رہے تھے۔ برصغیر کے سُنیوں میں ایک عجیب سی بے چینی پائی جا رہی تھی۔ اس زمانے میں حج کمیٹی آف انڈیا کے چیئرمین امین کھنڈوانی صاحب تھے۔ مَیں نے اُن سے بھی ملاقات کی اور اُن سے بھی یہی کہا کہ وہ اپنے طور پر حضرت کی رہائی کی کوشش کریں۔ انہوں نے یقین دلایا۔ وہاں پر ایک مولوی صاحب سے ملاقات ہوئی بولے کہ میں علامہ اختر رضا خاں کی رہائی کا مطالبہ اس لیے کروں گا کہ وہ ایک سُنی عالم ہیں۔ مَیں نے کہا کہ وہ صرف سُنی عالم ہی نہیں بلکہ مقتدائے اہلِ سنت ہیں اور ہمارے پیرزادہ ہیں اس لیے ہماری کوششیں اور زیادہ ہونی چاہئیں۔

رضا اکیڈمی نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مختلف تنظیموں کو ساتھ لے کر ابراہیم رحمت اللہ روڈ مینارہ مسجد کے پاس ایک احتجاجی جلسے کا اعلان بھی کیا۔ یہاں احتجاج کی تیاریاں شروع ہو گئیں کہ مکہ مکرمہ سے فون پر اطلاع موصول ہوئی کہ حضرت کو حکومت سعودیہ نے رہا کر کے مکہ مکرمہ سے جدہ روانہ کر دیا ہے اور وہ کل جدہ سے ممبئی پہونچ جائیں گے۔

حضرت کے استقبال کے لیے کئی گاڑیاں اور بسیں جس میں دار العلوم حنفیہ رضویہ قلابہ ممبئی کے طلبہ اور اساتذہ تھے اور بھی دیگر حضرات تھے، بسوں اور گاڑیوں کے ساتھ ایئر پورٹ پہنچ گئے۔ ان کے علاوہ دیگر پیر بھائی اور احباب اہلِ سنت بھی کثیر تعداد میں پہنچ چکے تھے۔ حضرت موصوف صبح کی فلائٹ سے ممبئی پہنچے تھے۔ چونکہ اخبارات وغیرہ کے ذریعے یہ خبر عام ہو چکی تھی کہ حکومت سعودیہ نے حضرت کو رہا کر دیا ہے اور حضرت فلاں وقت پر ممبئی پہنچ رہے ہیں اس لیے عوام میں سے بھی کثیر تعداد میں لوگ پہنچ گئے تھے۔

حضرت جب ممبئی پہنچے تو ان کا ایک شاندار استقبال کیا گیا۔ میرے لیے یہ باعث فخر ہے کہ حضرت میرے غریب خانے پر تشریف لائے۔ حضرت بہت تھکے ہوئے تھے اور سعودی گورنمنٹ نے حضرت کے ہاتھوں میں ہتھکڑی بھی ڈال دی تھی۔ اس لیے اُن کو آرام کی سخت ضرورت تھی۔ حضرت سے ملاقات کے لیے سب سے پہلے حضرت مولانا سید حامد اشرف صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ و الرضوان اور حضرت مولانا ظہیر الدین خاں خطیب و امام اسمٰعیل حبیب مسجد پھولوں کا ہار لے کر تشریف لائے مگر چونکہ حضرت آرام فرما رہے تھے، اس لیے ان کے آرام میں خلل اندازی مناسب نہ سمجھی گئی۔ مَیں نے ان حضرات سے کہا کہ حضرت کو بیدار نہ کیا جائے۔ اس لیے یہ حضرات ہار میرے حوالے کر کے واپس ہوئے۔

ممبئی ۱۳؍ستمبر ۱۹۸۶ء/۱۴۰۷ھ کو ابراہیم رحمت اللہ روڈ ممبئی ۳ پر مینارہ مسجد کے پاس رضا اکیڈمی کے زیر اہتمام ایک احتجاجی جلسہ منعقد کیا گیا۔ بلکہ یوں کہہ لیجیے کہ ایک جشن کا انعقاد ہوا جو حضرت کی رہائی کی خوشی میں منعقد ہوا۔ جس میں محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ مدظلہ العالی اور خطیب الہند حضرت مولانا عبید اللہ خاں اعظمی اور دیگر علمائے کرام شریک تھے۔ حضرت نے اس جلسے میں خصوصی خطاب فرمایا۔ جب حضرت نے خطاب شروع کیا تو مجمع میں بالکل سکوت طاری تھا۔

حضرت نے اپنے اس خطاب میں اپنی گرفتاری کی روداد بیان فرمائی تھی اور اپنا ایک شعر بھی پڑھا تھا۔

عرض طیبہ ہے کس قدر دل رُبا

مجھ سے پہلے میرا دل حاضر ہوا

روداد اسیری

"۳۱ راگست ۱۹۸۶ء شب میں تین بجے اچانک سعودی حکومت کے سی۔آئی۔ڈی اور پولیس کے لوگ میری قیام گاہ پر آئے اور مجھے بیدار کر کے پاسپورٹ طلب کیا اور پھر میرے سامان کی تلاشی کا مطالبہ کیا۔ میرے ساتھ میری پردہ نشین بیوی تھیں۔ میں نے انہیں باتھ روم میں بھیجا۔ پھر سی۔آئی۔ڈی نے باتھ روم کو باہر سے مقفل کر دیا۔ اور وہ لوگ سپاہیوں کے ساتھ میرے کمرے میں داخل ہوئے۔ مجھے ریوالور کے نشانے پر حرکت نہ کرنے کی وارننگ دی۔ میرے سامان کی تلاشی لی۔ میرے پاس حضرت مولانا سید علوی مالکی رضوی مدظلہ کی دی ہوئی چند کتابیں اور کچھ کتابیں اعلیٰ حضرت کی اور دلائل الخیرات تھی۔ ان تمام کتابوں کو اپنے قبضے میں لیا۔ مجھ سے ٹیلی فون کی ڈائری مانگی۔ جو میرے پاس نہ تھی۔ میرا، میری بیوی کا اور میرے ساتھیوں کے پاسپورٹ ٹکٹ اور وہ کتابیں ہمراہ لے کر مجھے سی۔آئی۔ڈی آفس لائے۔ اور یکے بعد دیگرے میرے رفقا محبوب اور یعقوب کو بھی اٹھالائے۔ مجھ سے رات میں رسمی گفتگو کے بعد پہلا سوال یہ کیا کہ آپ نے جمعہ کہاں پڑھا۔ میں نے کہا کہ میں مسافر ہوں میرے اوپر جمعہ فرض نہیں۔ لہٰذا میں نے اپنے گھر میں ظہر پڑھی۔ مجھ سے پوچھا کہ تم حرم میں نماز نہیں پڑھتے ہو؟ میں نے کہا۔ میں حرم سے دور رہتا ہوں، حرم میں طواف کے لیے جاتا ہوں اس لیے میں حرم میں نماز نہیں پڑھ سکتا۔ مجھ سے کہا کہ آپ کیوں اپنے محلّے کی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا کہ بہت سے لوگ ہیں جنہیں میں دیکھتا ہوں کہ وہ محلّے کی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے اور بہت سے لوگوں کے متعلق مجھے محسوس ہوتا ہے کہ وہ سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے، تو مجھ سے یہ کیوں باز پرس کرتے ہیں؟ مجھ سے پھر بھی اصرار کیا گیا تو میں نے کہا کہ میرے مذہب میں اور آپ لوگوں کے مذہب میں اختلاف ہے۔ آپ حنبلی کہلاتے ہیں اور میں حنفی ہوں اور حنفی مقتدی کی رعایت غیر حنفی امام اگر نہ کرے تو حنفی کی نماز صحیح نہ ہوگی۔ اس وجہ سے میں نماز علیحدہ پڑھتا ہوں۔ مجھ سے حضرت علامہ سید علوی مالکی مدظلہ کی کتابوں کے متعلق پوچھا کہ یہ تمہیں کیسے ملیں؟ میں نے کہا کہ یہ کتابیں مجھے انہوں نے چندروز پہلے دی ہیں، جب میں ان سے ملنے گیا تھا۔ مجھ سے سوال کیا کہ یہ پہلی ملاقات تھی۔ میں نے کہا ہاں، یہ پہلی ملاقات تھی۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی چند کتابیں دیکھ کر جو نعت اور مسائل حج کے متعلق تھیں، پوچھا ان سے تمہارا کیا رشتہ ہے؟ میں نے کہا کہ وہ میرے دادا تھے۔ اس مختصر سی انکوائری کے بعد مجھے رات گزر جانے کے بعد فجر کے وقت جیل بھیج دیا گیا۔ دس بجے پھر سی آئی ڈی سے گفتگو ہوئی۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ ہندوستان میں کتنے فرقے ہیں۔ میں نے شیعہ، قادیانی وغیرہ چند فرقے گنائے اور میں نے واضح کیا کہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے قادیانیوں کا رد کیا ہے اور اس کے رد میں چھ رسالے جزاء اللہ عدوہ قهر الديان، السوء العقاب وغیرہ لکھے ہیں۔ ہم پر کچھ لوگ یہ تہمت لگاتے ہیں اور آپ کو یہ بتایا ہے کہ ہم اور قادیانی ایک ہیں، یہ غلط ہے اور وہی لوگ ہمیں بریلوی کہتے ہیں۔ جس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ بریلوی کسی نئے مذہب کا نام ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ ہم اہل سنت و جماعت ہے۔

سی۔آئی۔ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی نے کسی نئے مذہب کی بنیاد نہیں ڈالی بلکہ ان کا مذہب وہی تھا جو سرکار محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین اور ہر زمانے کے صالحین کا مذہب ہے اور یہ کہ ہم اپنے آپ کو اہل سنت و جماعت کہلوانا ہی پسند کرتے ہیں۔ اور ہمیں اس مقصد سے بریلوی کہنا کہ ہم کسی نئے مذہب کے پیرو ہیں ہم پر بہتان ہے۔ سی۔آئی ڈی کے پوچھنے پر میں نے وہابی اور سنی کا

فرق مختصر طور پر واضح کیا۔ میں نے کہا کہ وہابی حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کے علم غیب اور ان کی شفاعت اور ان سے توسل اور استمداد اور انہیں پکارنے کے منکر ہیں۔ اور ان امور کو شرک بتاتے ہیں جبکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل جائز ہے اور انہیں پکارنا بھی اور یہ کہ وہ سنتے بھی ہیں اور اللہ کے بتائے سے غیب کو بھی جانتے ہیں۔ اور اللہ نے ان کو شفاعت کا منصب عطا فرمایا، اور علم غیب پر سی آئی ڈی کے پوچھنے پر آیات قرآن سے میں نے دلیلیں قائم کیں اور یہ ثابت کیا کہ نبوت اطلاع علی الغیب ہی کا نام ہے اور نبی وہی ہے جو اللہ کے بتانے سے علم غیب کی خبر دے۔ اور یہ کہ نبی کے واسطے سے ہر مومن غیب جانتا ہے جیسا کہ قرآن مقدس میں منصوص ہے۔ سی آئی ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعد وصال بھی غیب کی خبر ہے۔ اس لیے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت باقی ہے اور نبوت غیب جاننے ہی کو کہتے ہیں۔ پھر یہ کہ آیتوں میں ایسی قید نہیں ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہو کہ بعد وصال سرکار صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب نہیں جانتے ہیں۔ ایک اور نشست میں سی آئی ڈی کے مطالبے پر میں نے توسل کی دلیل میں وابتغو الیہ الوسیلۃ آیت پڑھی اور بتایا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل منجملہ اعمال صالحہ ہے اور یہ کہ کسی عمل کا صالح ہونا اور وسیلہ ہونا اس شرط پر موقوف ہے کہ وہ مقبول ہو اور سرکار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلاشبہ مقبول بارگاہ الوہیت ہیں بلکہ سید المقبولین ہیں تو ان سے توسل بدرجۂ اولیٰ جائز ہے اور توسل شرک نہیں۔

سی آئی ڈی کے کہنے پر میں نے مزید کہا کہ کسی سے اس طور مدد مانگنا کہ اللہ کے سوا اس کو مستقل اور فاعل سمجھے شرک ہے اور ہم اس طور پر کسی سے مدد مانگنے کے قائل نہیں ہیں۔ ہاں اللہ کی مدد کا وسیلہ جان کر کسی مقبول بارگاہ سے مدد مانگنا ہرگز شرک نہیں ہے۔ سی آئی ڈی کے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ ہم میں اور وہابیوں میں یہ فرق ہے کہ وہ ہمیں توسل وغیرہ امور کی بنا پر کافر و مشرک بتاتے ہیں۔ لیکن ہم ان کو محض اس بنا پر کافر و مشرک نہیں کہتے (یعنی اس کے وجوہات اور ہیں) دوسرے دن میرے ان بیانات کی روشنی میں سی آئی ڈی نے میرے لیے ایک اقرار نامہ اس نے خود لکھ کر مجھے سنایا جو یوں تھا۔ ''میں فلاں بن فلاں بریلوی مذہب کا مطیع ہوں۔'' میں نے اعتراض کیا کہ میں بارہا یہ کہہ چکا ہوں کہ بریلوی کوئی مذہب نہیں ہے۔ اور گر کوئی نیا مذہب بنام بریلوی ہے تو میں اس سے بری ہوں۔ آگے اقرار نامے میں اس نے یوں لکھا کہ میں امام احمد رضا کا پیرو ہوں اور بریلویوں میں سے ایک ہوں اور ہمارا عقیدہ ہے کہ سرکار سے توسل، استغاثہ اور ان کو پکارنا جائز ہے۔ اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں۔ اور وہابی ان امور کو شرک بتاتے ہیں اور یہ کہ میں ان کے پیچھے اس وجہ سے نماز نہیں پڑھتا ہوں کہ ہم سنیوں کو شرک بتاتے ہیں۔ اقرار نامے کے آخر میں میرے مطالبے پر اس نے یہ اضافہ کیا کہ بریلویت کوئی نیا مذہب نہیں ہے اور ہم لوگ اپنے آپ کو اہلسنت و جماعت کہلوانا ہی پسند کرتے ہیں۔ پھر مختلف نشستوں میں بار بار وہی سوالات دہرائے بعد میں مجھ سے میرے سفر لندن کے بارے میں پوچھا اور یہ کہا کہ کیا وہاں آپ نے کسی کانفرنس میں شرکت کی ہے۔ میں نے جواب دیا کہ کانفرنس حکومت کے پیمانے پر اور سیاسی سطح پر ہوتی ہے ہم لوگ نہ سیاسی ہیں نہ کسی حکومت سے ہمارا رابطہ ہے۔

سی آئی ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ لندن کے اس اجلاس میں جس میں شریک تھا۔ بنام بریلویت مسائل پر مباحثہ نہ ہوا بلکہ اتحاد اسلامی اور تنظیم المسلمین پر تقاریر ہوئیں اور اس جلسہ کا خرچ وہاں کے سنی مسلمانوں نے اٹھایا اور اس میں یہ مطالبہ کیا گیا کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی کے پیرو اہلسنت و جماعت کو رابطہ عالم اسلامی میں نمائندگی دی جائے۔ جس طرح ندویوں وغیرہ کو رابطہ میں نمائندگی حاصل ہے۔

سی ۔ آئی ۔ ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ یہ تجویز بالاتفاق رائے پاس ہوگئی تھی ۔ تیسری نشست میں جب دو نشستوں کی تفتیش ختم ہوچکی اور میرا اقرار نامہ خود تیار کر چکے تو مجھ سے ایک بڑے سی آئی ڈی آفیسر نے کہا کہ میں آپ کے علم، عمر اور شخصیت کی وجہ سے احترام کرتا ہوں اور آپ سے مخصوص اوقات میں دعاؤں کا طالب ہوں ۔ گرفتاری کا سبب میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ آپ کا کیس معمولی ہے ۔ ورنہ اس وقت جب سپاہی ہتھکڑی ڈال کر آپ کو لایا تھا میں آپ کی ہتھکڑی نہ کھلواتا ۔

مختصر یہ کہ مسلسل سوالات کے باوجود میرا جرم میرے بار بار پوچھنے کے بعد بھی مجھے نہ بتایا بلکہ یہی کہتے رہے کہ میرا معاملہ اہمیت نہیں رکھتا ۔ لیکن اس کے باوجود میری رہائی میں تاخیر کی اور بغیر اظہار جرم مجھے مدینہ منورہ کی حاضری سے موقوف رکھا ۔ اور گیارہ دنوں کے بعد جب مجھے جدہ روانہ کیا گیا تو میرے ہاتھوں میں جدہ ایئرپورٹ تک ہتھکڑی پہنائے رکھی اور راستے میں نماز ظہر کے لیے موقع بھی نہ دیا گیا اس وجہ سے میری نماز ظہر قضا ہوگئی" ۔

اس جلسے میں اس قدر مجمع تھا کہ اسمٰعیل حبیب مسجد سے تاج آفس تک اژدحام تھا بڑی عمر کے لوگوں کا کہنا ہے کہ اتنا بڑا مجمع ہم نے اس مقام پر کبھی نہیں دیکھا اس جلسے میں اعلان کیا گیا کہ سعودی حکومت کے خلاف احتجاجی جلوس نکالا جائے ۔

ان کی گرفتاری کے احتجاج میں جلوس نکالا گیا یہ جلوس رضا اکیڈمی کی جانب سے نکالا گیا تھا اسی روز میری چھوٹی بہن رخسانہ کا انتقال ہوا تھا چونکہ اس جلوس کا اعلان رضا اکیڈمی کی جانب سے کیا گیا تھا ۔ اللہ تعالیٰ نے صبر دیا اور اس جلوس میں شرکت کی سعادت بخشی ۔

حضور غوث اعظم کے توشہ مبارک کی فاتحہ میں اس شعر کو میں اکثر پڑھا کرتا تھا

پہونچوں جب میں حضور حبیب خدا
مفتی اعظم ساتھ ہوں اور حامد رضا
دیکھ کر جالی اور پڑھوں برملا
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفٰی جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

میں سمجھتا ہوں کہ رب تعالیٰ نے حضور غوث اعظم کے صدقے میں یہ دعا قبول فرمائی اور حضرت علامہ ازہری صاحب کے ساتھ میری پہلی حاضری سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہوئی ۔ حضرت جہاں حجۃ الاسلام کے پوتے ہیں وہیں حضور مفتی اعظم کے نواسے ہیں اس طرح ان کو دونوں سے نسبت ہے ۔ اس پہلے سفر میں حضرت نے اس اسیر مفتی اعظم محمد سعید نوری کو مدینہ طیبہ میں سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ نوریہ کی اجازت سے سرفراز فرمایا ۔ حضرت نے فرمایا کہ مجھے حضور مفتی اعظم سے جو اجازتیں حاصل ہے میں سعید نوری کو دیتا ہوں ۔

حضرت کے ساتھ مہاراشٹر اور گجرات کے ان علاقوں کے دورے میں مجھے حضرت کی خدمت کا موقع ملا بھیونڈی، اورنگ آباد، جالنہ، ناندیڑ، پورنیہ، راجکوٹ، دھورا، اہلیہ جام، جودھپور، سورت وغیرہ ۔

حضرت کے ساتھ میں نے بہت سے یادگار لمحات گزارے ہیں ۔ یہ پورا مضمون ایک ہی نشست میں تحریر کیا گیا ہے ۔ انشاء اللہ مجھے موقع ملا تو ان یادگار لمحات پر تفصیل سے لکھوں گا ۔

☆☆☆

کا داعیانہ کردار

از: مولانا سید خالد حشمی، مدرسہ فیض الرسول، خضر پور، کولکاتا☆9831584615

تاریخ عالم گواہ ہے کہ رب قدیر ہر دور اور ہر زمانے میں قوم وملت کی ہدایت ورہنمائی کے لئے اس فرش گیتی پر ایسی ایسی عظیم شخصیتوں اور مقدس ہستیوں کو مبعوث فرماتا رہا ہے جو آفتاب رشد وہدایت بن کر مطلع عالم پر چمکتے رہے اور بنی آدم کو کفر وشرک، ظلم وستم، جہالت وگمراہی، قتل وقتال غرض کہ ہر طرح کی برائیوں اور بد عقیدگیوں کے ظلمت کدہ سے نکال کر انوار و تجلیات کے تابانیوں سے سرفراز فرمایا۔ انہیں مقدس و باعظمت ہستیوں میں سے تاجدار تصوف نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی الحاج الشاہ محمد اختر رضا خاں ازہری دامت برکاتہم العالیہ کی ذات ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت ایک ایسے گھرانے میں ہوئی جو علم وعرفان، زہد وتقویٰ، عبادت وریاضت، رشد وہدایت، حسن اخلاق وسلوک ودیگر محاسن وکمالات کا جامع رہا ہے۔ کہا جاتا ہے والدین کی تربیت اور ان کی طرز زندگی اولاد میں نکھار پیدا کردیتی ہے انہیں اوصاف کے مالک آپ کے والدین کریمین تھے۔ آپ کے ابو حضور سیدنا مفسر اعظم ہند علامہ مفتی ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں قدس سرۂ العزیز اپنے وقت کے ممتاز عالم دین، بے مثال مفکر اور اسلام کے زبردست شیدائی ومبلغ تھے، اسلام وسنیت کی محبت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ گلشن اسلام کی آبیاری میں صرف کیا۔ آپ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ زندگی کے آخری ایام میں فالج کی وجہ سے زبان بند ہوگئی تھی تو تحریر کے ذریعہ خدمت خلق اور تبلیغ اسلام کرتے تھے کچھ افاقہ ہوا تو علالت کے باوجود مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کئی ایک تبلیغی دورے کئے اور بے شمار بندگان خدا کو جو کفر وضلالت کے خطرناک وادیوں میں مارے مارے پھر رہے تھے انہیں وحدانیت ورسالت کا درس دیا، الغرض ایک عالم کو اسلام و سنیت کے پیغام سے مالامال فرمایا۔

حضرت مفسر اعظم ہند نے انہیں نقوش پر اپنے فرزند ارجمند حضور تاج الشریعہ مدظلہٗ العالی کو تربیت دی جن پر چل کر آپ نے اسلام وسنیت کو سینچا۔ آپ کا یہی راج دلارا آج اسلام کا عظیم مبلغ اور سنیت کا باکمال داعی بن کر بندگان خدا کے قلب کو اسلام وسنیت کے آفاقی پیغام سے منور ومجلی کر رہا ہے۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہٗ العالی کی داعیانہ زندگی کے گوشے کو ہم چار حصوں میں تقسیم کر رہے ہیں تاکہ آپ کے داعیانہ کردار سے امت مسلمہ بخوبی واقف ہوسکے یعنی (۱) تحریر (۲) خطابت (۳) تبلیغی اسفار (۴) بیعت وارشاد۔

۱- **تحریر**: ہر دور میں تبلیغ ودعوت کا کام بذریعہ تحریر اپنی جگہ اہمیت کا حامل رہا ہے۔ سیدنا مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی اور سیدنا مخدوم بہاری علیہ الرحمہ کے مکتوبات شاہد عدل ہیں کہ ان نفوس قدسیہ نے تحریر کے ذریعہ اپنے مریدین، متعلقین، متوسلین اور محبین کے عقائد ونظریات کی اصلاح فرمائی ہے اور اسلام کی حقیقی روح سے اذہان وقلوب کو صیقل کئے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے اپنے اسلاف کرام کی اتباع کرتے ہوئے اپنی تحریروں کے ذریعہ قوم کو گمراہیت وبے دینیت اور اشتراکیت وکمیونزم کے دلدل سے بچانے کے لئے کتابیں تصنیف کی ہیں اور مضامین سپرد قرطاس کئے ہیں ان میں ٹائی کا مسئلہ، ٹی وی ویڈیو کا شرعی آپریشن، آثار قیامت، تصویروں کا شرعی حکم، کیا دین کی مہم پوری ہوچکی، جشن عید میلاد النبی وغیرہ یہ وہ کتابیں ہیں جن کے ذریعہ شعار کفار "ٹائی" کے استعمال سے مسلمانوں کو روکا گیا ہے، ٹی وی اور ویڈیو کی وجہ سے مسلمانوں میں جو تباہ کاریاں آرہی ہیں اور نئی نسل اس عظیم فتنہ سے اپنے آپ کو بچا نہیں پارہی ہے۔ اس کے مفسدات اور نقصانات سے امت مسلمہ کو آگاہ فرمایا ہے۔ قرب قیامت کی نشانیاں جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہیں ان چیزوں سے مسلمانوں میں تباہیاں آرہی ہیں ان سے بچنے کی تلقین کی ہیں تصویر کشی سے مسلمانوں میں بداعمالیاں بڑھ رہی ہیں اور گھر رحمت کے فرشتوں سے محروم ہورہے ہیں۔ اس غیر شرعی عمل سے امت مرحومہ کو اجتناب کرنے کی جو تعلیم دی ہیں وہ ہمارے لئے مشعل راہ ہیں اور ذریعۂ نجات ہیں۔

۲- **خطابت**: خطابت کے ذریعہ علماء ربانیین نے معاشرہ کی اصلاح فرمائی ہے اور مفسد عقائد کی بیخ کنی کی ہے اور اپنے سحر انگیز خطاب سے خطباء اسلام نے سامعین کے ذہن وفکر کو اپنی طرف متوجہ کرکے اپنی گفتگو کو گوشہ گزار کرنے میں امتیاز طرز اپنایا ہے۔

اس لئے دعوت وتبلیغ میں خطابت کو بھی ایک اہم مقام ہے۔

ایک خطیب کے اندر جن اوصاف کا خاطر خواہ ہونا ضروری ہے وہ تمام اوصاف حمیدہ ہمارے ممدوح حضور تاج الشریعہ میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ یہی سبب ہے کہ آپ کی روح پرور تقریر سے سامعین جس قدر محظوظ ہوتے ہیں اور مشام جان کو معطر کرتے ہیں اس کا اندازہ آپ کی محفلوں میں لگایا جاسکتا ہے۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہٗ العالی رئیس اعظم اڑیسہ حضور مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمان ہاشمی عباسی علیہ الرحمہ کا جشن ولادت کے پُر بہار موقع پر دھام نگر اڑیسہ تشریف لے گئے قل شریف کے وقت اور عوامی جلسہ کے موقع پر آپ نے پُر مغز تقریر سواد اعظم اہلسنت، مزارات پر حاضری اور حضور مجاہد ملت کے مجاہدانہ کردار کے موضوعات پر کیں آپ کی بصیرت افروز خطاب سے سامعین خوب خوب محظوظ ہوئے۔

ممبئی کی سرزمین پر آپ تقریر کے لئے تشریف لے گئے اور اس موقع پر کئی افراد اسلامیت سے بھرپور تقریر سن کر مشرف باسلام ہوئے اور خدائے وحدہٗ لاشریک کے عابد وساجد بندہ بنے۔

سرکار مدینہ کانفرنس میں حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی آمد ہوئی آپ ختم بخاری شریف کے لئے دارالعلوم ضیاءالاسلام (ہوڑہ) کے ہال میں تشریف لائے کثرت سے علماء اس محفل میں موجود تھے آپ نے عبارت پڑھوانے کے بعد حدیث شریف کے تعلق سے سیر حاصل گفتگو کی، قیامت کے تعلق سے بہت سی وہ باتیں بتائیں کہ علماء بھی سن کے دنگ رہ گئے۔ یوں تو اللہ تعالیٰ نے ختم بخاری پر آپ کو ملکہ عطاء فرمایا ہے۔

(۳) **تبلیغی اسفار**: حضور تاج الشریعہ مدظلہٗ العالی مسلک اہل سنت کی ترویج واشاعت کے لئے ملک وبیرون ملک برابر سفر

کرتے ہیں۔آپ ہندستان کے گوشے گوشے میں دعوت وتبلیغ کا کام کرنے کے لیے تشریف لے جاتے ہیں یونہی بیرون ملک پاکستان، بنگلہ دیش، سری لنکا، بحرین، قطر، کویت، دبئ، انگلینڈ، ہالینڈ، امریکہ، جرمنی، سرینام، عراق، سعودی عرب، شام، فلسطین، یروشلم، ترکی وغیرہ کے اسفار کیے سواد اعظم اہلسنت کا پیغام عام کیا وہاں کے علماء، مشائخ اور دانشوروں سے حالات حاضرہ پر گفتگو کی رد مذاہب باطلہ پر آپ کی تقریریں ہوتی رہتی ہیں نہ جانے کتنے گمراہ راہ راست پر آئے یونہی آپ کے تبلیغی اسفار سے غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے۔ان کے اسماء حسب ذیل ہیں:

غیر مسلم نام	مسلم نام	سابق مذہب	علاقہ
۱-ریاوار	مسلم رضوی	ہندو	بھوتا تال، جبلپور
۲-جارج اسٹیفن	احسن رضوی	عیسائی	نرائن گڑھ انبالہ
۳-سرجیدار مسیح	ایم خاتون	عیسائی	نرائن گڑھ انبالہ
۴-پیٹر	محمود حسن رضوی	"	" "
۵-موسس	محمد حسن رضوی	"	" "
۶-اوزیتہ	کنیز فاطمہ	"	" "
۷-گوال	عبداللہ	ہندو	رائے بریلی
۸-عستے	کنیز فاطمہ	ہندو	بریلی شریف
۹-	محمد مسلم	سکھ	فرید پور

۴-**بیعت وارشاد**:حضور تاج الشریعہ اس وقت شریعت و طریقت کے منبع نظر آتے ہیں آپ کا شہرہ اقطار ہند و بیرون ہند پھیلا ہوا ہے۔ جہاں بھی گئے وقت کے بڑے بڑے علماء وصلحاء ،ادباء، دانشوران اور سیاسی وسماجی قائدین قرب وبعد کی حدبندیوں کو چیرتے ہوئے کشاں کشاں آپ کے دربار میں حاضر ہو کر آپ کے منبع علم وعمل سے سیراب ہوتے رہے ہیں۔آپ کے دامن رحمت سے وابستہ ہوئے ہیں آپ کی روحانیت کا یہ عالم ہے کہ جو بیک وقت سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوتے ہیں۔ کچھ اس طرح کا نظارہ پٹنہ کی سرزمین پر دیکھنے کو ملا۔ جب میں اپنے برادر معظم مفتی سید شاہ خورشید انور شمسی نائب قاضی ادارہ شرعیہ پٹنہ کی دستار افتاء وتقسیم اسناد کے موقع پر ادارہ شرعیہ پٹنہ گیا، اس جلسۂ نورانی میں رات کے ایک بجے حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی سیکڑوں علماء کرام اور ہزاروں عقیدت مندوں کے فلک شگاف نعروں کی گونج میں رونق اسٹیج ہوئے اس وقت حضرت محدث کبیر مدظلہ العالی کی پر مغز بصیرت افروز تقریر ہو رہی تھی حضرت محدث کبیر کی تقریر کے بعد دستار بندی کا سلسلہ شروع ہوا اور ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے توبہ کی، استغفار پڑھی اور بے دینیت، گمراہیت، خرافات اور غیر شرعی امور سے بچنے کی اور وعدہ وعید لی گئی اور داخل سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ ہوئے۔

قارئین کرام:آپ نے حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کا داعیانہ کردار کے پہلو کو ذکر کردہ مضمون میں پڑھا۔اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس پرُفتن دور میں آپ کی حیات طیبہ ہم سب کے لئے کس قدر انمول نعمت ہے کہ وقتاً فوقتاً درپیش مسائل کا حل حالات کی ضرورت، مذاہب باطلہ کی تردید میں ہمارے لئے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوتے ہیں۔

آپ اس وقت ایشیاو یورپ، امریکہ وافریقہ اور عرب ممالک میں دعوت وارشاد کے ذریعہ امت مسلمہ کی رہنمائی فرما رہے ہیں جسے فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے۔رہتی دنیا تک یاد رکھا جاسکتا ہے۔

۲۰-اگست ۲۰۰۸ء کو ملک شام کا دورہ ہوا علماء، طلباء ارباب بست و کشاد نے علمی محفلوں میں شرکت کی علماء اسناد حدیث وخلافت سے نوازے گئے۔طلباء داخل سلسلہ ہوئے اور ارباب بست وکشاد توبہ واستغفار کر کے گمراہیت وضلالت کے قعر مذلت سے بچنے کا وعدہ کیے۔مولا تعالیٰ اس عظیم داعی اور خاندان اعلیٰ حضرت کے ممتاز سرتاج کا سایہ تادیر ہم پر قائم رکھے۔آمین۔

تاج الشریعہ کی ہمہ جہت شخصیت

محمد حلیم حاذق رضوی، پیل خانہ، ہوڑہ، 09433313724

عصر حاضر میں حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی الشاہ اختر رضا خاں رضوی بریلوی کی عالمی شخصیت محتاج تعارف نہیں، کسی شخص کا شخصیت کے منصب پر جلوہ افروز ہونا دراصل آدمی سے انسان بننے کا غیر مرئی مرحلہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد کی منزل اور بھی دشوار تر ہے جب اس بڑی سی دنیا میں چھوٹی چھوٹی شخصیت ایک ہمہ گیر ہمہ جہت اور آفاقیت کے بڑے منظرنامے پر عالمی شہرت ومقبولیت اور محبوبیت کے میزان پر اعتبار اور منزل اعتماد پر ابھرتی ہے۔ ظاہر ہے ستاروں میں دمکتا چمکتا چاند کوئی ایک ہی ہوتا ہے۔ اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ شخص سے شخصیت کے پیکر وجمال میں ڈھل کر ابھرنے والی ایک وقت میں بہت سی ہوسکتی ہیں جنہیں علاقی، صوبائی، ملکی اور عالمی سرحدوں میں ان کے مخصوص دائروں اور مداروں میں پہچان رکھتی ہے۔ جہاں موازنہ اور مقابلہ کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے مگر علوم وفنون کے میزان پر تحقیق وتنقید کے اعلیٰ معیار واصول پر جب درجہ بندی کا آغاز ہوتا ہے تو کہیں شیشۂ اعتماد درک جاتا ہے اور کہیں گرد پوش آئینہ شب دیجور میں اچانک ماہ تاباں بن کر اپنی دودھیا روشنی اور نقرئی کرنوں سے فلک پرستاروں کے حسن وجمال کو اور زمین پر جگنومیاں کو اٹھکھلیاں کرنے کا جواز فراہم کردیتا ہے۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی نے اپنے عہد کے ماہ تاباں تھے جن کا نسبی ہالا بھی قابل دید اور علمی وابستگی حاصل کرنے والے ماہ ونجوم بھی قابل رشک نظر آتے ہیں۔ کیسی کیسی منفرد المثال شخصیتوں کے نورانی جلوے تاریخ کی نگاہوں میں چمکے۔ یہ ایک طویل ذکر بزرگان کا سلسلہ ہے جسے اگر چھیڑا گیا تو ساز ہستی کے سیکڑوں تار گنگنانے لگیں گے اور میں اپنے موضوع سے دور چلا جاؤں گا اس لئے ان بزرگوں کی قدم بوسی کرتے ہوئے اصل موضوع پر آنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی اور مفتی اعظم کی آفاقی شخصیت کے نورانی کرنوں کی انجمن میں اختر کا ماہ درخشاں بن کر ابھرنے کا منظرنامہ بھی قابل دید ہے۔ ان بزرگوں کا سچا جانشین اور نائب کی حیثیت سے ابھرنا تائید ربی، کرم رسول ہاشمی اور

فیضان غوث وخواجہ کی علامت نہیں تو پھر اسے کیا نام دیا جائے۔ بالیقین یہ خصوصی فیضان کا سلسلہ ہی ہے جو آج حضور تاج الشریعہ کی ذات بابرکات دنیا دنیا، عالم عالم میں پہچانی جارہی ہے۔

مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی کا شجرہ نسب ایک ایسا شجر طوبیٰ کا پرتو جمال ہے کہ اس کی شاخیں صدیوں سے ہر موسم میں بہار جانفزا دکھلانے والی اور شریعت وطریقت کے غنچہ وگل کھلانے والی ثابت ہوئی ہیں۔ امام احمد رضا کے آباء واجداد اور ان کے بعد امام احمد رضا سے نسل تازہ کی یاد بہاری کا جائزہ لے کر دیکھ لیجئے۔ امام احمد رضا کے پر پوتے اور مفتی اعظم ہند کے نواسے حضور ازہری میاں نے اپنے دادا اور نانا کے عملی وعلمی وارث بن کر ساری دنیا میں اہلسنت وجماعت کے نام سے پہچانا جانے والا ناجی فرقہ کی نشر واشاعت میں مصروف عمل ہیں۔ اب میں چند ذیلی عنوانات کے تحت اپنے خیالات وجذبات اور مشاہدات وتجربات کو تاثراتی رنگ واسلوب میں اختصار کے ساتھ نذر قارئین کرتا ہوں۔

تاج الشریعہ! ایک صاحب شریعت وطریقت پیر

اسلامی تہذیب واقدار جس زمانے میں اپنی معنویت کے جہات کے ساتھ مسلم معاشرہ پر چھائے ہوئے تھے اس کی روشنی آج بھی تابندہ ہے۔ مغربی تہذیب وکلچر کی بالادستی کے باوجود خانقاہوں کا سرور اور درس گاہوں کا نور ہماری ظاہری وباطنی ثقافت کی تطہیر کررہے ہیں۔ اس حقیقت کے اعتراف کے ساتھ مادہ پرستی اور دنیاداری کے خطرناک رجحانات ومیلانات پر بھی ہماری گہری نظر ہونی چاہئے۔ ایک طرف علمائے شریعت کو علمائے طریقت سے الگ ماننا، کہیں شریعت پر طریقت کو اور کہیں طریقت پر شریعت کو اس طرح فوقیت دینے کے نظریات کہ محسوس ہو یہ دریا کے دو کنارے ہیں جو کبھی مل نہیں سکتے۔ انہیں ایک دوسرے کی ضد سمجھنے کا خیال، عجیب معمہ بن گیا ہے اور اس کے بھیانک مناظر بھی ہمارے سامنے آتے جاتے رہتے ہیں۔ علمائے متصوفین اور علمائے شریعت وفقہ وکلام کے علمی اختلافات اپنے اپنے مخصوص دائروں میں ہوتے رہے ہیں جس سے عام اور ان پڑھ مسلم معاشرہ اس علمی ونظری اختلاف کے اثرات سے دور دور تھا، مگر آج کا منظر نامہ بدل چکا ہے۔

فرقہائے باطلہ نے بڑی چالاکی سے ایک طرف تصوف کو چنیا بیگم اور علم فقہ وکلام کو بے وقعت وبکار محض گردانا اور اپنے باطل عقائد ونظریات کو حق وثواب کا راستہ قرار دیا۔ اس پس منظر میں علمائے حق اہلسنت وجماعت نے بڑی جانفشانی فرما کر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کردکھایا۔

زمانہ قریب میں امام احمد رضا نے ان دونوں مسئلوں پر سیکڑوں کتابیں تصنیف فرما کر دونوں جہتوں کی اصل نوعیت و ماہیت کو آئینہ کردیا۔ آج ان کی کتابیں علمائے فقہ اور علمائے تصوف کے لئے رہبر ورہنما ہیں۔

حضور تاج الشریعہ اسی نگارخانہ علم وعرفان میں پرورش پاکر رہبر ورہنما بنے ہیں۔ انہیں مانگے کے چراغوں سے اپنے چراغ کو روشن کرنے کی ضرورت پیش نہ آئی۔ ان کا گھر آنگن، انہیں کھلانے والی بانہیں، شریعت وطریقت اور معرفت وحقیقت کے سنگم تھے۔ ابتداء سے ہی شریعت کی ہواؤں اور طریقت کی فضاؤں میں سانسیں لینے کی سعادت ملی۔ ۱۹۴۳ء میں خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے ماہ ونجوم جھلملا رہے تھے۔ حضور مفتی اعظم، حضور مفسر اعظم وغیرہ جیسی عبقری شخصیتیں موجود تھیں۔ اس کے علاوہ دربار اعلیٰ حضرت میں سیکڑوں وقت کی ممتاز وباوقار ہستیاں شب و روز آتے جاتے رہے ہیں پھر اعلیٰ حضرت کا قائم کردہ اسلامی دانش گاہ منظر اسلام میں مسلسل تعلیم وتعلم کا سلسلہ اور گھر میں

"دارالافتاء" گویا بریلی شریف علم وعرفان کی خوشبو سے ہرلمحہ مشکبار تھی۔ اس ماحول میں تو ذرہ بھی ستارہ بن کر دمک اٹھتا ہے اور شبستان رضا کا اختر اگر شریعت وطریقت کے دودھیا اجالے میں اہلسنت وجماعت کا تاج الشریعہ بن کر اپنے علمی گھرانے کے وقار کو بحال رکھتے ہوں تو اس میں کون سی تعجب کی بات ہے۔ تعجب تو ان پر ہوتا ہے جو دریا کے کنارے ہے اور پیاسا ہے۔ بہر نوع۔

پیری مریدی کا سلسلہ

آج مسلم آبادیوں میں عجیب بے قراری ہے۔ غول در غول پیر وفقیر گھومتے نظر آرہے ہیں اسی طرح مولوی ومولانا کے نام پر جہلا مفتی بنکر طبیعت کا بھتوا (فتویٰ نہیں) دے رہے ہیں۔ فرقہائے باطلہ کی فوج شب وروز گھوم کر شب خون مار رہے ہیں۔ عجیب حالات وواقعات پیدا ہوگئے ہیں۔ خانقاہوں کا بھی حال ابتر ہے۔ (چند کو مستثنا سمجھتا ہوں)

عجیب قحط الرجال کے دور سے ہمارا سفر ہورہا ہے۔ نہ اصلی پیر نہ اصلی مرید۔ ہر شئے کو حاوی اور تجارتی ذہنیت سے دیکھا جانے لگا ہے۔ آج کا عمومی ماحول یہی نظر آرہا ہے۔ ایسے حالات میں اکابر بزرگان دین کی یاد بہت آتی ہے۔ ہمارے روحانی پیشواؤں کا تذکرہ ہمیں غلط روی سے بچاتا ہے۔ اچھے اور برے کو سمجھنے کا شعور عطا کرتا ہے۔ اندھیرے اور اجالے کا تصادم تو ہر دور میں رہا ہے۔ ہمیں ابتر ماحول کو اپنی نسلوں کے لئے بہتر بنانے کی فکر کرنی چاہئے۔

نذرانہ نہیں سود ہے پیران حرم کا
اس خرقۂ سالوس کے اندر ہے مہاجن
(اقبال)

زرز میں وزن غرض ہر چیز نذرانے میں ہے
سوطرح کا فائدہ اک پیر بن جانے میں ہے
(مطیع الرحمٰن)

اسلامی اقدار میں پیری ومریدی کوئی تجارتی پیشہ نہیں بلکہ فروغ قرآن وسنت اور تعلیمات نبویہ کو عام کرنے کا ایک ذریعہ رہا۔ مگر افسوس اس منصب جلیل کو بھی دنیاداروں نے حصول دنیا کا وسیلہ بنالیا۔ خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے۔

علامہ اختر رضا ازہری صاحب قبلہ کی برسوں پہلے ایک نہایت کارآمد تقریر سنی تھی۔ حضور ازہری میاں نے بڑی صراحت و وضاحت کے ساتھ آداب پیری ومریدی کے عنوان پر شریعت اسلامیہ کے مزاج ومعیار کے مطابق گفتگو فرمائی تھی۔

حضرت نے نہایت موثر انداز میں ان پیروں کی کج روی پر تنقید فرمائی تھی جو آج سنی عوام کو اہلسنت کے نام پر گمراہ کرنے پر زور آزمائی دکھاتے نظر آرہے ہیں۔ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت کی کتابوں اور سیدنا مفتی اعظم وسرکاران برکات کے ملفوظات واحکامات کی روشنی میں حضرت کی تقریر آج بھی ہمارے لئے رہبر ورہنما ہے۔ ہمارے دین وایمان کے دشمنوں نے بھی پیری مریدی کا دھندا اپنے بھاؤ تاؤ کے ساتھ چلا رہے ہیں۔ اسی کے ساتھ بعض گمراہ فرقے بھی سنیوں کو دھوکا دینے کی غرض سے سنیوں میں جھوٹ موٹ کے سنی پیر بن کر طرح طرح کے غیر شرعی امور دکھلاتے ہیں۔ اور الزام۔ اہل بریلی کے سر تھوپنے کی ناپاک جسارت کرتے ہیں۔ ایسے حالات میں مسلک اعلیٰ حضرت کے ترجمانوں کا فریضۂ دینی ہے کہ ان کی سازشوں کو کچلنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہیں۔ ہمارے بزرگوں نے جو طریقت وشریعت کی تعلیم دی ہے اسے عام کریں۔ حضور ازہری میاں بھی ایک پیر ہیں مگر کیسے۔ نہ علم میں کوئی جواب نہ عمل میں کوئی مثال، میری آنکھوں

نے یہ مناظر اکثر دیکھے ہیں کوئی پیر ہو یا عالم، مرید ہو یا عوام اگر شریعت اسلامیہ کے برخلاف کوئی عمل نظر آ گیا فوراً ٹوک دیا۔

اسی موقع پر سیدنا مفتی اعظم کی حیات مبارکہ کی مخصوص عادت کریمہ یاد آتی ہے جو ان کے جانشین حضور ازہری میاں اپنے قلب ونظر میں سما کر رکھے ہوئے ہیں۔

اللہ و رسول کی رضاجوئی اور خوشنودی ہی شریعت وطریقت کا اصل پیمانہ ہے ورنہ کچھ بھی نہیں۔ حضور ازہری صاحب واقعی ایک صاحب شریعت وطریقت پیر ہیں انہیں دیکھتے ہی واقعی اللہ ورسول کی یاد آ جاتی ہے۔

اہلسنت کے سینے پر بن کر برسے تیر
۹۰ فیصد مولوی اور نوے فیصد پیر
(حلیم حاذق)

ایک دلچسپ واقعہ:

فیل خانہ میں سرکار مجاہد ملت علیہ الرحمہ کے ایک مرید جناب انوار احمد حبیبی ہیں۔ انہوں نے ایک بار راقم الحروف سے کہا کہ حضور ازہری میاں صاحب قبلہ سے بعض شر پسند لوگوں کی غلط بیانیوں کے سبب میرے دل میں بھی ایک بے چینی تھی اور میری عقیدت کی شمع ٹمٹمائی جا رہی تھی۔

ایک شب میرا نصیبہ بیدار ہوا اور خواب میں دیکھا کہ سرکار مجاہد ملت اور حضور ازہری میاں مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں ابھی صحن مسجد میں سوچ ہی رہا تھا کہ سرکار مجاہد ملت نے مجھے ڈانٹ کر فرمایا، ان کی خدمت کرو یہ میرے مخدوم زادے ہیں" اس کے بعد حضور ازہری میاں کی طرف میرا دل کھنچتا چلا گیا۔

معاصر علماء کی قدردانی:

یہ بات دنیا سے پوشیدہ نہیں بلکہ جگ ظاہر ہے کہ شہزادۂ صدر الشریعہ سلطان الاساتذہ حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفےٰ قادری اور حضور سیدنا تاج الشریعہ کی مثالی محبت اور ایک دوسرے کا پاس ولحاظ قابل رشک اور لائق تقلید ہے۔

اہل علم کی قدر علم والے ہی بجا طور پر کرتے ہیں۔ آج ملکی اور غیر ملکی سفر وحضر میں ان دنوں کی رفاقت سے مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ کو نمایاں کامیابی مل رہی ہے۔ علمائے کرام و فقہائے عظام کی انجمن خاص میں جہاں علمی وتحقیقی اور فقہی مسائل وجزئیات کے بیان کا مرحلہ ہوتا ہے تو ان دونوں بزرگوں کی طرف علمائے کرام قابل اعتماد نظر سے سند اعتبار حاصل کرنے کے تمنائی نظر آتے ہیں ___ ایک موقع پر بنارس میں رضا اسلامک مشن کا شاندار سالانہ جلسہ میں ان دونوں بزرگوں کی سرپرستی تھی۔ میں نظامت کا فریضہ انجام دے رہا تھا۔ حضرت محدث کبیر نے تقریباً ۲۰ منٹ تک حضور ازہری میاں کے فضائل وکمالات کو اپنے مخصوص علمی رنگ وآہنگ میں بیان فرمایا۔ جب حضور تاج الشریعہ کی باری آئی تو حضرت محدث کبیر کی عالمانہ حیثیت ومقام پر نہایت اعتماد قلبی کے ساتھ بے حد توصیفی کلمات پیش فرمائے۔

بات سچ ہے کہ ہیرے کو جوہری کے علاوہ کون بہتر سمجھ سکتا ہے۔

نقابت میں حضور تاج الشریعہ کا ذکر جمیل:

اصناف سخن میں صنف قصیدہ گوئی اور ہجو نگاری کا فن زوال آمادہ کیوں ہوا؟ اس سوال کے جواب میں جہاں اہل فکر ودانش بہت سی فکر انگیز باتیں کریں گے وہیں ان کی گفتگو مبالغہ، غلو اور اغراق کے بیجا اور ناروا استعمال پر بھی ہوگی۔ میں رسمی قصیدہ گو اور ہجو نگاری کو اپنے مزاج کے برخلاف پاتا ہوں۔ یہی سبب ہے کہ موجودہ بعض احباب مجھ سے اس لئے برگشتہ ہوتے ہیں کہ میں شخصی مضامین سے دامن فکر ونظر کو بچانے کی ممکن حد تک کوشش کرتا ہوں۔ دراصل فن نقابت کی بدعت حسنہ میں جب یاران

تیز گام نے عناصر سیسہ کی ملاوٹ کر کے عوام کا مزاج خراب کر دیا تو میں نے تنقیدی نقابت کے رنگ کو فروغ دینا شروع کیا۔ آخر ضمیر وقلب کی آواز کو شکن کے کوزے میں قید رکھنا کہاں تک گوارہ کیا جائے۔ لیکن عوام کے ہاتھوں بچوں کا کھلونا ہونا ایک مجبور مخلص انسان کی صدائے دلگیر کون سنتا ہے۔ رسمی القابات وخطابات کی اس بھیڑ میں سچی تعریف اور حقائق سے لبریز توصیف دور کی آواز بن کر رہ گئی ہے۔ ایک پروقار شخصیت سے متعلق جو توصیفی کلمات لکھے گئے ہیں آج اہل اور نااہل کی تمیز سے بے پروا ہو کر زید کی ٹوپی بکر کے سر، بکر کی ٹوپی زید کے سر رکھ کر خوش ہونے والے بے سند اور باسند لوگوں کی کمی نہیں ہے۔ طرفہ تماشہ یہ بھی ہے کہ اچھے خاصے پیر مغاں لوگ اپنی خودستائی کرنے اور کروانے کے لئے موسم بناتے ہیں۔ اس ماحول میں اگر ان کی قد بالا کی اصل صورت گری کے مطابق ''قصیدہ اور منقبت'' کر دی جائے تو سماعت کے ذوق پر اولے پڑ جاتے ہیں۔ منہ بسوڑ کر اشاروں ہی اشاروں میں اپنے خود ساختہ مدیروں اور مداحوں سے کہا جاتا ہے، مزہ نہیں آتا۔ کسی بڑے کو بلاؤ۔ اپنی جھوٹی تعریف پسند کرنے والے کسی کی سچی تعریف کب گوارہ کر سکتے ہیں۔

ہم عصر علماء ومشائخ میں ہر شخصیت اپنی مخصوص اور منفرد خصوصیات وخدمات کی بنیاد پر قابل احترام اور لائق تعظیم ہے۔ الحمدللہ! ہمارے اہل سنت وجماعت کے موجودہ اکابر ایسے ہیں جو میرے خیال کی سرحدوں سے کافی بلند ہیں۔ جس کا منظر نامہ میں نے ابتدائی سطروں میں پیش کیا ہے۔

مجھے اہل سنت وجماعت کے مشہور ومعروف اکابر واصاغر خطباء وشعرا کی انجمن محبت میں تقریباً ۲۶/۲۵ برسوں کی خدمت کی سعادت نصیب ہوئی ہے اور میں اپنی خوش بختی پر ناز کرتا ہوں کہ مجھ جیسا بے بضاعت خادم اپنے مخدوموں کو اپنی نقابت ونظامت کے ذریعہ مجمع عام سے قریب کیا ہے۔ مجھے ایسی شخصیتوں کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا جن کی شایان شان میرے دفتر الفاظ نہ تھے مگران بزرگوں نے اپنی مدح سرائی اور توصیف بیانی سے کہیں زیادہ نعتیہ اشعار کا سننا زیادہ بہتر سمجھا اور جب بھی ان سے متعلق برائے نقابت تعارفی جملے عرض کئے تو سر جھکا لیا اور زیر لب درود پاک پڑھنے لگے اور اگر کہیں مبالغہ آرائی کے عناصر ابل پڑے تو بڑی محبت سے کہتے ''میاں بس آپ کا کام ہو گیا اور اب ہمیں موقع دیں۔ یہ مناظر آپ نے بھی دیکھے ہوں گے۔ یہی تجربہ ایک بار نہیں سیکڑوں بار حضور سیدی تاج الشریعہ کے ساتھ ہوتا رہا ہے۔

حضور تاج الشریعہ کی موجودگی میں مجھے ایک نہیں بلکہ پچاسوں دینی اجلاس میں شرکت کا موقع نصیب ہوا ہے۔ اگر چند جلسوں کی روداد بھی لکھوں تو ایک کتاب ہو جائے گی۔ لہٰذا نہایت اختصار کے ساتھ اپنے مشاہدات وتجربات کو سپرد قرطاس وقلم کر رہا ہوں۔

حضور ازہری میاں صاحب قبلہ جس جلسے میں تشریف فرما ہوتے ہیں اس جلسے کی کیفیت ہی کچھ اور ہو جاتی ہے۔ عوام الناس کا ٹھاٹھے مارتا ہوا سمندر ایک طرف تو اپنے وقت کے ممتاز و نامور علمائے کرام، حفاظ عظام اور مفتیان دین خیر الانام کی موج در موج نورانی لہروں کا سلسلہ دوسری جانب، شوق دیدار اور جوئے زیارت لے کر آنے والوں کو قابو میں رکھنا کوئی معمولی بات نہیں۔ اراکین ومنتظمین کے باڑھ توڑ کر اسٹیج پر آجانا ایک عام سی بات ہے۔ ادھر حضرت منبر پر جلوہ بار ہوئے۔ ادھر فلک شگاف نعروں سے محفل میں نئی تازگی وشادابی مسکرائی۔ ایک طرف مجمع دم بخود۔ دوسری طرف خطبا اور شعرا چاک وچوبند۔ ادھر حضرت کی آمد اور دوسری طرف بعض مشہور مقررین کا اعلان خاتمہ۔ ناظم و

نقیب بھی پریشان و مضطرب، ان حالات میں کیا کرے۔ رات بھر کا جلسہ ہے۔ اراکین کی خواہش کہ چلنا فجر تک چاہئے ورنہ سیکڑوں میل سے آئے ہوئے لوگ کہاں جائیں گے۔ ادھر حضرت کی موجودگی میں چند نمائندہ خطباء وعلماء کے علاوہ کوئی بولنے کے لئے تیار نہیں۔ کیا معلوم کہاں توبہ کرنی پڑ جائے۔ میں نے اکثر ایسے موقعوں پر، بہت سے مشہور مقررین سے التماس کی کہ حضرت تھوڑی دیر تقریر فرمادیں مگر نفی کی صورت کے علاوہ اثبات کا چہرہ نہ دیکھ سکا۔ دراصل یہ جلال علمی کے ہیبت کا واضح ثبوت ہے۔

میری آنکھوں نے ایک نہیں دسیوں بار ایسے مناظر دیکھے ہیں جب کسی خطیب کی تقریر کے کسی گوشے یا الفاظ و جملے پر حضرت نے گرفت فرما کر نہایت سادگی سے اصلاح فرمائی۔ بعض نامور پیروں کی تقریروں کو کمال صحت کے ساتھ گرفت فرما کر شرعی احکام سے باخبر فرمایا۔ بعض شخصیتوں نے تو برملا اعتراف محبت فرمایا اور شکر گزار ہوئے مگر بعض ایسے بھی دیکھے جو عوامی شہرت اور اپنی علمی بھرم بچانے کی خاطر نالائم اور نازیبا کلمات کہہ کر اپنی بھڑاس نکالی۔ مگر ان باتوں سے حضور ازہری میاں کبھی دل برداشتہ نہیں ہوئے اور اپنا منصبی فریضہ انجام دیتے رہے۔

حضور ازہری میاں کا مزاج خسروانہ اور بدلتی تقدیریں

اس رنگ بدلتی دنیا میں صبح سے شام تک ایک رنگ آتا ہے دوسرا رنگ جاتا ہے۔ تغیر و تبدل کی گردش پیہم میں کتنی چیزیں دیکھتے ہی دیکھتے پس منظر میں چلی جاتی ہیں۔ جسے منظر میں تلاش کرنا ایک جانگسل مرحلہ ہوتا ہے۔ اقدار و تہذیب کے تغیرات سے تاریخ کا کوئی دامن خالی نہیں ہے۔ ماہرین سماجیات و ماحولیات کا خیال ہے کہ ہر دس بیس برسوں میں تہذیبی بدلاؤ اور اقدار کے دریا میں تموج برپا ہوتے ہیں جو انسانی ذہن وافکار پر اپنے اثرات چھوڑ جاتے ہیں۔ جس سے علم وعمل اور فکر ونظر کے زاویے بھی بدل جاتے ہیں۔ انسان کے احساسات اور جذبات میں بھی اتار چڑھاؤ پیدا ہوتے ہیں یہ فطرت انسانیت کا عام مسئلہ ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

دین ومذہب کے دائروں میں بھی یہ تغیر پذیری کبھی منفی اور کبھی مثبت اثرات کے سائے لے کر داخل ہوتے ہیں۔ انسانی فطرت سے مذہب مہذب اور دین فطرت کو اسلام کہتے ہیں ہمیں اس عالم سے آشنا کرتا ہے۔

تفقہ فی الدین کا جوہر کامل اسی گتھی کو سلجھاتا ہے اور شریعت کے بنیادی اصولوں کی روشنی میں دین وایمان کے تحفظ وبقا کے لئے وسائل فراہم کرتا ہے۔ اسی جوہر کامل کے ایک امین تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا بریلوی بھی ہیں۔ حضور ازہری میاں صاحب اپنے آباواجداد کے علمی وارث ہیں۔ انہیں امام احمد رضا فاضل بریلوی اور سیدنا حضور مفتی اعظم کی نیابت اور جانشینی کا منصب واعزاز حاصل ہے۔ علوم وفنون کے ٹکسال میں ڈھلا ہوا رضوی نوری برکاتی سکہ بازار عشق ومحبت اور عرفان وآگہی میں خوب کھنکتا ہے۔ علامہ ازہری اپنے مسلک ومشرب سے سرمو تجاوز کرنا ہرگز پسند نہیں کرتے۔ علامہ ازہری امام اہلسنت کے تفقہ فی الدین کی مقدس کرنوں سے اپنے وجود کو معمور کر کے فقہی وکلامی مسائل میں اسی روش پر چلنا اپنا منصب جلیل سمجھتے ہیں جسے سیدنا مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی ترتیب نے نکھار کر کے کندن بنایا ہے۔

ہم عصر بعض علماء وفقہا جو بدلتی قدروں اور حالات وماحول کے دباؤ میں رخصت پر خاموشی سے چل پڑتے ہیں ان کی اصلاح بھی کمال محبت سے فرماتے ہیں۔ اکثر علمی اختلاف میں وہ اپنے موقوف جو فیضان اعلیٰ حضرت سے قائم فرماتے ہیں اس پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں۔ ہمارے بعض صاحبان علم وفکر جذباتی

ماحول اور تغیر پذیری کے اثرات میں اہلسنت کے مزاج سے جداگانہ رویہ اختیار کر کے مصر نظر آتے ہیں تو علامہ ازہری کا علمی جلال شعلہ جوالہ بن کر سامنے آتا ہے۔ عوام کو سمجھانا تو بہت آسان ہے مگر جب اہل علم کسی پیچیدہ مسئلے میں مختلف الخیال ہو جاتے ہیں تو انہیں اپنے دلیل و شواہد سے مطمئن کرنا سمندر کی لہروں کو کوزے میں بھرنے کے مترادف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محتاط اور ذمہ دار علماء و فقہا حضور ازہری میاں کی ذات سند اعتبار اور مہر اعتماد سمجھتے ہیں۔

تاج الشریعہ اور قائد اہلسنت کی مثالی محبت

ایک موقع پر جھارکھنڈ کے اسیری ضلع دھنباد میں امام احمد رضا کانفرنس بڑے ہی عالی شان پیمانے میں ہوئی تھی۔ مفتی بشیر القادری صاحب کی جدوجہد نے خانوادہ اعلیٰ حضرت کے درخشندہ وتابندہ ماہ و نجوم کو یکجا کر لیا تھا۔ حضور تاج الشریعہ، حضور سبطین میاں، حضور تحسین میاں صاحبان کے صدر رنگ جلووں سے پوری بزم میں نورانیت کی فضا چھا گئی تھی۔ حضور قائد اہلسنت رئیس القلم علامہ ارشد القادری اپنے مخصوص جاہ و جلال کے ساتھ محو خطاب تھے۔ ان دنوں حضرت کی طبیعت ناساز چل رہی تھی۔ اس کے باوجود مسلک اعلیٰ حضرت کے عالمی ترجمان کرسی خطابت پر رونق افروز ہو گئے۔ کوئی ۳۰ ر ۳۵ ر منٹ کی ابھی تقریر ہوئی تھی کہ اچانک دل کا دورہ پڑ گیا۔ کیفیت جونہی بدلی، اپنی جیب سے ایک دوا نکالی اور زبان کے نیچے لے لیا لیکن دورہ شدید نوعیت کا تھا۔ لڑکھڑاتے ہوئے کرسی سے اسٹیج پر لیٹ گئے اور بے ہوش ہو گئے۔

یہ عالم بڑا ہی دردناک تھا۔ آج بھی یاد کرتا ہوں تو کانپ جاتا ہوں۔ میں اس جلسے کا نقیب تھا ایک طرف تقریباً ۲۵ ر ۳۰ ر ہزار کا سمندر اور مجمع کی بے قراری اور انتشار پر قابو پانا اور دوسری طرف حضرت علامہ کی یہ کیفیت!

خانوادۂ رضا کے ممتاز و مقدس شخصیتوں کی فکر مندی اور بے قراری بھی اپنی جگہ۔ ان بزرگوں نے فرداً فرداً علامہ کی صحت یابی کی دعائیں فرماتے رہے۔ تاج الشریعہ نے فرمایا علامہ رئیس القلم جماعت اہلسنت میں مسلک اعلیٰ حضرت کی شمشیر آبدار ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں صحت و سلامتی عطا کرے۔ اس دور پر فتن میں ان کی قائدانہ صلاحیت کی ہمیں ہر قدم پر ضرورت ہے۔ کوئی ۲۰-۲۲ منٹ تک اسی طرح کے جملے حضور تاج الشریعہ بیان فرماتے رہے۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضور تاج الشریعہ اہلسنت کے ممتاز علماء و فقہا کی ہمیشہ قدر افزائی کرتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ کی چند کرامتیں

(۱) فیل خانہ ہوڑہ کے سکنڈ لین میدان میں دیوبندیوں کا ایک جلسہ کوئی چار پانچ سال قبل ہوا تھا۔ اس جلسے میں ایک دیوبندی مقرر نے اعلیٰ حضرت اور مجاہد ملت کی شان میں گستاخانہ تقریر کی۔ صبح ہوتے ہی میں نے اس کی تقریر کی کیسٹ کو بڑی مشکل سے حاصل کیا اور علاقائی علماء سے رابطہ کیا کہ یہ پہلا اتفاق ہے اگر اس کی جم کر تردید نہ کی گئی تو آنے والا وقت ہمیں معاف نہیں کرے گا۔ بہت سے احباب نے کہا کہ یہ فلاں مولوی کی تقریر کا رد عمل ہے اور چند بالکل خاموش۔ حسن اتفاق سے تیسرے یا چوتھے دن حضور ازہری میاں کی آمد ایک مدرسے کے جشن دستار بندی میں ہوئی۔ حضرت ختم بخاری شریف کے وقت تشریف لائے۔ دیوبندی مقرر کے قابل اعتراض جملوں اور بہتان طرازیوں کو نوٹ کر کے ان کی خدمت میں پہنچا کہ تمام صورت حال سے مطلع کروں۔ مگر میں اپنی کوششوں میں ناکام ہو گیا کہ حضرت سے ملاقات نہ ہو پائی۔ ختم بخاری شریف میں حضور ازہری میاں فارغین کو آخری حدیث شریف کا درس دے رہے تھے اور میں بیٹھا بیٹھا سوچ رہا تھا کہ یا اللہ! ان اعتراضات و

بہتان کا جواب کون دے گا۔ مگر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ حضور ازہری میاں نے دیوبندی خیالات ونظریات کا رد بلیغ اسی آخری حدیث شریف کی تفسیر وتعبیر میں فرمانے لگے اور میرے سارے سوالات خود بخود روشن جوابات پاتے چلے گئے۔

اسے بزرگوں کا تصرف نہیں تو کیا کہیں گے۔

(۲) ایک موقع پر محمد پور بزرگ ضلع مظفر پور میں صوفی جمیل رضوی قادری نے ایک بہت عالی شان جلسہ کیا۔ جس میں خصوصیت کے ساتھ حضور تاج الشریعہ مدعو کئے گئے تھے۔ یہ شاید اس علاقے کا نمائندہ جلسہ تھا کہ آس پاس کے سیکڑوں علماء محض حضور تاج الشریعہ سے شرف بیعت کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ میں اپنی نقابت کے ذریعہ سلام ودعا تک بخوبی جلسہ کو پہنچا چکا تھا۔ مگر بیعت وارادت کے مشتاق کے دیوانے اور پروانے قابو سے باہر ہورہے تھے آخر ایک بڑا سیلاب اسٹیج تک پہنچ گیا۔ حضور تاج الشریعہ کرسی پر تشریف فرما تھے اور میں مائک پر باربار التجا پر التجا کرتا کہ اسٹیج کمزور ہے۔ للہ کرم کیجئے۔

اسی اثناء میں چرمرانے کی آواز ابھری اور پورا اسٹیج جو کافی اونچائی پر بنایا گیا تھا زمین بوس ہوگیا۔ سارے لوگ چیخ پڑے۔ حضرت کی کرسی میں اور صوفی صاحب نے پوری قوت سے پکڑ لی۔ مگر ایک بانس کی قینچی میرے پیٹ میں یوں آگئی کہ اگر جنبش ہو تو پیٹ میں گھس جائے مگر اراکین وسامعین نے کمال ہوشمندی سے اس بانس کی قینچی کو آرے سے کاٹ دیا اگر میں شیروانی نہ پہنا ہوتا تو بے دریغ وہ بانس کی پھراٹی پیٹ پھاڑ دیتی۔

صبح کے وقت ناشتے پر حضرت نے مجھ سے پوچھا ''آپ کو چوٹ تو نہ آئی ہوگی'' میں نے عرض کیا ''حضور آپ کی موجودگی میں بڑا سانحہ معمولی خراش میں بدل گیا۔ حضرت نے بے پناہ دعائیں کیں، میرا وجدان کہتا ہے کہ برکت حضور تاج الشریعہ کی تھی ورنہ کچھ بھی ہوسکتا تھا۔

کا علمی مقام

علامہ عبدالمبین نعمانی رضوی، ڈائرکٹر المجمع الاسلامی، مبارکپور (اعظم گڑھ) ☆09838189592

تاج الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان ازہری قادری بریلوی دامت برکاتہم العالیہ جانشین حضور مفتی اعظم ہند وصدر مرکزی دار الافتاء بریلی شریف کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں آپ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمہ کے پر پوتے حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں بن حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان کے صاحبزادے ہیں علم وفضل میں اپنے جدامجد اور سرکار اعلیٰ حضرت کے جانشین ہیں ساتھ ہی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان کے قائم مقام ہیں۔

استحضار علمی اور تفقہ

آپ کی ذات پوری جماعت اہل سنت کے لئے مرجع کی حیثیت رکھتی ہے، تفقہ فی الدین میں جو وراثت آپ کو حاصل ہے یکتائے زمانہ ہیں فقہی جزئیات نوک زبان رہتے ہیں۔ ایک بار جب کہ آپ جمشید پور میں تشریف لے گئے تھے، جناب علیم الدین صاحب آسوی کے مکان پر رونق افروز تھے کہ ایک استفتا آیا، آپ نے فوراً اس کا جواب ارقام فرمایا اور متعدد فقہی عبارات سے بھی مزین فرمایا، اور دستخط کر کے حوالہ کر دیا۔ جب کہ کوئی کتاب سامنے نہ تھی۔

ایک عظیم خدمت

اپنے اوقات کے تحفظ پر حد درجہ اہتمام فرماتے ہیں غیر ضروری باتوں سے پرہیز اور مطالعہ کتب، سماعت کتب، اور درس حدیث وفقہ، نیز فتویٰ نویسی آپ کا محبوب مشغلہ ہے۔ ساتھ ہی تصنیف وتالیف میں بھی اچھا خاصا وقت صرف فرماتے ہیں حتیٰ کہ سفر میں بھی تصنیف وترجمہ کا کام جاری رکھتے ہیں سفر میں بالعموم وقت کم ملتا ہے ملنے جلنے والوں کی بھیڑ سے بچ نکلنا آسان کام نہیں، لیکن حضرت ازہری صاحب قبلہ عقیدت مندوں کی بھیڑ سے بھی نکل کر علمی مشاغل اپناتے ہیں چند سال پیشتر کی بات ہے عرس صدر الشریعہ علیہ الرحمہ میں آپ گھوسی تشریف لائے ہوئے تھے اور قادری منزل میں قیام کیا تھا۔ میں ملنے کے لئے گیا تو دیکھا

کہ کچھ املا کرا رہے ہیں مصروفیت دیکھ کر واپس آ گیا بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت المعتقد المنتقد مصنفہ علامہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ کا ترجمہ کر رہے تھے۔ میں نے حضرت پر علمی مشغلے میں خلل ڈالنا پسند نہ کیا جب کہ ایسے موقع پر اکثر لوگ عقیدت مندی کا ثبوت دیتے ہوئے دوڑ سے سلام اور دست بوسی و قدم بوسی میں لگ کر اپنے مخدوموں کو علمی خدمت سے دور کر دینے میں اپنی سعادت اور عقلمندی تصور کرتے ہیں۔ الحمد للہ المعتقد المنتقد کا یہ ترجمہ مکمل ہوا اور چھپ بھی گیا۔ یہ حضرت قبلہ کی ایک بڑی علمی و دینی خدمت ہے کیوں کہ یہ وہ کتاب ہے۔ جس پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے حاشیہ تحریر فرمایا ہے۔ جس کا تاریخی نام ہے المستند المعتمد بناء نجاۃ الابد (۱۳۲۰ھ) یہ کتاب عقائد و کلام کے اہم مباحث پر مشتمل ہے۔ اس پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے حواشی نے گویا سونے پر سہاگا کا کام کیا۔ بعض ادق اور اہم عبارتوں کی تشریح کے ساتھ اعلیٰ حضرت نے کچھ جدید فرقوں کا بھی رد تحریر کر دیا ہے۔ جو حضرت مولانا فضل رسول عثمانی بدایونی علیہ الرحمہ کے وقت میں نہ تھے یا ان کے حکم کا صرف آغاز ہوا تھا پھیلے نہ تھے۔ اس لئے ضرورت تھی کہ اس کتاب کو عام کیا جاتا اور اردو داں طبقے کو بھی اس سے استفادے کا موقع ملتا مزید برآں یہ کتاب چونکہ بعض مدارس اہل سنت کے نصاب تعلیم میں بھی شامل ہے تو اس سے درس و تدریس میں آسانی بھی پیدا کرنا مقصد تھا۔ جس کے پیش نظر مولانا شعیب رضا صاحب کی فرمائش پر حضرت تاج الشریعہ ازہری صاحب قبلہ نے اس کے ترجمے کا آغاز کر دیا اور صرف آغاز ہی نہیں تمام مصروفیات کے ساتھ چھ ماہ کی قلیل مدت میں اس کا ترجمہ مکمل کر دیا بعض کتابوں کا ترجمہ آسان ہوتا ہے۔ اسے ہر عربی داں بہ آسانی کر بھی سکتا ہے، لیکن بعض کتابیں ایسی فنی اور مشکل ہوتی ہیں جن کا ترجمہ سب کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ المعتقد المنتقد بھی کچھ ایسی ہی کتاب ہے۔ جس کے ترجمے کا کام خاصا مشکل تھا لیکن حضور ازہری میاں نے قلیل وقت میں بہ آسانی ایک عمدہ ترجمہ کر کے امت مسلمہ خصوصاً اہل علم پر احسان فرمایا۔ یہ کتاب دو سال قبل چھپ کر منظر عام پر بھی آ چکی ہے۔ ترجمہ کن حالات میں ہوا اور کیسے ہوا اس کی کچھ تفصیل کتاب کے مقدمہ نگار مولانا قاضی شہید عالم استاذ جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف کی زبانی ملاحظہ کریں۔

چونکہ حضرت کو اطمینان و سکون سے بریلی کی سرزمین پر رہنے کا موقع بہت کم ہی میسر آتا ہے لہٰذا جب تبلیغ وارشاد کے دورے سری لنکا روانہ ہوئے تو حسن اتفاق کہ حضرت مولانا شعیب رضا صاحب اور تاج الشریعہ کے خلف الرشید حضرت مولانا محمد عسجد رضا صاحب ہمراہ سفر ہوئے کتاب المعتقد المنتقد ساتھ رکھ لی گئی۔ بالآخر ۲۷؍ جمادی الآخر ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۳ اگست ۲۰۰۳ بروز ہفتہ بعد نماز مغرب الحاج عبد الستار رضوی کولمبو سری لنکا کے مکان پر اس عظیم کام کا آغاز کر دیا گیا۔

جس طرح یہ کتاب اپنے موضوع میں منفرد ولاثانی ہے اسی طرح ترجمہ کا انداز بھی عام تراجم سے بالکل مختلف اور منفرد ہے ایک تو حضرت کی نگاہ کمزور، دوسری بات یہ ہے کہ کتاب کا خط نہایت باریک حضرت کے لئے عبارت دیکھ کر ترجمہ کرنا مشکل امر تھا، مولانا شعیب رضا صاحب عبارت پڑھتے جاتے اور تاج الشریعہ فی البدیہہ ترجمہ بولتے جاتے اور خود مولانا شعیب صاحب صفحہ قرطاس پر تحریر کرتے جاتے۔ جہاں جب موقع میسر ہوتا ترجمہ کا عمل جاری و ساری رہتا حتی کہ ٹرین اور پلین پر بھی یہ مبارک کام نہ رکا، اس طرح اس ترجمے کا بعض حصہ لنکا میں لکھا گیا اور بعض حصہ ملاوی میں اور بعض حصہ ٹرین و پلین پر اور کچھ حصہ بریلی شریف میں قیام کے دوران لکھا گیا۔

(مقدمہ المعتقد المنتقد مترجم ص ۹-۱۰ مطبوعہ المجمع الرضوی بریلی)

ضمناً یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ المعتقد المنتقد کا عربی ایڈیشن نہایت عمدہ نئی کمپوزنگ کے ساتھ رضا اکیڈمی ممبئی سے شائع ہو چکا ہے اس کے بعد اس کا دوسرا ایڈیشن حدوث الفتن وجہاد اعیان السنن" (عربی) از علامہ محمد احمد مصباحی صدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کے اضافے کے ساتھ المجمع اسلامی مبارکپور سے بھی شائع ہو گیا ہے۔ کتاب کے کل صفحات ۲۷۰ ہیں اور حدوث الفتن کے ۱۹۳ علاوہ فہارس، سائز ۲۶×۲۰=۸ مطابق بہار شریعت قدیم، حدوث الفتن کا ترجمہ بھی شائع ہو گیا ہے۔ مترجم ہیں مولانا عبدالغفار اعظمی مصباحی اور ترجمے کا نام فتنوں کا ظہور اور اہل حق کا جہاد، حدوث الفتن کے ترجمے کا بھی پروگرام تھا کہ اس دوران یہ خبر فرحت اثر موصول ہوئی کہ حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ اس کو اردو میں منتقل فرما رہے ہیں پھر جلد ہی وہ ترجمہ شائع ہو کر منظر عام پر بھی آ گیا جو اس وقت نظر نواز ہے۔ ترجمہ کیا ہے گویا مستقل تصنیف ہے، کہ پڑھنے والے کو شبہ ہی نہیں ہوتا کہ یہ کسی کتاب کا ترجمہ ہے اور یہ ترجمے کی بہت بڑی خوبی ہے جو عام مترجمین کو حاصل نہیں ہوتی۔ شروع کتاب میں فاضل گرامی مولانا قاضی شہید عالم رضوی کے قلم سے ۱۹ صفحات کا مقدمہ ہے جو عرض احوال کے ساتھ مصنف محشی اور مترجم کے حالات پر مشتمل اور بڑا معلومات افزا ہے، گر یہ مقدمہ نہ ہوتا تو واقعی ایک بڑی کمی محسوس کی جاتی، مقدمہ کے ساتھ پوری کتاب ۳۵۱ صفحات پر ختم ہوتی ہے۔ متن کے ساتھ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے حواشی کا ترجمہ بھی بشکل حاشیہ ہے۔

تبلیغی اور تدریسی مشغلہ

حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم نے شروع دور میں تدریس کا مشغلہ اختیار کیا جو حضور مفتی اعظم قدس سرہ کے آخری دور تک چلتا رہا پھر جب سرکار مفتی اعظم وصال سے قبل صاحب فراش رہنے لگے اور استغراقی کیفیت طاری ہو گئی تو آپ کے تبلیغی دوروں کا سلسلہ بند ہو گیا۔ اس کے بعد ہی سے خلق خدا کا ہجوم حضرت تاج الشریعہ کی طرف متوجہ ہوا تو آپ کو تدریسی خدمات چھوڑ کر تبلیغی دوروں میں وقت دینا پڑا جو آپ کی مجبوری تھی، کیوں کہ ملک و بیرون عشاق مفتی اعظم اور وابستگان سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی پیاس بجھانا ان کی روحانی تربیت کا فریضہ انجام دینا بھی ضروری تھا۔ اس لئے حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی حیات کا زیادہ وقت تو تبلیغی دوروں ہی کی نذر ہو کر رہ گیا جس کی وجہ سے حضرت تصنیف و تالیف اور فتویٰ نویسی کا زیادہ کام انجام نہ دے سکے پھر بھی اتنی مصروفیات کیساتھ جب آپ کی تصانیف وتراجم کی فہرست پر نظر ڈالی جاتی ہے تو حیرت ہوتی ہے کہ تقریباً بیس کتابیں آپ کی نوک قلم سے نکل کر منظر عام پر آ چکی ہیں صرف فتاوے کا کام باقی ہے وہ بھی تقریباً پانچ جلدوں پر مشتمل ہے اور ہنوز اس کا سلسلہ جاری ہے، کاش بعض اہل عقیدت غیر ضروری حصوں کے لئے حضرت کو یہاں وہاں نہ لے جاتے اور علمی کاموں کے لئے فرصت بہم پہنچاتے بلکہ ان اہم کاموں میں حضرت کی مدد کرتے تو تصنیف و تالیف اور فتاوے کا کام آگے بڑھتا، لیکن آدمی غرض کا بندہ ہوتا ہے اپنا مقصد حاصل ہو باقی کسی قیمتی شخصیت کے زریں اوقات ضائع ہو جائے اسے اس کی فکر نہیں ہوتی، میں اس سلسلے میں غلو عقیدت کے شکار احباب سے گزارش کروں گا کہ علمی اور دینی ضرورت کو اپنی ذاتی غرض اور خواہش پر ترجیح دیں اور حضور تاج الشریعہ کے نقصانات کو مزید ضائع ہونے سے بچائیں، میرا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ حضرت جہاں بھی جاتے ہیں کوئی فائدہ نہیں ہوتا لیکن الاہم فالاہم کے فارمولے پر عمل کرنا ہی دانشمندی ہے جہاں تک دعاؤں کا تعلق ہے گھر پر جا کر ہی دعا کرنا تو ضروری نہیں، حضرت جہاں سے بھی دعا کریں گے اللہ قبول کرے گا اور آپ کا مقصد حاصل ہو جائے گا۔

وقت کے بہت سے الجھے ہوئے مسائل ہیں جن پر لکھنا ہے بہت سے اہم موضوعات ہیں جن پر تصانیف کی ضرورت ہے، اگر حضرت نے اب سے ان پر توجہ دی اور قوم نے بھی فرصت دی تو انشاء اللہ فیضان اعلیٰ حضرت و مفتی اعظم کے ایسے دریا بہیں گے کہ لوگ دیکھتے رہیں گے۔ یہ حقیقت ہے کہ جو جاتا ہے اپنی جگہ خالی چھوڑ جاتا ہے، اور اپنے علوم وفنون کی بساط لپیٹ کر چلا جاتا ہے، ہماری کتنی شخصیتیں ہم سے رخصت ہو گئیں لیکن ان کے شایان شان ہمارے پاس علمی آثار موجود نہیں جن سے ہم ان کا واقعی تعارف کرا سکیں، حضور تاج الشریعہ اس وقت جماعت اہل سنت کے وہ قیمتی سرمایہ ہیں جن کی مثال ڈھونڈنے سے ملنا مشکل ہے۔ جو مرجعیت ومرکزیت آپ کو حاصل ہے وہ کسی دوسرے کو ہرگز نہیں۔ پیروں میں آپ اس وقت سب سے بڑے پیر ہیں، مفتیوں کے بھی امام ہیں، اور علماء کے بلا شبہ ملجا وماویٰ، فقہ میں آپ کا مقام بلند تو آپ کے فتاویٰ سے ظاہر ہے اور حدیث دانی میں کمال دیکھنا ہو تو آپ کی تعلیقات بخاری کو ملاحظہ کیا جائے، جو حواشی امام احمد رضا کے ساتھ مجلس برکات جامعہ اشرفیہ مبارکپور سے شائع ہو چکی ہیں۔

اور فن تفسیر میں آپ کو جو درک حاصل ہے اس کے لئے دفاع کنز الایمان، نامی کتاب منہ بولتی تصویر کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ کتاب متوسط سائز کے ۱۱۹ صفحات پر مشتمل ہے لیکن افسوس کہ اس کی کتابت واشاعت کی ذمہ داری غیر عالموں اور غیر عربی داں کے ہاتھ پڑنے کے سبب نہایت بے وقعت انداز سے شائع ہوئی ہے جگہ جگہ سے اصل عبارات کو جو کتب تفاسیر سے اخذ کی گئی تھیں حذف کر دیا گیا ہے اور مزید مضامین جو حضرت نے اس کے بعد اخلاق قاسمی دیوبندی کے رد میں لکھے تھے وہ بھی شامل نہ کئے گئے ۔ دوسرے حصے کے نام پر اسے ٹال دیا گیا، میری حضرت قبلہ کی خدمت بابرکت میں استفادہ کرنے والے اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ دونوں حصوں کو ازسر نو ایڈٹ کر کے اصل عربی عبارات کے ساتھ اور حوالوں کی مکمل تخریج کے بعد جلد منظر عام پر لائیں ورنہ کہیں مسودے کے غائب ہونے کا شکوہ کرنا پڑے۔

میری شہزادہ والا تبار مولانا عسجد رضا صاحب سے اور حضرت کے گرد علمی مشغولیات سے وابستہ حضرات سے گزارش ہے کہ کنز الایمان اور تفسیری مواد سے متعلق حضرت کی تحریریں یکجا اور مرتب کریں حضرت کو سنائیں اور باوقار انداز میں انہیں منظر عام پر لائیں اسی طرح حضرت کے لکھے ہوئے فتاویٰ یکجا کئے جائیں انہیں مرتب کر کے حضرت کو دوبارہ سنایا جائے پھر انہیں منظر عام پر لایا جائے نیز سمجھتا ہوں یہ دو کام دیگر بہت سے کاموں پر مقدم کئے جانے کے لائق ہیں۔

حضرت تاج الشریعہ کے علمی مقام ومرتبے کو اجاگر کرنے کے لئے ضروری ہے کہ حضرت کے آثار علیمہ کو محفوظ کیا جائے اور انہیں ڈھنگ سے شائع کیا جائے، بالخصوص حضرت کی عربی تصانیف مثلاً الحق المبین اور مراۃ النجدیہ وغیرھا کو عالم عرب میں پھیلایا جائے تاکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے تعلق سے جو غلط فہمیاں پھیلائی جا چکی ہیں۔ ان کا زیادہ سے زیادہ تدارک کیا جائے بلکہ میری ایک رائے یہ بھی ہے کہ مسلک اہل سنت وجماعت، مسلک رضا اور بریلی کے تعلق سے جو غلط پروپگنڈے عالمی پیمانے پر ہو رہے ہیں ان سب کا یکجا جواب حضرت کے ارشادات پر مبنی اردو انگریزی اور عربی میں شائع کیا جائے خانوادہ کے باہر کے افراد جو جوابات دے رہے ہیں اس کے مقابلے میں حضرت تاج الشریعہ کی تحریریں زیادہ موثر ہوں گی اور مخالفین کا جھوٹ اچھی طرح طشت ازبام ہوگا۔

تاج الشریعہ اور عربی ادب

مولانا محمد شاہد القادری، چیئرمین امام احمد رضا سوسائٹی کولکاتا☆09231506317

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی علمی، فقہی، اور لسانی صلاحیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ بالخصوص اردو اور عربی زبان و ادب پر آپ کو مکمل دسترس حاصل ہے۔ عربی زبان پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ہی پیاری اور محبوب زبان تھی۔ اسی لئے رب کائنات نے جنتیوں کی زبان عربی قرار دیا ہے۔ حضور تاج الشریعہ نے اس زبان کو اسی لئے سیکھا، پڑھا کہ یہ میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ زبان ہے۔ اور اسلامی ماخذ و مراجع بھی عربی زبان میں بہت زیادہ ہیں۔ آپ کو ایام طالب علم ہی سے عربی زبان پڑھنے اور لکھنے کا ذوق تھا۔ یہی سبب ہے کہ ۲۱ رسال کی عمر میں بغرض اعلیٰ تعلیم عالم اسلام کی عظیم عربی یونیورسٹی جامعہ ازہر (مصر) کا سفر کیا۔ قبل اس کے کہ آپ کی عربی دانی پر گفتگو کی جائے کچھ باتیں اس فن کے تعلق سے کی جائے تاکہ ایک ادیب کی ادبی خوبیوں کو اسی کسوٹی پر پرکھا جا سکے۔

مشہور عربی مفکر جاحظ نے ایک ادیب کے لئے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ جملہ فنون کے اصول اور مبادیات اسے ضرور آنے چاہئیں تاکہ وہ حسب ضرورت ان سے مدد لے سکے۔

ادب کی تعریف کرتے ہوئے مولانا نفیس احمد رقم طراز ہیں "اور ادب کسی زبان کے شعراء و مصنفین کا وہ نادر کلام جس میں نازک خیالات و جذبات کی عکاسی اور باریک معانی و مطالب کی ترجمانی کی گئی ہو۔ اس زبان کا "ادب" کہلاتا ہے۔

مزید لکھتے ہیں "اسی ادب کی بدولت نفس انسانی میں شائستگی، اس کے افکار و خیالات میں جلا، اس کے احساسات میں نزاکت و حسن اور زبان میں سلاست و زور پیدا ہوتا ہے۔ ادب کا اطلاق ان تصانیف پر بھی ہوتا ہے جو کسی علمی، ادبی شعبے میں تحقیق کا نتیجہ ہوں۔ اس لحاظ سے گویا لفظ ادب ان تمام تصانیف کو اپنے احاطہ میں لے لیتا ہے۔ محقق علماء کے انکشافات، مضمون نگاروں کے افکار، شاعروں کے انوکھے تخیلات اور نازک تصورات پر مشتمل ہوں۔

ادب میں جہاں مافی الضمیر کی ادائیگی کے لئے منثور کی افادیت تسلیم کی گئی ہے وہیں منظوم کو بھی تفوق و کمال حاصل ہے۔ ایک شاعر بہت ہی اچھوتے انداز میں قافیہ و ردیف کے پیرائے میں زبان کی شگفتگی کو برقرار رکھتے ہوئے اپنی باتیں دوسروں تک

پہنچاتا ہے کسی شاعر کا شعر کن خوبیوں سے آراستہ و پیراستہ ہو چنانچہ ناقدین شعر کی تعریف یوں کرتے ہیں شعر وہ فصیح و بلیغ کلام ہے جس میں وزن کے علاوہ نادر اور اچھوتے خیالات اور لطیف جذبات واحساسات کی عکاسی اسی طرح کی گئی ہو کہ انسان کے دل و دماغ پر براہ راست اس کا اثر پڑے (یادگار رضا ۲۰۰۸)۔

چودھویں صدی کے مجدد اعظم سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کا گھرانہ علم وادب کا گہوارہ ہے تقریباً دو صدی سے یہ علمی خانوادہ مسائل شرعیہ کا سینٹر ہے کروڑوں کی تعداد میں یہاں سے ملک و بیرون ملک فتاویٰ روانہ کئے گئے ہیں مستفتین میں علماء فقہا، مشائخ، ڈاکٹرس، انجینئرس، وکلاء جج اور وزراء شامل ہیں۔

حضور تاج الشریعہ کی علمی حیثیت اپنی جگہ مسلم ہے یہی سبب ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند نے فرمایا تھا کہ اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا نہیں ہے کام کرنے کا ہے۔ (خلفاء مفتی اعظم ہند)

ماہر رضویات پروفیسر مسعود احمد مظہری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں ''ایک مرتبہ سفر پاکستان کے موقع پر نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری صاحب قبلہ کو اپنے مکان میں مدعو کیا دوران گفتگو حضرت سے میں نے چند عربی اشعار سنانے کو کہا آپ نے فی البدیہہ کئی اشعار سنا ڈالے۔ (اُجالا)

حضرت مسعود ملت علیہ الرحمہ کے اس قول سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت تاج الشریعہ عربی زبان وادب کے ایک کامیاب ادیب ہیں اور عربی ادب کے نوک و پلک سے اچھی طرح واقفیت رکھتے ہیں ورنہ فی البدیہہ عربی زبان میں اشعار پیش کرنا ایک مشکل امر تھا۔

حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا ازہری مدظلہ العالی عربی زبان وادب کو سیکھنے کی غرض سے ۱۹۶۳ء میں جامعہ ازہر (مصر) کا سفر فرمایا تقریباً تین سال جامعہ ازہر میں رہ کر محنت شاقہ کے ساتھ اس فن کو سیکھا ۱۹۶۶ء میں سالانہ امتحان میں ممتاز نمبر سے کامیاب ہوئے اور کرنل جمال عبدالناصر صدر مصر نے جامعہ ازہر ایوارڈ سے سرفراز فرمایا۔

آپ کی عربی تصنیفات، تراجم اور قصائد واشعار سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے اپنی صلاحیت و مہارت کے جلوے کہاں کہاں دکھائے ہیں اور نثر ونظم میں زبان وادب کی شگفتگی کے کیسے کیسے جوہر درخشندہ وتابندہ نظر آرہے ہیں۔

آپ کی عربی زبان میں علمی وادبی خدمات کا جائزہ حسب ذیل حیثیت سے لیا جا سکتا ہے۔ (۱) نثر (۲) نظم (۳) ترجمہ نگاری

نثر نگاری: حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی عربی زبان میں مہارت اور زبان وادب پر قدرت پر قاری محمد افروز قادری چریا کوٹی یوں رقم طراز ہیں ''بخاری شریف پر حضرت کا بزبان عربی پرزور حاشیہ حضرت کی جودت طبع، مکانت علمی اور قوت استحضار کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ہر زبان میں حضرت کی طوطی بولتی ہے۔ اردو، فارسی، عربی زبان وادب میں الفاظ کے دروبست اور جملوں کی سجاوٹ دیدنی اور شنیدنی ہوتی ہے ایک شہادت دیکھیں:

کسی موقع پر میں نے حضرت سے قصیدہ بردہ شریف پڑھنے کی اجازت طلب کی تو حضرت نے زبانی عنایت فرمادی۔ میں نے عرض کیا حضور تحریری درکار ہے۔ فرمایا تب لکھنے میں اس پر دستخط کئے دیتا ہوں میں نے لکھنا شروع کیا، حضرت نے فی البدیہہ ایسا مقفٰی اور مسجع اجازت نامہ املا کروایا کہ میں تو عش عش کراٹھا۔ ذرا جملوں کے زیروبم دیکھیں بلکہ سیاق وسباق کی تفہیم کے لئے پورا اجازت نامہ ہی نقل کئے دیتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم، الحمدللہ الملک المنعام، والصلوۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد النعمۃ المھداۃ رحمۃ للانام، وعلیٰ آلہ الکرام وصحبہ العظام ،ومن تبعھم باحسان الی قیام الساعۃ و ساعۃ القیام، وبعد!

فقد استجزت لقراۃ" بردۃ المدیح" فھا أناذا اجیز المستجیز...... بھا وبکل ماجزت من مشائخی الکرام– رحمھم اللہ تعالیٰ.

وأسئل اللہ سبحانہ وتعالیٰ –أن یسدد خطای وخطاہ ویوفقنا بمایحبہ ویرضاہ اوصیہ بملازمۃ السنۃ ومصاحۃ اھلھا ومجانبۃالبدعۃ ومفارقۃ أھل الھویٰ والاسقامۃ علی نہج الھدیٰ".

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی عربی ادب کی جولانیت کامشاہدہ کرنے کے لئے مرأۃ النجدیہ (دوجلدیں) الحق المبین اور تخریج بخاری کاضرور مطالعہ کریں۔

نظم نگاری: عربی نثرنگاری کے ساتھ ساتھ حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی عربی نظم نگاری پر بھی کامل دسترس رکھتے ہیں جس طرح اردو زبان کی شاعری میں آپ کوانفرادیت حاصل ہے اسی طرح عربی شاعری میں بھی ممتاز نظر آتے ہیں۔ برادر طریقت حضرت مولانا انیس عالم سیوانی رضوی مقیم حال لکھنؤ جب بغداد شریف سے اپنی تعلیم مکمل کر کے ہندستان تشریف لائے تو آپ کاکلکتہ بھی آنا ہوا راقم سے ملاقات کے لئے غریب خانہ تشریف لائے دوران گفتگو مولانا سیوانی صاحب نے فرمایا مرشد گرامی حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی بغداد شریف تشریف لے گئے سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے حضرت سے ملاقات ہوئی دست بوسی قدم بوسی کے بعد میں نے آئندہ کا پروگرام کے تعلق سے عرض کیا حضرت نے فرمایا نجف اشرف کاپروگرام ہے۔ طے شدہ پروگرام کے تحت حضرت کے ساتھ میں اور چند مقامی عراقی طلباء نجف اشرف کے لئے چل پڑے۔ سیدنا علی مرتضیٰ مشکل کشارضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری ہوئی۔ کسی نے کہا کہ حضور چند کلمات عالیہ ارشادفرمادیجئے۔

حضرت نے فی البدیہہ اشعار پیش کئے۔ جن سے حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی عربی زبان وادب پر گرفت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

حمد باری تعالیٰ:

اللہ اللہ اللہ	مالی رب الاھو
من کان لعربی دنیاہ	عاش شھیداً اخراہُ
من مات یتلو اللہ	ذاک الخالد محیاہ
الرضوان لہ نزل	جنۃ خلد ماواہ

مکمل اشعار سفینۂ بخشش میں دیکھیں۔

حضرت مفتی محمد عیسیٰ رضوی لکھتے ہیں!

''تاج الشریعہ کوعربی ادب پر ایسی دسترس حاصل ہے کہ وہ فی البدیہہ عربی میں اشعار اور قصیدے کہتے ہیں ان کی عربی تصانیف کو دیکھ کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انہیں عربی زبان پر کتنا عبور ہے۔ ان کی عربی دانی سے بعض علماء عرب انگشت بدنداں رہ گئے کہ انہیں کہنا پڑا کہ ہندستان کاایسا عربی داں عالم ہمیں آج تک نظر نہیں آیا۔ ان سے گفت وشنید کے بعد وہ ان کی عربی دانی کے معترف ومداح ہوگئے۔

مولانا محمد توفیق احسن برکاتی لکھتے ہیں ''سفینہ بخشش میں نعت ومنقبت ، سلام، غزل، نظم، رباعی وغیرہ اصناف کاایک جہاں آباد ہے، ۹۶ صفحات پر مشتمل یہ نعتیہ دیوان دنیائے شعرو ادب میں ایک مقام رکھتا ہے، ادبیت کی چاشنی اور شریعت و

طریقت کی نوازشات کا حسین امتزاج قاری کو جہاں عشق وعقیدت کے حقائق دریافت کراتا ہے وہیں ادب وفن کے باریک رموز ونکات سے آگاہی دیتا ہوا نظر آتا ہے۔ بزبان عربی گیارہ کلام موجود ہیں جن میں نعتیں، منقبتیں، سلام اور نظمیں ہیں ان کے مطالعے سے آپ کی عربی زبان میں مہارت تامہ کا بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے۔

سلام بطور نمونہ چند اشعار نذر قارئین ہیں۔

هادی السبل یا منار سلام
عدد البر والبحار سلام
قدر السماء والارض
عدد اللیل والنهار سلام
یا صبا بلغی الی حبی
من بعید عن الدیار سلام
اجعلونی من اهل بلدتکم
وعلیکم ذوی الفخار سلام
أختر المجتدی یبلغکم
سائلا منکم البحوار سلام

نعت رسول

رسول الله یا کنز الأمانی
علی أعتابکم وقف المعانی
بهذا الباب یعتز الذلیل
لهذا الباب یاتی کل عان
رسول الله انی مستجیر
لدی أعتابکم من کل جان
وکم فاضت بحارک کل حین
وکم جادت سماءک کل آن

منقبت درشان مجاهد ملت

کیف الوصول صاح لدی الشامخ الأشم
من أعجز الشوامخ العلیا من الشمم
فاق المجاهدین هذا المجاهد
هذا الفتی بذا کو شهد المشاهد
قالو متی مضی ارأیت اختر
نادیت خاص فی النعماء یحر

ترجمہ نگاری : ترجمہ نگاری ایک مشکل امر ہے ترجمہ کرتے وقت دونوں زبانوں پر مہارت حاصل ہونا اشد ضروری ہے ورنہ ترجمہ ناقص ہونے کے ساتھ ساتھ زبان وبیان کی چاشنی اور ندرت سے محروم ہوجاتا ہے۔ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی اردو اور عربی زبانوں پر یکساں دسترس رکھتے ہیں اور دونوں زبان کے نوک وپلک اور ادبیت پر مکمل عبور حاصل ہے یہی سبب ہے کہ ایام علالت میں ہونے کے باوجود سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی کئی کتابوں کا اردو سے عربی زبان میں ترجمہ کرکے امت مسلمہ پر احسان فرمایا تاکہ اہل عرب سیدنا مجدد اعظم کے افکار ونظریات اور ان کی اسلامی تعلیمات سے واقف ہوسکے۔

سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی مندرجہ ذیل کتابوں کا اردو سے عربی میں ترجمہ فرمایا ہے۔

(۱) تیسر الماعون (۲) شمول الاسلام
(۳) العطایا القدیر (۴) الہادی الکاف
(۵) اھلاک الوھابین (۶) اقامۃ شہنشاہ
(۷) آذر تحقیق کے آئینے میں

حسب ذیل کتابوں کا عربی سے اردو میں ترجمہ کیا

(۱) المعتقد المستند (۲) قصیدتان رائعتان

علوم و معارف کے آئینے میں

مفتی عبدالحنان رضوی (بنارس) ☆09335868643

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تیری شمع حق نما میں ہے وہ زور رہنمائی
کہ ہزار آندھیوں میں نہ بجھی نہ جھلملائی

اس خاکدانِ گیتی پر بیشمار خاصانِ خدا آئے اور چلے گئے اور گردش لیل ونہار کے ساتھ تاقیامت یہ سلسلہ جاری رہے گا، بنی نوع انسان کا یہ نورانی کارواں باہمی احتیاج کی بنیادوں کی طرف رواں دواں ہے مگر انہیں میں کچھ ایسی عبقری شخصیتیں آتی رہی ہیں جو مرجع خلائق اور اپنے عہد کی آرزوں کی مرکز رہی ہیں، زمانہ جن کی علمی، دینی، ملی، مسلکی، تعلیمی، روحانی، سماجی، تصنیفی اور تبلیغی خدمات کا اعتراف کرتا ہے۔ اور تشنہ کام افراد جن کے نقوش فکر وعمل میں اپنے درخشاں مستقبل کو تلاش کرتے ہیں۔

ایسی ہی ہمہ گیر، ہمہ جہت، انقلاب آفریں برگزیدہ شخصیتوں میں سے ایک تاج الشریعہ، بدر الطریقہ، مرجع عالم، فقیہ اعظم، شیخ الانام، یادگار حجۃ الاسلام حضرت العلام الحاج الشاہ المفتی محمد اختر رضا خاں القادری بریلوی دام ظلہ علینا کی ذات بابرکات ہے جن کی مقناطیسی شخصیت، عالم اسلام خصوصاً برصغیر ہندوپاک میں کسی تعارف کی محتاج نہیں، آپ ہر جہت سے اپنے آباء واجداد کے سچے وارث اور جانشیں ہیں، علم وفضل، زہد وتقویٰ خلوص وللہیت کے پیکر اور پاسداریٔ شرع میں اپنے اسلاف کے عکس جمیل ہیں چمنستان رضا کی ہر مہکتی ہوئی کلی کو یہ طرۂ امتیاز حاصل ہے کہ جہاں اپنے اپنے دور میں تبلیغ وارشاد، دعوت و اصلاح کے ذریعہ مسلمانانِ ہند کے اسلام وایمان کی حفاظت و صیانت کی ہے وہیں یکے بعد دیگرے اپنے اپنے عہد زریں میں افتاء وقضاء کے ذریعہ نہ صرف مسلمانوں کی کامل رہنمائی فرمائی ہے بلکہ دین وملت کی رہنمائی کیلئے اپنے گلستانِ علم وفضل سے ایسی ایسی کلیوں کو جنم دیا ہے جنہوں نے پھول بن کر اپنے علمی فیضان سے ایک عالم کو معطر ومعنبر کردیا۔

فتویٰ نویسی: خانوادہ تاج الشریعہ میں فتاویٰ نویسی کی ایمان افروز روایت تقریباً ۱۷۸ سالوں سے چلی آرہی ہے۔ دنیا میں بہت کم خاندانوں کو ایسی لازوال سعادت نصیب ہوتی ہے کہ ایک ہی خاندان اور ایک ہی نسل میں کئی صدیوں تک علم وفضل کا دریا موجزن رہے اور دس نسلوں تک بھی اس کے تسلسل کی کوئی کڑی ٹوٹنے نہ پائے...... شجاعت جنگ محمد سعید اللہ خاں سے لیکر حضور تاج الشریعہ تک علم وفضل کا یہ دریا بلا رکے بہتا رہا ہے اور انشاءاللہ آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

تاجدار اہلسنت، شبیہ غوث اعظم، مفتی اعظم ہند

حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی بے پناہ خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر احیاء سنت واماتت بدعت اور دین وملت پر ہونے والے طاغوتی حملوں کے دفاع کا جو عظیم کارنامہ انجام دیا ہے دنیائے سنیت اس سے بے خبر نہیں۔ سند تبلیغ وارشاد ہو یا حلقۂ اصلاح وہدایت، معرکۂ مجاہدہ وریاضت ہو یا خلق خدا کی خدمت حیات مقدسہ کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جو طالبان حق کیلئے مشعل ہدایت نہ ہو۔ کچھ ایسی صلاحیتوں اور خوبیوں کے حامل آپ اپنے مستقبل کے جانشین کو دیکھنا چاہتے تھے جو صحیح معنوں میں آپ کی جانشینی کا حق ادا کر سکے، حضور مفتی اعظم ہند جب اس نظریہ سے اپنے اطراف وجوانب نظر دوڑاتے تو آپ کی نظر انتخاب حضور تاج الشریعہ پر آ کر مرکوز ہو جاتی، کیونکہ آپ اہل علم وفضل اور صاحب فتویٰ ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب تقویٰ بھی ہیں۔ چنانچہ ایک موقع پر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے حضور تاج الشریعہ دام ظلہ علینا کو اپنی ملی و مذہبی وراثت خصوصاً افتاء، وقضا جیسی اہم ذمہ داری سونپتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

''اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں، یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے اب تم اس کام کو انجام دو میں اسے تمہارے سپرد کرتا ہوں'' (پھر حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا) آپ لوگ اب اختر میاں سلمہ سے رجوع کریں انہیں کو میرا قائم مقام اور جانشین جانیں'' (**فتاویٰ مرکزی دار اللفتاء بریلی شریف**)

بس کیا تھا خلق خدا آپ کی دیوانی ہوتی چلی گئی، اہل علم و دانش آپ کی زلف علم وفضل کے اسیر ہوتے چلے گئے اور آپ نے فتاویٰ نویسی، تصنیف وتالیف تقریر وتحریر اور تبلیغ وارشاد کے ذریعہ علوم ومعارف کے وہ دریا بہائے کہ لوگ عش عش کر اٹھے۔ آج بڑے بڑے قد آور علماء اور دانشوران قوم وملت آپ کی شوکت علمی کا لوہا مانتے ہیں اور کیوں نہ مانیں کہ آپ علوم رضا کے حقیقی وارث وامین اور حضور مفتی اعظم ہند کے سچے جانشین ہیں۔

الحمدللہ ان اہم ذمہ داریوں کو آپ ۱۹۶۷ء سے لیکر اب تک مسلسل بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں، گویا آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ، حیات طیبہ کی ایک ایک سانس اعلاء کلمۃ الحق اور خدمت دین متین کیلئے وقف ہے۔

حضور تاج الشریعہ، بدر الطریقہ کو جو فقہی تبحر وکمال حاصل ہے اس کو عرب وعجم، مشارق ومغارب کے علماء نے گردنیں خم کر کے تسلیم کیا، بس اجمال کے ساتھ دو لفظوں میں یوں سمجھئے کہ عصر حاضر میں دنیا بھر کا ایک مفتی ہے جس کی طرف تمام عالم کے حوادث و وقائع کیلئے رجوع کئے جاتے ہیں۔ جس کا زندہ جاوید بین ثبوت مرکزی دار الافتاء، بریلی شریف ہے، جس کے استفتاؤں کی کثرت عہد رضا کی یاد تازہ کر رہی ہے جہاں بیک وقت کم وبیش پانچ سو ۵۰۰) استفتاؤں کے انبار ہوتے ہیں۔ (فتاویٰ مرکزی دار الافتاء)

حضور تاج الشریعہ کے تبحر علمی کا اندازہ لگانے کیلئے حضرت کا ایک فتویٰ قارئین کی نذر ہے، جس کو جناب ڈاکٹر خالد رضا رضوی نے شکاگو امریکہ سے استفتاء کیا ہے۔ مضمون کی طوالت سے بچتے ہوئے ہم نے سوالات وجوابات کو ملخصاً پیش کیا ہے۔

''کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ امریکہ میں بینک سے قرض لیا جاتا ہے، چونکہ امریکہ دار الحرب ہے ویسے بھی آج کل دنیا میں کوئی اسلامی حکومت نہیں، اور ہر کافر کافر حربی ہے تو امریکہ ویورپ میں بینک بھی انہیں کافروں کے ہیں اور سب بینکوں کا کاروبار سود پر ہے، تو ان بینکوں سے سودی قرض لیکر یہاں کے مسلمانوں کو اپنی مختلف ضرورتیں مثلاً گھر کا خریدنا، گھر کے استعمال کیلئے گاڑی لینا یا پھر اپنا کاروبار بڑھانا، یا کاروبار کرنے کیلئے ایسا کرنا پڑتا ہے اور اس

سودی قرض کی ادائیگی ایک لمبی مدت تک جاری رہتی ہے اور بینک اس قرض پر ۶ ر ۷ ر ۸ ر فیصد بلکہ کبھی اس سے بھی زیادہ فیصد اضافہ لیتا ہے۔ اس طرح حاصل شدہ رقم اپنی ادائیگی کی آخری قسط تک بالکل دوگنا ہو چکی ہوتی ہے، نیز اسکے علاوہ کوئی ایسی صورت نہیں ہے اپنی شرعی و دنیوی ضرورتیں پوری کر سکیں اور نقد رقم اتنی ہوتی ہی نہیں جس سے دینی و دنیوی حاجتیں پوری کی جاسکیں اور اگر ایسا نہ کریں تو معاشیات و اقتصادیات میں بہت ہی پیچھے ہو جائیں۔ مکان کی ویلو Value بھی وقت کے ساتھ بڑھ جاتی ہے اور آخر سال تک مکان کا مالک بن جاتا ہے اور یہ دار الحرب میں حربی کافر سے مسلمان کو ایک بہت بڑا فائدہ ہے، تو کیا ایسی صورت میں شرع مطہرہ میں کوئی جواز کی شکل ہے؟ کیا قرضہ لینے کے بعد شرح اضافہ سود ہوگا یا نہیں؟ اور اگر زیادتی و اضافہ جو مسلمان، کافر حربی کو دیگا حرام ہے یا حلال؟ اور اگر سودی قرض لینا بھی حفظ نفس تحصیل قوت اور تحفظ عن الذلۃ والطعن ہے تو ضرورت شرعیہ کے تحت حربی کافر سے لینا جائز ہے یا کسی سے بھی۔ اور آج کے دور میں بالخصوص دار الحرب امریکہ و یورپ میں دینی و دنیاوی حاجتیں ضرورتیں جو مسلمانوں کو درپیش ہیں کیا واقعی شرعی محتاجی اور ضرورتیں ہیں؟

المستفی

ڈاکٹر محمد خالد رضا رضوی شکاگو امریکہ

(نوٹ: صورت مسئولہ پر حضور تاج الشریعہ نے بدلائل ظاہرہ و وافرہ بڑی لمبی بحث فرمائی ہے اور آخر میں اس کا خلاصہ چند سطروں میں پیش فرماتے ہوئے سوالات کے جواب تحریر فرماتے ہیں، جس کی تلخیص مندرجہ ذیل ہے۔)

الجواب: (۱) اس کے بعد جواب صورت مسئولہ ظاہر اور وہ یہ کہ شرعی ضرورت یا حاجت خواہ دینی ہو یا شخصی (دنیوی) اگر متحقق ہو تو بینک وغیرہ یا انفرادی طور پر کسی کافر سے ایسا قرض لینا جائز ہے، اشباہ وغیرہ میں ہے الضرورات تبیح المحذورات نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے "ماجعل علیکم فی الدین من حرج الایۃ۔ اور جو زیادتی انہیں دینی پڑے وہ سود نہیں اور ضرورت شرعیہ اور حاجت سمجھے جس میں حرج شدید لاحق ہو یا اس کے بعد چارہ نہ ہو معلوم و محسوس ہے، محض کاروبار بڑھانا کوئی شرعی ضرورت نہیں نہ حاجت ہے، یونہی بہت سی غیر شرعی ضرورتیں اور غیر شرعی امور نا قابل اعتبار ہیں۔ اور دفع ذلت وطعن اور سرخروئی چاہنا کوئی شرعی حاجت نہیں۔ حدیث شریف میں ہے "فضوح الدنیا اھون من فضوح الأخرۃ" دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے ہلکی ہے۔ ایسی نام کی ضرورتوں میں جن کے بغیر چارہ ہو ان سے قرض لینا اور انہیں زیادہ دینا حرام ہے کہ حربی کافر کو فائدہ پہنچانا ہے جو شرعاً ممنوع ہے۔

(۲) حربی کافر سے یہ معاملہ کرے مسلم سے نہ کرے اگرچہ دار الحرب میں وہ مسلم ہو، شبہہ اور تہمت سے پرہیز لازم ہے اور تحفظ من الذلۃ ضرورت شرعیہ نہیں کما مر، حفظ نفس، تحصیل معاش اور وہ صورتیں جن سے مضرت و حرج شدید ہو ضرورت و حاجت میں داخل ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ماخوذ از فتاویٰ مرکزی دار الافتاء بریلی شریف)

حضور تاج الشریعہ دام ظلہ علینا نے اردو، عربی اور فارسی کے علاوہ انگریزی زبان میں بھی فتاویٰ تحریر فرمائے، آپ کی ۴۱ رسالہ فتاویٰ نویسی کا عظیم سرمایہ پانچ جلدوں پر مشتمل ہے جو غالباً ابھی غیر مطبوعہ ہے۔

مفتی وقاءالمصطفیٰ امجدی۔ ناظم اعلیٰ دارالعلوم ضیاءالاسلام (ہوڑہ) ☆09883264118

بریلی شریف کی سرزمین دو صدیوں سے علم وعرفان کا مرکز ہے۔ چودھویں صدی ہجری کے اکثر جید علماء کرام، مشائخ عظام کا سلسلہ تلمذ خانوادۂ رضویہ تک جا پہنچتا ہے۔ بالخصوص حضور اعلیٰ حضرت محدث بریلوی، حضور مفتی اعظم ہند، صدر العلماء علامہ تحسین رضا محدث بریلوی کا سلسلہ تلمذ دراز ہے۔ اس خانوادہ میں علمی جلالت کی مسند پر متمکن شخصیت حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی ذات گرامی عالم اسلام میں محتاج تعارف نہیں۔

آپ کی علمی شخصیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے اساتذہ کرام میں علوم ومعارف کے بحر بیکراں، اور رشد وہدایت کے آفتاب ومہتاب یعنی حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی، حضور مفسر اعظم ہند مفتی ابراہیم رضا خاں بریلوی، حضور بحر العلوم مفتی افضل حسین مونگیری، حضور استاذ العلماء مفتی محمد احمد جہانگیر اعظمی، حضور ریحان ملت علامہ ریحان رضا خاں بریلوی کے اسماء آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

حضور تاج الشریعہ منظر اسلام بریلی شریف اور جامعہ ازہر شریف مصر سے علوم معقولات ومنقولات حاصل کئے اور جامعہ ازہر میں ممتاز نمبر سے کامیابی پر "جامعہ ازہر ایوارڈ" سے سرفراز کیے گئے۔

آپ کا تدریسی زمانہ ۱۹۶۷ء سے شروع ہوتا ہے دارالعلوم منظر اسلام سے تدریسی خدمات انجام دینا شروع کیے آپ کی علمی اور فنی صلاحیت کو دیکھتے ہوئے برادر اکبر علامہ رحمانی میاں علیہ الرحمہ نے ۱۹۷۸ء میں صدر المدرسین کے منصب پر فائز کیا تقریباً بارہ سال تک علوم نبویہ سے تشنگان علم کی پیاس بجھاتے رہے۔ منظر اسلام کو خیرباد کہنے کے بعد روزانہ اپنے دولت کدہ پر درس قرآن اور درس حدیث کا آغاز فرمایا اہل علم آپ کے درس میں داخل ہونے لگے اور علماء کو سند حدیث بھی عطا فرماتے رہے اس وقت بھی گاہ بگاہ جامعۃ الرضا کے تخصص فی الفقہ کے طلبا کو درس دیا کرتے ہیں۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے مختلف علوم وفنون کی دولت سے مالا مال فرمایا۔ مندرجہ ذیل علوم پر آپ کو کس قدر دسترس حاصل ہے اس کا اندازہ ان کی تصنیفات وتالیفات سے لگایا جاسکتا ہے۔

آپ کی علمی اور فقہی لیاقت کو دیکھتے ہوئے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا: "اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں۔ یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے کبھی سکون سے بیٹھنے

نہیں دیتے، اب تم اس کام کو انجام دو میں تمہارے سپرد کرتا ہوں"۔

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی لکھتے ہیں "والد گرامی مفسر اعظم ہند نے اپنے فرزند ارجمند کو قبل فراغت علم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا جانشین بنایا اور ایک تحریر بھی عنایت فرمائی"۔

حسب ذیل علوم وفنون پر ملکہ حاصل ہے

۱-علم تفسیر ۲-اصول تفسیر ۳-علم حدیث ۴-اصول حدیث ۵-اسماء رجال ۶-جرح وتعدیل ۷-فقہ ۸-اصول فقہ ۹-علم الفرائض ۱۰-عقائد ۱۱-علم کلام ۱۲-صرف ۱۳-نحو ۱۴-علم معانی ۱۵-علم بیان ۱۶-علم بدیع ۱۷-منطق ۱۸-فلسفہ ۱۹-مناظرہ ۲۰-تکسیر ۲۱-علم ہیئت ۲۲-حساب ۲۳-ہندسہ ۲۴-ریاضی ۲۵-قرأت ۲۶-تجوید ۲۷-تصوف ۲۸-سلوک ۲۹-اخلاق ۳۰-سیر ۳۱-تاریخ ۳۲-لغت ۳۳-اردو ادب ۳۴-عربی ادب ۳۵-فارسی ادب ۳۶-عروض وقوافی ۳۷-توقیت ۳۸-جفر ۳۹-رضویات ۴۰-رد مذاہب باطلہ۔

آیئے ذکر بالا علوم وفنون کے چند پر آپ کی تصنیفات کے حوالے سے نظر ڈالتے ہیں۔

علم تفسیر: حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کو فن تفسیر میں کس قدر درک حاصل ہے اس کا اندازہ دفاع کنز الایمان اول، دوم سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے آپ نے ترجمہ کنز الایمان پر اعتراضات کے جوابات بہت ہی سنجیدگی سے اور متانت کے ساتھ کتب تفاسیر کی روشنی میں دی ہے۔ آیت کریمہ "قل انما انا بشر مثلکم" پر گفتگو کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں۔

اسی آیت کو لے لو جسے تم لوگ بشر کہنے کی دلیل بنائے ہوئے ہو خود اس میں اس پر دلیل موجود ہے۔ ہم سے سنو قل انما انا بشر مثلکم کے متصل ہی فرمایا گیا "یوحی الی انما الھکم الہ واحد" "یعنی میری طرف وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہے۔ یہ ارشاد خود فرق کی روشن دلیل ہے اور اس وجہ تطبیق کی طرف راہ نما ہے جو امام احمد رضا نے "ظاہری صورت بشری" فرما کر افادہ فرمائی اس لئے کہ یہ ظاہر کہ وحی ایسا باطنی امر ہے کہ اس کی خبر ماوشما کو تو کیا ہوتی صحابہ کرام نے بھی اس کے نزول کو نہ دیکھا بلکہ منزل "دنی" میں جو وحی ہوئی اس سے تو خود وحی لانے والے جبرئیل امین بھی بے خبر ہیں۔ قال تعالیٰ "فاوحی الی عبدہ ما اوحی" (تو اللہ نے اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کی جو وحی کی) آیت کریمہ میں عبدہ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اوحی کی ضمیر اسم جلالت کی طرف راجع ہے کما افادہ فی الشفاء عن جماعۃ من المفسرین وایدہ' تو جب وحی ایسا باطنی امر ہے تو لامحالہ اس باطن کے لئے اسی جیسا باطن سرکار کے لئے ضروری جو تمام بشر کے بواطن سے اعلیٰ ہو اور جب وہ باطن سرکار کے لئے ثابت تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے اس باطن وروح کے اعتبار سے بشر جدا ہونا ضروری امر ہوا اور تشبیہ محض باعتبار ظاہر کے رہ گئی اسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے ابوبکر میری حقیقت کو سوائے میرے رب کے کسی نے نہ جانا اور یہی مراد ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے جو ارشاد ہوا کہ "اللہ کے ساتھ میرا ایک وہ وقت ہے جس میں نہ کسی مقرب فرشتے کی گنجائش نہ کسی نبی مرسل کی مجال (دفاع کنزالایمان جلد اول ص ۵۴، ۵۵)

علم حدیث: حضور تاج الشریعہ مدظلہ کا محدثانہ مزاج ملاحظہ فرمائیں:

انما الاعمال بالنیات یہ حدیث دین کی اصل عظیم ہے جس میں آدمی کو نیت خیر اور اخلاص کی ترغیب اور تعلیم ہے۔ امام

خطابی نے فرمایا ہے کہ ہمارے مشائخ متقدمین کے نزدیک مستحب ہے کہ اور ونیہ میں ہر کام سے پہلے انما الاعمال بالنیات کو مقدم کیا جائے۔ ائمہ حدیث کا اس حدیث کے فضل وشرف اور اس کی قدر ومنزلت کے عظیم ہونے پر اتفاق ہے۔ اس لئے کہ اس حدیث کی عظیم وقعت اور اس کے فوائد بکثرت ہیں اور یہ حدیث اصول دین میں سے ایک عظیم اصل ہے اور بعض علماء نے اس کو نصف علم قرار دیا ہے۔ اس لئے کہ سب اعمال دو قسم پر ہیں قلبی اور قالبی، یعنی جسمانی اور نیت اعمال قلب کی اصل ہے اور اگر اس بات پر نظر کریں کہ تمام اعمال خواہ وہ عبادات ہوں یا عادات، ان کا ثواب اور ان کی قبولیت حسن پر موقوف ہے تو اس بات کی گنجائش ہے کہ اس حدیث کو تمام علم اور دین کا مجموعہ قرار دیجئے۔

(شرح حدیث نیت ص ۸)

آگے تحریر فرماتے ہیں

ابو عبید کا قول ہے کہ یہ احادیث میں اس حدیث سے زیادہ جامع ونافع اور فائدہ بخش کوئی حدیث نہیں امام شافعی، احمد، ابن مدینی، ابن مہدی، ابوداؤد اور دار قطنی وغیرھم ائمہ دین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ حدیث علم کا تہائی حصہ ہے۔

☆ بعض ائمہ حدیث نے فرمایا چوتھائی حصہ ہے۔

☆ امام بیہقی نے تہائی حصہ ہونے کی وجہ یہ بتائی ہے کہ بندے کے اعمال اس کے دل زبان اور دیگر اعضاء سے صادر ہوتے ہیں تو نیت ان کے اقسام میں سے ایک ہے اور ان سب سے زیادہ راجح ہے اس لئے کہ نیت عبادت مستقلہ ہے اور اعمال نیت کے محتاج ہیں۔ (ایضاً ص ۲۲)

علم فقه: اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کو فقہی بصیرت ان کے آباؤ اجداد کے طفیل عطا فرمائی۔ یہی سبب ہے مجلس شرعی مبارکپور کے پہلے فقہی سیمنار میں فیصل بورڈ کے صدر منتخب ہوئے تقریباً ساٹھ علماء کرام کے بالاتفاق رائے سے یہ انتخاب کا عمل وقوع پذیر ہوا۔ جس میں اکابر علماء اور مشائخ اعظام بھی شریک تھے۔ آیئے ایک نظر آپ کی فقہی بصیرت پر ڈالی جائے۔ انما الاعمال بالنیات کے تحت فرماتے ہیں۔

”حق اس مسئلہ میں اور ہر مسئلہ میں ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے اس لئے کہ قرآن عظیم نے وضو کا حکم مطلق دیا، نیت کی قید نہ لگائی۔ اصول کا قاعدہ ہے کہ مطلق اپنے اطلاق پر جاری رہے گا اور ظاہر ہے کہ حدیث کا مفہوم محتمل ہے حکم اخروی یعنی ثواب اور حکم دنیوی یعنی صحت دونوں کو محتمل ہے۔ ہمارے ائمہ کرام نے حدیث کو حکم اخروی یعنی ثواب پر محمول فرمایا، مطلب یہ اعمال کا ثواب نیتوں پر موقوف ہے اور شافعیہ وغیرہم نے صحت پر محمول فرمایا یعنی اعمال بغیر نیت کے نادرست ہیں اس لئے وہ وضو میں نیت کے شرط ہونے کے قائل ہوئے۔ تو جب حدیث معنی کی محتمل ہے اور کوئی معنی اس کا قطعی نہیں تو حدیث کا مفہوم ظنی ہوا اور ظنی سے مفہوم کتاب پر کہ قطعی ہے زیادتی جائز نہیں۔ لہٰذا ائمہ حنفیہ وضو میں نیت کے قائل نہ ہوئے کہ ازالۂ نجاست (کہ از قبیل ترک ہے) میں بھی نیت کہ شرط ہونے کے قائل ہوں، مگر یہاں وہ اس کے قائل نہیں، اور وہ فرماتے ہیں کہ وہ افعال جو ترک کے قبیل سے ہیں ان میں نیت ضروری نہیں۔ جس سے صاف ظاہر کہ وہ اعمال کے عموم سے ترک کو مستثنیٰ جانتے ہیں اور اس کا استثنا محتاج دلیل ہے اور ہماری تقریر سے ظاہر ہے کہ ہمارے ائمہ کے نزدیک ہر فعل ترک حصول ثواب میں نیت کا محتاج ہے اور اعمال مقصود لذات کی صحت بھی نیت پر موقوف ہے۔

(ایضاً ص ۱۱-۱۲)

لغت: لغوی تحقیق میں حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کتنی گہرائی رکھتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

لفظ شاہد کی معنوی تحقیق کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

شھد وشھدہ حاضر ہوا۔ شاہد: حاضر، شھد لذید بکذا، زید کے لئے گواہی دی۔ شہادت کے لئے حضور ضروری، فقہائے کرام کی عبارتیں اس پر شاہد ہیں تنویر و در مختار کی عبارتیں عنقریب آتی ہیں، شہید، شاہد شہادت میں امانت والا جس کے علم سے کوئی چیز غائب نہ ہو۔ اللہ کی راہ میں قتل ہونے والا (اسے شہید اس لئے کہتے ہیں کہ ملائکہ رحمت اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں) یا اس لئے کہ اللہ اور اس کے فرشتے جنتی ہونے کے گواہ ہیں یا اس لئے کہ وہ اگلی امتوں پر قیامت کے دن گواہ ہوگا یا اس لئے کہ وہ شاہدہ (زمین) پر گرتا ہے (زمین کو شاہدہ کہا گیا اس لئے کہ وہ قیامت کے دن گواہی دے گی۔ مشاہدہ عاینہ کسی چیز کا مشاہدہ و معائنہ کرنا

امرأۃ مشھد وہ عورت جس کا شوہر حاضر ہو۔ شاہد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام، نیز فرشتہ، یوم، جمعہ ستارہ، گھوڑے کی جودت کی علامت ہے جسے مجازاً مشاہداً کہا گیا، جلد ہونے والا کام اسے بھی مجازاً شاہد بمعنی حاضر سے تعبیر کیا گیا۔ گویا وہ جلد ہونے کی وجہ سے حاضر ہی ہے۔ صلوٰۃ الشاہد مغرب کی نماز المشھود جمعہ یا عرفہ یا قیامت کا دن واشھد کسی کو حاضر کرنا۔ اشھدت الجاریۃ لڑکی کا بلوغ کو پہنچنا۔ المشھدۃ۔ لوگوں کے حاضر ہونے کی جگہ، دیکھو ان تمام معانی میں حضور ملحوظ ہے اور یہ معانی لغت میں غالب ہیں۔ تو لاجرم شہود کا حقیقی معنی حضور ٹھہرا اس لئے کہ یہی معنی عند الاطلاق متبادر ہوتے ہیں اور تبادر امارات حقیقت سے ہے جیسا کہ فتح القدیر اور رد المحتار سے مستفاد ہے اور نسمات الاسحار حاشیہ منار للشامی میں ہے۔ التبادر من امارات الحقیقۃ ملتقطاً لہٰذا کہنے دو کہ شاہداً کا ترجمہ حاضر و ناظر ٹھیک لغوی معنی کے مطابق ہے بلکہ شرعاً بھی یہ اس کا حقیقی معنی ہے۔ اس لئے قرآن عظیم میں جا بجا شہود کے مشتقات بمعنی حضور وارد ہیں۔ فمن شھد (حضر) منکم الشھر (الآیۃ) جو رمضان کو پائے تو اس مہینے کے روزے رکھے۔

(دفاع کنز الایمان اول ص ۱۴ تا ۱۶)

تصوف: حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کا متصوفانہ فکر ملاحظہ فرمائیں۔

"حضرت ابن کمال نے فرمایا کہ عالم ظاہر پر عالم ملکوت غالب ہے اور عالم ظاہر اس کے حکم کا باندھا ہوا ہے لہٰذا لازم ہے کہ نفوس کی نیات اور کیفیات کا ان اعمال میں جو انجام دیتے ہیں۔ اثر ظاہر ہو، تو ہر عمل جو سچی ربانی نیت سے نورانی کیفیت کے صادر ہوگا۔ اس میں برکت وسعادت اور جمعیت و پاکیزگی ہوگی اور ہر وہ عمل جو فاسد اور شیطانی نیت اور تاریک کیفیت کے ساتھ صادر ہوگا۔ اس کے ساتھ بے برکتی، نحوست، بے شگونی اور انتشار ہوگا۔ اسی لئے سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ اعمال تو اپنی نیتوں کے ساتھ ہیں یعنی اعمال کے ساتھ نیتوں کا ربط ہے جیسے عالم علوی کی اشیاء اسرار کونیہ سے مرتبط ہوتی ہیں۔

(شرح حدیث نیت ص ۹)

بلاغت: فن بلاغت میں حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی دلکش تحریر ملاحظہ کریں۔

"ہم تسلیم نہیں کرتے کہ بہ ظاہر صورت بشری کلام پر زائد ہے اس لئے کہ پر ظاہر کہ انما انا بشر مثلکم (میں تم جیسا بشر ہوں) میں تشبیہ ہے اور تشبیہ کے ارکان چار ہیں۔ مشبہ، مشبہ بہ، اداۃ مشبہ، اور وجہ تشبیہ، اب میں تم جیسا بشر ہوں۔ میں بشریت حضور مشبہ اور لوگوں کی بشریت مشبہ بہ اور جیسا اداۃ تشبیہ ہے رہی وجہ تشبیہ تو وہ لفظ میں موجود نہیں بلکہ محذوف ہے اور محذوف حقیقت میں لفظ ہے۔ شرح جامی میں ہے والمحذوف لفظ حقیقۃ الخ اور محذوف حقیقۃ لفظ ہے۔ معترض صاحب اب بتائیں کہ یہ ترجمہ میں زیادتی ہوئی یا اس محذوف وجہ تشبیہ کا اظہار ہوا جو جز و تشبیہ ہے

اور جس کے بغیر کلام صحیح نہیں۔ اسی منہ سے عربی پڑھانے چلے تھے۔ پھر یہ کہ آیہ کریمہ میں بشر مثلکم خود اس وجہ تشبیہ کے محذوف ہونے پر قرینہ ہے۔ جو یہ سمجھا جا رہا ہے کہ تشبیہ ظاہر بشریت میں ہے نہ کہ باطن وروح میں مگر سمجھنے کا قرینہ تو چاہیے۔ معترض صاحب اب بتائیں کہ جب کہ وجہ تشبیہ یہاں ضروری اور اس پر خود قرینہ لفظا موجود تو شاہ رفیع الدین وشاہ عبد القادر علیہما الرحمہ کے ترجمے میں اور ترجمہ رضویہ میں سوائے اس خصوصیت کے کہ ترجمہ رضویہ میں وجہ تشبیہ صراحۃ مذکور ہے اور ان دو میں نہیں کیا فرق ہوا ولکن الوھابیہ قوم یجھلون۔

یہ تو اس صورت پر تھا جب بشریت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مشبہ بنائیں اب اگر کہو کہ بشر خود معنی وجہ تشبیہ ہے تو اس صورت میں ظاہر صورت بشری اس وجہ تشبیہ کی تفسیر ہوگی کہ یہاں بشریت میں تشبیہ محض باعتبار ظواہر اور اعراض بشری کے ہے نہ کہ باعتبار کل وجوہ کہ بلکہ ذہین وفطین پر روشن کہ یہ بشر کے وجہ تشبیہ ہونے کی طرف اشارہ کے ساتھ اس کے معنی کا بطرز لطیف بیان بھی ہے اس لئے کہ بشر میں ظہور ملحوظ ہے۔

(دفاع کنز الایمان جلد اول ص ۵۳)

نحو: فن نحو میں حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کو کس قدر عبور حاصل ہے مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

"بعض علماء کا قول ہے کہ یہ حدیث شریف (انما الاعمال بالنیات) علم عربیت میں بھی جاری ہے اس حدیث کا اعتبار اگلے نحویوں نے کلام کی تعریف میں کیا۔ سیبویہ نے یہ قول کیا کہ کلام میں متکلم کا قصد ضروری ہے۔ لہذا سونے والا، بھولنے والا اور سکھایا ہوا جانور (مثلاً طوطا) جو بولے وہ کلام نہ ٹھہرے گا (کہ یہاں متکلم کا قصد نہیں ہے) اسی قبیل سے یہ ہے کہ نکرہ منادی میں جب کسی معین کو نداء کرنا مقصود ہو تو وہ معرفہ ہو جائے گا اور اس کا ضمہ پر مبنی ہونا واجب ہوگا اور کسی معین کو ندا کرنا مقصود نہ ہو تو موخر نہ ہوگا۔ اس صورت میں معرب منصوب ہوگا۔

اسی قبیل سے ہے کہ وہ منادی جس پر بضرورت تنوین داخل ہو کر اسکی تنوین فتحہ اور ضمہ کے ساتھ جائز ہے کی تنوین نصب کے ساتھ ہو تو اس کی صفت کا منصوب ہونا متعین ہوگا، اس لئے کہ وہ اس صورت میں اپنے موصوف کا تابع ہے جو لفظاً اور محلاً منصوب ہے۔ اب اگر اسم مقصود منادی ہو جس پر تنوین داخل ہو تو صفت میں ضمہ اور نصب دونوں اعراب جائز ہوں گے اور اگر نصب کی نیت ہو تو صفت کا منصوب ہونا متعین ہوگا۔

(شرح حدیث نیت ص ۲۷)

علم کلام: علم کلام کے تعلق سے حضور تاج الشریعہ مدظلہ کی یہ عبارت پڑھئے۔

"من جملہ اللہ تعالیٰ کا کلام نفسی ازلی ابدی قائم بذاتہ تعالیٰ قدیم غیر مخلوق ہے اور اس کی خبر، امر ونہی تعلقات واضافات سے ناشی اور ازمنہ مخصوصہ سے متعلق ہیں اور کلام نفسی وصف مطلق ہے ماضی، حال ومستقبل سے موصوف نہیں لہذا ازل میں کسی امر غیر واقع کا اخبار واقع نہ ہوا کہ معاذ اللہ کذب باری لازم آئے تو معتزلہ کا الزام باطل اور نہ ازل میں کسی معدوم سے خطاب ہوا کہ معاذ اللہ سفاہت لازم آئے یہ معتزلہ کا دوسرا الزام ہے جو باطل ہے، اور جو عبارات ماضی مستقبل پر دلالت کرتی ہیں۔ وہ کلام لفظی ہیں جو کلام نفسی پر دال اور کلام نفسی پر اللہ کی صفت ہے جو غیر مخلوق ہے دلیل عقلی اس پر قائم ہے اس کی موید بہت ادلہ نقلیہ ہیں۔

(حاشیہ المعتقد ص ۱۲۷)

عربی ادب: حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کو عربی ادب پر کس قدر مہارت تامہ حاصل ہے مندرجہ ذیل اشعار سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

غبت فی مارهره مصباح الدّنیٰ شمس الانام

یاءُ کانا مصطفانا بعدک الدنیا ظلام

یاسماءِ المجدِ متم ما یدانیکم سمیٰ

ذلّ من عزّ علیکم من لکم ذلّ السمیٰ

جودُ کم فاق الجوادی وبکم جادت سمیٰ

خیر کم ملأ البوادی صیتکم عم الوریٰ

انما المیت جهول ذوهوی لاأنتم

قد فنیتم عن هوا کم للخلود نلتم

قبل موت متم بعد موتٍ دُمتم

جسر موت جزتم وبالوصال فزتم

عون دین المصطفیٰ یامحض یاجون الرضا

جد علینا یاسماء الجود الندیٰ

اردو ادب: اردو ادب پر تاج الشریعہ کو کس قدر عبور حاصل تھا

سفینۂ بخشش میں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

نہیں جاتی کسی صورت پریشانی نہیں جاتی
الٰہی! میرے دل کی خانہ ویرانی نہیں جاتی

نہ جانے کس قدر صدمے اٹھائے راہِ الفت میں
نہیں جاتی مگر دل کی وہ نادانی نہیں جاتی

پئے بن ہی یہاں مستی کا یہ عالم معاذ اللہ
قریب مرگ بھی وہ چال مستانی نہیں جاتی

ہزاروں درد سہتا ہوں اسی امید میں اختر
کہ ہرگز رائیگاں فریاد روحانی نہیں جاتی

وارث علم رضا

مولانا قمر الزماں رضوی مظفر پوری، لیکچرر محسن ملت طبیہ کالج، رائے پور، چھتیس گڑھ☆09893231218

قدرت کی فیاضی جب کسی پر اپنے فیض کی تجلی برساتی ہے تو اسے کمال بلندیوں تک پہنچنے میں دیر نہیں لگتی۔ اسی تناظر میں جانشین مفتی اعظم تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ قادری ازہری مجدہ کی قد آور اور آفاق شخصیت خدائے لم یزل کی بیکراں بخششوں کی انوکھی مثال نظر آتی ہے۔ آپ اپنی ذات میں ایک انجمن اور ایک جہان حیرت ہیں۔ ژرف نگاہی، فکر کی بالیدگی، علم کی بلندی، فقہی بصیرت، علمی ثقاہت، فنی لیاقت، ادبی نزاکت، تنقیدی صلاحیت، تقویٰ وطہارت اور عظمت کردار کی لطافت ہر لمحہ آپ کا طواف کرتی نظر آتی ہے۔ آپ کی ہمالیائی شخصیت بلاشبہ اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمی اور فقہی فیضان کا زندۂ جاوید نمونہ ہے۔ اس علمی وفکری انحطاط میں چراغ رخ زیبا لے کر ڈھونڈ لیجئے ایسی نور پاش شخصیت نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔ جہاں پہنچ جائیں بہاروں کے قافلے اترنے لگیں۔ جدھر سے گزر جائیں دیوانوں کی بھیڑ لگ جائے۔ آپ کی ذات ہر نگاہ کی آرزو، ہر لب کی صدا، ہر فرد کے لئے تمنائے شوق اور ہر دل کی دھڑکن بنی ہوئی ہے۔ جن کی فکری عظمتوں کے نغمے ہر زبان پر ہیں۔ جن کی محراب رفعت کے سامنے ہر ایک کی پیشانی علم وآگہی سجدہ ریز ہے۔ جن کے تقویٰ و طہارت کی شمع سے سنیت کے بام ودر مجلی ہیں اور آج بھی جن کے فضل وکمال کی ضیائیں ہر شعبے میں جماعت اہلسنت کی قیادت کرتی نظر آرہی ہیں۔

فتویٰ نویسی: یہ ایک سچائی ہے کہ تاج الشریعہ کا خاندان ایک طویل عرصہ سے فتویٰ نویسی کے ذریعہ دین متین کی خدمتیں انجام دے رہا ہے۔ یہ مقدس اور پرنور سلسلہ مجاہد آزادی حضرت علامہ رضا علی خاں صاحب قدس سرہ سے ۱۸۳۱ء سے شروع ہوا اور ابھی تک جاری ہے اور انشاء اللہ تا قیام قیامت جاری رہے گا۔

حضرت تاج الشریعہ نے تدریس کے ساتھ فتویٰ نویسی بھی شروع کردی تھی۔ تاجدار اہلسنت سیدی سرکار مفتی اعظم وحضرت علامہ سید افضل حسین مونگیری کی نگہ تربیت نے آپ کی فقہی بصیرت میں مزید نکھار پیدا کردیا۔ خود تاج الشریعہ کی زبانی سنئے۔

"شروع شروع میں مفتی افضل حسین صاحب علیہ الرحمہ اور دوسرے مفتیان اکرام کی نگرانی میں یہ کام کرتا رہا اور کبھی کبھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر فتویٰ دکھایا کرتا تھا کچھ

دنوں بعد اس کام میں میری دلچسپی زیادہ بڑھ گئی اور پھر میں مستقل حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے لگا۔ حضرت کی توجہ سے مختصر مدت میں مجھے وہ فیض حاصل ہوا کہ جو کسی کے پاس مدتوں بیٹھنے سے بھی نہ ہوتا"۔

میں آج ہر جگہ حضور مفتی اعظم کا علمی وروحانی فیض پاتا ہوں آج جو میری حیثیت ہے وہ انہیں کی صحبت کیمیا اثر کا صدقہ ہے" (حیات تاج الشریعہ ۱۹-۲۰)

عربی زبان وادب پر درک: خدائے قدیر نے آپ کو عربی زبان پر بے پناہ درک اور ملکہ بخشا ہے تحریر و تقریر یکساں دسترس حاصل ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ کے سات رسائل کو عربی زبان میں منتقل فرمایا ہے خود آپ کی ذاتی تصنیفات بھی عربی زبان میں موجود ہیں جس کی تعداد پانچ ہیں اور بخاری شریف پر بھی حاشیہ چڑھایا ہے۔

اردو میں بھی آپ نے بہت سارے رسائل تحریر فرمائے ہیں اور سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ کے عربی رسائل کا ترجمہ بھی فرمایا ہے جس میں اکثر زیور طباعت سے مزین ہو کر مطالعہ کی دہلیز پر علم وشعور کی بہاریں لٹا رہے ہیں۔ آپ ہی کی نگرانی میں فتاویٰ حامدیہ بھی شائع ہوئے ہیں۔ مرید مرکز الدراسہ کے شعبہ تصنیف وتالیف سے علمی کارنامے انجام پا رہے ہیں جو آپ کی علمی وفقہی صلاحیتوں کا مکمل غماز ہیں۔

شعر و شاعری: اس میں کوئی شک نہیں کہ نعت نگاری نازک صنف ہونے کے ساتھ بہت قدیم بھی ہے۔ اس میں فن کی طہارت کے ساتھ شریعت کی چاندنی بھی نہایت ضروری ہے اور عشق کا جذبہ فراواں بھی رفیق سفر ہو، کیوں کہ نعت کہنا دراصل حرف تمنا کو کشکول عقیدت میں سجا کر دیار حبیب کی گلیوں میں آواز لگاتا ہے۔ عقیدت جب خضریٰ سے چاندنی سمیٹتی ہے تو فکر وخیال اشعار کے ڈھانچے میں ڈھلنے لگتے ہیں الفاظ موتیوں کی طرح چمکنے لگتے ہیں اور نعت کا چمن لہلہانے لگتا ہے۔

حضرت تاج الشریعہ کو نعت گوئی کا سابقہ بھی سچ پوچھئے تو ان کا پورا دیوان سفینۂ بخشش پڑھ جائیے نہ فنی سقم نظر آئے گا اور نہ ہی شرعی خامی نظر آئے گی بلکہ آپ اگر ان کی محراب نعت میں جھانک کر دیکھیں گے تو تقدیس خیال، فکر کا جمال، جذبے کی صداقت، سخن آفرینی، اخلاص کی گرمی، زور بیان اور عشق نبوی کی شمع فروزاں نظر آئے گی۔ محبت اس قدر کامل کہ حرف حرف لودے رہا ہو اور شعر کا ہر لفظ باوضو ہو کر محبوب کے آستانے پر سجدہ ریز ہو۔ وقت کی تنگی دامن گیر ہے ورنہ ان کے دیوان کا ایک تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا اگر فرصت کے ایام میسر آئے تو ان کی نعت گوئی کے حوالے سے کچھ لکھنے کی سعادت حاصل کروں گا۔ ان کی ایک نعت کے چند اشعار پر اپنے مضمون کا اختتام کر رہا ہوں۔

داغ فرقت طیبہ قلب مضمحل جاتا
کاش گنبد خضریٰ دیکھنے کو مل جاتا

موت لے کے آجاتی زندگی مدینے میں
موت سے گلے مل کر زندگی سے مل جاتا

دل پہ جب کرن پڑتی ان کے سبز گنبد کی
اس کی سبز رنگت سے باغ بن کے کھل جاتا

میرے دل میں بس جاتا جلوہ زار طیبہ کا
داغ فرقت طیبہ پھول بن کے کھل جاتا

☆☆☆☆

["البریلویہ" پر قاضی عطیہ کی تقدیم پر آپ کی تنقید وتعقب کے حوالے سے]

مولانا کمال احمد علیمی، دار العلوم علیمیہ، جمدا شاہی، بستی

"البریلویہ" امام احمد رضا اور ان کے عقیدت مند سنی صحیح العقیدہ ہندستانی مسلمانوں کی تردید میں لکھی جانے والی ایک رسوائے زمانہ کتاب ہے جس کے مصنف احسان الٰہی ظہیر ہیں، جن کو کذب بیانی اور افترا پردازی کا بے تاج بادشاہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اس کتاب نے برصغیر ہندو پاک کے باہر ہندستان اور پاکستان کے سنی مسلمانوں کی شبیہ کو جس قدر خراب کیا ہے اتنا کسی اور کتاب نے نہیں کیا۔ کذب بیانی اور ہفوات وخرافات سے مملوء اس کتاب کو جو مقبولیت حاصل ہوئی وہ قابل حیرت ہے۔

اہل سنت وجماعت کی طرف سے اس کتاب کے رد میں کئی کتابیں منصۂ شہود پر آئیں جن میں علامہ شرف قادری علیہ الرحمہ کی کتاب مستطاب "من عقائد اھل السنة" قابل ذکر ہے۔

اس کتاب پر مدینہ منورہ کے قاضی "عطیہ محمد سالم نے ایک مقدمہ لکھا ہے۔ جس میں انہوں نے احسان الٰہی ظہیر کی تعریف میں زمین وآسمان کے قلابے ملائے ہیں اور اس کی اس کتاب میں مندرج عقائد ونظریات کو سواد اعظم اہل سنت کا عقیدہ قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ مقدمہ بہت سارے خرافات اور ہفوات کا معجون مرکب ہے جسے پڑھ کر تعجب ہوتا ہے کہ ایسے "عقل مند" شخص کو مدینہ منورہ کی قضات کا منصب عظیم کیسے سپرد کر دیا گیا، ابھی تک اس مقدمے کی طرف سے کسی سنی عالم نے تنقیدی نگاہ نہیں ڈالی تھی۔ اس سلسلے میں حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا دامت برکاتہم العالیہ قابل مبارکباد ہیں کہ آپ نے ایسی کتاب "مرآۃ النجدیہ" میں اس کا مقدمہ اور اس کا مقدمہ نگار قاضی صاحب کی خوب خبر لی ہے۔ ذیل میں ہم اس کتاب کے مقدمہ کا حضرت نے جو تنقیدی جائزہ لیا اس کی کچھ جھلکیاں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ حضرت نے اس عربی مقدمہ کا جو تنقیدی جائزہ لیا ہے وہ عربی میں ہی ہے۔ ہم یہاں پر اختصار کے ساتھ کچھ باتیں اردو میں پیش کرتے ہیں۔ قاضی صاحب نے ایک جگہ اپنے مقدمہ میں کہا ہے۔

"ان بریلویوں کا چوتھا موقف یہ ہے کہ برصغیر

ہندوپاک کے باہر جتنے بھی مسلمان ہیں سب کے سب قائل تکفیر ہیں کی ابتدا شیخ ابن تیمیہ سے کی گئی ہے جن کے فضل وکمال کی شہادت پوری دنیا نے دی حتی کہ ان کے دشمن بھی ان کے فضل وعلم پر طعن نہ کر سکے اور بریلویوں نے دعوت اسلامی کے نئے مجدد شیخ محمد بن عبدالوہاب کی بھی تکفیر کی ہے جن کے بارے میں ہر عقل مند جانتا ہے کہ انہوں نے صرف کتاب وسنت کو مضبوطی سے پکڑنے کی دعوت دی اوران بدعات اور عقائد فاسدہ کو ترک کرنے کی دعوت دی تھی جن پر اسلاف میں سے کوئی بھی شخص عامل نہیں تھا۔ مثلاً غیر اللہ سے مدد مانگنا، ان سے استعانت واستغاثہ کرنا، اورکوئی ایسا کام کرنا جوعہد رسالت، عہد صحابہ، عہد تابعین اور عہد تبع تابعین میں نہیں پایا جاتا تھا۔''

حضور تاج الشریعہ اس عبارت پر تنقید کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''رہا اے عطیہ تمہارا یہ قول کہ ''ابن تیمیہ کے فضل و کمالات کا اعتراف پوری دنیا نے کیا ہے'' تو بہت ممکن ہے کہ یہ بات خودتم کو بھی تسلیم نہ ہو، یہ محض لوگوں کو فریب دہی اور حقیقت سے پردہ پوشی ہے۔ حقیقت کی نقاب کشائی صحیح معنوں میں علامہ ابن حجر ہیثمی مکی نے کی ہے۔ چنانچہ جب کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ ابن تیمیہ متاخرین صوفیہ پر اعتراض کرتا ہے اور اسلاف سے فقہ واصول میں مخالفت کرتا ہے تو اس سلسلے میں کیا حکم ہے!

علامہ ابن حجر نے جواب دیا کہ ''ابن تیمیہ ایک ایسا آدمی ہے جسے اللہ تعالی نے رسوا کیا، اسے گمراہ کیا، اس کو نابینا کیا اور اس کو ذلت سے دوچار کیا۔ اس امر کی تصریح ائمہ کرام نے فرمائی ہے۔ ائمہ کرام نے ابن تیمیہ کے احوال کے فساد کو ظاہر کر کے اس کے اقوال کو جھٹلایا ہے، جو ان باتوں پر تفصیلی اطلاع کا خواہاں ہے۔ اس کو علامہ ابوالحسن سبکی کے کلام کا مطالعہ کرنا چاہئے''۔

قاضی عطیہ محمد سالم نے محمد بن عبدالوہاب کی بھی خوب تعریف کی ہے اور اس کو دعوت دین کا نیا مجدد قرار دیا ہے۔ اس کی تردید کرتے ہوئے علامہ ازہری فرماتے ہیں

''اے عطیہ تمہارا خیال ہے کہ ہر عقل مند کے مطابق ابن عبدالوہاب نے کتاب وسنت، اور ترک بدعت اور معتقدات فاسدہ سے تجنب کی دعوت دی اور ان معتقدات فاسدہ میں سے غیر اللہ سے مانگنا، اور ان سے استعانت کرنا اور اس کام کو بجالانا ہے جسے ان زمانوں میں نہیں کیا گیا جن کے خیریت کی شہادت دی گئی ہے'' تو اے عطیہ ابن عبدالوہاب ابن تیمیہ ہی کے نقش قدم پر چلا ہے۔ بلکہ اس سے بھی ایک ہاتھ آگے ہے چنانچہ اس نے ان معاملات میں بھی امت کی تکفیر کی ہے۔ جن میں ابن تیمیہ نے نہیں کی ہے۔ مثلاً غیر اللہ کے لئے منت ماننا، قبر سے برکت حاصل کرنا اور اس کو چھونا وغیرہ، ابھی شیخ سلیمان ابن عبدالوہاب کے حوالے سے گزرا کہ وہ امور جن کو لے کر ابن عبدالوہاب نے امت مسلمہ کی تکفیر کی ہے وہ بلاد اسلامیہ میں سات سو سالوں سے زائد عرصے سے رائج ہیں۔ ان کو بدعات وخرافات کے دائرے میں رکھنا جماعت سے اختلاف اور مفارقت ہے۔

قاضی عطیہ نے دعوی کیا تھا کہ ابن عبدالوہاب کتاب و سنت کے داعی تھے اس کی تردید میں علامہ ازہری نے فرمایا کہ ابن عبدالوہاب بالفرض کتاب وسنت کا داعی تھا۔ لیکن یہ بھی خیال رہے کہ وہ اجماع اور قیاس کا منکر تھا۔ اور اس کے متبعین خود کو مجتہد

سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد علامہ ازہری نے بڑے پرزور دلائل سے اجماع کی حجیت کو ثابت کیا ہے جس سے آپ کی ژرف نگاہی، گہرائی وگیرائی اور کتاب وسنت کے مسائل کے استحضار کا خوب پتہ چلتا ہے۔ فرماتے ہیں۔

''یہ قرآن اجماع کی حجیت پر اول دلیل ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے''وکذالک جعلنا کم امة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیدا'' امام حجۃ الاسلام احمد بن علی جصاص نے''احکام القرآن'' میں فرمایا''وفی هذه الایة دلالة علی صحة اجماع الامة''(۱/۸۸) مزید فرمایا فدل ذالک علی ان الاجماع فی ای حال حصل من الامة فهو حجة لله عزوجل غیر سائغ لاحد ترکه ولا الخروج عنه (۱/۸۹) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے''ام حسبتم ان تترکوا ولما یعلم الله الذین جاهدوا منکم ولم یتخذوا من دون الله ولا رسوله ولا المومنین ولیجة'' امام جصاص نے فرمایا''وفیه دلیل علی لزوم حجة الاجماع''(۳/۸۷) اللہ نے ارشاد فرمایا ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المومنین نوله ماتولیٰ ونصله جهنم وساء ت مصیرا'' علامہ بیضاوی نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ''والآیة تدل علی حرمة مخالفة الاجماع''(۱/۲۰۶) علامہ نسفی نے اسی آیت کے تحت فرمایا''هو دلیل علی أن الاجماع حجة لاتجوز مخالفتها ''(۱/۲۰۳) ان بزرگوں کے علاوہ علامہ علاء الدین بغدادی، علامہ ابوالسعود اور علامہ فخر الدین رازی جیسے عظیم المرتبت ائمہ کرام کے اقوال وعبارات سے علامہ ازہری نے اپنے موقف کو بڑے اچھوتے انداز میں واضح اور ثابت فرمایا ہے جس کو دیکھ کر یقیناً امام احمد رضا کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔

یوں ہی قیاس کی حجیت کو ثابت کرتے ہوئے علامہ ازہری نے دلائل کے انبار لگادیے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ''یاایها الذین آمنوا اطیعو الله واطیعو الرسول واولی الامر منکم الآیة ''شریعت کے اصول اربعہ کتاب، سنت، اجماع، اور قیاس سب کو شامل ہے، چنانچہ اس سلسلے میں علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں۔''اعلم أن هذه الآیة شریفة و مشتملة علی کثیر من علم اصول الفقه وذالک لأن الفقهاء زعموا أن اصول شریعة اربع ،الکتاب،والسنة والاجماع والقیاس ، وهذه الآیة مشتملة علی تقریر هذه الاصول الأربعة بهذا الترتیب ''مزید فرماتے ہیں''اعلم أن قوله تعالیٰ فان تنازعتم فی شی فردوه الی الله والرسول''یدل عندنا علی أن القیاس حجة، مزید فرماتے هیں''فثبت أن الآیة دالة علی الامر بالقیاس ''(ملتقط من التفسیر الکبیر ۳/۲۴۵) علامہ فخر الدین رازی اور امام جصاص نے فرمایا کہ الفاظ امام رازی کے ہیں۔''دلت هذه الآیة (اطیعوا الله والرسول) علیٰ ان القیاس حجة فی الشرع''(۳/۲۶۲) علامہ خازن نے فرمایا''وفی الآیة دلیل علی جواز القیاس'' (تفسیر الخازن ۱/۳۸۲) علاوہ ازیں علامہ ازہری نے بڑے ٹھوس دلائل سے قیاس کی حجیت کو ثابت کیا ہے جو آپ کی علمی صلاحیت، فقہی لیاقت اور فنی مہارت کی واضح دلیل ہے۔

قاضی عطیہ محمد سالم نے غیر اللہ سے سوال، ان سے استعانت اور ان امور پر عمل کرنے کو بدعت اور معتقدات فاسدہ قرار دیا تھا جن امور کا قرون مشھود ھا بالخیر میں وجود نہیں۔ علامہ ازہری اس سلسلے میں قاضی صاحب کی علمی لیاقت اور ان کے مبلغ علم کی قلعی کھولتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''رہا غیر اللہ سے مانگنے اور ان سے استغاثہ کا معاملہ تو یہ ایسی چیز ہے جو قرآن میں متعدد جگہوں پر وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ حضرت ذوالقرنین کی حکایت کرتے ہوئے فرماتا ہے ''اعینونی بقوۃ الآیۃ ''حضرت عیسیٰ کی حکایت کرتے ہوئے فرماتا ہے''من انصاری الی اللہ ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''اولٰئک یدعون یبتغون الی ربھم الوسیلۃ ایھم اقرب'' بلکہ اللہ تعالیٰ نے استعانت کا حکم بھی دیا ہے''واستعینوا بالصبر والصلوۃ ''اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا''وتعاونوا علی البرو التقویٰ''اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا''فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون ''ایک جگہ یوں فرماتا ہے''وابتغوا الیہ الوسیلۃ ، اسی طرح سنت رسول میں بھی استغاثہ اور استعانت بغیر اللہ کی بہت ساری نظیریں ہیں۔ چنانچہ علامہ ازھری نے شیخ سلیمان کے حوالے سے ایک حدیث نقل فرمائی وہ یہ ہے۔ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: اذا انفلتت دابۃ احدکم بأرض فلاۃ فلینا دیاعباداللہ احبسوا ثلاثا فان اللہ حاصرا سیحبسہ'' (الصواعق الألھیہ)(۳۵) اسی طرح ایک دوسری حدیث نقل فرمائی جسے علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر (۵۶۳/۱) میں نقل فرمائی ہے وہ یہ ہے ''کنت ابیت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتیۃ بوضوئہ وحاجۃ فقال لی: سل؟ فقلت: یارسول اللہ اسالک مرافقتک فی الجنۃ فقال أ وغیرہ ذالک قلت ھو ذالک قال اعنی علی نفسک بکثرۃ السجود الخ'' علامہ ازہری ان دونوں حدیثوں کو نقل کرکے فرماتے ہیں کہ ان دونوں حدیثوں میں غیر اللہ کو پکارنے، ان سے مانگنے اور ان سے استغاثہ کرنے کا ذکر ہے بلکہ دوسری حدیث میں ایک ایسی چیز کو غیر اللہ سے مانگنے کا تذکرہ ہے۔ جس کا عطا کرنا ابن تیمیہ کے نزدیک خصائص ربوبیت میں ہے۔ یعنی جنت میں داخل کرنا، کیوں کہ اس میں سائل نے جنت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم نشینی کا سوال کیا ہے اور وہ بغیر جنت میں داخل ہوئے حاصل نہیں ہوسکتی ہے۔

علامہ ازھری کے بے باک قلم کا یہ تیور قابل مطالعہ ہے، فرماتے ہیں: فان قلتم نستغیث بالاحیاء الحاضرین وانتم تستغیثون بالاموات والغائبین، قلنا ھل عندکم من اللہ برھان علی أن الاحیاء شرکاء للہ من دون الاموات، فان قلتم لا، قلنا فکیف ساغ عندکم سوالھم والاستغاثہ بھم وھو عندکم شرک، أیجوز عندکم الشرک بالاحیاء دون الاموات؟ وای دلیل من الشرع علی جواز الشرک بالاحیاء دون المیتین؟ اگر تم کہو کہ ہم زندوں سے مدد مانگتے ہیں تم مردوں سے، تو ہم کہیں گے کہ اللہ کی طرف سے کون سی دلیل تم پر اتری کہ زندہ لوگ اللہ کے شریک ہیں اور مردے نہیں ہیں تو اگر تم کہو کہ نہیں، تو پھر تمہارے لئے کیسے جائز ہوا کہ تم ان سے مدد مانگو اور مردوں سے نہ مانگو اور کس دلیل کی بنیاد پر زندوں کے ساتھ شرک جائز ہے اور مردوں کے ساتھ ناجائز

ہے!؟

قاضی عطیہ محمد سالم نے جو یہ کہا تھا کہ ان قرون میں جن کی خیریت کی شہادت دی گئی ہے جو بھی عمل ثابت نہیں اس پر عمل کرنا بدعت ہے۔ اس پر تنقید کرتے ہوئے علامہ ازہری فرماتے ہیں کہ آپ کے اس قول سے لازم یہ رہا کہ مباح امور سب مذکورہ بالاقرون ہی میں منحصر ہو کر رہ جائیں گے، تو جب امر مباح کا انحصار مذکورہ فالاقرنوں میں ہوگیا تو پھر متاخر زمانوں میں یہ عاقلین بالسنت جو اپنے کوسلفیہ کہتے ہیں کہاں سے آ ٹپکے؟

قاضی عطیہ نے اپنے اس مقدس اہل سنت و جماعت پر افراط وتفریط کا الزام لگاتے ہوئے کہا کہ ''دوسرا موقف بریلویوں کے ساتھ ان کے مسلک کے بارے میں ہے۔ چنانچہ انہوں نے افراط اور تفریط کو جمع کرلیا ہے چنانچہ اپنے معبودوں یعنی زندہ اور مردہ لوگوں کے سلسلے میں اپنی عقیدت کے حوالے سے وہ افراط کا شکار ہوگئے اور ان کو قادر اور مقتدر جیسے اوصاف سے متصف کرڈالا اور اپنے مشائخ اور دعاۃ کے ہاتھ میں دنیا کے خزانوں کی چابیاں رکھ دیں اور ان کے ہاتھوں میں آخرۃ میں نجات کے قلم تھمادیے، علامہ ازہری نے اس پر گرفت کرتے ہوئے فرمایا:

اس کا جواب یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو دنیا میں منتظم اور مدبر بنایا ہے۔ ارشاد ہے ''ولقد كتبنا في الزبور من بعد الذكر أن الأرض يرثها عبادي الصالحون '' اور ان کو زمین میں قدرت اور تصرف کی طاقت عطا کی ہے اور ایسا اس لئے کیا ہے تاکہ اس سے ان کی عزت افزائی ہو نہ کہ اللہ نے اپنے عجز کے ناتے ایسا کیا ہے۔ اس بنیاد پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اللہ ہی نے اولیا کو قادر اور مقتدر کی صفات سے نوازا ہے اور اپنے اولیاء کے ہاتھوں میں خزائن رکھا ہے تو چاہیے تو یہ تھا کہ عطیہ اللہ تعالیٰ پر یہ اعتراض کرے کہ اس نے کیوں کر اپنے ان بندوں کو اپنا شریک بنایا۔ دلچسپ بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تصرف اور امور خارقہ صرف اپنے ان بندوں ہی کو عطا نہیں کیے بلکہ کفار کو بھی اس قسم کا تصرف عطا کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''وآتيناه من الكنوز ما إن مفاتحه لتنوأ بالعصبة أولي القوة '' یہ آیت قارون کے بارے میں اتری ہے۔ اور ارشاد ہے ''فلما نسوا ما ذكروا به فتحنا عليهم ابواب كل شئي''

قاضی عطیہ نے مسئلہ توسل اور اولیاء اور انبیاء کی قدرت کے معاملے کو لے کر اہل سنت و جماعت پر طرح طرح کے بہتان لگائے ہیں چنانچہ اس نے لکھا ہے کہ ''بریلویوں نے اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ معطّل مان لیا ہے اور اس کو اختیار، قدرت اور تصرف سے معزول سمجھ رکھا ہے۔ کیوں کہ وہ لوگ غیر اللہ سے استعانت، اور استمداد و استغاثہ کرتے ہیں اور یہ سب چیزیں قادر مختار سے ہی کی جاتی ہیں'' اور یہ بھی الزام لگایا ہے کہ بریلوی حضرات کا ماننا ہے کہ اولیاء اور انبیاء ہی پیدا کرتے ہیں۔ وہی مارتے ہیں اور انتظام و انصرام چلاتے ہیں۔ انہیں سے مدد مانگنی چاہیے اور انہیں سے شفا ملتی ہے اور اللہ کے لئے محض عبادت ہے۔ اس کا جواب دیتے ہوئے علامہ ازہری نے فرمایا'' عطیہ نے ہم اہل سنت و جماعت پر جو الزامات لگائے ہیں ان سے ہم برأت کا اظہار کرتے ہیں۔ نہ تو ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت کرتے ہیں اور نہ ہی کسی اور سے استعانت واستمداد کرتے ہیں اور ہمارا عقیدہ ہے کہ حقیقی قدرت

واختیار، خلق وایجاد، منع وعطا سب اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ ہم جس کسی سے مدد طلب کرتے ہیں تو اسی رب کے حکم سے، اور غیر اللہ سے ہم علی سبیل التوسل کرتے ہیں اور توسل شرک نہیں ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے کیوں کہ اس سے اوپر کوئی ذات ہے ہی نہیں کہ اس سے وہ توسل کرے۔ اگر توسل شرک ہو جیسا کہ وہابیہ کا گمان ہے تو لازماً اللہ کے اوپر کچھ معبودوں کو تسلیم کرنا پڑے گا جن سے اللہ تعالیٰ توسل کرے۔ گویا وہابیہ نے ہم کو مشرک بنانا چاہا اور خود ہی شرک کے گڈھے میں جا گرے۔

رہا وہابیہ کا یہ قول کہ ہم نے اللہ کو معطل سمجھ رکھا ہے تو اگر غیر اللہ سے مدد مانگنے اور ان سے استغاثہ کا مطلب یہ ہو کہ ہم نے اللہ کو معطل سمجھ لیا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہوگی بلکہ اسلاف بھی غیر اللہ سے استعانت، اور ان سے استغاثہ کیا کرتے تھے۔ لہذا یہ الزام ہم سے پہلے ان اسلاف پر لگانا پڑے گا کیوں کہ ہمارے اسلاف صلحا کے واسطے سے مدد اور پانی وغیرہ مانگتے تھے۔

رہا وہابیہ کا یہ عقیدہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے علاوہ انبیاء اور صلحا کو خالق مانتے ہیں تو یہ کھلا ہوا بہتان ہے۔ کیوں کہ خلق اللہ ہی کے ساتھ خاص ہے۔ ہم اس کی اسناد غیر اللہ کی طرف کیسے کر سکتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "هل من خالق غير الله" ہاں قرآن مجید میں خلق کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے "واذ تخلق من الطين كهيئة الطير" تو اب وہابیہ پر لازم ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ پر بھی شرک کا الزام لگائیں کہ اس نے خلق کی نسبت حضرت عیسیٰ کی طرف کردی جو غیر اللہ ہیں۔

ابھی ماقبل میں ہم نے عطیہ کے مقدمے کی ایک عبارت نقل کی ہے جس میں اس نے کہا ہے کہ بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ "آخرت میں نجات کا پروانہ انبیاء اور اولیاء ہی کے ہاتھ میں ہوگا"۔ اس بات کی تردید میں علامہ ازہری فرماتے ہیں۔ اس طرح کا عقیدہ رکھنے سے مسلمان اسلام سے نہیں نکلے گا کیوں کہ حدیث میں آیا ہے "ان الملك الموكل بالجنين يكتب شقي او سعيد فمن كتب له شقي كان شقياً، ومن كتب له سعيد كان سعيدا" اور نبی کریم علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت علی سے فرمایا "انه اقيم الجنة والنار يدخل اولياء ه الجنة، اعداده النار، كمافي الشفا للعلامة القاضي عياض المالكي رحمه الله"

عطیہ پر لازم بنتا ہے کہ وہ یہ بتائے کہ یہ بات اس نے کہاں سے کہی، اور کس سے نقل کی ہے، کون سی کتاب میں اس بات کا ذکر ہے۔ گر ایسا نہیں کرسکتا ہے تو اس چیز میں دخل اندازی سے بچے جس کا یقینی طور سے علم نہ ہو محض گمان کی پیروی نہ کرے۔

علامہ ازہری نے عطیہ کے اس مقدمے کا نحوی اور اعرابی لحاظ سے جائزہ لیا ہے اور اس میں بکھرے جابجا اعرابی اختلاط کی نشاندہی کر کے عطیہ محمد سالم صاحب کی عربی دانی کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے۔ چنانچہ عطیہ نے احسان الٰہی ظہیر کی کتاب کے سلسلے میں لکھا کہ "واذا كان القارى قد تعود ان يجد بين يدى كتاب كهذا تقديما يعطى الضو على موضوعه ويفتح الباب على مضامينه، يضعة فى ميزان التقويم العلمى فى حقائق ومعلوماته والأ دبى فى اسلوبه وتعبيرات ، فان هذاالكتاب قد يكون غنيا عن ذالك والقارى البصير سيقوم من نفسه ويتذوق مذهبه" اس عبارت میں قاضی صاحب نے جو اعرابی غلطیاں کی ہیں ان کی

نشاندہی کرتے ہوئے علامہ ازہری نے جو باتیں کہی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ "مذکورہ عبارت میں "فان ھذا الکتاب الخ" والا جملہ "واذا کان القاری قد تعود الخ" والے جملے کی جزا ہے۔ حالانکہ اعرابی لحاظ سے "فان ھذا الکتاب الخ" "واذا کان القاری" کی شرط نہیں بن سکتا ہے، لہذا قاضی صاحب کا "فان ھذا الکتاب" میں فاجزائیہ کا داخل کرنا صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح مذکورہ بالا عبارت میں "فی حقائق ومعلوماتہ" اور "فی اسلوبہ وتعبیرات" ان دونوں جار مجرور کا متعلق نہ تو لفظاً یہاں مذکور ہے نہ ہی تقدیراً یہاں پر مان سکتے ہیں۔ ان دونوں کو "میزان التقویم العلمی" میں میزان کی صفت بھی نہیں مان سکتے، کیوں کہ ایسی صورت میں عبارت یہ بنے گی "ویضعه فی میزان التقویم العلمی کائن فی حقائق و معلومات الکتاب کتب له التقدیم واسلوبه وتعبیرات" اس عبارت سے کوئی صحیح معنی نکالنا بڑا دشوار ہے۔

اسی طرح قاضی عطیہ کی اس عبارت "اما یمکن ان اقدمہ للقاری الکریم کلمات موجزۃ ومواقف محددۃ" پر اعتراض کرتے ہوئے علامہ ازہری فرماتے ہیں۔ "اس میں قابل گرفت بات یہ ہے کہ اس جملے میں جملہ خبریہ یعنی "کلمات موجزۃ الخ" "فا" سے خالی ہے۔ حالانکہ "اما" کے بعد "فا" کا ہونا لازم ہے۔ صحیح عبارت یہ ہوگی "فھی کلمات موجزۃ" یا "فکلمات الخ"

یوں ہی قاضی عطیہ نے ایک جگہ یہ لکھا ہے کہ حیث کتب عن زمیلة البریلویة و معاصر تها والتی لم تبعد عنها کثیرا وهی القادیانیة ثم البابیة و شریکة الجمیع الشیعة فی عدد من رسائله فی عدد من جوانبهم ممایعتبر فی هذا العصر الخ۔ .. اس عبارت پر تنقید کرتے ہوئے علامہ ازہری نے عطیہ سے پوچھا ہے کہ "فی عدد من جوانبهم الخ" اور "مما یعتبر الخ" کا متعلق کیا ہے، اسی طرح علامہ ازہری نے "مقدمے کی عبارت" و کتابته عن طوائف معاصرة فعلا لها مبادیها الهدامة ومنا هجها المضلة و لها خطر ها علی عقائد واحوال المسلمین یعتبر من هذا لوجه کاسلافه الخ" پر اعرابی لحاظ سے تنقید کرتے ہوئے فرمایا "وکتابتہ عن طوائف الخ" مبتدا ہے۔ جس کی خبر ہی مذکور نہیں ہے۔ اسی طرح "لها مبادیها الهدامة" اور "مناهجا المضلة" دونوں "طوائف معاصرة" کی صفت کے طور پر لائے گئے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ "لھا کی ضمیر "کتابة" میں "کتابة" کی طرف لوٹے، ایسی صورت میں عبارت کا سقم تو دور ہو جائے گا مگر یہ قاضی صاحب کی طرف سے اعتراف ہوگا کہ احسان الہٰی کی کتاب البریلویہ جس پر موصوف مقدمہ لکھ رہے ہیں اس کے مبادی تخریبی اور اس کے مناہج گمراہ کن ہیں۔ اسی طرح مذکورہ عبارت میں "فعلا" کے محل اعراب کو لے کر علامہ ازہری نے عطیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا "قل یا عطیة! ماموقع قولک (فعلا) من الاعراب! اهو تمیز فعماذا؟ ام هومفعول مطلق، ام ماهو وجه انتصابه، وماعمل فیه النصب ؟

قاضی عطیہ محمد سالم نے احسان الہٰی کی مدح سرائی کرتے ہوئے لکھا ہے

"وتقلبه فی الدراسات القدیمة والحدیثة، وفی اصول المناهج الاسلامیة الکتاب و السنة

واصول الفقه، وتمكن من الفقه الحنفي والفقه الحديث وتمكن من العقيده السلفية۔

علامہ ازہری فرماتے ہیں "اے عطیہ بول! تو نے اپنے قول "واصول الفقہ" کا عطف کس پر کیا ہے؟ "اصول المناهج الاسلامية" پر یا اس کے بدل 'الكتاب والسنة' پر اور عطف مغایرت چاہتا ہے تو چاہے اس کا عطف "اصول المناهج الاسلامية" پر ہو یا "الكتاب والسنة" پر بہر صورت تیرا کلام اصول فقہ اور کتاب وسنت کے درمیان مغایرت پر دلالت کرے گا ۔حالانکہ یہ دونوں ایک ہی ہیں۔

عطیہ نے ایک جگہ امام احمد رضا کی تاریخ ولادت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے "ان تاريخ موسس هذه الطائفة وحالة الصيحة وظهوره مابين سنتي ١٢٧٢ه الى ١٣٧٠ه ليس تاريخ نهضة علمية ولا فكريه أو حتى ادبية" اس پر تنقید کرتے ہوئے علامہ ازہری نے فرمایا کہ اس میں قابل مواخذہ بات یہ ہے کہ "ان" کے بہت سارے اسماء ذکر کئے گئے ہیں لیکن ان اسماء میں سے صرف ایک ہی اسم کی خبر کا ذکر کیا گیا ہے اور وہ پہلا اسم "تاریخ موسس هذه الطائفة" ہے۔

قاضی عطیہ کے مقدمے پر حضور تاج الشریعہ کے تنقیدی تجزیے کو پڑھ لینے کے بعد چند باتیں سامنے آتی ہیں۔

☆ حضور تاج الشریعہ کا تنقیدی اسلوب بالکل اسی طرح ہے جیسا کہ امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کا تھا۔

☆ تنقید کرتے وقت صرف الزامی جوابات پر ہی اکتفا نہیں فرماتے بلکہ تحقیقی جواب بھی دیتے ہیں۔

☆ کسی بھی بہتان کا جواب دیتے وقت قرآن، حدیث اور اقوال ائمہ سے دلائل کا کوہ گراں کھڑا کر دیتے ہیں۔ جس کے سامنے فریق مخالف اپنے کو ہیچ سمجھنے لگے۔

☆ فریق مخالف کے تمام عقائد ونظریات ہمہ وقت مستحضر رہتے ہیں جب چاہتے ہیں پیش فرما کر اپنے موقف کو تقویت بخش دیتے ہیں۔

☆ ایسا لگتا ہے کہ عربی زبان آپ کی مادری زبان ہے۔ آپ کی اس تحریر میں جو فصاحت، وبلاغت، جوروانی وسلاست اور جو بے تکلفی موجود ہے۔ اسے دیکھ کر آپ کی عربی دانی کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ پھر یہ پہلو بھی کم دلچسپ نہیں ہے کہ قاضی عطیہ ایک عربی میں اور زبان وبیان کے ماہر شناور تسلیم کئے جاتے ہیں جب کہ علامہ ازہری نے اپنی زندگی کی ایک مختصر سی مدت ہی مصر میں صرف کیا ہے۔ اس کے باوجود اس قدر بے باکی اور سلاست کے ساتھ قاضی عطیہ پر جرح وقدح نہایت دلچسپ بات ہے۔

☆ علامہ ازہری صرف دماغی انداز ہی نہیں اپناتے ہیں بلکہ آگے بڑھ کر حملہ بھی کرتے ہیں۔ جس کو دیکھ کر آپ کے موید من اللہ ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

محترم قارئین! قاضی عطیہ کی تقدیم حضور تاج الشریعہ اور تنقیدات کی کچھ جھلکیاں دیکھ لیں۔ یقیناً آپ کے قلم کو امام احمد رضا کے اسلوب تحریر کا وافر حصہ ملا ہے اور بلاریب آپ کو امام احمد رضا، حضور مفتی اعظم اور حضور حجۃ الاسلام کے علمی وقلمی وراثتوں کا سچا امین کہا جاسکتا ہے۔ رب قدیر آپ کے سایہ کرم کو ہم عقیدت کیشوں پر تادیر قائم رکھے۔ آمین۔

تاج الشریعہ کی ترجمہ نگاری

مولانا نفیس احمد رضوی، استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ ☆09450827641

خانوادۂ رضویہ، بریلی شریف کے چشم و چراغ تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری مدظلہ العالی کی ذات علمائے کرام اور مشائخ طریقت کے درمیان ایسے ہی ممتاز اور نمایاں ہے جیسے چودھویں کا چاند ستاروں کی انجمن میں ممتاز اور نمایاں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسن ظاہر اور جمال باطن دونوں دولتوں سے نوازا ہے۔ آپ علم شریعت و طریقت کے جامع اور مجمع بحرین ہیں، اس پر مستزاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی محبت و عقیدت اپنے بندوں کے دلوں میں اس طرح ڈال دی ہے کہ آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے ہیں عوام و خواص بھی آپ کی زیارت کے مشتاق اور آپ سے مصافحہ اور دست بوسی کے لئے بے تاب نظر آتے ہیں۔ مجلس علماء میں آپ تشریف رکھتے ہیں تو بلا اختلاف آپ ہی ”میر مجلس“ ہوتے ہیں۔ آپ جہاں قدیم علوم وفنون سے آراستہ ہیں وہیں جدید عربی اور انگریزی زبان وادب پر ایسی کامل دسترس رکھتے ہیں کہ بلا تکلف دونوں زبانوں میں اہل زبان کی طرح لکھتے اور بولتے ہیں۔

آپ مفسر اعظم علامہ ابراہیم رضا خاں بریلوی کے فرزند ارجمند، حجۃ الاسلام علامہ محمد حامد رضا علیہ الرحمہ کے پوتے، مفتی اعظم ہند علامہ محمد مصطفیٰ رضا نوری بریلوی کے نواسے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے علمی وارث اور جانشین ہیں۔

انسانی سماج میں تین طرح کے افراد پائے جاتے ہیں۔ ایک (۱): تو وہ جو اپنے اندر ذاتی خوبیاں اور کمالات رکھتے ہیں اور اپنی شخصی اور ذاتی خوبیوں کی بنیاد پر اپنی شہرت و مقبولیت کی فلک بوس عمارت قائم کرتے ہیں اور عوام وخواص سب کے دلوں میں محبوبیت کا مقام بناتے ہیں۔ دوسرے (۲): وہ لوگ جو صرف اپنے آباواجداد کی مقبولیت کے بل بوتے پر اپنی شہرت و مقبولیت کا سکہ جمانے کی کوشش کرتے ہیں، جب کہ خود ان کی ذات علمی و روحانی کمالات سے عاری ہوتی ہے۔ تیسرے (۳): وہ افراد جو ذاتی اور اضافی دونوں خوبیوں کے مالک ہوتے ہیں کہ ایک طرف جہاں خود ان کی شخصیت علم وفضل سے آراستہ ہوتی ہے وہیں دوسری جانب ان کے آباواجداد کی شہرت و مقبولیت بھی ان کی پشت پناہی کرتی ہے۔ میرے ممدوح موصوف حضرت تاج الشریعہ دام ظلہ العالی کی شخصیت آخری قسم سے تعلق رکھتی ہے، جہاں آپ کے روشن خاندانی پس منظر نے آپ کو بام عروج تک پہنچایا ہے وہیں اس سے

کہیں زیادہ آپ کے علمی وروحانی کمالات اوردینی وعلمی خدمات نے آپ کی شخصیت کوروشن اورتابناک بنایا ہے۔

ترجمہ کے میدان میں

ترجمہ نگاری کے میدان میں بھی حضرت تاج الشریعہ کی گراں قدر خدمات ہیں۔ درحقیقت ترجمہ نگاری ایک فن ہے، ایک آرٹ ہے۔ اس کوایک عام اورآسان کام سمجھ لینا عقل مندی نہیں۔ محض دو زبانیں جاننا ترجمہ نگاری کے لئے کافی نہیں، ہمارے ملک میں تقریباً ہر پڑھا لکھا شخص کم سے کم دو تین زبانیں جانتا ہے۔ لیکن ان میں سے ہر شخص ایک زبان کی تحریر کو دوسری زبان میں منتقل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ ترجمہ نگاری ایک فن ہے اور کوئی بھی فن بہ آسانی نہیں آتا، اس کے لئے مشق اور ریاضت کی ضرورت ہوتی ہے۔

ترجمہ کا مطلب کسی بھی زبان کے مضمون کو اس انداز سے دوسری زبان میں منتقل کرنا کہ قاری کو یہ احساس تک نہ ہو کہ عبارت بے ترتیب ہے۔ یا عبارت میں پیوندکاری کی گئی ہے۔ کماحقہ ترجمہ کرنا بہت مشکل کام ہے۔ یہ نگینہ جڑنے کا فن ہے۔ ترجمہ میں ایک زبان کے معانی اور مطالب کو دوسری زبان میں اس طرح منتقل کیا جاتا ہے کہ اصل عبارت کی خوبی اور مطلب جوں کا توں باقی رہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیجئے کہ ترجمہ محض ایک بے روح نقالی کا نام نہیں ہے بلکہ اس میں اصل کا پورا خیال اور مفہوم۔ اسی لوچ اور نرمی یا اسی درشتی اور سختی، اسی جاذبیت اوردل کشی یا اسی بے کیفی اور بے رنگی کے ساتھ، اسی احتیاط کے ساتھ آئے اور زبان وبیان کا بھی ویسا ہی معیار ہو۔

صحیح معنوں میں اور کماحقہ ترجمہ نگاری کے لئے کم ازکم تین شرطیں ہیں جو درج ذیل ہیں۔

(۱) جس زبان سے ترجمہ کیا جارہا ہے اس زبان کی لغت سے، اصطلاحات اور محاوروں سے، کسی قدر ادبیات سے اور تھوڑی بہت تاریخ سے واقفیت اور نکھرا ہوا ذوق ضروری ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ جس زبان کی تصنیف کا ترجمہ کرنا ہے اس زبان پر بھی ترجمہ کرنے والے کو ماہرانہ عبور حاصل ہو۔ یا وہ اصل عبارت یا اصل تصنیف والی زبان میں خود بھی اسی طرح بے تکلف اور بے تکان لکھ سکتا یا بول سکتا ہو، بلکہ اس زبان کا صرف کتابی علم کافی ہے۔ اصل عبارت یا اصل تصنیف کی زبان کا علم صرف کتابی نہیں بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہو تو اور اچھا ہے۔ جتنا زیادہ ہو اتنا ہی اچھا ہے۔ اور اگر کتابی علم بھی نہ ہو تو زبان کی باریکیاں اور اصل قلم کار کے خیال کی نزاکتیں ہاتھ سے نکل جائیں گی، اصل عبارت کی نوک پلک پر ترجمہ کرنے والے کا دھیان نہیں جائے گا۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ جس زبان میں ترجمہ کرنا ہے اس پر ماہرانہ عبور حاصل ہو، اصل تصنیف زبان سے کہیں زیادہ قدرت اس زبان میں ہونی چاہئے جس میں ترجمہ کرنا مقصود ہے۔ یہاں تک کہ اس زبان میں خود لکھ لینے کی اچھی خاصی مشق اور اس زبان کا پہلودار علم ہونا چاہئے۔ پہلودار علم سے مراد یہ ہے کہ اس کے ماخذ کا، جہاں جہاں سے وہ سیراب ہوئی ہے ان سرچشموں کا، اس کے نشیب وفراز کا علم ہو، الفاظ کہاں سے آئے، کس طرح آئے، ان کے لغوی معنی کیا تھے، اصطلاحی معنی کیا ہوگئے اور ان کے حقیقی معنی کیا تھے، مجازی معنی کیا ہوگئے اور کیا ہوسکتے ہیں۔ ان کے روزمرہ اور محاورے کیوں کر بنے ان میں مختلف اوقات میں کیا تبدیلیاں ہوئیں۔ ایک لفظ اپنے دامن میں کتنے معانی رکھتا ہے اور ایک مادہ سے کون کون سے الفاظ کس کس طرح بن سکتے ہیں؟

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ جس عبارت یا تصنیف کا ترجمہ کرنا

مقصود ہے اس کے موضوع اور فن سے مناسب حد تک واقفیت ہو کیوں کہ موضوع اور فن کے بدلنے سے بسا اوقات بہت سے الفاظ کے معنی بدل جاتے ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی لفظ یا ایک ہی ترکیب کے ادب میں کچھ اور معنی ہوتے ہیں، نحو میں کچھ اور ہوتے ہیں اور صرف میں کچھ اور، اور منطق میں کچھ اور معنی ہو جاتے ہیں۔ مثلاً لفظ کلمہ کو لے لیجئے لغت میں بات، خطبہ اور قصیدہ کے معنی میں آتا ہے۔ نحو و صرف میں اس کا مطلب ہوتا ہے وہ لفظ جو معنی منفرد رکھتا ہو، اور اہل منطق کی اصطلاح میں کلمہ کا وہی معنی ہے جو نحویوں کے نزدیک ''فعل'' کا ہے۔ اب اگر ترجمہ کرنے والے کو یہ معلوم نہیں کہ اس لفظ کا کس فن میں کیا معنی اور وہ لغت کی مدد سے ترجمہ کردے گا تو کبھی ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ عبارت کا سارا مفہوم غارت ہو جائے اور وہ ترجمہ، ترجمہ کے بجائے ''رجم'' (عبارت کی سنگساری اور قتل وخون) کا باعث ہو جائے۔

موضوع اور فن کی واقفیت سے مراد صرف یہی نہیں ہے کہ اگر عبارت علم معاشیات کی ہے تو معاشیات کی چند اصطلاحیں جان لی جائیں، یا اگر ادبی موضوع ہے تو پہلے سے تھوڑی بہت ادبی سوجھ بوجھ پیدا کی جائے، بلکہ اصل موضوع سے واقفیت کے معنی کچھ اور بھی ہیں۔ اس کے یہ بھی معنی ہیں کہ اگر کسی صاحب طرز ادیب یا مخصوص رجحان اور خاص ذہنیت کے مصنف کی تصنیف کا ترجمہ کرنا ہو تو اس ادیب یا مصنف کے طرز فکر سے، رجحان اور خاص ذہنیت سے آگاہی ہو۔ ضروری نہیں کہ پہلے سے اس کی تمام تصانیف کا مطالعہ ہو، بلکہ یہ کافی ہے کہ اس کی سوانح عمری یا زندگی کے خاص خاص حالات اور اس کے طرز بیان کے متعلق دوسروں کی رائیں معلوم کرلی جائیں۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو کم از کم شرط یہ ہے کہ جس تصنیف کا ترجمہ کرنا ہے اسے خوب غور سے ایک بار اول تا آخر پڑھ لیا جائے، اور اگر زیر ترجمہ تصنیف پر دوسروں کی رائیں، تبصرے یا تنقیدیں یا تعارف مل سکیں تو ان پر ایک نظر ڈال لی جائے، اس کے بعد ترجمہ کا کام شروع کیا جائے۔ یہ اچھی ترجمہ نگاری کے لئے ضروری اور بنیادی باتیں ہیں، مترجم ترجمہ نگاری کے دوران ان کا جس حد تک لحاظ کرے گا اور خود اس کی ذات ان اوصاف و شرائط پر جس حد تک پوری اترے گی۔ اس کا ترجمہ اتنا ہی عمدہ، شاندار اور اصل عبارت یا تصنیف کے مفہوم کو ادا کرنے والا ہوگا۔

اب اس کی روشنی میں جب ہم حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی شخصیت کو دیکھتے ہیں تو نہ صرف ضروری حد تک ان اوصاف و شرائط کا جامع پاتے ہیں۔ بلکہ دونوں زبانوں میں زبردست مہارت اور کمال کا حامل پاتے ہیں۔ اردو تو ان کی مادری زبان ہی ہے اور عربی یا انگریزی میں وہ اہل زبان جیسی مہارت رکھتے ہیں۔ ان دونوں زبانوں میں وہ بلا جھجک اور برجستہ لکھنے اور بولنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اسی لئے ترجمہ نگاری کے باب میں آپ کے نوک قلم سے کئی اہم اور شاندار کام عالم وجود میں آئے ہیں۔

جب ہم اس حیثیت سے آپ کی خدمات کا جائزہ لیتے ہیں تو درج ذیل کارنامے ہمارے سامنے آتے ہیں اور قلب و نگاہ کے لئے سامان تسکین فراہم کرتے ہیں:

(۱) ترجمہ ''المعتقد المنتقد'' و ''المستند المعتمد'' (عربی سے اردو)

(۲) ترجمہ ''الزلال الأنقی من بحر سبقۃ الأتقی'' (عربی سے اردو)

(۳) ''فقہ شہنشاہ وأن القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ'' (اردو سے عربی)

(۴) ''عطایا القدیر فی حکم التصویر'' (اردو سے عربی)

(۵) ''اھلاک الوھابیین'' (اردو سے عربی)

(۶) ''تیسیر الماعون'' (اردو سے عربی)

(۷) ''الھاد الکاف فی أحکام الضعاف'' (اردو سے عربی)

(۸) ''شمول الاسلام لأصول الرسول الکرام'' (اردو سے عربی)

ان میں سے جو کتابیں ہمیں دستیاب ہوسکیں ان کا تعارف پیش خدمت ہے:

۱- المعتقد المنتقد، و المستند المعتمد بناء نجاۃ الأبد:

''المعتقد المنتقد، عربی زبان میں خاتم المحققین علامہ فضل رسول قادری بدایونی علیہ الرحمۃ والرضوان (م ۱۲۸۹ھ) کی عربی زبان میں گراں قدر اور عظیم الشان تصنیف ہے۔ یہ کتاب عقائد وکلام کے موضوع پر بے نظیر اور یگانہ ہے۔ اس کتاب میں ایک مقدمہ، چار ابواب اور ایک خاتمہ ہے۔ مقدمہ میں حکم کی تینوں قسم، عقلی، عادی، اور شرعی کو بیان کرنے کے بعد حکم عقلی کی اقسام وغیرہ کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ جب کہ باب اول الٰہیات، باب دوم عقائد نبوت، باب سوم مسائل سمعیہ اور باب چہارم مسائل امامت کبریٰ کے بیان میں ہے۔ اور خاتمہ کتاب میں ایمان و کفر اور بدعت وبدعتی سے متعلق کچھ احکام کی تفصیل ہے۔

کتاب کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر حضرت مولانا قاضی عبدالوحید فردوسی عظیم آبادی نے اس کو چھپوانے کا ارادہ فرمایا اور ممبئی کا چھپا ہوا ایک نسخہ انہیں دست یاب ہوا تو انہوں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان (م ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) کی بارگاہ میں تصحیح کے لیے بھیجا۔ تصحیح کے دوران اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے محسوس کیا کہ اس پر جابجا حواشی اور تعلیقات کی ضرورت ہے، کثرت مصروفیات کی وجہ سے آپ نے اس پر بہت زیادہ تفصیلی حواشی کے بجائے جگہ جگہ مختصر اور جامع تعلیقات رقم فرمائیں اور پھر بعض اہم مقامات پر علامہ شاہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ کی گزارش پر تفصیلی حواشی بھی لکھے۔ اور ان کا نام ''المستند المعتمد بناء نجاۃ للأبد'' رکھا جس سے ''۱۳۲۰ھ'' کے اعداد نکلتے ہیں۔ امام احمد رضا قدس سرہ نے اتنی عجلت اور سرعت سے یہ تعلیقات لکھیں کہ خود فرماتے ہیں: ان الطبع جار، والقلم سار، وفرصتی معدومۃ، واشتغالی معلومۃ (یعنی ادھر طباعت کا کام جاری ہے اور (ادھر) میرا قلم رواں ہے۔ فرصت معدوم ہے اور (میری) مصروفیات (سب کو معلوم ہیں) مگر اس کے باوجود یہ تعلیقات کتاب کی ایک جامع، گراں قدر اور شاندار شرح بن گئیں، اور اس میں اس دور کے بہت سے گمراہ اور بددین گروہوں کا واضح حکم اور جامع بیان بھی آ گیا۔ الحمدللہ۔ یہ کتاب مع شرح جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کی سربراہی میں تنظیم المدارس اہل سنت کے لیے تشکیل ہونے والے جدید نصاب تعلیم میں شامل کی جا چکی ہے اور اس کے درس کا سلسلہ بھی جاری ہو چکا ہے۔

۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء میں ''المجمع الاسلامی'' مبارک پور کی زیرنگرانی رضا اکیڈمی ممبئی نے جب نئے انداز میں اس کی طباعت کرانی چاہی تو استاذ گرامی صدر العلماء حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کی تصحیح وتجدید اور گراں قدر عالمانہ عربی مقدمہ کے ساتھ اس کی شاندار طباعت کرائی۔

اس کتاب کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر حضرت تاج الشریعہ علامہ ازہری صاحب دام ظلہ العالی نے اردو زبان میں ان دونوں کتابوں کا شاندار، گراں قدر اور وقیع ترجمہ فرمایا۔ یہ ترجمہ اتنا عمدہ، سلیس اور شستہ ہے کہ یہ ترجمہ نہیں بلکہ اردو زبان میں مستقل تصنیف کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں اصل کے الفاظ کی مکمل رعایت کے ساتھ مضمون کو بہت واضح انداز میں اس طرح ادا کیا گیا ہے کہ سلاست وروانی کہیں بھی متاثر ہوتی نظر نہیں آتی۔ ہر صاحب علم جانتا ہے کہ علم کلام کی کتابوں میں فلسفہ ومنطق کے مباحث اور اصطلاحیں کثرت سے استعمال کی جاتی ہیں، جن کو عربی زبان سے منتقل کر کے اردو کے قالب میں ڈھالنا بہت مشکل

ہوتا ہے۔ لیکن حضرت تاج الشریعہ دام ظلہ نے اپنے لسانی وادبی کمال ومہارت سے اس کو بہت آسانی کے ساتھ عمدہ پیرائے میں اردو زبان میں کر دکھایا ہے اب ذیل میں اصل کتاب کی عبارت کے ساتھ ترجمہ کا ایک نمونہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہے جس سے ترجمہ کی عمدگی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

عربی عبارت از امام احمد رضا قدس سرہ:

ومنهم المرزانية ونحن نسميهم الغلامية، نسبةً الى غلام أحمد القادياني، دجال حدث في هذاالزمان، فادعى اوّلاً مماثلة المسيح، وقد صدق والله، فانه مثل المسيح الدجال الكذاب، ثم ترقى به الحال فادعى الوحي، وقد صدق والله، لقوله تعالىٰ، "وان الشيٰطين ليوحى بعضهم الىٰ بعض زخرف القول غروراً، أمانسبته الايحاء الى الله سبحانه وتعالى وجعله كتابه، البراهن الغلامية، كلام الله عزوجل فذالك ايضاً مما أوحى اليه ابليس أن خذ مني، وانسب الى الٰه العالمين۔

ثم صرح بادعاء النبوة والرسالة، وقال: "هوالله الذى أرسل رسوله فى قاديان" وزعم أن مما نزل الله تعالىٰ عليه، انا انزلناه بالقاديان وبالحق نزل" وزعم انه هواحمد الذى بشر به ابن البتول وهوالمرادمن قوله تعالى عنه مبشرا برسول يأتى من بعدى اسمه أحمد: انک انت مصداق هذا الأية هوالذى ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله

ثم اخذ يفضل نفسه اللئيمة على كثير من الانبياء والمرسلين۔ صلوٰت الله تعالىٰ وسلامه عليهم اجمعين۔ وخص من بينهم كلمة الله وروح الله ورسول الله عيسىٰ صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقال:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو　　اس سے بہتر غلام احمد ہے

أي اتركواذكر ابن مريم فان غلام احمد افضل منه

واذقد أوخذ بأنک تدعى مماثلة عيسى رسول الله عليه الصلوٰة والسلام۔ فاين تلک الأيات الباهرة التى أتى بها عيسىٰ كاحياء الموتى وابراء الاكمه الأبرص، وخلق هيئة الطير من الطين، فينفخ فيه فيكون طيرا باذن الله تعالىٰ فاجاب بأن عيسى انما كان يفعلها بمسريزم اسم قسم من الشعوذة بلسان انكلتره، قال ولولا أنى آكره أمثال ذالک لأتيت بها واذقد تعود الانبياء عن الغيوب الأتية كثيرا، ويظهر فيه كذبه كثيرا بثيرا، داوى داء ه هذا بان ظهورالكذب فى اخبار الغيب لاينا فى النبوة، فقد ظهر ذالک فى اخبار أربع مائة من النبين، واكثر من كذبت أخباره عيسى، وجعل يصعد مصاعد الشقاوة حتى عد من ذالک واقعة الحديبية۔ فلعن الله من أذى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم،

ولعن من أذى احدا من الأنبياء وصلى الله تعالىٰ علىٰ انبيائه وبارك وسلم۔(۱)

ترجمہ: از حضرت تاج الشریعہ دام ظلہ:

''اور انہیں میں سے مرزائی فرقہ ہے اور ہم ان لوگوں کو مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف منسوب کر کے ''غلامی'' کہتے ہیں یہ ایک دجال ہے جو اس زمانہ میں نکلا تو پہلے اس نے حضرت عیسیٰ مسیح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے جیسا ہونے کا دعویٰ اور خدا کی قسم اس نے سچ کہا وہ جھوٹے مسیح دجال کے مثل ہے پھر اس کی حالت نے ترقی کی، تو اس نے اپنی طرف وحی کا دعویٰ کیا اور بے شک وہ خدا کی قسم سچا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ شيطين الانس والجن يوحي بعضهم الىٰ بعض زخرف القول غرورا (سورۃ الانعام آیت ۱۱۲) آدمیوں اور جنوں میں کے شیطان کہ ان میں ایک دوسرے پر خفیہ ڈالتا ہے بناوٹ کی بات دھوکے کو۔ (کنز الایمان) رہا اس کا اس دعویٰ (عزم) وحی کو اللہ کی طرف کرنا اور اپنی کتاب ''براہین غلامیہ'' کو کلام اللہ عزوجل قرار دینا تو یہ بھی ان باتوں سے ہے جو ابلیس نے اس سے چپکے سے کہہ دی: ''کہ تو مجھ سے لے لے اور العالمین کی طرف منسوب کر دے''۔

پھر کھل کر اس نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا اور کہا: وہی ہے اللہ جس نے اپنا رسول قادیان میں بھیجا اور اس نے یہ کہا کہ اللہ نے جو اتارا اس میں یہ آیت ہے کہ ہم نے اس کو قادیان میں اتارا اور وہ حق کے ساتھ نازل ہوا۔ اور یہ گمان کیا کہ یہ وہی احمد ہے جس کی بشارت مریم کے بیٹے نے دی اور وہی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے مراد ہے جس میں اللہ نے فرمایا اے رسول کی خوش خبری دیتا آیا جو میرے بعد ہوگا اس کا نام احمد ہوگا اور اس کا گمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا، بیشک تم اس آیت کے مصداق ہو۔ آیت هو الذى ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهر على الدين كله۔ (سورہ الفتح آیت ۲۸) وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔ (کنز الایمان) پھر اپنی کمین ذات کو بہت سارے انبیاء و مرسلین صلوٰت اللہ علیہم وسلامہ سے افضل بتانے لگا اور نبیوں رسولوں میں کلمۃ اللہ و روح اللہ کو خاص کر کے کہا ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے اور جب اس سے مواخذہ کیا گیا کہ تو عیسیٰ رسول اللہ علیہ الصلوٰت والسلام کے جیسے ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو کہاں ہیں وہ ظاہر نشانیاں جو عیسیٰ علیہ السلام لائے، جیسے مردوں کو زندہ کرنا مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینا، اور مٹی سے پرندہ کی شکل بنانا، پھر اس میں پھونک مارتے تو وہ اللہ کے حکم سے اڑتا پرندہ ہو جاتا، تو اس نے جواب دیا عیسیٰ یہ کام مسمریزم سے کرتے تھے (مسمریزم انگریزی زبان میں ایک قسم کا شعبدہ ہے تو اس نے کہا اور اگر یہ نہ ہوتا کہ میں ان جیسی باتوں کو ناپسند کرتا ہوں تو میں بھی ضرور دکھاتا اور جب مستقبل میں ہونے والی غیب کی خبریں بہت بتانے کا عادی ہوا اور ان پیشن گوئیوں میں اس کا جھوٹ بہت زیادہ ظاہر ہوتا اپنے مرض کی اس نے دوائیوں کی کہ غیبی خبروں کا جھوٹ ہونا نبوت کے منافی نہیں اس لئے کہ بے شک یہ چار سو نبیوں کی خبروں میں ظاہر ہوا اور سب سے زیادہ جن کی خبریں جھوٹی ہوئیں عیسیٰ (علیہ السلام) ہیں اور بدبختی کے زینوں میں چڑھتے چڑھتے اس درجہ کو پہنچا کہ واقعہ حدیبیہ کو انہیں جھوٹی خبروں میں شمار کیا، تو اللہ کی لعنت ہو اس پر کہ جس نے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی، اور اللہ کی لعنت اس پر ہو کہ جو انبیاء میں سے کسی کو ایذا دے وصلی اللہ تعالیٰ علی انبیاء وبارک وسلم''۔(۵)

الهادالکاف فی احکام الضعاف

یہ کتاب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان کے درج ذیل تین رسالوں کا عربی میں ترجمہ ہے۔(۱) منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین (۲) الہاد الکاف فی حکم الضعاف (۳) مدارج طبقات الحدیث۔ یہ تینوں رسالے فتاویٰ رضویہ جلد دوم، کتاب الصلوۃ، باب الاذان والاقامۃ میں شامل ہوکر چھپ چکے ہیں جو جہازی سائز کے ایک سو چھ صفحات کو گھیرے ہوئے ہیں۔ ان میں پہلا رسالہ مستقل اور بعد والے دونوں تکملی رسالے ہیں۔

پہلے رسالے میں اسم رسالت سن کر انگوٹھے چومنے اور آنکھوں سے لگانے کا جواز واستحسان عالمانہ، فقیہانہ اور محدثانہ انداز میں آفتاب نصف النہار کی طرح واضح اور عیاں کیا گیا ہے۔ اور دوسرے رسالہ میں طبقات حدیث کے مدارج کو نہایت محدثانہ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ان رسالوں میں تمیں جلیل القدر محدثانہ افادات اور بارہ عظیم المرتبت عالمانہ فوائد ہیں جن میں حدیث ضعیف کے احکام بڑے شرح وبسط سے ائمہ حدیث کی واضح تصریحات کی روشنی میں بیان کئے ہیں۔ یہ رسالہ صحیح معنوں میں "منیر العین" (آنکھیں روشن کرنے والا) ہے۔

حضرت تاج الشریعہ دام ظلہ النورانی نے ان رسالوں کی اہمیت اور علمی قدر وقیمت کو محسوس کرتے ہوئے ان کا فصیح عربی میں ترجمہ فرمایا اور موضوع کا لحاظ کرتے ہوئے اصل نام کے بجائے تینوں کے مجموعے کا نام "الہاد الکاف فی احکام الضعاف" رکھا۔ ذیل میں اصل کتاب کی کچھ عبارت، پھر حضرت تاج الشریعہ کا عربی ترجمہ قارئین کرام کی خدمت میں بطور نمونہ پیش ہے تاکہ سوقہ ترجمہ ملاحظہ کرکے اس کی اہمیت محسوس کرسکیں۔

نمونہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمہ رسالہ "منیر العین" میں خطبہ کے بعد فرماتے ہیں:

حضور پر نور، شفیع یوم النشور، صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک اذان میں سنتے وقت انگوٹھے یا انگشتان شہادت چوم کر آنکھوں سے لگانا قطعاً جائز، جس کے جواز پر بمقام تبرع میں دلائل کثیرہ قائم اور خود اگر کوئی دلیل خاص نہ ہوتی تو منع پر شرع سے دلیل نہ ہونا ہی جواز کے لئے دلیل کافی تھا۔ جو ناجائز بتائے ثبوت دینا اس کے ذمے ہے کہ قائل جواز متمسک بہ اصل ہے، اور متمسک بہ اصل محتاج دلیل نہیں۔ پھر یہاں تو حدیث وفقہ، ارشاد علماء وعمل قدیم سلف صلحاسب کچھ موجود۔ علمائے محدثین نے اس باب میں حضرت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر وحضرت ریحانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا امام حسن وحسین وحضرت نقیب اولیاء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا ابوالعباس خضر علی الحبیب الکریم وعلیہم جمیعا الصلوۃ والتسلیم وغیرہم اکابر دین سے حدیثیں روایت فرمائیں جس کی قدرے تفصیل امام علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب مستطاب "مقاصد حسنہ" میں ذکر فرمائی اور جامع الرموز، شرح نقایہ، مختصر الوقایہ وفتاویٰ صوفیہ وکنز العباد وردالمختار حاشیہ درمختار وغیرہا کتب فقہ میں اس فعل کے استحباب واستحسان کی صاف تصریح آئی"۔ (۲)

عربی ترجمہ از تاج الشریعہ مدظلہ

"ان تقبيل الابهامين أو السبابتين ووضعهما على العينين عند سماع اسمه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فى الأذان جائز قطعاً، وعلى جوازه أدلة كثيرة عند المتبرع،

ولولم یکن دلیل، فی ذلک خاص لکان عدم المنع من الشرع دلیلا علی الجواز کافیاً، و من یقل بعد م الجواز فعلیه أن یاتی بالدلیل.

والقائل بالجواز متمسک بالأ صل، والمتمسک بالأصل لایحتاج الی دلیل، ثم ھھنا کل من الحدیث والفقه وأقوال العلماء وعمل صلحاء السلف من القدم متواخر.

روی العلماء المحدثون فی ھذالباب أحادیث عن سیدنا الصدیق الأکبر أبی بکر، وریحانتی الرسول سیدینا الامام حسن وحسین، وعن نقیب الأ ولیاء سیدنا أبی العباس الخضر، علی الحبیب الکریم وعلیھم جمیعاً الصلوٰۃ والتسلیم. وغیرھم من الأکابر فی الدین، ذکر بعض تفا صیلھا الامام العلامة شمس الدین السخاوی. رحمة اللہ. فی الکتاب المستطاب المقاصد الحسنة فی الأ حادیث الدائرۃ علی الألسنة، وورد التصریح باستحباب ھذا الفعل واستحسانه فی جامع الرموز، وشرح النقایة، ومختصر الوقایة، والفتاویٰ الصوفیة، وکنزالعباد، و رد المختار حاشیة الدر المختار شرح تنویر الأ بصار، وغیر ھا من کتب الفقه"۔(۳)

عطایاالقدیر فی حکم التصویر

یہ رسالہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ کاایک شاہکار فتویٰ ہے، اس کا موضوع ہے ”تصویروں کے احکام“ ہے۔ ۲۹ رصفر ۱۳۳۱ھ کو آپ کی بارگاہ میں یہ سوال پیش ہوا کہ کسی دینی معظم شخص کی تصویر بطور تبرک مکانوں میں رکھنا جائز ہے یانہیں؟ اس کے جواب میں آپ نے جاندار چیزوں کی تصویر کے حرام ہونے پر وہ عالمانہ تحقیق پیش فرمائی جو آپ کی فقیہانہ عبقریت وکمال کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اس رسالے میں آپ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ جاندار کی ممنوع تصویروں کی کراہت اور ممانعت کی مشائخ کرام نے ایک تو یہ علت بتائی ہے کہ اس میں عبادت صنم کی مشابہت پائی جاتی ہے دوسری علت یہ ہے کہ جہاں ممنوع تصویر رکھی ہو وہاں ملائکہ (فرشتے) نہیں جاتے، اور جس مکان میں فرشتے نہ آئیں وہ ہر جگہ سے بدتر ہے۔ تیسری علت تعظیم اور تشبہ ہے۔

آگے امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

معتمد تحقیق یہ ہے کہ تحریم تصویر کی اصل علت تعظیم ہے۔ تعظیم ہی سے تشبہ پیدا ہوتا ہے اور تعظیم ہی سے ملائکہ رحمت نہیں آتے۔ ولہذا اہانت کی صورتیں جائز رکھی گئی ہیں کہ فرش میں ہوں جس پر بیٹھیں، کھڑے ہوں، پاؤں رکھیں وغیرہ، اگرچہ ایسی تصویروں کا بھی بنانا بنوانا حرام ہے۔

اور تشبہ دو قسم ہے: ایک عام کہ مطلقاً تصویر ممنوع کو بروجہ تعظیم رکھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ دوسرا تشبہ خاص کہ اس کے علاوہ نفس نماز میں مصلی کے کسی فعل یا ہیئت سے ظاہر ہو، مثلاً تصویر کو سامنے رکھ کر اس کی طرف افعال نماز بجالانا یا اشد واخبث ہے۔

تصویر کی علت کراہیت تشبہ عبادت ہے چاہے تشبہ خاص ہو یا عام، مگر اتنا ضرور ہے کہ وہ تصویریں ایسی ہوں جنھیں مشرکین پوجتے ہیں اور جنھیں نہیں پوجتے تو وہ بت کے حکم میں نہیں“۔

پھر اعلیٰ حضرت نے ایسی تصویروں کی چند قسمیں بیان فرمائی ہیں جنہیں تعظیم سے رکھنے یا ان کی طرف نماز پڑھنے سے تشبہ

عبادت وصنم نہیں ہوتا اور لکھا ہے کہ یہ سب موجب کراہت نہیں۔

یہ رسالہ اپنے موضوع پر نہایت مدلل اور محققانہ رسالہ ہے، یہ فتاویٰ رضویہ، جلدنہم، نصف آخر میں شامل ہے جو ص ۴۷ سے ص ۶۲ تک پھیلا ہوا ہے۔ اس طرح یہ جہازی سائز کے اٹھارہ صفحات کو محیط ہے۔

رسالہ کی علمی اہمیت اور جلالت شان کے پیش نظر حضرت تاج الشریعہ دام ظلہ العالی نے رواں عربی زبان میں اس کا ترجمہ فرمایا ہے۔ ترجمہ کا نمونہ مع اصل عبارت کے ذیل میں نظر قارئین ہے۔

نمونہ

اللہ عزوجل! ابلیس کے مکر سے پناہ دے۔ دنیا میں بت پرستی کی ابتدا یوں ہوئی کہ صالحین کی محبت میں ان کی تصویریں بنا کر گھروں اور مسجدوں میں تبرکاً رکھیں اور ان سے لذت عبادت کی تائید کبھی۔ شدہ شدہ وہی معبود ہو گئیں........ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے متواتر حدیثوں میں فرمایا: لاتدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب "ولاصورۃ" رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتایا تصویر ہو..... اور اس میں کسی معظم دینی کی تصویر ہونا یانہ عذر ہو سکتا ہے، نہ اس وبال عظیم سے بچا سکتا ہے، بلکہ معظم دینی کی تصویر زیادہ موجب وبال ونکال ہے کہ اس کی تعظیم کی جائے گی، اور تصویر ذی روح کی تعظیم خاصی بت پرستی کی صورت اور گویا ملت اسلامی سے صریح مخالفت ہے۔ ابھی حدیث سن چکے کہ وہ اولیاء ہی کی تصویریں رکھتے تھے جس پر ان کو بدترین خلق اللہ فرمایا۔ انبیا علیہم الصلاۃ والسلام سے بڑھ کر کون معظم دینی ہوگا، اور نبی بھی کون؟ حضرت شیخ الانبیاء خلیل کبریا سیدنا ابراہیم علی ابنہ الکریم وعلیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کہ ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد تمام جہان سے افضل واعلیٰ ہیں، ان کی اور حضرت سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ وحضرت بتول مریم علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصویریں دیوار کعبہ پر کفار نے نقش کی تھیں، جب مکہ معظمہ فتح ہوا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلے بھیج کر وہ سب محو کرادیں۔ جب کعبہ معظمہ میں تشریف فرما ہوئے بعض کے نشان کچھ باقی پائے، پانی منگا کر بنفس نفیس انہیں دھودیا اور بنانے والوں کو "قاتل اللہ" فرمایا (اللہ انہیں قتل کرے) هذا معنى ماروى البخارى فى صحيحه، والامام الطحاوى عن ابن عباس والامام احمد و ابود أودعن جابر بن عبدالله وعمر بن شيبة، والامام الطحاوى عن أسامة بن زيد رضى الله تعالىٰ عنهم كمافصلناه فى فتاوانا"۔ (۲)

عربی ترجمہ از حضرت تاج الشریعہ

"العياذ بالله عزوجل من مكر ابليس، انما ابتداعبادة الوثن فى العالم بأنهم صور الصلحاء، واتخذو اصورهم حبا لهم، وحسبوها تؤيد لذة العبادة، و نفس هذه الصور صارت معبودة على مرالأيام.........

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فيما روى عنه متواتراً الاتدخل الملائكة بيتا فيه كلبٌ ولاصورةٌ......... وكون الصورة لمعظم فى الدين لايجوز أن يكون عذراً ولن ينحى من ذالك الوبال العظيم بل أشد و بالا ولكالاً لأ ن تلك الصورة الحيوانية تشبه عبادة

الـوثـن وكأنه صريح مخالفة للملة الاسلاميه انفاقدسمعة الـحديث أولئـك الرجال انما كـانوا يتخذون صور الأ وليا و من أجل ذالـك قـال فيهـم صلى الله عليه وسلم صوروافيه تـلـك الـصـور اولئـك شرار خـلـق الـلـه. ومن اعظـم فـى الـديـن من الأ نبيا عليهم الصلوٰة والسلام وأى نبـى هـذا شيخ الأنبياء خليل المتفرد بـالـكـبر يـاسيدنا ابراهيم على ابنه الكريم وعليه افضل الصلوٰة والتسليم الذى هـوافـضـل وأعلى بعد نبينا صلى الله عليه وسلم مـن الـعٰـلـمـيـن. كـانت الكفرة نـقشوا صـورتـه وصـورسيد نـا اسمعيل ذبيح الـلـه والسيدة التبول مريم عليهم الصلوٰة واسلام على جدار الكعبة..............

..............لـمـافـتـحـت مـكـة بعث عليـه الـصـلـوٰة والسلام سيدنا عمر مقدم فمحا ها بـامـره عـلـيـه الـصـلـوٰة والـسلام ولـمـادخـل الـكـعـبة وجد بقية آثار لبعض الـصـور فدعا بـالـمـاء وغسلها بنفسه الزكية ودعا على من ضعها بقوله قاتلهم الله...... هذا معنى ماروى الـبـخـارى فـى صحيحه والامام الطحا وي عن ابن عباس والامام احمد وأبوداؤد من جابر بن عبدالـلـه وعـمـرو بن شيبة والامام الطحاوى عـن أسـامـة بـن زيـد رضـي الـلـه عنهم كـمـا وفصلنا في فتاوانا.(۵)

شمول الاسلام لأصول الرسول الكرام

اس رسالہ کا موضوع "سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے آبائے کرام اور امہات مکرمات کا اسلام وایمان" ہے۔ ۲۱ شوال ۱۳۱۵ھ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ کی بارگاہ میں حضرت مولانا سید محمد عبدالغفار قادری مدرس اعلیٰ مدرسہ جامع العلوم جامع مسجد، بنگلور کی جانب سے یہ سوال آیا کہ سرورِ کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماں باپ حضرت آدم علیہ السلام تک مومن وموحد تھے یا نہیں؟

اس کے جواب میں آپ نے یہ عظیم الشان محققانہ رسالہ تحریر فرمایا اور قرآن وحدیث کے دس مستحکم دلائل اور متعدد وجوہ سے سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوین کریمین کے ایمان کو ثابت فرمایا اور یہ بھی لکھا ہے کہ پینتیس جلیل القدر علمائے کرام وائمہ کبار کا یہی مذہب مختار ہے پھر ان سبھی کے نام بھی ذکر فرمائے اور اخیر میں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کچھ اشعار بھی نقل کیے ہیں جو انہوں نے وقت وفات اپنے فرزند کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر کر کے کہے تھے، ان اشعار سے بھی ان کا اسلام وایمان ثابت ہوتا ہے۔

یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ کی گیارہویں جلد میں صفحہ نمبر ۱۵۴ سے صفحہ نمبر ۱۷۱ تک پھیلا ہوا ہے۔ اس طرح یہ بڑے سائز کے اٹھارہ صفحات کو محیط ہے۔ اس میں مجموعی طور پر اکتالیس حدیثیں موضوع کے ثبوت میں پیش کی گئی ہیں۔ یہ رسالہ نہایت روح پرور اور ایمان افروز ہے اور ایمان ابوین کے موضوع پر ایک منفرد شان کا حامل ہے۔

حضرت تاج الشریعہ علامہ ازہری صاحب دام ظلہ العالی نے فصیح وبلیغ عربی میں اس کا ترجمہ فرمایا ہے، یہ ترجمہ نہایت

وقیع، سلیس اور شستہ ہے جو دونوں زبانوں میں حضرت کی مہارت کا روشن ثبوت ہے۔

اصل رسالہ کی کچھ عبارت بطور نمونہ حضرت تاج الشریعہ دام ظلہ کے عربی ترجمہ کے ساتھ نذر قارئین ہے۔

نمونہ

"جب صحیح حدیثوں سے ثابت کہ ہر قرن وطبقہ میں روئے زمین پر لا اقل (کم از کم) سات مسلمان بندگان مقبول ضرور رہے ہیں، اور خود صحیح بخاری شریف کی حدیث سے ثابت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن سے پیدا ہوئے وہ لوگ ہر زمانے، ہر قرن میں خیار قرن سے تھے اور آیت قرآنیہ ناطق کہ کوئی کافر اگر چہ کیسا ہی شریف القوم، بالا نسب ہو کسی غلام مسلمان سے بھی خیر و بہتر نہیں ہو سکتا۔ تو واجب ہوا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آبا و امہات ہر قرن وطبقہ میں انہیں بندگان صالح ومقبول سے ہوں، ورنہ معاذ اللہ صحیح بخاری میں ارشاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور قرآن عظیم میں ارشاد حق جل وعلا کے مخالف ہوگا"۔ (۶)

عربی ترجمہ از حضرت تاج الشریعہ مد ظلہ

"اذقد ثبت بأحاديث صحاح انه لم يزل على وجه الأرض في كل قرن وطبقة على الأقل سبعة مسلمون عباد صالحون لامحالة، وثبت بنفس الحديث الصحيح عند البخاري أن أولئك الذين ظهر منهم النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كانوا في كل قرن وفي كل زمان من خير القرون، والآية القرآنية ناطقة بأن الكافر مهما كان له من شرف النسب وعلو الحسب. لايجوز أن يكون خيراً من عبدمؤمن فوجب أن يكون آباء النبي المصطفىٰ - صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وأمهاته في كل قرن وطبقة من أولئك الصالحين، والا لكان الأمر على خلاف قول المصطفىٰ -صلى الله تعالىٰ عليه وسلم. المخرج في صحيح البخاري وعلى خلاف قوله سبحانه وتعالىٰ في القرآن العظيم"۔ (۷)

فقه شهنشاه وأن القلوب بيد المحبوب بعطاء الله:

محلہ فیل خانہ، کان پور سے ۱۳۲۶ھ کو سید محمد آصف صاحب نے درج ذیل الفاظ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے پاس استفتا بھیجا:

"حامی سنت، ماحی بدعت، جناب مولانا صاحب دامت فیوضہم، بعد سلام مسنون الاسلام التماس برام ایں کہ ان دنوں جناب والا کا دیوان نعتیہ کم ترین کے زیر مطالعہ ہے۔ بصد آداب ملازمان حضور کی خدمت بابرکت میں ملتمس ہوں کہ دو مصرع کے الفاظ شرعاً قابل ترمیم معلوم ہوتے ہیں اور غالباً اس ہیچ مداں کی رائے سے ملازمان سامی بھی متفق ہوں اور در صورت عدم اتفاق جواب باصواب سے تشفی فرمائیں۔

"حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو"

اس مصرع میں لفظ "شہنشاہ" خلاف حدیث ممانعت دربارۂ قول "ملک الملوک" ہے بجائے شہنشاہ اگر "مرے شاہ" ہو تو کسی قسم کا نقصان نہیں.......... دوسرا یہ مصرع حضرت غوث اعظم قدس سرہ کی تعریف میں:

"بندہ مجبور ہے، خاطر یہ ہے قبضہ تیرا"

صحیح حدیث شریف سے ثابت ہے کہ دل خداوند کریم کے قبضہ قدرت میں ہیں اور وہی ذات مقلب القلوب ہے۔ چوں کہ اس ہیچ مداں، سراپا عصیاں کو ملازمان جناب والا سے خاص عقیدت وارادت ہے۔ لہٰذا امیدوار ہے کہ یہ تحریر محض "الدین النصح" پر محمول فرمائی جائے۔ بخدا فدوی نے کسی اور غرض سے نہیں لکھا"۔

ان دونوں سوالوں کے جواب میں امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے ایسی تفصیلی اور محققانہ بحث فرمائی کہ اس نے ایک رسالہ کی شکل اختیار کرلی۔

پہلے مصرع پر تنقید کے جواب میں آپ نے جو تحقیق فرمائی اس کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) "شہنشاہ" کا اگر معنی مجازی مقصود ہو اور از راہ تکبر اس کا استعمال نہ ہو تو اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور مقرب بندوں پر بلاشبہ جائز و درست ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص تکبر کے طور پر سے اپنے لئے استعمال کرے تو بلاشبہ یہ ناجائز و حرام ہوگا۔ بلکہ معنی حقیقی استغراقی کی صورت میں کفر ہو جائے گا۔

اور دوسرے مصرع پر تنقید کے جواب میں جو تنقیح پیش کی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

"مقلب القلوب" معنی حقیقی کے اعتبار سے اللہ عزوجل کے لئے خاص ہے، لیکن اللہ نے اپنے خاص بندوں کو بھی اس طاقت وقوت سے نوازا ہے، اس لئے عطائی مان کر اس کا اطلاق غیر اللہ پر بھی ہو سکتا ہے، اس میں شرعاً کوئی خرابی نہیں۔

یہ رسالہ اپنے موضوع پر نہایت گراں قدر، بیش قیمت اور محققانہ ہے، اس سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے علمی تبحر، قوت استدلال، حفظ واستحضار اور عالمانہ ژرف نگاہی اور محققانہ فکر وبصیرت کا بہ خوبی اظہار ہوتا ہے۔

اس وقت اس رسالہ کا جو نسخہ میرے سامنے ہے وہ "شہنشاہ کون؟" کے نام سے ادارہ افکار حق، بائسی بازار پورنیہ (بہار) کا مطبوعہ ہے۔ یہ 23x36/16 سائز کے پچپن صفحات پر مشتمل ہے۔

حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ نے اس رسالہ کے موضوع اور مضمون کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر عربی زبان میں اس کا نہایت شاندار ترجمہ فرمایا ہے۔ بطور نمونہ ذیل میں اصل عبارت مع ترجمہ پیش خدمت ہے:

نمونہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ غیر خدا پر لفظ "شہنشاہ" کا اطلاق واستعمال متعدد علمائے کرام، مشائخ عظام اور ائمہ اعلام کے حوالے سے پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"غرض کلمات اکابر میں اس کے صدہا نظائر ملیں گے۔ ہمیں کیا لائق ہے کہ ان تمام ائمہ وفقہا وعلماء وعرفا رحمھم اللہ تعالیٰ وقدست اسرارھم پر طعن کریں۔ وہ ہم سے ہر طرح سے اعرف واعلم تھے۔ لہٰذا واجب کہ بتوفیق الٰہی نظر فقہی سے کام لیں اور اس لفظ کے منع وجواز میں تحقیق مناط کریں، کہ مسئلہ قطعاً معقول المعنی ہے نہ کہ محض تعبدی۔

فأقول وبالله التوفيق: ظاہر ہے کہ اصل منشا سے منع اس لفظ کا استغراق حقیقی پر حمل ہے، یعنی موصوف کا استثنا تو عقلی ہے کہ خود اپنے نفس پر بادشاہ ہونا معقول نہیں، اس کے سوا جمیع ملوک پر سلطنت اور یہ معنی قطعاً مختص بہ حضرت عزت عز جلالہ ہیں اور اس معنی کے ارادے سے اگر غیر پر اطلاق ہو تو صراحۃً کفر ہے کہ اس کے استغراق حقیقی میں رب عزوجل بھی داخل ہوگا۔ یعنی معاذ اللہ موصوف کو اس پر بھی سلطنت ہے۔ یہ

ہر کفر سے بدتر ہے۔ مگر حاشانہ ہرگز کوئی مسلمان اس کا ارادہ کرسکتا ہے نہ زنہار کلام مسلم سن کر کسی کا اس طرف ذہن جاسکتا ہے ، بلکہ قطعاً قطعاً عہد یا استغراق عرفی ہی مراد، اور وہی مفہوم ومستفاد ہوتا ہے کہ قائل کا اسلام ہی اس ارادہ پر قرینہ قاطعہ ہے، جیسا کہ علماء نے موحد کے انبت الربیع البقل (موسم ربیع نے سبزہ اُگایا) کہنے میں تصریح فرمائی"۔(۸)

عربی ترجمہ از حضرت تاج الشریعہ مدظلہ

وجملة القول انک تجد نظائر مات فی کلمات الأکابر کیف یلیق بنا أن نطعن في کل هولاء الأئمة والفقها والعلماء والعرفاء قدست أسرار هم وقد کانو أعرف منا وأعلم بکل حال، لذلک یحب أن نستعمل بتوفیق الله النظر الفقهی وأن تحقق المناط فی المنع من اطلاق هذا اللفظ وجوازه؛ لأن المسئلة معقولة المعنی، ولیست مجرد أمر تعبدی.

فأقول وبالله التوفیق: ظاهر أن منشأ المنع من اطلاق هذا اللفظ جمله علی الاستغراق حقیقةً فمنعاه علی هذ اکون الموصوف بهذا سلطانا لجمیع الملوك، وثنیا الموصوف عن هذا الاستغراق أمر عقلی، لانه لایعقل کون المرء ملکاً علی نفسهٖ وهذا المعنی مختص بالله جل جلاله قطعاً، واطلاقه بارادة هذا المعنی علی غیر الله صریح کفر حیث یندرج الله سبحانهٗ وتعالیٰ عیاذ أبالله هذا بالله، وهذا کفر شرٌ من کل کفر، ای الموصوف له سیطرة علیه سبحانه وتعالیٰ عیاذاً بالله، هذا کفر شرٌ من کل کفر، ولکن حاشالله لایجوز أن یرید مسلم هذا المعنی، ولایتبادر ذهن مسلم بعد ماسمع هذا اللفظ الی هذا المعنی، بل قطعا العهد أوالاستغراق العرفی هوالمراد، وهوالمفهوم والمستفاد، والقرینة القاطعة علی ذلک اسلامُ القائل، کماصرح العلماء في قول الموحد: أنبت الربیع البقل"۔(۹)

اهلاک الوهابین علی توهین قبور المسلمین:

مولانا محمد عمر الدین قادری ہزاروی علیہ الرحمہ کے پاس یہ سوال آیا کہ اہل سنت کے کسی قدیم قبرستان کی قبروں کے کھود کر اپنے رہنے کے لئے مکان بنانا مذہب حنفی کی رو سے جائز ہے یا ناجائز؟ اور ایسا کرنے سے قبروں میں مدفون مردوں کی توہین ہوتی ہے یا نہیں؟

اس کے جواب میں مولانا ہزاروی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ انبیاء، اولیا اور شہدا کی قبریں ڈھاکر ان کی توہین کرنا فرقہ مبتدعہ وہابیہ کا شعار ہو چکا ہے۔ وہابیہ کے پیشواؤں کی کتابیں ایسے مضامین سے بھری ہوئی ہیں جن سے ان خاصان خدا کی اہانت ہوتی ہے۔ توجب ان محبوبان بارگاہ الٰہی کی توہین ان کے مذہب میں روا ہے تو عام مومنین کی قبروں کو ڈھانا اور ان کی توہین کرنا ان کے مکان بنانا، انہیں ایذا دینا اور ان کی توہین کرنا ہرگز جائز نہیں۔ پھر کثیر کتب حدیث وفقہ وفتاویٰ سے اپنے موقف کی تائید میں عبارتیں پیش کی ہیں۔ آپ کا یہ وقیع فتویٰ متوسط سائز کے سات صفحات کو محیط ہے اس پر مولانا عبدالغفور، مولانا محمد بشیر الدین، مولانا عبدالرشید دہلوی، مولانا محمد فضل المجید بدایونی،

مولانا عبدالمقتدر بدایونی، مولانا محمد فضل احمد بدایونی، مولانا محمد حافظ بخش مدرس مدرسہ محمدیہ بدایوں اور مولانا محب احمد قادری مدرس مدرسہ شمسیہ، جامع مسجد بدایوں کی تصدیقات ہیں۔ آخری تصدیق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمہ کی ہے جو مولانا محمد عمر الدین ہزاروی علیہ الرحمہ کی درخواست پر آپ نے قلم بندی فرمائی، اس تصدیق نے ایک رسالہ کی صورت اختیار کرلی اور اس کا تاریخی نام اھلاك الوھابین علی توہین قبور المسلمین '' ہے اس سے ۱۳۲۲ کے اعداد نکلتے ہیں۔

اس رسالے میں دو وصل ہیں وصل اول میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کی قبروں کی تعظیم ضروری اور توہین ممنوع اور ناجائز ہے اور اس میں ان امور کا بھی تفصیلی بیان ہے جن سے اصحاب قبور کو اذیت پہنچتی ہے۔

اور وصل دوم میں وہابیوں کے بے سروپا دلیلوں پر تنقید اور اس بات کا واضح بیان ہے کہ مسلمانوں کے عام قبرستان میں اپنا رہائش کے لئے مکان بنانا تو بہت دور کوئی وقتی مکان بنانا بھی ناجائز وحرام ہے۔ پھر اس تصدیقی رسالہ پر درج ذیل علمائے اہلسنت کی گراں قدر تصدیقات وتائیدات ہیں۔ (۱) مولانا محمد سلطان احمد خاں (۲) مولانا محمد عبداللہ (۳) مولانا محمد نعیم پشاوری (۴) مولانا سید حیدر شاہ قادری (۵) مولانا محمد ظفر الدین رضوی بہاری علیہم الرحمۃ والرضوان۔

یہ محققانہ رسالہ بڑے سائز کے چالیس صفحات پر پھیلا ہوا ہے اور اپنے موضوع کے تمام ضروری گوشوں کو محیط ہے۔

اس رسالہ کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر حضرت تاج الشریعہ دام ظلہ نے اس کا عربی میں ترجمہ فرمایا ہے تاکہ اردو سے ناآشنا عربی داں طبقہ بھی اس سے مستفید ہوسکے نمونہ کے طور پر ترجمہ مع اصل عبارت کے قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

نمونہ

''بات یہ ہے کہ وہابیہ کی نگاہ میں قبور مسلمین، بلکہ خاص مزارات اولیائے کرام علیہم الرحمۃ الرضوان ہی کی کچھ قدر نہیں، بلکہ حتی الوسع ان کی توہین چاہتے ہیں اور جس حیلے سے قابو چلے انہیں نیست ونابود و پامال کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ ان کے نزدیک انسان مرا اور پتھر ہوا، جیسے وہ خود اپنی حیات میں ہیں کہ لایسمع ولایبصر ولایغنی عنك شيئاً۔ حالاں کہ شرع مطہر ہیں مزارات اولیا تو مزارات عالیہ، عام قبور مسلمین مستحق تکریم وممتنع التوہین۔ یہاں تک کہ علما فرماتے ہیں: قبروں پر پاؤں رکھنا گناہ ہے کہ سقف قبر بھی حق میت ہے۔ قنیہ میں امام علاء ترکمانی سے ہے: یأثم بوطء القبور؛ لان سقف القبر حق المیت۔

حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کی نعلین پاک کی خاک اگر مسلمان کی قبر پر پڑ جائے تمام قبر جنت کے مشک وعنبر سے مہک اٹھے۔ اگر مسلمان کے سینے اور منہ اور سر اور آنکھوں پر اپنا قدم اکرم رکھیں اس کی لذت ونعمت وراحت وبرکت میں ابدالآباد تک سرشار وسرفراز رہے۔ وہ فرماتے ہیں:

''لأن امشی علی جمرۃ أو سیف أحب الی من أن امشی علیٰ قبر مسلم'' (بے شک چنگاری یا تلوار پر چلنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر چلوں) رواہ ابن ماجۃ بسند جید عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور وہابیہ کو اس کی فکر ہے کہ کسی طرح مسلمانوں کی قبروں پر مکان بنیں، لوگ چلیں پھریں، قضائے حاجت کریں بھنگی اپنے ٹوکرے لے کر چلیں۔

''اگر ایں ست پسند تو نصیحت بادا'' (۱۰)

ترجمہ از تاج الشریعہ دام ظلہ

"والحقيقة انه لاحرمة فى عيون الوهابية لقبور المسلمين، بل لاحرمة عندهم خاصة لأضرحة الاولياء الكرام عليهم الرحمة والرضوان بل يريدون اهانتها ما استطاعوا ويهتمون باعدامها ودوسها باى حيلة تمكنهم عندهم يحول الانسان حجر اكمامات كحال انفسهم فى حياتهم لايسمع ولايبصر ولايغنى عنك شيئاً مع ان اضرحة الأولياء وقبور الأولياء وقبور، عامة المسلمين تستحق التكريم، ويمتنع توهينها حتى أن العلماء قالوا: وضع القدم على القبر موثم لأن سقف القبر حق للميت.

فى القنية عن الامام العلاء الترکمانی: "يأثم بوطاء القبور؛ لان سقف القبر حق الميت".

حتى أن محمد ارسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لوأن تراب نعله عليه الصلاة والسلام أصاب قبر مسلم فاح جميع القبر مسكاً وعنبراً من طيب الجنة ولوأنهٗ صلى الله عليه وسلم وضع قدمه علىٰ صدر مسلم وجهه وراسه وعينيه لنعمه و افتخر بلذته ونعمة وراحته وبركة لكن مع ذالك المقام الجليل بقول محمد رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم:لأن أمشى على جمرة أوسيف أحب الى من أن امشى على قبر مسلم". رواه ابن ماجة بسند جيد عن عقبة بن عامر رضى الله تعالىٰ عنه. والوهابية يحاولون أن تبنى أبنيته على قبور المسلمين بحيلةوأن يمشى عليها الناس وأن يقضو حاجاتهم من الغائط والبول وأن يدوسها الكنا سون حاملين سلالهم.

"ان كنت تحب هذا فليكن نصيبك" ولاحول ولاقوة الا بالله العلى العظيم.(١١)

تیسیر الماعون للاسكن فى الطاعون:

۲۶ صفر ۱۳۲۵ھ کو مولوی محمد نفیس بن محمد ادریس قصبہ نگرام ضلع لکھنؤ کی جانب سے نو سوالات پر مشتمل ایک استفتا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ کی بارگاہ میں آیا جس کا حاصل یہ تھا کہ طاعون کے خوف سے کسی بستی سے بھاگنا شرعاً کیسا ہے؟

آپ نے اس کے جواب میں قرآنی آیات، احادیث نبویہ، شروح حدیث اور فقہی جزئیات کی روشنی میں جواب دیا کہ طاعون سے فرار گناہ کبیرہ ہے اور فرار کی ترغیب دینے والے پر فرار ہونے والے سے زیادہ سخت وبال ہے۔ اور حدیثیں اس موقف کی تائید وتوثیق میں پیش کی گئی ہیں ان میں طاعون سے بھاگنے پر سخت وعید اور صبر کئے ٹھہرے رہنے کی ترغیب وتاکید ہے۔

اس رسالہ کا تاریخی نام "تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون" ہے جس سے ۱۳۲۵ کے اعداد برآمد ہوتے ہیں۔ یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ، جلد نہم، نصف اول میں شامل ہے اور صفحہ نمبر ۲۵۷ سے ص ۲۶۴ تک بڑے سائز کے آٹھ صفحات کو محیط ہے۔

حضرت تاج الشریعہ دام ظلہ العالی نے اس کا شاندار فصیح عربی میں ترجمہ فرمایا ہے جو آپ کی فنی مہارت وکمال کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ بطور نمونہ کچھ عبارت مع عربی ترجمہ نذر قارئین ہے۔

نمونہ

""جن حکمتوں کی بنا پر حکیم کریم رؤف رحیم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیم نے طاعون سے فرار حرام فرمایا ان میں ایک حکمت یہ ہے کہ اگر تن درست بھاگ جائیں گے بیمار ضائع رہ جائیں گے، ان کا نہ کوئی تیماردار ہوگا نہ خبر گیراں۔ پھر جو مریں گے اُن کی تجہیز وتکفین کون کرے گا؟ جس طرح خود آج کل ہمارے شہر اور گردونواح کے ہنود میں مشہور ہو رہا ہے کہ اولاد کو ماں باپ، ماں باپ کو اولاد نے چھوڑ کر اپنا راستہ لیا۔ بڑوں بڑوں کی لاشیں مزدوروں نے ٹھیلے پر ڈال کر جہنم پہنچائیں۔ اگر شرع مطہر مسلمانوں کو بھی بھاگنے کا حکم دیتی تو معاذ اللہ یہی بے بسی بے کسی ان کے مریضوں میتوں کو بھی گھیرتی، جسے شرع قطعاً حرام فرماتی ہے''۔ (۱۲)

عربی ترجمہ از تاج الشریعہ دام ظلہ

"من جملة الحكم التي منع من أجلها الحكيم الكريم، الرؤف الرحيم عليه وعلى آله الصلوة والتسليم عن الفرار من الطاعون أنه لوفر الأصحاء لضاع المرضى، ولايبقى من يمرضهم ولامن يتعهدهم، فمن يقوم بتجهيز الموتى وتكفينهم كماشاع في الوثنيين ببلدنا ونواحيه ان الأولاد و الآباء والأمهات اتخذو اسبيلهم، والعمال حملوا جيف أكابرهم على العربات وواصلوهم النار، ولوأن الشرع المطهر أذن المسلمين بالفرار لكان هذا العجز وفقد العون أحدق بالمرضى والموتى منهم، الأمر الذي حرمه الشرع قطعاً (۱۳)

مراجع

(۱) المعتقد المنتقد، مع المستند المعتمد (عربی) ص ۲۲۳، ۲۲۴، ناشر: رضا اکیڈمی، ممبئی ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء

(۲) منیر العین، مشمولہ فتاویٰ رضویہ ج ۲/ص ۴۳۵، رضا اکیڈمی ممبئی ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء

(۳) الهاد الکاف فی احکام الضعاف، ص ۸۱-۹۱ (مبیضہ)

(۴) عطایا القدیر فی حکم التصویر، مشمولہ فتاویٰ رضویہ، جلد نہم نصف آخر ص ۴۷، ۴۸ (ملتقطاً) ناشر: رضا اکیڈمی، ممبئی، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء

(۵) عطایا القدیر فی حکم التصویر (مترجم عربی) ص ۹-۱۱ (ملتقطاً) المجمع الرضوی، محلہ سوداگران بریلی شریف۔

(۶) شمول الاسلام لأصول الرسول الکرام، مشمولہ فتاویٰ رضویہ، ج ۱۱/ص ۱۵۵ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی۔

(۷) شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام، (مترجم عربی) ص ۱۳، مشمولہ تعلیقات زاہرۃ للشیخ الازہری علی صحیح البخاری ج ۱، مطبوعہ مجلس البرکات، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور، ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء

(۸) شہنشاہ کون؟ ص ۱۷، ناشر: ادارہ افکار حق، بائسی بازار، پورنیہ، بہار، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء

(۹) فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ ص ۱۰، ۱۱، ناشر: المجمع الرضوی بریلی شریف۔

(۱۰) اھلاک الوہابین، ص ۳۶، ۳۷، ناشر: رضوی کتب خانہ، محلہ بہاری پور، بریلی شریف، بار پنجم

(۱۱) اھلاک الوہابین (مترجم عربی) مشمولہ تعلیقات زاہرۃ علی صحیح البخاری، ج ۱/ص ۹۸ مطبوعہ مجلس البرکات الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

(۱۲) تیسیر الماعون، مشمولہ فتاویٰ رضویہ، ج ۹/ص ۲۶۲، نصف اول کتاب الحظر والاباحۃ، ناشر: رضا اکیڈمی، ممبئی

(۱۳) تیسیر الماعون (مترجم عربی) مشمولہ تعلیقات زاہرۃ علی صحیح البخاری، ج ۱/ص ۱۲۸

علامہ سید شاہ فخر الدین اشرف اشرفی الجیلانی سجادہ نشین کچھوچھہ مقدسہ☆09415720833

عالم اسلام کی نابغۂ روزگار، عدیم المثال عبقری ہستی، مجدد دین وملت، امام عشق ومحبت، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سیدنا امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز جیسی عظیم المرتبت شخصیت جن کے علوم ومعاون کی وسعت سے آج دنیا حیران ششدر ہے جنہوں نے ستر سے زائد علوم وفنون پر مشتمل ڈیڑھ ہزار سے زائد مستند بے شمار دلائل وبراہین سے مزین کتابیں تصنیف فرما کر قوم کے حوالے کیا۔ اور کمال بالائے کمال تو یہ ہے کہ آپ کی جملہ تصانیف احقاق حق و ابطال باطل اور مسلک اسلاف اہلسنت وجماعت کی کماحقہ حمایت وتائید وتوثیق کے ساتھ ساتھ آپ کی تصانیف کے ہر ہر ورق بلکہ ہر سطر سے عشق رسول اعظم اور عظمت پیغمبر آخر الزماں ﷺ کے سوتے ابلتے ہیں۔ جس کے اپنے ہی نہیں بیگانے بھی معترف وقائل ہیں۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ جنہیں علماء ومشائخ زمانہ نے چودھویں صدی کا مجدد اعظم اور نابغۂ روزگار، بے مثل فقیہ گردانا ہے اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی ذات کو علم وعمل، عشق ومحبت، استقامت وروحانیت کا مرکز تسلیم کیا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ ذات اعلیٰ حضرت اور آپ کا خانوادہ کل بھی علم وروحانیت کا مرکز تھا۔ اور آج بھی ہے۔ یہی سبب ہے کہ اس خانوادے کی چوکھٹ کو علم وروحانیت کے تاجداروں نے بوسہ دے کر اپنا علمی وروحانی سفر طے کیا ہے۔ اسی عظیم علمی وروحانی خانوادے کے چشم وچراغ، شریعت وطریقت کے علم بردار، فقیہ عصر، مرطبع التقاویٰ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ ومولانا تاج الشریعہ الحاج محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ ملقب بہ ازہری میاں مدظلہ العالی کی ذات ستودہ صفات ہے۔ جو علم وعمل، زہد وتقویٰ، شرم وحیا، صبر وقناعت، صداقت واستقامت وغیرہ عظیم صفات حسنہ سے متصف ہے۔ یہ عصر حاضر کی وہ عظیم ہستی ہے۔ جس سے عوام وخواص یکساں طور پر مستفید ہو رہے ہیں۔ جنہوں نے اپنے عظیم خانوادے کے علمی وروحانی وراثت سے خاطر خواہ استفادہ بھی کیا اور ملک وبیرون ملک کے مقصد ومقامات کے دوران سفر کے موقعہ پر بھی مقامات مقدسہ ومزارات اولیاء اللہ پر حاضری دے کر خصوصی فیوض وبرکات سے بھی مالا مال ہوئے اور وہاں کے عظیم المرتبت مشائخ عظام اور علمائے کرام کی صحبت بابرکت سے اور علمی وروحانی فیوض وبرکات سے بھی فیضیاب ہوئے اور ہو بھی رہے ہیں۔ حضرت کے عالمی اسفار میں سے صرف ایک ایسے واقعہ پیش کر رہا ہوں جو شہزادۂ غوث الوریٰ کی بارگاہ میں حاضری سے تعلق رکھتا ہے۔ جسے حضرت العلام مولانا ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی صاحب نے قلم بند کرلیا ہے۔ جنہوں نے تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان صاحب

قبلہ ازہری میاں مدظلہ العالی کے خادم خاص اور رفیق سفر کی حیثیت سے گنگ وجمن کے دوآبے سے لیکر کشمیر کی گل پوش وادیوں، کنیا کماری سے لیکر مہاراشٹر اور راجپوتانہ و بنگالہ یہاں تک کہ ہمالہ کے دامن میں آباد شہروں اور صوبہ جات آسام، میگھالیہ اور اروناچل تک پھیلے ہوئے ہیں وسیع وعریض ہندستان کے جانے کتنے شہروں، قصبوں اور گاؤں کے سفر کئے ہیں علاوہ ان کے نیپال، پاکستان، سری لنکا اور عراق وغیرہ کے غیر ملکی اسفار کا بھی شرف حاصل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ۱۹۸۲ء میں پاکستان کے دوسرے سفر کے دوران ایک روز شہزادہ غوث الوریٰ سیدنا پیر طریقت سید شاہ علاء الدین گیلانی قدس سرہ العزیز کی زیارت کے لئے حضرت تاج الشریعہ، راقم اور حضرت کے ۲۰، ۲۵ مریدین ومعتقدین ان کے دولت کدہ پر حاضر ہوئے۔ پیر صاحب کی وسیع و عریض کوٹھی کے گیٹ پر تعینات دو دربانوں نے گیٹ کھولا۔ کاروں کا قافلہ لان میں جاکر رکا لان سے لیکر برآمدہ تک کئی ملازمین باادب کھڑے ہوئے تھے۔ سکریٹری صاحب نے ہم لوگوں کی آمد کی اطلاع بھجوائی۔ چند منٹ میں پیر صاحب قبلہ باہر تشریف لائے، اہلاً وسہلاً مرحبا فرما کر استقبال کیا۔ ہم بھی لوگوں نے حضرت پیر صاحب کی دست بوسی وقدم بوسی کی۔ پیر صاحب نے ایک سجے سجائے بڑے کمرے میں سب کو بٹھایا۔ ایک بہت بڑی میز پر پھلوں اور میوہ جات سے بھری ہوئی پلیٹیں سجی ہوئی تھیں ناشتہ کا یہ شاہی انتظام اور سامان دیکھ کر شہنشاہ اولیاء غوث اعظم کے کرم وسخاوت کے پڑھے ہوئے واقعات کی یادیں تازہ ہوگئیں۔ ناشتہ کے بعد گفتگو شروع ہوئی۔ حضرت پیر صاحب قبلہ نے علامہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ کی تعریف میں فی البدلیہ عربی میں ایک قطعہ پڑھا جس کا مفہوم یہ تھا۔ اختر رضا ستارہ کی طرح تابندگی بکھیرے گا۔ حضرت تاج الشریعہ نے حضور پیر صاحب قبلہ سے دعا کے لئے کہا۔ اس پر پیر صاحب قبلہ نے فرمایا، اختر رضا ہم تمہارے لئے کیا دعا کریں گے۔ تمہارے دادا علامہ احمد رضا خاں صاحب کو میرے دادا غوث اعظم نے اتنا دیا کہ تم اسی خزانے سے نکالتے رہو بانٹتے رہو کبھی ختم نہ ہوگا اور تمہارے مصطفیٰ رضا خاں صاحب مفتی اعظم ہند کو بھی بہت دیا ہے میرے غوث اعظم نے، اس کے بعد دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے دعا کے بعد پھر مزید کلمات خیر سے نوازا۔

یہ پیر طاہر علاء الدین صاحب قبلہ علیہ الرحمہ خاص غوث پاک کی اولاد سے تھے بڑے زاہد عالم فاضل شرع اور دیندار، پوری داڑھی سرخ وسفید، نورانی چہرہ۔ (سبحان اللہ کیا ہی نرالی شان تھی حضرت کی) جب ہم لوگ حضرت پیر صاحب قبلہ کے یہاں سے دست بوسی وقدم بوسی کرکے واپس ہونے لگے تو انہوں نے پھر سب کیلئے دعا کی اور حضرت تاج الشریعہ کو چھوڑنے کیلئے برآمدے سے گذر کر لان تک آئے۔ جب ہم لوگ گیٹ تک آگئے تو حضرت پیر صاحب کے ملازمین نے ایک دوسرے سے کھسر پسر شروع کردی کہ یہ کون سے بزرگ تھے جنہیں چھوڑنے کیلئے پیر صاحب لان تک آئے اور پھر ان کی آمد پر ان کا ایسا شاندار استقبال بھی کیا۔ ارے بھائی یہاں کو صدر مملکت اور بڑے بڑے وزراء آتے رہتے ہیں۔ انہیں پیر صاحب سے ملنے کیلئے کافی وقت تک انتظار کرنا پڑتا ہے۔ بھٹو (ذوالفقار علی بھٹو) پیر صاحب سے ملنے کیلئے آتے تھے تو آدھا آدھا گھنٹہ باہر کھڑے رہتے تھے تب جاکر باریابی ملتی تھی اور واپسی پر پیر صاحب اپنی کرسی پر بیٹھے ہی بیٹھے انہیں رخصت کردیا کرتے تھے۔ مگر انہیں چھوڑنے کیلئے لان تک آئے۔ یہ سن کر ساتھ میں گئے۔ لوگوں میں سے کئی پاکستانی نے ملازمین کو بتایا کہ جانتے ہو یہ بزرگ کون ہیں۔ یہ بریلی شریف کے اعلیٰ حضرت کے پرپوتے ہیں۔ ملازمین بولے جبھی تو تبھی تو پیر صاحب نے ان کی ایسی عزت کی۔ فالحمد للہ علی ذالک جب بڑے بڑے بزرگوں کی بارگاہ میں حضرت ازہری میاں کی عزت وعظمت کا یہ عالم ہے تو آپ اسی سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضرت تاج الشریعہ صاحب قبلہ کی ذات کتنی بلند وبالا ہے۔ یہ تو

صرف ایک واقعہ پیش کیا گیا ہے ورنہ نہ جانے کتنے ہزاروں واقعات اس طرح کے حضرت ممدوح کی ذات سے وابستہ ہیں۔

حضرت تاج الشریعہ کی عظمت و بزرگی کا اندازہ ان کے زہد و تقویٰ کے ایک حسین گوشے شرم وحیا کے ذریعہ بھی لگایا جاسکتا ہے۔آپ کے شرم وحیا کا عالم یہ ہے کہ آپ استنجا خانہ اور غسل خانہ کے کھلے ہوتے چھت ہونے کے سبب اس وقت تک استنجا و غسل نہ فرماتے تھے جب تک کہ اوپر سے بھی پردے کا انتظام نہ ہو۔ جیسا کہ مشاہدین کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ تاج الشریعہ اپنے نانا جان تاجدار اہلسنت سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان کے ہمراہ مغربی بنگال کے ضلع مالدہ کے کلیا چک کے ایک جلسے می شرکت کیلئے تشریف لے گئے۔آپ کو استنجا کا احساس ہوا جب آپ استنجا خانہ پہونچے تو اس کا اوپری حصہ کھلا تھا۔اسی وقت آپ نے چھتری منگوائی پھر استنجا سے فارغ ہوئے تو اس وقت عرض کیا گیا کہ حضور چھتری کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی تو آپ نے جواباً فرمیا بھائیوں تا کہ ستر عورت ہوسکے اور حیا کا بھی پاس ولحاظ برقرار رہے۔اسی طرح کا ایک واقعہ دارالعلوم فیض العلوم جمشید پور (جھارکھنڈ) میں پیش آیا۔ جب آپ نے مدرسے کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا۔ وہاں جب آپ غسل خانہ پہونچے تو اسکی چھت کھلی ہوئی پائی۔فوراً آپ نے فرمایا کہ کسی ایسے غسل خانہ میں اہتمام کیا جائے جہاں کی چھت کھلی ہوئی نہ ہو۔ سبحان اللہ کیا شان ہے آپ کے شرم حیا کی۔گویا آپ حدیث رسول الحیاء وجز من الایمان کے مظہر کامل ہیں۔تو دیگر امور میں حضرت تاج الشریعہ صاحب قبلہ کے زہد و تقویٰ کا کیا عالم ہوگا۔ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

آپکی زندگی کے لیل و نہار کا اگر بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو بجا طور پر کہنا پڑے گا کہ مردان حق آگاہ کے کاروان کاملان میں سے ایک فرد کامل آپ بھی ہیں۔ تفسیر۔اصول حدیث۔فقہ۔اصول فقہ وغیرہ علوم شرعیہ وعقلیہ میں کامل دستگاہ و مہارت کے ساتھ ساتھ میدان عمل کے بھی شہسوار ہیں۔

ایمان وعقیدے کی پختگی اور استقامت علی الحق تو گویا گھٹی میں پلائی ہوئی ہے جو خاندانی وراثت کے اعلیٰ تحفات کا حصہ ہے، یونہی عشق رسول، محبت اہلسنت اطہار، احترام وآداب اہل قرابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔تو خانوادۂ رضویہ کے عظیم تر اوصاف جمیلہ میں شامل ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ علامہ تاج الشریعہ ازہری میاں صاحب قبلہ بھی ان صفات حمیدہ سے متصف ہیں۔ علامہ موصوف جہاں بے شمار نوع بنوع خوبیوں سے مالا مال ہیں وہیں پر علامہ کا مذہب حق اہلسنت وجماعت کی نشر واشاعت اور اسکی تشہید وترویج پر کما حقہ، کمربستہ رہنا اور ہر حال میں بادسموم کی تیز وتند، غضبناک آندھیوں کی زد میں بھی استقامت علی الحق کا مظاہرہ کرنا اور ثابت قدم رہنا یہ وہ عظیم وصف ہے۔جس نے مجھے کافی متاثر کیا۔اسی لئے میں حضرت تاج الشریعہ کو اپنے وقت کا ایک عظیم دور اندیش مدبر و مفکر و مصلح قوم ہونے کے ساتھ ایک مرد کامل ہی نہیں بلکہ ولی کامل حتیٰ کہ قطب وقت بھی سمجھتا ہوں اور یہ میا تنہا ہی نظریہ نہیں بلکہ بعض دوسرے حضرات بھی غالباً علامہ ممدوح کو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔جیسا کہ ایک مجلسی گفتگو کے دوران ایک حاجی صاحب نے مولانا محمد امام الدین صاحب نوری مصباحی سے سوال کیا کہ حضرت یہ علامہ اختر رضا خان صاحب کون ہیں۔تو اسکے جواب میں برجستہ مولانا کی زبان سے نکلا کہ حاجی صاحب بس آپ مختصر میں اتنا سمجھ لیجئے کہ وہ اس وقت کے قطب ہیں۔اس جواب پر حاجی صاحب بالکل مطمئن ہوکر خاموش ہوگئے۔ذالک فضل اللہ یوتہ من یشا۔

اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ استقامت علی الحق ہزار ہا کرامات پر بھاری ہے جس کی شہادت خود قرآن کریم دے رہا ہے۔

ان الذین قالو ربنا اللہ ثم استقا سوا تح۔

تاج الشریعہ
کے روحانی واخلاقی فضائل وکمالات

مولانا یوسف رضوی، مدرس مدرسہ حسینیہ غوثیہ، ٹیابرج، کولکاتا۔09903688418

اللہ تعالیٰ نے خانوادہ رضویہ میں جلیل القدر علماء کرام اور صوفیاء اعظام کو پیدا فرمایا ان میں سے بعض ہم عصروں میں ممتاز ہوئے اور زمانے نے ان کے علمی وقار و دبدبہ کو تسلیم کیا اور ان کی زندگیاں تاریخ کا حصہ بن گئیں ان میں ایک ممتاز و محترم نام حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان قادری ازہری مدظلہ العالی کا ہے۔ افق علم و عرفان پر شمس و قمر بن کر چمک رہا ہے اور چہار دانگ عالم میں مرجع علماء و صوفیاء کی حیثیت سے بھی جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ عالم و صوفی وہ ہے جنہیں دیکھ کر خدا یاد آجائے اور قلب ان کی طرف مائل ہوجائے، اسی نظریے سے حضور تاج الشریعہ کا نورانی چہرہ دیکھنے کے بعد یہ حقیقت آشکارا ہوجاتی ہے کہ انہیں دیکھ کر ایک اجنبی کہہ اٹھتا ہے کہ یہ اللہ کا مقدس ولی ہے اور چہرہ نور و نکہت سے جگمگا رہا ہے۔ دیکھنے والا تکتا ہی رہ جاتا ہے اور یہ کہتا ہوا نہیں تھکتا کہ آج تک میں نے اس قدر نورانی چہرے والی شخصیت کو نہیں دیکھا ہے یہ اتباع شریعت کا ثمرہ ہے جو موصوف کے نورانی چہرے پر نمایاں ہے۔

سرکار سیدنا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اپنے جانشین کو سخت سے سخت مجاہدات و ریاضات کی منزلوں سے گزارا اور راہ سلوک کا مرشد کامل بنا کر تاج خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا آپ نے ایک مرتبہ نجی محفل میں ارشاد فرمایا کہ ”حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے راہ سلوک کی منزلیں طے کرانے میں مجھ سے کئی مرتبہ مشکل ترین مجاہدات کرایا اور ریاضت کے وقت خود نگرانی فرمایا کرتے تھے۔ انہیں مجاہدات میں کئی کئی راتیں گزر جاتیں اور میں نے حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی سایہ رحمت میں یکسوئی کے ساتھ کامیابی کی منزلیں طے کی“۔

ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور مفتی اعظم ہند نے مجھے دلائل الخیرات شریف، حزب البحر، حصن حصین، قصیدہ بردہ شریف اور وظائف برکاتیہ کی اجازتیں عطا فرمائی جو انہیں ان کے پیر و مرشد نور العارفین سیدنا شاہ ابوالحسین نوری میاں قدس سرہ نے عطا کیے تھے اور انہیں مرشد اعلیٰ حضرت سیدنا آل رسول احمدی قدس سرہٗ نے عطا کیے تھے“۔

حضور تاج الشریعہ کے روحانی اقدار کا کیا کہنا تصوف کی دنیا میں اعلیٰ مقام پر فائز ہیں اور ایک سالک کے اندر جتنی

خوبیاں ہونی چاہئے وہ سب کچھ آپ میں اتم ہیں یہی سبب ہے کہ تاجدار مارہرہ مطہرہ عارف باللہ حضور احسن العلما سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن برکاتی علیہ الرحمہ نے عرس چہلم مفتی اعظم ہند کے مبارک ومسعود موقع پر حضور تاج الشریعہ کے سر پر حضور مفتی اعظم ہند کی جانشینی کا عمامہ باندھا اور یہ اعلان فرمایا آج سے مولانا اختر رضا خان ازہری میاں میرے مفتی اعظم ہند کے جانشین ہیں میں انہیں ان کی مسند عطا کرتا ہوں آج تک حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ کے اس اعلان کے بموجب علماء اور عوام حضور تاج الشریعہ کو جانشین مفتی اعظم ہند سے ہی یاد کرتے ہیں۔ بالاتفاق

اللہ کے پیارے محبوب مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو اللہ کی بارگاہ کا پسندیدہ بندہ ہوتا ہے پروردگار عالم عزوجل اس کے تعلق سے بندوں کے دلوں میں محبت پیدا فرمادیا کرتا ہے (حدیث)

اللہ کی بارگاہ کا پسندیدہ بندہ وہ ہوتا ہے جس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اتباع شریعت میں گزرتا ہے اور اطیعو اللہ واطیعو الرسول کا پابند ہوتا ہے۔ اگر ہم حضور تاج الشریعہ کے شب وروز خلوت وجلوت اور سفر وحضر پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ حقیقت اظہر من الشمس ہوجاتی ہے کہ حضور تاج الشریعہ عامل بالسنۃ ہیں اور اتباع شریعت میں کسی بھی طرح کا سمجھوتہ برداشت نہیں کرتے ہیں اور آپ کا یہ تصلب فی الدین کسی سے بھی مخفی نہیں ہے۔

جب یہ بات وضاحت کے ساتھ سامنے آگئی کہ آپ احکام شرع کی پابندی ہر لمحہ اپنے اوپر لازمی سمجھتے ہیں اور احکام شرع کا پابند ہی خدا کی بارگاہ کا پسندیدہ بندہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے ہی لوگوں کے تعلق سے بندوں کے دلوں میں محبت ودیعت فرمادیتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ جس آبادی کو حضور تاج الشریعہ اپنے قدوم میمنت سے سرفراز فرماتے ہیں علماء اور عوام کا ایک اژدہام امنڈ پڑتا ہے اور لوگ سلسلہ رضویہ میں داخل ہونا اپنے لئے سرمایہ آخرت سمجھتے ہیں۔

فقہا اسلام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اولی الناس بالاامامۃ اعلمھم اس کے بعد اقراھم کو قرار دیا ہے اور صاحب حدایہ رضی اللہ عنہ نے امام تقویٰ وطہارت کی اقتدا میں نماز پڑھنے کی افضلیت کے تعلق سے یہ حدیث بیان فرمائی ہے" من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی او کما قال (جس مقتدی نے صاحب تقویٰ عالم کی اقتداء میں نماز پڑھی گویا اس نے کسی نبی کی اقتداء میں نماز پڑھی)۔

حضور تاج الشریعہ کا تقویٰ وطہارت اور تاکید بعمل الشریعہ کسی سے بھی مخفی نہیں ہے۔ آپ کے زہد وورع کا عالم بڑا نرالا ہے۔ ظاہری بات ہے ایسے ہی عالم کے بارے میں حدیث میں فرمایا گیا ہے" جس مقتدی نے صاحب تقویٰ وطہارت عالم کی اقتداء میں نماز پڑھی گویا اس نے کسی نبی (علیہ السلام) کی اقتداء میں نماز پڑھی تو جس نے حضور تاج الشریعہ مدظلہ النورانی کی اقتداء میں نماز پڑھی اسے یہ اعزاز حاصل ہوگیا کہ گویا اس نے کسی نبی کے سچے وارث کی اقتدا میں نماز پڑھی آپ کی اقتداء میں عوام تو عوام خواص ہی نہیں بلکہ اخص الخواص کو نماز پڑھتے دیکھا گیا ہے یہ اتباع شریعت ہی کا ثمرہ ہے۔

اخلاق ومحبت آپ کا طرۂ امتیاز ہے یہی سبب ہے کہ علماء اور عوام شرف ملاقات باعث فخر سمجھتے ہیں لیکن ! ہرگز ان علماء کو آپ پسند نہیں کرتے ہیں جو بدمذہبیت کا پیرو یا صلح کلیت کا دلدادہ ہے اس لئے کہ ان سے اسلام کو نقصان پہنچ رہا ہے جب یہ لوگ اللہ ورسول کی بارگاہ کے ناپسندیدہ ہیں تو ایک ولی کی بارگاہ کا نور نظر کیسے ہوسکتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ صلح کلی مولویوں نے آپ کے خلاف محاذ قائم رکھا ہے لیکن ! اللہ جسے چاہے عزت دے تو انہیں

کون نقصان پہنچا سکتا ہے۔ العزۃ من اللہ ورسولہ۔

ایک صاحب تقویٰ وطہارت عالم ومرشد پابند شریعت ہی کو پسند کرتا ہے اور اگر کسی نوجوان کو شریعت کا پابند پاتا ہے تو اس کی خوشی کی انتہا نہیں رہتی ہے۔ ایسا ہی ایک نوجوان حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا حضور! میں کالج کا طالب علم ہوں پنجوقتہ نماز پابندی سے پڑھنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن فجر کی نماز میں پابندی سے حاضری نہیں ہو پاتی ہے آپ میرے لئے دعا فرمادیں تا کہ فجر کی نماز میں پابندی سے حاضری ہو جائے۔ حضرت نے مسکرایا اور حاضرین سے فرمایا یہ پہلا نوجوان ہے جس نے نماز کی پابندی کے لئے دعا کی درخواست کی ہے۔ آج میں اس نوجوان سے بہت خوش ہوں اور آپ نے دعاؤں سے نوازا۔

حضور تاج الشریعہ کا اخلاق کریمانہ اپنی جگہ بے مثال اور بے نظیر ہے آپ کے اخلاق ومحبت شرعی کونسل آف انڈیا کے سالانہ سیمنار میں بھی دیکھنے کو ملتا ہے علماء اور فقہا کو مدعو کرنا اور حسب مرتب شایان شان ان کے لئے انتظام وانصرام کرنا اور تحائف وغیرہ سے نوازنا اور مقام پر اہل علم کا قدر کہاں، پیشہ ور مقرروں کو سر پر بیٹھانا اور اہل علم سے صرف نظر کرنا بعض علماء اور پیروں کا بھی عوام کی طرح مزاج بن گیا ہے۔

عرس رضوی کے پر بہار اور بارونق محفل میں علماء نوازی اور اعزاز واحترام کا وہ منظر دیکھنے کو ملتا ہے کہ دل باغ باغ ہو جاتا ہے عرس رضوی کے ۲۰۰۱ء کے موقع پر فلسطین سے ایک شیخ تشریف لائے تھے آپ نے ان کا شایان شان استقبال کیا اور اسٹیج پر نمایاں مقام عطا فرمایا۔ حضرت امین ملت، حضرت محدث، کبیر، علامہ عاشق الرحمٰن حبیبی، مفتی مجیب اشرف ناگپور، حضرت نجیب میاں برکاتی، حضرت اویس واسطی بلگرامی عرس کے ایام میں جب تشریف لاتے ہیں تو حضور تاج الشریعہ ان کے ضیافت و قیام میں کسی طرح کی کمی نہیں ہونے دیتے ہیں۔

کلکتہ میں کل ہند رضوی کانفرنس علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی قیادت میں پارک سرکس میدان میں منعقد ہوئی سرپرستی حضور صدر العلماء علامہ مفتی تحسین رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرمار ہے تھے اور حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی رونق اسٹیج تھے جونہی علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ اسٹیج پر جلوہ گر ہوئے حضور تاج الشریعہ نے علامہ وقت کے استقبال کے لئے کھڑے ہو گئے اور بغلگیر ہوتے ہوئے مرحبا مرحبا کے صد آفریں جملوں سے مبارکبادی پیش کرنے لگے۔

خوف طوالت کے پیش نظر آخر میں یہی عرض کروں گا کہ اکیسویں صدی عیسوی میں عالم اسلام میں بلامبالغہ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی جیسا روحانیت کا سرچشمہ، علم وعرفاں کا تاجدار، تفسیر وحدیث کا نکتہ داں فقہ واصول کا غواص اور علوم معقولات ومنقولات کا دوراندیش خال خال ہی نظر آتا ہے۔

مولیٰ تعالیٰ مرشد اعظم کا سایہ رحمت وشفقت ہم غلاموں پر تادیر قائم رہے (آمین)

تاج الشریعہ

سرچشمۂ فیضان مفسر اعظم

مولانا غلام معین الدین قادری، امام جامع مسجد گوری پور لائن، ۲۴ ؍ پرگنہ مغربی بنگال

پروردگار عالم جس سے محبت فرماتا ہے اس کی محبت جبرئیل امین کے ذریعہ آسمان والوں میں تقسیم فرما کر زمین والوں کو بھی اس سے محبت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سارا جہاں اس سے محبت کا دم بھر کر فیضیاب ہوتا ہے۔ یہ ۱۹۵۶ء کی بات ہے جب پاکستان کے حضرت پیر سید محمد طاہر علاء الدین گیلانی صاحب قبلہ جو کہ اولاد غوث اعظم ہونے کا شرف رکھتے ہیں نے حضور سیدی اعلیٰ حضرت کے روضہ مبارک پر حاضری دی ان کے فیضان سے خوب سیراب ہوئے اس وقت میرے پیر و مرشد جانشین مفتی اعظم نبیرۂ مجدد اعظم تاج الاسلام پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ الحاج مفتی محمد اختر رضا خان ازہری صاحب قبلہ مدظلہ العالی جو کہ ابھی کم عمر تھے وہیں کھڑے تھے فرمایا حضرت نظر کرم ادھر بھی ہو تو حضرت پیر سید محمد طاہر گیلانی صاحب قبلہ نے فرمایا ''اختر میاں میرے دادا حضور غوث اعظم نے تمہارے دادا حضور اعلیٰ حضرت کو اتنا نوازا کہ پورا سیراب کر دیا اور حضور مفتی اعظم کو بھی مالا مال کر دیا اس لئے بیٹے تمہیں اب لینے کی ضرورت نہیں بلکہ بانٹنے کی ضرورت ہے''۔

اس لئے آج تک حضور تاج الشریعہ صاحب قبلہ کی جس طرف نگاہ ناز اٹھتی ہے فیضان اعلیٰ حضرت کی موسلا دھار بارش ہوتی نظر آتی ہے۔

حضور تاج الشریعہ سے حضرت پیر سید محمد طاہر گیلانی صاحب قبلہ بہت محبت فرمایا کرتے تھے ان کے اصرار پر حضرت پاکستان بھی تشریف لے گئے واگھہ سرحد پر حضرت کا استقبال صدر مملکت کی طرح سات توپوں کی سلامی دے کر کیا گیا۔ حضرت کا قیام ان کے ایک عزیز شوکت حسن صاحب کے یہاں تھا راستے میں ایک جگہ ناشتہ کا کچھ انتظام تھا جس میں انگریزی طرز کے ٹیبل لگے تھے حضرت نے فرمایا ''میں پاؤں پھیلا کر تناول نہیں کروں گا پھر پاؤں سمیٹ کر سنت کے مطابق اس کرسی پر بیٹھ گئے یہ سب دیکھ کر حاضرین کا ایک زوردار نعرہ ''بریلی کا تقویٰ - زندہ باد'' گونج پڑا۔ حضرت علم و عمل کے حسین سنگم ہونے کے ساتھ فیاضی بھی خاندانی وراثت سے بھرپور پائی ہے۔ ازہری مہمان خانہ جس کی منہ بولتی تصویر ہے۔ وہیں علمی کارناموں کو درخشاں کرنے کے لئے مدارس کے جال کافی ہیں حسن سیرت کے ساتھ حسن صورت میں

بھی یکتائے زمانہ ہیں۔

حضرت کا فیضان ہندستان کے دیگر صوبوں میں بھی دیکھا گیا۔ کرناٹک کی سرزمین پر حضرت سرائے ہاسن کی طرف بذریعہ کار تشریف لے جارہے تھے کہ اچانک کار الٹ گئی سب لوگ ادھر ادھر ہو گئے مگر جب حضرت کو دیکھا تو الحمد للہ حضرت تاج الشریعہ صاحب قبلہ سجدے میں پڑے تھے۔ کچھ بھی نہ ہوا۔ حضور مفتی اعظم کے مرید حضرت مفتی عبدالحلیم صاحب قبلہ جو تقریبا چالیس سال سے زائد اکس کی سرزمین پر امامت کا فریضہ انجام دیا حضرت ان سے بہت محبت فرماتے تھے ایک جلسہ کے سلسلے میں حضرت تشریف لے گئے تقریر کے موڈ میں نہیں تھے مگر ایک نعت خواں نے حضور سیدی اعلیٰ حضرت کی مشہور نعت پاک لم یات نظیرک فی نظر میں ہندی الفاظ موراتن من دھن تو راسوپ دیا کو دیا پڑھ دیا۔ حضرت اسٹیج پر تشریف لے گئے پھر ایک نعت خواں نے اعلیٰ حضرت کی نعت پاک واللہ جو مل جائے میرے گل کا پسینہ کو واللہ جو مل جائے۔ پڑھ دیا حضرت نے مائک لے کر الحمد للہ پورے دو گھنٹے صرف انہیں پر علمی تقریر فرمائی۔

حاجی نگر والوں کا کہنا ہے کہ حضرت، زاہد صاحب کلکتہ کے یہاں سے حاجی نگر تشریف لارہے تھے کہ اچانک بارک پور موڑ پر کار خراب ہوگئی اس وقت رات کے بارہ بج رہے تھے۔ ڈرائیور نے کہا گاڑی ایک انچ آگے نہیں جائے گی۔ سبھی حیران و پریشان تھے۔ دوسری گاڑی بھی تلاشی گئی وہ بھی نہیں ملی تب حضرت نے حکم دیا "ڈرائیور گاڑی چلاؤ" وہ پس وپیش میں تھا مگر چونکہ حضرت کا حکم تھا البتہ یہ بھی کہا کہ گاڑی کہیں روکنا نہیں آہستہ کر لینا پھر وہ گاڑی لے کر چلا حاجی نگر والے سڑک پر استقبال کے لئے کھڑے تھے انہیں اشارے سے بتادیا گیا گاڑی رکے گی نہیں آہستہ ہو کر اپنے منزل کی طرف رواں ہوگئی مدرسہ کے پاس گاڑی رکی حضرت تشریف لے گئے۔ ڈرائیور معافی کا طلب گار ہوا اور اس نے مجمع میں مائک پر برجستہ کہا "بارک پور سے یہ گاڑی یہاں کس طرح آئی یہ مجھے معلوم نہیں۔ وہ دن تک ایک انچ آگے بڑھے بغیر رکی رہی۔

کرجی کی سرزمین پر حضرت اپنے مریدین کو دعائیہ کلمات سے نوازتے رہے یہاں تک کہ فرمایا "حضور غوث اعظم نے فرمایا میرا ہاتھ میرے مرید کے سر پر اس طرح ہے جیسے زمین کے اوپر آسمان"

حضرت مرید کرتے وقت فرماتے ہیں کہو میں نے اپنا ہاتھ غوث پاک کے ہاتھ میں دیا مگر آسنسول کے ایک دیوانے نے یہ کہا میں نے اپنا ہاتھ اختر رضا خان کے ہاتھ میں دیا بار بار اصرار کے بعد حضرت نے اپنے سر مبارک سے عمامہ شریف اتار کر اس کے سر پر رکھ دیا وہ پکارنے لگا میں نے اپنا ہاتھ غوث پاک کے ہاتھ میں دیا میں نے اپنا ہاتھ غوث پاک کے ہاتھ میں دیا۔

ندیا مل جس وقت مولانا منظر صاحب قبلہ امامت کا فریضہ انجام دے رہے تھے جس میں حضرت کی تشریف آوری ہوئی حضرت مریدین کو تلقین کر رہے تھے کہو میں نے اپنا ہاتھ غوث اعظم کے ہاتھ میں دیا مگر مریدین بجائے ٹا نکالنے کے شین نکال رہے تھے دو تین بار کے بعد حضرت نے فرمایا یہ لوگ ایسے ہی کہیں گے یعنی صرف انہیں کو نہیں کہا بلکہ بارگاہ غوث صمدیت میں بھی یا غوث اعظم جیلانی یہ مرید آپ کو ایسے ہی کہیں گے۔

محدث بریلوی کے علم وعمل کے وارث وامین

مولانا انیس عالم سیوانی، سکریٹری امام احمد رضا فاؤنڈیشن (لکھنؤ) ☆09839645012

بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، فقیہ اسلام، تاج الشریعہ، جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی قاری محمد اختر رضا خاں ازہری مدظلہ النورانی کی شخصیت اور علمی مقام اور مرتبہ نہ محتاج تعارف ہے اور نہ کسی پروپگنڈے کی حاجتمند۔

وہ مثل آفتاب وماہتاب ہیں، زمانہ ان کا محتاج ہے، شہرت ومقبولیت خود ان کی ذات سے وابستہ ہے۔ وہ جدھر رخ کردیں زمانہ ادھر ہی کروٹ لیتا ہے۔ ان کو اللہ نے جو مقام بلند عطا کیا ہے ان کی مثال نہیں ملتی، اللہ عزوجل نے ان کے لئے مخلوق کو مسخر فرمادیا ہے، جو ایک جھلک دیکھ لیتا ہے دیوانہ ہوجاتا ہے۔ جو اس سے باتیں کرلیتا ہے پوری زندگی مدحت سرائی میں مگن رہتا ہے۔ چہرہ ایسا کہ دیکھ کر خدا یاد آجائے، افعال ایسے کہ دیکھنے والا شریعت وسنت کے اسرار ورموز سے آگاہ ہوجائے۔

الغرض پوری جماعت علماء ومشائخ میں اس نابغۂ روزگار، نادر المثال شخصیت کی نہ کوئی مثال ہے نہ نظیر، اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ وہ شہزادہ اعلیٰ حضرت ہیں، جانشین مفتی اعظم ہیں۔ اپنے آباء واجداد کے علوم وفنون کے وارث وامین ہیں۔

مفتی اعظم کے چہیتے ہیں، مفسر اعظم کے نور نظر ہیں۔ علمائے اہل سنت کی آخری پناہ گاہ ہیں، آبروئے اسلام ہیں، مقتدائے انام ہیں، وہ فرد واحد نہیں بلکہ اپنے آپ میں انجمن ہیں، نہیں بلکہ صد رشک چمن ہیں، مختلف خوبیوں اور اوصاف حمیدہ کے پیکر مجسم ہیں، اقلیم قلوب مسلم پر جن کا سکہ چلتا ہے، فقہا اور علماء کی جماعت پر جن کا اختیار چلتا ہے، جن کی عظمت وشوکت کے پھریرے زمین سے آسمان تک لہرا رہے ہیں، وہ انجمن بھی ہیں اور بہار گلستاں بھی ہیں۔ منبع علم واخلاص بھی ہیں، مرکز فکر ونظر بھی ہیں، جامع شریعت بھی ہیں، کامل طریقت بھی ہیں، آپ نسبی اور خاندانی عزت ووقار کے حامل بھی ہیں، اور اپنی ذات میں کامل واکمل بھی، عالم بھی ہیں علامہ بھی، محدث بھی ہیں، فقیہ بھی، شاعر بھی ہیں، صاحب زبان بھی، ادیب بھی ہیں انشاء پرداز بھی۔

سمندر کو کوزے میں سمیٹوں تو کیسے، اس انجمن آرائے فضل وکمال کو لفظوں کا لباس پہناؤں تو کس طرح؟

علم، اخلاص، تقویٰ، تدین، تفقہ، استقامت علی الدین، اتباع سنت وشریعت، شدت تاثیر، زہد وورع، اخلاق نوازش وہ کون سی خوبی ہے جہاں تاج الشریعہ کی ذات نمایاں اور احسن تقویم کا مظہر اتم بن کر نظر نہ آتی ہو۔

تاج الشریعہ اپنے آباء واجداد کے حقیقی وارث ہیں۔

دنیا میں وارثوں اور جانشینوں کی کمی نہیں، بہت سارے

ایسے جانشین ہیں جنہوں نے خاندان میں ہونے کا فائدہ اٹھایا اور علماء اور مشائخ کی جانشینی کے نام پر اپنے کردار وعمل سے خاندان کیلئے شرمندگی کا باعث بنے، یہ وہی لوگ ہیں جو علم واخلاق سے خالی، عمل سے عاری، شریعت کے اسرار سے نابلد، طریقت کے رموز سے ناآشنا، اپنی غیر ذمہ دارانہ حرکات وسکنات سے شریعت و طریقت کا مذاق اڑا رہے ہیں۔

حد تو یہ کہ وہ علماء اور صوفیاء جن کے کاندھوں پر اصلاح امت اور تحفظ عقائد کی ذمہ داری ڈالی گئی ہیں وہ خود منزل کا پتہ کھو بیٹھتے ہیں، دنیا کی دول، اور حرص وہوس کے شکار ہیں، ان حالات میں تاج الشریعہ کی شخصیت امت مسلمہ کے لئے گوہر نایاب سے کم نہیں۔

تاج الشریعہ کی وہ منفرد شخصیت ہے جو بیک وقت علامۃ الدھر بھی ہیں، فقیہ زمانہ بھی ہیں، داعی اعظم بھی ہیں، مصلح امت بھی ہیں اور شیخ طریقت بھی ہیں۔ خواہ مخالف ہو یا موافق ہر شخص کو یہ اچھی طرح یقین ہے کہ تاج الشریعہ کے سامنے نہ کسی شیخ کی شخصیت چلتی ہے نہ آبروئے خاندان بریلی کے روبرو کسی کا علمی جاہ وجلال کام آتا ہے، بلکہ سب اسی بارگاہ کا منہ تکتے ہیں۔

تاج الشریعہ کی زبان وقلم کو اللہ نے جو مقبولیت بخشی ہے کہ جو حکم ہو جائے وہی قول فیصل قرار دیا ہے، عرب وعجم کے بڑے سے بڑے عالم وفاضل اور شیخ کو وہی کہتا پایا جو فلسطین کے ایک شیخ نے عرس رضوی ۱۴۲۹ھ کے موقع پر جامعۃ الرضا کے اسٹیج سے کہی "قسم خدا کی ہم نے اپنی زندگی میں اتنی مقبول شخصیت نہیں دیکھی جس کے معتقدین اس طرح دیوانہ وار ٹوٹے پڑتے ہوں، ایسے ہی لوگوں کے طفیل اللہ تعالیٰ دعائیں قبول فرماتا ہے۔"

یہ صرف کسی ایک شیخ کی رائے نہیں ہے بلکہ ہر دیکھنے والے کی یہی کیفیت ہوتی ہے، اور اسی طرح کا تاثر پیش کرتا ہے۔

آپ کے ظاہر کو اللہ نے جس طرح سجایا اور سنوارا ہے اسی طرح آپ کے باطن کو پُرنور اور شفاف بنایا ہے۔

تصلب فی الدین

تاج الشریعہ کی شخصیت ہندو بیرون ہند ہر جگہ یکساں طور پر معروف ہے، اور جہاں جہاں لوگ تاج الشریعہ کو جانتے ہیں وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ تاج الشریعہ کسی دنیادار، حریص یا سیاست داں کا نام نہیں بلکہ ایک متصلب داعی اور مبلغ اعظم کا نام ہے، جس نے کبھی رشتے اور فائدے اور نقصان کی پرواہ نہیں کی بلکہ ہر حال میں عظمت شریعت اور اتباع سنت کو اختیار کیا۔

کبھی یہ نہیں دیکھا کہ کون خوش ہوگا اور کون ناراض ہوگا، اپنوں کی محفل ہو کہ غیروں کی حکومت ہر جگہ خانوادہ رضا کے اس بطل جلیل نے بحسن وخوبی اپنے فرض منصبی کو ادا کیا، اس کی خاطر مظالم بھی سہنے پڑے، لوگوں کے طعن وتشنیع بھی سننے پڑے، اپنوں کو کھونا بھی پڑا لیکن ہمیشہ یہی پیغام سناتے رہے۔

ہم مسلک رضا جو نہیں وہ مرا نہیں
میں اپنے سلسلے کا اسے جانتا نہیں

آج صلح کلیت کی وبا چل چکی ہے، جتنا خطرہ دیوبند اور ندوہ کے فاضلین سے نہیں پہنچ رہا ہے اس سے کہیں بڑھ کر مسلک اہل سنت کو مذبذب اور صلح کلی مولویوں سے پہنچ رہا ہے، کوئی آج کہہ رہا ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت نہ کہا جائے، کوئی توسیع کے نام پر علمائے اکابر کی توہین کو ملت کا کام بتا رہا ہے، کوئی بزرگوں کی اہانت کو آزادئ رائے کہہ رہا ہے، اور حد تو یہ ہے وہابیہ دیابنہ کی عبارات کفریہ پر دیئے گئے متفقہ فتوئ کو نظریاتی اور فروعی اختلاف بتا رہا ہے، کوئی جاہ پسند حریص الطبع یہ کہہ رہا ہے کہ قبر میں مسلک کے بارے میں سوال نہیں ہوگا، کوئی کہہ رہا ہے کہ موجودہ حالات میں گمراہ اور باطل فرقوں سے اختلاف از روئے شرع غلط نہیں۔

اور ان خامیوں پر گرفت کرنے والوں کو بعض سازشی ذہن کے پیدا وار مولوی دقیانوسیت کا الزام لگا کر برائیوں اور

وسیسہ کاریوں کو پنپنے کا موقع فراہم کرا رہے ہیں، اور درپردہ پشت پناہی کر رہے ہیں۔

اس دور پرفتن میں جبکہ ایمان واعتقاد کو بچانا بڑا مشکل ہوگیا ہے، تاج الشریعہ کا یہی پیغام ہے۔

احکام مصطفےٰ سے کبھی منہ نہ موڑنا
بدمذہبوں سے اپنا تعلق نہ جوڑنا

آپ نے ہمیشہ یہی کہا کہ چاہئے کوئی کہیں کا ہو، کسی خاندان سے تعلق رکھتا ہو، کتنا ہی پاورفل ہو اگر وہ شرع کا وفادار نہیں تو ہمارا یا ہمارے سلسلے سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

جاہ پسند، شہرت کے طلب گار، دولت کے پجاری اور حالات سے سہمے ہوئے، لوگوں نے ہمیشہ اس بات کی کوشش کی کہ تاج الشریعہ بزرگوں کے مسلک سے انحراف کریں، اور ان لوگوں کی حمایت میں فتوی دیں، ان کی وفاداریوں کے نتیجے میں ان کو مافوق الشریعہ کردیں، لیکن ایسا کبھی بھی نہیں ہوا، بلکہ مردحق آگاہ، مفتی دین متین نے ہمیشہ وہی کہا، وہی لکھا جو شریعت کا حکم تھا، چھوٹی سی چھوٹی سنت پر عمل آوری کی دعوت اور چھوٹی سی چھوٹی غلطی پر اپنے معتقدوں کی اصلاح یہ صرف تاج الشریعہ کا طرۂ امتیاز ہے۔

اصلاح اور دعوت وتبلیغ حق کوئی ویسا کی میں وہی شان جلوہ گر ہے۔ جو مفتی اعظم قدس سرہٗ کی زندگی میں نظر آتی ہے۔

سچ کہا قدسی نے:

اس دور پرفتن میں قدسی ہمیں
مسلک اعلیٰ حضرت فقط چاہئے

معاندین وحاسدین

معاندین اور حاسدین دیوبندی وہابی نہیں بلکہ نیاز فاتحہ کرنے والے دھوم دھام سے عرس منانے والے لوگ ہیں، جو تاج الشریعہ کی اہمیت اور حیثیت کو گھٹانا چاہتے ہیں۔

یہ مفسدین بار بار شریعت میں تبدیلی کا مطالبہ کررہے ہیں، اپنی بداعمالیوں اور غیر شرعی حرکتوں کو جواز اور اباحت کا جامہ پہنانا چاہتے ہیں لیکن جب انہیں کامیابی نہیں ملتی تو اپنی گندی ذہنیت کا مظاہرہ کرتے ہیں، ذرائع ابلاغ اور میڈیا کا بہانہ بناکر شریعت کی صورت کو مسخ کردینا چاہتے ہیں اور اسے توسیع امت کا نام دیتے ہیں حالانکہ ان کے دل میں جو حرص وہوس پوشیدہ ہے وہ دنیا کا مفاد ہے، دنیاوی شہرت اور حصول دولت ہے، "اگر تاج الشریعہ چاہتے تو انٹرنیشنل میڈیا آپ کے اردگرد گھومتی لیکن آپ نے کبھی دنیاوی پروپگنڈے کو اہمیت نہیں دی، ہمیشہ سیاست اور میڈیا کی دنیا سے دور رہے، آج علماء سیاسی لوگوں کے دربار میں دست بستہ حاضری کو کسی سعادت اور سرخروئی سے کم نہیں سمجھتے۔ لیکن تاج الشریعہ نے کبھی کسی سیاسی شخص کو منہ نہیں لگایا اور نہ کسی زردار کی لیپاپوتی کی بلکہ ہر جگہ وہی شان بے نیازی، وہی استغنا جو ایک عالم باعمل کی پہچان ہے۔

ہر فتنے اور مخالفت کا ایک ہی جواب ہے۔ بقول اعلیٰ حضرت

ایک طرف اعدائے دیں ایک طرف ہیں حاسدین
بندہ ہے تنہا شہا تم پہ کروڑوں درود

ہمیشہ سے کچھ ایسے مولوی رہے جو مشائخ اور خانقاہوں کو علم وتحقیق کی دھمکی سناسنا کر مرعوب کرتے رہے، مدرسے کے ناظم مدرسوں کی عمارتیں دکھا کر چندے کی فرمائشیں کرتے رہے، ٹیکس ادا کرنے والوں کو سزا بھی دیتے رہے، کبھی اپنی مرضی کا فتویٰ مشائخ پر جڑدیا کبھی اور کوئی الزام لگا کر مطعون کردیا، لیکن ان تمام راستوں پر ایک شخصیت نے ان دسیسہ کاروں کو کرارہ جھٹکا دیا، اور ان کی عنایت اور دہشت گردی کی تکمیل تھام لی، جس سے بلبلا اٹھے، اور بے وقت موت سے اس قدر پریشان اور حیران ہوئے کہ خفیہ سازشیں رچنے لگے، اور اپنے اسلاف اور بزرگوں کے

عقائد وافکار، مسلمات ونظریات تک پر تنقیدیں کرنے لگے، اور اپنی بے جا گستاخیوں اور جرأت مندیوں کو روشن خیالی کا نام دینے لگے، ان تمام فتنہ پروروں کی سرکوبی کیلئے اللہ نے اپنے ایک بندے کو کھڑا کیا جس نے بلاخوف لومتہ لائم پیغام حق سنایا بدنہادوں کو عذاب آخرت سے ڈرایا، کئے ہوئے وعدوں کو یاد دلایا اوراس ذات نے اپنا فرض نبھایا۔

الزام تراشیاں

حاسدین جب اپنے تمام حربوں میں ناکام ونامراد ہوگئے اور تاج الشریعہ جیسی شخصیت سے نہ ٹیکس ہی وصول سکے نہ اپنی مرضی ان پر تھوپ سکے تو اپنا بن کر ماحول کو پراگندہ کرنے کی کوشش میں لگ گئے۔

کسی نے کہا کہ اللہ نے جتنی مقبولیت اور اہمیت دی تھی چاہتے تو ایک نہیں کئی کئی یونیورسٹیاں چلاتے، قوم ان پر اعتماد کرتی ہے جو چاہتے کرڈالتے۔ کسی نے کہا کہ اللہ نے علم دیا تھا حضور مفتی اعظم اور اہل خاندان نے آپ سے علمی خدمات کی امید کی تھی، لیکن آپ نے اپنی قابلیت اور ذہانت وفطانت سے کام نہیں لیا، آپ نے جاہل پیروں کی طرح پیری مریدی کو اختیار کرلیا، یہ چاہتے تو یہ ہوتا وہ ہوتا لیکن ان تمام اعتراضات کے پس پردہ کوئی حسن نیت اور اخلاص نہیں تھا۔ بلکہ بدنام کرنے اور شخصیت کو مجروح کرنے کی خفیہ سازش تھی۔

جب آپ نے مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا قائم کیا تو بہتوں کے اوپر اوس پڑنے لگی، کہیں سے آواز اٹھی کہ شروعات تو ہوگئی ہے، بن جائے تو دیکھا جائے، کسی نے کہا کہ ازہری میاں صاحب کیلئے مدرسہ بنوانا کوئی بڑی بات نہیں چل جائے تو یہ کمال کی بات ہوگی، مدرسہ پیسہ سے نہیں چلتا مدرسہ قربانی چاہتا ہے۔

الحمدللہ جامعۃ الرضا تھوڑی سی مدت میں اپنی تعمیری اور تعلیمی ترقیوں کی جس منزل پر ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔

تاج الشریعہ نے اپنی بے شمار مشغولیات اور ملکی وغیر ملکی کثرت اسفار کے باوجود دو درجن سے زائد کتب، حواشی اور تراجم قوم کو دیا ہے۔

اس عظیم اور عالمی شخصیت کو آخر کب اتنا وقت ملتا ہے جب وہ تصنیف وتالیف کا کام کرتے ہیں، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی متعدد تصنیفات کا ترجمہ عربی زبان میں آپ نے فرمایا، عربی زبان میں بخاری پر حاشیہ لگایا، دفاع کنزالایمان کے نام سے ترجمہ قرآن پر اعتراض کرنے والوں کا دندان شکن جواب دیا، دنیائے عرب کے وہابیوں کی تابوت میں المراۃ النجدیہ لکھ کر کیل ٹھونک دی، المعتقد المنتقد کا اردو میں ترجمہ کیا، اعلیٰ حضرت کا رسالہ شمول الاسلام کا عربی ترجمہ فرمایا، جب ٹی وی ویڈیو کی تحقیق کے نام پر ویڈیو فوٹو کے جواز کی کوشش کی جارہی تھی تو آپ نے اس کے جواب میں ''ٹی وی ویڈیو کا آپریشن'' نامی کتاب لکھ کر اہل علم پر حقیقت مسئلہ کو واضح فرمایا، جب جب کوئی فتنہ اٹھا اس کے خلاف میدان عمل میں آئے۔

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہوگئے چراغ
اختر رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی
جس کی وجہ آخر کیا ہے؟

کئی گھرانے اور خاندان ایسے تھے جنھیں کسی بھی صورت میں اعلیٰ حضرت اور بریلی منظور نہیں تھا۔ پہلے انہوں نے ہر طرح دبانے اور ختم کرنیکی کوشش کی لیکن جب پوری جماعت نے ان کو انکار دیا تو اس میں سے کچھ راہ راست پہ آئے اور کچھ نے علیحدگی اختیار کرلی، اور ہمیشہ تاک میں رہے کہ جیسے موقع ملے بریلی اور علمائے بریلی پہ وار کریں، اعلیٰ حضرت تک کسی طرح چلا حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم ہند کا دور آیا اس میں بھی انہیں کامیابی نہیں ملی، انتظار کرتے رہے، افتراق وانتشار کے جتنے طریقے

اور حربے ہو سکتے تھے انہوں نے اپنایا اور جب انہیں محسوس ہو گیا کہ فتنہ گروں کی ایک بڑی تعداد بریلی سے اب منہ پھیرنا چاہتی ہے، اس لئے کہ بریلی کی خانقاہ ان مولویوں کو نذرانہ نہیں دے رہی ہے، ان کی آو بھگت بھی نہیں کر رہی ہے، مدرسوں اور اکیڈمیوں کے نام پر چندہ بھی فراہم نہیں کرا رہی ہے، فتوؤں میں ان کی الٹی سیدھی تائید بھی نہیں کر رہی ہے۔ ان کے جلسوں اور دعوتوں کو ان کی مرضی کے مطابق قبول بھی نہیں کر رہی ہے۔ ان کے ہتھکنڈوں کو کامیاب کرنے میں مدد بھی نہیں کر رہی ہے تو انہوں نے الٹی تحقیق اور فضیلت کی بجائے فضیحت کے موضوع پر اپنا زور قلم صرف کرنا شروع کر دیا اور یہ سوچ لیا کہ اب بریلی کو ختم کر دیں گے۔ مرکزیت کو تقسیم کر کے مدرسوں کیلئے چندہ کی رسید کاٹ لیں گے اس خوش فہمی میں بعض عاقبت نا اندیشوں نے مرکزیت پہ حملہ کیا، تاج الشریعہ اور اکابر علماء فقہاء کی اہانت کا بیڑا اٹھایا، فتوؤں کا مذاق اڑایا، آزادی رائے کا تمسخر کیا، لیکن یہ سب کو معلوم ہونا چاہئے کہ سرکار اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام، حضور مفتی اعظم اور علامہ تحسین رضا خاں وفقیہ الاسلام تاج الشریعہ نے ہمیشہ سنت وشریعت کی خاطر زبان کھولی ہے، قلم چلایا ہے، ہمیشہ اللہ و رسول کے دشمنوں کی سرکوبی کی ہے، اس لئے انہیں اپنے دفاع کیلئے ٹیم بنانے کی ضرورت نہیں، ان کی طرف سے جواب دینے اور ان کی مدحت سرائی کیلئے اللہ نے امت کو مسخر فرما دیا ہے۔ اس افراتفری کے ماحول میں امام احمد رضا سوسائٹی کلکتہ کا یہ اقدام قابل تحسین وآفریں ہے اور یکے از خدام تاج الشریعہ حضرت مولانا شاہد القادری صاحب اور ان کے رفقائے کار قابل مبارکباد ہیں جنہوں نے تجلیات تاج الشریعہ کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اسلاف سے سچی محبت عطا فرمائے آمین۔ اعلیٰ حضرت اور بریلی کا نام لیکر اپنا کاروبار چلانے والے، بریلی کے ترانے گانے والے اور بریلی کے مخالفین کی دھجیاں اڑانے والے، بریلی کی حمایت میں دوسری خانقاہوں کے عزت و وقار کا تماشہ بنانے والے، حد تو یہ کہ جن کی دست بوس قدم بوسی کو سرمایہ افتخار اور نجات اخروی کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا ان کے حسب ونسب کی پیمائش کر ڈالی۔

ان کو دشمن اعلیٰ حضرت اور دشمن سنیت ثابت کر دیا، عرصہ تک ان کا سوشل بائیکاٹ کئے رکھا۔

آخر جس بریلی کی خاطر اتنی قربانیاں دی جاری تھیں اس میں اتنی خامیاں کہاں سے آگئیں، آخر بریلی کا نام آج کیوں پریشانی کا سبب بننے لگا۔ یہ اہل فہم پر پوشیدہ نہیں ہے۔ جب جب علماء اور امراء بگڑے ہیں قوم وملت کے لئے تباہیاں اور بربادیاں لیکر آئے ہیں۔

اللہ کا شکر ہے کہ اب بھی حق پسند، حق گو اور جرأت وہمت اور سچائی پیش کرنے والوں کی کمی نہیں ہے۔

اس گروہ اور جماعت کے سربراہ اور سرخیل وقائد کا نام تاج الشریعہ فقیہ اسلام حضور مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری میاں ہے، اللہ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ کا سایہ دراز فرمائے اور ان کا فیضان امت پر عام فرمائے۔ آمین۔

مفتی شبیہ القادری پوکھریروی سیوان (بہار) ☆

بیائے خامہ گرداری زبانے
بمدح شاہ سرکن داستانے

تاج الشریعہ مہبط انوار قدسی، مورد فیض ازل وابد، روح تصوف، میزان شریعت اور عکس جمیل حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ مولانا اختر رضا خان قبلہ مدظلہ العالی کی حیات طیبہ پر قلم فرسائی کے لئے بیٹھ گیا ہوں۔ یہ منہ اور مسور کی دال۔ ہم ذرہ ہائے خاک ہیں اور وہ آفتاب عالم تاب ہیں۔ اس سند افتخار عالم کی ہم کون سی خوبی اور حسن عمل کو لکھیں پڑھیں جس کا سراپا معجزات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک حسین معجزہ سے ہے۔ بقول حافظ شیرازی۔

بمشک چین و چگل نیست حسن گل محتاج
کہ نافہاش زبند قبائے خویشتن اوست
بیاور ید گرایں جابو زباں دانے
غریب شہر سخن ہائے گفتنی دارد

غالباً ۱۹۵۱ء یا ۱۹۵۲ء کی بات ہے کہ مہر چرخ ولایت حضور تاج الشریعہ اپنے آبائی مسکن محلہ خواجہ قطب کے محور سے گزرتے ہوئے دار العلوم منظر اسلام میں اردو کی پہلی کتاب دست مبارک میں لئے ہوئے جلوہ بار ہوتے تھے۔ ان کے ساتھ ان کے ایک بڑے بھائی تنویر رضا ہو؟ ۔ دونوں کی عمر میں ایک دو سال کا فرق تھا غرض دونوں آفتاب ماہتاب کی طرح ہوتے اس کی مصداق حضرت سعدی کا یہ شعر ہے۔

دو پاکیزہ پیکر چو حور و پری
چو خورشید وماہ از سہ دگر بری

اور نہایت ہی سنجیدگی سے کتاب لے کر دفتر میں منشی جی کے پاس بیٹھ جاتے بعد میں سنا گیا کہ ان کے برادر بزرگ تنویر رضا صاحب مفقود الخبر ہوگئے۔ اس زمانے میں راقم السطور بھی میزان الصرف وغیرہ دار العلوم منظر اسلام ہی کی ابتدائی درس گاہ میں پڑھتا تھا۔ حضرت کے چہرے پر نظر پڑ جاتی تو ایسا محسوس ہوتا کہ چہرہ عالم تاب سے نور ولایت چھن چھن کر ساری فضا کو نور بار کر رہا ہے۔

۔ بالائے سرش زہوشمندی
می تافت ستارۂ بلندی

گویا تاج الشریعہ کی ذات صدر رشک قمر اور رنگ رخ آفتاب ہے جہاں سے شعور و آگہی کا چشمہ پھوٹتا ہے جس کی ترجمانی حافظ شیرازی کا یہ شعر کر رہا ہے۔

اے نو بہار مارخ فرخندہ تال تو
مشروح کاس نامہ وخوبی جمال تو

غالباً ۱۹۶۱ء کا وقوع زار ہے کہ سیف اللہ المسلول رازئ وقت حضرت علامہ شاہ مولانا محمد ابراہیم رضا خان عرف جیلانی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ مفسر اعظم ہند کا وصال پر ملال ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس وقت حضور مفتی اعظم ہند اپنے رشد و ہدایت کے محبوب اسفار پر مظفر پور بہار کے دار العلوم کہواں میں تھے۔ حضرت کے پابوسوں اور عقیدت کیشوں میں ایک میں بھی دریوزہ گر کرم حضور مفتی اعظم ہند تھا جیسے ہی حضرت جیلانی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی خبر سرکار مفتی اعظم ہند کی زیر سماعت آئی ایسا محسوس ہوا کہ غم والم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہوں۔ حضور مفتی اعظم ہند نے انا للہ وانا الیہ راجعون کی تلاوت فرمائی اور فوراً کھڑے ہو گئے اور نماز عصر ادا فرمائی اور زاد سفر بندھوا کر فوراً بریلی شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔ غم کی شدت بھی کہنے کی نہیں اور خدا کی یاد بھی بھولنے کی نہیں، اویس قرنی کی شمع محبت سے جس کا دل روشن ہو جائے اس کے سامنے دنیا کا کوئی غم، غم نہیں ہے بلکہ اس کے نفس نفس سے اللہ اللہ کی صدا نکلتی ہے۔ جس کو حافظ شیرازی نے یوں پیش فرمایا ہے۔

آشنایان رہ عشق دریں بحر عمیق
غرقہ گشتند و نہ گشتند بآب آلودہ

ٹھیک بارہ بجے شب میں مسجد رضا بریلی شریف پہنچ گئے۔ نوافل و فرائض ادا کرنے کے بعد مسجد ہی میں شب زندہ داری کی صبح نماز فجر کے بعد محلہ خواجہ قطب میں جا کر تعزیت کی۔ اسی دوران میں خبر پرسی کرتے ہوئے کسی نے تذکرہ کیا کہ وارث علوم اعلیٰ حضرت حضرت علامہ اختر رضا خان مدظلہ العالی کو حضور جیلانی میاں رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے علمی اور دینی سارے اثاثہ کا امین و وارث بنا کر سارے سلاسل کی اجازت وخلافت بھی تفویض فرما دی ہے۔ حضور مفتی اعظم ہند کے دل کی بات تھی حضرت نے ارشاد فرمایا الحمدللہ۔

گرچہ اس زمانہ میں حضرت تاج الشریعہ مصر میں رفعت علوم کی منزلیں طے کر رہے تھے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

دور رہ کر بھی پاس ہے کوئی

اہتمام نظر کو کیا کہئے گویا حضور مفتی اعظم ہند نے الحمدللہ فرما کر حضور تاج الشریعہ کے مرجع عالم، فقیہ اعظم شیخ الانام اہل زہد وتقویٰ، خلوص وللّٰہیت ودین متین کے پیکر، پاسدار شرع، اسلاف کے عکس جمیل ہونے پر مہر لگا دی اور تاج الشریعہ کے سارے صفحات حیات پر ایسا صاف وشفاف رنگ وروغن چڑھا دیا جو تا حشر مشک بار رہے گا۔ بس حضور تاج الشریعہ کے فضل وکمال کی مشاطگی کے لئے حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ کی کہواں مظفر پور سے بریلی شریف واپسی کا تذکرہ میرے قلم کشی میں اس لئے آیا تا کہ باران فیض سے فصل بہار کا اتصال ہو جائے۔ حضور تاج الشریعہ ۲۴؍ ذیقعدہ ۱۳۶۲ھ بمطابق ۲۳؍ نومبر ۱۹۴۳ء بروز منگل محلہ سوداگران (رضا نگر) بریلی شریف کے مطلع انور پر طلوع ہوئے اور اپنی نورانی شعاعوں سے عالم کو جگمگانے کے لئے حضرت مفسر اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار سال چار ماہ چار دن کی عمر شریف میں رسم بسم اللہ خوانی کی ایک عظیم الشان تقریب منعقد فرمائی جس میں تمام اساتذہ منظر اسلام کی موجودگی میں تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ نے رسم بسم اللہ خوانی ادا فرمائی۔ سبحان اللہ اس کا فیض اتنی سرعت سے پھیلا کہ تاج الشریعہ کی ذات ایک مقناطیسی طاقت بن کر برصغیر ہند وپاک کے علماء، صلحاء، اولیاء اور دنیا کے بڑے بڑے دانشوروں مفکروں

اور مدبروں سے صد ہزار تحسین و مرحبا حاصل کرنے لگی۔

مبارک باد کن آں پاک جاں را
کہ زاید آں امیر کارواں را

ابھی ماضی قریب میں علماء عرب سے ایک محدث، محدث مکۃ المکرمہ حضرت علامہ شیخ الشیوخ سید محمد ابن علوی حسنی عباسی مالکی قدس سرہ السامی ۲۵ر اپریل ۲۰۰۲ء میں جامعہ رضا مرکز نگر بریلی شریف میں تشریف لائے شیخین یعنی حضور تاج الشریعہ اور محدث مکۃ المکرمہ سید محمد ابن علوی مدظلہما کی ملاقات ہوئی اور مصافحہ اور معانقہ کے بعد دونوں بزرگوں نے ایک دوسرے کی دست بوسی کی پھر مزاج پرسی کے بعد گھنٹوں عربی زبان میں گفتگو ہوتی رہی حضرت کو عربی گفتگو پر اس قدر قدرت حاصل ہے کہ بولتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مظفر پور کی لیچی تناول فرما رہے ہیں۔

تاج الشریعہ کے علم و فضل سے بے حد متاثر ہو کر بے پناہ محبت کا اظہار فرماتے ہوئے مفتی اعظم عالم کے گراں قدر لقب سے سرفراز فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میں حضرت تاج الشریعہ کو اس مقام پر فائز محسوس کرتا ہوں۔ جس سے الفاظ و حروف کی تعبیر آشنا نہیں۔ اے ماشاء اللہ

کس کو یارا ہے کہ خورشید کے آگے چمکے
شمع گل ہوتی ہے سورج کی ضیاء سے پہلے

حضور تاج الشریعہ نے اپنے کثیر اسفار رشد و ہدایت کے باوجود تصنیف و تالیف کا سلسلہ ہنوز جاری رکھا ہے۔ حضرت کے فتاوے زیر تدوین و ترتیب ہیں۔ انشاء اللہ بہت جلد پانچ جلدوں پر مشتمل چھپ کر منظر عوام و خواص پر آئے گا۔

حضرت کثیر التالیف و تصنیف بھی ہیں جس میں سے چند کتابیں یہ ہیں الحق المبین (عربی) (۲) ٹی وی، ویڈیو کا شرعی آپریشن (۳) تصویروں کا شرعی حکم (۴) فضیلت نسب (۵) فضیلت صدیق اکبر (۶) مراۃ النجدیہ (۷) ہجرت رسول ﷺ (۸) طلاق کا شرعی حکم (۹) ٹائی کا مسئلہ (۱۰) آثار قیامت (۱۱) حاشیہ بخاری (۱۲) جشن عید میلاد النبی ﷺ (۱۳) ازہر الفتاوی دو حصے انگریزی میں (۱۴) نعتیہ دیوان مسمی سفینۂ بخشش جسے حمد و نعت کا حسین گلدستہ کہا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ حضرت عربی، فارسی، اردو جس زبان میں چاہیں بداہۃً نعت گوئی فرماتے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ستھری اردو دست بستہ کھڑی ہے کہ مجھے نعت شریف میں پرو دیا جائے۔

مانہ بودیم دریں مرتبہ راضی غالب
کہ شعر خود خواہش آں کرد کہ گردد فن ما

جو حضور مفتی اعظم ہند کے کرم تلے اور حضرت مفسر اعظم ہند کے زیر تعلیم و تربیت پروان چڑھا ہو اسے تاج الشریعہ فقیہ اعظم اور مفتی عالم ہونے سے کون روک سکتا ہے۔

یہ فیضان نظر تھا یا مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اختر کو یہ سارے علم مشرق کے

کشور علم و فضل کے شہنشاہ اعظم اور اقلیم روحانیت کے برصغیر میں واحد نا خدا کی حیثیت سے جانے پہچانے جانے والے کا نام حضرت علامہ مولانا شاہ اختر رضا خان ازہری میاں قبلہ ہے۔ جنہوں نے دین متین کی حفاظت کے لئے اپنے مال و زر اور صحت و تندرستی راہ خدا میں نثار کر ڈالے۔

جان تجھ پہ نثار کرتا ہوں
میں نہیں جانتا مدعا کیا ہے

حضور تاج الشریعہ کو حضور مفتی اعظم ہند سے بیس سال کی عمر میں شرف بیعت حاصل ہوا اور پندرہ جنوری ۱۹۶۲ء میں ایک میلاد شریف کی متبرک محفل کے اندر حضور تاج الشریعہ کو حضور مفتی اعظم ہند جملہ سلاسل کی اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ جس

سرفرازی نے دنیا کے لاکھوں مسلمانوں کو سرفراز اور فیض رساں بنادیا حضور تاج الشریعہ کا حلقہ بیعت اور مریدین ان تمام ملکوں میں پھیلے اور چھائے ہوئے ہیں۔ ہندستان، پاکستان، بنگلہ دیش، سری لنکا، ماریشش، ہالینڈ، لندن اور ساؤتھ افریقہ وغیرہ ان میں علماء فضلاء، شعراء، ادباء، مشائخ، فصحا، مفکرین، محققین، مصنفین، ریسرچ اسکالر، ڈاکٹر اور پروفیسر وغیرہ کی کثرت ہے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند کے وصال کے بعد ہمارے مذہبی اور دینی کاز کے سب کچھ حضور تاج الشریعہ مفتی اعظم عالم ہیں جنہیں اکابر علمائے کرام وصوفیائے عظام اور دین سے آشنائی رکھنے والے دانشوروں نے قائم مقام حضور مفتی اعظم بنا کر ہم اہلسنت پر بڑا احسان کیا۔ بقول حافظ شیرازی۔

روشن از پرتو رویت نظرے نیست کہ نیست

منت خاک درت بر بصر نیست کہ نیست

حضور مفتی اعظم ہند کے جلسہ عرس چہلم میں تا حد نگاہ لاکھوں لاکھ کا ٹھاٹھے مارتا ہوا مجمع تھا اسٹیج صرف علماء، مشائخ اور صوفیاء سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا حضور حسن میاں و برہان ملت رضی اللہ عنہما میر مجلس کی حیثیت سے حاضر تھے جن کی تصدیقی مہر سے ہر فیصلہ تشنہ تکمیل محضر نامہ اپنے انجام اور تتمے کو پہنچتا ہے۔ ان ہی حضرات کا فیصلہ شدہ مسودہ پڑھا جا رہا تھا۔ جہاں سارے مجمع پر سناٹا ہی چھایا ہوا تھا لیکن جب حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا شاہ اختر رضا خان صاحب کا اسم مبارک قائم مقام حضور مفتی اعظم ہند کے آیا تو بلا مبالغہ پندرہ منٹ تک نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت مجمع میں گونجتا رہا جس سے معلوم ہوا کہ ساری دنیا کے سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں نے حضور تاج الشریعہ کو قائم مقام حضور مفتی اعظم ہند ہونے کی تائید کر دی ہے۔ اس موقع پر مجھے جناب ابراہیم ذوق کا یہ شعر کیف ومستی میں جھومنے کی دعوت دے رہا ہے۔

بھلا کہے جسے دنیا اسے بھلا سمجھو

زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو

اور بس انشاء اللہ باقی آئندہ

بحرف می تواں گفتن تمنائے جہانے را

من از ذوق حضور طول دادم داستانے را

مولانا محمد مبشر الاسلام نوری، دار العلوم فیض العلوم، ناٹا (جھارکھنڈ) ☆ 09334470010

دنیائے سنیت کی جلیل القدر، باوقار، ہر دلعزیز شخصیت، لاکھوں اہل عشق ووفا کے مرکز عقیدت، آبروئے اہل سنت، فخر سنیت، نازش علم وحکمت، جامع معقولات ومنقولات، سراپا استقامت وعزیمت، ماحی کفر وبدعت، ناصر دین وملت، بحر علم ومعرفت، صاحب کشف وکرامت، پیکر رشد وہدایت، شاہکار تقویٰ وطہارت، مخزن خلوص وللّٰہیت، رہبر شریعت وطریقت، پاسبان ناموس الوہیت ورسالت، تاج الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ الحاج مفتی شاہ محمد اختر رضا خاں قادری ازہری مدظلہ النورانی کی بین الاقوامی شخصیت (Personality) پوری دنیا میں آفتاب نصف النہار کی طرح درخشاں وتاباں ہے۔

مجدد دین وملت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے عظیم خاندان کے عظیم سپوت اور فرزند جلیل ہونے کے سبب ہی سے آپ مشہور نہیں ہیں بلکہ اپنے ذاتی محاسن وکمالات، تبحر علمی، صالح قیادت وسیادت، علمی وفقہی بصیرت، خدمت دین وسنیت کی بنیاد پر آپ نے شہرت ومقبولیت عامہ حاصل کی ہے۔ آج پوری دنیا میں آپ متعارف ہیں۔ حضرت کی ذات ستودہ صفات سے ایک عالم فیضیاب ہورہا ہے۔ آپ کے علم وفضل، زہد وتقویٰ، رشد وہدایت، دعوت وتبلیغ، جذبہ خدمت ملت بیضا، اسلام کے ابدی وآفاقی (Divine) پیغام کو اطراف واکناف عالم میں پھیلانے کی لگن اور شوق، عقائد حقہ کی صحیح ترجمانی کا بلاشبہ کوئی جواب نہیں ہے۔ امام احمد رضا بریلوی کے نقوش قدم کو اپناتے ہوئے تاج الشریعہ نے پیام عشق رسول سے لاکھوں لوگوں کے دلوں کو منور ومجلیٰ کردیا۔ تاریک راہ پر چلنے والے ہزاروں مسافروں کو قندیل راہ حیات دے دی۔ آپ نے دین کی خدمت صرف برصغیر ہندوپاک ہی نہیں بلکہ تمام براعظموں (Continents) میں کی ہے اور سنیت کا اُجالا اور عشق وعرفان محبت خدا اور رسول کا پیغام پوری دنیا میں لوگوں کو دیا ہے۔

ان کی باکمال شخصیت، علمی عبقریت، شان فقر واستغنا، دنیا سے دوری، تقویٰ شعاری، عجز وانکساری، رحمت وشفقت، تواضع، منکسر المزاجی اور نورانی صورت سے متاثر ہوکر کفر وشرک کی گھٹا ٹوپ تاریکی میں رہنے والے سیکڑوں لوگوں نے مذہب اسلام قبول (Embrass) کیا۔ ہزاروں بے نمازیوں، بدکاروں اور نافرمان بندگان خدا نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی سعادت حاصل کر کے اپنی دنیا وعقبیٰ کو سنوار لیا۔

ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقش پا چراغ
وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

اوراس طرح ان کی زندگی میں ایسا انقلاب آیا کہ پیچھے کی تاریک زندگی کی طرف کبھی مڑ کر دیکھنا بھی گوارانہ کیا، ہندستان کا کون سا ایسا صوبہ ہوگا جہاں آپ کا ورود مسعود نہ ہوا ہو۔ بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ کون سا شہر ہوگا جہاں حضرت کا قدم مبارک نہیں پہنچا۔ کون سا شہر ہوگا جہاں کے ذروں نے قدمبوسی کا اعزاز حاصل نہیں کیا۔ جدھر دیکھو تاج الشریعہ کی دھوم مچی ہوئی ہے۔ آپ کی ذات بابرکات اور جامع الصفات سے لاکھوں فرزندان توحید، ہدایت و اخلاق، اخلاص ومحبت، سلوک ومعرفت، علم وفضل کی گرانقدر دولت وثروت سے استفادہ کر رہے ہیں۔ خدائے تعالیٰ کا لاکھ لاکھ فضل واحسان ہے کہ ہمارے درمیان اتنے بڑے اور باکمال شیخ طریقت، عامل سنت، دین حق کے سچے رہبر و رہنما اور روحانی پیشوا (Spiritual Guide) موجود ہیں۔ واقعی میں ایک دینی رہنما ، مبلغ اسلام، اور حقیقی وارث نبی میں جن فضائل و کمالات کی ضرورت ہوتی ہے، جن ہتھیاروں سے مسلح ہونا چاہئے آپ کے اندر وہ ساری چیزیں بدرجہ اتم موجود ہیں ———— یہ ساری چیزیں اعلیٰ حضرت کے ورثے سے آپ کو ملی ہیں۔ حضرت کو دیکھئے اور دیکھتے رہ جائیے۔ طبیعت سیراب نہیں ہوتی، دیدار کی تشنگی باقی رہ جاتی ہے۔ لگتا ایسا ہے کہ ہمیشہ ان کا دیدار کرتا رہوں۔ وہ من موہنی صورت جس سے معصومیت ٹپکتی ہے۔ وہ دلکش ودلآویز شکل وشباہت کہ بس نظروں میں بسائے رکھئے۔ وہ حسن تمام کہ گرویدہ ہوجائیے۔ وہ چہرے اور بشرے کی رونق اور جمال کہ ایک جہاں فریفتہ ہوجائے۔ وہ روئے جہاں آرا کہ عاشق قربان ہوجائے۔ وہ رخ انور کی دلکشی ، دلفریبی، کشش (Attraction) اور جاذبیت کہ انسان کی بھوک اور پیاس کا خاتمہ ہوجائے ۔ دل کی پژمردہ کلیوں میں رعنائی وشادابی لوٹ آئے اور دل کا اجڑا ہوا چمن آباد وشاداب ہوجائے۔ روح کو بالیدگی اور قلب مضمحل کو طمانیت ، وسکینت کی دولت بے بہا نصیب ہوجائے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ کا دیدار مشام دل وجان کو معطر و معتبر کرنے کے ساتھ ساتھ خدا کی یاد دلاتا ہے۔ سچ فرمایا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہ جس مرد مومن کو دیکھ کر خدائے ذوالجلال کی یاد آجائے وہ اللہ کا ولی ہے۔ اس کی ترجمانی کسی نے یوں کی ہے۔

خدا کی قسم وہ خدا کے ولی ہیں
جنھیں دیکھنے سے خدا یاد آئے

آج کے دور قحط الرجال میں ایسی علمی، روحانی، عرفانی، نورانی شخصیت کا ملنا بہت اور بہت دشوار ہوچکا ہے۔ حضرت کی کن کن خوبیوں کو بیان کیا جائے، کن کن محاسن ومزایا کو صفحۂ قرطاس پر لایا جائے۔ جس نہج اور زاویہ فکر سے دیکھئے ہر اعتبار سے ہندوپاک میں دور دور تک ان کا کوئی بدل اور نظیر نظر نہیں آتا۔ ان کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اسلامی وضع قطع ،کلیدار کرتا، شلوار، عمامہ چمکتا دمکتا چہرہ، متوسط قد، جھکی جھکی نگاہیں، گھنی داڑھی، نگاہوں سے تقدس ٹپکتا ہوا، گورابدن جو روشن ہی روشن ہو، وجیہ باثر، باوقار، بارعب ودبدبہ، یہ حضرت ازہری میاں ہیں۔ کبھی لاکھوں معتقدین ومتوسلین وارادتمندوں کے ہجوم میں رشد وہدایت اور پند ونصائح کے گوہر آبدار بکھیرتے نظر آتے ہیں تو کبھی اصحاب علم ودانش، اہل فکر ونظر، ارباب تدبر وحکمت کے جلو میں جلوہ گر ہوکر علم وفضل کے نایاب موتی لٹا رہے ہیں اور اپنے تبحر علمی، عبقریت، شان ولایت و انفرادیت کا لوہا منواتے نظر آتے ہیں۔ کبھی دارالافتاء والقضاء میں مسند نشیں ہوکر ملک وبیرون ملک (Abroad) سے آئے ہوئے سوالات کے جوابات اپنے نوک قلم سے تحریر کرتے ہوئے مسائل لاینحل کو بحسن وخوبی سلجھاتے نظر آتے ہیں اور حیرت بالائے حیرت تو یہ ہے کہ سوال صرف ہماری اردو زبان میں نہیں ہورہا ہے

بلکہ مستفتی اردو میں بھی سوال کررہا ہے۔عربی اور انگریزی میں بھی سوال کررہا ہے۔ یہ محلہ سوداگراں بریلی کا دارالافتاء ہے جہاں کوئی اور نہیں علم وحکمت کے بحر ذخار، دینی وعصری علوم کے ماہر علامہ ازہری میاں فائز ہیں اور ان تمام زبانوں میں جواب دیا جارہا ہے۔یہ انڈیا کا پہلا دارالافتاء ہے جہاں کا مفتی اپنے قلم سیال سے خود مختلف زبانوں میں جواب دے رہا ہے۔کبھی مفتیان کرام، علمائے اسلام ومشائخ عظام کے جھرمٹ میں ہیں اور فقہی مسائل پر تبادلہ خیالات کرتے نظر آتے ہیں اور آپ کا مشورہ اور رائے حرف آخر ہوتی ہے۔سب آپ کے فضل وکمال اور خداداد علمی استعداد و صلاحیت کے قائل ہیں۔ کیا مجال کہ کوئی اعتراض (Objection) کرے۔ جہاں بڑے بڑے فقہائے ملت کو حل (Solution) کی صورت نظر نہیں آتی آپ اپنی قابلیت و ذہانت کی بنیاد پر پیچیدہ مسائل کو بہت جلد حل فرمادیتے ہیں۔

سفر میں ہوں کہ حضر میں، رزم میں ہوں کہ بزم میں، نماز کی پابندی اور اوراد ووظائف کا معمول، فرائض وواجبات وسنن ومستحبات پر عمل،شریعت اسلامیہ کی پاسداری،سنت رسول کا خیال،خوب سے خوب کرتے ہیں،کوئی کوتاہی نہیں،کوئی کمی نہیں، کوئی غفلت نہیں، قدم قدم پر احکام شریعت کا لحاظ آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔سنت کے خلاف کوئی بھی عمل نہیں ہے بلکہ آپ تو سنت رسول کی چلتی پھرتی تصویر ہیں۔آپ کو دیکھ کر تو ہمارے اسلاف کی یادیں تازہ ہوجاتی ہیں۔

اللہ اللہ، یہ شان ہے، یہ مرتبہ ہے حضرت تاج الشریعہ کا، دنیا محو حیرت ہے کہ یہ کون انسان ہے جہاں جاتا ہے وہاں رونق ہی رونق آجاتی ہے۔وہاں کی فضا مشکبار ہوجاتی ہے۔کشاں کشاں مخلوق خدا جمع ہوجاتی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں پروانوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر اکٹھا ہوجاتا ہے۔ان کی ہردلعزیزی مقبولیت (Popularity) کی یہ سب سے بڑی اور راسخ دلیل ہے۔یقیناً دیوانہ رسول جدھر جاتا ہے اپنے نقوش چھوڑ جاتا ہے۔ اور زمین کا وہ حصہ جہاں قدم ناز پڑتا ہے، بہجت ومسرت سے لبریز ہوکر وجد کرتا ہے۔اپنی قسمت پر ناز کرتا ہے۔

دیوانگان عشق محمد کو دیکھ کر
گھبراگئی ہے گردش دوراں کبھی کبھی

میں نے جب بھی حضرت کی زیارت کی یا تو عرس کا موقع رہا ہے یا کسی عظیم الشان اجلاس یا کانفرنس کا۔مبارکپور میں، کبھی گھوسی میں، کبھی حیدرآباد دکن میں، کبھی ہزاری باغ میں، کبھی دارالسلطنت دہلی میں، ہر جگہ انبوہ کثیر دیکھا ہے۔اور حضرت کی ایک جھلک پانے کے لئے پروانہ وار اہل عشق ووفا کو جمع ہوتے دیکھا ہے۔کیا مسلم، کیا غیر مسلم، جو بھی دیکھتا ہے متاثر ہوجاتا ہے اور عقیدت واحترام سے ان کے سر جھک جاتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے لوگ سوال کرتے نظر آتے ہیں کہ یہ کون ہستی ہے جن کی راہ پر گلہائے رنگارنگ برسائے جارہے ہیں۔اور جن کے دیدار کے واسطے نظروں کا فرش بچھائے ہوئے ہیں۔اس موقع پر حضرت کے دورۂ حیدرآباد دکن کا تذکرہ کرنا بہت مناسب سمجھتا ہوں۔میں نے ستمبر ۱۹۹۹ء میں سارا منظر ضبط تحریر کرلیا تھا۔ اس سے بخوبی اندازہ لگالیں کہ جنوبی ہند میں بھی آپ کی شخصیت قابل صد احترام اور مرکز عقیدت ومحبت ہے۔ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

تاج الشریعہ کی حیدرآباد دکن میں تشریف آوری

۱۹ر ستمبر ۱۹۹۹ء اتوار کا دن مسلمانان حیدرآباد کے واسطے خوشیوں اور مسرتوں کا مژدہ جانفزا سناتا ہوا نمودار ہوا تھا کیوں کہ اسی تاریخ کو عالم اسلام کی ایک ممتاز شخصیت تاج الشریعہ

جانشین حضور مفتی اعظم ہند، علامہ اختر رضا خان ازہری صاحب مدظلہ النورانی کا دس سال کے وقفہ کے بعد شہر فرخندہ مدینۃ الاولیاء حیدر آباد میں ورود مسعود ہونے والا تھا۔ کئی دنوں سے مقامی اخبارات اور سٹی کیبل کے ذریعہ آپ کی آمد کا اعلان کیا جا رہا تھا۔ عاشقان امام احمد رضا بڑی بے تابی و بے قراری سے اس مبارک دن کا انتظار کر رہے تھے۔ سنی حلقوں میں ہر طرف چرچہ عام تھا کہ آمد آمد ہو رہی ہے۔ خدا خدا کر کے وہ دن آ گیا جس کے لئے نظریں فرش راہ بنی ہوئی تھیں۔ کافی دنوں سے میمن رضوی برادران کی طرف سے پیہم کوشش ہو رہی تھی کہ حضرت کو لایا جائے مگر مصروفیات زیادہ ہونے کی وجہ سے تاریخ نہیں مل رہی تھی۔ پہلے اعلان ہوا تھا کہ حضرت صبح ۱۰ بجے عروس البلاد ممبئی سے بذریعہ Indian Airlines تشریف لا رہے ہیں مگر اچانک فون آیا کہ دہلی سے آنے والی فلائٹ سے ۶ بجے شام کو آئیں گے۔ مجلس استقبالیہ کی جانب سے آپ کو کاروں، موٹر سائیکلوں کے قافلہ کے ساتھ Airport سے لانے کا انتظام کیا گیا تھا اور عظیم الشان پیمانے پر استقبالیہ (Reception) کا بھی اہتمام تھا۔ بھلا کیوں نہ ہو، گلشن امام احمد رضا کے گل سرسبد کی آمد آمد ہو رہی تھی۔ آپ کی آمد کی اطلاع پا کر آندھرا پردیش کے مختلف اضلاع کریم نگر، عادل آباد، نظام آباد، محبوب نگر، ورنگل، نلگنڈہ، وجے واڑہ کے علاوہ گلبرگہ شریف، بیدر، کرناٹک اور ناندیڑ مہاراشٹر کے علاقوں سے مریدین و متوسلین اور بیعت کی خواہش رکھنے والے مسلمان آ چکے تھے۔ صرف گلبرگہ سے چار تا پانچ سو میں علماء و مریدین آئے تھے۔ فلائٹ کی لینڈنگ (Landing) سے دو گھنٹے پہلے ہی مختلف مدارس کے اساتذہ وطلبہ، ائمہ مساجد، اسلامی تنظیموں وتحریکوں کے سربراہان، صدور وارکان و دیگر سنی برادران حضرت کے پرتپاک خیر مقدم اور شاہانہ استقبال کے لئے ہاتھوں

میں بینر لئے، بلے لگائے ایئر پورٹ پہنچ چکے تھے۔ بڑی ہی بے قراری سے انتظار ہو رہا تھا۔ بالآخر وہ ساعت سعید آئی جب طیارہ نے لینڈ کیا۔ اترنے کے بعد حضرت نے سب سے پہلے مغرب کی نماز ادا کی۔ وہاں "انجمن فدایان احمد رضا" کے سربراہ ارکان و دیگر تحریکوں کے صدور نے گلپوشی کی جیسے ہی لوگوں کو معلوم ہوا کہ آمد ہو چکی ہے سبھوں نے قطار بنالی۔ ایک لمبی قطار تھی، ہر طرف ٹوپی وعمامہ میں ملبوس اہل ایمان نظر آ رہے تھے۔ سب کی نگاہیں (Exit) نکلنے کے گیٹ پر لگی ہوئی تھیں۔ کہ کب دیدار ہو، اسی شوق میں سینکڑوں کی تعداد میں لوگوں نے (Entrance) ٹکٹ لے کر اندر جانے کو ترجیح دیا۔ Waiting Hall مسلمانوں سے بھرا ہوا تھا۔ عجیب ایمان افروز سماں تھا۔ عجیب پرکیف منظر تھا وہ۔ جدھر دیکھئے ان کے ماننے والے۔ ان کے چاہنے والے تھے۔ راقم الحروف اگرچہ ۷ بجے شام کو وہاں پہنچا تھا ٹکٹ لے کر اندر جانے میں کامیاب ہو گیا۔ نماز ووظیفہ سے فراغت کے بعد حضرت گیٹ کی طرف متوجہ ہوئے۔ لوگوں نے ہر طرف سے گھیر لیا تھا۔ صرف ایک جھلک کے لئے، مصافحہ ودست بوسی کے واسطے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی جدوجہد کر رہے تھے۔ نظر پڑتے ہی نعرہ تکبیر ورسالت اور جانشین مفتی اعظم ہند، مسلک اعلیٰ حضرت تاج الشریعہ زندہ باد سے ایئر پورٹ کی فضا گونج اٹھی۔ در و دیوار دہل گئے۔ نعرہ پہ نعرہ لگ رہا تھا۔ آنے جانے والے مسافر بھی حیران و ششدر رہ گئے۔ وہاں حضرت سبھوں کی نگاہوں کے مرکز بن گئے۔ لوگ حیران تھے کہ آخر کون ہے یہ ہستی؟ جس کا اس قدر استقبال ہو رہا ہے۔ عجیب مسرت وفرحت بخش ماحول تھا۔ اندر عقیدت مندوں کی تعداد اتنی تھی کہ ان کو باہر نکلنے میں بڑی دقت ہو رہی تھی۔ بالآخر پولس کے عملہ کو ہجوم پر قابو پانے کے لئے مزاحمت کرنی پڑی۔ انہوں نے آپ کو اپنی حفاظت میں لے لیا۔

اس کے باوجود بھی پولس والوں کو کافی دشواری ہو رہی تھی۔ باہر نکلنے میں آدھا گھنٹہ لگ گیا تھا۔ نعروں کا اٹوٹ سلسلہ جاری تھا۔ باہر بھی نعروں کی گونج سنائی دے رہی تھی۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ صف بستہ کھڑے تھے۔ پھر جلوس کی شکل میں حضرت کو پرانی حویلی لایا گیا۔ جس شاہراہ سے بھی یہ نورانی قافلہ گزر رہا تھا لوگ پتھرائی ہوئی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے، راستہ بھر فلک شگاف نعرے لگائے جا رہے تھے۔ عجیب پر کیف منظر تھا۔

چار مینار کے قریب واقع نایاب فنکشن ہال میں بعد نماز مغرب عظیم الشان پیمانے پر جلسہ کا آغاز ہو چکا تھا۔ جلسہ کو آندھرا پردیش و کرناٹک کے ابھرتے ہوئے خطیب، فاضل نوجوان مولانا محمد قمر احمد اشرفی مصباحی مہتمم دار العلوم محمدیہ حیدر آباد، شہناز دکن مولانا قاری مجیب علی رضوی، مولانا محمد حسان فاروقی نگراں سنی دعوت اسلامی اے پی، مولانا قاری عبداللہ الازہری القریشی استاذ جامعہ نظامیہ حیدر آباد نے خطاب کیا۔ پورا ہال سامعین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ خواتین کی بھی اچھی خاصی تعداد تھی۔ حضور تاج الشریعہ کی ایمان افروز ناصحانہ تقریر سے پہلے مولانا عبداللہ قریشی نے اس طرح اظہار خیالات کیا۔

"میں کافی دنوں سے مشتاق تھا کہ حضور ازہری میاں کا دیدار ہو، وہ قابل صد احترام شخصیت ہیں۔ میں نے جامعہ الازہر میں ان کا زمانہ طالب علمی دیکھا ہے۔ وہ اسی وقت شریعت کے بڑے پابند تھے، اخلاص و تقویٰ، طہارت، اخلاق و کردار کا پیکر پایا۔ بعد نماز فجر وہ اپنے کمرے میں اپنے خاندان کے معمول کے مطابق تلاوت قرآن، وظائف، و ذکر اذکار میں مستغرق رہتے تھے۔ اگر بتی جلاتے، فاتحہ خوانی کرتے۔ مصر میں رہتے ہوئے انہوں نے بزرگان دین و صالحین کے یوم وصال کے موقع پر ایصال ثواب و فاتحہ کی مجلس کا اہتمام کیا۔ ہم کو مدعو کرتے اور دیگر طلبہ کو بھی دعوت دیتے۔ پورے ازہر یونیورسٹی کے طلبہ میں ان کا اثر و رسوخ تھا۔ وہ ہمیشہ مطالعہ کتب میں مصروف رہتے اور اکثر اوقات وہاں کے اساتذہ سے مختلف موضوعات پر علمی، فقہی مذاکرہ، مباحثہ کرتے۔ وہ پوری یونیورسٹی میں مشہور ہو چکے تھے۔ انہوں نے دور طالب علمی ہی میں اساتذہ و طلباء سے اپنی خداداد استعداد کا لوہا منوا لیا تھا۔ عشق رسول ان کا خاص امتیاز تھا۔ وہ وہابی گستاخ رسول کو دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک ہندی طالب علم سے میں نے دریافت کیا کہ کہاں سے پڑھ کر آئے ہو اس نے کہا "دار العلوم دیوبند سے اس وقت مولانا اختر رضا بھی موجود تھے۔ یہ سن کر فوراً انہوں نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، پڑھنا شروع کر دیا۔ سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میں نے ان کو سادات کی بے انتہا تعظیم و توقیر کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

حضور تاج الشریعہ علماء و مشائخ و سادات دکن کے درمیان اسٹیج پر ایسا لگ رہے تھے کہ گویا کہ پروانوں کے بیچ "شمع فروزاں" رکھی ہوئی ہے۔ سب کی نگاہیں دیدار کے لئے اٹھی ہوئی تھیں۔ آپ کے واسطے بچی ہوئی خوبصورت کرسی لائی گئی۔ مگر سادات کرام کی تعظیم بجالاتے ہوئے اس پر جلوہ افروز ہونے سے انکار کر دیا۔ اور کھڑے ہو کر ہی "صراط مستقیم" کے موضوع (Topic) پر تقریباً ۲۵ منٹ تک شاندار علمی، عرفانی تقریر فرمائی۔ آپ نے مسلک اعلیٰ حضرت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ کوئی نیا مسلک نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت وہی ہے جو امام اعظم علیہ الرحمہ کا مسلک ہے، ہمارا عقیدہ وہی ہے جو امام اعظم کا عقیدہ تھا۔ اس لئے مسلک اعلیٰ حضرت تو عقائد اہل سنت کے عین مطابق ہے۔ بزرگان دین، صالحین کا راستہ ہی صراط مستقیم ہے۔ اختتام جلسہ پر حضرت ہی نے

اپنی میٹھی وشیریں زبان سے مشہور زمانہ سلام "مصطفیٰ جان رحمت پر لاکھوں سلام" پڑھ کر دلوں میں عشق رسول اور ایمان کو تازہ کر دیا۔ بعدہ ہزاروں کی تعداد میں مسلمانان دکن حلقۂ ارادت میں شامل ہوئے۔

دوسرے دن شہر حیدر آباد سے تقریباً ۴۰ کیلومیٹر کی دوری پر معین آباد میں مولینا مجیب علی رضوی حیدر آبادی کی سرپرستی میں چلنے والے ادارہ "دار العلوم فیض رضا کی عمارت جدید اور ایک مسجد کا حضرت کے ہاتھوں افتتاح (Inaguration) ہونے والا تھا۔ چونکہ کافی دنوں کے بعد ایسا زریں موقع ملا تھا اس لئے راقم الحروف نے اپنی تدریسی مصروفیت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے معین آباد کا قصد کرلیا تاکہ پیرومرشد کے قرب میں کچھ لمحات گزارنے کا اور شربت دیدار نوش کرنے کا موقع ملے۔ شہر سے دور ہونے کے باوجود وہاں دیکھا تو لوگوں کی کافی تعداد موجود تھی۔ اورانہوں نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ افتتاح کے موقع پر حضرت نے دیکھا کہ ایک سنگ مرمر پر "مسجد رسول" کندہ تھا جو زمین پر نصب کیا ہوا تھا۔ حضرت نے فوراً مولینا مجیب علی سے فرمایا کہ اس کا نام "مسجد آل رسول" رکھئے۔ اس واقعہ سے محبت آل رسول کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ آخر وہ وقت فرقت آیا جب ہم لوگوں نے بادیدۂ نم الوداعی سلام کیا۔ اور حضرت کی کار بیگم پیٹ ایئر پورٹ کے لئے دندناتی ہوئی روانہ ہوگئی۔ اور ہم تھرائی ہوئی نگاہوں سے دیکھتے ہی رہ گئے۔ حافظ اقبال رضوی حیدر آبادی کا بیان ہے کہ جب حضرت سوار ہونے کے لئے طیارہ کی طرف روانہ ہوئے تو الوداع (Seeoff) کرنے والے مریدین، احباب اشکبار ہوگئے اور کچھ تو ایسے بھی تھے جو ہچکیاں لے کر رو رہے تھے۔

میری زندگی کا ناقابل فراموش دن

ادھر سے کون گزرا تھا کہ اب تک
دیار کہکشاں میں روشنی ہے

بلاشبہ حضرت کی ذات اندھیری رات کے مسافروں کے لئے مشعل ہدایت اور منارہ نور کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان کا فضل وکمال دلکش اور نکھری ہوئی شخصیت ہی کچھ ایسی ہے کہ دیکھنے والا فوراً متاثر ہو جاتا ہے۔ اور آپ کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ میری زندگی کا وہ تابناک اور ناقابل فراموش دن تھا۔ جب مرشد برحق کا پہلا دیدار ہوا تھا۔ اور دیدہ و دل کو جلا بخشا تھا۔ دل کی تاریکی ہمیشہ کیلئے چھٹ گئی۔ راسخ الاعتقادی کی دولت لازوال مل گئی۔ بدعقیدگی کا سایہ مٹ گیا۔ جولائی ۱۹۸۵ء میری زندگی کا Turming point ثابت ہوا جب مدرسۃ العلماء گھوسی میں عرس امجدی کے پربہار موقع پر میری نگاہوں نے حضرت کا نورانی چہرہ دیکھا تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب میں طفل مکتب تھا۔ عقل وشعور زیادہ نہیں تھا۔ میں پہلے دیوبندی مکتب فکر کے مدرسے میں زیر تعلیم تھا اور یوپی کے دیوبندی مدرسہ میں جانے کے لئے پر تول رہا تھا۔ مگر والد مرحوم صحیح العقیدہ سنی تھے۔ ان کی قطعی خواہش نہیں تھی کہ میں دیوبندی مدرسہ جاؤں۔ اس لئے انہوں نے مجھے ایک رشتہ دار حضرت مولینا محمد شہید الرحمٰن رضوی مہتمم مدرسہ قادریہ، توریہ دمکا اور مولینا قاری محمد منظور احمد مصباحی صدر المدرسین، مخدومیہ انوار العلوم اسہنا ضلع دیوگھر جو اس وقت فیض العلوم محمد آباد گوہنہ میں زیر تعلیم تھے، اور دیوبندیوں کے عقائد باطلہ کی نشاندہی کی تھی۔ سمجھا بجھا کر لے گئے۔ دل میں سوچتا تھا کہ کسی طرح ایک سال گزاروں گا اس کے بعد دیوبندی مدرسہ میں داخلہ لے لوں گا۔

اسی دوران عرس امجدی کی تقریب سعید آگئی تھی اور ان دونوں کی معیت میں گھوسی چلا گیا۔ میں نے دیکھا کہ لوگوں کا بڑا ہجوم ہے۔ تکبیر ورسالت اور ازہری میاں کے فلک شگاف نعروں سے پوری فضا معمور ہوگئی۔ اور ایک بزرگ، نورانی ہستی، عشاق اور دیوانوں کے درمیان خراماں خراماں رواں دواں تھی۔ ان کی ایک جھلک پانے کے لئے کیا علماء، کیا طلب اور کیا عامۃ الناس سبھی ایک دوسرے پر ٹوٹ رہے تھے۔ سچ ہے۔

جودلوں کو فتح کرلے وہی فاتح زمانہ

عصر کا وقت ہو چکا تھا۔ کریم الدین پور کی ایک مسجد میں حضرت نے عصر کی نماز پڑھائی اور بعد نماز وہیں جلوہ فرما رہے۔ میں نے بالکل قریب سے دیدار کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے اسی جگہ لوگوں کو مرید کرنا شروع کردیا۔ میرے کرم فرمانے مجھے سامنے بیٹھایا اور کہا تم بھی مرید ہو جاؤ۔ اس وقت میں نہ مریدی سے واقف تھا اور نہ ہی پیری سے۔ اور نہ ہی اعلیٰ حضرت و مفتی اعظم ہند علیہما الرحمۃ الرحمٰن کے نام سے میرے کان آشنا ہوئے تھے۔ براہ راست حضرت کے نورانی ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور بیعت کی سعادت سے بہرہ ور ہو گیا۔ حلقہ ارادت میں آنا تھا کہ زندگی کی کایا ہی پلٹ گئی۔ ذہن و دماغ کے دریچے کھل گئے اور سارے شکوک وشبہات کا ازخود ازالہ ہوتا چلا گیا۔ حضرت کے دیدار اور ایک نگاہ کرم نے جو ذرہ نوازی کرم فرمائی کی اسے تاحین حیات فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے۔ ان کا دیا ہوا شجرہ جس میں دست مبارک سے حضرت نے اپنا دستخط فرمایا تھا بعد نماز فجر پڑھنا روز مرہ کا معمول بن گیا تھا۔ پھر کیا تھا بدمذہبیت کے خندق میں جانے سے محفوظ و مامون ہوگیا۔ مجھے خیال آتا ہے کہ اسی موقع پر گریڈیہہ کے مولینا محمد انوار احمد رضوی کے سر اس بھیڑ میں مسجد کی چہار دیواری (Boundry) کی اینٹ گر گئی جس کی وجہ سے خون جاری ہوگیا اور چوٹ لگ گئی تھی۔

حضرت قریب آئے اور آپ نے سر پر دست شفقت رکھا کہ خون بند ہوگیا اور ساری تکلیف یکلخت دور ہوگئی۔ اس اعتبار سے بھی وہ دن قابل یادگار ہے کہ جب میں نے رئیس التحریر قائد اہلسنت حضرت علامہ ارشد القادری، شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری، بحر العلوم مفتی عبدالمنان اعظمی جیسے اکابر علماء اور اساطین ملت کو زندگی میں پہلی بار دیکھا تھا۔

خدائے تعالیٰ نے آپ کو مرکز عقیدت بنایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں جہاں آپ کا ورود مسعود ہوتا ہے مرجع خلائق بن جاتے ہیں۔ یہ آپ کی مقبولیت اور محبوبیت کی واضح دلیل اور نشانی ہے۔ فی زمانہ سب سے زیادہ کسی پیر و مرشد کے معتقدین و متوسلین ہیں تو بلا مبالغہ میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ ''تاج الشریعہ علامہ ازہری میاں کی ذات گرامی ہے۔ اور قابل غور پہلو یہ ہے کہ سب سے زیادہ علماء آپ کے حلقہ ارادت سے وابستہ ہیں۔ مرید بنانے کے لئے حضرت نے کسی جدید Technology کا مثلاً انٹرنیٹ، ای میل، کا کوئی سہارا نہیں لیا اور نہ ہی شہرت و عظمت و کرامت کا ڈھنڈورا پیٹا گیا۔ اور نہ ہی کوئی پرچار کیا جو آج کل مریدین کی تعداد میں اضافہ کے لئے خوب چلا ہوا ہے۔ اس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ حضور ازہری صاحب کو جو مقبولیت حاصل ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اہل علم و دانش اور عامۃ الناس میں آپ کی شہرت، عزت واحترام کا ابھی کوئی جواب ہی نہیں ہے۔ سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے واسطے اس دور پرفتن میں آپ یقیناً شمع ہدایت اور مینارہ نور کی حیثیت رکھتے ہیں۔ خلاق عالم تاج الشریعہ کا سایہ شفقت و کرم تادیر ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے اور جملہ سلاسل کے متوسلین کو باہم اتحاد و اتفاق، اخوت ومودت کے ساتھ رہنے اور سنیت کی صحیح ترجمانی اور اس کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

چمنستان رضا کے گل سرسبد

حافظ غضنفر محمود رضوی، رکن امام احمد رضا سوسائٹی، کولکاتا ☆

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

گلستان رضویت کے مہکتے پھول، چمنستان اعلیٰ حضرت کے گل خوشرنگ، مذہب اسلام کی آن بان، سنیوں کی شان، مفسر اعظم ھند کا درخوب آب، حجۃ الاسلام کا فضل وکمال مفتی اعظم ہند کا تقویٰ یعنی جامع معقولات ومنقولات نبیرۂ اعلیٰ حضرت جانشین مفتی اعظم ہند قاضی القضاۃ فی الھند حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان ازہری قادری برکاتی رضوی مدظلہٗ العالی (بریلی شریف) اکیسویں صدی عیسوی میں عالم اسلام کے عظیم مفکر، قادر الکلام شاعر، منطق وفلسفہ میں یادگار امام غزالی، تصنیف وتالیف میں ثانی عبدالحق محدث دہلوی، تاریخ وسیر کے محقق بے بدل اور تصوف کی دنیا میں جنید وشبلی کے خوشہ چیں نظر آتے ہیں۔

تاج الشریعہ کا علمی مقام

درس و تدریس: تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان ازہری کو ۱۹۶۷ء میں دارالعلوم منظر اسلام بریلی میں درس دینے کے لئے پیشکش کی گئی آپ نے اس دعوت کو قبولیت سے سرفراز کیا۔ ۱۹۶۷ء میں تدریس کے مسند پر فائز ہوگئے۔ تاج الشریعہ کے برادر اکبر علامہ ریحان رضا خان رحمانی میاں بریلوی نے ۱۹۷۸ء میں صدر المدرسین کے اعلیٰ عہدہ پر تقرر کیا اور اس عہدہ کے ساتھ رضوی دارالافتاء کے مفتی بھی رہے۔ درس وتدریس کا سلسلہ مسلسل بارہ سال تک چلتا رہا۔

ہندستان گیر تبلیغی دورے کی وجہ سے یہ سلسلہ کچھ ایام تک کے لئے منقطع ہوگیا مگر کچھ ہی دنوں بعد اپنے دولت کدے پر درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا۔ جس میں منظر اسلام، مظہر اسلام، جامعہ نوریہ رضویہ کے طلبہ کثرت سے شرکت کرتے۔ ۱۴۰۷ھ اور ۱۴۰۸ھ کو مدرسہ الجامعۃ الاسلامیہ رام پور میں ختم بخاری شریف کرایا۔ ۱۴۰۸ کو دارالعلوم امجدیہ کراچی (پاکستان) میں بخاری شریف کا افتتاح فرمایا اور ذی الحجہ ۱۴۰۹ء کو الجامعۃ القادریہ رچھا ضلع بریلی شریف میں شرح قایہ کا طویل سبق پڑھایا۔ اس سے آپ کی علمی لیاقت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

تقویٰ شعاری:

آج کل پیر فقیر عالموں اور عاملوں کے ارد گرد عورتوں کا ہجوم لگا رہنا عام سی بات ہوگئی ہے۔ حیا نام کی کوئی چیز ہی باقی نہیں رہ گئی ہے مگر جانشین مفتی اعظم کی تقویٰ شعاری ملاحظہ

☆09748956139

فرمائیں۔ ۱۴۰۷ھ کی بات ہے کہ زنان خانے میں عورتیں زیارت اور بیعت کے لئے حاضر ہیں۔ جب آپ زنان خانے میں تشریف لے گئے تو چند عورتوں کے نقاب الٹے اور منہ کھلے ہوئے تھے۔ آپ نے فوراً اپنی آنکھیں بند کرلیں اور فرمایا "نقاب ڈالو۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ سب عورتوں نے نقابیں ڈال لیں پھر بیعت فرمایا۔ شریعت کی پاسداری ہو تو ایسی ہو۔

حضور تاج الشریعہ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

بارگاہ الٰہی سے جانشین حضور مفتی اعظم کو عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وافر حصہ عطا ہوا ہے۔ امام احمد رضا بریلوی نے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گم ہو کر حدائق بخشش کا بیش بہا تحفہ قوم و ملت کو دیا انہیں کے حقیقی جانشین نے عشق رسول سے سرشار ہو کر سفینۂ بخشش کا وہ تحفۂ نایاب قوم کو دیا جس کے ہر شعر سے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم چھلکتا ہے۔ سفینۂ بخشش کے اشعار پڑھئے اور عشق رسول میں گم ہو جائیے۔

مارچ ۱۹۸۷ء/ ۱۴۰۷ھ کو ایک حادثہ میں چوٹ آجانے کے سبب جانشین مفتی اعظم کو کئی راتیں ٹھیک سے نیند نہ آئی۔ ۱۰ر مارچ ۱۹۸۷ء کو رات بھر نہ سو سکے اور اسی اضطراب کے عالم میں انہوں نے مندرجہ نعت اقدس کہی۔ چند اشعار درج ذیل ہیں۔

تلاطم ہے یہ کیسا آنسوؤں کا دیدۂ تر میں
یہ کیسی موجیں آئی ہیں تمنا کے سمندر میں

تجسس کی کروٹیں کیوں لے رہا ہے قلب مضطر
مدینہ جانے ہے بس ابھی پہنچا میں دم بھر میں

نہ رکھا مجھ کو طیبہ کی قفس میں اس ستم گر نے
ستم کیسا ہے بلبل پہ یہ قید ستم گر میں

ستم سے اپنے مٹ جاؤ گے تم خود اے ستمگارو
سنو ہم کہہ رہے ہیں بے خطر دور ستم گر میں

بنا کر جلوہ گاہ ناز میرے دیدہ و دل کو
کبھی رہتے وہ اس گھر میں کبھی رہتے وہ اس گھر میں

مدینے سے رہیں خود دور اس کو روکنے والے
مدینے میں خود اختر مدینہ، جسم اختر میں

جب جانشین مفتی اعظم کو گنبد خضریٰ کی زیارت کئے بغیر ہندستان واپس بھیج دیا گیا تو حکومت سعودیہ کے ظلم و بربریت سے متاثر ہو کر یہ نعت پاک کہی۔ اس موقع پر جب ۱۷ر فروری ۱۹۸۷ کو جھریا بہار کے ایک جلسہ میں ایک شاعر نے اسی زمین میں ایک نعت پڑھی تھی۔ آپ نے برجستہ اسٹیج پر ہی۔ سات شعر کہے اور بقیہ اشعار ٹرین میں کہے۔ چودہ اشعار میں سے چند ملاحظہ ہوں۔

داغ فرقت طیبہ قلب مضمحل جاتا
کاش گنبد خضرا دیکھنے کو مل جاتا
میرا دم نکل جاتا ان کے آستانے پر
ان کے آستانے کی خاک میں میں مل جاتا
موت لیکے آجاتی زندگی مدینے میں
موت سے گلے مل کر زندگی میں مل جاتا

دل پہ جب کرن پڑتی ان کے سبز گنبد کی
اس کی سبز رنگت سے باغ بن کے کھل جاتا
فرقت مدینہ نے وہ دیئے مجھے صدمے
کوہ پر اگر پڑتے کوہ بھی تو ہل جاتا
در پہ دل جھکا ہوتا اذن پاکے پھر بڑھتا
ہر گناہ یاد آتا دل خجل خجل جاتا
میرے دل میں بس جاتا جلوہ گاہ طیبہ کا
داغ فرقت طیبہ پھول بن کے کھل جاتا
ان کے در پہ اختر کی حسرتیں ہوئیں پوری
سائل در اقدس کیسے منفعل جاتا

حضرت تاج الشریعہ کے عشق رسول کا یہ عالم ہے کہ ہر لمحہ آپ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں غرق رہا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تاج الشریعہ کے سائے رحمت ہم لوگوں پر تادیر قائم ودائم عطا فرمائے۔ آمین۔

تصلب فی الدین
حق گوئی و بے باکی

اللہ رب العزت نے جانشین مفتی اعظم کو جن گوناگوں صفات سے متصف کیا ہے۔ ان صفات میں ایک حق گوئی اور بے باکی ہے۔ آپ نے کبھی بھی صداقت وحقانیت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا چاہے کتنی ہی مصلحت کے تقاضے کیوں نہ ہوں چاہے کتنے ہی قید وبند، مصائب وآلام اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہننا پڑیں۔ کبھی کبھی کسی کو خوش کرنے کے لئے اس کی منشا کے مطابق فتویٰ نہیں تحریر فرمایا جب کبھی کوئی فتویٰ تحریر فرمایا تو اپنے اسلاف، اپنے آباواجداد کے قدم بہ قدم ہو کر تحریر فرمایا جس طرح جد امجد امام احمد رضا فاضل بریلوی اور مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خان نوری نے بے خوف وخطر فتاوے تحریر فرمائے۔ اسی طرح اپنے اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے۔ جانشین مفتی اعظم نظر آتے ہیں اس حق گوئی کے شواہد آج آپ کے ہزاروں فتاویٰ ہیں جو ملک اور بیرون ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ کے تصلب فی الدین کا عالم یہ ہے کہ ستمبر ۱۹۸۶ء/ ۱۴۰۷ھ میں دوران حج جانشین مفتی اعظم کو حکومت سعودی عرب نے مکہ مکرمہ میں بلا جرم صرف غلبہ نجدیت کی خاطر گرفتار کر کے گیارہ دن تک قید وبند رکھا اور مزید ستم یہ کہ انہیں دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری سے بھی محروم کر دیا لیکن جانشین مفتی اعظم اپنے موقف اور مسلک پر قائم رہے اور ان کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی۔

آپ کی گرفتاری سے عالم اسلام میں غم وغصہ کی ایک لہر دوڑ گئی تھی اور نہ صرف ہندستان بلکہ بیرون ہند بیشتر اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں سواد اعظم اہلسنت کے احتجاجات کا لمبا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اخبارات ورسائل نے بھی جانشین مفتی اعظم کی اس بیجا گرفتاری کی مذمت کی۔ بالآخر قربانی رنگ لائی اہلسنت کے احتجاجات نے حکومت سعودیہ کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا اور لندن میں سعودی فرماں رواں شاہ فہد کو یہ اعلان کرنا پڑا کہ "حرمین شریفین میں ہر مسلک کے لوگوں کو ان کے طریقے پر عبادت کرنے کی آزادی ہوگی۔

روحانیت کے سرچشمہ

حضور تاج الشریعہ کی روحانیت کا کیا کہنا، ماشاء اللہ، اللہ تعالیٰ نے آپ کے چہرے میں وہ نورانیت بخشی ہے کہ جو بھی ایک بار چہرہ زیبا کی زیارت کر لے اپنے تو اپنے غیر بھی یہ بھی کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ کوئی عام انسان نہیں ہے۔ بلکہ یہ اللہ کا ولی

معلوم ہوتا ہے حضور تاج الشریعہ کی روحانیت کا عالم یہ ہے کہ آپ کے مریدین ہندستان، پاکستان، مدینہ منورہ، مکہ معظمہ، بنگلہ دیش، موریشش، سری لنکا، ترکی، ہالینڈ، لندن، جنوبی افریقہ، امریکہ، ریاض، انگلینڈ، عراق، ایران، وغیرہ ممالک میں لاکھوں کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں۔ مریدین میں بڑے بڑے علماء، مشائخ، صلحا شعراء، ادبا، مفکرین، قائدین، مصنفین، ریسرچ اسکالر، پروفیسر، ڈاکٹر اور محققین ہیں جو آپ کی غلامی پر فخر کرتے ہیں۔

حضور مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی قدس سرہ نے اپنے سامنے لوگوں کو آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے حکم فرماتے، یہاں تک ہی نہیں بلکہ مفتی اعظم قدس سرہ، نے اپنے سامنے لوگوں کی کثیر تعداد کو تاج الشریعہ کے ہاتھ پر بیعت کرایا اور بہت سے مقامات پر اپنا جانشین اور قائم مقام بنا کر روانہ کیا۔ مجمع نے آپ کے دست مبارک پر بیعت قبول کی۔ سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی سب سے زیادہ اشاعت حضور مفتی اعظم کے بعد تاج الشریعہ ہی کر رہے ہیں۔ ان دو بزرگوں نے سلسلہ کو وسیع سے وسیع تر کر دیا۔ جانشین مفتی اعظم نے ۱۹۸۴ء/۱۴۰۴ھ میں سوراشٹر کا دورہ فرمایا۔ ویراول، پور بندر، جام جودھپور، جے پور، دھوراجی، اور جے پور ہوتے ہوئے ۱۰ اگست ۱۹۸۴ء/۱۴۰۴ء کو امریلی تشریف لے گئے۔ وہاں ہزاروں لوگ داخل سلسلہ ہوئے رات ۱۲ بجے سے دو بجے تک جانشین مفتی اعظم کی تقریر ہوئی اور ۱۸ اگست کو جونا گڑھ میں بزم رضا کی جانب سے ایک جلسہ رضا مسجد میں رکھا گیا۔

جس میں امیر شریعت حاجی نور محمد رضوی معرفانی نے تاج الاسلام کا لقب دیا جس کی تائید مفتی گجرات مولانا مفتی احمد میاں نے کی۔ جانشین مفتی اعظم کو صدر المفتین سند المحققین، اور فقیہ الاسلام کا لقب ۱۹۸۴ء/۱۴۰۴ھ میں رام پور کے مشہور عالم دین مفتی حضرت مولانا سید شاہد علی رضوی شیخ الحدیث الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم رام پور نے دیا۔

فخر اہلسنت، فقیہ اعظم، اور شیخ المحدثین کا لقب ۱۴ شوال المکرم ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء کو مولانا حکیم مظفر حسین رضوی داتا گنج بدایوں نے دیا۔ اس کے علاوہ مثلاً تاج الشریعہ، مرجع العلماء والفضلاء، قاضی قضاۃ فی الہند وغیرہ اور بہت سے القابات علماء مشائخ نے دیئے۔ جس کی ایک طویل فہرست ہے۔ ماشاء اللہ یہ حضرت کی روحانیت ہی تو ہے کہ علماء مشائخ مشترکہ طور پر القاب سے نوازنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

حضرت کی روحانیت کا عالم یہ ہے کہ کتنے غیر مسلم حضرت کے چہرۂ انور کو دیکھ کر مشرف بااسلام ہوئے اور اسلام کو دل وجان سے قبول کر لیا۔

پر احسن العلماء کی نوازشات

حضور شرف ملت ڈاکٹر سید شاہ اشرف میاں برکاتی مدظلہ العالی مارہرہ مطہرہ

عزیزی مولانا شاہد القادری صاحب نے بذریعہ خط اور پھر بذریعہ فون مطلع کیا کہ وہ تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری برکاتی مدظلہ العالی کی شخصیت اور خدمات پر ایک ضخیم کتاب شائع کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ دل خوش ہوا۔ اس لیے بھی کہ دنیا میں عموماً اور اہلسنت و جماعت کے افراد میں خصوصاً اپنے مرکز عقیدت پر کتاب تب شائع کرتے ہیں جب وہ شخصیت دنیا سے اٹھ جاتی ہے۔ اس بارے خاص میں مستثنیات بھی ہیں۔ مثلاً مفتی اعظم راجستھان حضرت علامہ الحاج محمد اشفاق حسین صاحب مدظلہ کی حیات وخدمات پر ان کی زندگی میں ہی کتاب منظر عام پر آگئی۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ محترم مفتی صاحب کی حیات ایمان وصحت کے ساتھ قائم رکھے۔ آمین بجاہ الحبیب الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

عزیزی مولانا شاہد القادری کا اصرار ہے کہ راقم سطور حضرت ازہری میاں کے بارے میں کچھ لکھے۔ میں اپنی مصروفیات کا عذر کرتا رہا مگر وہ ثابت قدمی سے جمے رہے۔ تاخیر پہ ان کا اصرار مزید بڑھا۔ اب انہوں نے مجھے ایک عنوان بھی دے دیا۔ ''حضور احسن العلماء کی نوازشات حضرت علامہ ازہری میاں پر'' انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ راقم سطور اگر چاہے تو علامہ موصوف کی شاعری پر بھی لکھ سکتا ہے۔ سوچا کہ شاعری پر لکھنے والے تو بہت سے ذی علم اصحاب ذوق ہیں لیکن حضور احسن العلماء قدس سرہ کی نوازشات پر حد درجہ یقین واعتماد کے ساتھ حضرت امین ملت پروفیسر سید محمد امین میاں مدظلہ صاحب سجادہ خاندان برکاتیہ لکھ سکتے ہیں یا یہ راقم حروف یا خود ازہری میاں مدظلہ۔

گرمیوں کی چاندنی رات ہے۔ میں ان کے ساتھ لیٹا ہوں۔ ہوا کچھ سنکی تو خانقاہ میں ایک صدی سے زیادہ ایستادہ کھجور کے درخت کی ڈالیاں دھیمے دھیمے ہلنے لگیں۔ رات کے دس گیارہ بجے کا عمل ہوگا (گرمیوں میں ۱۰۔۱۱ بجے آدھی رات جیسے سناٹا ہو جاتا ہے) میرے رب مجازی اور مرشد اجازت (خلافت تو میری نوجوانی کے اوئل میں حاصل ہوئی) کچھ پڑھ رہے ہیں۔ میں نے کان لگائے۔ میں چھ سات برس کا تھا اور حمد، نعت اور منقبت کے فرق سے ناواقف تھا۔ لیکن اتنا اندازہ ضرور ہوگیا کہ جو کچھ پڑھا جا رہا ہے دنیاوی معاملات سے نہیں ہے۔ وہ کلمات اور پڑھنے والے کی سرخوشی کی کیفیت بتاتی تھی کہ پڑھا جانے والا کلام ایک روحانی متن ہے۔ ''روحانی'' اور ''متن'' ان دونوں الفاظ سے چھ سال کا بچہ نا آشنا تھا لیکن اس کے ننھے سے ذہن میں اس وقت جو آیا اس کا اظہار اب ان ہی دو لفظوں سے ہو سکتا ہے۔

''عرب کا مہمان کون ہے اور اس کے پاس کیا کیا سامان ہے؟ میں نے غنودگی سے ابھرتے ہوئے پوچھا تھا۔ ممکن ہے الفاظ کچھ اور ہوں۔

''عرب کے مہمان ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور شاعر ان کے سامان کے بارے میں نہیں کہہ رہا بلکہ جب وہ معراج کی رات اللہ تعالیٰ سے ملنے اوپر گئے تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے محبوب مہمان کے واسطے یہ سب انتظام کیے تھے۔

''شاعر کون؟'' ننھے بچے نے پوچھا۔

''میرے اعلیٰ حضرت'' مختصر جواب ملا۔

''کہاں ہیں''

''بریلی میں آرام فرما ہیں۔''

''عرس میں آئیں گے''؟ بچے کی جستجو بڑھ رہی تھی۔

''نہیں بیٹا، انہیں وصال کیے بہت برس گزر چکے، عرس میں ان کے بیٹے آئیں گے۔

ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ ان کے بیٹے کون سے ہیں؟

جو سب سے اچھے کپڑے پہنے ہوں، گورے گورے ہوں اور صافہ باندھے ہوں اور مدرسے کے اندر والے حصے میں قیام ہو، وہی مفتی اعظم ہوں گے۔

وہ رات گزر گئی۔ اس رات کے بعد جتنے دن آئے اور ان دنوں میں جب جب محفل وعظ یا محفل میلاد ہوئی، والد محترم نے اعلیٰ حضرت ہی کا کلام پڑھا۔ وہ حدائق بخشش دیکھ کر نہیں پڑھتے تھے۔ انہیں یہ مقبول و معروف کتاب ازبر تھی۔ حدائق بخشش کے اشعار پڑھتے وقت ان پر ایک جوش کی سی کیفیت ہوتی تھی۔ کبھی کبھی کیفیت کے عالم میں امام کے شعر میں تصرف کر کے پڑھنے لگتے تھے۔ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت میں کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا کو اس طرح پڑھتے۔ کیوں دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا۔ پھر یہ بھی فرمادیتے کہ اصل کلام میں لفظ یوں تھا۔ لیکن اعلیٰ حضرت کا کلام تو ہماری ملک ہے، ہمارا پشتینی ورثہ ہے ہم اس لفظ کو یوں پڑھیں گے۔ عام حالات میں وہ مجدد دین وملت کے کلام میں ذرا سی غلطی بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ ایک بار ایک بہت متقی اور بڑے عالم کو پڑھتے سنا:

رب سلم کہنے والے غمزدہ کے ساتھ ہو

تو جلسے کے بعد ان کے ایک قریبی تعلق والے سے فرمایا کہ مولانا صاحب سے کہنا کہ یہ اعلیٰ حضرت سے بعید ہے کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غم زدہ یعنی غم کا مارا ہوا لکھیں۔ یہ لفظ دراصل غم زُدہ ہے۔ یعنی غم سے پاک۔ بعد کی تحقیقات سے ثابت ہوا کہ وہ لفظ دراصل غم زُدہ ہی ہے۔ محدث کبیر حضرت ضیاء المصطفے صاحب مدظلہ نے بھی اپنے ادارے کے رسالے کے دو شماروں میں اس بحث پر لکھا اور دوسرے شمارے میں اس کا اعتراف کیا کہ اصل لفظ غم زُدہ ہی ہوگا۔

اس واقعے سے صرف یہ ہی نہیں معلوم ہوتا کہ حضور احسن العلماء قدس سرہ کو اعلیٰ حضرت کے کلام پر کتنا عبور تھا بلکہ اس بات کا بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ وہ ایک عالم کی اصلاح اس طرح کرتے تھے کہ عالم کو ذرہ برابر خجالت کا احساس نہ ہو۔ بلکہ یہ اصلاحی پیغام ان کے سب سے قریبی دوست کے ذریعے کہلایا کہ عالم موصوف ذرہ برابر بھی شرمندہ نہ ہوں۔ حق تو یہ ہے کہ حضور احسن العلماء کے توجہ دلانے سے پہلے ۹۹ فیصد افراد اس لفظ کو غم زُدہ کے بجائے غم زدہ ہی پڑھتے تھے۔ اب جاڑے آئے اور عرس آیا اور ہمیں یاد آیا کہ عرس میں ایک گورے گورے صاحب آئیں گے۔ صافہ باندھے ہوں گے اور بدن پر بہت اچھا لباس ہوگا۔ میں پہلی ہی نظر میں پہچان گیا۔ پہچانا کیسے نہیں۔ اول تو وہ بہت عمدہ کپڑے زیب تن کیے ہوئے تھے۔ دوسرے یہ کہ ان کا قیام مدرسے کے اندرونی حصے میں تھا۔ جب وہ کھانا کھا رہے تھے تب ان کے پاس مجمع ختم ہوا۔ بس ایک خادم نما شخص رہ گیا۔ میں

سلام کر کے ان کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ وہ چھوٹے چھوٹے لقمے بنا کر کھانا کھاتے رہے۔ بیچ بیچ میں میری طرف بھی دیکھ لیتے۔ ان کے چہرے پر شفقت اور نور برس رہا تھا۔ کھانا کھا چکے تو خادم نے سلپچی میں ہاتھ دھلائے۔ ان کا دل نہیں مانا وہ مدرسے کے صحن تک گئے اور نیچی نیچی منڈیر پر بیٹھ کر کئی کلیاں کیں۔ واپس آئے تو خادم نے بتایا۔ حضور احسن العلماء کے چھوٹے بیٹے ہیں۔ وہیں سے آگے بڑھ کر انھوں نے میرے دونوں ہاتھوں کو آنکھوں سے لگا لیا۔ پوچھا، کیا پڑھتے ہیں؟"

میں کچھ ہی دن پہلے مکتب میں حافظ عبدالرحمٰن صاحب مرحوم و مغفور اور منشی نصیرالدین مرحوم کے حکم کے مطابق سیکھنے سکھانے کے نقطۂ نظر سے نماز جنازہ پڑھا چکا تھا جس کے دوران میت بنا میرا ساتھی مصنوعی کفن کے نیچے مستقل ہنستا رہا تھا اور میں صغیرنا و کبیرنا پر اٹک گیا تھا۔ یہ غالباً پہلی نماز جنازہ ہوگی جس کے بعد میت اور امام دونوں نے حافظ جی کی قمچی کھائی۔ اس زمانے میں نماز جنازہ کو میں مکتبی تعلیم کی انتہا سمجھتا تھا۔ بس میں نے فوراً کہا۔

"مکتب میں پڑھتے ہیں اور نماز جنازہ پڑھا چکے ہیں اور میت کے ہنسنے پر میت کو پٹوا بھی چکے ہیں حضور مفتی اعظم پوری بات سمجھ گئے۔ دیر تک تبسم کیا۔ مدرسے کے باہر شور ہوا۔ والد محترم تشریف لا رہے تھے، میں کچھ سہم گیا۔ حضور احسن العلماء اندر داخل ہوئے مجھے دیکھا اور پوچھا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟

"حضور یہ مجھے اپنی تعلیمی مصروفیات کے بارے میں تفصیل سے بتا رہے تھے۔" مفتی اعظم نے سنجیدگی سے کہا۔ والد صاحب اپنے بیٹے سے خاصے متاثر ہوئے۔

دوسرے دن میری پیرانی صاحبہ یعنی زوجہ حضرت تاج العلماء قدس سرہ نے مجھ سے کہا۔

جاؤ! مصطفےٰ رضا کو دروازے پر بلا لاؤ اس کے گھر کی خیریت معلوم کرنا ہے۔

یہ جملے سن کر مجھ پر بجلی سی گر پڑی۔ جو اتنے عمدہ کپڑے پہنتے ہیں۔ جن کی اتنی بڑی سفید داڑھی ہے جو اتنے گورے ہیں، جن کے چاروں طرف انسانوں کا مجمع رہتا ہے، انھیں ہماری دڈا اس انداز سے کیوں بلا رہی ہیں۔

میں نے والد محترم کے پاس جا کر ڈرتے ڈرتے شکوہ کیا وہ تبسم ریز ہوئے۔ فرمایا۔

بیٹا ہمارے مفتی اعظم اور تمہاری دڈا دونوں بریلی کے ہیں۔ وہ بریلی کی بڑی سیدانی کی بیٹی ہیں۔ مفتی اعظم ان سے عمر میں بہت چھوٹے ہیں۔ بچپن میں مفتی اعظم کا بریلی کے گھر میں آنا جانا تھا۔ تمہاری دڈا لاڈ پیار میں اس طرح پکارتی ہیں۔ تم عصر کی نماز کے بعد مفتی اعظم کے پاس جا کر انھیں بتا دینا کہ ہماری بریلی والی دڈا یاد کر رہی ہیں۔ میں نے باہر جا کر سبق سنا دیا۔ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ارے سیدانی صاحبہ نے بلایا ہے۔"

ڈیوڑھی میں آخری دروازے کے پاس حضور مفتی اعظم کے لیے مونڈھا پڑا تھا اور اندر دروازے سے ملا ہوا دڈا کا مونڈھا ، دروازے کی آڑ سے حضور مفتی اعظم نے سلام کیا۔

دڈا نے جواب دیا، دعائیں دیں، حضور مفتی اعظم ہاتھ باندھے نظریں نیچے کیے کھڑے رہے۔ دروازے کے ادھر سے دڈا نے اندازہ لگا لیا۔

"مونڈھے پر بیٹھ جاؤ مصطفےٰ رضا"

کچھ تردد کے بعد حضور مفتی اعظم بیٹھے۔

میں دڈا کے پاس کھڑا باتیں سنتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں بریلی کی باتیں کرنے لگے۔ مختلف عزیزوں اور رشتہ داروں کی باتیں۔ اسلامیہ اسکول اور میدان کی باتیں۔ کچھ مکانات

اوران کے کرایوں کی باتیں۔ دادانے بریلی کے اپنے مکانوں کے
کرایہ داروں کو حضور مفتی اعظم کے ذریعے کرایے کے سلسلے میں
کوئی پیغام بھی بھیجا تھا۔ پھر سبز رنگ کی کشمیری چائے کا پیالہ کشتی
میں رکھ کر لایا گیا اور مفتی اعظم کو میرے ہاتھوں پیش کر دیا گیا،
حضور مفتی اعظم نے چائے نوش کی۔ پھر دادانے چھوٹا سا پان بنا
کر تھالی میں رکھ کر مجھے دیا اور کہا کہ اسے دے دوں۔ میں نے پان
پیش کیا۔ قبول کیا گیا۔ لیکن ہاتھ میں لیے رہے۔

"تمہاری زوجہ کیسی ہے؟ دادانے پوچھا، بخیر ہیں بفضلہٖ
تعالیٰ، سلام عرض کیا ہے۔

"وعلیکم السلام، دعائیں کہنا۔ اچھا! اب قیام گاہ پر جاؤ،
لوگ انتظار کرتے ہوں گے۔ یہ سارے منظر اور مکالمے ایسے یاد
ہیں جیسے کل ہی دیکھے اور سنے ہوں۔ اس درمیان نہ اندر سے کوئی
باہر گیا نہ باہر سے کوئی اندر آیا۔ حضور مفتی اعظم باہر آئے تو میری
انگلی پکڑے ہوئے تھے اور ان سے ملنے کے مشتاق دسیوں علماء
کرام اور احباب منتظر تھے۔

حضور مفتی اعظم سے یہ پہلی ملاقات تھی اور اس ملاقات
کا جو تاثر تھا زندگی بھر ذہن پر حاوی رہا۔ عرس کی محفل میں وہ عموماً قل
کی محفل میں تشریف لاتے تھے۔ بازار سے پاپیادہ ہو جاتے تھے۔
حضور سید العلماء، حضور احسن العلماء اور حضرت چھمامیاں بڑی
محبت سے ان کا استقبال کرتے تھے اور انہیں علماء کرام کے تخت
کے بجائے زمین پر اپنی مسند کے ساتھ بٹھاتے تھے۔ مجھے اچھی
طرح یاد ہے کہ ایک بار قل کے وقت دعا بھی حضور مفتی اعظم نے کی
تھی۔ اپنی اپنی مختصر تقریر میں جب سید العلماء اور احسن العلماء
"میرے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں" کہتے تو حضور مفتی اعظم آب
دیدہ ہو جاتے تھے۔ وہ خوب جانتے تھے کہ سیدین مارہرہ
سال کے بارہ مہینے اعلیٰ حضرت کو میرے اعلیٰ حضرت اور ہمارے
اعلیٰ حضرت ہی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ عرس و وعظ کی محفلوں
میں آج بھی صاحب زادگان خاندان، مجدد دین وملت کو میرے
اعلیٰ حضرت اور ہمارے اعلیٰ حضرت کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

حضور مفتی اعظم ہند برادر محترم حضرت امین ملت سے بہت محبت
فرماتے تھے۔ حضرت امین ملت بھی اکثر عرس رضوی میں شرکت
کرنے جاتے تھے، حضور مفتی اعظم ہند نے ایک بار عرس کے موقع
پر حضرت امین ملت کو تمام سلاسل کی اور وظائف اور تعویذات کی
اجازت مرحمت فرمائی اور یہ اہتمام کیا کہ اپنا سب سے عمدہ جبہ
اور عمامہ بھی عطا کیا اور اس بات کا اعلان ایک ہی دن میں تین
بار کیا۔ قیام گاہ پر ڈیوڑھی میں اور عرس رضوی کے ممبر رسول
پر۔ اتنے اہتمام کے ساتھ شاید ہی انہوں نے کسی کو اجازت
وخلافت عطا کی ہو۔ خلافت عطا کرتے وقت فرمایا۔ جو کچھ آپ
کے یہاں سے ملا ہے وہ سب آپ کے لیے حاضر کر رہا
ہوں۔" میں سول سروس کے امتحان میں بیٹھنے کی تیاری کر رہا تھا۔
کامیابی کے لیے والد محترم سے تعویذ مانگا۔ انہوں نے ایک مختصر سا
وظیفہ بتایا۔ تعویذ نہیں دیا۔ وظیفہ پڑھتا رہا۔ تعویذ کی موجودگی ہمہ
وقت مطمئن رکھتی ہے۔ اس لیے برادر محترم سے گزارش کی بریلی جا
کر حضور مفتی اعظم سے میری کامیابی کے واسطے تعویذ لے کر آئیں
تو بڑی مہربانی ہو۔ وہ گئے اور مدعا بیان کیا۔ مسکرائے اور اسی وقت
ایک تعویذ عنایت کیا اور فرمایا کہ دعا کر رہا ہوں۔ وہ انشاء اللہ تعالیٰ
ضرور کامیاب ہوں گے۔

میں پہلی بار مقابلے کے امتحان میں شریک ہوا تھا۔
تیاری بس یوں ہی سی تھی۔ رزلٹ آیا تو معلوم ہوا کہ میں نے
مقابلے کا امتحان پاس کر لیا ہے۔ جی چاہتا تھا کہ حضور مفتی اعظم
کے پاس جا کر دست بوسی کروں کہ دلی کے اخبار میں ان کے
وصال کی خبر چھپ گئی۔ میں نے تعویذ کی طرف دیکھا تو تعویذ بھی
غائب ہو چکا تھا۔ حضور مفتی اعظم اور حضور احسن العلماء دونوں
بتاتے تھے کہ جب کام ہو جاتا ہے تو موکل تعویذ لے جاتے ہیں۔

ایک مرتبہ عرس میں تشریف لائے جلسے میں تشریف
لائے۔ حضور احسن العلماء نے مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگایا جو وہ
ہر تقریر میں لگاتے تھے۔ حضور مفتی اعظم کی آنکھیں نم ہو گئیں۔
غالباً یہی سوچا ہوگا کہ جہاں سے ان کے محترم والد کو ساری روحانی
دولتیں ملیں، اسی پیر خانے کے معزز افراد اپنے خاندان کے ایک
مرید اور خلیفہ کے نام سے مشہور مسلک کا نعرہ لگوا رہے ہیں۔

اسی دورے میں حضور مفتی اعظم نے حضور سید العلماء
اور حضور احسن العلماء کو بتایا کہ کبھی میں کسی مرید کے گھر قیام کیا
تھا تو کچھ لوگوں نے اس میزبان کے بارے میں ایسا کچھ کہہ دیا کہ
تب سے دل مکدر ہے۔ اس دن حضور مفتی اعظم کچھ اداس سے
تھے۔ دونوں بھائیوں یعنی حضور سید العلماء اور حضور احسن العلماء
میں مشورہ ہوا۔ حضور احسن العلماء نے فرمایا۔ ''میری زوجہ آپ
سے بیعت ہونا چاہتی ہیں۔'' حضور مفتی اعظم کا تذبذب دیکھ
کر فرمایا۔ ''وہ صرف آپ سے بیعت ہوں گی۔'' محل سرائے
خانقاہ میں پردہ کرا لیا گیا حضور مفتی اعظم ہند کے ساتھ ہم لوگوں کا
قافلہ گھر کے اندر تک گیا۔ وہاں صدر دالان اور ہری کوٹھی کے
درمیانی دروازے کے دونوں طرف کرسیاں رکھی گئیں۔ حضور مفتی
اعظم ہند نے بیعت فرمایا۔ والد محترم نے ایک لفافے میں روپے
رکھ کر والدہ ماجدہ کی طرف سے نذر کیے۔ حضور مفتی اعظم نے اپنی
جیب سے کچھ بڑے نوٹ نکال کر ان میں شامل کیے اور فرمایا کہ یہ
میری طرف سے بی بی صاحبہ کے لیے نذرانہ ہے۔

باہر تشریف لائے تو والد محترم نے برادر محترم سید
محمد افضل سلمہ اور سید نجیب حیدر سلمہ کو ان کے سامنے بٹھا کر کہا۔ یہ
میرے دو بچے ہیں۔ انہیں بھی آپ بیعت فرمالیں۔ حضور مفتی
اعظم ہند نے نم دیدہ آنکھوں سے ان دونوں بچوں کو بیعت کیا۔ دل
میں جو اداسی تھی وہ ان آنسوؤں نے دھو دی تھی۔ اب چہرے پر
خوشی اور اطمینان کی لہر تھی کہ میرے پیر خانے والے، میرے
پیرزادے، ''اپنے اعلیٰ حضرت'' کے جانشین پر کتنا اعتماد رکھتے
ہیں۔ حضرت ازہری میاں کو سب سے پہلے عرس مارہرہ میں ہی
دیکھا۔ سفید عمدہ کپڑے کا کرتا، سفید پاجامہ، سرخ وسفید رنگت۔
نظریں نیچے کیے وہ حضور مفتی اعظم کے پاس بیٹھے رہے، حضور
احسن العلماء نے تقریبات کے بعد ہمیں بتایا کہ یہ حضور مفتی اعظم
کے نواسے ہیں اور انہوں نے مصر کی مشہور یونیورسٹی الازہر میں
تعلیم پائی ہے۔ اس زمانے میں ہمارے اعراس میں آنے والے
علماء کرام میں وہ واحد عالم تھے جو الازہر سے تعلیم حاصل کر کے
آئے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ میرے والد ماجد علیہ الرحمۃ والرضوان
حضور مفتی اعظم قدس سرہ کی طرح حضرت ازہری میاں کو بھی
ممبر رسول کے بجائے اکثر اپنے پاس فرش پر ہی بٹھا لیتے تھے۔
درگاہ معلّی برکاتیہ میں جب بھی کوئی تقریب ہوتی ہے، علماء کرام
تخت پر بنے ممبر رسول پر بیٹھتے ہیں اور بزرگان خاندان برکات
اور صاحب زادگان خانقاہ برکاتیہ ہمیشہ زمین پر بچھے فرش پر بیٹھتے
ہیں۔ حضور احسن العلماء کی اس خاص ادا نے میرے بچپن کے
ذہن کو یہ شعور دیا کہ حضور احسن العلماء خاندان اعلیٰ حضرت کے
صاحب زدگان کو خاندان برکات کے صاحب زدگان کے قرب
میں بیٹھا دیکھنا چاہتے تھے۔ نوازشات احسن العلماء کے یہ اولین
نقش ہیں جو یادداشت میں محفوظ ہیں۔

حضور مفتی اعظم ہند کا وصال ہوا تو دنیائے سنیت میں غم
کے بادل چھا گئے۔ چہلم کے موقع پر حقوق کے تصفیے کا معاملہ
درپیش تھا۔ حضرت ریحان رضا خاں قدس سرہ اور حضرت ازہری
میاں کی خواہش کے مطابق حضور احسن العلماء حکم کی حیثیت سے
تشریف لے گئے۔ دوسرے حکم تھے حضور برہان ملت قدس سرہ
۔ حضور احسن العلماء سے صاحب زادگان خاندان رضویہ نے
اصرار کیا کہ وہ ان کے گھر قیام کریں لیکن حضور احسن العلماء نے یہ
کہہ کر انکار فرما دیا کہ میں حکم ہوں اور مجھے فریقین میں سے کسی

یک کے یہاں بھی قیام کرنا مناسب نہ ہوگا۔ وہ اپنے احباب (برکاتی مرشدان اپنے مریدوں کو اسی پیارے نام سے یاد کرتے ہیں) یعنی حافظ محمد خاں مرحوم کے صاحب زادگان کے مکان پر قیام پذیر رہے۔ حضور مفتی اعظم ہند کے چہلم کے موقع پر حقوق ومناصب کے سلسلے میں جو اہم اعلان حضور احسن العلماء کی زبان مبارک نے ہی بیان کیا تھا اور اسی پر بریلی شریف کے معتقدین ومتوسلین نے آمنـا صدقـنا کہا اور اسی پر آج تک عمل ہے۔ اسی دن حضور احسن العلماء قدس سرہ نے حضرت ازہری میاں کے سر پر حضور مفتی اعظم قدس سرہ کے منصب کی جانشینی کی دستار باندھی۔ حضور احسن العلماء کی دلی خواہش تھی کہ بریلی شریف کی علمی وروحانی نمائندگی میں کبھی کوئی کمی نہ رہے۔ حضور احسن العلماء نے عرس قاسمی کے موقع پر حضرت ازہری میاں کو سلسلہ قادریہ برکاتیہ کی خلافت واجازت سے نوازا۔ وہ منظر بہت دلنشین تھا۔ یہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے حضرت احسن العلماء نے مولانا سبحان رضا خاں صاحب خانقاہ رضویہ اور مولانا جمال رضا خاں صاحب نبیرۂ حضور مفتی اعظم ہند کو بھی خلافت واجازت سے نوازا۔ حضور احسن العلماء اپنی علالت کے باوجود عرس رضوی میں تشریف لے جاتے تھے۔

حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان کے پیرومرشد تاجدار خانقاہ برکاتیہ ابوالقاسم حضرت سید شاہ اسمٰعیل حسن عرف شاہ جی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں بڑی یگانگت تھی اور اعلیٰ حضرت اس بات پر بہت ناز کرتے تھے۔ اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد ان کے صاحب زدگان حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں اور مفتی اعظم حضرت علامہ مصطفےٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہم آپس کے معاملات کے فیصلے کے لیے حضرت شاہ جی میاں کے صاحب زادے یعنی تاج العلماء حضرت سید محمد میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس مارہرہ شریف تشریف لاتے تھے اور حضور تاج العلماء جو فیصلہ فرمادیتے تھے اسی پر وہ دونوں حضرات عمل فرماتے تھے۔ اگلی نسل میں جب حضرت ریحان رضا خاں صاحب قدس سرہ اور ازہری میاں میں حقوق ومناصب کے سلسلے میں کبھی عدم اتفاق ہوتا تو یہ دونوں براداران بھی حضرت شاہ جی میاں اور حضور تاج العلماء کے سجادہ نشین یعنی حضور احسن العلماء کے پاس تشریف لاتے۔ کبھی کبھی تو ایسا ہوتا کہ بہت رات گئے خانقاہ میں کسی کی آمد کی ہلچل ہوئی۔ معلوم ہوا کہ حضرت ریحان ملت اور علامہ ازہری میاں صاحب تشریف لائے ہیں۔ حضور احسن العلماء علالت کی وجہ سے خانقاہی مکان سے باہر نہ آپاتے تو دونوں کو سوا ان کے ساتھیوں کے اندرون مکان بلالیتے اور ہری کوٹھی میں دونوں برادران اور ساتھیوں کو بٹھا کر پہلے تو ناشتہ کراتے پھر توجہ سے ان کی بات سنتے اور مناسب فیصلہ سنا کر رخصت کرتے۔

ایک بار حضور احسن العلماء بہت علیل تھے، عرس رضوی کا زمانہ قریب آگیا۔ سبحانی میاں صاحب کو علم ہوا کہ حضور احسن العلماء تشریف نہ لاسکیں گے تو خود مارہرہ تشریف آکر عرض کیا کہ اس بار عرس رضوی کے انعقاد کے سلسلے میں بہت الجھنیں ہیں۔ آپ کا وہاں موجود ہونا میرے لیے بہت ضروری ہے۔ حضور احسن العلماء نے اپنے گلے کا تعویذ اتار کر سبحانی میاں کو دیا اور فرمایا کہ آپ بے فکر ہوکر سارے کام انجام دیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے سب مدد فرمائے گا۔ سبحانی میاں صاحب مطمئن ہوکر خوش خوش واپس گئے اور عرس شریف کی تقریبات بہت عمدہ انداز میں منعقد ہوئیں۔ پرانی روایتوں پر عمل کرتے ہوئے آج سے کئی برس پہلے حضرت امین ملت پروفیسر سید محمد امین میاں قادری برکاتی صاحب سجادہ خانقاہ برکاتیہ نے عرس قاسمی برکاتی کے قل میں شرکت کرنے کے واسطے حاضر ہوئے، حضرت ازہری میاں اور ان کے صاحب

زادے عزیزی عسجد رضا خاں سلمہ کو ممبر رسول پر قریب بلا کر بٹھایا اور عزیزی عسجد رضا خاں سلمہ کو بلا طلب سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی خلافت واجازت سے نوازا اور عمدہ عمامہ عطا کیا۔

مولانا شاہد القادری سلمہ نے مجھے موضوع میں قید کر دیا ہے اور موضوع ہے حضور احسن العلماء کی نوازشات سے متعلق اس لیے میں نے اب تک جو کچھ لکھا وہ حضور احسن العلماء اور ان کے سلسلے کی نوازشات سے متعلق تھا۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میں اس موقع پر اس تعلق خصوصی کا ذکر کروں جو حضرت ازہری میاں کو حضور احسن العلماء اور ان کے متعلقین سے ہے۔ 1996 میں سردیوں کے دن تھے میں خانقاہ میں موجود تھا۔ اطلاع ملی کہ حضرت ازہری میاں صاحب آئے ہیں۔ میں نے باہر جا کر ملاقات کی۔ حضرت ازہری میاں جب حضور والد ماجد قدس سرہ کی حیات میں تشریف لاتے تو پر تکلف ناشتے کا انتظام ہوتا۔ میں نے بھی انتظام کرنا چاہا لیکن حضرت ازہری میاں نے کہا کہ میں تکلف نہ کروں ایک لفافے میں نذرانہ دے کر فرمایا کہ یہ والدۂ ماجدہ کی خدمت میں پیش فرمادیں اور فوراً رخصت ہو گئے۔ بمشکل چائے پی۔ جب وہ چلے گئے تب مجھے خیال آیا کہ اس دن میری والدہ ماجدہ کی عدت کی مدت پوری ہونے کا دن تھا قدیم خاندانوں میں رواج ہے کہ عدت کے خاتمہ پر قریبی اعزہ غم گساری کے لیے آتے ہیں تبھی مجھے اس بات کا اندازہ ہوا کہ آج حضرت ازہری میاں ناشتہ کے بعد کیوں چلے گئے۔ دراصل وہ چاہتے تھے اس دن گھر کی خواتین ان کی وجہ سے کوئی تکلیف نہ کریں۔

حضور احسن العلماء قدس سرہ کے وصال پر بھی حضرت ازہری میاں صاحب کو بہت رنج ہوا تھا۔ حضور احسن العلماء کو وہ ایک گھنا درخت کی مانند سمجھتے تھے جو کڑی دھوپ میں اپنا سایہ شفقت دراز کرد یتا ہے۔

تھا جو اپنے درد کی حکمی دوا ملتا نہیں
چارہ ساز درد دل درد آشنا ملتا نہیں

حضور احسن العلماء قدس سرہ کے وصال پر حضرت ازہری میاں صاحب نے ایک سہ لسانی منقبت لکھی جو ان کے جذبات دلی کی آئینہ دار ہے۔

اے نقیب اعلیٰ حضرت مظہر حیدر حسن
اے بہار باغ زہرا میرے برکاتی چمن
اے تماشا گاہ عالم چہرۂ تابان تو
تو کجا بہر تماشا می روی قربان تو
استقامت کا وہ کوہ محکم وبا لا حسن
اشرف و افضل نجیب عترت زہرا حسن
طور عرفان وعلو وحمد وحسنٰی وبہا
زندہ باد اے پر تو موسیٰ وعکس مصطفیٰ
عالم سوز دروں کس سے کہوں کس سے کہوں
دل شدہ زار چناں وجاں شدہ زیر چنوں
تھا جو اپنے درد کی حکمی دوا ملتا نہیں
چارہ ساز درد دل درد آشنا ملتا نہیں
غبت فی مارہرہ مصباح اللقیٰ شمس الانام
یا نکانا مصطفانا بعدک الدنیا ظلام
یا سماء المجد دمتم ما یدا نیکم سما
ذل من عز علیکم من لکم ذل السما
جو دکم فاق الجوادی وبکم جارت سما
خیر کم ملأ البوادی میتکم عم الوری
انما المیت جهول ذو هوی الا انتم
قد فنیتم عن هوا کم للخلود نلتم
قبل موت متم وبعد موت دمتم
جسر موت جزتم قبل الوصال فزتم

عون بین المصطفیٰ یا محض یا جون الرضا
جد علینا یا سماء الجود یا جود الندی

ایک شمع انجمن تھی جو بالآخر بجھ گئی
اب اجالے کو ترستی ہے یہ بزم آگہی
سوگواروں کو شکیبائی کا ساماں کم نہیں
اب امین قادریت بن گیا تیرا امین
علم واہل علم کی توقیر تھا شیوہ ترا
جانشیں میں ہو نمایاں جلوۂ زیبا ترا
علم کا اس آستانے پر سدا پہرہ رہے
صورت خورشید تاباں میرا مار ہرہ رہے
اختر خستہ ہے بلبل گلشن برکات کا
دیر تک مہکے ہر اک گل گلشن برکات کا

ستمبر ۲۰۰۳ء میں ایک دن حضرت ازہری میاں صاحب کا فون آیا، فرمایا کہ حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان کی منقبت میں چند اشعار ہوئے ہیں آپ نوٹ فرما کر اس سال کے "اہلسنت کی آواز" کے شمارے میں شائع کرادیں۔ میں نے فون پر وہ اشعار نوٹ کیے اور "اہلسنت کی آواز" کے ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۰۰۳ء کے شمارے میں شائع کردیے۔ قارئین کے لیے وہ اشعار حاضر کررہا ہوں۔

حق پسند وحق نوا وحق نما ملتا نہیں
مصطفےٰ حیدر حسن کا آئینہ ملتا نہیں
خوب صورت خوب سیرت اے امین مجتبیٰ
اشرف وافضل نجیب خاندانِ مارہرہ ملتا نہیں
خوش بیان وخوش نوا وخوش ادا ملتا نہیں
دل نوازی کرنے والا دلربا ملتا نہیں
مرد میدان رضا وہ حیدر نما ملتا نہیں
حاجتیں کس کو پکاریں کس کی جانب رخ کریں
حاجتیں مشکل میں ہیں مشکل کشا ملتا نہیں
سنیوں کی جان تھا وہ سیدوں کی شان تھا
دشمنوں کے واسطے بیک رضا ملتا نہیں
اے امین اہل سنت راز دار مرتضیٰ
اشرف وافضل نجیب با صفا ملتا نہیں
کوئی مانگے یا نہ مانگے ملنے کا در ہے یہی
بے عطائے مصطفےٰ کی مدعا ملتا نہیں
یاد رکھنا ہم سے سن کر مدحت حیدر حسن
پھر کہو گے اختر حیدر نما ملتا نہیں

حسن اتفاق کہ یہ شمارہ اہلسنت کی آواز کا وہ شمارہ ہے جو تاجدار مسند برکاتیہ خاتم اکابر ہند سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری کے صد سالہ یوم وصال پر شائع ہوا تھا اور جس کا نام رکھا گیا تھا "قصیدہ نور کا" اور یہ قصیدہ نور وہی ہے جس میں حضرت ازہری میاں کے جد امجد مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے یہ شعر کہا تھا۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

حضرت ازہری میاں صاحب نے یہ منقبت لکھ کر اپنے جد امجد کی اسی روایت پر عمل کیا تھا۔

حضرت ازہری میاں صاحب مدظلہ کی نسبت پر جو روحانی اور علمی روایت ہے وہ بہت درخشندہ، متصل اور مستحکم ہے۔ ان تینوں صفات کو مسلسل رکھنے کے لیے حضرت ازہری میاں کے پاس صبرواستقلال، علمی استحضار، خلوص واخلاق، تصلب ورواداری، جہاں گیری وجہاں بانی کے مضبوط اور لچک دار ہتھیار ہونا اور ان کا ہمہ وقت تیار رہنا بیحد ضروری ہے اور اس سے بھی زیادہ ضروری ہے کہ یہ صفات اگلی نسل کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتی رہیں۔ روایات کے یہ چراغ نسلاً بعد نسلٍ روشن رہیں

اور رفتار زمانہ پر گہری نظر رکھتے ہوئے مزید روشنی حاصل کر کے دوسروں کو بھی روشن کرتے رہیں۔

حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان کے غلام اور فقیر برکاتی کی حیثیت سے میری فہم مجھے یہ شعور دیتی ہے کہ میں دعا گو رہوں کہ خانوادۂ رضویہ میں حضرت ازہری میاں خصوصا اور دیگر اخلاف عموما اہلسنت وجماعت کی علمی قیادت کے اس منصب کو مضبوطی سے تھام لیں جس کا علم ہمارے اعلیٰ حضرت اور ہمارے مفتی اعظم نے نہ صرف یہ کہ اٹھایا تھا بلکہ ہمیشہ بلند رکھا تھا۔ ایک بار حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان سے کسی نے دریافت کیا کہ حضور آپ کی خانقاہ کے بزرگوں کی کون کون سے کرامات ہیں۔ جواب عطا کیا گیا کہ ہمارے خاندان میں اپنے بزرگوں کی کرامتوں کا زیادہ بیان نہیں کیا جاتا ہے کیوں کہ ہمارے بزرگ ہمیں سبق دے گئے ہیں کہ دین پر استقامت کسی کرامت سے زیادہ بلند ہوتی ہے۔ وہ صاحب پھر جب بضد رہے تو حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا سنیے! ماضی قریب میں میری خانقاہ کی دو کرامتیں ہیں۔ ایک احمد رضا اور دوسری مصطفےٰ رضا۔ وہ صاحب یہ سن کر ششدر رہ گئے۔ جب مفتی شریف الحق امجدی رضوی برکاتی قدس سرہ یہ واقعہ سناتے تھے تو آب دیدہ ہو جاتے تھے۔

زندگی ایک بے حد پیچیدہ نظام کا نام ہے۔ دینی افکار، دنیا کی رفتار، روایات کی پاس داری، علم سے حاصل شدہ تصلب اور روحانیت سے کشید کردہ رواداری، اپنی جڑوں سے وابستگی اور اپنے شجر کی ایستادگی یک درگیر ومحکم گیر پر عمل در آمد اور خود اپنے دریچوں کو وا رکھ کر تازہ ہوا کی آمد، اسلاف کی دانش سے فیض اٹھانا اور اخلاف کی تربیت کرنا، احباب کی ہمہ جہت ترقی کے لیے ان میں جوش بھرنا اور خود ہر موقع پر باہوش رہنا جو بظاہر دور رہتے ہیں ان میں خلوص وللّٰہیت تلاش کرنا اور جو ہمہ وقت قریب رہتے ہیں ان کے افعال کی نگرانی کرنا، جمعیت کو مربوط رکھنے کے لیے تصلب کو کام میں لانا اور فتنوں سے دور رہنے اور فتنوں کو دور کرنے کے لیے ضروری لچک پیدا کرنا۔ یہ ان گوناگوں امیدوں میں سے چند ہیں جنھیں میں حضرت کی ذات سے وابستہ رکھتا ہوں اور دعا گو رہتا ہوں کہ کاش ایسا ہو کہ ہماری خانقاہ برکات کی اگلی پیڑھیاں اپنے زمانے کے پودے والے سے کہہ سکیں کہ سنو ماضی قریب میں ہماری خانقاہ کی تین کرامتیں ہیں۔ احمد رضا، مصطفےٰ رضا اور اختر رضا۔

وما علینا الا البلاغ

نوٹ: حضور شرف ملت نے نگاہ کرم فرماتے ہوئے عدیم الفرصتی کے باوجود اپنے نگارش کو عنایت فرما کر ادارے پر کرم فرمایا لیکن کاپی پریس میں جانے کے سبب شایانِ شان جگہ نہ دینے سے ادارہ معذرت خواہ ہے۔

مفتی محمد عابد حسین قادری۔ مدرسہ فیض العلوم، جمشید پور (جھارکھنڈ)☆09835553380

الحمدللہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین و علی آلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین۔

گورا مکھڑا جلوے جس پہ آ کر پھر جاتے ہیں
آؤ تم کو بھی صورت ایسی ایک دکھاتے ہیں

بخاری ومسلم میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ کسی بندے کو اپنا محبوب بنالیتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تم آسمان والوں میں اعلان کردو کہ سب اس سے محبت کریں۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمان والوں میں اعلان فرمادیتے ہیں۔ بعد اعلان آسمان والے اس بندہ سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے زمین والوں میں اعلان کردو کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں۔ تم بھی اس سے محبت کرو، تو زمین والے بھی اس بندہ سے محبت کرنے لگتے ہیں''۔

پھر تو وہ بندہ جن وانس کے دلوں کی دھڑکن بن جاتا ہے۔ سب کا محبوب بن جاتا ہے۔ سارے انسان کے دل اس طرف مائل ہوجاتے ہیں اور اسے عندالناس بھی مقبولیت عامہ حاصل ہوجاتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ حدیث مندرجہ ذیل آیت کریمہ کی تفسیر ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

ان الذین آمنو وعملوا الصلحٰت
سیجعل لھم الرحمن ودا

(یقیناً جولوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے عنقریب رحمٰن لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دے گا)

متذکرہ آیت وحدیث کی روشنی میں جب ہم غور کرتے ہیں تو اس وقت ہماری نظر پیر طریقت تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا ازہری پر مرکوز ہوجاتی ہے۔

حضرت تاج الشریعہ کو منعم حقیقی نے ہندو پاک میں خصوصاً اور بیشتر ممالک میں عموماً وہ شہرت ومقبولیت دی ہے جو فی زمانہ ان ہی کا حصہ ہے۔ جس شہر میں دیکھو ان کا چرچا ہے۔ جس ملک میں جاؤ ان کی عبقریت کی دھوم مچی ہے۔ گلی گلی میں ان کی خوبیوں کا ڈنکا بج رہا ہے اور ان کی محبت کی صدائے بازگشت سنائی دیتی ہے۔

آپ کی اس قدر مقبولیت آپ کی ولایت ومحبوبیت کی سند اور نا قابل انکار حقیقت ہے۔ اس لئے یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ حضرت تاج الشریعہ کا وجود مسعود آیت کریمہ ”سیجعل لهم الرحمن ودا“ کی جیتی جاگتی تفسیر اور حدیث مذکور کی تشریح وتوضیح ہے۔

آج ہندوپاک کا کوئی دینی قائد ایسا نہیں جس کی اس قدر مقبولیت اور آؤ بھگت ہو، عزت ووقار کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہو۔ رب ذوالمنن کے فضل وکرم سے ان کی شان ہی کچھ ایسی ہے کہ مسلمان ان کو اپنا عظیم قائد ماننے پر مجبور ہیں۔ آج سے تقریباً بارہ سال قبل کی بات ہے۔ حضور تاج الشریعہ جھارکھنڈ کے ایک مغربی مقام پر مدعو تھے۔ ہوائی جہاز کے ذریعہ رانچی پہنچے پھر وہاں سے بذریعہ کار مطلوبہ جگہ پہنچے۔ رانچی کے مسلمانوں نے حضرت کا زبردست استقبال کیا کافی لوگ زیارت کے لئے حضرت کے پاس پہنچے ہوئے تھے۔ حضرت علامہ ارشد القادری صاحب بھی مذکورہ مقام کی کانفرنس کے لئے مدعو تھے یا رانچی پہنچے ہوئے تھے۔ واپسی پر ایک دن اپنے چیمبر میں جلوہ افروز تھے اور ہم چند مدرسین ان کے ارد گرد بیٹھے تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ حضور ازہری میاں کو اللہ تعالیٰ نے زبردست مقبولیت دی ہے۔ ایسی مقبولیت تو کہیں دیکھنے میں نہ آئی۔ دیکھو تو سہی کہ ازہری میاں کو فلاں جگہ پروگرام میں جانا تھا۔ رانچی ایئر پورٹ پر اترے پھر بذریعہ کار فلاں جگہ پہنچنا تھا مگر رانچی میں ان سے ملنے کے لئے ہزاروں میکشوں کی بھیڑ جمع ہوگئی تھی جب کہ رانچی میں رکنا بھی نہ تھا صرف وہاں سے گزرنا تھا مگر آنا فانا اتنے لوگوں کا اکٹھا ہو جانا بڑی بات ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دوسری مخلوق لوگوں کے کانوں تک بات پہنچا دیتی ہے اور آنا فانا سب جمع ہو جاتے ہیں۔

آخر سوال یہ ہے کہ کوئی دوسری مخلوق لوگوں کے کانوں میں کیوں پھونک ماردیتی ہے۔ وجہ یہی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل خاص سے حضرت ازہری میاں کو اپنا محبوب ومقبول بندہ بنالیا ہے اور اس کے حکم سے فرشتے کا اعلان ہوگیا ہے پھر قلوب انسانی نے حضرت تاج الشریعہ کو اپنا محبوب بنالیا ہے۔

یہ تو حضرت علامہ مرحوم کا مشاہدہ وتبصرہ ہے۔ خود فقیر راقم الحروف نے مبارکپور، بریلی شریف اور جمشید پور میں حضرت کی مقبولیت اور عقیدت مندوں کے ہجوم کو ملاحظہ کیا ہے۔

میری موجودگی میں جمشید پور میں کئی مرتبہ تبلیغ وارشاد کی غرض سے حضرت تاج الشریعہ کا ورود مسعود ہوا ہے۔

ایک مرتبہ آزاد نگر کے گاندھی میدان کی کانفرنس میں دوسری مرتبہ ۲۰۰۲ء میں حضرت علامہ علیہ الرحمہ کے عرس چہلم میں اور تیسری مرتبہ ۲۰۰۳ء میں مسجد رضا باری نگر ٹیلکو کے سنگ بنیاد اور کانفرنس میں۔ پانی کا سیلاب تو دیکھنے اور سننے کو ملتا ہے مگر آدمیوں کے امنڈتے ہوئے سیلاب کا نظارہ کیا تو حضرت تاج الشریعہ کی آمد پر کیا۔

الحمد للہ اس جمشید پور میں سیدی مرشدی مفتی اعظم ہند اور حضور ازہری میاں دامت فیوضہم کے مریدین ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ یہ صرف میرا مشاہدہ نہیں بلکہ پورے ہندوپاک کا ہے کہ کسی مقام پر آپ کے ورود مسعود پر ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر امنڈ پڑتا ہے۔ غرض یہیں کی خصوصیت نہیں حضور جہاں تشریف لے گئے یہی حال رہا اور کئی سال قبل میرے وطن لوکہا بازار ضلع مدھوبنی بہار بھی آنجناب کی جلوہ افروزی ہوئی ہے تو وہاں بھی یہی صورت حال تھی۔

تاج الشریعہ کی مقبولیت کو دیکھئے تقریباً دس کیلو میٹر جامعۃ الرضا ہے۔ چند سالوں سے وہاں ایک رات آپ کے زیر قیادت عرس اعلیٰ حضرت کا پروگرام منعقد ہوتا ہے اتنی دوری پر بھی

ہزاروں کا مجمع اکٹھا ہوجاتا ہے۔ اتنے بڑے مجمع کو صحرا میں جمع کر لینا یہ ازہری میاں کی مقبولیت ہی کا نتیجہ کہا جاسکتا ہے۔

مشاہدہ ہے کہ آدمی کی خوبی اسے محو بنادیتی ہے یعنی حاسدین کی ایک ٹولی پیدا ہوجاتی ہے اگر یہ مبنی بر صداقت ہے تو آپ دیکھیں گے کہ اہل حق میں کئی شخصیات اس کسوٹی پر اترتی ہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ، بارہویں صدی کے مجدد شہنشاہ اورنگ زیب اور مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی قدست اسرارہم جیسی ہستیاں اسی زمرے میں آتی ہیں۔ اپنوں کی نظر میں یہ پھول ہیں اور حاسدین کی نظر میں کانٹے۔ اہل حق ان کی مبنی بر حقائق تعریفیں کرتے ہیں اور اہل زیغ نقص نکالنے کے درپے ہیں۔

کچھ یہی صورت حال عمدۃ الفقہا حضور تاج الشریعہ کے ساتھ بھی ہے۔ ارباب حل وعقد اور اہل سعادت کی نظر میں آپ مہکتے ہوئے پھول اور دمکتے ہوئے ستارہ ہیں اور پھول سے محبت کی جاتی ہے نفرت نہیں۔ ستارے سے روشنی حاصل کی جاتی ہے ظلمت سے نہیں، اس لئے سعادت مند لوگ ان کی بارگاہ میں عقیدت مندی کا پھول نچھاور کر کے فیض یاب ہورہے ہیں اور شقاوت پسند لوگ بکواس کرتے ہیں۔ میں توری فیض پا کر یہ کہنے سے کچھ دریغ نہ کروں گا کہ آپ کو سب جانشین مفتی اعظم مانتے ہیں کہ آپ کی رفعت ہی کچھ ایسی ہے، نائب اعلیٰ حضرت جانتے ہیں کہ آپ کی عظمت ہی کچھ ایسی ہے، فقیہ اعظم مانتے ہیں کہ آپ کی فقاہت ہی کچھ ایسی ہے کہ آپ کی تعریف میں نغمہ سرا ہیں کہ سیرت ہی کچھ ایسی ہے۔ دیکھتے ہی مسحور ہوجاتے ہیں کہ صورت ہی کچھ ایسی ہے۔ آپ کو تاج شریعت سے یاد کرتے ہیں کہ آپ کی عبقریت ہی کچھ ایسی ہے، آپ کو دامن شاہ ہدیٰ کہتے ہیں۔ اس لئے کہ آپ کی لکھی ہوئی نعت و مدحت ہی کچھ ایسی ہے، آپ کو جامع الصفات گردانتے ہیں کہ آپ کی مستودہ ذات ہی کچھ ایسی ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ پورے برصغیر میں ان جیسا تبحر علمی، کمال بزرگی کا مالک اور فیض یافتہ کوئی نہیں، ان کے جیسا فیض رساں کوئی نہیں، فی زمانہ ان کے جیسا کوئی پیر نہیں۔

ان کا فتویٰ آخری حرف کی حیثیت رکھتا ہے، ان کا فیصلہ آخری فیصلہ ہے اس لئے مفتی اعظم کے بعد وہ کل بھی ہم سنیوں کے مقتدائے اعظم تھے اور آج بھی ہیں۔ لہٰذا ان سے اختلاف کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی۔ سعادت مندی تو اس میں ہے ان سے محبت کرنے والے ان کے تمام شہزادوں سے محبت کریں۔ ان کی گلی کوچے سے محبت کریں۔ تاریخ کے جھروکے سے ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ حضرت نظام الدین اولیاء رضی اللہ عنہ ایک کتے کو بہت محبت کی نگاہ سے بار بار دیکھ رہے تھے۔ دریافت کرنے پر فرمایا کہ میرے پیر و مرشد حضرت بابا فرید گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں اسی شکل کا ایک کتا تھا اس لئے میں اسے محبت کی نگاہ سے دیکھ رہا ہوں۔

یہ بڑی افسوس ناک بات ہوگی کہ کوئی پیر سے محبت کا دم بھرے اپنے استاذ سے محبت کا دعویٰ کرے، کسی کو اپنا مرکز عقیدت جانے اور اس کے شہزادوں سے محبت والفت کے بجائے اختلاف ونفرت رکھے۔ کسی کو اپنا امام جانے اور اس کی رائے سے اختلاف کرے۔ کسی کو اپنا امام وقائد جانے اور اس کے صحیح جانشین اور افراد خانہ کو دکھ پہنچائے۔ امت کے اتحاد و سالمیت کے لئے ہمارے پاس اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کہ اپنے مرکز عقیدت شہزادہ حضرت ازہری میاں کو ماضی کی طرح حال واستقبال میں بلاچوں و چرا اپنا دینی والی، قائد و پیشوا مانا جائے، اختلاف رائے نہ رکھا جائے۔ تب ہی جماعت کی شیرازہ بندی ہوسکے گی اور امت مسلمہ کی ضلالت وگمراہی سے حفاظت ہوسکے گی۔ یہ ظاہر و باہر ہے کہ اتحاد زندگی ہے اور اختلاف موت۔

قائد ملت حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے اپنے ایک مکتوب میں حضرت علامہ ازہری میاں کو جانشین مفتی اعظم اور نائب اعلیٰ حضرت کے نام سے یاد کیا تھا اور حقیقت بھی یہی ہے۔ آپ یہی سوچئے کہ کسی بے کمال اور بے بہرہ کو حضرت غوث زمن محی الدین مفتی اعظم ہند اپنا جانشین بنا سکتے تھے۔ کسی ناقص آدمی کو حضرت علامہ جیسا متبحر عالم نائب اعلیٰ حضرت کہہ سکتا ہے کیا کوئی ذرہ کمال تک پہنچے بغیر ارباب حل وعقد سے تاج الشریعہ کا خطاب پا سکتا ہے۔ حاشا اللہ بلاشبہ ازہری میاں بڑی ہی قدآور شخصیت کا نام ہے۔ آپ اللہ رب العزت کے فضل وکرم، نبی رحمت، حضور سیدنا غوث اعظم، سیدنا مجدد اعظم اور سیدی مرشدی مفتی اعظم کے فیضان کرم سے مالا مال ہیں۔ اس لئے وہ علم وتفقہ، تقویٰ وطہارت اور ولایت بزرگی میں اس وقت بے مثل وبے نظیر اور یکتائے روزگار ہیں ان کا کوئی ثانی نہیں، کسی جہت سے ان کا دامن داغدار نہیں۔ وہ شریعت مطہرہ کا پاس ولحاظ کرتے ہیں۔ سنن ونوافل پر عمل کرتے ہیں۔ گناہ کبائر وصغائر سے دور ونفور ہیں۔ ان کے متقی اور ولی کامل ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ لاریب وہ اپنے اوصاف علم وعمل اور کمال بزرگی میں بلا اختلاف موجودہ ہندستان کے مفتی اعظم قاضی القضاۃ اور مسلم بزرگ ہیں۔ بے فیض لوگوں کے اختلاف سے اس اتفاق پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ حضرت ازہری میاں نام کے مفتی اور شیخ نہیں بلکہ مستند مفتی اور مستند پیر کامل ہیں کیوں کہ حضرت سیدی مفتی اعظم نے اپنی صحبت میں رکھ کر انہیں کامل مفتی بنا دیا۔ یہ فقیر نوری کے لئے بفضلہ تعالیٰ سعادت اور خوش بختی ہی کی بات ہے کہ اس کا پورا گھرانہ خانوادہ اعلیٰ حضرت سے جڑا ہوا ہے۔ میرے والد مرحوم الحاج مولانا محمد یونس رضوی نے منظر الاسلام بریلی شریف سے تعلیم حاصل کی، حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ میں اور میرے دو بھائی تاجدار اہلسنت غوث زمن ابو البرکات محی الدین حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے سلسلۂ ارادت میں داخل ہیں اور میری بہن نور جہاں خاتون، میری اہلیہ اور میرے پانچوں بچے حضور ازہری میاں قبلہ کے مرید اور فیض یافتہ ہیں۔ حضور ازہری میاں کی کرم فرمائی ہے کہ فقیر نوری اور اس کے اہل وعیال کو اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں۔ جیسا کہ ذکر ہوا کہ میرے وطن لوکہا بازار میں بھی ایک کانفرنس میں شرکت کی غرض سے حضرت کا قدم میمنت پڑ چکا ہے۔ میری ہمشیرہ جناب نور جہاں قادری حضرت کی قیام گاہ پر مرید ہونے کے لئے گئیں۔ وہاں دیکھا کہ کافی بھیڑ ہے اور حضرت سلسلہ میں داخل کر رہے ہیں۔ یہ بھی سلسلہ میں داخل ہو گئیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ کئی افراد نے حضرت کو روپے نذر کرنا چاہا مگر سب کے نذرانے کو حضرت نے واپس کر دیا۔ اس سے ان کی شان استغنا پر روشنی پڑتی ہے۔

چند ماہ قبل دار العلوم ام المومنین عائشہ اسری ضلع گریڈیہ مجھے اپنی بچی عائشہ فاطمی نوری کو لے کر جانا پڑا کیوں کہ وہ وہیں پڑھتی ہے۔ دوران گفتگو محب محترم جناب مفتی بشیر القادری صاحب بانی دار العلوم نے فرمایا کہ ممبئی کے ایک سیٹھ صاحب کے یہاں حضرت ازہری میاں قبلہ جلوہ افروز تھے۔ سیٹھ صاحب نے ایک شخص سے کہا کہ جامعۃ الرضا بریلی کی تعمیر میں حصہ لینے کے لئے حضرت صرف مجھ کو حکم دیدیں تو میں اتنے روپے دیدوں یہ بات اس شخص نے حضرت تک پہنچا دی تو حضرت نے فرمایا کہ میں کسی بندے سے کیوں مانگو جب کہ میرا مالک مجھے بے حساب دیتا ہے۔ میں نے انہیں منع کیا ہے۔ وہ جائیں اور کمیٹی کے افراد سے مل کر مدرسہ کا تعاون کریں۔

جامع وپُر مغز تقریر:

حضرت کی شخصیت متنوع اور جامع الفنون ہے کہ جہاں

آپ علم فقہ وفتویٰ اور دیگر فنون میں اپنا ثانی نہیں رکھتے وہیں وعظ و تقریر بھی موثر انداز میں فرماتے ہیں۔ آنجناب کی تقریری نہایت جامع، پرمغز، دل پذیر اور دلائل سے مزین ہوتی ہے۔ بارہا حضرت کی تقریر سننے کا موقع ملا ہے۔ حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کے عرس چہلم کے موقع سے حضرت نے اتنی شاندار تقریر کی کہ پورا مجمع عالم وجد میں داد دے رہا تھا۔ اسی طرح امسال ۲۰۰۸ء میں عرس اعلیٰ حضرت کے دوسرے روز محدث کبیر کی تقریر کے بعد اتنی شاندار تقریر فرمائی کہ پورے مجمع سے سبحان اللہ اور نعرہ کی صدائیں گونجنے لگیں۔ آپ نے حضرت محدث کبیر کے بیان کی تصدیق وتوثیق میں فرمایا کہ مسلک اعلیٰ حضرت حق پر ہے اور مسلک اعلیٰ حضرت مسلک اہل سنت ہی کا نام ہے میں تمام لوگوں کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم و ثابت رہیں جو مسلک اعلیٰ حضرت کا نہیں وہ ہمارا نہیں۔ بقول قاری ضیاء اللہ صاحب حضرت نے باری نگر ٹیلکو میں بھی مسلمانوں کو دین و سنیت پر ثبات کی تلقین پر مشتمل تقریر فرمائی تھی۔

انگریزی زبان پر قدرت:

حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ والرضوان نے ایک مرتبہ بیرون ہند کے کسی ملک کی سیاحت کا ذکر کیا غالباً ہالینڈ کا۔ انہوں نے بیان فرمایا کہ ایک کانفرنس میں حضرت ازہری میاں ایک بڑے مجمع سے اردو زبان میں خطاب فرمارہے تھے۔ وہ لوگ اردو زبان سے مانوس نہیں تھے۔ اچانک مجمع کی طرف سے آوازیں گونجنے لگیں۔ اسٹیج کے لوگوں سے ازہری میاں نے دریافت کیا کہ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ لوگ انگریزی زبان میں تقریر سننا چاہتے ہیں بعدہ آپ نے چند منٹ کے لئے اپنی آنکھیں بند کیں (مراقبہ یا تصور شیخ میں مستغرق ہوئے) پھر آنکھیں کھولیں اور نہایت فصیح و بلیغ انگریزی زبان میں برجستہ تقریر شروع کی اور اس زبان میں نہایت جامع، پرمغز اور دل پذیر تقریر فرمائی۔

اس واقعہ کو حضرت علامہ علیہ الرحمہ بڑی حیرت و استعجاب کے ساتھ بیان فرمارہے تھے ان کی حیرت کی باعث یہ بات ہوسکتی ہے کہ حضرت ازہری میاں ایک عالم ہوتے ہوئے انگریزی زبان سے پورے طور پر واقف ہیں یا اس طرح برجستہ اچھوتے انداز میں انگریزی میں تقریر کرلینا خصوصی کرم خداوندی ہی سے ہوسکتا ہے۔ دونوں میں سے جو وجہ بھی ہو اس سے حضرت کی فضیلت وخوبی عیاں ہوتی ہے۔

وقف فی سبیل اللہ

آج دنیا مادہ پرستی کی طرف مائل ہے۔ دین اور خدمات کی طرف کون توجہ دیتا ہے۔ الا ماشاء اللہ، عوام کو تو جانے دیجئے ان میں اکثر ایسے ہیں جن کو دنیا کمانے اور تجارت میں جھوٹ اور کذب بیانی سے چھٹکارا نہیں۔ اس دور قحط الرجال میں مخلص، محنت کش، ذمہ دار اور پرہیزگار علماء انگلیوں پر گنے جانے کے قابل ہیں۔ ایسے میں کوئی شخص خود کو فی سبیل اللہ وقف کردے یہ بہت بڑی بات ہے۔ حضرت ازہری میاں اور دیگر چند علمائے کرام کو رب تبارک وتعالیٰ نے اس مخصوص خوبی سے سرفراز کیا ہے کہ انہوں نے اپنے وجود کو خدمت دین، تصنیف وتالیف، فتویٰ نویسی، بیعت وارشاد اور خدمت خلق کے لئے وقف کردیا ہے۔

آپ کی کئی تصنیفات منصۂ شہود پر آچکی ہیں۔ نعت شریف کا گلدستہ بھی منظر عام پر آچکا ہے اور مریدین تو لاکھوں لاکھ کی تعداد میں ہیں۔ اللہ جسے چاہتا ہے دین کے کام کے لئے چن لیتا ہے۔ بلفظ دیگر یوں کہئے کہ ان نفوس قدسیہ کا پورا وجود اور لمحات زندگی اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کے دین متین اور ملت اسلامیہ کی خدمت کے لئے وقف ہیں۔ برخلاف دوسروں کے، اس زمانے

میں بیعت وارشاد کے ذریعہ مرشدی مفتی اعظم ہند، حضور حافظ ملت، حضرت مجاہد ملت اور محدث اعظم علیہم الرحمۃ کے بعد جن لوگوں نے دین وسنیت کی حفاظت وصیانت کی ہے ان میں سب سے زیادہ نمایاں کردار حضور ازہری میاں کا ہے۔ آپ اس صف میں سرخیل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

حضور سیدی مفتی اعظم ہند اور ازہری میاں کی بیعت و ارشاد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ جو آپ کا مرید ہو جاتا ہے وہ بہت حد تک شریعت کا پابند ہو جاتا ہے میں نے ان دونوں بزرگوں کے مریدوں کو بہت حد تک شریعت کی پاسداری کرنے والا پایا۔ اکثر پابند صوم وصلوٰۃ نظر آئے۔ میں نے محسوس کیا کہ آپ سے شرف بیعت حاصل کرنے کے بعد ان کی زندگی میں انقلاب آجاتا ہے۔ ایسا انقلاب کہ چہرہ بھی بڑا نورانی ہو جاتا ہے۔ تو واضح ہوا کہ جہاں آپ کی بیعت وارشاد سے بدمذہبیت سے نجات اور دین وسنیت کا کام ہوتا ہے وہیں ہر کس وناکس شریعت مطہرہ کا پابند بھی ہو جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضور ازہری میاں دامت برکاتہم العالیہ پر سیدنا حضرت غوث اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت اور سیدنا مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہم کا فیضان جاری وساری ہے اور وہ فیضان آسمان کی طرح سایہ فگن ہے۔ حضرت سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود فرمایا ہے کہ ان جیدی علی مریدی کاسماء علی الارض ہے کہ (میرا ہاتھ میرے مریدوں پر اسی طرح سایہ فگن ہے جس طرح آسمان زمین پر) اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور ازہری میاں قبلہ حضور مفتی اعظم رضی اللہ عنہ کے مرید صادق اور عاشق باصفا ہیں۔ اس لئے وہ ضرور ان مشائخ کرام کے فیضان کرم سے سرشار ہیں۔

یہاں قابل توجہ بات یہ ہے کہ آپ کے سامنے ایک شخص آیا اور اس نے کہا دیکھتے ہو میرے ہاتھ میں سونا ہے۔ میں اسے بیچنا چاہتا ہوں۔ اس کی لاگت ایک لاکھ ہے مگر میں آپ کو بہت کم دام میں اپنے پرانے دوستانہ مراسم کی وجہ سے دے دوں گا۔ صرف پچاس ہزار روپے لگیں گے۔ تو اس کی بات آپ کے دل میں جم گئی کہ اسے ضرور خریدنا ہے کیوں کہ دل نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ تو بہت چمکدار ہے، واقعی سونا مگر کچھ دیر کے بعد آپ کو خیال آیا، یہ سونا نہیں، یہ تو کچھ اور ہی معلوم ہوتا ہے۔ ایک جوہری سے دکھایا، اس نے بھی یہی کہا، تیسرے سے دکھایا اس نے بھی سونا ہونے سے انکار کیا اب آپ کو یقین ہو گیا کہ یہ سونا نہیں ہے آپ کہنے لگے کہ اگر میں نے جوہری سے رابطہ کئے بغیر لے لیا ہوتا تو یقیناً میرے پچاس ہزار روپے ضائع ہو جاتے۔ سمجھ میں آیا کہ سونا کو پرکھنا جوہری ہی کا کام ہے۔ اسی طرح صحیح پیر جو پیر کی ساری شرطوں کا جامع ہو اور ولی کامل ہو اس کا پتہ لگانا بھی اس میدان کے جوہری ہی کا کام ہے۔ بلاشبہ وہ جوہری وقت کے علمائے کرام ہیں جو کھرے اور کھوٹے کو جانتے ہیں اور اصلی پیر اور نقلی پیر کی آگہی رکھتے ہیں کیوں کہ علم نبی کے وارث یہی لوگ ہیں۔

آج آپ اپنی نظریں اٹھا کر دیکھئے اور سروے کیجئے تو آپ کو خود معلوم ہو جائے گا کہ سارے علمائے کرام حضرت ازہری میاں کے جامع شرائط پیر متدین عالم دین، ذمہ دار فقیہ اور صاحب تقویٰ وطہارت ہونے پر متفق ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور مفتی اعظم قدس سرہ کے بعد اکثر علمائے کرام حضرت ہی کے دامن سے وابستہ ہیں اور جو وابستہ ہیں وہ آپ کے فضل وکمال اور خوبیوں کے معترف ومداح ضرور ہیں۔ تناسب کے اعتبار سے عوام سے زیادہ علماء آپ کے مرید ہیں ان نقاد اور جوہری علمائے کرام اور فقہائے اسلام کے قلوب کا آپ کی طرف مائل ہو جانا اور کمال بزرگی کا اعتراف کرنا خود ازہری میاں کے فضل وکمال

اور ولایت کی شہادت دیتا ہے۔ اس دور کے عموماً علمائے کرام یا تو حضور مفتی اعظم قدس سرہ کے مرید ہیں یا حضرت ازہری میاں کے اور کچھ وہ ہیں جو دوسرے سلسلہ میں داخل ہیں تو آپ کی طرف سے خلافت سے نوازے گئے ہیں۔ علمائے کرام کا آپ کے سلسلہ میں داخل ہونا یا خلیفہ ہونا یا مداح ہونا بجائے آپ کے فضل و کمال اور ظاہر و باطن کی خوبیوں سے متصف ہونے پر شاہد ہے۔

دعاء و تعویذ میں اثر

آج سے تقریباً ۱۸ سال قبل جب حضور ازہری میاں مدرسہ فیض العلوم جمشید پور تشریف لائے تھے اس موقع پر راقم الحروف کو حضرت کی خدمت کا موقع ملا تھا۔ غسل وغیرہ کرانے کی سعادت ملی تھی قبل ازیں الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں بھی زمانہ طالب علمی میں ان کے ہاتھ پاؤں دبانے کا شرف ملا تھا۔ اس خدمت کے صلہ میں حضرت نے اپنے دست اقدس سے اپنا شجرہ بھی عطا فرمایا تھا۔

اس موقع سے ایک صاحب حضرت کے پاس آئے اور عرض کیا کہ حضور میری اہلیہ کو اسقاط حمل ہو جاتا ہے۔ حمل ٹھہرتا ہے لیکن چند دن یا چند ماہ کے بعد گر جاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ سات سوئی لے کر آؤ میں سات سوئی لے کر حاضر ہوا۔ حضرت نے تعویذ بنا کر دیا۔ وہ تعویذ اتنا اثر انداز ہوا کہ اسقاط کا مرض زائل ہو گیا اور وہ صاحب اولاد ہو گئے۔

۲۲ جون ۲۰۰۱ء محب محترم جناب قاری عبدالجلیل صاحب شعبۂ قرآت مدرسہ فیض العلوم جمشید پور نے راقم الحروف سے فرمایا کہ پانچ سال قبل حضرت ازہری میاں قبلہ دارالعلوم حنفیہ ضیاء القرآن لکھنؤ کی دستار بندی کی ایک کانفرنس میں خطاب کے لئے مدعو تھے۔ ان دنوں وہاں بارش نہیں ہو رہی تھی۔ سخت قحط سالی کے ایام گزر رہے تھے، لوگوں نے حضرت سے عرض کی کہ حضور بارش کے لئے دعا فرما دیں۔ حضرت نے نماز استسقا پڑھی اور دعائیں کیں ابھی دعا کر ہی رہے تھے کہ وہاں موسلا دھار بارش ہونے لگی اور سارے لوگ بھیگ گئے۔

حضرت قاری صاحب موصوف نے فرمایا کہ کئی کانفرنسوں میں، میں نے شرکت کی ہے جن میں حضرت جلوہ افروز تھے۔ ایک مرتبہ کرٹھیا ہٹیا ضلع ویشالی (بہار) میں حضرت مدعو تھے۔ وہاں اتنا زبردست مجمع اکٹھا ہو گیا کہ شمار سے باہر اسٹیج پر اتنے علماء کرام جمع ہو گئے کہ اسٹیج زمین بوس ہو گیا۔ حضرت جس وقت تشریف لائے تو مصافحہ کے لئے لوگ بے قابو ہو گئے اور مصافحہ کرنے میں لوگ غلو کی حد کو پہنچ گئے۔ اس کے بعد حضرت ناراض ہو کر اپنی قیام گاہ کی طرف واپس ہو گئے بعدہ تقریباً چار بجے صبح اسٹیج پر تشریف لائے اور کرسی پر جلوہ فگن ہوئے۔ آغاز تقریر میں فرمایا کہ میں نے اس وقت غصہ میں آپ لوگوں کو سخت سست کہہ دیا۔ آپ حضرات سے معذرت خواہ ہوں مجھے معاف کریں۔ اصل بات یہ ہے کہ ملنے اور مصافحہ کرنے کا وہ طریقہ نہیں ہے جس کو آپ لوگوں نے اپنایا تھا۔

جامعۃ الرضا

بریلی شریف کو یہ شرف حاصل ہے اس کی زمین نے ایک سے ایک ولی اور عالم دین کو جنم دیا ہے۔ حضرت شاہ داتا، نیاز بریلوی، مولینا رضا علی خان، عمدۃ المحققین مولینا نقی علی خاں، استاد زمن حضرت مولینا حسن رضا خاں مجدد اعظم امام احمد رضا خاں اور مفتی اعظم ہند بریلوی جیسی عبقری شخصیتیں اس زمین کی پیداوار ہیں یہ صدیوں سے سنیوں کا مرکز ہے اور انشاء اللہ الرحمٰن صبح قیامت تک رہے گا۔ یہاں کئی مدارس اسلامیہ عرصہ سے چل رہے ہیں جہاں سے ہر سال علماء حفاظ اور قرأ کی ٹولی نکلتی ہے۔ ان

میں سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا قائم کردہ مدرسہ منظر الاسلام حضور مفتی اعظم کا قائم کردہ مظہر اسلام سرفہرست ہے۔ لیکن دور کے لحاظ سے یہاں ایک بڑے جامعہ کی عرصہ سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی جس میں زیادہ سے زیادہ طلبہ ہوں اور دینی علوم کے ساتھ عصری تقاضوں کو بھی پورا کیا جاسکے، پرانی روش سے ہٹ کر نئے اسلوب اور طرز تعلیم کو اپنایا جاسکے تاکہ وہاں کے فارغین دوسرے جامعات سے پیچھے نہ رہ سکیں۔ الحمدللہ اس ضرورت کو حضرت علامہ ازہری میاں اور ان کے شہزادہ حضرت مولینا عسجد رضا نے شدت سے محسوس کیا اور انہوں نے چند سال قبل مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا کی بنیاد رکھی۔ پانچ چھ سال کی ایک قلیل مدت میں یہ جامعہ اس قدر ترقی کر گیا کہ آج سیکڑوں طالبان علوم اپنی علمی پیاس بجھا رہے ہیں، یہاں منظم طریقے پر ٹھوس اور مستحکم تعلیم سے آراستہ و پیراستہ کیا جاتا ہے۔ اس ادارہ کی خصوصیت یہ ہے کہ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت پر بھی خاص توجہ دی جاتی ہے۔ سارے طلبہ سفید کرتا، سفید پاجاما اور کتھی رنگ کے عمامے سے مزین رہتے ہیں۔ عرس میں جب میں جاتا ہوں وہاں کے طلبہ کو خوش اخلاقی کے برتاؤ سے مزین پاتا ہوں۔

آسمان سے باتیں کرتی ہوئی اس کی مضبوط و پر شکوہ عمارتیں مغلیہ دور کی خوشنما تعمیرات سے ذوق رکھنے والے بادشاہوں اور نوابوں کی یاد تازہ کر دیتی ہیں۔ طرز تعمیر دیدنی ہے، حاصل یہ ہے کہ اس قدر قلیل مدت میں اس عظیم اور فیض رساں جامعہ کا معرض وجود میں آنا اور کثیر تعداد میں طلبہ دین کا علم و عمل سے مزین ہونا اور دن بدن قابل ستائش ترقی کی شاہراہوں پر ہونا یہ بجائے خود عظیم کرامت ہے۔ خواہ سیدنا اعلیٰ حضرت کی کرامت کہئے۔ یا سیدنا مفتی اعظم ہند کی یا خود حضور ازہری میاں قبلہ کی لیکن کرامت کہے بغیر آپ کی زبان نہ رکے گی۔ دعا ہے کہ ادارہ کو نظر بد سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھ کر روز افزوں ترقیاں عطا فرمائے اور اراکین واعوان وانصار کو اجر جزیل عطا فرما کر سعادتوں سے سرفراز فرمائے۔

مریدین پر توجہ

دھتکی ڈیہہ جمشید پور میں شیخ شیر گل معروف بہ خان صاحب رہتے ہیں جو حضرت کے مرید ہیں یہ ٹاٹا کمپنی کے ملازم رہ چکے ہیں۔ الحمدللہ، متشرع اور پابند صوم وصلوٰۃ ہیں ان کی آواز اتنی کرخت ہے کہ جمعہ وعیدین کے لئے مکبر کی حیثیت سے منتخب ہیں چند سال ہوئے کہ حج و زیارت سے بھی شرفیاب ہوئے۔ انہوں نے راقم الحروف سے بتایا کہ حج و زیارت سے شرفیاب ہونے کے بعد مجھے یہ فکر ستانے لگی کہ میں نے جو حج کیا ہے مجھے کیسے معلوم ہوگا کہ یہ میرا حج عنداللہ مقبول ہو گیا ہے۔

تو میں ایک رات تیسرا کلمہ سبحان اللہ والحمدللہ (آخر تک) ایک سو بار اور درود جمعہ (جسے درود رضویہ بھی کہتے ہیں صلی اللہ علے النبی الامی آخر تک) ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ایسی جگہ پہنچا ہوں جہاں بڑے اونچے اونچے کئی منزلہ محل ہیں اور بہترین باغات ہیں ساتھ میں میرے پیر و مرشد حضرت علامہ ازہری میاں قبلہ ہیں وہاں میں نہایت حسین وجمیل نوخیز بچوں کو دیکھ رہا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ جانتے ہو یہ کیا ہے۔ یہ جنت ہے اور یہ سب غلماں ہیں۔ جو جنتیوں کی خدمت کے لئے ہیں میں نے کہا کہ حضور جنت ہے تو حوریں کہاں ہیں؟ میں حوروں کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ حوروں کو دیکھنے کی تاب تم نہیں لاسکو گے۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی بعدہٗ مجھے تسلی اور اطمینان قلبی ہوا اور امید بندھ گئی کہ میرا حج انشاء اللہ الرحمٰن قبول ہو گیا ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تیسرے کلمہ شریف اور درود رضویہ کی بہت فضیلت

ہے اس کے پڑھنے سے بہت فوائد حاصل ہوتے ہیں اور بڑے بڑے مقاصد حاصل ہوتے ہیں۔

جنوبی علاقے میں بھی حضرت کی دھوم

جنوبی ہند کالی کٹ کیرالا کی سرزمین پر اہلسنت و جماعت کا ایک عظیم ادارہ چل رہا ہے۔ مرکز الثقافۃ السنیہ۔ جہاں تقریباً دس ہزار طلبہ تعلیم و تربیت سے آراستہ ہو رہے ہیں۔ کئی سال قبل جناب شاہ الحمید صاحب کی دعوت پر راقم السطور، حضرت مولانا مبین الہدیٰ نوری صاحب اور محترم جناب حافظ محمد ہاشم قادری پہنچے۔ وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ حضرت ازہری میاں قبلہ بھی مدعو ہیں۔ وہاں بھی حضرت کا کم از کم دس ہزار افراد سے خطاب ہوا بعض احباب کی یادداشت کے مطابق آپ کی تقریر ڈیڑھ گھنٹہ ہوئی تھی اور عربی زبان میں ہوئی تھی۔ ایسی فصیح و بلیغ عربی میں کہ موجود علمائے عرب و شیوخ عرب خوب محظوظ ہو رہے تھے اور خوشی سے اچھل رہے تھے۔ اس سے واضح ہے کہ حضرت کی مقبولیت و پذیرائی صرف شمالی ہند میں نہیں بلکہ جنوبی ہند میں بھی دور دور تک ہے۔ یہ تو صرف مشتے از خروارے کے طور پر ہے ورنہ جنوبی ہند کے عروس البلاد ممبئی میں آپ کا برابر تبلیغی دورہ ہوتا رہتا ہے۔ ۲۰۰۵ء میں افریقہ کے سفر کے دوران جناب سیٹھ رحمت اللہ بھائی کے دولت کدہ پر ایک رات میرا قیام تھا۔ حضرت قبلہ ان دنوں ممبئی میں کسی کے یہاں مدعو تھے۔ جناب رحمت اللہ بھائی نے اس موقعہ کو غنیمت جانا اور حضرت کو اور آپ کے شہزادہ مولانا عسجد رضا کو مدعو کر کے محفل میلاد کا پروگرام رکھا۔ حضرت مولانا عسجد رضا صاحب نے بہت شاندار اور پر مغز تقریر فرمائی تھی اور غالباً حضرت نے دعا فرمائی تھی۔ اسی طرح ۱۹۹۹ء میں حضرت نے حیدرآباد کا دورہ فرمایا تھا۔

۳۰ر جون ۲۰۰۸ء محب محترم حافظ و قاری محمد سخاوت حسین صاحب جام تاڑا نے ایک سوال پر مولانا نسیم الدین صاحب حبیبی بانی و مہتمم عطائے حبیب رانچی کے حوالے سے ایک خواب کی اثر انگیزی بتائی پھر میں نے یکم جولائی کو مولانا موصوف سے موبائل پر اس کی تصدیق چاہی۔ موصوف نے فرمایا کہ تقریباً ۲۲ سال قبل جس وقت کہ حضور ازہری میاں قبلہ کو مکہ شریف میں نجدیوں نے گرفتار کر لیا تھا صرف اس لئے کہ آپ اہلسنت و جماعت سے ہیں، وسیلہ کے قائل ہیں، نجدیوں کے خلاف ہیں اور نجدیوں کی اقتدا میں نماز نہیں پڑھتے بلکہ اپنی الگ جماعت قائم کی ہیں۔ اس موقع سے میں نے صبح صادق کے وقت خواب دیکھا کہ سرکار ابد قرار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ پاک سے نور کی موٹی دھاری کرن چمکی اور سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے روضہ پاک پر پہنچی پھر وہ نور سارے مغرب کو روشن کرنے لگی۔ اس کے بعد میں نے اخبار میں پڑھا کہ حضرت ازہری میاں کو مکہ شریف میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔

پھر چند دن کے بعد معلوم ہوا کہ حضرت کو رہائی مل گئی ہے اور جب آپ ممبئی پہنچے تو میں بھی وہاں پہنچا۔ لاکھوں مسلمان آپ کے استقبال کے لئے حاضر تھے۔ اس موقع سے باوجود یکہ نجدی حکومت کے خلاف نعرہ لگانے کو حکومت ہند کی طرف سے منع کر دیا گیا تھا مگر میں نے سوچا کہ ہمارے اتنے بڑے قائد کے اوپر ظلم کیا گیا اور میں خاموش رہوں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا میں نے پر جوش انداز میں تکبیر و رسالت اور ازہری میاں زندہ باد کا نعرہ لگانا شروع کیا اور حکومت نجد کے خلاف بھی نعرہ لگایا اور موجودہ لوگوں نے بھی میرا ساتھ دیا۔ موصوف نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے مزید فرمایا۔

اس واقعہ کے بعد آپ دیکھ رہے ہیں کہ صرف برصغیر

میں نہیں بلکہ مغربی ممالک سے لے کر امریکہ اور افریقہ کے ممالک میں بھی حضرت کا بے شمار دورہ ہوا اور ہو رہا ہے اور آپ کے توسط سے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل امام احمد رضا قدس سرہ کے فیضان و پیغام کی شعاعیں پھیل گئیں اور ان ممالک میں بھی آپ کے واسطے سے سلسلہ رضویت میں داخل ہو کر لوگ مسلک حق مسلک اہلسنت میں کافی تعداد میں داخل ہوئے اور ہو رہے ہیں، ہر جگہ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا ڈنکا بج رہا ہے۔

۲۸ رجون ۲۰۰۸ء حضرت مولینا حافظ امتیاز نعمانی صاحب خطیب و امام جامع مسجد بھالو باسہ جمشید پور نے راقم الحروف سے ایک مجلس میں فرمایا۔ میرے گھر کے لوگ مجھے مدرسہ میں پڑھانا نہیں چاہتے تھے اور مجھے پڑھنے کا بے حد شوق تھا لہذا میں بھاگ کر کلکتہ پہنچا۔ وہاں ایک دکان میں کام کرتا تھا اور وقت نکال کر ایک مدرسہ میں حفظ قرآن کا دور سناتا تھا۔ میری علمی دلچسپی کو دیکھ کر ایک وہابی حافظ نے کہا کہ جب ایسی بات ہے تو میں ایک مدرسہ میں داخلہ کرا کے تمہارے کھانے پینے کا باضابطہ انتظام کرا دیتا ہوں چنانچہ اس نے حمایت الاسلام نامی مدرسہ میں داخلہ کرا دیا اور میں پڑھنے لگا۔ مگر میں بدمذہبوں کی اہلسنت کے خلاف شرارتوں سے پریشان تھا میں وہاں رہنا نہیں چاہتا تھا۔ طبیعت بے چین تھی اتنے میں معلوم ہوا کہ کینگ اسٹریٹ کلکتہ کی شام طیبہ کانفرنس میں حضرت ازہری میاں تشریف لا رہے ہیں۔ میرے دل میں کافی اشتیاق پیدا ہوا پھر وہاں پہنچ گیا اور حضرت کا دیدار کیا۔ حضرت کا جب میں نے دیدار کیا تو چہرہ اتنا نورانی اور پرکشش تھا کہ میں متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور حضور سے اسی وقت مرید ہو گیا۔ پھر میں نے اس مدرسہ کو چھوڑ کر ایک سنی مدرسہ میں داخلہ لیا اور علم حاصل کرتا رہا۔ مرید ہونے کا ایک خاص فائدہ یہ ہوا کہ وہابیت کی صحبت اور اس کی زد سے میں بچ گیا وہابیت و دیوبندیت سے مزید نفرت ہو گئی اور پھر اشرفیہ مبارکپور میں داخلہ لے لیا اور وہاں چھ سال رہا اور فراغت کے بعد سے آج تک دین وسنیت ہی کے کام میں لگا ہوں وللہ الحمد نعمانی صاحب موصوف نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ ایک مرتبہ بدمذہبوں کی سرکشی سے بہت پریشان تھا اور حضرت سے دعا کرانی و تعویذ کی اجازت لینی تھی اس لئے حضرت کے پاس فون کیا اور عرض کیا کہ حضور میں بہت پریشان ہوں دعا کر دیں اور تعویذات کی اجازت دیدیں تو حضرت نے فرمایا کہ میں اجازت دیتا ہوں کہ تم اس کام کو کرو اور "حسبنا اللہ ونعم الوکیل" کثرت سے پڑھا کرو۔

نعمانی صاحب موصوف نے اپنی خوش بختی پر ناز کرتے ہوئے اپنے جذبات کا انوکھے انداز میں اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ میں کلکتہ میں کثیر ازدہام کی وجہ سے چادر پکڑ کر مرید ہوا تھا کہ کاش حضور کی جی بھر کر زیارت کر لیتا اور مصافحہ کا موقع مل جاتا۔ کافی دنوں تک یہ مراد بر نہ آئی ۳ رفروری ۲۰۰۳ء کو جب حضرت باری نگر ٹیلکو تشریف لائے تو جلسہ کی صبح مدرسہ فیض العلوم میں بھی تشریف لائے میں مدرسہ کے سامنے کھڑا تھا کہ اتنے میں حضرت کی گاڑی آگئی۔ اس کے بعد کیا تھا میں نے خوب حضرت سے مصافحہ کیا ہاتھوں کو بوسہ دیا اور ہاتھ پکڑ کر حضرت علامہ علیہ الرحمہ کی سابق رہائش گاہ میں لے گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت اپنے اس مرید کی دلی کیفیات سے آگاہ ہو گئے اس لئے اس مرتبہ اپنا موقع عنایت فرمایا کہ اس وقت میری خوشی کی انتہا نہ رہی اس وقت حضرت کا چہرہ اتنا وجیہ اور خوبصورت تھا کہ بیان سے باہر ہے۔

علمی گھرائی اورتنقیدی نظر

ایک مفتی کے لئے نقاد اور صاحب بصیرت ہونا ضروری ہے۔ اس کے بغیر کوئی فقیہ نہیں ہو سکتا۔ بلاشبہ حضرت ازہری میاں

قبلہ زید مجدہ ایک عظیم فقیہ، نقاد عالم دین اور صاحب بصیرت مفتی ہیں۔ اس کا اندازہ اس سے لگایئے کہ ایک صاحب نے اپنی تالیف کردہ کتاب پر حضرت مولینا مفتی یونس رضا اویسی رضوی کے توسط سے تبصرہ یا تقریظ لکھنے کی حضرت سے گزارش کی۔ حضرت نے اس کتاب کے چند اوراق پڑھوا کر سنے۔ اس کے بعد ان کی نگاہ ایک عبارت پر ٹھہر گئی۔ عبارت یہ تھی "حضور سیدنا غوث اعظم و سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہما اور ان کے مثل دیگر اولیاء کرام آج بھی زندہ ہیں اور دستگیری فرماتے ہیں" اس عبارت میں سقم نکالنا ہر کس و ناکس سے بعید ہے۔ مگر ازہری جب قبلہ کی نظر فوراً تاڑ گئی اور انہوں نے اس عبارت کے اندر جو خرابی ہے اس کی وضاحت کی۔ ظاہر ہے کہ اس عبارت سے ایک تاثر یہ ملتا ہے کہ صرف حضور غوث اعظم اور ان کے مثل دیگر اولیاء کرام زندہ ہیں اور صرف وہی حدود دستگیری فرماتے ہیں۔ جب کہ یہ واقعہ کے بالکل خلاف ہے ایک تو اس لئے کہ اولیاء کرام میں مخصوصین کو چھوڑ کر کوئی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مثل نہیں دوسرے یہ کہ جو اولیائے کرام حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے برابر نہیں بلکہ ان سے اعلیٰ ہیں جیسے صحابہ کرام اور بعض تابعین اور وہ جو ان کے غلام ہیں وہ تو عقیدۂ اہلسنت کے مطابق زندہ اور دستگیری فرماتے ہیں تو مذکورہ عبارت کا کیا مطلب ہوگا۔ حضرت کی گرفت کے بعد بیچارہ مرتب آج تک حسرت وندامت میں ہے اور اسی پیچ وخم میں ہے کہ یہ عبارت کہاں سے آگئی جان بوجھ کر تو میں لکھنے والا نہیں آخر کتاب میں آئی کیسے؟ ممکن ہے کمپوزر کا ہاتھ خطا کر گیا ہو "ان کے مثل" کا لفظ بڑھ گیا ہو پھر نادم ہو کر پڑھتا رہتا ہے

استغفر اللہ من کل ذنب وتوب الیہ، لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ،

نگاہ کشف :۱۰/رجب المرجب ۱۴۳۹ھ جامعہ رضویہ عزیز العلوم رسولڈیہہ ضلع پرولیا کے صدر مدرس مولینا شمس تبریز فیضی اور بانی محفل سمیع اللہ صاحب کی دعوت پر جلسہ یادگار خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس سرہ میں شرکت کے لئے راقم پہنچا۔ قیام گاہ پر میرے ساتھ جناب جمال صاحب رضوی (جڑی بوٹی کا علاج کرتے ہیں) اور جناب حافظ غلام حسین صاحب جھالدہ موجود تھے۔ دوران گفتگو جمال صاحب نے کہا کہ تقریباً بیس سال قبل میں حضرت ازہری میاں قبلہ سے مرید ہوا جب وہ گاندھی میدان کی کانفرنس میں شرکت کے لئے جمشید پور تشریف لائے تھے۔ مرید کرنے کے بعد حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ درود شریف (غالباً درود غوثیہ فرمایا) خوب پڑھنا۔

میں نے کہا حضرت میں ان پڑھ آدمی ہوں وہ درود کیسے پڑھ سکوں گا۔ حضرت نے فرمایا نماز میں جو درود (ابراہیمی) پڑھتا ہے وہی پڑھا کرنا، بات آئی گئی، ایک زمانہ گزر گیا، پھر ابھی چند سال پہلے بکارو جھارکھنڈ میں حضرت تشریف لائے۔ میں حضرت کی زیارت کرنے وہاں پہنچا لیکن میرے ساتھ ایک تعجب خیز معاملہ درپیش ہوا حضرت سے سبھوں نے مصافحہ کیا کچھ نہ فرمایا لیکن جب میں نے مصافحہ کیا تو حضرت میری طرف غور سے دیکھنے لگے اور فرمایا کیا رات میں خوب درود شریف پڑھنا ہوتا ہے۔ میں نے کہا حضور آپ نے جو فرمایا تھا وہی تو کرتا ہوں۔ فرمایا خوب پڑھتے رہو فقیر نوری کہتا ہے اسے حضرت کے کشف وکرامت ہی پر محمول کیا جاسکتا ہے کہ حضور ازہری میاں کو قوت کشف حاصل ہے کہ محبان رسول اور درود پڑھنے والے کو جان لیتے ہیں۔

میں نے اخیر میں جمال صاحب سے دریافت کیا کہ یہ درود پڑھنے والا یا تو خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کرلیتا ہے یا مدینہ شریف میں اس کی حاضری ہوجاتی ہے۔

تو آپ نے کبھی حضور کی زیارت کی ہے یا نہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ، ہاں ایک مرتبہ ضرور حضور نے کرم فرمایا ہے اور آپ کی زیارت حاصل ہوئی ہے۔

جان دیدو وعدۂ دیدار پر
نقد اپنا دام ہوہی جائے گا

نعمت غیر مترقبہ پر اظہار خوشی

کسی کتاب میں یہ لطیفہ میں نے پڑھا تھا کہ ایک پیر صاحب کے مریدین نے سنا تھا کہ داڑھی رکھا کرو اس کے بہت فوائد و برکات ہیں سادہ لوح مریدین نے اس کا غلط مطلب اخذ کرلیا اور منصوبہ بنالیا کہ حضرت جب سورہے ہوں گے تو ہم لوگ ان کی داڑھی کو اکھیڑ کر اپنے پاس رکھ لیں گے۔ ان لوگوں نے دیکھا کہ پیر صاحب آرام کر رہے ہیں۔ موقع غنیمت جانا اور ان کی داڑھی کے بال نوچنا شروع کر دیئے۔ پیر صاحب نے فرمایا یہ کیا کر رہے ہو تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ کی داڑھی کے بال کو اپنے پاس رکھیں گے تاکہ فائدہ و برکت ہو۔ آج میں دیکھتا ہوں کہ حضرت ازہری میاں کے کچھ عقیدت مند لوگ محبت میں غلو کر جاتے ہیں اور آپ کو کچھ زیادہ ہی پریشان کر دیتے ہیں۔ ازدحام کثیر کے ساتھ مصافحہ کرنا چاہتے ہیں اور ہاتھوں کو زخمی کر دیتے ہیں کوئی عمامہ کو متبرک سمجھ کر اسے چومتے اور پکڑتے پکڑتے کھینچنے لگتے ہیں کوئی آپ کا پیراہن مبارک ہی پھاڑ ڈالتا ہے۔ ان وجوہات کے سبب حضرت کو سخت تکلیف پہنچتی ہے کبھی ناراض بھی ہوجاتے ہیں اور کبھی جلال کا اظہار بھی فرماتے ہیں۔ کئی سال قبل الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں حضرت محدث کبیر اور حضرت ازہری میاں دامت برکاتہم العالیہ اور قائد ملت حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے بھی شرکت فرمائی تھی۔ سمینار سے فارغ ہونے کے بعد میں حضرت ازہری میاں کی قیام گاہ پر ملاقات کے لئے پہنچا۔ تو دیکھا کہ وہاں طلبہ کی بھیڑ لگی ہوئی ہے اور دست بوسی وقدم بوسی کے لئے پریشان کن حد کو پہنچ گئے ہیں۔ حضرت کو اس قدر تکلیف پہنچائی کہ آپ جلال میں آگئے۔ اتنے میں حضرت قائد ملت بھی ملاقات کے لئے تشریف لے آئے میں نے جلال سے جمال میں لانے کے لئے عرض کیا، حضور! حضرت علامہ ارشد القادری صاحب ملاقات کے لئے تشریف لائے ہوئے ہیں جب حضرت نے قائد ملت کی بابت سنی تو آپ کا جلال تھم گیا پھر یہ دونوں بزرگ محو گفتگو ہوگئے۔

اسی طرح ۲۰۰۲ء میں حضرت قائد ملت علیہ الرحمہ کے عرس چہلم کے موقع سے جب فیض العلوم تشریف لائے تو مغرب کے وقت آپ قیام گاہ سے مکہ مسجد میں نماز پڑھنے تشریف لائے۔ آپ ہی نے نماز بھی پڑھائی۔ بعد نماز ملنے والے اتنی تیزی سے آگے بڑھے کہ حضرت کو کافی تکلیف پہنچادی خیر سے کئی نوجوانوں نے مورچہ سنبھالا دونوں طرف ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کھڑے ہوگئے اور درمیان میں حضرت کو حصار میں کرکے کسی طرح کار میں بٹھایا۔ اس موقع سے بھی بعض کرم فرماؤں نے عمامہ شریف کو متبرک بنانے کی کوشش کی۔

ابھی حال ہی میں ۱۱ر جولائی ۲۰۰۸ء کو گھاٹو ضلع ہزاری باغ میں ایک مسجد کے افتتاح کے لئے تشریف لائے تو یہاں کے لوگ ان سے ملنے ملانے میں حد جنون کو پہنچ گئے حتیٰ کہ بقول حافظ شاہنواز متعلم مدرسہ فیض العلوم حضرت کے داماد گرامی قدر جناب مولانا شعیب رضا صاحب کو یہ کہنا پڑا کہ میں تو آپ کے یہاں حضرت کو برابر لے آؤں لیکن آپ لوگ مصافحہ کرنے میں جو طریقہ اختیار کرتے ہیں وہ ناگفتہ بہ ہے۔

یہاں ایک بات یہ بھی جاسکتی ہے کہ کانفرنس کرانے والے منتظمین صاحبان کی کوتاہیوں سے اس طرح کی پریشان کن

نوبت آجاتی ہے یا یہ کہ اللہ والے سے ملنے کی خواہش وتڑپ رکھنے والے میکشوں کا سیلاب آپ کی آمد پر ٹوٹ پڑتا ہے اور یہ مسلم حقیقت ہے کہ اس طرح کے سیلاب پر بندھ باندھا نہیں جاسکتا۔

وجہ جو بھی ہو مگر صدمہ کن بات تو ضرور ہے اس کے برخلاف ۲۰۰۳ء میں جب مسجد رضا مدرسہ تنویر الاسلام ٹیلکو کے سنگ بنیاد کانفرنس میں جمشید پور تشریف لائے تو یہاں کے منتظمین جناب الحاج جعفر انصاری صاحب، صوفی عبدالرشید صاحب مرحوم اور حافظ مبارک حسین صاحب وغیرہم نے انتظام قاعدے کا کیا تھا کہ ملنے والے مرید ہونے والوں کو کوئی دشواری نہ ہوئی اور نہ ہی حضرت کو کوئی زحمت۔ حتی کہ کانفرنس کی صبح رخصت کرتے وقت محب گرامی مولینا ضیاء اللہ صاحب صدر المدرسین مدرسہ تنویر الاسلام وغیرہ نے عرض کیا۔ حضور ہم لوگوں سے اگر کچھ غلطی ہوگئی ہو تو معاف فرمائیں۔ حضرت نے جواباً ارشاد فرمایا کہ کوئی غلطی تم لوگوں سے نہیں ہوئی ہے۔ مجھ کو یہاں بہت اطمینان وسکون ملا ہے۔ مولینا موصوف نے مزید فرمایا کہ اس وقت حضرت بہت خوش تھے۔ اتنا خوش کہ فرمایا کہ تم لوگ جب دعوت دو گے تو میں تم لوگوں کے یہاں ضرور آؤں گا۔ یہاں بہت سکون ملا اور دوسری جگہ لوگ مجھ کو پریشان کردیتے ہیں۔

خوش اخلاقی

اسلام میں خوش اخلاقی کی کس قدر اہمیت ہے اور کس قدر اس کے فضائل بیان کیے گئے ہیں وہ اہل اسلام پر مخفی نہیں ہیں۔ نچوڑ یہی ہے کہ اخلاق کی برتری انسان کو برتر واعلی کردیتی ہے۔ اس صفت سے متصف انسان مرکز توجہ بن جاتا ہے۔ دنیا میں بہتوں پر فائق ہوتا ہے اور آخرت میں کامیابی کے منصب پر فائز ہوگا۔ راقم الحروف کو حضرت تاج الشریعہ کے ساتھ بعض سفر میں بھی رہنے کا موقع ملا ہے اور کئی مرتبہ حضر میں بھی ساتھ رہے اور کچھ سننے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ مگر ہر مرتبہ حضرت کو جمالی کیفیات سے متصف اور خوش اخلاقی کا پیکر پایا۔ کئی مرتبہ تو کانفرنسوں اور قیام گاہوں میں آپ کی صحبت میں رہا اور ایک مرتبہ کلکتہ سے جمشید پور تک ایک ہی ٹرین سے آنا ہوا۔ کئی مرتبہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اور مدرسہ فیض العلوم جمشید پور اور باری نگر ٹیلکو میں گھنٹوں آپ کی صحبت میں بیٹھ کر دینی سوالات کرتا رہا لیکن ان تمام مجلسوں میں آپ نے اخلاق کریمانہ ہی کا مظاہرہ میرے، میرے احباب اور میرے بچوں کے ساتھ کیا ہے حتی کہ ۴ر فروری ۲۰۰۳ء کی صبح باری نگر ٹیلکو سے روانہ ہونے کے بعد مدرسہ فیض العلوم میں جب آپ پہنچے تو میرے دونوں بچے محمد اویس رضا اور محمد جنید رضا غوثی کو سلسلہ میں داخل کیا۔ پھر ناشتہ حاضر کیا گیا تو مجھے اور ان دونوں کو بھی کھلایا اور تعارف کرانے کے بعد عزیزم غوثی کے سر کے اوپر ہاتھ پھیرا اور دعا دی اس موقع سے بھی مدرسہ فیض العلوم میں کافی اشخاص مرید ہوئے۔ جن میں مدرسہ فیض العلوم کے موجودہ سکریٹری جناب حافظ اسرار احمد صاحب شاستری نگر بھی ہیں۔ کئی سال قبل عرس رضوی سے فراغت کے بعد سیدنا اعلی حضرت وسیدنا مفتی اعظم قدس اسرارہما کے پیرخانہ مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ پہنچا۔ دوسرے دن پھر بریلی شریف پہنچ کر حضرت کے دارالافتاء میں پہنچا۔ وہاں پر حضرت قبلہ، محب محترم مولینا مفتی محمد یونس رضا اویسی رضوی اور حضرت مولینا مفتی عبدالرحیم نشتر موجود تھے اور ہم کلامی سے شرف بخشا یہاں تک کہ کھانا کھا کر جانے کا حکم فرمایا۔ فقیر کو حضرت کی دعوت اور آپ کے لنگرخانہ سے نوازے جانے پر ہونے والی مسرت کو الفاظ کی لڑی میں پرویا نہیں جاسکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت کی اس فقیر نوری کے ساتھ اس قدر کرم نوازی پیر ومرشد سیدنا مفتی اعظم اور اعلی حضرت قدست اسرارہما کا فیضان ہے کہ جس کو جو ملا پیر ومرشد کے صدقے ہی میں ملا۔

قرأت قرآن

قرآن کریم کو تجوید اور خوش الحانی کے ساتھ پڑھنا بڑی خوبی کی بات ہے جس کا حکم قرآن و حدیث میں صراحت کے ساتھ ہے۔ ارشاد ہے۔ ورتل القرآن ترتیلا (یعنی قرآن کو تجوید الحروف، معرفت الوقوف کی رعایت کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھو) اور حدیث شریف میں ہے ''زینوا القرآن باصواتکم'' (یعنی قرآن کو خوش الحانی کے ساتھ پڑھو)

دوسری حدیث میں ہے ''اقرأ وا القرآن بلحون العرب'' (قرآن کو عربی لہجے میں پڑھو)

مگر اس زمانے میں اکثر غیر ذمہ دار مولوی اور ائمہ مساجد کے احوال اس سے مختلف ہیں۔ ان میں سے بہت تو ایسے ہیں جو اپنی خوش آوازی سے اپنے سامعین کو خوش کر لیتے ہیں مگر تجوید کی رعایت نہیں کرتے اور لحن جلی کے ساتھ پڑھتے ہیں جس کی وجہ سے بسا اوقات فساد معنی ہو جاتا ہے اور خود ان کی اور مقتدیوں کی نمازیں باطل ہو جاتی ہیں اور کلیجہ منھ کو اس بات پر آتا ہے کہ فساد نماز کر کے اپنے اور سارے مقتدیوں کے گناہوں کا ٹوکرا اپنے سر لئے شان کے ساتھ ان اہل ثروت اور ارا کین مسجد کے دروازوں کا چکر لگاتے رہتے ہیں جو چاپلوسی ہی کو پسند کرتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو مخارج کے ساتھ تو پڑھ لیتے ہیں لیکن قرآن کے لہجے سے مشق نہ کرنے کے سبب کوسوں دور رہتے ہیں۔ لیکن الحمدللہ! ہم اپنی جماعت کے ذمہ دار اکابر علماء کو مذکورہ دونوں خوبیوں سے مزین پاتے ہیں اور خوش الحانی کے ساتھ پڑھنے میں ماہر پاتے ہیں۔

محب محترم مولینا امتیاز صاحب نعمانی خطیب و امام بھالوباسہ و استاذ مدرسہ فیض العلوم جمشید پور نے ایک مجلس میں راقم الحروف سے فرمایا۔

''میرے زمانہ طالب علمی میں بھی ایک مرتبہ حضرت الجامعۃ الاشرفیہ تشریف لائے اور مغرب کی نماز کی امامت آپ نے فرمائی۔ میں اور کئی طلبہ اشرفیہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ حضرت تو پیر صاحب ہیں، اچھی قرأت اور خوش الحانی کے ساتھ تھوڑے ہی پڑھنا جانتے ہوں گے۔ لیکن حضرت نے نماز میں زبردست خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کی کہ ہم لوگوں کا دل باغ باغ ہو گیا طبیعت جھوم اٹھی اور عش عش کرنے لگے حتیٰ کہ اس قرأت کی تعریف کرنے پر مجبور ہو گئے، ٹھیک اسی طرح کا تاثر محب گرامی قاری و مقری عبدالجلیل صاحب استاذ مدرسہ فیض العلوم جمشید پور نے بھی پیش کیا۔

حاصل کلام یہ ہے کسی سے محبت کئے جانے کے لئے تین مضبوط اسباب ہیں (۱) حسن و جمال (۲) جود و نوال (۳) فضل و کمال، الحمدللہ! حضرت تاج الشریعہ کے اندر حسن و جمال جود و نوال، ذوالفضل والکمال حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل یہ تینوں خوبیاں موجود ہیں، اس لئے ان سے محبت کی جاتی ہے اور کی جانی بھی چاہئے اور انشاء اللہ الکریم کی جاتی رہے گی۔ وہ اپنے کمال بزرگی، تبحر علمی اور فضل و کمال کے سبب ہمیشہ عقیدت و محبت اور احترام کے ساتھ دیکھے جائیں گے بلاشبہ وہ جامع الصفات اور عبقری شخصیت ہیں۔ وہ بقیۃ السلف ہیں، وہ آبروئے سنیت ہیں ان کا وجود مسعود ہمارے لئے بلکہ پوری ملت کے لئے غنیمت ہے، وہ مصلح قوم اور محسن ملت ہیں۔ اس لئے ہم ان سے حسن عقیدت رکھتے ہیں ان کی محبت کا دم بھرتے ہیں۔ ان کا ذکر جمیل کرتے ہیں۔ ان کا چرچا کر کے اپنے سینوں کو جلا بخشتے ہیں اور ان کا احترام کرتے ہیں مجھے اس وقت بہت خوشی ہوئی جب میں ماہنامہ سنی دنیا مجریہ جون ۲۰۰۸ بریلی میں مولینا مفتی یونس رضا اویسی رضوی صاحب کا ان کی حالات

زندگی پر یہ مضمون گزرا ”علامہ ازہری اور علمائے عرب“ یہ مضمون مجھے بہت پسند آیا۔ اسی طرح معلوم ہوا کہ مولینا شاہد القادری صاحب مٹیا برج کلکتہ آپ کے حوالے سے ایک نمبر نکالنے جا رہے ہیں۔ بلاشبہ یہ خوش آئندہ خبر ہے اور انشاء اللہ ان مجاہدین اسلام کا نام نامی ہراول دستے میں شمار ہوگا۔

فقہی بصیرت اوراتباع شریعت

علمائے کرام کی صحبت میں رہنے سے بہت فوائد حاصل ہوتے اور مسائل کی گتھیاں سلجھتی ہیں۔ تقریباً پچیس سال قبل میرے دور طالب علمی میں الجامعۃ الاشرفیہ کے ایک خاص موقع سے حضرت ازہری میاں قبلہ کا ورود مسعود ہوا تھا۔ وہاں آپ کی اقتدا میں مغرب کی نماز پڑھنے کا راقم الحروف کو موقع ملا حضرت نے غالباً سورۃ والضحیٰ کے آخری کلمہ ”فحدث“ کی ”ثا“ رکوع میں جاتے وقت ”اللہ اکبر“ کے لام سے ملاتے ہوئے رکوع کیا۔ دوسری رکعت کی کسی سورہ میں بھی اسی طرح کیا۔ عام طور پر امام لوگ اس طرح نہیں کرتے اسی لئے یہ میرے لئے باعث خلجان ہوا مگر کتابوں کے مطالعہ کے بعد معلوم ہوا کہ آپ کا یہ عمل فقہائے کرام کی تصریحات کے عین مطابق تھا۔

”آخر سورہ میں اگر اللہ عزوجل کی ثنا ہو تو افضل یہ ہے کہ قرأت کو تکبیر سے وصل کرے جیسے ”وکبرہ تکبیرا اللہ اکبر وامابنعمۃ ربک فحدث اللہ اکبر“ یعنی ”ث“ کو زیر پڑھے) اور اگر آخر میں کوئی لفظ ایسا ہے جس کا اسم جلالت کے ساتھ ملانا ناپسند ہو تو فصل بہتر ہے یعنی ختم قرآن پر ٹھہرے پھر ”اللہ اکبر کہے“ جیسے ”ان شانئک ھو الابتر“ میں وقف وفصل کرے پھر رکوع کے لئے ”اللہ اکبر“ کہے اور اگر دونوں نہ ہو تو فصل ووصل دونوں یکساں ہیں۔

احساس ذمہ داری و حق گوئی

حضرت رئیس القلم کی دعوت پر غالباً آپ ۱۹۸۸ء یا ۱۹۹۰ء میں فیض العلوم تشریف لائے۔ آپ کو گاندھی میدان آزاد نگر میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں خطاب کرنا تھا۔ وہاں بھی کافی تعداد میں عوام سلسلہ ارادت میں داخل ہوئے۔ اس کانفرنس میں بھی کافی تعداد میں لوگ جمع تھے۔ حضور ازہری میاں کی ایک خاص خوبی یہ ہے کہ آپ کے سامنے اگر کوئی شریعت کے خلاف عمل کرتا ہے یا کسی مقرر سے غلطی ہو جاتی ہے تو اسے فوراً منع کرتے ہیں اسی کانفرنس میں ایک لق ودق میدان کے مجمع سے ایک نامور خطیب مخاطب تھے۔ اسٹیج پر راقم، مولینا عبدالغفار صاحب مرحوم اور مولینا عبدالحنان صاحب وغیرہما موجود تھے پھر حضرت ازہری میاں قبلہ تشریف لے آئے خطیب صاحب کی زبان سے دوران تقریر یہ الفاظ نکل گئے۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ آج زندہ نہیں ہیں مگر آپ کا قانون زندہ ہے۔ آپ کا کردار زندہ ہے۔ آپ کی سیرت زندہ ہے۔ یہ جملہ چونکہ اہلسنت وجماعت کے مسلک کے خلاف ہے کیوں کہ قرآن وحدیث اور تصریحات علمائے اسلام کی رو سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آج بھی حیات حقیقی کے ساتھ زندہ ہیں جیسے کل تھے۔ آپ کو ایک آن کے لئے موت آئی پھر آپ کی موت مرگئی۔ اس لئے حضرت نے نائب مفتی اعظم ہونے کا حق ادا کر دیا اور فوراً اس جملہ سے رجوع وتوبہ کرنے کے لئے فرمایا

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اس قدر جرأت کے ساتھ آپ نے مہمیز لگا کر اپنے اسلاف کرام، جد اعلیٰ سیدنا اعلیٰ حضرت سیدنا مفتی اعظم وغیرہما کی سنت ادا کی ہے اور ان جیسے خطبائے اسلام کی رہبری کی ہے۔ کمال کی بات یہ ہے

کہ توبہ کرانے پر خطیب مذکور نے کچھ برا نہ جانا اور ان کے چہرے سے افسردگی کا کوئی اثر نہ دیکھا گیا۔ بلکہ اس کے بعد اتنی شاندار اور جاندار ان کی تقریر ہوئی کہ بیان سے باہر ہے کافی داد و تحسین سے نوازے گئے اور نعرہ ہائے تکبیر کی گونج میں ان کی تقریر ہوئی بلاشبہ اس کے بعد اس طرح کی تقریر امام احمد رضا کے موضوع پر آج تک ان خطیب صاحب سے فقیر نوری نے کسی سے نہ سنی۔

اگر چہ بعض اوقات بعض لوگ نہی عن المنکر پر برافروختہ ہو جاتے ہیں جیسا کہ کلکتہ کے ایک اسٹیج پر بعض خطیب کو آپ نے توبہ کرائی تو انہیں آپ کے سامنے کچھ بولنے کی جرأت تو نہ ہوئی اور توبہ کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ رہا مگر وہ حسد و کینہ کے شکار ہو گئے لیکن اللہ والوں کی پہچان یہ ہے کہ بلا خوف لومۃ لائم حق کا پیغام پہنچا دیں تو آپ بلا خوف و خطر رضائے مولیٰ اور مسلمانوں کے ایمان و عقیدہ کی حفاظت کے لئے برملا حق کو واضح ضرور کر دیتے ہیں۔

۲۰۰۲ء میں حضرت رئیس القلم کے عرس چہلم میں بھی استاذ گرامی محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب قبلہ اور حضور ازہری میاں نے مسلک اہلسنت کی وضاحت کرتے ہوئے بدمذہبوں کے ساتھ اختلاط رکھنے والے افراد کو سخت تنبیہ کی اور آپ کی پر مغز تقریر اور واضح موقف کو خوب سراہا گیا۔

غیر محرموں سے دور و نفور

خانوادۂ اعلیٰ حضرت اور دیگر ذمہ دار علماء و مشائخ کا وطیرہ رہا ہے کہ وہ غیر محرموں سے کافی اجتناب کرتے ہیں۔ جیسا کہ ''مفتی اعظم کی استقامت و کرامت'' میں حضور سیدنا مفتی اعظم ہند علیہ رحمتہ کے حوالے سے فقیر نوری نے ثابت کیا ہے۔

اپنے اسلاف کرام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ بھی اس روش پر برقرار ہیں۔ اور عورتوں کو مرید کرتے وقت چہ جائے کہ ہاتھ میں ہاتھ رکھ کر مرید کریں بغیر پردہ مرید نہیں کرتے۔

۱۷ر جمادی الآخر ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۳ر جون ۲۰۰۸ء کو عزیز گرامی مولینا عبدالحنان فیضی رضوی استاذ مدرسہ فیض العلوم جمشید پور نے راقم سے کہا کہ ۲۰۰۲ء میں جب حضرت ازہری میاں قبلہ یہاں تشریف لائے اور جناب اختر الاسلام رضوی ابن مرحوم محمد رفیق صاحب ڈی ایس پی کے فلیٹ میں قیام پذیر تھے تو امتیاز بھائی ایم ٹو جمشید پور کی اہلیہ باجی صاحبہ نے حضرت سے مرید ہونا چاہا اور مذکورہ قیام گاہ پر آئیں ان سے کہا گیا کہ حضرت پردہ سے سلسلہ میں داخل کرتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ مجھے ایک مرتبہ پیر صاحب کو دکھا دو تا کہ زیارت کئے رہوں گی تو ان کی صورت کا تصور کرتی رہوں گی۔ لیکن میں نے پورے حالات سے باخبر کر دیا کہ ایسا نہیں ہو سکتا پھر حضرت نے سلسلہ میں داخل ہونے والی عورتوں کے لئے عمامہ یا کوئی اور کپڑا بڑھایا اور مرید کرنے لگے اور دروازہ بند کرنے کا حکم دے دیا۔ کسی وجہ سے تھوڑا دروازہ کھل گیا اس وقت باجی صاحبہ نے زیارت کر ہی لی۔ غالباً حضرت کو معلوم ہو گیا کہ دروازہ کھل گیا ہے پھر کیا تھا آپ نے فوراً فرمایا، دروازہ ٹھیک سے بند کرو۔ راقم کہتا ہے کہ مرید کرتے وقت پردے کا اہتمام راقم الحروف نے حضرت امین شریعت علامہ سبطین رضا دامت برکاتہم کو بھی کراتے دیکھا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ علمائے اہلسنت و پیران طریقت شریعت کے تحفظ میں کوتاہی نہیں کرتے ہیں۔

فیض العلوم اور اس کے طلبہ سے محبت

۷ر رجب المرجب ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۱ر جولائی ۲۰۰۸ء حضرت ازہری میاں قبلہ، گھاٹو، ضلع ہزاری باغ کی ایک مسجد کے

افتتاح کے لئے تشریف لائے۔ آپ کی آمد کی خبر شہر شہر اور قریہ قریہ پھیل گئی اور ہر چہار جانب سے عقیدت مند لوگ وہاں جانے لگے۔ فیض العلوم جمشید پور کے بھی کئی طلبہ چلے بذریعہ ٹاٹا سومو ،ایک گاڑی میں ۱۴ اور دوسری میں دس۔ دس تو پہلے وہاں پہنچ گئے اور بقیہ وہاں دیر سے پہنچے اور حضرت سے ملاقات نہ ہوئی تو انہیں معلوم ہوا کہ حضرت اسٹیج سے جا چکے ہیں۔ یہ لوگ صبح رانچی ایر پورٹ پہنچے وہاں پہنچنے کے بعد ان تک رسائی مشکل ہوگئی کوئی حضرت سے ملنے کی اجازت نہیں دے رہا ہے۔ پھر حافظ شہواز رضا اور مولوی غلام احمد رضا اور مولوی سید تاج الدین وغیرہ ہم نے گرامی قدر جناب شعیب رضا سے درخواست کی پھر انہوں نے چلنے ہی کی حالت میں حضرت سے عرض کیا کہ حضور! یہ لوگ مدرسہ فیض العلوم جمشید پور سے آپ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے ہیں۔ اتنا سننا تھا کہ حضرت رک گئے اور سلام کا جواب دیتے ہوئے خیر خیریت معلوم کی۔ ان لوگوں نے بیعت کی خواہش ظاہر کی تو مولوی سید تاج الدین کے رومال کو بڑھایا اور سلسلہ میں داخل فرمالیا۔

۲۸/ جون ۲۰۰۸ء قاری عبدالجلیل صاحب صدر شعبہ قرأت وحفظ مدرسہ فیض العلوم جمشید پور نے ایک نشست میں راقم سے اپنے ایک محب وہمدرد جناب عبدالمنان صاحب رضوی جوڑا پوکھر تھانہ دھنباد (جھارکھنڈ) کے حوالے سے ایک بات کی نقاب کشائی کی۔ اس کی تصدیق کے لئے راقم السطور فقیر نوری نے ۱۱/ رجب المرجب ۲۹ھ مطابق ۱۵/ جولائی ۲۰۰۸ء بروز بدھ رضوی صاحب سے موصوف کے پاس موبائل کے ذریعہ بات کی موصوف نے تصدیق کرتے ہوئے فرمایا۔ چوتھائی کلی، جھریا، دھنباد میں حضرت ازہری میاں کئی سال قبل تشریف لائے تھے۔ جب معلوم ہوا تو اور لوگوں کی طرح میں بھی وہاں پہنچا۔ آپ کا رونق افروز چہرہ دیکھا تو تاب نہ لاسکا اور مرید ہوگیا۔ موصوف نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ اس سے پہلے میں بدمذہب وہابی تھا کیونکہ میرا پورا گاؤں چکائی وودھان سبھا ضلع جموئی (بہار) وہابیوں دیوبندیوں کا گڑھ ہے۔ اور میرے پورے گھر والے بھی سب کے سب بدمذہب تھے۔ اس کے بعد حضرت کا یہ فیضان ہمارے اوپر ہوا کہ میں بھی خوش عقیدہ سنی ہوگیا اور میرے گھر کے سارے لوگ بھی خوش عقیدہ سنی ہوگئے اور حضرت کے عقیدت مند بھی، پھر میرے گھر میں بہت برکتیں بھی ہونے لگیں۔

حالات زندگی کو قلمبند کرنے کی کیا ضرورت

آج سوال یہ ہوتا ہے کہ تم بزرگوں کے حالات کیوں بیان کرتے ہو، ان کا تذکرہ کیوں کرتے ہو میں کہتا ہوں کہ ہم کو رب تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا گیا کہ اللہ کے صالح بندوں کا تذکرہ کرو، ان کے کوائف وواقعات کو بیان کرو، ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمت کا شکریہ ادا کرو۔

"واما بنعمة ربک فحدث"

(اپنے رب کی نعمت کا خوب خوب چرچا کرو)

بلاشبہ حضرت غوث الوریٰ خواجہ پیا، امام احمد رضا، مصطفےٰ رضا، صدر الشریعہ، صدر الافاضل، ملک العلما، حجۃ الاسلام، مجاہد ملت، حافظ ملت وغیرہم قدست اسرارہم، ہمارے لئے اللہ کی رحمت ونعمت ہیں، بلاشبہ نعمتوں کو یاد کیا جاتا ہے۔ ان سے محبت کی جاتی ہے رحمتوں کا چرچا کیا جاتا ہے۔ یقیناً ان کا ذکر جمیل کیا جائے گا کیوں کہ ان کے حالات کا ذکر باعث رحمت وقربت ہے۔ روایتوں میں آیا ہے۔

"عند ذکر الصلحین تنزل الرحمة"

(جہاں نیکوں کا ذکر ہوتا ہے وہاں رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

لاریب ان علمائے ربانیین کو یاد کر کے دل کو آباد کیا جائے گا کیوں کہ عاشق ومحب کو اپنے محبوب کا تذکرہ خوب اچھا لگتا ہے۔

اللہ ان محبوبوں کا محب ہے تو یقیناً ان محبوبوں کا تذکرہ بھی اسے ضرور پسند آئے گا۔ پھر ہم بھی ان کے عاشق ومحب ہیں پھر کیوں ہمیں ان کے حالات لکھنے پڑھنے اور سننے میں دل نہ لگے۔ یہ بھی تو دستور ہے کہ محبوب کو بھی اپنے عاشق ومحب کا ذکر بھلا معلوم ہوتا ہے۔

ان برگزیدہ اور پاک طینتوں کے حالات سے ہم اہلسنت اس لئے رطب اللسان نظر آتے ہیں کہ ان کے حالات زندگی کو لکھنے اور پڑھنے سے لامحالہ یہ جذبہ موجزن ہوتا ہے کہ ان کو یہ سعادت وخوبی فضل الٰہی سے ملی اور اس لئے ملی کہ وہ علم اور اعمال صالحہ سے مزین تھے تو ہم بھی اپنے اعمال کو درست کریں، اور اسباب قرب وحسن عمل کی طرف قدم بڑھائیں۔ اس طرح یہ دعوت وتبلیغ کا بہترین ذریعہ ہے۔ ہم نے یہ ساز اس لئے بھی بجایا ہے کہ یہ نفوس قدسیہ ہمارے اس طرح یاد کرنے سے خوش ہوں گے تو پریشانی کے وقت وہ ہمیں یاد کریں گے، اپنے دامن میں جگہ دیں گے اور فریادرسی فرمائیں گے کہ کیا تم نے نہ دیکھا کہ ہر دور میں ان برگزیدہ ہستیوں کے حالات کو قید تحریر میں لایا گیا اور چھوٹی قسمتوں کو چمکایا گیا۔ کیوں کہ ان کا ذکر دلوں کا چین، آنکھوں کی ٹھنڈک، روحوں کی بالیدگی اور فکروں کی پاکیزگی کا بہترین ذریعہ ہے۔ کسی کو ان کی ظاہری زندگی میں یاد کیا گیا اور کسی کو بعد وفات۔ ظاہری زندگی میں حالات زندگی کو قید تحریر میں لانے سے ایک فائدہ یہ ہے کہ ان برگزیدہ ہستیوں کو پڑھ کر عوام الناس ان سے قریب ہوں گے اور ان کے فیوض وبرکات سے مالامال ہوں گے۔ پھر اگر نقل میں غلطی ہوئی تو اس کی اصلاح بھی فرمادیں گے۔

حضرت تاج الشریعہ اور رجوع خلق

۱۸؍ رجب المرجب ۲۹ھ مطابق ۲۲؍۷؍۲۰۰۸ء نقیب اہلسنت محب گرامی مولانا الیاس فیضی دارالعلوم حنفیہ غریب نواز بوکارو جھارکھنڈ، نے راقم الحروف سے ایک مجلس میں فرمایا،

گرامی وقار الحاج سید بدر عالم رجبتی صاحب نے مجھ سے کہا کہ اس علاقے میں بدمذہب بہت پھیلتے جا رہے ہیں۔ اس لئے حضرت ازہری میاں کو اس طرف لانا چاہئے، میں اور کئی مخیر اور اہل دانش نے اتفاق رائے کیا اور فٹ بال میدان گوموضلع دھنباد (جھارکھنڈ) میں کانفرنس ہونا طے پایا۔ ہم لوگوں نے حضرت کو دعوت دی بفضلہ تعالیٰ آپ نے منظوری بھی دیدی۔ طے شدہ پروگرام کے تحت بنارس کے جلسہ سیرت سے فراغت کے بعد پرشوتم ایکسپریس سے گومو چلنا تھا۔ لہٰذا میں اور حاجی صاحب موصوف حضرت کو لے کر مذکورہ ٹرین سے گومو کے لئے چلے۔ اپنی سیٹ پر پہنچنے کے بعد حضرت آرام کرنے لگے۔ بیداری کے بعد فرمایا۔ میں ناشتہ کروں گا۔ بعدہ ہم نے پینٹری کار کے منیجر سے رابطہ کیا اس نے اپنے ایک ورکر سے کہا کہ ایک آدمی کا ناشتہ بناؤ اس ورکر کا نام نسیم تھا اس نے ہم سے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ میں نے کہا کہ بریلی شریف کے بڑے مولینا اور پیر حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری ہیں۔ اس نے کہا کہ میں اس شرط پر ناشتہ بناؤں گا کہ آپ ان سے مجھے مرید کرادیں میں نے وعدہ کر لیا۔ اس نے اچھے ڈھنگ سے پر تکلف ناشتہ تیار کیا اور لے کر حاضر ہوا۔ حضرت نے تناول فرمایا۔ میں نے حضرت سے سلسلے میں داخل کر لینے کی گزارش کی حضرت نے داخل سلسلہ فرمایا۔

آگے کسی اسٹیشن پر گاڑی رکی اور پانچ ایئر فورس کے جوان ہماری بوگی میں داخل ہوئے ان لوگوں نے کہا کہ معلوم ہوا ہے کہ اس

ڈبے میں حضرت ازہری میاں ہیں مجھے ان سے مرید ہونا ہے۔ ان لوگوں کی خواہش اور میری سفارش پر حضرت نے ان پانچوں کو مرید کرلیا۔

فیضی صاحب موصوف نے یہ بات بھی کہی تھی کہ جب میں نے سلسلہ میں داخل کرلینے کی گزارش کی حضرت نے فرمایا، فیضی صاحب آپ مجھے ٹرین میں بھی نہ چھوڑیں گے، راقم کو یاد نہ رہا کہ موصوف نے مذکورہ نسیم صاحب کی بیعت کی سفارش پر یہ جملہ فرمایا تھا یا ائیر فورس کی سفارش پر۔ موصوف نے اس موقع سے یہ بھی فرمایا کہ جب ہم لوگ بوگی میں داخل ہوئے تو حضرت کی سیٹ نیچے والی تھی اور ٹھیک اس کے مقابل میں ایک عورت کی جو بنگالی اور بے ہنگم نیم عریاں لباس میں تھی۔ حضرت نے سیٹ پر پہنچنے کے بعد فرمایا کہ پردہ لگاؤ میں آرام کروں گا۔ ہم لوگوں نے چادر کا پردہ کردیا اور حضرت آرام فرمانے لگے۔ ادھر عورت بھی یہ محسوس کرچکی تھی کہ مجھے اس سیٹ پر اس حال میں رہنا مناسب نہیں ہے۔ اس نے ٹی ٹی سے مل کر اپنی سیٹ بدلوالی۔

فیضی صاحب نے مزید فرمایا کہ اس موقعہ سے یوسف رضوی نام کے ایک شخص کے ہاتھ میں چین والی گھڑی دیکھی۔ حضرت نے فرمایا کہ چین والی گھڑی پہننا ناجائز ہے، چین ہٹادو، حضرت کا اتنا فرمانا تھا کہ اس نے ہاتھ سے گھڑی نکالی اور ٹرین سے باہر پھینک دیا۔ ہم لوگوں سے کچھ پوچھا بھی نہیں۔

احترام شریعت کی جنون خیز داستان عشق سننے کے بعد مجھے ایک حدیث یاد آگئی۔ ایک صحابی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی میں حاضر ہوئے۔ ان کی ایک انگلی میں سونے کی انگشتری تھی۔ حضور نے اس سے منع فرمایا، صحابی نے اسے نکال کر دور پھینک دیا۔ ایک صحابی نے عرض کیا۔ ارے! تمہارے لئے سونا حرام ہے عورتوں کے لئے تو نہیں۔ اسے اٹھالو اور اپنی محترمہ کو دے دو۔ لیکن انہوں نے اسے اٹھانا گوارا نہ کیا اور اسے یونہی چھوڑ دیا کہ جسے حضور اپنی نظر سے گرادیں میری مجال کہاں سے اسے اٹھائیں۔

حضرت کی سخاوت ومہمان نوازی

۸/ رجب المرجب ۲۹ھ نقیب اہلسنت محب گرامی جناب مولینا الیاس فیضی صاحب بوکارو (جھارکھنڈ) اور رفیق گرامی جناب مولینا اشفاق احمد ضیائی محب محترم جناب قاری دلشاد احمد بنارس کے ساتھ ان کے دولت کدہ پر موجود تھے، فیضی صاحب نے حضرت ازہری میاں قبلہ کی مہمان نوازی اور دریا دلی کے حوالے سے مندرجہ ذیل آپ بیتی سنائی۔

"ایک مرتبہ سخت ٹھنڈک کے موسم میں، میں حضرت کے یہاں ساڑھے گیارہ بجے شب پہنچا۔ سارے دروازے بند ہوچکے تھے صرف حضرت کے مہمان خانہ کا دروازہ کھلا تھا۔ وہاں ایک بچہ ملا۔ اس سے میں نے حضرت کی بابت دریافت کیا، اس نے کہا کہ حضرت ابھی ابھی اندر تشریف لے گئے ہیں۔ میں نے کہا، جاکر حضرت سے عرض کرو کہ الیاس فیضی آیا ہوا ہے۔ حضرت ابھی کرتا بدن سے اتار رہے تھے کہ بچے نے جاکر میری خبر پہنچا دی۔ حضرت فوراً تشریف لائے اور فرمایا، اتنی رات کو کیسے آنا ہوا، میں نے عرض کیا، حضور! گاڑی لیٹ ہوگئی۔ پھر حضرت نے بچے سے فرمایا بڑی بی کو جاکر کہو کہ مولینا الیاس فیضی صاحب آئے ہیں۔ کھانا بھیجیں۔ بچے نے واپس آکر عرض کیا، حضور سالن ختم ہوگیا ہے۔ صرف روٹیاں بچی ہیں۔ حضرت نے فرمایا، مرچا کی چٹنی بنانے کے لئے کہو، پھر میرے لئے روٹی گوشت کا شوربا اور چٹنی آئی۔ اس دربار عالی سے شدت بھوک کے عالم میں اس کھانے کا ملنا میرے لئے من وسلویٰ کی یاد تازہ کررہا تھا۔ ۱۵/ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ کو جمشید پور سے بنارس کے سفر کے دوران

ایک کرم فرمانے راقم سے فرمایا کہ عرس رضوی کے تقریری پروگرام سے فراغت کے بعد کچھ ضروری امور سے متعلق باتیں کرنے کے لئے حضرت نے مجھے یاد فرمایا۔ میں حاضر دربار ہوا اور دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ رخصت ہوتے وقت حضرت نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور مٹھی بھر روپے نکال کر میری طرف بڑھایا۔ میں نے کہا حضور! اس کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اصرار پیہم کے ساتھ عنایت فرما ہی دیا۔

موصوف نے مزید فرمایا کہ حضور ازہری میاں جس کسی کو بھی عنایت فرماتے ہیں بغیر شمار عنایت فرماتے ہیں۔ جتنا ہاتھ میں آگیا وہ سب دیدیتے ہیں۔

انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے ایک سو روپیہ بطور نذرانہ پیش کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ کیا ہے۔ میں نے کہا حضور، یہ حقیر نذرانہ ہے، آپ نے فرمایا۔ آپ میرے مہمان ہیں اور آپ مجھے دیں گے؟ میں آپ کو دوں گا نہ کہ آپ۔ اور اسے واپس فرمادیا۔ میں نے آپ کی جیب میں ڈال دیا حضرت نے اسے نکالا اور اپنی جیب سے کئی سو روپے نکالا اور دونوں ملا کر مجھے عنایت فرمادیا۔

مذکورہ واقعات سے آپ کی مہمان نوازی کا پہلو بھی اجاگر ہوتا ہے اور آپ کی دریا دلی کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ مہمان نوازی کے فضائل میں تو آپ کئی احادیث وواقعات پڑھے اور سنے ہوں گے۔ ایک حدیث سخاوت کے حوالے سے ملاحظہ کریجئے۔ ارشاد ہے۔

سخی اللہ کے قریب، لوگوں سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے اور دوزخ سے دور ہے، اور بخیل لوگوں سے دور ہے، جنت سے دور ہے اور جہنم سے قریب ہے"۔

میری نگاہوں نے جھک جھک کے لے لئے بوسے
جہاں جہاں سے تقاضائے حسن یار ہوا

☆☆☆

اور تزکیہ وسلوک

مولانا محمد شاہد القادری۔ چیئرمین امام احمد رضا سوسائٹی، کولکاتا ☆09231506317

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین ورحمۃ للعالمین O

عالم ربانی، فقیہ لاثانی حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری مدظلہ، کی حیات طیبہ کے بے شمار گوشے ہیں۔ دینی، علمی، فکری، تعلیمی، تربیتی، تصنیفی، تالیفی، فقہی، ملی اور روحانی ان میں "تزکیہ وسلوک" بھی ایک اہم گوشہ ہے۔

اللہ نے بندوں کی اصلاح کے لئے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین غیب داں نبی ﷺ تک برابر انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا تاکہ یہ مقدس گروہ تعلیم وترتیب، تزکیہ و طہارت، حکمت ودانائی کی باتیں لوگوں کو سکھانے کا فریضہ انجام دیتا رہے۔ جب انسانیت علم وقلم کے چوراہے پر آکھڑی ہوئی تو رسول وقائد ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا گیا اور قرآن مجید کو دستور العمل بنا کر آپ پر نازل فرمایا گیا۔ اس طرح رہتی دنیا تک کے انسانوں کو پاکیزہ اور طاہر بنانے کے لئے ایک عظیم اور مقدس دستاویز قیامت تک کے لئے عطا کیا گیا۔

قلب کی اصلاح

قرآن مجید حضور سرور کائنات ﷺ کے قلب اطہر پر اتار کر اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کے جملہ معاملات کو وحی کی روشنی سے منور فرمایا۔ انسانیت کے عقل ودماغ اور قلب کی اصلاح کے راستے کھول دئے ۱۳ رسالہ مکی اور ۱۰ رسالہ مدنی زندگی کی کل ۲۳ رسال میں پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اللہ کی نورانی کرنوں سے ساری انسانیت کو منور کردیا۔ دین اسلام کا اپنے اصول کلیات کے ساتھ نبی کریم ﷺ نے مکمل طور پر منصب نبوت کا حق ادا کردیا اور "خیر امت" کے نام سے آخری امت کی تشکیل جدید ہوئی۔

تخت سلطنت

دین وایمان کی بنیاد پر سلطنتوں اور حکومتوں کا قیام بھی ہوتا رہا، چونکہ دین دارالایمان ہے لہٰذا حق وباطل کی کشمکش اور ایمان ونفاق کے تناؤ کا تسلسل بھی جاری رہا۔ ادھر مصطفےٰ جان رحمت ﷺ کے مشن کے مقابلے میں شیطان بھی اپنے قدیم وجدید ہتھیاروں سے لیس ہوکر امت پر اپنا زور آزماتا رہا۔ نیز تخت سلطنت پر جو لوگ براجمان ہوئے۔ حکمرانوں کا ایک طبقہ ہدایت یافتہ ہوا جو دین اور ایمان کا خادم بنا رہا اور حکومت وسلطنت کے وسائل واسباب کا استعمال دعوت دین میں ہوتا رہا۔ لیکن دوسرا

طبقہ فاسقوں فاجروں کا بھی رہا۔ جو حکومت و سلطنت جیسی نعمت پر قابض ہوا اور عیش و عشرت میں یادگاریں قائم کرنے اور آپسی مارکاٹ کرنے میں اپنا وقت صرف کرتا رہا۔

ایسی حالت میں علماء امت اور مصلحین قوم وملت فی سبیل اللہ بندگان خدا کا تزکیہ نفس کرنا اپنے لئے لازم جاننے لگے خانقاہوں کا قیام عمل میں آیا اور قریہ قریہ، شہر شہر شاگردوں کو بھیج کر عوام کی اصلاح کا سلسلہ شروع ہوا۔

سلسلہ بیعت

ان پاک باز نفوس نے دعوت دین، اصلاح نفس، اور تزکیہ نفس کا اہم فریضہ انجام دیا۔ اس کے لئے ان حضرات نے سنت نبوی کا اسلوب اختیار کیا جو مکی دور تھا۔ جس میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ان کے رب کی طرف بلانے کا کام انجام دیا اور ایک خدائے وحدہٗ لاشریک کو ماننے کا عہد و پیمان لیا اور شرک و کفر سے اجتناب کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

سنیاس یا رہبانیت نہیں

حکمت و دانائی اور تزکیہ و سلوک پر نہایت خوبی سے کام کرنے والے نفوس قدسیہ، مرشد برحق، صوفی باصفا اور پیر طریقت تارک الدنیا درویش نہیں تھے بلکہ دعوت دین میں سنت کے طرز پر راہ سلوک طے کرنے والے اور کرانے والے تھے۔ حکومت و سلطنت تو ان کے پاس تھی نہیں کہ وہ اپنا بادشاہی حکم چلا سکتے، اس لئے انہوں نے راہ سلوک کے لئے مصطفی جان رحمت ﷺ کے طریقہ میں سلسلہ بیعت کو اختیار کیا۔ ان کے پاس حکومت کی طاقت نہیں تھی۔ سادہ اور موٹا لباس اور کم سے کم ضروریات زندگی کے سبب یہ حضرات صوفیا کہے جانے لگے۔ اسی وجہ سے لفظ تصوف بھی ان کے نام کے ساتھ جاری ہوا۔

مخدومی و مرشدی حضور تاج الشریعہ مدظلہٗ العالی کی حیات طیبہ پر ہم نظر ڈالتے ہیں تو لباس میں رہن سہن میں سادگی ہی سادگی نظر آتی ہے۔ ارباب حکومت ہو یا سیاسی حضرات، امراء ہو یا عام آدمی ہر ایک طبقہ سے آپ کی ملاقات کا انداز اور ملبوسات یکساں ہی نظر آتا ہے یوں تو اپنے اسلاف کے طرز عمل کو اپناتے ہوئے حکومتی سطح کے افراد سے ملنا ہی پسند نہیں فرماتے ہیں عرس اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے موقع پر اس وقت کے وزیر اعظم نظام نرسمہا راؤ بریلی شریف پہنچا اور حضور تاج الشریعہ سے شرف ملاقات چاہا حضرت کو جونہی خبر ملی آپ اپنے کاشانہ اقدس کو چھوڑ کر بریلی کے کسی قصبہ میں تشریف لے گئے۔

اللہ کی رحمت

حضور تاج الشریعہ اس دور قحط الرجال میں امت مصطفویہ کے لئے ایک عظیم رحمت ہے یہی سبب ہے کہ آج آپ کی ذات اطہر صلح کلیت کے لئے ضرب شدید ہے۔ آپ نے صاف صاف ارشاد فرمایا اللہ و رسول کے فیصلے کے خلاف میرے خاندان کا کوئی فرد ہی کیوں نہ نظر آئے اگر وہ سچے دل سے توبہ نہیں کرتا ہے تو میرا رشتہ اس سے نہیں ہے آپ کا فرمان سیدنا عمر فاروق کے اقوال کا پرتو نظر آتا ہے۔ ہندستان میں بالخصوص جب بھی کوئی مسئلہ ابھر کر آتا ہے عوام و خواص کے مرجع آپ ہی ہوتے ہیں۔ آپ امت مصطفویہ کے کیونکر رحمت ہیں اس کا اندازہ اس وقت لگتا ہے جب آبادی کی آبادی شرف زیارت کے لئے سیلاب کی طرح امنڈ پڑتی ہے اور سلسلہ طریقت سے دامن کو وابستہ کرنا اپنے لئے رحمت سمجھتی ہے۔

بیعت کے ذریعہ دعوت کا طریقہ

بیعت کے ذریعہ بندگان خدا کو وہ عہد و پیمان یاد دلایا جاتا ہے جب فرمایا گیا "الست بربکم" تمام روحوں نے جواب دیا تھا "قالوا بلیٰ" آج فرمان الٰہی سے امت دور ہو رہی ہے خوف

خدا قلب سے نکلا جارہا ہے قلب منور ہونے کے بجائے سیاہ ہو جاتا رہا ہے۔ بیعت کے ذریعہ مرشدان برحق یہ دعوت دیتے ہیں۔ میں اپنے ہاتھوں میں تمہارا ہاتھ لے کر اس عہد و پیمان کا از سر نو اعادہ کررہا ہوں جو عالم ارواح میں تم سے لیا گیا تھا۔ اب تم وعدہ کرو کہ میں شرک و بدعت اور گمراہیت سے بچتا ہوں گا۔ بدمذہب یعنی (وہابی، دیوبندی، شیعہ، قادیانی، مودودی، غیر مقلد) سے ہمارا کوئی رشتہ نہیں ہوگا اور تمام گناہوں سے اجتناب کرتے ہوئے نماز کی پابندی کرتا رہوں گا۔ میرے مرشد گرامی بیعت لیتے وقت انہیں چیزوں کا اعادہ بالخصوص کرتے ہیں اور عورتوں کو داخل سلسلہ کرتے وقت پردہ میں رہنے کی تلقین فرماتے ہیں۔

تزکیہ وسلوک کی مبارک کڑی

مرد تو مرد خواتین اسلام کو بھی حضور سرور کائنات ﷺ نے سلسلہ بیعت میں شریک کیا تا کہ ایمان والے معاشرہ میں اللہ کی وحدانیت عام ہو شرک و بدعت، خرافات، چوری غیبت، چغلی ترک صلوٰۃ اور دوسرے گناہوں سے امت کو بچایا جاسکے اور تلاوت و درود شریف اور اوراد و وظائف اور توبہ استغفار کے حسین تحفے سے قلب وجگر کو پاکیزہ بنایا جاسکے تزکیہ وسلوک کی اس مبارک کڑی میں جن نفوس قدسیہ کے اسماء مشہور و معروف ہیں ان میں ایک ممتاز و متعارف نام حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں قادری برکاتی رضوی مدظلہ العالی کا ہے ان کے دست کرم پر اس امت کے لاکھوں لوگ سلسلہ بیعت میں منسلک ہیں الحمدللہ ان کے فیوض و برکات سے مالا مال بھی ہورہے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے سلسلہ بیعت وارشاد اور راہ سلوک میں اختلافی مسائل سے ہٹ کر کتاب وسنت کی روشنی میں اکیسویں صدی میں اس کار خیر کو ایسی حکمت عملی، دانش مندی اور دانائی سے چلارہے ہیں جس کے سبب الحمدللہ ثم الحمدللہ حضور تاج الشریعہ سے لاکھوں لاکھ لوگ راہ حق کو پالینے میں قلبی سکون محسوس کررہے ہیں اور اس طریقہ کار پر ناک بھوں چڑھانے والے بھی حضرت کے چہرہ کا دیدار کرتے ہی دامن کرم سے وابستہ ہونے کے لئے بے قرار نظر آتے ہیں۔

مروجہ پیری مریدی

بعض کم علم اور نادان لوگوں نے سلسلہ بیعت کا مذاق بھی اڑانا شروع کردیا ہے اس کی وجہ تو یہ ہے کہ کتاب وسنت پر ان کی گہری نگاہ نہیں ہے اور دوسری وجہ یہ ہے جاہل پیروں کی جیب بھرو تحریک ہے علم سے نابلد اور غیر شرعی امور کی تشہیر جس کی وجہ سے اسلام کا اصل چہرہ مجروح ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔

بعض اہل علم اور مخلص لوگ بھی سلسلہ بیعت کا نام پیری مریدی رکھ کر اس پر لعن طعن کرتے ہیں اور اعتراض وارد کرتے ہیں چونکہ اصلاح امت کا یہ طریقہ، نبوی طریقہ ہے اس لئے اسے مٹایا نہیں جاسکتا ہے۔ مرشدی و مخدومی حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے بیعت کے طریقہ میں ایسا طرز اختیار کیا جس کی سنت نبوی سے مماثلت ہے حضور تاج الشریعہ کا طریقہ بیعت موجودہ کاروباری پیری مریدی سا بھی نہیں رہا بلکہ عین سنت قائمہ کے دائرے کے اندر راہ سلوک میں تزکیہ نفس اور تربیت کا ہے۔

آپ کا کبھی منشا یہ نہیں رہا کہ دولت مندوں کو مرید کرکے خزانوں کا انبار لگادیں اور دولت مندوں کے گھروں میں عام پیروں کی طرح ہفتہ ہفتہ براجمان ہوکر لمبے لمبے لفافہ والا نذرانہ غریب وامیر مریدوں سے لیتے رہیں۔

بلکہ آپ کے تبلیغی اسفار کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ سلسلہ طریقت کی ترویج واشاعت اور مسلک اہلسنت کی آبیاری اور ایسے بھی ہر کس وناکس ان کی حیات طیبہ کو دیکھ کر مشاہدہ کرسکتا ہے۔

قرآن مجید اور سنت نبوی

مخدومی حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی سلسلہ بیعت میں حضور مفتی اعظم ہند شاہ مصطفیٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمہ کے مرید ہیں اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے علاوہ حضور برہان ملت، حضور سید العلماء، حضور مفسر اعظم ہند اور حضور احسن العلماء سے اجازت وخلافت حاصل ہے اور ان پاکباز ہستیوں کے علاوہ بہت سی اہم شخصیات سے روحانی اور علمی فیضان حاصل ہیں جس کے سبب آپ کے سینے میں بے شمار لوگوں کے فیض کا عطر یکجا ہوگیا ہے۔ میں نے بھی دیکھا ہے اور آپ بھی میری بات کی تصدیق کریں گے کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ کثیر افراد نے سلسلہ بیعت میں حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی سے منسلک ہوکر کسب فیض کیا ہے میرے نزدیک اس کا سب سے بڑا کریڈٹ قرآن مجید اور سنت نبوی کو ہے۔ آپ کی صحبت وتربیت میں جو بھی رہا اللہ تعالیٰ نے اس کی ظاہری باطنی روحانی کیفیات کو بلندی پر پہنچایا اور اس کی زندگی کے تمام معاملات شریعت کے مطابق ہوگئے۔

نظریۂ تزکیہ وسلوک

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کے طرز اصلاح وتربیت کی وضاحت اور تذکرہ مقصود ہے تو آپ سے جو بھی قریب ہوا وہ فبما رحمة الله لنت لهم کے تحت حضرت والا کی محبت ومودت، ترحم اور نرمی کا مستحق ہوا۔ تعلیم نبوی کی جو نورانی کرنیں آپ کی ذات میں موجود ہیں اس کا عکس ہر ایک نے اپنی طلب اور استعداد کے مطابق اخذ کیا اور جو شخص بھی بیعت کے سلسلے میں حضور تاج الشریعہ سے جڑا وہ دنیا اور آخرت کے اعتبار سے کچھ نہ کچھ بن گیا۔ سلسلہ بیعت بہت اہم اور بھاری نعمت ہے۔

صالح بندوں کی محبت کا اثر

سورہ کہف کی آیت ۶۰ سے ۸۲ تک ۲۳ آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کا جو واقعہ بیان ہوا اس میں بھی بیعت وارشاد کے تعلق سے بیشتر مضامین مل سکتے ہیں اس مضمون سے ہم صرف اتنا لینا چاہیں گے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا (ترجمہ) کیا میں آپ کی اتباع میں کچھ عرصہ تک رہوں کہ جو مفید علم آپ کو سکھایا گیا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی آپ سکھادیں۔ ان آیات بینات سے معلوم ہوتا ہے کہ علم وتزکیہ کے لئے کسی کی اتباع کرنا اس کے ساتھ رہنا ضروری اور مفید ہے اور تزکیہ قلوب اور تطہیر نفس کے لئے اولیاء اللہ کی صحبت میں رہنا سعادہ مبارک ہیں وہ لوگ جنہوں نے حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کے دست مبارک پر بیعت کی۔ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے مسترشدین کی تربیت وتعلیم اس طرح فرماتے ہیں کہ کہیں بھی ریا ونمود اور دکھاوا کا شائبہ تک نہیں ہوتا ہے آپ کی زندگی چمکار اور نمسکار سے خالی ہے۔

حرام سے اجتناب

لاکھوں لاکھ لوگوں کے قلوب کی اصلاح کرنا، اعمال صالحہ کی پابندی، محرمات ومنہیات سے اجتناب کرنے کی طرف متوجہ کرنا اللہ ورسول اور صحابہ واولیاء سے محبت کا شوق دلانا، دنیا کے مال ومتاع سے کچھ پرے رہ کر استغناء کی زندگی گزارنا ہمارے اس دور میں آسان کام نہیں ہے۔ لیکن مرشدی ومخدومی حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے تزکیہ اور احسان کی اس راہ کو اس دور کے لوگوں کے لئے آسان کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔

آوامر ونواہی

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی ذات ستودہ صفات عام پیروں سے ماوراء ہے آپ نے ہر حال میں احکام شریعت کو فوقیت دی ہے کسی لومۃ لائم کی ہرگز پرواہ نہیں کی ہے اور نہ ہی کسی دولت مند کے خزانے پر نگاہ کی ہے نہ کبھی یہ سوچا کہ کسی کو شریعت

کے معاملات میں تنبیہ کریں گے تو وہ ہمارے ارادت سے کہیں

ہر نہ چلا جائے۔

آپ کی زندگی کا شبینہ روز شریعت مطہرہ کی پابند رہتی

ہے آپ نے جب بھی کسی کو شریعت کے خلاف عمل کرتے ہوئے

دیکھا فوراً متنبہ کیا۔

آپ کے سامنے کوئی ٹائی پہن کر آتا ہو یا جین کی گھڑی

استعمال کرنے والا آتا ہو، داڑھی کترنے والا کوئی شخص آتا ہو یا صلح

کلیت کا دلدادہ ہوتا ہو آپ سب پر حکم شرع نافذ فرماتے ہیں۔

مغربی بنگال، ہوڑہ، ٹکیہ پاڑہ میں دارالعلوم ضیاء

الاسلام میں حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی تشریف لائے مجلس ختم

بخاری شریف کے بعد ایک نوجوان شرف زیارت کے لئے حاضر

ہوا اور عرض کرنے لگا حضور آپ میرے لئے دعاء فرمادیں میں فجر

کی نماز کی پابندی کروں حضرت نے دعاؤں سے نوازتے ہوئے

فرمایا میں نے یہ واحد نوجوان دیکھا جس نے نماز کی پابندی کے

لئے دعا کرائی ہے ورنہ لوگ تعویذات، مال و بزنس میں خیر و

برکت کے لئے دعاء کراتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں برکت

عطا فرمائے سامعین نے آمین کہا۔

خواتین کی بیعت

آج کل شہر شہر، گاؤں گاؤں پیروں کی برات نظر آتی

ہے عمل سے دور شریعت سے بیگانہ پن اور پیری مریدی میں بے

باک، نماز سے پرہیز اور عورتوں سے بے پردگی اور حال یہ ہے کہ

آج کے پیروں کا کہ مرید کرتے وقت تو عورتوں کے ہاتھ پر ہاتھ

رکھ کر یہ کہتے ہوئے مرید کرتے ہیں کہ مریدہ بیٹی کے حکم میں ہوتی

ہے اس لئے پیر کے لئے جائز ہے (العیاذ باللہ) ہزار ہزار صلاۃ و

سلام ہو مصطفےٰ جان رحمت ﷺ کی بارگاہ عالی جناب میں کہ سرکار

ﷺ نے کبھی بھی عورتوں کو ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت نہیں کی بلکہ

کسی پیالے میں پانی ڈال کر اپنا دست مبارک پانی بھرے پیالے

پہنچا دیا جاتا، وہ بھی اس میں ہاتھ ڈال کر بیعت اور توبہ کے الفاظ

دھرا کر بیعت ہو جاتیں۔ اسی احتیاط اور نبوی طریقے پر حضور تاج

الشریعہ مدظلہ العالی بھی عمل پیرا ہیں وہ بیعت کے وقت کبھی کسی

خاتون کے ہاتھ کو ہاتھ میں لے کر بیعت نہیں فرماتے ہیں بلکہ چادر

کا ایک سرا آپ پکڑ لیتے ہیں اور دوسرا بیعت ہونے والی خاتون

پکڑ لیتی ہے۔ زیادہ مجمع ہو تو پر چادریں ایک دوسرے سے جوڑ

کر دراز کر دی جاتی ہیں جس سے خواتین کے لئے بڑی سہولت

ہوتی اور الحمد للہ پردے اور حجاب کا شرعی تقاضہ بھی پورا ہوتا ہے۔

یہ طریقہ تزکیہ سلوک اکیسویں صدی میں حضور تاج

الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری قادری رضوی مدظلہ العالی کا

تزکیہ اور سلوک کا نظریہ ہے جو کتاب و سنت سے ہر طرح ثابت

ہے اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور آپ کا سایہ

رحمت ہم غلاموں پر قائم و دائم رہے۔ (آمین)

کشف وکرامات کے آئینے میں

مولانا منصور فریدی رضوی، ایم اے چیف ایڈیٹر سہ ماہی فیض الرضا (بلاسپور) ۳۶ گڑھ ☆☆09826194555

مصدر علم وحکمت، پیکر جام الفت، سراج بزم طریقت، تاج الحکمت، نیر برج ولایت، واقف سر شریعت، پیر طریقت، وارث علم مصطفیٰ، مظہر علم رضا، میر بزم اصفیا، صاحب زہد وتقویٰ، عاشق شاہ ہدیٰ، غلام خیر الوریٰ، حامل علم نبویہ، سیدی آقائی حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج الشاہ محمد اختر رضا خاں ازہری مدظلہ النورانی اس عظیم حامل شخصیات کا نام ہے جن کی زندگی کے کسی ایک گوشے پر اگر سیر حاصل گفتگو کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہزاروں صفحات کی ضرورت ہے اور وہ صلاحیت مجھ کم علم میں نہیں البتہ اپنے پیر ومرشد جنہوں نے اپنے دامن کرم میں لے کر نہ صرف مجھ کو قادری رضوی برکاتی بنایا بلکہ میری زندگی میں ایک نئی روشنی دے کر جگنوؤں سے مقابلے کی صلاحیت بھی بخشی، میں آج کچھ حقائق پرمبنی عینی مشاہدات کے حوالے سے کچھ سپرد قرطاس کر رہا ہوں۔

دراصل تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری ایک ایسا نام ہے اور اس نام میں اتنی برکت اور اپنائیت ہے کہ زمانہ صرف نام سن کر ہی آپ کے اوصاف وکمالات حسنہ کو اپنے ذہن ودل پر ترتیب دینا شروع کر دیتا ہے یہ سب فضل خداوند کریم اور رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خصوصی عنایات اور رحمت بیکراں ہے جس نے حضور اختر رضا ازہری کو اپنے دامن کرم میں رکھ لیا ہے۔ آپ کے خصوصی امتیازات کچھ اس طرح سے ہیں، آج ہندستان میں بے شمار فاضل ازہر موجود ہیں مگر جب بھی لفظ "ازہری" بولا گیا یا بولا جاتا ہے تو پردۂ ذہن پر صرف ایک تصویر ابھرتی ہے صرف ایک شخصیت کا جمال جہاں آرا نگاہوں کے سامنے موجود ہوتا ہے اور وہ حضور ازہری میاں کی ذات اقدس ہے۔

اسی طرح علمائے کرام اور فضلائے عظام کی ایک فہرست ہے مفتیان کرام کی ایک طویل لسٹ ہے خلفائے سرکار حضور مفتی اعظم وعالم کی بھی ایک طویل فہرست اور معتبر نام نگاہوں کے سامنے ہے مگر عالم کی بات کی جائے تو علماء کے درمیان آفاقیت کے حامل اگر کسی فرد کو تسلیم کیا جاتا ہے تو دنیائے علم وفن اور دانشوران وقت مفکران ملت انہیں ازہری میاں کہتے ہیں، درمیان فضلا آپ کی فضیلت مسلم الثبوت ہے، مفتیان کرام کے درمیان آپ کی بات قول فیصل کی حیثیت رکھتی ہے، معتبر اور تاج الشریعہ

کے حوالے سے جانے مانے اور پہچانے جاتے ہیں ان تمام فضائل وکمالات کے درمیان جہاں اپنی ذاتی کوششوں کی شمولیت ہے اس سے کہیں زیادہ اور بے پناہ فضل ربی کی تائید ہے اور تائید غیبی ہی کی برکت ہے کہ آج آسمان علم وفن پر آفتاب وماہتاب کی مانند درخشاں وتاباں ہیں وہیں شریعت کے رازداں اور طریقت کے پاسباں اس طرح نظر آتے ہیں، کہ مسند شریعت وطریقت پہ بیٹھ کر اپنی ضیابار کرنوں سے لوگوں کے دلوں کو منور ومجلی اور مستفیض و مستنیر فرمارہے ہیں۔

آج پیران عظام کی حالت وکیفیت کچھ اس طرح ہے کہ اپنے حلقہ کی توسیع کے لئے تابڑتوڑ محنتیں اور کوششیں کی جارہی ہیں۔ اپنے مریدین کی تعداد بڑھانے کی فکریں ہمہ دم دامن گیر ہیں اگر ہم اس تناظر میں سرکار ازہری میاں کا جائزہ لیں تو پوری دنیا میں تنہا آپ کی شخصیت انفرادی نوعیت کی حامل نظر آتی ہے، جن کے پیچھے زمانہ دوڑ رہا ہے جب کہ اکثر پیروں کے حالات برعکس ہیں آپ جس علاقہ یا دیار میں تشریف لے جاتے ہیں اس پورے علاقے کے مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کا ذریعہ بن جاتے ہیں، دراصل اس عہد قحط الرجال میں قدسی صفات بشر کی کمی ہے، اگر کسی میں کچھ خوبی ہے بھی تو وہ انانیت خودنگر کے شکار نظر آتے ہیں۔ الحمد للہ ان تمام تر اخلاق سوز حرکات و سکنات اور عادات قبیحہ سے حضور تاج الشریعہ کی شخصیت دور اور کوسوں دور نظر آتی ہے۔

آپ اعلائے کلمۃ الحق اور ابطال باطل میں کسی بھی فرد سے رورعایت کبھی نہیں کرتے بلکہ احکام شرع فوراً بیان کردیتے ہیں اور بوقت ضرورت سختی سے عمل پیرا ہونے کی ترغیب بھی دیتے ہیں آپ کی اسی پابندی شریعت اور اعلائے کلمۃ الحق کا نتیجہ ہے کہ آپ کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا حاصل ہے اور اسی رضائے خداوندی کا ثمرہ ہے کہ کروڑوں کے درمیان آپ کو انفرادیت حاصل ہے، آپ کے اندر صدق مقال کا عالم یہ ہے کہ صداقت صدیقی کا پرتو نظر آتے ہیں عدل میں فاروقی تیور جہاں نظر آتا ہے، وہیں حیائے عثمانی کا عکس آپ کی شخصیت سے نمایاں ہے تو ایک طرف علم وحکمت میں باب العلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا فیضان نظر آتے ہیں۔

مجھے آج بھی وہ دن یاد ہے جب میں جامعہ فیض العلوم جمشید پور میں زیر تعلیم تھا، آپ کی تشریف آوری ''گنبد خضریٰ کانفرنس'' گاندھی میدان میں شرکت کی غرض سے ہوئی تھی اس وقت مسلمانان جمشید پور کی خوشی عید کی خوشی سے کم نہیں تھی بھیڑ کے منظر سے ایسا معلوم ہوتا کہ رجال الغیب کی آمد آمد ہے۔ پورا شہر اس جانب دیوانہ وار دوڑ رہا تھا جس جانب سرکار ازہری میاں کی سواری چل رہی تھی جب گاڑی دار العلوم غوثیہ نظامیہ ذاکر نگر کی طرف چلنے لگی تو میں بھی چل پڑا۔ حضرت قاری فضل حق عزیزی نے نماز مغرب پڑھانے کی اور دار العلوم کے معائنہ کی دعوت دی تھی بعد نماز مغرب لوگوں نے حلقہ میں شامل ہونے کی خواہش کا اظہار کیا تو آپ اسی جگہ تشریف فرما ہوگئے حلقہ ارادت میں شامل ہونے والوں میں ایک صاحب جن کا نام سلطان احمد تھا جب قریب پہنچے تو حضور تاج الشریعہ نے اپنے ایک ہاتھ سے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اب کیا تھا تمام حاضرین کے چہرے پر ہوائیاں اڑی اڑی سی نظر آنے لگیں کہ اب کیا ہوگا پتہ نہیں ان سے کیا غلطی ہوگئی ابھی ہم تمام لوگ اسی کشمکش میں تھے کہ حضرت کا دوسرا ہاتھ سلطان صاحب کے چہرے اور داڑھی کی طرف اٹھا اور نہایت مشفقانہ انداز میں محبت بھرے لہجے سے آپ نے فرمایا رخسار سے داڑھی کا بال اتنا نہیں اتارا جاتا یہ بھی داڑھی کے حکم میں ہے اس کو آئندہ تراش خراش نہ کرنا، میں حیرت میں تھا کہ آپ کہ جاہ وجلال

اور رعب کا یہ عالم کہ زمانہ آپ کے قریب آنے سے گھبراتا ہے، مگر شریعت کا حکم نافذ کرنے کے لئے آپ کا جمال اور آپ کی شفقت کا وہ منظر میں اپنی زندگی کے کسی بھی موڑ پر نہیں بھول سکتا۔

اسی وقت میں نے بھی اپنے ہاتھوں کو آپ کے ہاتھوں میں دے کر غلامی کا پٹہ گلے میں ڈالا تھا بیعت سے پہلے کا عالم یہ تھا کہ میں کبھی مائک پر کچھ بولنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تھا کھڑا ہوتے ہی پورے بدن پر رعشہ طاری ہوجاتا تھا بولنا کچھ چاہتا تھا اور زبان سے کچھ نکلتا تھا مگر میری قسمت نے آپ کو پاکر خود کو تابناک کرلیا تھا بیعت ہونے کے ٹھیک تیسرے دن میرا ایک دوست بضد ہوکر اپنی سسرال کے ایک میلاد میں شرکت کی غرض سے لے گیا اور جب میں نے اپنے پیر و مرشد کو تصور میں لاکر تقریر شروع کی تو اپنی زندگی میں پہلی بار ڈھائی گھنٹے کی تقریر کی نہایت کامیاب تقریر کی اور تب سے اب تک بحمدہ تعالیٰ اپنے پیر و مرشد کے کرم سے لاکھوں کا مجمع بھی مجھے مرعوب نہیں کرسکتا۔

۱۹۹۵ء دار العلوم فیض الرضا بلاسپور کا رسم سنگ بنیاد کے لئے حضور تاج الشریعہ تشریف لائے آپ کی تشریف آوری سے قبل حاسدین میں سے کسی نے راستے میں گٹی ڈال دیا تاکہ اس راہ سے گاڑی نہ نکل پائے اور اس طرح ہم کامیاب ہوجائیں کہ دار العلوم کی بنیاد کے لئے تاج الشریعہ تشریف نہ لاسکیں مگر جب عزم جواں ہوتا ہے اور بزرگوں کا فیضان جاری ہوتا ہے تو خالد و طارق سا جانباز بھی اللہ بھیج دیتا ہے اور اس سے اپنے دین کا کام لے لیتا ہے اس منظر کو دیکھ کر حضرت مولانا جہانگیر رضا نوری پریشان ہوجاتے ہیں مگر چونکہ آپ عزم و ارادہ کے پختہ چٹان ٹھہرے اتنی جلدی ہمت کیسے ہارتے آپ نے مکمل تدبر جہانگیری کو اپناتے ہوئے ایک مزدور سے بات کی کہ اس گٹی کو کتنی دیر میں ہٹا سکتے ہو چونکہ گٹی کی تعداد بے شمار تھی یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ ایک دو گھنٹہ میں راستہ صاف کیا جاسکتا ہے مگر اس مزدور نے صرف اتنا کہا کہ آپ کے حضرت کے آنے سے پہلے ہم راستہ صاف کردیں گے آپ ادھر کی فکر چھوڑ دیں اور اپنا کام کریں اور اس بندے نے یہ طے کئے بغیر کہ آپ کتنا دیں گے کام شروع کردیا جب حضرت کی گاڑی پہنچی اس سے قبل پورا راستہ صاف ہوچکا تھا اور آپ دار العلوم فیض الرضا رسم سنگ بنیاد کے لئے تشریف لے آئے آپ کی گاڑی کے پیچھے پیچھے حاسدین جو بدنیتی لئے ہوئے آگے بڑھ کر حضرت کو روکنا ہی چاہ رہے تھے کہ مگر آپ کے چہرۂ پر انوار سے عیاں رعب و جلال کی تاب نہ لاسکے اور فوراً الٹے پاؤں لوٹ گئے اور اس طرح سے دار العلوم فیض الرضا کی بنیاد حضور تاج الشریعہ کے مقدس ہاتھوں سے رکھی گئی الحمدللہ آج یہ وہی فیض الرضا اپنے دامن میں ۸۵ مہمان رسول کی میزبانی کا شرف حاصل کررہا ہے جہاں سے حفظ و قرأت کے علاوہ درجہ رابعہ تک کی تعلیم و تربیت کا معقول انتظام ہے۔

کبھی ننھے پرندے جھیل کے اس پار جاتے ہیں
کبھی کاغذ کی کشتی تیرتی رہتی ہے پانی پر
ہے ان کا حوصلہ اکثر یہ میداں مار جاتے ہیں
اور اس کے عزم کامل سے سمندر ہار جاتے ہیں

کا مصداق بن گئے اور اس طرح سے ایک دیوانے نے عقل کے پجاری کو مات دے کر عمر بھر کے لئے روتا چھوڑ دیا۔

اسی سفر کا واقعہ ہے کہ محب مکرم حضرت حافظ و قاری محمد صادق حسین فرماتے ہیں کہ حضور تاج الشریعہ کی خدمت کے لئے میں معمور تھا اور آپ الحاج غلام سرور کے گھر آرام فرماتھے میں حضرت کے سر میں تیل مالش کررہا تھا اور اپنے مقدر پر ناز کررہا تھا کہ ایک ذرہ ناچیز کو فلک کی قدمبوسی کا شرف حاصل ہورہا تھا اچانک میری نگاہ حضور والا کی ہتھیلیوں پہ پڑی میں ایک لمحہ کے

لئے تھرا گیا آخر یہ کیا ہو رہا ہے میری نگاہیں کیا دیکھ رہی ہیں مجھے یقین نہیں ہو رہا ہے، آپ تو گہری نیند میں ہیں پھر آپ کی انگلیاں حرکت میں کیسے ہیں؟ میں نے مولانا عبدالوحید فتحپوری جو اس وقت موجود تھے اور دیگر افراد کو بھی اس جانب متوجہ کیا تمام کے تمام حیرت واستعجاب میں ڈوب گئے تھے، معاملہ یہ ہے کہ آپ کی انگلیاں اس طرح حرکت کر رہی تھیں گویا آپ تسبیح پڑھ رہے ہوں اور یہ منظر میں اس وقت تک دیکھتا رہا جب تک کہ آپ بیدار نہیں ہو گئے ان تمام تر کیفیات کو دیکھنے کے بعد دل پکار اٹھتا ہے کہ۔

سوئے ہیں یہ بظاہر دل ان کا جاگتا ہے

۲۰۰۳ء میں عرس حضور مفتی اعظم کے موقع پر دہاتو رروڈ ممبئی میں ایک سرائے کی بنیاد رکھی جانی تھی جس میں حضور تاج الشریعہ، اور مولانا شعیب رضا مدعو تھے بحیثیت سامع راقم الحروف بھی موجود تھا اچانک دل میں خیال آیا کہ کاش حضور تاج الشریعہ کے ساتھ ایک دسترخوان پر بیٹھنے کا موقع مل جاتا تو قسمت سنور جاتی اسی تصور میں غرق قیام گاہ کے دروازہ پر کھڑا تھا میری طرح سیکڑوں مشتاقان دید قلب وجگر فرش راہ کئے ہوئے تھے اچانک دروازہ کھلا اور ایک صاحب نے آواز لگائی منصور فریدی کون ہے اندر آیئے مجھے اس وقت اپنی سماعت پر یقین نہیں ہو رہا تھا کہ وہ تمہیں ہو جسے آواز دی جارہی ہے مگر دل کہہ رہا تھا کہ ہاں ہاں تمہیں ہو اور پھر کیا تھا فرط مسرت سے میری آنکھیں بھیگ چکی تھیں آنسو پوچھتے ہوئے میں اندر گیا سلام ومصافحہ سے سرفراز ہو کر گھنٹوں حضرت کی خدمت میں لگا رہا، آج بھی تصور کرتا ہوں تو اس کیف زا کیفیت سے قلب وروح کو ٹھنڈک کا احساس ہوتا ہے میری تمنا کیا پوری ہوئی میرے اعتقاد کی دنیا نے ایک ٹھوس اور مستحکم قلعے کو گویا تسخیر کر لیا تھا جہاں سے آج بھی تصور شیخ میری رہنمائی کرتا نظر آتا ہے۔ یہ جتنی باتیں لکھی گئی ہیں حقائق پر مبنی ہیں اس کے علاوہ بھی بے شمار آپ کی کرامتیں اور تصرفات کا ذکر ملتا ہے جس کا احاطہ اس مضمون میں ممکن نہیں رب کریم اپنے لبیب حبیب کے صدقے وطفیل اس مضمون کو شرف قبولیت کا تمغہ عطا فرمائے اور حضور تاج الشریعہ کی عمر اور صحت میں برکتیں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

جامع تصوف شخصیت

مولانا اسلم رضا قادری، ناگور شریف، راجستھان ☆09928699939

دور ہا باید تا یک "مرد حق" پیدا شود
بایزید اندر خراسان یا اویس اندر قرن

اس جہان آب وگل میں کچھ ایسی قد آور اور نابغۂ روزگار شخصیات بھی منصۂ شہود پر جلوہ فگن وجلوہ بار ہوتی رہی ہیں جن کی حیات وزیست کے تابندہ ابواب آج بھی بساط زمین پر متمکن اشخاص وافراد اور اقوام وملل کو پیغام عمل اور دعوت فکر ونظر دے رہے ہیں جنہوں نے سعی پیہم، جہد مسلسل، عمل متواصل اور اپنی تمام تر مساعی جمیلہ سے اپنے وجود کو محاسن ومحامد کے ذریعہ ذروۂ کمال تک پہنچایا اور اپنی فطری وہبی استعداد وصلاحیت کو روبعمل لاکر علمی، دینی، تدریسی، تبلیغی واصلاحی، فقہی وتحقیقی کارنامے اور خدمات دینیہ کے ایسے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں جنہیں رہتی دنیا تک یاد کیا جائے گا اور مستقبل میں کوئی بھی ہندستان کی تاریخ مرتب کرنے والا مورخ ایسی شخصیات بارزہ کے کارہائے نمایاں اور خدمات جلیلہ مرتب کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

ایسی متنوع اور پرکشش شخصیات میں عصر موجود کی ایک عبقری الشرق، علم وفضل، زہد وورع، صدق وصفا، اخلاص ووفا میں یگانہ وارث علوم امام احمد رضا، نمونہ مفتی اعظم، یادگار حجۃ الاسلام، عکس مفسر اعظم ہند، تاج الاسلام والمسلمین، فقیہ اسلام حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری قبلہ بریلوی مدظلہ النورانی بھی ہیں۔ جو اپنی، نوع بنوع، متعدد الجہات، دینی وعلمی، تدریسی وتبلیغی، تنظیمی واخلاقی، سماجی وسیاسی خدمات سے ایک دنیا کو روشناس اور منور ومجلی کر رہے ہیں۔ جن کے انمول کارنامے افق عالم پر آفتاب وماہتاب کی مانند چمک رہے ہیں۔ جو تادم تحریر مسند افتا وقضاء پر جلوہ بار ہوکر اپنی دینی وفقہی خدمات کی ضیابار کرنوں سے برصغیر، ایشیا ویورپ، افریقہ وامریکہ میں علوم امام احمد رضا کے گوہر نایاب سے تمام کو مستفیض فرمارہے ہیں۔ جن کی شبانہ کاوشوں سے احکام دین متین کی دعوت وتبلیغ، ترویج مسلک اہلسنت (مسلک اعلیٰ حضرت) اور اقوام عالم کی رشد وہدایت ہورہی ہے۔ رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی باعمل علماء کے بارے میں فرمایا "العلماء مصابیح الارض وخلفاء الانبیاء وورثتی وورثة الانبیاء" (کنز العمال ۱۰/۱۳۴) علماء دنیا کے چراغ ہیں اور میرے اور انبیاء کے وارث ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے "العلماء ورثة الانبیاء یحبھم اھل السماء ویستغفرلھم الحیتان فی

السحر اذاماتوا الی یوم القیامۃ " (کنز العمال ۱۰/۱۳۵) علماء نبیوں کے وارث ہیں آسمان والے ان سے محبت کرتے ہیں اور جب وہ انتقال کر جاتے ہیں تو مچھلیاں پانی میں ان کے لئے قیامت تک دعائے مغفرت کرتی ہیں۔

حضور تاج الشریعہ کی ہمہ جہت شخصیت احادیث متذکرہ کی مکمل طور پر مصداق و متحمل نظر آتی ہے، آپ کی شش جہت اور عبقری شخصیت کا جس زاویہ سے بھی جائزہ لیا جائے سب میں یکتائے زمانہ و نابغۂ عصر دکھائی دیتی ہے ہم تو صرف اور صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ" زہد و تقویٰ کے امین، علم و فضل کے بحر بیکراں، اخلاص و محبت کے کوہ گراں، پیکر توکل و استغنا، ایثار و قربانی کے سنگم، شریعت و طریقت کے پاسباں، حقیقت و معرفت کے درخشندہ آفتاب، خانوادۂ رضویہ کے چشم و چراغ، امام احمد رضا و مفتی اعظم کی زندہ کرامت، مرشد کامل، یادگار اسلاف، اور بس.........

حضور تاج الشریعہ شاہ اختر رضا قادری ازہری مدظلہ النورانی کی حیات پاک کا اکثر حصہ خدمت دین متین احیاء سنت رسول کریم اور قوم و ملت کی صلاح و فلاح، عقائد اہلسنت کے تحفظ و فروغ اور تصوف مفتی اعظم پر گامزن رہ کر جس طرح اصلاح و تبلیغ اور رشد و ہدایت کے فرائض انجام دیئے اور دے رہے ہیں وہ کسی ذی شعور و فکر پر پوشیدہ نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تاریخ ہند میں امام احمد رضا و مفتی اعظم بریلوی کے تجدیدی و اصلاحی کارناموں کے بعد حضرت علامہ اختر رضا خان قادری ازہری بریلوی کی خدمات دینیہ کو بھی سنہرے حروف میں لکھا جائے گا۔ فضل و کمال، زھد و تقویٰ، حزم و احتیاط، اتباع سنت، اخلاص فی العمل، تفقہ فی الدین، اور تصلب فی الدین، امر بالمعروف و نہی عن المنکر یہ تمام وہ خصائص ہیں جن میں حضور تاج الشریعہ شاہ اختر رضا ازہری بریلوی اس پرفتن ماحول میں یکتا و یگانہ نظر آتے ہیں اور مکمل طور پر جانشینی مفتی اعظم کا حق ادا کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں یوں تو حضور سیدی مفتی اعظم کے بہت سے خلفاء، تلامذہ ہیں جو اپنے اپنے منصب پر دین و سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ وارتقا میں نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ لوگوں کو افکار امام احمد رضا و مفتی اعظم سے روشناس کر رہے ہیں۔ عقائد اہلسنت کا تحفظ فرما کر عوام المسلمین کو وہابی، دیوبندی، غیر مقلد اور ان کی ذریت کے پرفریب جال سے بچانے کی سعی جمیل کر رہے ہیں۔ لیکن حضور تاج الشریعہ شاہ اختر رضا ازہری میاں قبلہ جانشین مفتی اعظم اپنا ایک الگ علمی و فقہی مقام رکھتے ہیں۔ لاریب یہ کہا جاسکتا ہے کہ تاج الشریعہ اپنے قول و فعل، کردار و عمل، گفتار و رفتار میں مفتی اعظم قدس سرہ کا نمونہ ہیں۔ تاج الشریعہ کا مرتبہ علم و تقویٰ مفتی اعظم کے خلفاء و تلامذہ میں جداگانہ ہے۔ یہ اعتراف حقیقت ہے کہ جو علمی و فقہی بصیرت حضور مفتی اعظم قدس سرہ کو حاصل تھی اور جو مقبولیت و شہرت مفتی اعظم کے حصہ میں آئی تھی وہی ترقی و شہرت اور مقبولیت تاج الشریعہ شاہ اختر رضا خان قبلہ ازہری مدظلہ النورانی کے پیکر میں نظر آتی ہے۔

ہم سطور ذیل میں حضور تاج الشریعہ شاہ اختر رضا خان قبلہ ازہری بریلوی مدظلہ النورانی کی عالمانہ اور صوفیانہ حیات کے پیکر میں ڈھلی ہوئی خدمات جلیلہ کے کچھ یادگاری نمونے سپرد قرطاس کر رہے ہیں تاکہ اس حقیقت سے بھی پردہ اٹھ جائے کہ خاندان رضا کے چشم و چراغ شاہ اختر رضا ازہری دامت فیوضھم الجاریہ جہاں علم و فضل کے بحر بیکراں ہیں وہیں پر شریعت و طریقت کے جامع اور ہمارے اسلاف کرام کی ایک زندہ جاوید تصویر و عظیم یادگار ہیں جن کے ذریعہ تصوف اسلامی فروغ پا رہا ہے اور زہد و ورع کی حقیقت سے لوگ آشنا ہو رہے ہیں۔

تصوف کی تعریف و حقیقت حضرت قاضی ذکریا انصاری (متوفی ۹۲۹ھ) تصوف کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ تصوف ایک ایسا علم ہے جس کے ذریعہ نفوس کے تزکیے، اخلاق کی صفائی اور ظاہر و باطن کی تعمیر کے احوال کو جانا جاتا ہے تاکہ ابدی خوش بختی حاصل ہو سکے۔

علامہ یاسین اختر مصباحی تصوف کی ماہیت و حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''صوفیہ و مشائخ کرام جس تصوف کے قائل اور جس تصوف پر عامل ہیں وہ خالص اسلامی تصوف ہے۔ دعوت اتباع شریعت ہے، پیغام کتاب و سنت ہے۔ محبت خدائے لم یزل ہے۔ پیروی رسول اکرم و اعظم ہے، اقتدائے صحابہ و اہل بیت اطہار ہے، رفاقت ابرار و اخیار ہے۔ تحفظ آداب شریعت ہے، اطاعت احکام و امر ہے، اجتناب منکرات و نواہی ہے۔ علم معرفت و خشیت ربانی ہے۔ جادہ حق و صواب ہے۔ طلب رضائے خدا اور رسول ہے اور مسلک و مشرب سواد اعظم ہے۔ جس پر اللہ کا انعام و اکرام اور بے پایاں احسان و فیضان ہے۔ اسی تصوف کے ہم حامی و علم بردار ہیں اور یہی تصوف اہل سنت کے صوفیہ و مشائخ کے درمیان رائج و مقبول ہے۔ اسلاف و اخلاف اس تصوف کے صراط مستقیم پر گامزن ہیں اور ان کے حلقہ ذکر و فکر میں اس تصوف کی جلوہ آرائی ہے۔ اس تصوف کے جلو میں اگلوں کا سفر حیات طے ہوا اور اسی پرنور تصوف کی روشنی میں مشائخ و صوفیہ منازل قرب و ولایت سے ہمکنار ہوئے ہیں۔ یہ تصوف ہمیں اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے۔ اسی تصوف کے علماء و مشائخ اہل سنت آج بھی پاسبان و نگہبان ہیں اور کل بھی، وہ اسی تصوف کے مبلغ و ترجمان رہیں گے۔ اس شاہراہ سے ان کے قدم متزلزل نہیں ہوں گے۔ زمانہ کچھ بھی کہے اور گردش روزگار کچھ بھی کرے وہ اپنے اس موقف سے ایک لمحہ کے لیے بھی پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں''۔ (نقوش فکر ص:۶۷،۲)

مصباحی صاحب کا محرر بالا تبصرہ مطالعہ کرنے کے بعد جب ہم حضور تاج الشریعہ شاہ اختر رضا ازہری بریلوی کی حیات کے پاکیزہ لمحات کا سرسری طور پر جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں اوصاف مذکورہ کی تمام تر رعنائیاں مرشدی سیدی تاج الشریعہ کی گرامی قدر و بلند رتبہ ہستی میں بجا طور پر نظر آتی ہیں۔ اور آپ تادم تحریر اسی تصوف اسلامی پر گامزن رہتے ہوئے دین و سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمات عظیمہ کو احسن طریقہ سے انجام دیتے ہوئے قوم و ملت کی رہنمائی فرماتے ہیں۔ میں یہ بات بلا خوف لومۃ لائم کہہ سکتا ہوں کہ حضور تاج الشریعہ شاہ اختر رضا خان قبلہ ازہری بریلوی جس تصوف اسلامی پر عامل، اس کے داعی، ناشر و مبلغ ہیں وہ تصوف یہی ہے جو بزرگان دین، اولیائے کاملین سے آج تک چلا آرہا ہے۔ یہی اسلامی تصوف ہماری آنکھوں کا نور، دل کا سرور، دماغ کو مسرور کرنے والا، جادہ حق و صداقت پر قائم رکھنے والا، کردار عمل، شب و روز میں ریاضت و عبادت، تقویٰ و طہارت، حزم و احتیاط کا دامن ہاتھوں میں دینے والا، بزرگان دین، علماء و مشائخ کی عظمتوں، رفعتوں اور شریعت و طریقت کو جدا جدا سمجھنے والوں سے دور و نفور رہنے کی فہم و بصیرت، فکر و نظر عطا کرنے والا ہے۔ کچھ جہلا بزعم خویش کہتے ہیں کہ شریعت طریقت کے مخالف ہے۔ کیا طریقت الگ اور شریعت الگ ہے؟ آپس میں یہ دونوں مزاحم و مخالف ہیں؟ آیئے دیکھتے ہیں کہ جو لوگ ان دونوں میں تضاد بتاتے ہیں وہ کس منزل پر قدم رکھ چکے ہیں۔ اور جو اشخاص ان دونوں کو ایک مانتے ہیں وہ کس مقام کے حامل ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی تحریر فرماتے ہیں ''شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت میں باہم اصلاً کوئی تخالف نہیں اس کا مدعی اگر بے سمجھے کہے تو نرا جاہل اور سمجھ کر کہے تو گمراہ بد دین۔

شریعت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال ہیں، اور طریقت حضور کے افعال، اور حقیقت حضور کے احوال، اور معرفت حضور کے علوم بے مثال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

(فتاویٰ رضویہ ۹/۶۰ نصف اول، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی-۳)

اتباع شریعت اوراطاعت سنت اسلامی تصوف کی جان ھے

اتباع شریعت اور اطاعت سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تناظر میں جب ہم حضور تاج الشریعہ شاہ اختر رضا خان قبلہ ازہری بریلوی کی شش جہت اور زہد و تقویٰ سے متصف شخصیت کے شب و روز، سفر و حضر کو دیکھتے ہیں تو ہمیں آپ کی صوفیانہ کردار و عمل کی حامل ذات میں آیت قرآن مجید "وَالَّذِینَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ٥ (العنکبوت:۲۹/۶۹) اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں راستے دکھادیں گے اور بے شک اللہ نیکوکار کے ساتھ ہے۔ اور حدیث نبی کریم "اذارؤا ذکر اللّٰہ" کے آثار دکھائی پڑتے ہیں۔ میں یہ بات اپنے تجربات و مشاہدات کی روشنی میں کہہ رہا ہوں بلاشبہ حضور تاج الشریعہ شاہ اختر رضا خان قبلہ ازہری بریلوی مدظلہ النورانی کی شخصیت متذکرہ آیت قرآنی و حدیث نبوی کی مصداق ہے۔ آپ کی کوئی خصلت، آپ کا کوئی فعل و عمل شریعت مطہرہ کے اصول سے ہٹ کر نہیں ہوتا۔ اسی لئے آپ مجلس میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ کیف و سرور کا ایک سماں بن جاتا ہے، روحانیت و نورانیت کی خیرات تقسیم ہوتی ہے۔ شریعت کا اتباع اور سنت کی اطاعت کے بغیر آج تک دنیا میں کوئی صوفی ہوا ہی نہیں ہے۔ اتباع شریعت و سنت ہی اصل تصوف ہے ان کی پیروی کے بغیر جو صوفی ہونے کا دعویٰ کرے اور کہے کہ ہم پر نماز فرض نہیں ہے ہم تو طریقت والے ہیں ان کے متعلق سلسلہ سہروردیہ کے مرشد کامل حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ العلیم القوی فرماتے ہیں "ہم یہ دیکھیں گے کہ کوئی شخص حدود شرعی میں سستی کر رہا ہے، فرض نماز کو چھوڑے ہوئے ہے اور دوسرے فرائض کی ادائیگی میں اغماض و اہمال برت رہا ہے، تلاوت قرآن اور روزہ، نماز کی حلاوت کو بھی خاطر میں نہیں لا رہا ہے اور حرام مکروہات میں مبتلا ہے تو ہم ایسے کو رد کردیں گے، اسے قبول نہیں کریں گے اور نہ ہمارے نزدیک اس کا یہ دعویٰ قابل قبول ہوگا کہ اس کا باطن نیک اور درست ہے"۔ (عوارف المعارف ص:۲۱۹)

حضرت شیخ سہروردی کے قول حق سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ اتباع شریعت و سنت ہی تصوف کی جان واصل ہیں اس کے بغیر کوئی اپنے دعویٰ میں سچا ہو ہی نہیں سکتا۔ اسی اخلاص و وفا، اور اتباع شریعت و سنت نے ہمیں کچھ ایسے ماہ و نجوم عطا کئے ہیں جن کا آج "اسلامی تصوف" پر بڑا احسان ہے۔ حضور تاج الشریعہ شاہ اختر رضا خان قادری قبلہ ازہری بریلوی مدظلہ النورانی کی ذات والا ستودہ صفات بھی انہی صوفیاء کرام اور اسلاف کرام میں سے ایک ہے جو اس پرفتن دور میں اپنے اخلاق و کردار، عبادت و ریاضت، تقویٰ و طہارت کے ذریعہ اس "اسلامی تصوف" کو فروغ دے رہے ہیں اور آنے والی نسلوں کو اس تصوف کی اہمیت و افادیت سے روشناس کر رہے ہیں۔

مولانا محمد شہاب الدین رضوی اتباع شریعت و اطاعت سنت اور تقویٰ شعاری حضور تاج الشریعہ شاہ اختر رضا خان قبلہ ازہری بریلوی کو اپنے مشاہدات کی روشنی میں یوں لکھتے ہیں "آج کل پیر، فقیر، عالموں، عاملوں کے ارد گرد عورتوں کا ہجوم لگا رہنا عام سی بات ہے۔ جہاں دیکھیے منہ کھلے چلتی پھرتی نظر آئیں گی۔ حیا نام کی کوئی چیز نہیں مگر جانشین مفتی اعظم کی تقویٰ شعاری ملاحظہ فرمائیں۔

۱۴۰۷ھ کی بات ہے کہ زنان خانہ میں عورتیں زیارت اور بیعت کے لئے حاضر ہیں جب آپ زنان خانہ میں تشریف لے گئے تو چند عورتوں نے نقاب الٹے اور منہ کھلے ہوئے تھے آپ نے فوراً اپنی آنکھیں دوسری جانب پھیر لیں اور فرمایا "پردہ کرو، بے حجاب گھومنا پھرنا سخت منع ہے نقاب ڈالو" لاحول ولاقوۃ الا باللہ العظیم۔ سب عورتوں نے نقاب ڈال لیں پھر بیعت فرمایا، شریعت کی پاسداری ہوتو ایسی ہو، سفر چاہے جیسا ہو ہوائی جہاز سے ہو یا ٹرین سے ہو یا گاڑی سے نماز کا وقت ہوتے ہی نماز کی ادائگی کے لئے بے چین ہو جاتے ہیں اکثر راقم السطور کو حکم فرماتے کہ مصلی بچھاؤ نماز پڑھوں گا، چاہے ائیر پورٹ ہو یا اسٹیشن نماز قضا نہیں فرماتے ہیں۔ نماز پڑھنے کی سب کو تاکید فرماتے ہیں حضرت راقم سے اکثر پوچھتے ہیں کہ نماز پڑھی یا نہیں اگر معلوم ہو گیا کہ نہیں پڑھی تو سخت ناراض ہوتے، مجھے خوب یاد ہے کہ ۱۹۹۱ء سے ۲۰۰۶ء تک تقریباً ۱۵ سال تک میں نے حضرت کے ساتھ پورے ملک کا سفر کیا مگر نماز حضرت کی کوئی قضا نہیں ہوئی۔ اللہ اکبر۔

(حیات تاج الشریعہ ص:۳۱، ۳۲ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی ۲۰۰۸ء)

ملاحظہ کیا آپ نے حضور تاج الشریعہ اختر رضا خان قادری ازہری کا انداز اتباع شریعت اور تقوئ شعاری کا ایک عملی نمونہ، اسی کا نام تو تصوف ہے۔ تصوف نہ شریعت سے الگ ہے نہ ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے۔ طریقت کو شریعت سے جدا سمجھنے والے خود ہی جاہل ہیں، وہ دوسروں کو کیا شریعت کی راہ دکھائیں گے شریعت و طریقت دونوں باہم مشترک ہیں، اور شریعت ایک ربانی نور ہے جس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں "شریعت مطہرہ ایک ربانی نور کا فانوس ہے کہ دینی عالم میں اس کے سوا کوئی روشنی نہیں اس کی روشنی بڑھنے کی کوئی حد نہیں، زیادت چاہتے افزائش پانے کا نام طریقت ہے یہ روشنی بڑھ کر صبح اور پھر آفتاب اور پھر اس سے بھی غیر متناہی درجوں زیادہ تک ترقی کر سکتی ہے جس سے حقائق اشیاء کا انکشاف ہوتا ہے اور نور حقیقی تجلی فرماتا ہے۔ یہ مرتبۂ علم میں معرفت اور مرتبہ تحقیق میں حقیقت ہے، تو حقیقت میں وہی ایک شریعت ہے کہ باختلاف مراتب اس کے مختلف نام رکھے جاتے ہیں۔" (مقال عرفا باعزاز شرع وعلما ص:۶/۷)

قارئین یہ ہے علم تصوف اور حقیقت تصوف جس سے بندہ مومن کو معرفت ربانی سے اس مرد صالح کا دل نور حقیقی سے منور ومجلیٰ ہو کر دوسروں کے قلوب واذہان کو بھی منور بنا دیا کرتا ہے۔ ایسے کامل تصوف میں قدم قدم پر شریعت اور سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع لازم ہوتا ہے اور اس پس منظر میں تاج الشریعہ شاہ اختر رضا خان قبلہ ازہری مدظلہ النورانی کی ذات ستودہ صفات کامل نظر آتی ہے۔ اتباع شریعت میں کبھی بھی نرم پہلو، مصلحت کی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔ ایسے پرآشوب ماحول میں شریعت وسنت کا اتباع ہی بہت بڑی بات ہے جو حضور تاج الشریعہ کے یہاں بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔

بندہ سے ملتا ہے مولیٰ نماز میں:

حضور تاج الشریعہ شاہ اختر رضا خان قبلہ قادری ازہری بریلوی جس خاندان کے چشم و چراغ ہیں اس خانوادہ کا نام دنیا میں اصحاب ثروت ہونے کی وجہ سے نہیں چمکا ہوا ہے بلکہ اصحاب علم و فضل، اصحاب تقوئ و طہارت، اصحاب صداقت و دیانت، اصحاب عبادت وریاضت ہونے کی وجہ سے چمکا ہوا ہے اور چمک رہا ہے چمکتا رہے گا۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ النورانی جہاں پر علم وفضل کے کوہ گراں ہیں وہیں پر پابند شریعت وطریقت، اور پابند صوم وصلوٰۃ بزرگ و پیر کامل اور شیخ طریقت ہیں۔ آپ جب محو عبادت

وریاضت ہوتے ہیں تو حدیث رسول مقبول "ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک" (مسلم شریف) یعنی خدا کی بندگی یوں کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تمہیں یہ مقام حاصل نہ ہو تو کم از کم یوں اس کی بندگی کرو جیسے وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔" کی سراپا تصویر بن جاتے ہیں۔ خشوع، خضوع، تضرع ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کوئی اپنے وقت کا عارف باللہ، شیخ کامل، عامل بالسنہ اپنے رب سے محو کلام ہے اور عجز و نیاز کا سراپا پیکر معبود حقیقی کی بارگاہ عزت و عظمت میں کھڑا ہے۔ جو قدم قدم پر صوفیانہ قول و عمل کا داعی اور ناشر ہے۔ عبادت و ریاضت ہو تو ایسی ہو کیوں کہ سجدہ ہی ایک ایسا مقام ہے جس میں رب سے بندہ کو سب سے زیادہ قرب حاصل ہوتا ہے۔ بندہ مولیٰ سے نماز میں بہت قریب ہو جاتا ہے۔ قرب رب کے بعد اس کی عظمتوں، رفعتوں کا کیا پوچھنا حد و شمار سے باہر ہیں۔ ایسی ہی کچھ کیفیت ہم نے حضور تاج الشریعہ شاہ اختر رضا خان قبلہ قادری ازہری بریلوی کی عبادت و ریاضت میں دیکھی ہے کہ جب مصلیٰ پر کھڑے ہو جاتے ہیں دنیا ومافیہا سے بے فکر ہو کر خالق کائنات کے حضور سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ آپ کے سجدوں کی کیفیت دیکھ کر ہمارے اسلاف، صوفیائے عظام کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ امام احمد رضا قادری بریلوی، مفتی اعظم بریلوی اور دیگر اکابر علمائے اہلسنت کی عبادت و ریاضت کا نقشہ سامنے آجاتا ہے۔

صوفیہ کرام کے نزدیک ان مدارج و مقامات کو بہت اہمیت حاصل ہے احسان، توبہ، محاسبہ، خوف، رجاء، صدق، اخلاص، صبر، شکر، ورع، زہد، توکل، رضا وغیرہم بلاشبہ یہ تمام محاسن واوصاف بھی حضور تاج الشریعہ کی ذات والاصفات میں درجہ کمال تک پہنچے ہوئے ہیں۔ آپ کے ہر فعل و عمل میں صدق و اخلاص، توکل و رضا، خوف و زہد شامل ہوتا ہے۔ جنھیں دیکھ کر صوفیائے امت اور مشائخ اہلسنت کی یادوں کے نقوش تازہ ہو جاتے ہیں۔

الغرض! حضور تاج الشریعہ شاہ اختر رضا خان قبلہ قادری ازہری مدظلہ النورانی کی عبقری شخصیت جامع شریعت و طریقت، صوفیانہ کردار و عمل اور اخلاص و اخلاق کی حامل ہے جو عصر موجود میں ہمارے اسلاف اور اولیائے کرام کی ایک روشن مثال ہے۔ خانوادۂ رضویہ کا وقار ہے۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو عمر خضر عطا فرمائے تاکہ آپ کے دم قدم سے سنیت میں بہار آئے، اور مسلک اعلیٰ حضرت کا خوب خوب فروغ ہو۔ امین بجاہ سیدنا حبیبہ الکریم والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم وآلہ واصحابہ اجمعین۔

تاج الشریعہ زہد وتقویٰ کے آئینے میں

مفتی محمد عالمگیر رضوی، دار العلوم اسحاقیہ، جودھپور، راجستھان☆

انسان کی تخلیق سے لے کر تک بنی نوع انسان کی آمد ورفت کا سلسلہ شب وروز جاری وساری ہے اور مشیت ایزدی کے مطابق یہ سلسلۂ موت وحیات تا قیامت جاری وساری رہے گا۔ نہ جانے کتنی شخصیتیں منصۂ شہود پر جلوہ بار ہوئیں اور اپنی حیات مستعار کے چند قیمتی لمحات گزار کر اس دنیائے دوں سے رخصت ہوتے ہوئے پیام اجل کو لبیک کہا۔ ان کی یادوں کے نقوش قلوب واذہان سے رفتہ رفتہ محو ہوتے چلے گئے۔ مگر اسی جہان رنگ وبو میں کچھ ایسی قد آور اور ہمہ جہت عبقری شخصیتیں مہر ومہ بن کر ضوفگن ہوئیں جنہوں نے اپنے اخلاق وکردار، تبلیغ وارشاد، اخلاص وللّٰہیت، علم وعمل، عبادت وریاضت، خوف وخشیت، زہد وورع، تقویٰ وطہارت اور عفو ودرگزر جیسی بے پناہ صلاحیتوں، خوبیوں اور انوار وتجلیات سے ایک عالم کو مستفیض ومستنیر اور منور ومجلیٰ کیا۔

انہی پاکیزہ نفوس وذوات قدسیہ میں ایک انتہائی عبقری شش جہت، دل آویز پرکشش شخصیت حضور تاج الشریعہ، فقیہ اسلام، مظہر مفتی اعظم، حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان قبلہ قادری ازہری بریلوی مدظلہ النورانی کی بھی ہے۔

آپ کی پاکیزہ شخصیت علم وعمل، فکر وفن، علم ودانش، تدبر وتفکر، عبادت وریاضت، توکل واستغنا، تصوف واخلاق، سلوک واحسان، مروت ومودت، شرافت وانسانیت، خوف وخشیت، اخلاص وللّٰہیت، رأفت ورحمت، عفو وکرم، جود وسخا، تحقیق وتدقیق، بحث وتمحیص، فقہ وبصیرت، تہذیب وثقافت، رشد وہدایت، ارشاد وتبلیغ، درس وتدریس اور تعلیم وتربیت سے عبارت ہے۔

آپ کی ہمہ جہت، پرکشش شخصیت کا جب ہم تجزیہ کرتے ہیں تو آپ کی عبقری شخصیت تمام اوصاف وکمالات اور محاسن ومحامد کی جامع نظر آتی ہے۔ یقیناً آپ کے کمالات علمیہ اور اوصاف حمیدہ وخصائل جمیلہ کو دیکھ کر زبان قال پر برجستہ یہ شعر جاری ہوا۔

لیس علی اللّٰہ بمستنکر
ان یجمع العالم فی واحد

آپ کی جاذب نظر شخصیت کو جس نہج سے دیکھا جائے، آپ کی شخصیت کا ہر باب انوکھا دکھائی دیتا ہے مگر آپ کی حیات طیبہ کا سب سے بڑا اور انوکھا باب اور نمایاں وصف رشد وہدایت، ارشاد وتبلیغ، تعلیم وتربیت اور درس وتدریس کا نظر آتا ہے۔

بلاریب خداوند قدوس نے حضور تاج الشریعہ مخدومی ومطاعی، مرشدی الکریم الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قبلہ قادری ازہری بریلوی مدظلہ النورانی کو بے شمار اوصاف وکمالات، خصائل

وعادات سے نوازا ہے۔ آپ کا ہر وصف نمایاں ویکتا نظر آتا ہے۔

ہم سطور ذیل میں صرف آپ کی تقویٰ شعار زندگی کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کریں گے تا کہ ارباب علم ودانش اور اصحاب فکر ونظر پر یہ امر بھی اظہر من الشمس وابین من الامس ہو جائے کہ حضور تاج الشریعہ جہاں علم وفضل، تحقیق وتدقیق کے مرد شہسوار ہیں وہیں پرحزم واتقاء، تقویٰ وطہارت اور اتباع شریعت وسنت مذہب حق کے عظیم پاسبان اور ناشر ہیں۔ آپ کے دم قدم سے جہاں دین وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کا فروغ ہو رہا ہے۔ وہیں یہ ہمارے اسلاف وائمہ کرام کی مبارک زندگیوں کے نقوش تابندہ بھی لوگوں کے سامنے عیاں ہو رہے ہیں۔ آپ کے شب وروز کے معمولات اس حقیقت کا بین ثبوت ہیں۔

زہد وتقویٰ اور اتباع سنت میں حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی ہمہ جہت شخصیت حضور سیدنا مفتی اعظم قدس سرہ کا عملی نمونہ ہے، جن حضرات نے سرکار مفتی اعظم کی حامل شریعت وسنت شخصیت کو دیکھا ہے اور زیارت سے اپنے آپ کو مشرف کیا ہے وہ اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ حضور مفتی اعظم اپنے ہر قول وعمل میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرتے تھے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا احیاء فرماتے، کوئی شخص بھی آپ کے سامنے خلاف شریعت وسنت کام کرنے سے گھبراتا تھا، یوں ہی حضور تاج الشریعہ سیدی وسندی مرشدی الکریم شاہ مفتی اختر رضا خان قبلہ قادری ازہری بریلوی نے بھی مفتی اعظم کے نقوش تابندہ کو اپنا کر جہاں علم وفضل، تفکر وتدبر، تبحر علمی، اور فقہی بصیرت، تحقیق وتدقیق کی دنیا میں شہرت وکمال حاصل کیا اور اس کے دریا بہائے، لاکھوں انسانوں کو زیور علم وعمل سے آراستہ کیا۔ درس وتدریس سے ہزار ہا لوگوں کو علوم ومعارف امام احمد رضا ومفتی اعظم سے مستفیض فرمایا۔ وہیں پر تقویٰ وطہارت، اتباع واحیاء سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنا مقصد ومشن بنایا۔ یہی وجہ ہے کہ عصر حاضر میں جہاں میرے ممدوح کا علم وفضل مشہور ہے وہیں تقویٰ، احتیاط، سنت کا اتباع بھی بہت معروف ومشہور ہے۔ بلاشبہ ایک مرشد کامل میں جن جن اوصاف وکمالات کا ہونا لازم ہے وہ جملہ محاسن وکمالات ہمارے تاج الشریعہ قبلہ مدظلہ النورانی کی ذات گرامی وقار میں بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں۔ یہ وہ حقائق ہیں جن سے بھی صرف نظر نہیں کیا جاسکتا۔

آپ کی متبع شریعت وسنت حیات پاک کو دیکھ کر ہمیں ہمارے اکابر علماء اولیاء صلحاء امت کی زندگیوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ کہ وہ مبارک نفوس کس قدر شریعت کے احکام پر عامل اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حامل تھے۔

تقویٰ کی ماہیت وحقیقت:

''والتقوی علی ثلثة اقسام. احدها: تقوی العوام وهی اتقاء الکفر بالایمان، وثانیها: تقوی الخواص وهی امتثال الاوامر واجتناب النواهی، وثالثها: تقوی اخص الخواص وهی اتقاء مایشغل عن الله'' (جلالین ۱/۳، حاشیہ ۳۰)

تقویٰ کی عموماً تین قسمیں بیان کی گئی ہیں۔

(۱) تقویٰ عوام (۲) تقویٰ خواص (۳) تقویٰ اخص الخواص۔

تقویٰ عوام کا مفہوم اور مطلب یہ ہے کہ انسان کفر وشرک سے بچ جائے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور یوم آخرت اور جملہ ضروریات دین پر ایمان کے ذریعہ۔ تقویٰ خواص کا معنی ومفہوم یہ ہے کہ انسان اوامر کو بجالائے اور نواہی سے پرہیز کرے۔ تقویٰ اخص الخواص کا معنی ومفہوم یہ ہے کہ انسان ان تمام چیزوں سے بچے جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرتی ہوں۔

اور خاتم المفسرین علامہ امام قاضی ناصر الدین بیضاوی

"هدى للمتقين" کے تحت تقویٰ کی ماہیت وحقیقت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں "وله ثلاث مراتب الاولى: التوقى عن العذاب المخلد بالتبرى عن الشرک وعليه قوله تعالىٰ، وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوىٰ" (اور پرہیزگاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا کنزالایمان)۔ والثانية: التجنب عن كل مايؤثم من فعل اوترک حتى الصغائر عندقوم فهو المتعارف باسم التقوىٰ فى الشرع وهوالمعنى بقوله تعالىٰ "وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرىٰ آمَنُوا وَ تَقُوا" (اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور ڈرتے۔ کنزالایمان) والثالثه: ان يتنزه عما يشغل سره عن الحق و يتبطل اليه بشراشره فهو التقوى الحقيقى المطلوب بقوله تعالىٰ "وَاتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ" (اور اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ کنزالایمان) وقد فسر قوله "هدىً للمتقين" على الاوجه الثلثة" (بیضاوی شریف ص:۱۶)

تقویٰ کے تین درجے ہیں۔ پہلا درجہ یہ ہے کہ آدمی مکمل طور پر بچنے کی کوشش کرے ہمیشگی کے عذاب سے، شرک وکفر سے مکمل طور پر اجتناب واحتراز اور نفرت وبیزاری ظاہر کرنے کے سبب اور اسی پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی "والزمهم كلمة التقوى" منطبق ومشتمل ہے۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی ہر ایسی چیز کو مکمل طور پر ترک کردے جو اس کو گناہ میں مبتلا کرے خواہ فعل ہو یا ترک ہو، یہاں تک کہ صغائر کو بھی چھوڑ دے اور یہی تقویٰ کا معنی ومفہوم شرع شریف میں "تقویٰ" کے نام سے متعارف و مشہور ہے اور یہی معنی مقصود ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی "ولو ان اهل القرى امنوا وتقوا" سے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی اپنی ذات کو ان تمام چیزوں سے دور رکھے جو چیزیں اس کی روح کو غافل کرنے والی ہیں حق تعالیٰ کے ذکر سے اور مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور تمام امور میں کامل طور پر اس کی طرف رجوع کرے اور یہی حقیقی تقویٰ ہے جو مطلوب مقصود ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی "واتقوا الله حق تقاته" سے

قارئین کرام! محررہ بالا تقویٰ کی تعریف اور ماہیت و حقیقت کی روشنی میں جب ہم حضور تاج الشریعہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری قبلہ ازہری بریلوی کی ششش جہت، پرکشش اور علمی وفقہی بصیرت کی حامل شخصیت کے شب و روز، لیل ونہار کا مشاہدہ کرتے ہیں تو ہمیں قبلہ موصوف کی متبع شریعت وسنت زندگی میں متذکرہ بالا اوصاف حمیدہ کی مکمل طور پر جلوہ آرائیاں، جھلکیاں دکھائی دیتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔ اور آپ اتباع شریعت، زہد و تقویٰ کے امین ومحافظ نظر آتے ہیں۔

میں بلاخوف وتردد اپنے مشاہدہ وتجربہ کی روشنی میں یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ حضور تاج الشریعہ مدظلہ النورانی کی زہد وتقویٰ سے متصف حیات وزیست کو دیکھ کر حضور مفتی اعظم قدس سرہ العلیم القوی، اور ہمارے اسلاف، اولیاء، صلحا، کی حیات پاک کے نقوش تابندہ ہماری نگاہوں کے سامنے آجاتے ہیں۔

اس پرفتن دور میں اپنی شخصیت کو مکروہات، منہیات شرعیہ اور افعال شنیعہ قبیحہ اور رذیلہ خبیثہ کے قرب وصحبت سے بچالینا بہت بڑے زہد وکمال کی بات ہے اور اس ضمن میں ہمیں حضور تاج الشریعہ مدظلہ النورانی کی بارعب وبارونق ہستی دنیائے دوں کیلئے ایک پیشوا ومقتدیٰ کامل کی حیثیت سے نظر آتی ہے۔

اس حقیقت پر قبلہ موصوف کی کتاب زندگی کے زریں اوراق اوقات شاہد عدل ہیں کہ آپ کا کوئی قدم شریعت مطہرہ کے خلاف، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں اٹھتا ہوا محسوس نہیں ہوتا۔ بلاریب ایسی یگانہ و نابغۂ روزگار شخصیات ہی دین وسنیت، ملک وملت کا سرمایہ افتخار ہوا کرتی ہیں۔ اور اکابر علماء،

اہلسنت کے کردار وعمل کو اپنے لیل ونہار کا آئینہ بنا کر انہیں زندہ جاوید رکھتی ہیں۔ حضور تاج الشریعہ مدظلہ النورانی ان دینی وعلمی شخصیات میں سے ایک ہیں جن کو خداوند قدوس نے مقبولیت و شہرت کے اس مقام عالی پر فائز فرمایا ہے جس کا ذکر رسول گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی مبارک زبان سے فرمایا ہے۔ اور علماء وفقہا کی عظمت وفضیلت اور برتری کو اجاگر وعیاں فرماتے ہوئے پیشوایان حق وصداقت کی رفعتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ ۲۰۰۳ء میں حضرت مولانا محمد اکبر صاحب رضوی، شہزادہ مفتی اعظم راجستھان الحاج محمد امین اشرفی کے ہمراہ راقم کاپور بندر (گجرات) جانا ہوا۔ وہاں پر مرشد گرامی سیدی حضور تاج الشریعہ مدظلہ کی بھی تشریف آوری ہوئی۔ ہم نے آگے بڑھ کر دست بوسی، قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ تمام حاضرین نے حضرت تاج الشریعہ قبلہ مدظلہ النورانی کا شاندار استقبال کیا۔ ناشر مسلک اعلیٰ حضرت علامہ مولانا عبدالستار ہمدانی صاحب قبلہ نے حضور تاج الشریعہ مدظلہ النورانی سے ہر سہ حضرات کا تعارف کرایا۔ بہت خوش ہوئے۔ دعاؤں سے نوازا۔ علم وعمل کی ترقی وبرکت کی دعا فرمائی۔ حضور مفتی اعظم راجستھان علامہ شاہ مفتی محمد اشفاق حسین صاحب قبلہ نعیمی مدظلہ النورانی کی طبیعت وحالت کے بارے میں دریافت فرمایا۔ طبیعت اچھی ہونے پر خوشی کا اظہار فرمایا اور صحت وسلامتی کی دعا فرمائی۔

کچھ دیر بعد دارالعلوم امام احمد رضا پور بندر گجرات کے عزیز طلبہ نے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ نوریہ میں داخل ہونے کا پروگرام بنایا۔ حضرت تاج الشریعہ مدظلہ النورانی جلوہ بار و تشریف فرما ہوئے۔ کسی طالب علم کے ہاتھ میں چین دار گھڑی تھی۔ اچانک حضور تاج الشریعہ قبلہ کی نظر پڑ گئی۔ بلند آواز سے فرمایا۔ چین والی گھڑی ہاتھ سے نکالو، جب تک چین والی گھڑی ہاتھ سے نہ نکالی گئی کسی کو بھی مرید نہ فرمایا۔ جب دیکھا کہ طالب علم نے چین دار گھڑی ہاتھ سے نکال دی ہے۔ پھر تمام طلبہ وحاظرین کو داخل سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ فرمایا۔ یہ ہے حضور تاج الشریعہ مدظلہ النورانی کا حزم واتقاء، اور زہد وورع، جو اس پر آشوب دور میں اسلاف کرام علماء وصلحا کی عظیم یادگار ہونے کے ساتھ ساتھ آبروئے سنیت، وقار اہلسنت اور خانوادہ رضویہ کے عظیم علمی و دینی پیشوا اور چشم وچراغ ہیں جن پر امام احمد رضا مفتی اعظم حجۃ الاسلام اور مفسر اعظم ہند علیہم الرحمۃ والرضوان کا خصوصی کرم اور فیضان ہے جس سے ایک عالم مستفیض ہوا ہے اور تادم تحریر ہو رہا ہے۔ یہ سب خداوند قدوس اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی عطائیں ہیں، نوازشیں ہیں۔ ہر وقت صحابہ وتابعین اور ائمہ مجتہدین کا فیض بٹ رہا ہے اس فیض سے ہر ایک مستفیض ومستنیر ہو رہا ہے۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ کی زہد وتقویٰ سے متصف زندگی، اخلاق وکردار اور بے شمار خصائل واوصاف حمیدہ کا روشن آئینہ ہے۔ جنہیں دیکھ کر اسلاف اور اولیائے کرام کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور حدیث رسول "اذا رؤا ذکر اللہ" کے دلکش مناظر نگاہوں کے سامنے گردش کرنے لگ جاتے ہیں۔ یہ سب زہد وتقویٰ، اتباع شریعت اور احیاء سنت کا نتیجہ ہے۔

ابھی جون ۲۰۰۸ء میں سیدی تاج الشریعہ مدظلہ النورانی اودے پور (راجستھان) تشریف لائے، مریدین ومعتقدین کا ہزاروں کا مجمع تھا، جیسے ہی قبلہ تاج الشریعہ ائیرپورٹ سے باہر جلوہ فرما ہوئے، چند حضرات موبائل، کیمرہ کے ذریعہ تاج الشریعہ کا عکس لینے کی کوشش کی، فوراً بآنگ دہل فرمایا: خبردار کوئی شخص تصویر کشی نہ کرے فوٹو کھینچنا اور کھینچوانا اسلام میں حرام ہے۔ لوگوں نے حضور تاج الشریعہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے موبائل، کیمرہ

وغیرہ کو فوراً بند کرلیا۔

اسی طرح آج کل دینی پروگراموں میں ویڈیو سوٹنگ بھی عام ہوتی جارہی ہے لوگ حاجت وضرورت کی آڑ میں دینی و علمی اور اسلامی پروگراموں کی سی ڈی کیسٹ بنواتے ہیں۔ لیکن حضورتاج الشریعہ مدظلہ النورانی زہدوتقویٰ اور اتباع شریعت پر عمل کرتے ہوئے اس فعل حرام سے کوسوں دور نظر آتے ہیں اور ہر موڑ پر شریعت مطہرہ کا اتباع کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

تقویٰ وطہارت، زہدوورع کی یہ نادر مثالیں آج کے پرفتن دور میں نایاب ہیں۔ جولوگوں کے لئے درس عبرت اور نمونہ عمل ہیں۔

پابند صوم وصلوٰۃ کا یہ اہتمام کہ سفر وحضر، راحت و تکلیف، کمزوری وتوانائی کسی لمحہ بھی نماز کی پابندی سے غفلت نہیں فرماتے ہیں۔ بلکہ نماز کا وقت ہوتے ہی چاہے اسٹیشن ہو یا ایئرپورٹ فوراً نماز کا اہتمام فرماتے ہیں۔ (بقول شہاب الدین رضوی) حضورتاج الشریعہ مدظلہ کے ساتھ سفر میں تقریباً ۱۵ سال رہاہوں میں نے کبھی بھی کوئی فعل خلاف شریعت وسنت نہ دیکھا اور کسی وقت بھی نماز میں سستی نہ دیکھی گئی۔

یہ ہے اتباع شریعت اور زہدوتقویٰ کا عالم۔ اسی لئے خداوند قدوس نے خاندان رضا کے اس چشم وچراغ کو بے پناہ علمی شہرت ومقبولیت سے نوازا ہے۔

اللہ رب العزت حضورتاج الشریعہ علامہ شاہ مفتی محمد اختر رضا خان قبلہ ازہری بریلوی مدظلہ النورانی کا سایہ عاطفت ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے اور آپ کو عمر خضر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وآلہ افضل الصلوٰت واعلی التحیات۔

مولانا شفیق احمد شریفی، دارالعلوم غریب نواز (الہ آباد)

شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سردار سلسلہ عالیہ سہروردیہ اپنی کتاب مستطاب میں فرماتے ہیں، کچھ فتنہ کے مارے ہوؤں نے صوفیوں کا لباس پہن لیا ہے کہ صوفی کہلائیں حالانکہ ان کو صوفیہ سے کچھ علاقہ نہیں بلکہ وہ غرور وغلط بکتے ہیں کہ ان کے دل خالص خدا کی طرف ہو گئے ہیں اور یہی مراد کو پہونچ جانا ہے اور رسوم شریعت کی پابندی عوام کا مرتبہ ہے ان کا یہ قول خالص الحاد وزندقہ اور اللہ کی بارگاہ سے دور کیا جانا ہے اسلئے کہ جس حقیقت کو شریعت رد فرمائے وہ حقیقت نہیں بے دینی ہے۔ (عوارف المعارف جلد اول ص:۴۲)

حضرت سیدی ابراہیم دسوقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، الشریعة هی الشجرة والحقيقة هی الثمرة شریعت درخت ہے اور حقیقت پھل امام اجل عارف باللہ مہدی عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں، التصوف انماهو زبدة عمل العبد باحكام الشريعة تصوف کیا ہے بس احکام شریعت پر بندہ کے عمل کا خلاصہ پھر فرمایا علم التصوف تفرع من عین الشریعة علم تصوف شریعت سے نکلی ہوئی تجلیل ہے (مقال العرفاء) مجدد اعظم محدث جلیل امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ مقال العرفاء میں فرماتے ہیں، شریعت مطہرہ ایک ربانی نور کا فانوس ہے کہ دینی عالم میں اس کے سوا کوئی روشنی نہیں اس کی روشنی بڑھنے کی کوئی حد نہیں زیادت چاہے افزائش پانے کے ہر طریقے کا نام طریقت ہے یہ روشنی بڑھ کر صبح پھر آفتاب پھر اسے بھی غیر متناہی درجوں تک ترقی کرتی ہے ں سے حقائق اشیاء کا انکشاف ہوتا اور نور حقیقی تجلی فرماتا ہے یہ مرتبہ علم میں معرفت اور مرتبہ تحقیق میں حقیقت ہے تو حقیقت میں وہی ایک شریعت ہے کہ باختلاف مراتب اسے مختلف نام رکھے جاتے ہیں (مقال العرفاء) امام الطائفہ سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیرومرشد سیدنا سری سقطی نے انہیں یہ دعا دی جعلک اللہ صاحب حدیث صوفیا ولا جعلک صوفیا قبل صاحب حدیث اللہ تعالیٰ تمہیں حدیث داں کر کے صوفی بنائے اور حدیث دان ہونے سے پہلے تمہیں صوفی نہ کرے۔

احیاء العلوم میں حجۃ الاسلام سیدنا امام غزالی انکی شرح میں فرماتے ہیں اشار الی من حصل الحدیث والعلم ثم متصوف افلح و من متصوف قبل العلم خاطر بنفسه یعنی حضرت سری سقطی نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ جس نے پہلے حدیث وعلم حاصل کر کے تصوف میں قدم

رکھا وہ فلاح کو پہونچا اور جس نے علم حاصل کرنے سے پہلے صوفی بننا چاہا اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا۔ جو علم شریعت سے آگاہ نہیں در بارہ طریقت اسکی اقتدا نہ کریں اسے اپنا پیر نہ بنائیں کہ ہمارا یہ علم طریقت بالکل کتاب وسنت کا پابند ہے یہ فرمان عالی شان ہے سیدی ابو القاسم جنید بغدادی کا الفاظ یہ ہیں، من لم یحفظ القرآن ولم یکتب الحدیث لایقتدی به فی هذا الامر لان علمنا هذا مقید بالکتاب والسنة (رسالہ قشیریہ ص۲۲) نیز فرمایا الطرق کلها مسدودة علی الخلق الامن اکتفی اثر الرسول علیه کلها خلق پر تمام راستے بند ہیں مگر وہ جو رسول ﷺ کے نشان قدم کی پیروی کرے۔

حضرت سیدی ابو حفص عمر حداد رضی اللہ تعالی عنہ کہ اکابر ائمہ عرفاء و معاصرین حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالی عنہ سے ہیں فرماتے ہیں۔ من لم یزن افعاله واحواله کل وقت بالکتاب والسنه ولم یتهم خواطر خلاهنده فی دیوان الرجال (قشیریہ ص:۲۱) جو ہر وقت اپنے تمام کام تمام احوال کو قرآن وحدیث کی میزان میں نہ تولے اور اپنے واردات قلب پر اعتماد کرے اسے مردوں کے دفتر میں نہ گن سیدنا سری سقطی فرماتے ہیں۔ تصوف تین وصفوں کا نام ہے ایک یہ کہ اسکا نور معرفت اسکے نور ورع کو نہ بجھائے دوسرے یہ کہ باطن سے کسی ایسے علم میں بات نہ کرے کہ ظاہر قرآن یا ظاہر حدیث کے خلاف ہو تیسرے یہ کہ کرامتیں اسے ان چیزوں کی پردہ دری پر نہ لائیں جو اللہ تعالی نے حرام فرمائیں۔

سیدی ابو عبد اللہ محمد بن خفیف حنفی فرماتے ہیں تصوف اس کا نام ہے کہ دل صاف کیا جائے اور شریعت میں نبی ﷺ کی پیروی ہو (طبقات کبری امام شعرانی ص:۱۸) حضرت سیدی ابو القاسم نصر آبادی فرماتے ہیں۔ التصوف ملازمة الکتاب والسنة الخ تصوف کی جڑ یہ ہے کہ کتاب وسنت کو لازم پکڑے (طبقات کبریٰ ص:۱۴۲) ان عارفین حق و صلحا امت واکابرین طریقت کے ارشادات کا خلاصہ یہ ہوا۔

(۱) تصوف تزکیۂ قلب کا نام ہے (۲) تصوف کی جڑ کتاب وسنت کی پیروی ہے۔ (۳) صوفی وہی ہے جس کے تمام کام جملہ احوال قرآن وحدیث کے ارشادات کے مطابق ہوں۔ (۴) صوفی وہی فلاح پائیگا جس نے حدیث وعلم کے حصول میں کمال پیدا کیا ہو پھر اس وادی میں قدم رکھے ورنہ ہلاکت میں پڑ سکتا ہے۔

امام الفقہاء سید المتکلمین سراج العلماء مفتی اعظم تاج الشریعہ حضرت علامہ شاہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری دامت برکاتہم القدسیہ، علوم شرعیہ میں فی زمانہ اعلم علماء ہند ہیں یہی سبب ہے کہ دانشوران ملت علمائے شریعت و ماہرین فقہا اسلام نے انہیں پورے ہندوستان کیلئے قاضی القضاۃ منتخب فرمایا وہ فن تفسیر میں سید المفسرین ہیں تو حدیث میں ممتاز المحدثین، فقہ اسلامی میں فقیہ اعظم ہیں تو علم کلام میں امام المتکلمین علوم ادبیہ میں ادیب اعظم ہیں تو علوم عقلیہ میں رازی وغزالی کی یادگار سیرت وتاریخ پر گہری نظر رکھتے ہیں تو اسرار شریعت کے بہترین واقف کار، مرکزی دارالافتاء کے صاحب فضل وکمال عالم حضرت مولانا عبدالرحیم نشتر فاروقی زید مجدہ تاج شریعت کے تعلق سے رقمطراز ہیں:

"الحمد اللہ آپ ان اہم ذمہ داریوں کو تقریباً ۳۵ سالوں سے مسلسل بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔ آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ حیات طیبہ کی ایک ایک سانس اعلائے کلمۃ الحق و اہل الحق اور خدمت خلق کے لئے وقف ہے آپ کی زیست کا ایک ایک عمل میزان شریعت وطریقت پر تولا ہوا ہے۔' ولی وہ ہے جسے دیکھ کر خدا یاد آئے' یہ ایک مقولہ ہی نہیں حدیث پاک بھی ہے۔ حضور تاج الشریعہ کی ذات بابرکات اس حدیث کی مجسم تصویر ہے پرنور چہرے پر ایسی دلکشی ودلربائی ہے جس پر بناؤ سنگھار کی

ہزاروں رعنائیاں قربان اگر لاکھوں کے مجمع میں بے نقاب ہوں تو اہل جمال کی آنکھیں خیرہ ہوجائیں اگر بولنے پر آجائیں تو فن خطابت دست بستہ آداب بجالائے لکھنے پر آجائیں تو وقت کا شہنشاہ قلم گھٹنے ٹیک دے۔ ملک شعروسخن میں قدم رکھ دیں تو اپنے وقت کا ماہر فن ادیب طفل مکتب نظر آئے نکات بیان کرنے پر آجائیں تو رازی وغزالی کی یاد تازہ ہوجائے۔ علم حدیث کو اپنا موضوع بنالیں تو بخاری ومسلم کی محفل سنور جائیں الغرض آپ علوم ظاہری کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر اور علوم باطنی کے کوہ ہمالہ ہیں کشور علم وفضل کے شہنشاہ اور اقلیم روحانیت کے تاجدار ہیں اس دور میں آپ کی عظیم شخصیت مسلمانان ہند کی سرمدی سعادتوں کی ضمانت ہے۔ (مجموعہ فتاویٰ مرکزی دارالافتاء ۳۲ و۴۵)

عمدۃ المحققین تاجدار تصوف حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی شریعت وطریقت کے سنگم ہیں مذکورہ بالا عبارتوں سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت مدظلہ العالی احکام شریعت کے اسرار ورموز کے عالم بھی ہیں قانون شریعت کے عامل بھی ہیں اگر ایسی عظیم شخصیت طریقت ومعرفت کے حامل ہوں تو ان کی عبقریت زمانے میں ممتاز ہوا کرتی ہے حضور تاج الشریعہ کی ذات ستودہ صفات انہیں اوصاف حمیدہ سے متصف ہیں اگر آپ ایک طرف قرآنی اسرار ورموز کے رمز شناس ہیں جرح وتعدیل کے نکتہ داں ہیں، فقاہت میں بے نظیر وبے مثال ہیں۔ معقولات ومنقولات میں علامۃ الفہامہ ہیں وہیں دوسری طرف تاجدار کشور تصوف سالک زماں ہیں اور معرفت وحقیقت کے عارف وعالم ہیں۔

خانوادۂ رضویہ کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ اس خانوادے کا جو مسند نشیں ہوتا ہے وہ علم وعرفان کا شہنشاہ ہوتا ہے اور مرجع علماء اور صوفیاء بن کر چمکتا ہے ان میں ایک تاج الشریعہ کی ذات بابرکت ہے علم تصوف میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے آپ کو وہ سب کچھ عطا فرمادیا تھا جو آپ کے پیر ومرشد سیدنا حضور نور العارفین شاہ ابوالحسین نوری قدس سرہ اور والد ماجد سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی سے ملے تھے۔

''حضور تاج الشریعہ کو بچپن ہی میں سیدنا مفتی اعظم ہند نے بیعت فرمالیا تھا اور بیس سال کے بعد خود حضور مفتی اعظم ہند نے میلاد شریف کی محفل میں خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا۔ جب حضور مفتی اعظم ہند نے ۱۵ رجنوری ۱۹۶۲ء/ ۱۳۸۱ھ کو خلافت عطا فرمائی اس وقت حضرت شمس العلماء قاضی شمس الدین احمد رضوی جعفری جونپوری علیہ الرحمہ حضور برہان ملت (خلیفہ اعلیٰ حضرت) مفتی برہان الحق رضوی جبلپوری علیہ الرحمہ بھی تشریف فرما تھے۔ حضور برہان ملت علیہ الرحمہ نے فرمایا حضور مفتی اعظم ہند سے میری گفتگو اس بارے میں ہوئی کہ حضور مفتی اعظم ہند نے فرمایا تھا کہ جانشین اپنے وقت پر وہی ہوگا جسے ہونا چاہئے۔ حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی رضوی علیہ الرحمہ نے عرس چہلم حجۃ الاسلام کے موقع پر فرمایا تھا کہ میں حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے دریافت کیا تھا کہ حضور آپ کا جانشین کون ہوگا ؟ تو اعلیٰ حضرت نے حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ سے متعلق فرمایا بڑے مولانا۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد فرمایا مصطفےٰ عرض کیا اس کے بعد فرمایا جیلانی میاں بشرط علم وعمل کی قید...... اعلیٰ حضرت نے اپنے پوتے مفسر اعظم ہند کو مرید کیا تو شجرہ پر تحریر فرمایا خلیفہ انشاء اللہ بشرط علم وعمل یہ رجسٹر مریدین میں تحریر فرمایا حضور مفتی اعظم ہند نے اپنے جانشین کے لئے ارشاد فرمایا اس (حضور تاج الشریعہ) لڑکے سے بہت امید ہے۔ (خلفاء مفتی اعظم ص ۱۶۰)

حضور تاج الشریعہ مسند مفتی اعظم ہند پر رونق ہونے کے بعد جانشین کا مکمل حق ادا کررہے ہیں۔ جس طرح مفتی اعظم ہند نے شریعت کے دائرے میں رہ کر طریقت کے راہی بنے اس طرح حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی انہیں کے نقش قدم پر چل رہے

ہیں آپ کا تقویٰ وطہارت دیکھتے ہوئے اپنے وقت کے مشائخ عرفاء اور صوفیاء نے تاج خلافت سے سرفراز فرمایا۔

''۱۴/۱۵/نومبر ۱۹۸۴ء کو مارہرہ مطہرہ میں عرس قاسمی کی تقریب میں حضور احسن العلماء مفتی سید حسن میاں برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ نے جانشین مفتی اعظم کا استقبال قائم مقام مفتی اعظم علامہ ازہری زندہ باد کے نعرے سے کیا اور مجمع کثیر میں علماء ومشائخ اور فضلاء ودانشوران کی موجودگی میں جانشین مفتی اعظم کو یہ کہہ کر اعلان کیا کہ ''فقیر آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ کے سجادہ نشین کی حیثیت سے خلافت واجازت سے ماذون و مجاز کرتا ہوں پورا مجمع سن لے تمام برکاتی بھائی سن لیں اور یہ علماء کرام اس بات کے گواہ ہیں (مفتی اعظم کے خلفاء (۱۶۴)

آپ کو حضور برہان ملت خلیفہ اعلیٰ حضرت مفتی برہان الحق رضوی علیہ الرحمہ، حضور سید العلماء شاہ سید آل مصطفےٰ علیہ الرحمہ سے بھی اجازت وخلافت حاصل تھی۔ اکابر اولیاء امت کے فرمان عالی شان کے اقوال کا خلاصہ نمبر ا تا ۴ آپ کی ذات مقدسہ میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ اس لئے آپ کو بجا طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ دریائے طریقت کے بہترین غواص، بحر شریعت کے ماہر اسرار اور تصوف کے تاجدار بھی ہیں۔

مولیٰ تعالیٰ ان کے سایہ کرم کو ہم اہلسنت پر تادیر قائم رکھے۔ آمین۔

مفتی محمد اختر حسین قادری، دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی ☆09838841075

اما بعد!

گلستان سنیت کے گل خوش رنگ حضرت تاج الشریعہ علامہ محمد اختر رضا قادری ازہری دامت برکاتہم القدسیہ علم وفضل اور حکمت ومعرفت میں اپنے آباء واجداد کے سچے امین ومحافظ اور اسلاف کرام کی روایات کے پاسبان ونگہبان ہیں۔

فہم وذکاء، وسعت نظر، قوت حفظ واتقان، تدبر وتفکر، حق گوئی وبے باکی، جودت طبع حذاقت ومہارت، فقہی بصیرت ودیدہ وری اور قوت خطابت وبیان میں سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا قادری، مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا قادری نوری اور مفسر اعظم ہند حضرت علامہ جیلانی میاں قادری علیہم الرحمہ کے حقیقی وارث وجانشین اوران ارواح اربعہ طاہرہ کے فضائل ومحاسن کے عکس جمیل ہیں۔

آپ کی ہمہ جہت شخصیت ایک ایسا صاف وشفاف آئینہ ہے جس میں علوم ومعارف کے ہزاروں جلوے نظر آتے ہیں آپ بیک وقت محدث، مفسر، شارح، محشی، متکلم، اصولی، محقق، مصنف، مترجم، مدرس، ناقد، ادیب، شاعر، سیاح، مرشد، خطیب، مفتی اور فقیہ جیسے اوصاف وکمالات کے جامع اور حامل ہیں۔

مگران تمام خوبیوں میں تفقہ فی الدین اور فتاویٰ نگاری آپ کا امتیازی وصف ہے جو آپ کو رب قدیر کے خزانۂ عامرہ سے خوب خوب عطا کیا گیا ہے۔ راقم السطور سردست آپ کی شان تفقہ کے حوالے سے چند شواہد ہدیۂ ناظرین کرنے کی کوشش کرے گا۔ جس سے آپ کی فقہی بصیرت اور علم فتاویٰ میں گیرائی وگہرائی، تیقظ وبیدار مغزی اور فقہی جزئیات کے استحضار کی جھلک ماتھے کی آنکھوں سے دیکھی جاسکتی ہے اور فقہ وفتاویٰ میں آپ کی جامعیت اور عظمت ورفعت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

فقہی جزئیات پر استحضار:

تاج الشریعہ دامت برکاتہم کو فیض رب قدیر سے حفظ وتیقظ، وسعت نظر وفکر اور فقہی استحضار کی ایسی عظیم دولت ملی ہے کہ عصر حاضر میں جس کی نظیر نہیں ملتی۔ عرصہ سے کتب بینی بند ہونے کے باوجود کسی مسئلہ پر گفتگو بڑی برجستہ اور دلائل وشواہد سے مزین ہوتی ہے فقہی جزئیات پر دسترس اور ارشادات ائمہ کا احاطہ بزم

دانش میں بیٹھنے والوں پر خوب ظاہر ہے۔

ایک مرتبہ فقہی سیمنار بورڈ دہلی میں یہ مسئلہ زیر بحث تھا کہ عورت کی آواز عورت ہے یا نہیں۔ اس سلسلہ میں اکثر مندوبین فرما رہے تھے کہ عورت کی آواز کے مطابق عورت نہیں بلکہ جس میں نغمگی پائی جائے وہ آواز عورت ہے ان کا استدلال یہ تھا کہ فقہائے کرام نے فرمایا ہے نغمة المرأة عورة۔

راقم کا کہنا ہے کہ نغمگی کی قید نہیں ہے بلکہ جس آواز میں نغمگی لچک اور جاذبیت ودلکشی ہو وہ سب عورت کے حکم میں ہے۔ بحث مکمل نہ ہو سکی اور سیمنار کا وقت ختم ہو گیا۔

راقم دہلی سے آستانہ رضویہ بریلی شریف حاضر ہوا اور حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم کی زیارت سے مشرف ہو کر سیمنار میں ہوئی بحث کا خلاصہ عرض کیا۔

آپ نے سنتے ہی برجستہ فرمایا کہ نغمۃ المرأۃ عورۃ میں نغمہ سے مراد نغمگی اور خوش الحانی نہیں بلکہ مطلق آواز ہے دیکھئے فقہائے کرام مطلق آواز کو بھی نغمہ سے تعبیر فرماتے ہیں چنانچہ فتاوی عالمگیری کتاب الشهادة میں ہے اذ النغمة تشبه النغمة یہاں نغمگی مراد نہیں ہے بلکہ مطلق آواز مراد ہے۔ اسی طرح نغمۃ المرأۃ عورۃ میں بھی نغمہ سے خوش الحانی اور نغمگی نہیں بلکہ مطلق آواز مراد ہے حضور والا کی اس برجستہ مدلل گفتگو سے حاضرین مجلس کی باچھیں کھل اٹھیں اور بھلا ایسا کیوں نہ ہو بلکہ آپ نے اس علمی خاندان میں آنکھ کھولی ہے جو تقریباً دو سو سال سے فقہ وفتاویٰ کا عظیم مرکز اور عالم اسلام کے لئے نہایت معتبر ومستند اور پروقار دارالافتا کی حیثیت سے متعارف ومسلم اور فقہ حنفی کا عظیم نگہبان کے طور پر مشہور انام ہے۔

تاج الشریعہ نے فتویٰ نگاری اور حکم شرع کے بیان میں کتاب وسنت سے استدلال ارشادات ائمہ، اقوال مشائخ، اصول فقہ، معتمد ومفتی بہ اقوال کی نقل اور حسب موقع تطویل واختصار اور نظائر وامثال سے مسئلہ کی توضیح وغیرہ تحقیقی امور کو پیش نظر رکھا ہے اور ایک فقیہ کو جس ژرف نگاہی اور ذہن رسا کی حاجت ہوتی ہے آپ کے فتاویٰ اور اس کی منہ بولتی تصویر نظر آتے ہیں۔ بطور نمونہ چند فتاویٰ ملاحظہ ہوں۔

(۱) آیات محکمات کو ہڈی کہنا کیسا:

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وشرع متین کہ خالد نے یوں کلام باری تعالیٰ کے بارے میں کہا کہ جب قرآن کے حروف مقطعات صوفیائے کرام نے مخصوص کر لئے تو عوام الناس باقی کلام کو جو پڑھتے ہیں تو گویا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کتوں کے سامنے ہڈی پھینکا جائے اور وہ اس پر چٹ کر آپس میں لڑنے لگیں تو ایسے کہنے والوں کے لئے ازروئے شریعت کیا حکم ارشاد گرامی ہوگا جواب سے سرفراز فرمادیں۔

المستفتی محمد عزرائیل انصاری مدرسہ جامعہ غوثیہ رضویہ راج گنج مان پورہ ہوڑہ 711304

الجواب: خالد کا زعم فاسد ہے اور جس بات پر اس نے اپنے زعم کی بنا رکھی ہے وہ خود فاسد ہے، وہ متشابہات کو جن میں حروف مقطعات بھی شامل ہیں اصل قرآن سمجھ رہا ہے جبھی تو اس نے کہا کہ عوام الناس جو باقی کلام پڑھتے ہیں اور وہ بے چارہ خود قرآن عظیم کے اس ارشاد واجب الانقیاد سے بے خبر ہے جو آیات محکمات کو ام الکتاب فرما رہا ہے اور محکمات کو مدار کار بتا رہا ہے اور متشابہات کا مرجع انہیں محکمات کو ٹھہرا رہا ہے قرآن عظیم کا ارشاد

ہے ھوالذی انزل علیک الکتاب منه آیات محکمات ھن ام الکتاب وآخر متشابھات فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ماتشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله ومایعلم تاویله الا الله والراسخون فی العلم یقولون آمنا به کل من عند ربنا وما یذکر الا اولو الالباب یعنی وہی ہے جس نے تم پر کتاب اتاری اس کی کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری وہ ہیں جن کے معنی میں اشتباہ ہے وہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑ جاتے ہیں گمراہی چاہتے ہیں۔ اور اس کا پہلو ڈھونڈنے کو اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے اور پختہ علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے یہ ہمارے رب کے پاس ہے اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے تو اس کا زعم خود قرآن عظیم کے خلاف ہے جیسا کہ تلاوت شدہ فرمان قرآن سے ظاہر ہے وہ صاف صاف محکمات کو اصل کتاب ٹھہرا رہا ہے تو محکمات قرآن عظیم پر وہ مثال دینا قرآن عظیم کی آیت گزشتہ کی تکذیب ومخالفت ہے اور یہ کفر ہے خالد پر اس سے توبہ وتجدید ایمان فرض ہے اور بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی ضروری اور اس کا یہ کہنا کہ جب قرآن کے حروف مقطعات صوفیائے کرام نے مخصوص کر دیے۔

متشابہات کے باب میں مذہب معتمد سلف صالحین سے بے خبری اور حروف مقطعات میں علمائے کرام کے کلام سے یکسر ناواقف ہے۔ سلف صالحین کا مذہب جو اکثر علمائے سلف کا معتمد ہے وہ یہی ہے کہ تشابہ کی مراد قطعی اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے اسی لئے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ وامام جلال الدین محلی علیہ الرحمہ ودیگر مفسرین حروف مقطعات کے تحت۔ اللہ اعلم بمرادہ بذلک لکھتے ہیں یعنی اللہ ہی اپنی مراد ان حروف سے جانتے اور اسی لئے ہمارے ائمہ اعلام ومایعلم تاویله الاالله پر وقف فرماتے ہیں اور یہی مذہب صحابہ کرام میں ابن عباس وابن مسعود وابی ابن کعب کا ہے اور ابن ابی کعب کی مصحف میں ہے ومایعلم تاویله الا الله ویقول الراسخون فی العلم آمنابه اور ایسا ہی عبدالرزاق کے معمر سے اور انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباس سے روایت کیا اور مصحف ابن مسعود میں یوں تھا ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله وان تاویله الا عندالله۔

الم بالجملہ، محکمات ہی اصل اور مغز قرآن ہے اور متشابہات میں مذہب معتمد جماہیر امت اعتقاد حقیقت وترک تاویل ہے اور بعض علماء کے نزدیک متشابہ دو قسم ہے ایک وہ جو جسے محکم کی طرف پھیرنے سے اس کی مراد ظاہر ہو جائے اور ایک وہ جس کی معرفت کی طرف کوئی راہ نہیں۔ بنایہ ابن الاثیر منثور در سیوطی میں ہے المتشابه مالم یتعلق معناه من لفظه وھو علی ضربین احد ھما ازاددالی المحکم عرف معناه والاخر مالا سبیل الا معرفة حقیققه۔ اس تقسیم کا بھی حاصل وہی کہ محکمات متشابہات کی اصل ومرجع ہیں اور حروف مقطعات بلاشبہ دوسری قسم ہیں داخل یعنی جن کے معنی قطعی کی معرفت کی راہ نہیں کہ یہاں محکم کی طرف پھیرنا مقصود ہی نہیں کہ اصلاً ان حروف کے مقابل محکم ہی نہیں تو خالد کا یہ کہنا کہ صوفیائے کرام مخصوص کر لئے غلط ومہمل ہے بلکہ افترا ہے کہ حروف مقطعات کی یقینی مراد سوائے خدا ورسول کے کسی کو معلوم ہی نہیں اور اعتقاد حقیقت وتسلیم سب کو لازم تو دعویٰ

خصوص یا باطل اور اس وہم عاطل کا منشاء غالباً حضرت مولوی معنوی کے شعر۔ من زقران مغز را بر داشتم کو اپنی الٹی سمجھ سے الٹا سمجھتا ہے وہ مغز قرآن محکمات کو فرمارہے ہیں نہ کہ برخلاف قرآن بزعم خالد متشابہات کو واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ماہنامہ سنی دنیا ص ۸ تا ۱۰، اکتوبر ۱۹۸۵ء)

اس جواب کو بغور مطالعہ کریں تو عیاں ہوجائے گا کہ حضرت ممدوح معظم نے، مذکورہ بالا فتویٰ میں بڑی فقیہانہ بالغ النظری کا ثبوت دیا ہے اور متعدد جہتوں سے جواب کو آراستہ و پیراستہ کیا ہے۔

اولاً: قائل کے قول کی شرعی حیثیت واضح فرمائی کہ وہ کفر ہے اور اس پر آیت قرآنیہ سے استدلال کیا۔

ثانیاً: قائل پر کیا حکم نافذ ہوگا اس کی وضاحت فرمائی۔

ثالثاً: آیات محکمات ومتشابہات کی توضیح وتشریح اور ان کے متعلق حکم، صحابہ کرام کے زریں اقوال اور ائمہ تفسیر کے معتبر ارشادات کی روشنی میں تحریر فرمایا۔ ''غالبا'' کہہ کر بڑی احتیاط کے ساتھ اشارہ فرمادیا۔

خامساً منشاء خطا کی دوٹوک میں وضاحت کردی۔

سادساً صوفیائے کرام کی طرف غلط انتساب کا پردہ چاک کرکے اس مقدس گروہ کے دامن تقدس پر دھبہ لگانے والے کی بخیہ دری بھی فرمادی۔

منبر کے دائیں بائیں کی صف کا حکم:

بہت ساری مساجد خصوصاً شہر ممبئی میں منبر کی تعمیر اس طور پر کی جاتی ہے کہ منبر کا کچھ حصہ دیوار کی محاذات سے آگے نکلا ہوا ہے عموماً پہلی صف منبر کے دائیں بائیں قائم کی جاتی ہے اس طرح صف بندی کے متعلق حضور تاج الشریعہ کے کمال فقاہت اور استدلال واستنباط کی غیر معمولی صلاحیت کی بکھری کرنیں مشاہدہ کریں آپ رقمطراز ہیں:

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ دربارۂ صفوف شرعاً تین باتیں بتاکید اکید ماموربہ ہیں اور تینوں آج کل معاذ اللہ کالمتروک ہورہی ہیں یہی باعث ہے کہ مسلمانوں میں نااتفاقی پھیلی ہوئی ہے۔ اول تو یہ کہ صف برابر ہو خم ہو کج نہ ہو مقتدی آگے پیچھے نہ ہوں سب کی گردنیں شانے ٹخنے آپس میں محاذی ایک خط مستقیم پر واقع ہو جو اس خط پر کہ ہمارے سینوں سے نکل کر قبلہ معظمہ پر گزرا ہے عمود ہو۔

دوم: اتمام کہ جب تک ایک صف پوری نہ ہو دوسری نہ کریں

سوم: تراص یعنی خوب مل کر کھڑا ہونا کہ شانہ سے شانہ چھلے

اقول ظاہر ہے کہ جب منبر کے دائیں بائیں صف بندی کریں گے تو دوسرا تیسرا اور جو صفوں میں ملحوظ ہے اور شرعاً بتاکید مطلوب ہے اس کی تعمیل نہ ہوسکے گی۔ اور پہلا امر کہ تویہ صف ہے اس کے مفقود ہونے کا بھی احتمال ہے بلکہ ادنیٰ تامل سے ظاہر ہے کہ یہاں پہلا امر کہ تویہ فی القیام ہے وہ بھی مفقود ہے اگر چہ ایک ہی سیدھ میں دونوں طرف والے کھڑے ہوں کہ جب بیچ میں منبر حائل ہے تو اس صورت میں نہ عرفاً برابر کھڑا ہونا صادق ہے۔ نہ شرعاً متحقق ہے اور اگر ایک سیدھ میں نہ کھڑے ہوں تو یہ صف بالکلیہ معدوم ہے۔

لہٰذا بلاضرورت اس طرح منبر کے دائیں بائیں صف بندی کرنا ان احادیث صحیحہ کے خلاف اور شرعاً ناجائز ہے اور اس صورت میں کراہت صرف اس نامکمل صف والوں پر ہی نہ ہوگی

بلکہ ان کے پیچھے صف بندی کرنے والے بھی اس کراہت کے مرتکب ہوں گے۔

چوتھی قباحت اس صورت میں یہ لازم آئے گی کہ امام وسط صف میں نہ ہوگا حالانکہ شرعا یہ مطلوب کہ امام وسط صف کھڑا ہو۔(ملخصا فتاویٰ مرکزی دارالافتاء بریلی شریف، ص ۳۷)

وقفہ ترویحہ میں ایک مخصوص ذکر کا حکم:

کسی نے سوال کیا کہ تراویح کی چار رکعت کے بعد ہر ترویحہ میں جماعت کے چند افراد بلند آواز سے تسبیح پڑھتے ہیں پھر امام دعا مانگتے ہیں اس کے بعد پھر چند افراد پہلی ترویح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف دوسری میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیسری میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی چوتھی میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کیا اور پانچویں میں حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی تعریف اور دوسری سے لے کر پانچویں تک تذکرہ خلافت کرتے ہیں یہ عمل عرصہ دراز سے ہوتا چلا آرہا ہے۔ مندرجہ بالا عمل کرنا درست ہے یا ناجائز ہے۔ ایسا کرنے میں شرعی رکاوٹ ہے یا نہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

الجواب: جائز ہے کہ مانع شرعی کوئی نہیں۔ حدیث میں ہے مارأہ المسلمون حسنا فهو عند الله حسن جسے مسلمان اچھا جانے تو اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے پھر ہمارے ائمہ اعلام فرماتے ہیں کہ ہر چار رکعت کے بعد لوگوں کو اختیار ہے چاہیں تو تسبیح پڑھیں یا قرأت کریں یا خاموش رہیں تنہا نماز پڑھیں درمختار میں ہے ویخیرون فی تسبیح وقراۃ وسکوت وصلاۃ فرادی اور امور مذکورہ کچھ متعین نہیں ورنہ اہل مکہ طواف نہ کرتے ردالمختار میں ہے واھل مکۃ یطوفون اور جہت متعین نہ ہونا ظاہر تو ممانعت کیسی واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ماہنامہ سنی دنیا، بریلی شریف، ص ۱۲-۱۳، فروری مارچ ۲۰۰۲)

اس ارشاد پر غور فرمائیں تو واضح ہوگا کہ حضرت تاج الشریعہ نے کس ایجاز وحسن بیان سے چند جملوں میں مدلل ومکمل جواب عنایت فرمایا ہے اور حدیث واصول فقہ اور ارشاد فقہا سے فتویٰ کو مزین فرمادیا ہے۔

آپ نے اصل حکم بیان فرمایا کہ یہ طریقہ جائز ہے پھر اس پر تین شہادت پیش فرمائی اول اصول فقہ کا یہ ضابطہ کہ اصل اشیا میں اباحت ہے تو جب تک کسی دلیل خاص سے عدم جواز ثابت نہ ہو تو اس طریقہ کو ناجائز نہیں کہہ سکتے۔

دوم حدیث پاک کہ عامہ مسلمین جسے اچھا جانیں وہ عنداللہ بھی اچھا ہے اور اس طریقہ کو کوئی ایمان والا ناجائز نہیں کہتا تو عموم حدیث میں یہ بھی داخل ہے۔

سوم فقہ کا جزئیہ کہ ترویحہ میں کیا کیا جائے۔

اور پھر اس جزئیہ سے مسئلہ دائرہ کے حکم کا استخراج فرمایا اور مزید اس استخراج کی صحت کو ردالمختار کے حوالہ سے مزین بھی فرمادیا۔

اس فتویٰ میں جو اختصار اور جامعیت اور بیان میں وضوح وظہور کے فنی محاسن وکمالات جلوہ گر ہیں اہل بصیرت سے مخفی نہیں ہے۔

مزید مسائل:

زندگی متحرک اور تغیر پذیر ہے اور اسلامی قوانین وضوابط ابدی، آفاقی اور عالمگیر ہیں۔ زندگی کی تغیر پذیری سے دم بدم نت نئے مسائل کا وجود لازمی اور فطری ہے اور ان جدید اور نوپید مسائل

ومعاملات کو اسلامی اصولوں کی روشنی میں حل کر کے امت مسلمہ کی رہنمائی کرنا علمائے حق کا اہم دینی فریضہ ہے۔

چنانچہ صدر اول سے لے کر آج تک ایسے نو پید مسائل میں اعیان امت اور فقہائے اسلام کا طرز عمل اور طریقہ کار یہ چلا آ رہا ہے کہ انہوں نے کتاب وسنت اور ائمہ فقہ کے متعین کردہ خطوط اور بیان فرمودہ اصول اور کلیات وجزئیات کی روشنی میں حکم شرعی کا استنباط واستخراج فرما کر ملت کو ایک واضح اور روشن راستہ دکھایا ہے اور شریعت مطہرہ کے مطابق زندگی گزارنے کا شعور بخشا ہے۔

مگر یہ کام نہایت دشوار، جاں گسل اور وادی پر خار ہے۔ رب کائنات کی توفیق سے اس راہ میں جسے سلامت روی نصیب ہو جائے وہ بڑا فیروز مند ہوتا ہے۔ حضرت تاج الشریعہ کے جد امجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ بے شمار علوم وفنون میں ید طولیٰ اور دست گاہ کامل رکھنے کے ساتھ ساتھ انوار فقاہت اور استخراج واستنباط کے ملکہ راسخہ سے اس طور پر سرفراز کیے گئے تھے کہ عرب وعجم نے انہیں اپنے عہد کا ابو حنیفہ کا خطاب دیا۔

تاج الشریعہ کو بھی یہ نعمت بے بہا ورثہ میں ملی اور جدید مسائل کے احکام شرعیہ کے استخراج واستنباط میں وہ رسوخ عطا ہوا کہ اعلیٰ حضرت کے فقہی تبحر کی جھلک جا بجا جھلک رہی ہے چند نظیریں ملاحظہ ہوں۔

ٹیلی فون سے خبر استفاضہ:

اگر چند افراد کسی شہر سے ٹیلی فون پر رویت ہلال کی خبر دیں تو وہ خبر مستفیض ہے کہ نہیں اس کے متعلق آپ رقمطراز ہیں:

فقہائے کرام نے ایک شہر کی رویت کا حکم دوسرے شہر میں ثابت ہونے کے لئے شہادت شرعیہ یعنی گواہان عدول کا خود اپنی رویت پر شاہد ہونا یا حکم قاضی پر شہادت دینا یا استفاضۂ خبر کو طرق موجبہ سے شمار فرمایا۔

اب سوال یہ ہے کہ آیا ٹیلیفون وغیرہ کا اعتبار در بارۂ رویت ہلال ہے یا نہیں؟ اور اگر متعدد ٹیلیفون کسی شہر سے آجائیں کہ فلاں جگہ رویت ہوئی تو یہ بمنزل استفاضہ ہوگا یا نہیں ظاہر ہے کہ استفاضہ اعلیٰ درجہ کی خبر صحیح ہے۔

(۱) صحت خبر کا مدار محض سماع پر نہیں بلکہ منجملہ شرائط معتبرہ اتصال بھی درکار ہے۔

(۲) اور اتصال بے ملاقات متصور نہیں۔

(۳) لہٰذا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شرط صحت بالفعل ملاقات کو قرار دیا اور امام مسلم نے امکان ملاقات کی شرط رکھی یعنی انہوں نے اس پر محمول کیا کہ راوی کی مروی عنہ سے بوجہ معاصرت ملاقات ہوئی ہوگی۔

(۴) اور جہاں راوی اور مروی عنہ کے درمیان سینکڑوں واسطے ہوں تو بدیہی ہے کہ دونوں کا اتصال نہ ہوا تو خبر متصل نہیں بلکہ منقطع ہے اور جب خبر منقطع ہے تو ہرگز بمنزلہ استفاضہ نہیں ہوسکتی اگرچہ متعدد منقطع باہم مل جائیں جب بھی وہ خبر متصل نہیں ٹھہر سکتی۔

(۵) یہاں سے ظاہر ہوا کہ شیخ مصطفیٰ رحمتی رحمۃ اللہ علیہ نے استفاضہ کی جو تعریف بایں الفاظ کی "معنى الاستفاضة ان تاتى من تلك البلدة جماعات متعددون كل منهم يخبر عن اهل تلك البلدة انهم صاموا عن روية" یہ تعریف محض اتفاقی نہیں اور بیان واقعہ

نہیں بلکہ ابتداءِ تعریف میں جملہ ”ان تــاتــی مـن تـلـک البلدۃ جماعات متعددون “تحقق استفاضہ کی شرط ہے نہ یہ کہ یہ تحقق کی من جملہ صور دیگر ایک صورت ہے کہ اتصال بے ملاقات نامتصور اور ملاقات کے لئے جماعتوں کا آنا ضرور۔

(۶) یہ ناچیز اپنے طور پر یہ خیال کرتا تھا کہ اس جگہ خبر مستفیض کی تعریف جو محدثین نے بیان کی اس کا ذکر اور یہ بحث کہ استفاضہ کے لئے چھ یا نو درکار ہوں گے اور یہ کہ بعض احوال میں چار پانچ ناکافی ہوں گے اور دس، گیارہ درکار ہوں گے تطویل بے فائدہ ہے، حضرت مصطفیٰ رحمتی رحمۃ اللہ علیہ نے استفاضہ کی جو تعریف بیان کی اس سے صاف ظاہر ہے کہ گروہ در گروہ آئیں اور ان میں سے ہر ایک یہ بیان کرے کہ فلاں شہر والوں نے چاند دیکھا، میں یہ خیال کرتا تھا بحمدہ تعالیٰ اس کی تصریح اعلیٰ حضرت کے کلام میں پائی۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت فتاویٰ رضویہ میں رقمطراز ہیں:

”بلکہ وہ استفاضہ جو شرعاً معتبر اس کے معنی یہ ہیں کہ اس شہر سے گروہ کے گروہ متعدد جماعتیں آئیں اور سب بالاتفاق یک زبان بیان کریں کہ وہاں فلاں شب چاند دیکھ کر لوگوں نے روزہ رکھا یہاں تک کہ ان کی خبر پر یقین شرعی حاصل ہو، ردالمختار میں: قال الرحمتی :معنی الاستفاضة أن تاتی جماعات متعددون کل منهم یخبر عن اهل تلک البلدة انهم صاموا عن روية لامجرد الشیوخ من غیر علم بمن اشاعه کما قد تشیع اخبار یتحدث بهاسائر اهل البلدة ولایعلم من اشاعها کما وردان فی آخر الزمان یجلس، الشیطان بین الجماعة فیتکلم بالکلمة فیتحدثون بها ویقولون لاندری من قالها فمثل هذا لاینبغی ان یسمع ان فضلا عن یثبت به حکم اه قلت وهو کلام حسن و یشیر الیه قول الذخیرة“۔ (فتاویٰ رضویہ ۴/۵۵۲،۵۵۳)

(۷) پھر یہ بھی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ تحقق کی بھی شرط ہے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

”ہمارے ائمہ نے صرف استفاضہ واشتہار کافی نہ جانا بلکہ اس کے ساتھ تحقیق ہو جانے کی قید زیادہ فرمائی علامہ عبدالغنی نابلسی ”حدیقہ ندیہ“ میں فرماتے ہیں: انــمـا خبـر التـواتـر مـن الـنـاس بـعـضـهـم بـعـضـابذالک فهو ممنوع لاستنار الکل فیه الی الظن والوهم التخمین استفاده الخبر من بـعـضـهـم لـبـعـض بحیث لو سالت کل واحدمنهم عن روایته ذالک ومعلومة لقال لم اعاینه الخ“:

[فتاویٰ رضویہ جلد۴، ص ۵۶۱،۵۶۲]

(۸) اصل حکم سے عدول کے لئے حقیقۃً تعذر اور سچی حاجت صحیحہ شرعیہ مطلوب ہے۔

(۹) کسی شہر سے دوسرے شہر میں شہادت شرعیہ کا حصول یا استفاضہ مقبولہ شرع کا تحقق نہ ہو سکے تو اس کا تعذر تعمیل اصل حکم کا تعذر کیوں کہ ٹھہرے گا اور کون سی حاجت اکمال عدت شہر سے مانع ہوگی۔

(۱۰) اور جب یہاں اصل حکم کہ تکمیل عدت شہر ہے پر عمل ممکن بلکہ لازم تو پھر کیا ضرورت کہ ٹیلی فون وغیرہ اسباب کو امور شرع میں دخیل کیا جائے اور خواہی نخواہی ٹیلی فون، موبائل، فیکس، ای میل وغیرہ کو برخلاف تصریحات فقہا معتبر مانا جائے۔

(۱۱) اس سلسلہ میں فساد صوم اور فساد عقیدہ کو معرض حاجت

میں ذکر کیا جاتا ہے صوم وعید کا حکم تحقق رویت پر ہے تو جہاں شرعی طور پر تحقق رویت نہ ہو ہرگز نہ روزہ صحیح ہوگا نہ عید کرنا حلال ہوگا بلکہ اس جگہ کے لوگوں پر مہینہ کی گنتی پوری کرنا لازم ہے اور روز شک کو خواہی نخواہی رمضان یا روز عید ٹھہرانا عید کرنا حرام۔

(۱۲) اور اس مفسدہ کا ازالہ ٹیلی فون، فیکس وغیرہ اسباب غیر معتبرہ کو دربارۂ رویت معتبر ٹھہرا کر کیوں کر متصور بلکہ یہ مفسدہ فساد صوم اس صورت میں بھی موجود اور امر غیر شرعی کو شرعی جاننا خود فساد عقیدہ ہے تو اس صورت میں بھی فساد عقیدہ نقد وقت ہے اور ائمہ مذہب کی تصریحات کو بالائے طاق رکھنا ایک گونہ غیر مقلدیت ہے اور اس سلسلہ میں مجھے معاف رکھا جائے اگر میں یہ کہوں کہ اس دروازے سے رفتہ رفتہ قیود مذہب سے کھلی آزادی اور تقلید سے بیگانگی کا کھلا اندیشہ ہے۔

(۱۳) اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے استفاضہ کی دو ہی صورتیں رقم فرمائی، ایک وہ جو رحمتی کے حوالہ سے گزری اور دوسری یہ ہے "اور ایک صورت یہ بھی متصور ہے کہ دوسرے شہر سے جماعات کثیرہ آئیں اور سب بالاتفاق بیان کریں کہ وہاں ہمارے سامنے عام لوگ اپنی آنکھ سے چاند دیکھنا بیان کرتے تھے جن کا بیان مورث یقین شرعی تھا ظاہراً اس تقدیر پر وہاں کسی ایسے حاکم شرع کا ہونا ضرور نہیں کہ رویت فی نفسہا حجت شرعیہ ہے"۔ الخ

[فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۵۵۳]

نیز اعلیٰ حضرت رقم طراز ہیں کہ:

"علماء تصریح فرماتے ہیں کہ آڑ سے جو آواز مسموع ہو اس پر احکام شرعیہ کی بنا نہیں ہو سکتی کہ آواز آواز سے مشابہ ہے۔ تبیین الحقائق امام زیلعی پھر فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے "لو سمع من وراء الحجاب لا یسعہ ان یشھد لاحتمال ان یکون غیرہ اذ النغمۃ تشبہ النغمۃ"۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۵۲۷]

(۱۴) سوال یہ ہے کہ جب استفاضہ متعدد ٹیلی فون کال اور متعدد فیکس وغیرہ سے موصول ہونے کی صورت میں متصور تھا تو اعلیٰ حضرت نے استفاضہ کے بیان میں یہ صورت کیوں نہ لکھی اور جب ٹیلی فون کی خبر کو غیر معتبر ٹھہرایا تو متعدد فونوں کے موصول ہونے کا استثناء فرما کر اسے استفاضہ کیوں نہ قرار دیا۔

(۱۵) یاد رہے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

"استفاضہ یعنی جس اسلامی شہر میں حاکم شرع قاضی اسلام ہو کہ احکام ہلال اسی کے یہاں سے صادر ہوتے ہیں اور خود عالم اور ان کے احکام میں علم پر عامل وقائم یا کسی عالم دین محقق معتمد پر اعتماد کا ملتزم وملازم ہے یا جہاں قاضی شرع نہیں تو مفتی اسلام مرجع عوام ومتبع الاحکام ہو کہ احکام روزہ وعیدین اسی کے فتویٰ سے نفاذ پاتے ہیں اور عوام کالانعام بطور خود عید ورمضان نہیں ٹھہرا لیتے وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب یک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں فلاں دن بربنائے رویت روزہ یا عید کی گئی"۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۴/ ص ۵۵۲]

اقول: استفاضہ کی جو مندرجہ بالا پہلی صورت اعلیٰ حضرت نے ذکر فرمائی اور اس میں قاضی ومفتی میں جو قیدیں ملحوظ رکھیں ان کے پیش نظر استفاضہ شرعیہ کی پہلی صورت پر بھی رویت ثابت نہ ہوگی بلکہ نظر بحال زمانہ اطمینان کافی مطلوب ہوگا اور خصوصاً جب کہ کسی خاص جگہ کے قاضی ومفتی کے بارے میں معلوم کہ وہ پابند احکام

شرع نہیں۔

اب یہ جو کہا جاتا ہے کہ ”خبر رسانی کے جدید ذرائع مثلاً ٹیلیفون، موبائل، فیکس ای میل سے استفاضہ کا تحقق ہو سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ ان ذرائع کو ممکن حد تک ناخدا ترسوں کے دھوکہ، فریب اور جھوٹ کے اندیشہ سے محفوظ رکھا جائے ورنہ ان کے ذریعہ موصول ہونے والی خبروں کی حیثیت بازاری افواہ کی ہوگی نہ کہ استفاضہ کی۔ اچھا ہوتا کہ پہلے وہ سارے اندیشے دفع فرما دیتے اور ان ذرائع کا محفوظ ہونا ثابت و آشکار کر دیتے پھر اس پر سب سے اتفاق کروالیتے اور جب یہ مسئلہ اجماعی ہو جاتا تو اس پر مناط اجماع منطبق کرتے۔

ثالثا: ان ذرائع کو محفوظ بنانے کی یہ تجویز کہ جو لوگ ٹیلیفون، موبائل فون، فیکس یا ای میل کے ذریعہ چاند ہونے کی خبر دیں انہیں قاضی شریعت یا اس کے سامنے اس کا معتمد فون کر کے یہ تصدیق حاصل کرے کہ فون، فیکس، موبائل، ای میل کے ذریعہ انہوں نے ہی اطلاع دی ہے۔

اس پر معروض ہے کہ یہ تدبیر کیوں کر کارگر ہوگی؟ جو اندیشہ پہلے تھا وہ اب بھی ہے محض معتمد سے گفتگو کر لینے سے اندیشہ کا ازالہ کیوں کر ہو گیا؟ نیز فیکس، ای میل وغیرہ کی خبروں کو بوجہ کثرت بمنزلہ استفاضہ ماننا صراحۃً اعلیٰ حضرت کے ارشاد کے خلاف ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”مگر یہ کہنا ہرگز صحیح نہیں کہ خبر تار یا خط بدرجۂ کثرت پہنچ جائے تو اس پر عمل ہو سکتا ہے اسے استفاضہ میں داخل سمجھنا صریح غلط“۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۵۵۸]

رابعا: اگر تسلیم کر لیا جائے کہ ایک گونہ اعتماد ہو گیا اور کسی حد تک ازالہ ہو گیا تو اب استفاضہ کا تحقق نامتصور بلکہ صاف ظاہر ہے کہ جس کو استفاضہ سمجھا جا رہا ہے اس کا منتہیٰ اور مدار ایک پر ہے تو یہ استفاضہ ہوگا یا خبر واحد وہ بھی غیر متصل۔ ممکن ہے کہ بعض اذہان میں یہ بات ابھرے کہ ہمیں تو یقین ہو گیا اس کا جواب اعلیٰ حضرت سے سنتے چلیے:

”اور یہ زعم کہ ہم کو تو یقین ہو گیا صحیح نہیں، یقین وہ ہے جو حجت شرعیہ سے ناشی ہو، یوں تو ایک جماعت ثقات عدول کی وقعت ان چند مجہولوں یا ساقطوں یا تار و خطوط کی اوہام وضوابط سے کیا کم تھی، انصاف کیجیے تو بدرجہا زائد تھے پھر کیوں علمائے دین نے اس کی بے اعتنائی کی تصریح فرمائی“۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۴/ص ۵۶۲]

خامسا: ثقہ علماء قاضی اور شہر کے دو تین صالحین کو فون کر کے جو تصدیق حاصل کی جائے گی اس میں بھی وہی احتمال و اندیشہ رہے گا کہ آواز آواز کے مشابہ ہوتی ہے اور مقام مقام احتیاط ہے جس میں نادر شبہ کا بھی اعتبار ہے، خود مقالہ نگار نے جا بجا اندیشوں کا ذکر کیا اور نادر وغیر نادر کی کوئی تفصیل نہ کی، پھر فون پر اس امر کی تصدیق کیسے ہو سکے گی کہ اس نے اپنی آنکھوں سے چاند دیکھا۔ یہ امر باب شہادات سے ہے اس میں محض خبر وہ بھی سینکڑوں پردوں کے پیچھے سے کیوں کر مسموع ہوگی، پھر بات وہی ہے کہ اس صورت میں منتہیٰ ایک۔ تو استفاضہ کیسے ہوگا؟ اور بذریعہ ای میل قاضی کی اصل تحریر پہنچنا کیسے متصور؟ یہی حال فیکس کا بھی ہے پھر ای میل میں اس نادر شبہ کا لحاظ کیا کہ سرور (کمپیوٹر کی ایک مشین کا مالک) جعل سازی کر سکتا ہے۔ یہ بات اس دعویٰ میں ہماری مؤید ہے کہ مقام احتیاط میں نادر کا اعتبار ہوتا ہے، پھر اس کی

تصدیق کے لئے وہی مشتبہ ذریعہ بتایا کہ جس قاضی نے اسے وصول کیا وہ ٹیلیفون یا موبائل کے ذریعہ پیغام رساں وغیرہ سے تصدیق حاصل کرے اور انجانوں کے بارے میں تصدیق کیسے ہوگی کہ وہابی، دیوبندی نہیں۔ اور بیانات کی چھان بین اور فریب کا ازالہ کیسے ہوگا؟

یہاں سے ظاہر کہ مذکورہ طریقے اور اس کے علاوہ دوسرے جن میں مدار ٹیلیفون، موبائل، ای میل، فیکس پر ہے وہ خود مستقل طور پر قابل اعتبار نہیں بلکہ محتاج تصدیق ہیں اور ان کی تصدیق ٹیلیفون یا موبائل سے نہیں ہوسکتی کہ اندیشے سے خالی نہیں اور مشتبہ مشتبہ کا مصدق نہیں ہوسکتا اور فیکس، ای میل اگر چہ دس، گیارہ ہو جائیں، یوں ہی فون اگر چہ متعدد ہوں بمنزلہ استفاضہ نہیں ہوسکتے۔(عکس خطبہ صدارت مع حکم رویت ہلال ص ۱تا۴)

آئل پینٹ کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آئل پینٹ جس میں اسپرٹ کی آمیزش بتائی جاتی ہے اسے مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

جواب: اگر شرعی طور پر یہ ثابت ہو کہ اس ڈبہ میں اسپرٹ کی آمیزش ہے تو اس کا استعمال مطلقاً حرام کہ یہ نجس ہے اور مسجد میں اسے داخل کرنا بھی حرام۔ چہ جائیکہ اس سے در و دیوار مسجد کو آلودہ کرنا در مختار میں ہے کہ تحریما ادخال نجاسته ۔فیه وعلیه فلا یجوز الاستصباح بدهن نجس فیه ولا تطیینه بنجس ۔ردالمحتار میں ہندیہ سے ہے یکره ان یطین المسجد بطین قد بل بماء نجس۔

مگر ان اشیاء کے استعمال میں ابتلائے عام ہے اور ثبوت شرعی مفقود اور اصل طہارت متیقن اور نجاست محتمل وموہوم لہٰذا فتویٰ جواز پر اور بچنا بہتر ہے۔

(ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف ص۱۲-۱۳، ستمبر ۲۰۰۱ء)

ہندستانی بینکوں سے سودی قرض لینا

حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم بینک سے زائد رقم دینے کی شرط پر قرض لینے سے متعلق رقمطراز ہیں۔

کفار زمانہ حربی ہیں ان سے سلوک انہیں نفع پہنچانا بلاضرورت شرعیہ حرام ہے قال تعالیٰ انما ینهکم الله عن الذین قاتلوکم فی الدین الایة ۔لہٰذا یہ معاملات بے ضرورت حرام ہوتا ہے مگر چونکہ اس میں مسلمانوں کو نفع کثیر ہے اور بینک کو نفع قلیل لہٰذا اجازت ہے۔

(ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف، ص۱۲/ جولائی، اگست ۲۰۰۲ء)

اور ایک مقام پر مزید تفصیل کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

سود قطعی حرام ہے مسلم یا کافر کسی سے سود کا معاملہ سے جائز نہیں مگر سود کے تحقق کے لئے شرائط ہیں جب وہ پائیں گے سود متحقق ہوگا ورنہ نہیں از اں جملہ عصمت بدلین ہے لہٰذا اگر ایک طرف مال معصوم ہو اور دوسری طرف سال غیر معصوم ہو تو سود نہ ہوگا "ردالمحتار" میں ہے: قال فی الشی فبلا یسته ومن شرائط الربا عصمة البدلین وکونهما مضمونین بالاتلاف فعصمته احدهما وعدم تقونه لایمنع فشراء الایسرأ والتاجر مال الحربی والمسلم الذی لم یهاجر بجنسه متفا ضلا جائز "اور یہ شرط فقہا کے نزدیک متفق علیہ ہے اسی لئے علامہ شامی نے اسے بے ذکر خلاف ذکر کیا اور فتح القدیر سے اس کا خلاف مفہوم نہیں ہوتا پھر یہ شرط نص "لاربا بین المسلم والحربی" میں جس طرح کی علت کا فائدہ دیتی ہے اسی طرح

اس کے صریح مفہوم کے مطابق ہے کہ لانفی جنس کے لئے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مسلم وحربی کے درمیان زیادتی کا لین دین سود نہیں۔ہاں مسلم کو زیادتی ملے تو جائز ہے اور مسلم کو زیادتی دینا اور حربی وہ زیادتی مسلم سے لے تو یہ بھی اگر چہ سود نہیں لیکن مسلمان کو جائز نہیں کہ بلاضرورت اور سچی مجبوری وحاجت صحیحہ شرعیہ کے بغیر حربی کو زیادہ دے کر نفع پہنچائے قال تعالیٰ: انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین (الآیۃ) یہی مفاد فتح القدیر اور سیر کبیر کی عبارات اور مثال مذکور در عبارت شامی کا ہے ان عبارتوں میں یہ نہیں کہ حربی کو زیادتی دیتا رہا ہے۔

البتہ اس صورت میں جب کہ زیادتی مسلم سے حربی کو ملے ان عبارتوں میں حلت ربا وقمار کی تصریح کی ہے اس صورت میں ان سے ربا قمار حلال ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اس صورت میں اصلاً ربا قمار نہیں بلکہ مال طیب وحلال ہے اور عقد جائز وصحیح ہے تو قطعاً یہاں ربا وقمار محض نام کو بولا ہے اور حقیقت ربا کی نفی فرمائی ہے اور زیادتی جب حربی کو مسلمان سے ملے اس صورت میں ربا کا لفظ ان عبارتوں میں نہیں ہاں اسے ناجائز فرمایا ہے اور ناجائز ہونا صورت ربا میں کچھ منحصر نہیں حربی کو نفع پہنچانا حرام ہے اگر چہ سود متحقق نہ ہو۔

بالفرض یہاں بصورت دیگر لفظ ربا بولا جاتا ضرور صورت ربا اور نام ربا پر محمول ہوتا اس لئے کہ شرط ربا سب کے نزدیک مفقود اور لانفی جنس کا صریح مفاد جانبین میں عدم تحقق ربا ہے جیسا کہ گزرا اور یہ مطلب ٹھہرانا کہ کافر کو زیادتی دی جائے تو سود ہے مفہوم صریح نص کے خلاف اور اس میں وہ قید لگانا ہے جس کا لفظ محتمل نہیں لہٰذا یہ قید جب تک روایت میں ثابت نہ ہو ہمیں مجال نہیں کہ ثابت کریں ہاں بنام ربا عقد کی حلت ضرور اس صورت کے ساتھ خاص ہے جب کہ زیادتی مسلم کو نہ ملے ورنہ حلال نہیں فتح القدیر میں اسی ابہام کو دفع فرمایا اور اسی جانب متنبہ فرمایا۔

اس مختصر تقریر کے بعد جواب صورت مسئولہ ظاہر اور وہ یہ کہ شرعی ضرورت یا حاجت خواہ دینی یا شخصی (دینوی) اگر متحقق ہو تو بینک وغیرہ یا انفرادی طور پر کسی کافر سے ایسا قرض لینا جائز ہے اشباہ وغیرہ میں ہے "الضرورات تبیح المحضورات" نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: ماجعل علیکم فی الدین من حرج (الآیۃ) اور جو زیادتی انہیں دینی پڑے وہ سود نہیں اور ضرورت شرعیہ اور حاجت صحیحہ جس میں حرج شدید لاحق ہو یا اس کے بغیر چارہ نہ ہو معلوم محسوس ہے محض کاروبار بڑھانا کوئی شرعی ضرورت ہے نہ حاجت یونہی بہت سی غیر شرعی ضرورتیں اور غیر شرعی امور ناقابل اعتبار ہے اور دفع ذلت وطعن اور سرخروئی چاہنا کوئی شرعی حاجت نہیں۔حدیث شریف میں ہے"فضوح الدنیا اھون من فضوح الآخرۃ" "دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوئی سے ہلکی ہے۔ایسی نام کی ضرورتوں میں جن کے بغیر چارہ ہو ان سے قرض لینا اور انہیں زیادہ دینا حرام ہے کہ حربی کافر کو فائدہ پہنچانا ہے جو شرعاً ممنوع ہے۔(فتاویٰ مرکزی دارالافتاء بریلی شریف ۳ تا ۳۳)

ان تمام شواہد نظائر کے مطالعہ سے یہ امر مثل آفتاب روشن ہو جاتا ہے کہ حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتھم العالیہ کا فقہی تبحر اور استحضار عصر حاضر میں مثالی ہے۔

آپ کے ان اوصاف وکمالات کو حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی نگاہ کرامت نے پہلے ہی دیکھ لیا تھا اور آپ پر اپنے اعتماد کا اظہار فرمادیا تھا چنانچہ جناب ڈاکٹر حافظ شیر زماں مصطفوی صاحب اسمٰعیل پور نے حضور مفتی اعظم ہند کے ایک واقعہ کی تفصیل بتاتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ

صبح فتویٰ کا کام تھا ناشتہ کے وقت حضرت کی خدمت میں پیش کیا مولانا عبدالصمد صاحب کانپور مولانا فضل الرحمٰن صاحب فتح پوری راز الٰہ آبادی وغیرہ بھی موجود تھے حضرت نے فرمایا

آپ لوگ یہ کام مولوی اختر میاں سے لیں مجھے ان پر اعتماد ہے مولانا عبدالصمد صاحب نے فرمایا! حضور حج کو تشریف لے جانے والے ہیں منصب کون دیکھے گا۔

جواب عطا ہوا

میں نے کہا مجھے مولوی اختر پر اعتماد ہے۔

(ماہنامہ سنی دنیا ص ۵۶ مارچ ۱۹۸۸)

جماعت اہلسنت کے عظیم فقیہ اور مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی صاحب مدظلہ العالی آپ کے تعلق سے یوں اظہار حقیقت فرمارہے ہیں۔

خانوادۂ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کے گلستان میں حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری دامت فیوضہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں ہے، موصوف حضرت مفسر اعظم مولانا مولوی محمد ابراہیم رضا خاں نوراللہ مضجعہ کے لخت جگر اور حضور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں نوراللہ مرقدہٗ کے نور دیدہ اور حضور سیدی الکریم مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں قدس اللہ سرہ العزیز کے نور نظر ہیں۔

بایں طور پر آپ ان کے اندر ان عظیم و فخیم نسبتوں کے لحاظ سے اوصاف حمیدہ واخلاق کریمانہ کی جھلک جھلک رہی ہے اور سب ہی حضرات گرامی کے کمالات علمی و عملی سے آپ کو گراں قدر حصہ ملا ہے۔

فہم وذکاء قوت حافظہ واتقان اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ سے جودت طبع ومہارت تامہ (عربی ادب) حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ سے فقہ میں تبحر واصابت حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ سے قوت خطابت وبیان پدر بزرگوار حضرت جیلانی میاں قدس سرہ سے گویا مذکورہ الصدر ارواح اربعہ سے وہ تمام کمالات علمی وعملی آپ کو وراثۃً حاصل ہوگئے ہیں جس کی رہبر شریعت وطریقت کو ضرورت ہوتی ہے۔

(شرح حدیث نیت ص ۴)

مضمون کے اختتام پر جماعت اہلسنت کے مشہور عالم حضرت مولانا مفتی عبدالمنان کلیمی صاحب کے ایک مکتوب کا اقتباس ہدیہ ناظرین کرتا ہوں جس سے ہمارے برصغیر میں حضرت تاج الشریعہ کے مقام ومرتبہ کا کچھ سراغ مل جائے گا محترم کلیمی صاحب رقم طراز ہیں:

حضور تاج الشریعہ کے فتاویٰ اور فقہی تحقیقات آج اکابر علمائے ہندو پاکستان کے نزدیک ناقابل انکار اور ایک مسلم الثبوت حقیقت ہے موصوف کے تحقیقی جواہر پاروں میں موضوع سے متعلق دلائل کی کثرت شکوک وشبہات کا ناقابل تردید حل اور اعتراضات کا شافی جواب بدرجہ اتم ہمیں ملتے ہیں۔

جب ہم تاج الشریعہ جانشین سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ کی فقہی کاوش اور وقیع فتاویٰ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم اس نتیجہ تک پہنچے بغیر نہیں رہتے کہ موصوف کی نوک قلم پر سرکار اعلیٰ حضرت کا علمی فیضان ہے اور موصوف خاندانی وجاہت اعلیٰ حضرت کی اہم ترین علمی اور عملی یادگار اور مکمل مظہر اعلیٰ حضرت ہیں۔

راقم السطور نے تو بہت سارے اہل علم اور محققانہ قلم رکھنے والے مفتیان کرام سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ تحقیقات علمی اور فقہ وافتاء کے میدان میں بھی تاج الشریعہ سرکار اعلیٰ حضرت کے سراپا جانشین ہیں۔

(ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف ص ۲۸ تا ۳۰ جنوری ۱۹۸۶)

فقیر راقم الحروف اپنے مشاہدہ اور علم کی حد تک یہ تحریر کررہا ہے کہ آج عالم اسلام میں جس ذات کو فقہ وفتاویٰ کی دنیا میں نہایت باوقار اور معتبر ومستند جانا جاتا ہے وہ حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم ہیں رب قدیر آپ کا سایہ کرم دنیائے سنیت پر تادیر قائم رکھے آمین

کا فتویٰ نسبندی

مولانا منور حسین رضوی علیمی ،مدرس مدرسہ حسینیہ غوثیہ۔ ٹیا برج۔ کولکاتا

۷۷-۱۹۷۶ء بالخصوص مسلمانان ہند کے لئے تاریکی دور رہا۔ یہ ایمرجنسی کا زمانہ تھا کانگریس پارٹی کی جابر وظالم لیڈر اندرا گاندھی ہندستان کی حکمراں تھی۔ مسلمان ظلم واستبداد کی چکی میں پسے جارہے تھے۔ علماء کرام کو سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا گیا اور ستم بالائے ستم ہندستانی معیشت کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے نسل کشی کا قانون نافذ کردیا گیا۔ مسلمانوں میں اضطرابی کیفیت پیدا ہوگئی چونکہ حکومت کی طرف سے یہ قانون تھا اس لئے اس عظیم طوفان میں بڑے بڑے جبہ ودستار والے کے قدم ڈگمگائے اور اس تیز وتند آندھی میں علماء دیوبند بھی ثابت قدم نہ رہ سکے اور مارے ڈر کے حکومت وقت کے سامنے سپر انداز ہوگئے اور حکومت کی حمایت میں نسبندی کے جواز میں مولوی قاسم نانوتوی کا پوتا مولوی قاری طیب قاسمی سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند نے علماء دیوبند کی تصدیقات کے ساتھ فتویٰ جاری کردیا۔

لیکن واہ رے امام احمد رضا کا راج دلارا اور سنیوں کی آنکھوں کا تارا سرکار سیدنا حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمہ (متوفی ۱۴۰۱ھ) نے بلاخوف لومۃ لائم پاسبان شریعت بن کر اسلامی قانون کی حمایت میں فتویٰ صادر فرمادیا کہ نسبندی حرام ہے، اس فتویٰ کو اخبارات میں بھیجا گیا لیکن حکومت کے ڈر سے اخبارات نے شائع نہیں کیا بالآخر آپ نے سائکلو اسٹائل کے ذریعہ اپنے اس فتویٰ کو مختلف شہروں میں شائع کرایا۔

اس وقت کے حالات کی عکاسی کرتے ہوئے حضرت علامہ مفتی سید شاہد علی رضوی صاحب قبلہ (رامپور) رقم طراز ہیں۔

''۷۷/۱۹۷۶ء کا دور اسلامیان ہند کے لئے ایک بھیانک طوفان کا دور تھا۔ حکومت نے نسبندی کے جواز کے لئے مفتیان کو ترغیب وترتیب سے مائل کرنے کی مہم شروع کی، کانگریسی مفتیان نے اس کے جواز کا فتویٰ جاری کردیا۔ ریڈیو اور اخبارات کے ذریعہ ان فتاویٰ کی خوب تشہیر کی۔ ہندستان کا مسلمان اب ایسے نازک موڑ پر آچکا تھا جہاں ہر طرف تاریکی ہی تاریکی تھی۔ پوری قوم ایسے میر کارواں کی تلاش میں تھی جو اسے سہارا دے، ایمان واعتقاد کی اجڑتی ہوئی کھیتی کو لالہ وزار بنادے۔ اس حال میں پاسبان ناموس رسالت، ملت اسلامیہ کے عظیم مجاہد، تاجدار اہلسنت حضرت مفتی اعظم اپنے علمی وروحانی وقار سے جابر حاکم کے سامنے کلمۂ حق کہتے کھڑے ہوئے آپ نے بے باکی اور حق گوئی سے کام لیتے ہوئے فتویٰ جاری کیا۔

"نسبندی حرام ہے، نسبندی حرام ہے"

چونکہ ذرائع ابلاغ پر حکومت کے آہنی پنجوں کا مضبوط قلعہ تھا۔ ان کو اشاعت کا ذریعہ بنانا ممکن نہ تھا۔ آپ نے حکومت کے خلاف فتویٰ عدم جواز نسبندی کو سائیکلو اسٹائل کرا کے ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیلا دیا۔ اندیشہ، سود و زیاں سے بے نیاز ہو کر حضرت مفتی اعظم کا جرأت مندانہ اقدام "دین مصطفیٰ" کی حفاظت کا ذریعہ بن گیا اور ظالم و جابر حاکم ایمرجنسی کے دور میں آپ کے فتویٰ کے مقابل بے بس ہو کر رہ گیا۔ نسبندی کے خلاف فتویٰ جاری کرنے اور اسے شائع کرنے کی بناء پر ضلع کلکٹر نے مسلح فورس کے ساتھ حضرت مفتی اعظم کی محبوسی کے لیے سخت ہدایات جاری کر دیں، لیکن ایک صوبائی وزیر اور سابق اسپیکر نے مرکزی حکومت سے رابطہ قائم کر کے صورت حال سے آگاہ کیا اور کہا کہ اگر حضرت مفتی اعظم کو گرفتار کیا گیا تو پورے ملک میں بے چینی اور تشدد کے واقعات رونما ہوں گے۔ دیگر ذرائع نے بھی یہی خبر دی کہ حضرت مفتی اعظم کی گرفتاری سے حالات مزید ابتر ہو جائیں گے اس لئے کہ وہ کسی حال میں بھی اپنا فتویٰ واپس نہیں لیں گے۔ اس پر مرکزی حکومت نے مداخلت کی اور انتظامیہ کو ہدایت کی کہ گرفتاری کے احکام ختم کر دیے جائیں کچھ دنوں کے بعد حکومت خود بخود ختم ہو گئی۔

(مفتی اعظم اور ان کے خلفاء جلد اول ص ۹۱)

۷/ ستمبر ۱۹۷۶ء کو نسبندی کے تعلق سے ایک تفصیلی فتویٰ سیدنا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے حکم پر حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری مدظلہ العالی نے اس کے عدم جواز پر قرآن و احادیث کی روشنی میں تحریر فرمایا تھا جس سے حضور تاج الشریعہ کی فقہی بصیرت اور قرآن و احادیث پر دسترس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اس کو من وعن نظر قارئین کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

(واضح رہے کہ اس فتوی کی نقل کاپی حضرت علامہ عبدالمبین نعمانی مدظلہ العالی کے توسط سے ملی ہے میں ان کا شکر گزار ہوں)

سوال: کیا اسلام کے نزدیک نسبندی حرام ہے؟

الجواب: بعون الملک الوھاب نسبندی شرعاً حرام ہے۔ اور یہ ایسی حرام بین ہے کہ جس کی حرمت میں عالم تو عالم کسی جاہل غبی کو بھی ادنیٰ شک نہیں اولاً کون نہیں جانتا کہ بلا ضرورت شرعیہ ننگا ہونا حرام ہے اور بے حیائی کا کام ہے اور اس امر کی قباحت نہ صرف اسلام میں بلکہ دیگر مذاہب میں بھی ثابت و متقرر ہے پھر اس پر آدمی کا دوسرے کے عضو غلیظ کو چھونا قباحت بالائے قباحت ہے۔ ثانیاً یہ تغییر خلق اللہ ہے اور تغییر خلق اللہ شرعاً حرام ہے اور شیطانی کام ہے اور شیطان نے خدا سے یہی کہا تھا کہ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خلق الله الاية۔ یعنی میں لوگوں سے کہوں گا تو وہ چوپایوں کے کان کاٹیں گے اور خدا کی بنائی ہوئی چیز کو بدل ڈالیں گے۔ اس آیت کریمہ سے تغییر خلق اللہ کا ہر فرد ناجائز و ممنوع ہو گیا۔ مگر وہ جس پر شرعا دلیل قائم ہو وہ اس دلیل شرعی سے جائز ہو گا مثلاً ختنہ کرنا شرعاً مطلوب ہے لہذا نسبندی کو ختنہ پر قیاس کرنا جائز نہیں۔ بایں وجہ کہ وہ دلیل شرعی سے جائز ہوا۔ ایسی ہی دلیل اس کے لئے مطلوب جو اس کو تغییر خلق اللہ کے عموم سے خاص کر کے نکال دے اور وہ یہاں مفقود ہے پھر یہ کہ ختنہ اصلاً تغییر خلق اللہ ہے ہی نہیں کہ جب وہ شرعاً مطلوب ہے تو معلوم ہوا کہ اس کھال کو رب العزت نے کٹنے کے ہی لئے پیدا فرمایا اور پھر اس کے کاٹنے میں فائدہ نظافت عضو ہے اور نظافت شرعاً و عرفاً محمود و مقصود ہے تو معلوم ہوا کہ تغییر خلق اللہ ایسے جز و بدن کو کاٹنا ہے جس کا شرع مطہر نے حکم نہ فرمایا۔ نہ اس کے کاٹنے میں فائدہ ہو نہ ضرورت کاٹنے کی شرعیہ ہو۔ اور نسبندی کا یہی حال ہے

کہ اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ قطع رگ سے ضرر ہے جو معلوم محسوس ہے نہ شرع مطہر نے اس کا حکم دیا ہے نہ ضرورت شرعیہ ہے بالجملہ اسے ختنہ پر قیاس کرنا باطل یونہی یہ امر بھی اس کی دلیل جواز نہیں بن سکتا کہ فقہا نے عورت کو بہ ضرورت شرعیہ اپنے رحم کا منہ بند کرنے کی اجازت دے دی ہے اور وہ بھی بہ طور بحث فرمایا ہے جس سے ظاہر کہ مذہب حنفی کی اس باب میں کوئی روایت نہیں بس بعض فقہا کی ایک بحث ہے تو اگر اسے اجازت مان لیں تو وہ بربنائے ضرورت ہے اور یہاں ضرورت نہیں اور فقر و فاقہ کا خوف موہوم ہرگز ضرورت شرعیہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لاتقتلوا اولادکم خشیۃ املاق الأیۃ فاقہ کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو بلکہ فقر حاضر بھی ضرورت شرعیہ اور جواز اس فعل کی نہیں بن سکتا قال تعالیٰ: لاتقتلوا اولادکم من املاق الأیۃ۔ فقر کی وجہ سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ بچے جننے والی عورت سے شادی کرنے کا حکم فرمایا حدیث میں ہے۔ شوہر سے محبت کرنے والی زیادہ بچے جننے والی سے نکاح کرو کہ میں کل تمہاری کثرت سے اگلی امتوں پر غالب آؤں۔ یہاں سے ظاہر ہوا کہ یہ مقصد شرع کے مخالف ہے پھر سد فم رحم بغیر دوسرے مرد کے سامنے ننگے ہوئے خود یا شوہر کے ذریعہ بھی ممکن اور نسبندی بغیر ننگے ہوئے ناممکن ظاہر کہ اس پر بھی قیاس کرنا باطل ہے وللہ الحمد اور از انجا کہ ضرورت شرعیہ جس کے بغیر چارہ نہ ہو اور جو بہ ضرورت مباح ہوگا اسی ضرورت کے بقدر مباح ہوگا اس سے آگے نہیں الاشباہ والنظائر میں فرمایا و ما ابیح للضرورۃ تیقدر بقدرھا اس کا مقتضی یہ ہے کہ سد فم رحم اسی صورت میں جائز ہو کہ عزل وغیرہ ادویہ فرزچہ کی تدبیر نہ بنے اور نیز یہ کہ اتنی ہی دیر تک اس کی اجازت ہو جب تک ضرورت قائم ہو یہاں سے ظاہر ہوا کہ سد فم رحم وغیرہ تدابیر عارضی ہیں نہ کہ دوامی اور نسبندی منع

حمل کی دائمی تدبیر ہے اور ہماری شرع مطہر میں ایسی تدبیر کی ہرگز اجازت نہیں جس کا انجام تعقیم اور ہمیشہ کے لئے پیدائش نسل کا رک جانا ہو اسی لئے حدیث میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاخصاء فی الاسلام اسلام میں خصی ہونا جائز نہیں۔ اس سے یہ سمجھنا کہ حدیث میں صرف خصیوں کو نکالنے سے ممانعت فرمائی گئی ہے۔ قصور فہم ہوگا ہرگز ایسا نہیں بلکہ وہی ہے جو ہم نے کہا کہ تعقیم ہماری شریعت مطہرہ میں امر ممنوع و مذموم ہے اور یہ قباحت جس طرح خصی ہونے میں ہے اس طرح نسبندی میں بھی موجود ہے تو نسبندی حرمت میں خصاء کی بلاشبہ نظیر ہے اس پر یہ معاوضہ کرنا کہ نسبندی خصاء نہیں ہے۔ خصیے کاٹ دیئے جاتے ہیں اور اس میں ایسا نہیں ہوتا جہالت بے مزہ ہے اس کا مدعی ہی کون ہے۔ یہ بعینہٖ خصاء ہے۔ مزید براں بعض ڈاکٹروں کے بیان سے معلوم ہوا ہے کہ اس میں خصیے کے اندر کی رگوں کو کاٹ کر باندھ دیا جاتا ہے تو یہ اس بنا پر حسًا خصا ہے اس لئے کہ یہ باعتبار مصداق کے کل خصیے کو یا اس کے کسی جزو کو کاٹنے میں تفاوت نہیں ہے۔ خصیہ بریدن دونوں صورتوں پر صادق ہے یہ اور بات ہے کہ اس کا نام نسبندی خواہ کچھ اور رکھا جائے اور اس فعل کو عزل پر قیاس کرنا محض باطل ہے۔ اولاً عزل اپنی منکوحہ سے جائز ہے اس میں شرعاً و عقلاً کوئی بے حیائی نہیں اور نسبندی بے حیائیوں کا ارتکاب واللہ لا یامر بالفحشاء ثانیاً عزل بے ضرر ہے اور اس میں ضرر ہے تو اگر ضرورت بھی ہو تو جائز و بے ضرر طریقہ موجود ہوتے ہوئے ایک حرام و مضر طریقے کی شرعاً اجازت نہیں ہو سکتی۔ ثالثاً عزل عارضی تدبیر ہے اور یہ تعقیم ہے جو دائمی ہے اور یہ شرعاً حرام ہے۔ رابعاً عزل کو بھی حدیث میں ناپسند فرمایا گیا ہے اور اس کے متعلق ارشاد ہوا ذلک الوأد الخفی یہ خفیہ طور پر اولاد کشی ہے گو اس میں ناپسندیدگی اس طریقہ مروجہ سے کم ہے تو جب عزل ہی کو شرع

مطہر نے ناپسند فرمایا اور اسے ذلک الوٴ الخفی کہہ کر مقصد شرع جو نکاح کے ذریعہ افزائش نسل ہے اور اسی لئے شرع مطہر نے نکاح کی ترغیب فرمائی اور اس سے بیزاری پر وعید سنائی کہ النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی کہ نکاح میری سنت ہے تو جو میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں اور اسی لئے عیسائیوں کی رہبانیت کو جو تجرد کی زندگی سے عبارت تھی۔ لا رھبانیۃ فی الاسلام کہہ کر باطل فرمایا تو یہ عمل عزل کی اگر نظیر ہے تو ناپسندیدگی اور منافات مقصد شرع میں ہے بلکہ اس سے کئی گنا زائد ہے۔

یہاں ہم یہ بھی بتاتے چلیں کہ بعض کتابچوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ فقہا نے بہ ضرورت ۱۲۰ دن کا حمل گرانے کی اجازت دی ہے تو وہ بہتان ہے فقہانے بہ ضرورت حمل گرانے کی اجازت دی ہے جب کہ وہ ۱۲۰ دن کا نہ ہوا اور بلا ضرورت شرعیہ یہ بھی ناجائز فرمایا اور ۱۲۰ دن کی مدت کا حمل گرانے کو مطلقاً حرام فرمایا اور یہ تصریح فرمائی کہ اس صورت میں عورت پر قتل ولد کا گناہ ہوگا۔ اور عورت پر دیت لازم آئے گی۔ درمختار میں منظومہ وھبانیہ سے ہے ویکرہ ان تسقی لاسقاط حملھا وجاز لعذر حیث لا یتصور وان اسقطت میتا ففی السقط غرۃ لوالدہ من عاقل الامر تحضر۔ ردالمحتار میں ہے وفی الذخیرۃ وارادت القاء الماء بعد وصولہ الی الرحمہ قالو ان مضت مدۃ ینفخ فیہ الروح لایباح لھا رقبلہ اختلف المشائخ فیہ والنفخ مقدر بمائۃ وعشرین یوماً بالحدیث ام قال فی الخانیۃ ولا اقول بہ نعمان المحرم بیض الصیدلانہ اصل الصید فلا اقل من ان یلحقھا اثم وھذا لوبلاعذرہ

بالجملہ نسبندی کی مذہب اسلام میں کوئی وجہ جواز نہیں دیگر طریقے شخصی طور پر بہ ضرورت وبہ قدر ضرورت جائز ہیں مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے رب کریم پر توکل کریں کہ اس نے اپنے ذمہ کرم پر ہر جاندار کا رزق لیا ہے اور اس فعل سے بچیں۔ ہم حکومت ہند سے یہی کہیں گے کہ وہ مسلمانوں کے مسئلہ شرعیہ کا احترام کرے اور انہیں مجبور نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وصل للہ تعالیٰ علی سیدنا محمد والہ وصحبہ وبارک وسلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

نسبندی کے جواز پر جو کچھ اساسی دلائل ہیں اس مختصر فتویٰ میں حضرت علامہ ازہری صاحب نے ان سب کا بہت ہی منع جواب مرحمت فرمادیا اور نسبندی کے عدم جواز پر جو کچھ ٹھوس دلیلیں تھیں قائم کردی ہیں۔ فالحمدللہ علی ذالک ونفع اللہ بہ المومنین واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

ضیاء المصطفیٰ قادری

صح الجواب، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

ریاض احمد سیوانی، دارالافتاء منظر اسلام، بریلی شریف

الجواب الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہٗ

الجواب صحیح

قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

دارالعلوم منظر اسلام۔ بریلی شریف

☆☆☆

آٹھواں باب

تاج الشریعہ

اور علم حدیث

مفتی محمد عیسیٰ رضوی، گرسہائے گنج، قنوج (یوپی) ☆09956027182

شیخ العلماء زبدۃ العرفاء نبیرۂ اعلیٰ حضرت تاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان صاحب ازہری مدظلہ العالی جانشین شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند مولانا الشاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب نوری علیہ الرحمہ گونا گوں اوصاف وخصائل کے حامل ہونے کی وجہ سے محتاج تعارف نہیں۔ ہندوپاک، افریقہ، امریکہ، ہالینڈ، لندن وغیرہ بلاد یورپ وایشیا میں ان کی شخصیت مشہور ومتعارف ہے۔ دنیا بھر میں ان کا عرفان صرف بڑے خاندان یا بڑے باپ کے بیٹے ہونے کی حیثیت سے نہ ہوا بلکہ وہ اپنے ذاتی فضائل وکمالات، اخلاق وکردار، سیرت وصورت، تدین وتقویٰ، طہارت وپاکیزگی، علوم ومعارف، فکروشعور، متانت وسنجیدگی، خوف وخشیت، خلوص وللّٰہیت، زہدوورع، شفقت ومحبت، عبادت وریاضت، طاعت وبندگی، ایثاروہمدردی، عشق ووفا، ایقان واذعان، حق گوئی وبے باکی، بصیرت ودانائی، صداقت وراست بازی، امانت ودیانت، غیرت وحمیت وغیرہ کے اوصاف حمیدہ میں امتیاز کی بنیاد پر بھی پہچانے گئے۔ فیاض ازل نے انہیں علم وعمل اور دین ودنیا کی لازوال دولت سے مالا مال فرمادیا ہے۔

شیخ الاسلام والمسلمین امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ (م ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) علوم وفنون کے بحر بیکراں تھے انہیں سو سے زائد فنون پر مہارت تامہ حاصل تھی۔ ان کی پرواز فکر اور علمی وتحقیقی خدمات کو دیکھ کر زمانہ حیران وششدر رہ گیا، انہوں نے اصلاح فکر واعتقاد پر تقریباً ایک ہزار تصانیف یادگار چھوڑیں ان کی علمی تحقیقات وباقیات پر دنیا کی بڑی بڑی دانش گاہوں میں تحقیق ہورہی ہے۔ ہندوپاک اور دیگر ممالک کے علماء ودانشوران ان کی شخصیت وکارناموں کی طرف راغب ومتوجہ ہیں۔ امام احمد رضا بریلوی رحمت حق کی امانت اور رسول کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک معجزہ تھے۔

حضور تاج الشریعہ، امام احمد رضا بریلوی کے نبیرہ ہونے کے ساتھ ان کے روحانی ومعنوی فرزند ہیں علوم وفنون میں فطانت ودسترس کا تمغہ کمال تاج الشریعہ کو ورثے میں ملا ہے۔ ان کی علمی فطانت وجلالت کے لئے اتنی ہی نسبت کافی ہے کہ وہ امام احمد رضا بریلوی کے نبیرہ اور خوش بخت اولاد میں ہیں۔ امام احمد رضا کے خزانہ علم سے ان کو ملا جو اور جتنا حصہ ملا ہے اس سے

زمانہ واقف و آگاہ ہے۔ تاج الشریعہ علم رضا کے حقیقی وارث و امین ہیں۔

شہزادہ حجۃ الاسلام نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفسر اعظم حضرت علامہ الشاہ مفتی ابراہیم رضا خان صاحب علیہ الرحمہ (م ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء) والد ماجد حضرت تاج الشریعہ کو علوم متداولہ میں عبور حاصل تھا خصوصاً تفسیر و فقہ میں آپ کا مقام بہت بلند ہے اپنے معاصرین میں آپ قوت خطابت و زور بیان میں ممتاز منفرد تھے، زبان میں بے پناہ تاثیر تھی جس کے لئے جو فرما دیتے فوراً اس کا اثر ظاہر ہو جاتا تھا۔ رب کائنات نے انہیں متنوع فضائل و کمالات عطا فرمائے تھے چہرہ مبارک اس قدر وجیہ بارونق اور پرکشش تھا کہ کتنے غیر مسلموں نے آپ کے چہرۂ زیبا کو دیکھ کر ہی اسلام قبول کرلیا، آپ حق گو اور اصحاب باوفا میں سے تھے۔

حضور تاج الشریعہ اپنے والد بزرگوار حضرت علامہ ابراہیم رضا خان صاحب مفسر اعظم کے عکس جمیل گویا کہ انہیں ملکۂ خطابت و زور بیان ان کے پدر بزرگوار سے وراثت میں ملا ہے۔ چہرہ انور کا جمال بھی اسی کا ایک حصہ ہے۔ اسی جاذبیت و کشش کا نتیجہ ہے کہ ان کے دست اقدس پر ملک و بیرونی ملک کے سینکڑوں کافر مسلمان ہوئے ہیں۔ ممبئی کے ایک اجلاس میں ان کے ہاتھ پر ایک غیر مسلم کو مسلمان ہوتے ہوئے میری (راقم السطور کی) نظروں نے خود مشاہدہ کیا ہے۔

شہزادہ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد حامد رضا خان صاحب علیہ الرحمہ (م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) کو خالق کائنات نے بے مثال خوبیاں عطا فرمائی تھیں، آپ کو علم حدیث و فقہ پر عبور تھا عربی ادب پر مہارت تامہ حاصل تھی "الدولۃ المکیۃ" وغیرہ بعض عربی تصانیف اعلیٰ حضرت کا آپ نے اردو زبان میں موثر و مفید ترجمہ فرمایا ہے۔ آپ کے اندر مناظرے کا بھی ملکہ تھا۔ آپ نے عیسائی و وہابی مناظرین کو بار ہا شکست دی ہے۔ مختلف علوم و فنون پر آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ خداداد استعداد و صلاحیت سے آپ نے اس قدر علمی کارنامے انجام دیئے ہیں۔ جو آپ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

حضور تاج الشریعہ اپنے دادا جان حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خان صاحب علیہ الرحمہ کے نقش قدم پر دکھائی دیتے ہیں۔ کئی اوصاف و کمالات میں حضرت حجۃ الاسلام سے ان کی مماثلت و مشابہت نظر آتی ہے۔ تصنیف و تالیف، ترجمہ و تعریب، زبان و بیان پر قدرت، عربی زبان و ادب پر مہارت وغیرہ باتوں میں تاج الشریعہ، حضرت حجۃ الاسلام کے مظہر کامل معلوم ہوتے ہیں۔ حضور تاج الشریعہ نے اب تک دو درجن سے زائد کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ تصانیف اعلیٰ حضرت کے ترجمہ و تالیف میں نمایاں اور اہم خدمات انجام دی ہے۔ بعض عربی تصانیف کا انہوں نے اردو میں سلیس ترجمہ فرمایا اور درجنوں اردو تصانیف کی تعریب کی ہے۔ ان کی اس کاوش سے عرب دنیا استفادہ کرسکتی ہے غالباً اسی غرض سے انہیں عربی کا لباس پہنایا گیا ہے تاکہ عربوں میں بھی امام احمد رضا بریلوی متعارف ہو جائیں اگر عرب لوگ ان سے قریب ہوکر ان کی تصانیف کا مطالعہ کریں تو مجھے یقین ہے کہ دنیائے عرب سے بدعات و خرافات کے بادل چھٹ جائیں گے، ان کی فکری بے اعتدالیوں کا ازالہ ہو جائے گا۔

تاج الشریعہ کو عربی ادب پر ایسی دسترس ہے کہ وہ فی البدیہہ عربی میں اشعار اور قصیدے کہتے ہیں ان کی عربی تصانیف کو دیکھ کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انہیں عربی زبان پر کتنا عبور ہے۔ ان کی عربی دانی سے بعض علمائے عرب انگشت بدنداں رہ گئے کہ انہیں کہنا پڑا کہ ہندستان کا ایسا عربی داں عالم ہمیں آج تک نظر نہیں آیا، ان سے گفت و شنید کے بعد وہ ان کی عربیت کے

معترف ومداح ہو گئے۔

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی حضور تاج الشریعہ کے مصر وعراق کے ایک سفر کی روداد میں لکھتے ہیں

۸ر محرم الحرام ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۲ء کو ہم لوگ کربلائے معلی کی زیارت کے لئے گئے۔ ہم لوگوں کے ساتھ ہمیشہ بغداد حکومت کی طرف سے ایک ڈرائیور اور ایک باڈی گارڈ ہوا کرتے تھے۔ کربلائے معلی کے ایک ریسٹ ہاؤس میں قیام کا بندوبست تھا، اسی ریسٹ ہاؤس میں ۱۵ر افراد پر مشتمل پاکستانی وفد تھا جس میں ان کا رئیس الوفد ابوالاعلیٰ مودودی کے خاندان کا تھا۔ ریسٹ ہاؤس کے ہال میں ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے وہاں عراق کے دو مشہور شیوخ بھی تشریف فرما تھے۔ علامہ ازہری صاحب قبلہ کو تھکن زیادہ تھی لہٰذا وہ تھوڑی دیر کے لئے ایک گدے دار صوفہ پر لیٹ گئے۔ عراقی شیوخ میں سے ایک صاحب نے حلول اور تصوف کے موضوع پر گفتگو چھیڑ دی، انہوں نے تصوف کا ایک عمیق مسئلے پوچھ لیا، سب کے سب خاموش، پاکستانی وفد تو اٹھ کر چلا گیا، ایک تو انہیں عربی زبان ٹھیک سے آتی ہی نہ تھی۔ دوسرے مودودی عقائد، ہمارے ساتھیوں میں بھی سبھی صاحبان گم سم ہو کر رہ گئے۔ راقم نے سوچا کہ یہ تو بڑی بے عزتی کی بات ہے۔ شیوخ کیا سوچیں گے کہ ہندستانی پاکستانی وفد بالکل علم وزبان سے بے بہرہ ہے۔ فوراً حضرت علامہ ازہری قبلہ کو جگا کر حالات بتائے، وہ فوراً اٹھ کر آئے۔ سلام و مصافحہ کے بعد گفتگو شروع ہوئی۔ حضرت تاج الشریعہ نے بہت فصیح عربی میں ان لوگوں کے مسئلہ کا جواب دیا۔ اس کے بعد ابن عبدالوہاب نجدی کے متعلق گفتگو چھڑی ان صاحبان نے بھی شیخ نجدی کا رد کیا اور وہابی دھرم کے بانی پر لعن طعن کرتے ہوئے اسے شیطان مجسم کہا۔

جب ان شیوخ کو معلوم ہوا کہ علامہ ازہری صاحب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے پر پوتے ہیں تو انہیں حضرت سے ملنے پر مزید خوشی کا احساس ہوا۔ وہ حضرت کی علمیت و عربیت سے بہت متاثر ہوئے۔ ان لوگوں نے بتایا کہ یہاں ابوالحسن علی ندوی کی عربی دانی کی بڑی دھوم ہے مگر آپ کی عربی سن کر ایسا لگا کہ آپ اس سے کسی طرح کم نہیں بلکہ آپ کی عربی سن کر ایسا محسوس ہوا کہ آپ اہل زبان ہیں۔

اس کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی سے متعلق گفتگو شروع ہوئی ان شیوخ نے اعلیٰ حضرت کی تصنیف "الدولة المکیة" کی بہت تعریف کی اور عراق کی لائبریریوں میں رکھوانے کے لئے چند نسخے بھیجنے کی فرمائش بھی کی۔

(پندرہ روزہ "غازی ملت" کلکتہ ۱۵ر نومبر ۲۰۰۳ء)

اس اقتباس سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ عراقی شیوخ نے حضرت تاج الشریعہ کی عزت وتکریم کی ان کی عربیت وعلمیت کے قائل و مداح ہوئے وہیں یہ بات بھی سامنے آئی کہ عرب دنیا میں اب تک اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے علم وفضل اور "الدولة المکیة" کی گونج باقی ہے۔ الدولة المکیة کی تصنیف سے علمائے حرمین طیبین کے سامنے وہابیہ کو تاریخی اور بدترین ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑا تھا، عوام وخواص میں ان کے مکروفریب کا پردہ فاش ہو گیا تھا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کا یہ کارنامہ ہند وعرب کی تاریخ میں جب تک باقی رہے گا انہیں تحسین وتبریک کا خراج پیش کیا جاتا رہے گا۔

تاجدار اہلسنت شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند مولانا الشاہ محمد مصطفےٰ رضا خان نوری علیہ الرحمہ (م ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۱ء) نے خدا اور رسول کی اطاعت وفرمانبرداری میں زندگی گزاری، اپنے والد محترم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے مثل حق گوئی وبے باکی آپ کا طرۂ امتیاز تھا تدین وتقویٰ،

طہارت و پاکیزگی میں یکتائے روزگار تھے آپ کی تصانیف و فتاوے کے اسلوب بیان وطرز کی تحقیق میں اعلیٰ حضرت کے قلم کی جھلکیاں دکھائی دیتی ہیں۔ آپ کے معاصرین علماء وفضلاء آپ کی شرافت وبزرگی اور علم وعمل کے قائل و معترف تھے بڑے بڑے علماء آپ کی درس گاہ افتاء میں فتاویٰ نویسی کی مشق کیا کرتے تھے، آپ کو علم فقہ میں تبحر حاصل تھا آپ اعلیٰ حضرت کے مظہر کامل تھے۔

تاج الشریعہ کی زندگی میں انقلاب آفریں عناصر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی نگاہ فیض بار سے پیدا ہوئے علم فقہ و فتاویٰ نویسی میں ان کا تبحر وکمال حضور مفتی اعظم ہند کا خاص عطیہ ہے، ان کے زہد وتقویٰ میں تقویٰ مفتی اعظم کی جھلک نظر آتی ہے۔ حق گوئی وبے باکی میں مفتی اعظم کی اثر آفرینی ہے۔ مرجع خلائق ومقبولیت عامہ حاصل ہونے میں مفتی اعظم کی دعائے سحر گاہی کا اثر ہے۔ غرضیکہ سیرت وصورت اور اخلاق وعادات میں تاج الشریعہ ہم شبیہ مفتی اعظم معلوم ہوتے ہیں۔

اس نقطۂ نظر سے حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان صاحب ازہری کو ان اعلیٰ و پاکیزہ نسبتوں کا شرف وکمال حاصل ہے۔ وہ مفسر اعظم حضرت مولانا ابراہیم رضا خان صاحب کے بیٹے، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی حامد رضا خان صاحب کے پوتے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے پر پوتے اور حضور مفتی اعظم ہند مولانا الشاہ محمد مصطفےٰ رضا خان صاحب نوری کے نواسے ونور نظر ہیں۔ تاج الشریعہ کے اندر ان عظیم وجلیل القدر شخصیات کی نسبتوں اور ان کے اخلاق کریمانہ کی جھلک نمایاں طور پر جھلک رہی ہے۔ وہ چاروں طرف قدسی ادا حضرات علم و فضل کے آفتاب و ماہتاب، رشد وہدایت کے روشن مینار ہیں۔ ان کے مقام ورتبے کی بلندی اوج ثریا سے بالا ہے۔ ان کی فضیلت وبزرگی کا خطبہ آسمان ہفتم میں پڑھا جاتا ہے، ان کے علمی کمالات اور عملی استقامت سے تاج الشریعہ نے وافر وگراں قدر حصہ پایا ہے۔ تاج الشریعہ ان کی نظر عنایت و روحانیت کے فیض یافتہ اور ان کی آغوش تربیت کے پروردہ ہیں۔

☆فہم وفراست، ذکاوت وتیزی، یادداشت وقوت حافظہ، عشق وعرفاں، سرعت فکر وخیال اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی سے ملی ہے۔

☆جودت طبع، عربی زبان وادب پر مہارت تامہ، تصنیف وتالیف کا ذوق صادق حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خان صاحب سے ملا ہے۔

☆قوت خطابت و زور بیان فکر سلیم کی دولت پدر بزرگوار حضرت جیلانی میاں مفسر اعظم سے ملی ہے۔

☆علم حدیث وفقہ میں تبحر وکمال، اصابت رائے اور تدین وتقویٰ حضور مفتی اعظم کے فیض نگاہ سے ملا ہے۔

مجھے بتاؤ جسے ان پاکیزہ خصائل بزرگوں سے شرف نسبت و خاندانی وجاہت حاصل ہوا اس کے مقام بلند کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔ بالیقین وہ علم وفضل کا مسکراتا ہوا کہکشاں اور شعور وآگہی کا آسمان ہوگا۔ اس کی خوش بختی وفیروزمندی پر زمانہ جتنا فخر وناز کرے وہ کم ہے۔ یہ وہ فقید المثال ہستی ہے جس کی کتاب زندگی کا ایک ایک ورق مہر درخشاں کی مانند روشن و تابناک ہے اس کے تذکرۂ جمیل سے دلوں کے آفاق میں اجالا پھیلتا ہے۔ ماننا پڑے گا کہ اہلسنت و جماعت کے لئے اس کا وجود سرمایۂ افتخار اور قابل تقلید ہے۔ تاجدار بریلی کے گھر میں وہ ایسے روشن چراغ ہیں جس کی نورانی ضیاؤں سے ملک وملت کے نہ جانے کتنے گھر روشن ہوگئے۔

علم حدیث پر تاج الشریعہ کو مہارت

تاج الشریعہ نے ابتداء سے انتہا تک اپنے والدین کریمین کے زیر سایہ اپنے گھر کے دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں کہنہ مشق وباصلاحیت اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ حصول علم میں اپنی محنت ولگن اور خداداد فکر وشعور کی بناء پر اپنے معاصرین وہمراہیوں پر سبقت لے گئے۔ پھر مزید حصول علم کے لئے ۱۹۶۳ء میں دنیا کی مشہور ومعروف اسلامی درس گاہ جامعہ ازہر مصر تشریف لے گئے وہاں پر مسلسل تین سال تک انہوں نے تفسیر وحدیث پڑھی ان میں مہارت تامہ حاصل کی جامعہ ازہر میں امتیازی نمبروں سے کامیاب ہوئے جس کے صلے میں مصر کے کرنل جمال عبدالناصر نے ۱۹۶۶ء میں جامعہ ازہر ایوارڈ اور سند امتیاز پیش کی۔

ظاہر ہے کہ تین سال تک تاج الشریعہ نے زیادہ تفسیر وحدیث سے شغف رکھا اس لئے ان کے اندر عبور ودسترس کا حاصل ہونا ایک فطری بات ہے۔ فن تفسیر وحدیث جملہ علوم اسلامیہ کی اصل اور احکام شرعیہ کا معدن ومنبع ہے، تاج الشریعہ نے منظر اسلام بریلی شریف میں بارہ سال تک تدریسی خدمات انجام دیں زمانہ تدریس میں بھی انہوں نے تفسیر وحدیث اور فقہ سے زیادہ دلچسپی رکھی۔ ایک محدث اور فقیہ ہونے کی حیثیت سے آج بھی ان کا علمی سفر جاری ہے اور وہ مرجع علماء ومرکز خلائق بنے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور تاج الشریعہ بڑی بڑی درسگاہوں میں ختم بخاری شریف کے لئے بلائے جاتے ہیں۔ جامعۃ الرضا بریلی شریف کے شعبہ تحقیق اور منتہی طلبہ کو وقت فرصت بخاری شریف کا درس دیتے ہیں بسا اوقات ان کے درس بخاری میں علماء بھی شریک درس ہوکر شرف تلمذ حاصل کرتے ہیں۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے بھی وقت کے جلیل القدر علماء شاگردی حاصل کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ عہد حاضر میں موجود اکثر اکابر علماء حضور مفتی اعظم ہند کے فیض یافتہ اور ان کے خوشہ چیں ہیں، جن علماء نے حضور مفتی اعظم ہند سے علمی استفادہ کیا ہے وہ اس بات کو اپنے اصاغر سے ازراہ رشک وافتخار بیان کرتے ہیں۔ میرا وجدان واحساس کہتا ہے کہ تاج الشریعہ سے اکتساب علم کرنے والے علماء بھی کچھ برسوں کے بعد اس بات کو تحدیث نعمت کے طور پر فخر ومباہات سے بیان کریں گے۔ ایسی نعمت عظمیٰ ہر ایک کے حصے میں نہیں آتی۔ یہ موقع جسے میسر ہو وہ مقدر کا سکندر قسمت کا دھنی ہے۔

مولانا انیس عالم سیوانی فاضل جامعہ صدام بغداد شریف تاج الشریعہ سے متعلق اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں۔

حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب رضوی مظفر پورٹوی نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ حضرت مولانا شیخ ابوبکر شافعی، کیرالا، بریلی شریف تشریف لائے اور حضرت ازہری میاں سے ملنے کی غرض سے دارالافتاء میں پہنچے وہاں حضرت کے ساتھ دوسرے علماء اور مفتی مطیع الرحمٰن صاحب بھی موجود تھے۔

شیخ ابوبکر چونکہ اردو بولنے پر قدرت نہیں رکھتے تھے اس لئے عربی میں سلسلہ تعارف شروع ہوا دوران گفتگو حضرت شیخ نے متعدد حدیثیں بیان فرمائیں جو مسلک شافعی کی تائید میں تھیں۔ جس کے جواب میں بقول مظفر صاحب حضور ازہری میاں نے بھی فقہ حنفی کے موافق برجستہ کئی حدیثیں پیش کیں۔ وہاں موجود علماء بڑے متعجب ہوئے خود حضرت مظفر صاحب کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ شوافع کے یہاں تو احادیث اور حفظ کا بہت اہتمام ہوتا ہے اس لئے انہیں یاد ہونا مشکل نہیں لیکن حضرت ازہری میاں صاحب کی برجستگی دیکھ کر یہ حضرات دل ہی دل میں خوش بھی

ہوئے اور حیران بھی۔

(پندرہ روزہ "غازی ملت" کلکتہ ۱۵ر نومبر ۲۰۰۳ء)

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ حضرت تاج الشریعہ کو فقہ حنفی کی موئید حدیثیں ازبر اور زبانی یاد ہیں۔ ایک حنفی مفتی کے لئے یہ ضروری ہے کہ مسائل کے دلائل پر اس کی نگاہ وسیع ہو، وقت ضرورت کسی بھی مسئلہ کی تائید میں وہ اپنے مذہب کے موافق حدیث پیش کر سکے۔ تاج الشریعہ کے اندر یہ وصف علی وجہ الکمال موجود ہے اور یہ کہ انہیں مذہب حنفی کی موئید حدیثوں کے ساتھ دیگر موضوعات وفضائل پر بھی کافی حدیثیں یاد ہیں۔ عرفی اعتبار سے انہیں حافظ الحدیث کہا جاسکتا ہے۔

راقم السطور (محمد عیسیٰ رضوی قادری) کے زمانہ طالب علمی غالباً ۱۹۸۵ء کی بات ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی تصنیف "الامن والعلیٰ" کے حاشیہ پر ایک حدیث مذکور ہے۔

انی فرضت علی امتی قرأۃ یٰس فی کل لیلۃ الخ

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی امت پر ہر رات سورہ یٰسین کو پڑھنا فرض کر دیا۔ مجھے یہاں پر لفظ فرض سے شبہ ہوا کہ سورہ یٰسین پڑھنے کی فرضیت کا کیا مطلب ہے؟ میں چونکہ حضرت تاج الشریعہ سے بھی کبھی علمی استفادہ اور ازالہ شبہات کیا کرتا تھا اسی اعتبار سے میں نے ان سے سورہ یٰسین پڑھنے کی فرضیت کا مطلب پوچھا، انہوں نے فرمایا کہ یہاں فرض بمعنی جواز ہے اور جواز، فرض، واجب، مستحب سب کو شامل ہے یہاں صرف تاکید مقصود ہے اس لئے لفظ "فرضت" استعمال کیا گیا ہے۔ ورنہ فرض کے معنی اصطلاحی کے اعتبار سے ہر رات سورہ یٰسین پڑھنا فرض نہیں ہے اسے درجہ جواز پر رکھ کر ہر رات اسے پڑھنا ضرور مستحب ہے۔ پھر انہوں نے برجستہ ایسی کئی حدیثیں بیان کیں جن میں لفظ فرض یا واجب مستعمل ہے مگر وہ اپنے معنی حقیقی پر محمول نہیں، یہاں بھی لفظ فرض یا واجب کو جواز کے معنی میں لیا گیا ہے۔

اس واقعہ سے بھی ان کی حدیث دانی اور علم حدیث پر وسعت نگاہ کا اندازہ ہوتا ہے۔ تاج الشریعہ کو متعدد احادیث مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور بے شمار فقہی جزئیات یاد ہیں مذہب حنفی کے موافق جو حدیثیں ہیں وہ تو ان کی نوک زبان پر رہتی ہیں۔ قوت حافظہ کا فیض انہوں نے امام احمد رضا بریلوی سے پایا ہے وہ جس چیز کو ایک بار دیکھ لیتے ہیں اسے برسوں نہیں بھولتے۔ وہ حیرت انگیز حد تک یادداشت کے مالک ہیں۔ جن لوگوں نے انہیں قریب سے دیکھا اور ان کے کاروان حیات کا مطالعہ کیا ہے وہ اس بات کے مشاہد و گواہ ہیں۔ علم حدیث پر ان کا زور مطالعہ خراج تحسین وتبریک چاہتا ہے۔ حدیث وفقہ پر ہی مہارت تامہ کے سبب وہ بین الاقوامی شہرت ومقبولیت کے حامل ہوئے۔ جب تک امام احمد رضا حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہما کا دریائے فیض وکرم جاری رہے گا ان کے خاندان میں ایسے باوقار و ذی اعظم افراد پیدا ہوتے رہیں گے۔ خدا کی زمین اہل علم وایمان سے کبھی خالی نہ رہی، جب تک آسمان میں چاند اور سورج اور گردش لیل ونہار باقی رہے گی دنیا کو علم وہدایت کا نشان ملتا رہے گا۔

شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کو دیگر علوم وفنون کے ساتھ علم حدیث وعلم اسماء الرجال پر کامل دسترس حاصل تھی۔ انہوں نے فتاویٰ نویسی کے ضمن میں ہزاروں احادیث کا ذخیرہ ملت اسلامیہ کو عطا فرمایا ان میں سے زیادہ تر حدیثیں فقہ حنفی کی تائید میں ہیں۔ امام احمد رضا بریلوی کی تصانیف وفتاویٰ میں جتنی احادیث منتشر ہیں انہیں اس کتاب میں تخریج وتبصرے کے ساتھ یکجا کر دیا گیا ہے۔

مجھے عرض یہ کرنی ہے کہ حضور تاج الشریعہ، امام احمد رضا بریلوی کے خاص خانوادے اور فیض یافتہ ہیں انھوں نے امام احمد رضا کے روحانی اقدار سے اکتساب علم کیا ہے خصوصاً تصانیف اعلیٰ حضرت پر ان کی نظر گہری اور مطالعہ انتہائی وسیع ہے۔ علم حدیث و فقہ میں ان کا مقام بہت بلند ہے۔ امام احمد رضا نے مذہب حنفی کی تائید میں جتنی حدیثیں پیش فرمائی ہیں ان میں سے اکثر احادیث تاج الشریعہ کے حافظے میں محفوظ و مستحضر رہتی ہیں۔ یہ فیض رضا کا صدقہ اور خاص ربانی عطیہ ہے۔

تاج الشریعہ کی سند حدیث

تاج الشریعہ کو جن عالی رتبہ بزرگوں سے سند حدیث ملی ہے وہ اپنے اپنے عہد میں علم وفن کے بحر بیکراں اور مذہب وملت کے لئے باعث رحمت وسرمایۂ افتخار تھے۔ سند کی بلندی سے صاحب سند کے مقام علم کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ تاج الشریعہ کی سند حدیث کو ہم دو طریقے سے پیش کرتے ہیں اگر چہ وہ دونوں طور سے بہت عالی ہے مگر ایک طور سے حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک بہت ہی کم واسطے ہیں۔ یہی سندیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ اور حضور مفتی اعظم ہند مولانا الشاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب نوری علیہ الرحمہ کی بھی ہیں کیوں کہ یہ سندیں تاج الشریعہ کو انہیں دونوں بزرگوں سے تفویض ہوئی ہیں۔ یہاں پر تاج الشریعہ کی سند حدیث کو پیش کرنے کی چنداں حاجت نہ تھی مگر مقالے کے عنوان کی مناسبت سے ہم اسے درج کررہے ہیں تاکہ مقالے کی جامعیت برقرار رہے۔

سند حدیث مسلسل بالاولیت ا

حضور نبی اکرم شفیع اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضرت ابوقابوس مولیٰ عبداللہ بن عمرو بن العاص

حضرت سفیان بن عمرو بن دینار

حضرت سفیان بن عیینہ

حضرت عبدالرحمٰن بن بشر بن الحکم

حضرت ابوحامد احمد بن محمد بن یحییٰ بن بلال البزار

حضرت ابوطاہر محمد بن محمش الزیادی

حضرت ابوصالح احمد بن عبدالملک المؤذن

حضرت ابوسعید اسماعیل بن ابوالصالح احمد بن عبدالملک نیشاپوری

حضرت حافظ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی الجوزی

حضرت ابوالفرج عبداللطیف بن عبدالمنعم الحرانی

حضرت ابوالفتح محمد بن ابراہیم البکری المیدومی

شیخ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد التدمیری

شیخ ابوالفضل عبدالرحیم بن حسین العراقی

شیخ الشہاب ابوالفضل احمد بن حجر عسقلانی

شیخ شمس الدین سخاوی القاہری

شیخ وجیہ الدین عبدالرحمٰن بن ابراہیم علوی

شیخ محمد افلح الیمنی

شیخ سید عبدالوہاب المتقی

شیخ عبدالحق محدث دہلوی

شیخ ابوالرضا بن اسماعیل دہلوی (نواسہ شیخ عبدالحق)

شیخ مبارک فخرالدین بلگرامی

سید طفیل محمد اترولوی

سید شاہ حمزہ بن سید آل محمد بلگرامی حسنی الواسطی

سید آل احمد اچھے میاں مارہروی

سید آل رسول احمدی مارہروی

امام احمد رضا البریلوی

مصطفےٰ رضا خاں البریلوی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

محمد اختر رضا خاں الازہری

سند حدیث مسلسل بالاولیت ۲

حضور اکرم نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لے کر ابوالفضل عبدالرحیم بن الحسین العراقی۔ تک وہی سند ہے جو گزری۔ اس کے بعد سند یوں ہے

شیخ ابوالفتح محمد ابن ابوبکر بن الحسین المراغی

شیخ سید ابراہیم التازی

شیخ احمد حجی الوہرانی

شیخ بن محمد المقری

شیخ سعید بن ابراہیم الخرائزی المروف قدورہ

شیخ عیسیٰ بن محمد شاوی

شیخ عبداللہ بن سالم البصری

شیخ سید عمر

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

سید آل رسول احمدی مارہروی

امام احمد رضا البریلوی

مصطفےٰ رضا خاں البریلوی (رضی اللہ تعالیٰ عنھم)

محمد اختر رضا خان الازہری

شرح حدیث نیت

حدیث مبارکہ "انما الاعمال بالنیات" کی شرح پر مشتمل تاج الشریعہ نے "شرح حدیث نیت" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جسے دیکھنے کے بعد یقین واعتماد سے کہا جاسکتا ہے کہ علم حدیث پر ان کی معلومات وسیع اور حیرت انگیز ہے۔ اس حدیث کی تشریح میں انہوں نے دیگر دلائل وشواہد کے ساتھ محدثین، فقہا، صوفیہ وغیرہ ائمہ کے اقوال وآراء سے اس انداز میں استدلال فرمایا ہے

کہ ہر شعبہ حیات میں اس حدیث پر عمل ناگزیر معلوم ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب "اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے" تو جب تک نیتوں میں استقامت نہ ہوگی اعمال کا ثواب مرتب نہ ہوگا کیوں کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

تاج الشریعہ نے حدیث نیت کی تشریح جس علمی انداز میں کی ہے اسے چند خانوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ یعنی اسے ہم محدثانہ، فقیہانہ، صوفیانہ اور نحویانہ تشریحات سے موسوم کرسکتے ہیں۔ ذیل میں شواہد ونمونے کے طور پر ہم "شرح حدیث نیت" کے کچھ اقتباسات درج کرتے ہیں ان سے معلوم ہوجائے گا کہ علم حدیث میں تاج الشریعہ کا پایہ کتنا بلند ہے۔

محدثانہ تشریح

تاج الشریعہ نے سب سے پہلے صحاح ستہ کے حوالے سے راویوں کے اختلاف کے ساتھ پوری حدیث نیت (انما الاعمال بالنیات الخ) پیش کرکے اس کا اردو میں سلیس و بامحاورہ ترجمہ فرمایا ہے پھر اس کی تشریح میں فرماتے ہیں

یہ حدیث دین کی اصل عظیم ہے جس میں آدمی کو نیت خیر اور اخلاص کی ترغیب اور تعلیم ہے۔

امام خطابی نے فرمایا کہ ہمارے مشائخ متقدمین کے نزدیک مستحب ہے کہ امور دینیہ میں ہر کام سے پہلے انما الاعمال بالنیات کو مقدم سمجھا جائے۔ ائمہ حدیث کا اس حدیث کے فضل و شرف اور اس کی قدر ومنزلت کے عظیم ہونے پر اتفاق ہے اس لئے کہ اس حدیث کی عظیم وقعت اور اس کے فوائد بکثرت ہیں اور یہ حدیث اصول دین میں سے ایک عظیم اصل ہے۔ بعض علماء نے اس کو نصف علم قرار دیا ہے اس لئے کہ سب اعمال دو قسم پر ہیں، قلبی اور قالبی یعنی جسمانی اور نیت اعمال قلب کی اصل ہے اور اگر اس

بات پر نظر کریں کہ تمام اعمال خواہ وہ عبادات ہوں یا عادات، ان کا ثواب اور ان کی قبولیت حسن نیت پر موقوف ہے تو اس بات کی گنجائش ہے کہ اس حدیث کو تمام علم اور دین کا مجموعہ قرار دیجئے۔

(شرح حدیث نیت ص ۸، ادارہ سنی دنیا، بریلی)

روایت حدیث کے کئی طریقے ہیں، کوئی حدیث ایک ہی طریقے سے مروی ہوتی ہے، بعض احادیث الفاظ میں تغیر و تبدل کے ساتھ چند طریقوں سے روایت کی جاتی ہے۔ احادیث کی کتابوں میں دونوں طریقے کی حدیثیں ملتی ہیں، بعض محدثین ایک ہی طریقے کی روایت پر اکتفا کرتے ہیں، بعض تمام طریقوں کو اپنی کتابوں میں بھی درج کرتے ہیں۔ یہ اصل حدیث میں اختلاف کا نتیجہ نہیں بلکہ راویوں کی روایت میں اختلاف کے سبب سے ایسا ہے اگر اس کے راوی شرائط و روایت کے جامع ہیں تو اختلاف الفاظ کے باوجود اس حدیث پر عمل واجب ہے۔

بعد کے دور میں جن لوگوں نے راویوں سے نہیں کتب احادیث سے حدیثیں اخذ کر کے انہیں محفوظ کیا ان میں سے زیادہ تر علماء کا یہ طریقہ رہا کہ وقت ضرورت اس حدیث کی ایک ہی روایت پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں یا صرف اس کے ایک ہی طریقے کو یاد رکھتے ہیں، مگر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی میں یہ کمال وخوبی ہے کہ مسائل شرعیہ کے ضمن میں جب وہ احادیث پیش کرتے ہیں۔ اگر ایک حدیث کئی طریقے سے مروی ہے تو اس کے تمام طریقوں اور راویوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ امام احمد رضا بریلوی کی حدیث دانی کی یہ ایک ادنیٰ مثال ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ تاج الشریعہ بھی جب کسی حدیث کو بطور استدلال کے پیش کرتے ہیں تو اس کے تمام طرق و روایات کا احاطہ کرتے پھر حکم مسئلہ بیان کرتے ہیں۔ حاشیہ بخاری کی تصنیف میں بھی تاج الشریعہ نے یہی انداز اپنایا ہے کہ ایک حدیث پر حاشیہ آرائی کے ضمن میں اسی حدیث سے متعلق اختلاف الفاظ کے ساتھ کئی کئی حدیثیں پیش کی ہیں۔ یہ کام وہی کر سکتا جس کا مطالعہ وسیع اور علم حدیث پر جس کی گرفت مضبوط و مستحکم ہو۔

انما الاعمال بالنیات، یعنی اعمال بارگاہ الوہیت میں بغیر اخلاص نیت کے مقبول و معتبر نہیں ہوتے۔ اکثر روایات میں حدیث انہیں الفاظ سے مروی ہے اور یہ الفاظ حدیث کے مشہور ترین الفاظ ہیں۔

☆ ایک روایت میں الاعمال بالنیات وارد ہوا۔ ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ نے اپنی مسند میں اس حدیث کو اسی طرح روایت فرمایا۔ (مرقاۃ ملا علی قاری)

★ بعض روایات میں الاعمال بالنیۃ

★ اور بعض میں العمل بالنیۃ، فرمایا

اختلاف روایت کی نشاندہی کرنے کے بعد تاج الشریعہ فرماتے ہیں۔

ان تمام عبادات کی مراد ایک ہے اور وہ یہ کہ دل کا یا بدن کا کوئی عمل اخذ و ترک، قول و فعل، عبادات و عادات بغیر نیت کے نامقبول و نامعتبر ہیں اس پر ثواب حاصل نہیں ہوتا۔

(شرح حدیث نیت ص ۱۱، ادارہ سنی دنیا، بریلی)

حضرت تاج الشریعہ اس حدیث کے دوسرے جملے سے متعلق فرماتے ہیں

انما لکل امرئ مانوی۔ یعنی ہر آدمی کو اس کے عمل سے وہی نصیب ہوگا جو اس نے نیت کی۔

ایک روایت میں وانما لامرئ مانوی، وارد ہوا ہے۔

حدیث کا یہ جملہ کلام سابق کی تقریر و تائید ہے اور دونوں جملوں کا حاصل ایک ہے، وہ یہ کہ عمل بغیر نیت کے معتبر نہیں ہوتا، اور یہ کہ عمل کے لئے نیت چاہئے جو اس کے ساتھ ساتھ

مخصوص ہو اور عمل سے آدمی کا حصہ وہی ہے جو اس نے نیت کی، مثلاً اگر کوئی ایسا عمل ہے جس میں متعدد نیتیں ہو سکتی ہیں جیسے ایک ایسے فقیر کو جو اس کا قریبی رشتہ دار ہو کوئی چیز دے تو اگر اس کے فقر و محتاجی کا لحاظ کر کے دے اور رشتہ داری کا لحاظ نہ کرے تو صدقہ کا ثواب پائے گا، صلہ رحم کا ثواب نہ ملے گا اور اگر صلہ رحم کی نیت کرے اور اس کے فقر کا لحاظ نہ کرے تو صلہ رحم کا ثواب پائے گا، صدقہ کا ثواب نہ پائے گا اور اگر صدقہ وصلہ رحم دونوں کی نیت کرے تو دونوں کا ثواب ملے گا۔

(شرح حدیث نیت ص ۱۴۔ ادارہ سنی دنیا، بریلی)

اس حدیث پاک کا تیسرا جملہ ہے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

فمن كانت هجرته الى الله ورسوله الخ

اس کی محدثانہ توضیح کرتے ہوئے تاج الشریعہ فرماتے ہیں۔

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تینوں جملے آپس میں کیسے مربوط ہیں اور ہر پچھلا جملہ اگلے جملے کی تائید کر رہا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ جیسے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اگلے جملے کی شرح کے طور پر پچھلا جملہ ارشاد فرمایا اور اس غور کے نتیجہ میں تم اس کلام کو حضور کی فصاحت و بلاغت کا بے نظیر نمونہ پاؤ گے اور جوامع الکلم کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کا سبب معلوم ہوگا۔

فمن كانت هجرته الى الله ورسوله فهجرته الى الله ورسوله

یعنی جس کی ہجرت اپنے وطن سے اللہ و رسول کی طرف ہو یعنی اس کی ہجرت مقبول ہے اس پر اس کو بڑا ثواب ملے گا۔

علامہ کرمانی کا قول ہے کہ یہاں ہجرت سے مراد ترک وطن اور عزیز و اقارب کو چھوڑنا ہے اور جنھوں نے وطن چھوڑا اور مدینے میں آ بسے ان کو اسی لئے مہاجرین کہا جاتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ جس کی ہجرت قصد و نیت اور عزم کے اعتبار سے اللہ و رسول کی طرف ہو تو اس کی ہجرت بدنی اور انتقال جسمانی ثواب اور اجر کے اعتبار سے اللہ و رسول کی طرف ہے۔ تو عبارت کی تقدیر یوں ہوگی کہ ہجرت میں جس کی نیت اللہ سے قریب ہو اور رسول کی رضا ہو تو اس کی ہجرت اللہ و رسول کی طرف ہے یعنی مقبول ہے اور اس پر اس کو اجر و ثواب ملے گا۔

(شرح حدیث نیت ص ۱۹۔ ادارہ سنی دنیا بریلی)

حدیث نیت کے فوائد و منفعت سے متعلق تاج الشریعہ بعض ائمہ حدیث کے اقوال نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

جلیل القدر ائمہ دین سے تواتر کے ساتھ منقول ہوا کہ اس حدیث کا نفع عام ہے اس کی وقعت عظیم ہے۔

★ ابو عبید کا قول ہے کہ احادیث میں اس حدیث سے زیادہ جامع و نافع اور فائدہ بخش کوئی حدیث نہیں۔

★ شافعی، احمد، ابن مدینی، ابن مہدی، ابوداؤد اور دار قطنی وغیرہم ائمہ دین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ حدیث علم کا تہائی حصہ ہے۔

★ بعض لوگوں نے کہا کہ چوتھائی حصہ ہے

★ بیہقی نے تہائی حصہ ہونے کی وجہ یہ بتائی ہے کہ بندے کے اعمال، اس کے دل، زبان اور دیگر اعضاء سے صادر ہوتے ہیں تو نیت ان کے اقسام میں سے ایک ہے اور ان سب سے زیادہ راجح ہے اس لئے کہ نیت عبادت مستقلہ ہے اور دوسرے اعمال نیت کے محتاج ہیں۔

(شرح حدیث نیت ص ۲۳، ادارہ سنی دنیا بریلی)

حدیث نیت کی مذکورہ توضیح و تشریح سے یہ اندازہ لگانا

مشکل نہیں کہ علم حدیث میں حضور تاج الشریعہ کا مقام بہت بلند ہے انہوں نے جس محدثانہ اسلوب سے کلام فرمایا ہے وہ ان کی حدیث دانی پر شاہد عدل ہے۔ ان کی خدمات اور علم حدیث پر عبور و وسعت نگاہ کے پیش نظر اگر آج انہیں محدث اعظم و اکبر کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ علماء کے درمیان ان کا جو مقام و مرتبہ ہے وہ آفتاب نیمروز کی طرح روشن وعیاں ہے۔ علماء کے مابین وہ شمع انجمن کی حیثیت سے ممتاز و منفرد نظر آتے ہیں، زمانہ ان کے علم وفضل کا قائل و مداح ہے۔ اپنوں کے ساتھ بیگانوں کو بھی ان کی علمی وجاہت ولیاقت کا اعتراف واقرار ہے۔

فقیہانہ تشریح

مجھے یہ بتانا ہے کہ حدیث "انما الاعمال بالنیات" کی تشریح میں تاج الشریعہ نے متعدد وجوہ سے تحقیق وتوضیح فرمائی ہے حالانکہ یہ حدیث زبانوں پر رائج ومشہور اور اکثر محدثین کی کتابوں کا سرنامہ ہے اس کے باوجود اس کی شرح کے ضمن میں جن علمی ندرت وباریکیوں کو سپرد قرطاس کیا گیا ہے۔ وہ تاج الشریعہ کے قلم کا خاص حصہ ہے۔ اگر مقالے کی طوالت کا خوف دامن کشاں نہ ہوتا تو میں اس کے زیادہ سے زیادہ اقتباسات نقل کر کے ہمہ جہتی تعبیر سے ان کی حدیث دانی اور علم حدیث پر مہارت کو واضح انداز میں پیش کرتا۔ زمانہ جانتا ہے کہ خاندان اعلیٰ حضرت میں تاج الشریعہ وہ ممتاز فرد ہیں پوری جماعت اہلسنت جن کے علم وفضل کی قائل ہے، دلوں کی کائنات پر ان کی حکمرانی ہے۔

فقہ کے لئے قرآن و حدیث ضروری چیزیں ہیں۔ قرآن وحدیث ہی سے فقہ کے مسلمات واحکام مستنبط و مستخرج ہیں، یہی سرچشمہ ہدایت اور مخزن انوار الٰہیہ ہیں۔ یہ امر مسلم ہے کہ ایک محدث کا فقیہ ہونا ضروری نہیں۔ بہت سارے محدثین ایسے گزرے ہیں، جن میں علم حدیث پر عبور تو تھا مگر فقہ میں وہ ائمہ مجتہدین کے مقلد وخوشہ چیں رہے۔ لیکن ایک فقیہ کا محدث ہونا ضروری ہے اگر اسے احادیث اوران کے ناسخ و منسوخ، صحیح ضعیف، متواتر ومشہور وغیرہ کا علم نہ ہوگا تو اسے اجتہاد یا استخراج مسائل میں اسے سمت منزل نہ مل سکے گی۔ وہ اس اجنبی مسافر کی طرح راہ راست سے بھٹک جائے گا جسے راستے کے پیچ وخم کا علم نہیں، یا اس کا حال اس مسافر کی مانند ہوگا جس کسی نئے شہر کی گلیوں میں کھو گیا۔ فقہا کاملین میں کوئی فقیہ ایسا نہیں ملے گا جو علم حدیث میں تہی دست رہا ہو۔

حضرت تاج الشریعہ کے علم وفراست، ان کی تصانیف و فتاویٰ وغیرہ کو دیکھ کر ہم بیقین واذعان سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایک عظیم محدث بھی ہیں اور جلیل القدر فقیہ بھی، ان کے معاصر علماء میں انہیں ان دونوں اوصاف میں تمغۂ امتیاز حاصل ہے۔ ان کی تصنیف "شرح حدیث نیت" سے بھی میرے اس دعوے کی تصدیق ہوسکتی ہے جگہ جگہ انہوں نے محدثانہ تشریح کے ساتھ فقیہانہ فکر وبصیرت بھی پیش کی ہے۔

حدیث نیت کی توضیح کے ضمن میں تاج الشریعہ نے جس فقہی بحث کو اٹھایا ہے اس کا حاصل یہ ہے۔

امام شافعی نے فرمایا کہ یہ حدیث دین کے ستر ابواب میں دخل رکھتی ہے، اس سے امام موصوف کو یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ حدیث شریف دین میں بہت بڑا دخل رکھتی ہے اور اس سے یہ مقصد نہیں کہ اس کا دخل صرف ستر ابواب میں ہے۔ اس لئے کہ عبادات ومعاملات اور عادات کی اقسام بے گنتی بے شمار ہیں اور نیت کا ہر جگہ دخل ہے۔

(شرح حدیث نیت ص ۸- ادارہ سنی دنیا، بریلی)

اعمال میں چونکہ نیت کا اعتبار ہے۔ نیت صادقہ کی بنیاد

پر ثواب مرتب ہوگا ورنہ نہیں۔ حضرت تاج الشریعہ اعمال کی قسمیں اوران میں اعتبار نیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اعمال دو قسم کے ہیں

★ مقصود لذاتہ، جیسے نماز وغیرہ عبادات بدنی و مالی، عبادات کی اس قسم میں بغیر نیت صحیحہ کے جب ثواب نہ ملے گا یہ عمل صحیح بھی نہ ہوں گے۔

★ دوسری قسم وہ عمل ہے جو دوسرے عمل کا وسیلہ ہو جیسے وضو بلا نیت جائز ہے اوراس وضو سے نماز درست ہوگی، یہی ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ کا مذہب ہے۔ دوسرے ائمہ کے نزدیک وضو بلا نیت درست نہیں اور ایسے وضو سے نماز درست نہ ہوگی۔

حق اس مسئلہ میں اور ہر مسئلہ میں ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہے۔ اس لئے کہ قرآن عظیم نے وضو کا حکم مطلق دیا نیت کی قید نہ لگائی۔ اصول کا قاعدہ ہے کہ مطلق اپنے اطلاق پر جاری رہے گا، اور ظاہر ہے کہ حدیث کا مفہوم محتمل ہے۔ حکم اخروی یعنی ثواب اور حکم دنیوی یعنی صحت دونوں کو محتمل ہے۔ ہمارے ائمہ کرام نے حدیث کو حکم اخروی یعنی ثواب پر محمول فرمایا، مطلب یہ کہ اعمال کا ثواب نیتوں پر موقوف ہے۔ اور شافعیہ وغیر ہم نے صحت پر محمول فرمایا یعنی اعمال بغیر نیت کے نادرست ہیں اس لئے وہ وضو میں نیت کے شرط ہونے کے قائل ہوئے، تو جب حدیث دونوں معنی کی محتمل ہے اور کوئی معنی اس کا قطعی نہیں تو حدیث کا مفہوم ظنی ہوا اور ظنی سے مفہوم کتاب پر کہ قطعی ہے زیادتی جائز نہیں۔ لہٰذا ائمہ حنفیہ وضو میں نیت کے قائل نہ ہوئے کہ ازالۂ نجاست (کہ از قبیل ترک ہے) میں بھی نیت کے شرط ہونے کے قائل ہوں مگر یہاں وہ اس کے قائل نہیں۔ اور وہ فرماتے ہیں کہ وہ افعال جو ترک کے قبیل سے ہیں ان میں نیت ضروری نہیں۔ جس سے صاف ظاہر کہ وہ اعمال کے عموم سے ترک کو مستثنیٰ جانتے ہیں اور اس کا استثنیٰ محتاج دلیل ہے۔ اور ہماری تقریر سے ظاہر کہ ہمارے ائمہ کے نزدیک ہر فعل ترک حصول ثواب میں نیت کا محتاج ہے اور اعمال مقصود لذاتہ کی صحت بھی نیت پر موقوف ہے۔

(شرح حدیث نیت ص ۱۱-۱۲-ادارہ سنی دنیا بریلی)

تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان صاحب ازہری کی حدیث وفقہ پر لیاقت واستعداد موروثی وموہوبی معلوم ہوتی ہے وہ جس کے فیضان نظر کے پروردہ اور جس کے خوشہ چیں ہیں کئی صدیوں میں اس کی مثال نہیں ملتی اسے تو علم لدنی وعلم وہبی تھا، تاج الشریعہ کا سینہ جو علم وفضل کا گنجینہ ہے وہ اسی مرد کامل کے فیض نگاہ کا کمال ہے۔ علم وفن کی دنیا میں تاج الشریعہ کو وجود ایک نعمت عظمیٰ اور سامان افتخار ہے، دنیا کے پردے پر ایسی مقتدر ہستیاں کبھی کبھی پیدا ہوتی ہیں۔ بریلی شریف کی زمین صدیوں سے علماء وعرفاء کی آماجگاہ رہی، بریلی شریف میں صرف سرمہ نہیں علم وہنر کے سورما پیدا ہوتے ہیں۔

تشریح صوفیانہ

تاج الشریعہ نے جہاں حدیث نیت کی تشریح محدثانہ و فقیہانہ شان سے کی ہے وہیں اس کی توضیح انہوں نے صوفیانہ وعارفانہ اسلوب میں بھی فرمائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت تاج الشریعہ عظیم وجلیل محدث وفقیہ ہونے کے ساتھ وقت کے عارف کامل بھی ہیں، ان کے زہد و پرہیز گاری اور طہارت وتقوئی سے احساس ہوتا ہے کہ وہ تصوف وطریقت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں شریعت اور سنن ومستحبات پر ان کی عملی استقامت کو دیکھ کر حضور مفتی اعظم ہند کی یاد تازہ ہو جاتی ہے دنیا جانتی ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند ایک ولی کامل اور عارف باللہ تھے اپنے عمل سے انہوں نے مردہ سنتوں کو زندہ کیا، اہلسنت وجماعت میں شریعت پر عمل کا جذبہ بکثرت پیدا کیا۔ تاج الشریعہ علم وعمل میں حضور مفتی

اعظم ہند کے عکس جمیل اور ان کے نقش قدم پر دکھائی دیتے ہیں۔

حدیث نیت کی تشریح صوفیانہ کے اقتباسات یہ ہیں۔

بعض اہل حقیقت کا قول ہے کہ عمل آدمی کے جسم کا اللہ کی طرف چلنا ہے اور نیت، دل کا اللہ کی طرف رواں ہونا ہے۔ دل بادشاہ ہے اور اعضائے جسم اس کی فوج ہیں، بادشاہ بے فوج کے جنگ نہیں کرتا، نہ فوج بے بادشاہ کے جنگ کرتی ہے۔

اس مثال سے ان کا مقصود عمل اور نیت میں ربط بتانا اور یہ سمجھانا ہے کہ عمل بغیر نیت کے بے سود ہے۔ اسی طرح محض نیت بغیر عمل کے کارآمد نہیں۔ یہ اس صورت میں ہے جب کہ عمل سے کوئی شئے مانع نہ ہو، ورنہ آدمی کو اس کی نیت کا ثواب ملے گا جب کہ کسی عذر معقول ومقبول کی وجہ سے عمل نہ کر سکے۔

(شرح حدیث نیت ص ۱۷- ادارہ سنی دنیا بریلی)

علمائے تصوف کے چند اقوال

حدیث میں وارد ہوا "نیة المومن خیر من عملہ" یعنی مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

تاج الشریعہ نے اس حدیث کو حدیث نیت کی تائید میں پیش فرمایا اور اس کی توجیہ میں علماء کے چند اقوال ذکر کئے۔

۱- محض نیت، اگرچہ اس کے ساتھ عمل نہ ہو عبادت ہے اور اس پر اجر وثواب مرتب ہوتا ہے، اس کے برخلاف اعضائے جوارح کا عمل، کہ اس کا عبادت ہونا اس پر ثواب مرتب ہونا نیت پر موقوف ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ صرف نیکی کے قصد پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔

یہ بھی حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص اس نیت سے سوئے کہ اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھے گا اس کے لئے تہجد کا ثواب لکھا جائے گا اگرچہ نیند کے غلبہ کے سبب صبح تک سوتا رہ جائے اور تہجد فوت ہو جائے۔

۲- نیت کا محل دل ہے اور دل معرفت کی جگہ ہے تو لامحالہ جو محل معرفت سے ظاہر ہوگا اور اس کان سے نکلے گا وہ اس سے افضل ہوگا جو اس محل سے حاصل نہ ہو۔

سہیل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے عرش سے فرش تک کوئی مکان ایسا نہ پیدا کیا جو اسکو بندہ مومن کے دل سے عزیز ہو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو کوئی نعمت اپنی معرفت سے بڑھ کر عطا نہ کی تو عزیز ترین نعمت کو عزیز ترین جگہ میں رکھا اور گر کوئی مکان دل سے زیادہ عزیز ہوتا اپنی معرفت کو اللہ تعالیٰ اس جگہ رکھتا۔

نیز حضرت سہیل بن عبداللہ نے فرمایا کہ اس بندہ کی ہمت نہایت خسیس ہے جو دل جیسی عزیز ترین جگہ کو ذکر حق کے سوا کسی اور چیز میں مشغول کرے اور وہ بے ادب ہے جو اللہ تعالیٰ کی یاد جسے اللہ نے دل میں بیٹھایا اس کو دل سے نکالے اور بجائے اسکے دوسرے کو دل میں بٹھائے۔

۳- نیت عمل سے اس لئے بہتر ہے کہ نیت پائیدار اور باقی رہنے والی چیز ہے اور عمل ناپائیدار وفانی، اسی لئے جنتیوں کا جنت میں اور دوزخیوں کا دوزخ میں رہنا نیت کے بموجب ہے کہ دائمی شئے ہے اگر بقدر عمل ہوتا تو زمانے کی اسی مقدار بھر ہوتا جس میں انہوں نے عمل کیا۔

۴- عمل میں ریا دخل انداز ہوتی ہے اور عمل اس سے فاسد ہو جاتا ہے بخلاف نیت خیر کے جو باطن میں ہے کہ ریا کی وہاں تک رسائی نہیں۔ آثار میں وارد ہے کہ

ملائکہ جب بندوں کے اعمال آسمان میں لے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے یہ نامہ اعمال پھینکدو وہ فرشتہ عرض کرتا ہے۔ اے اللہ تیرے بندے نے اچھی بات کہی

اور اچھا کام کیا ہم نے اس کو سنا اور دیکھا۔ ہم نے اس کی نیکیوں کے دفتر میں یہ کام درج کیا کیسے اس نامہ اعمال کو پھینک دیں۔ ان کو ندا ہوتی ہے کہ اس بندے نے میری رضا نہ چاہی اور بعض دوسرے ملائکہ کو ندا ہوتی ہے کہ فلاں کے لیے یہ عمل لکھو، فرشتہ کہتا ہے اے اللہ اس بندے نے یہ کام نہ کیا میں کیوں کر لکھوں، اس کو خطاب ہوتا ہے کہ اس بندے نے خیر کی نیت کی اور اس کا قصد کیا۔

۵- اعمال خیر بے حد اور بے اندازہ ہیں اور مومن کی نیت ان تمام سے متعلق ہے تو وہ چاہتا ہے کہ تمام اعمال خیر کرے لیکن وہ تمام اعمال خیر انجام نہیں دے سکتا تو نیت کے ثواب کی کوئی حد نہیں اور خیرات وطاعات اس کی نیت میں محدود و منحصر نہیں۔ اسی قیاس پر کافر کی نیت اس کے اعمال سے بدتر ہے اس لئے کہ کافر تمام معاصی کا ارادہ رکھتا ہے اگر چہ اس کا عمل محدود ہے۔

بعض عارفین کا قول

بعض عرفا کا قول ہے کہ عام لوگوں کی نیت فضل وثواب کو بھول کر اغراض کو طلب کرتا ہے اور جاہلوں کی نیت یہ ہے کہ وہ بری تقدیر اور نزول آفت سے بچیں۔ اہل نفاق کی نیت اللہ کے نزدیک اور لوگوں کے سامنے سنورنا ہے، علماء کی نیت یہ ہے کہ وہ طاعات کو قائم کریں طاعت کا حکم دینے والے کی حرمت کی وجہ سے اہل تصوف کی نیت یہ ہے کہ اپنی ان اطاعتوں پر اعتماد نہ کریں جو ان سے صادر ہوتے ہیں۔

امام غزالی کا قول

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''احیاء العلوم'' میں فرمایا:

نیت کا مبدا ایمان ہے۔ لہٰذا مومنین کے لئے ان کے ایمان سے طاعت کا ذکر ناشی ہوتا ہے۔ لہٰذا ان کے دل اللہ کی طرف بے نفس کے مستقر سے اٹھتے ہیں اس لئے کہ ان کے دل ان کے نفوس کے ساتھ ہیں اور دلوں کا اٹھنا یہی نیت ہے، اہل یقین اس منزل سے گزر چکے ہیں ان کے دل اللہ کے ساتھ ہیں اور اپنے نفوس کو بالکلیہ چھوڑے ہوئے ہیں لہٰذا وہ نیت کے معاملے سے فارغ ہو گئے اس لئے کہ نیت اللہ کی طرف دل کی نہضت ہے تو دل کا خواہشوں اور عادتوں کے معدن سے اللہ کے لئے اٹھنا یہ ہے کہ وہ اخلاص کے ساتھ اللہ کی بندگی کرے اور جس کا دل بارگاہ الٰہی میں مستغرق ہے اس کے لئے یہ کہنا ممکن ہی نہیں کہ اس نے فلاں عمل میں اللہ کے لئے نہضت کی حالانکہ وہ اپنے تن من دھن سے اللہ کی بندگی میں لگا ہے اور اس کی عظمت کی تجلیوں میں گم ہے اور وہ اپنی جگہ کو جو اس کا وطن تھا چھوڑ چکا ہے اور اللہ سے واصل ہو چکا ہے، تو عام لوگ جن کو نیت کا حکم ہے انہیں لازم ہے کہ اپنے ارادے کو اپنی خواہشوں سے پاک کریں اور اپنی عبادت کو اپنی عادت سے ممتاز کریں۔

(شرح حدیث نیت ص ۲۸ تا ۳۰۔ ادارہ سنی دنیا بریلی)

نیت کے اثرات

تشریح صوفیانہ کے ضمن میں تاج الشریعہ نیتوں کے اثرات مرتب ہونے سے متعلق ابن کمال کا قول اور نوشیرواں کا ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں۔

حضرت ابن کمال نے فرمایا کہ عالم ظاہر پر عالم ملکوت غالب ہے اور عالم ظاہر اس کے حکم کا باندھا ہوا ہے لہٰذا لازم ہے کہ نفوس کی نیات اور کیفیات کا ان اعمال میں جو انجام دیتے ہیں اثر ظاہر ہو، تو ہر عمل جو سچی ربانی نیت سے نورانی کیفیت کے ساتھ صادر ہوگا اس کے ساتھ بے برکتی، نحوست، بے شگونی اور انتشار ہوگا۔ اسی لئے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

اعمال تو اپنی نیتوں کے ساتھ ہیں یعنی اعمال کے ساتھ نیتوں کا ربط ہے جیسے عالم علوی کی اشیاء اسرار کونیہ سے مربوط ہوتی ہیں۔

روح البیان میں ہے

نوشیرواں ایک مرتبہ شکار پر اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا اور ایک باغ میں پہنچا وہاں کے ایک بچے سے کہا مجھے ایک انار دے تو اس بچے نے انار دیا، نوشیرواں نے اس کے دانوں سے بہت سارس نکلا جس سے اس کی پیاس ختم ہو گئی۔ اب باغ اس کو پسند آیا اور دل میں باغ کو اس کے مالک سے لینے کی ٹھان لی، پھر اس بچے سے دوسرا انار مانگا، اب یہ انار کڑوا ہے، خشک اور کم رسیلا نکلا تو نوشیرواں نے بچے سے اس کا ماجرا پوچھا تو اس بچے نے کہا شاید بادشاہ نے ظلم کا ارادہ کر لیا ہے۔ یہ سننے کے بعد نوشیرواں کا دل ظلم کے ارادے سے باز آیا اور اس نے بچے سے تیسرا انار مانگا تو اسے پہلے سے بھی زیادہ خوشتر پایا تو بچے نے کہا شاید بادشاہ نے ظلم کے ارادے سے توبہ کر لی۔

معلوم ہوا کہ نیت کے اثرات بہر حال مرتب ہوتے ہیں۔ نیت اچھی ہو تو اس کے اچھے اثرات ظاہر ہوتے ہیں، اور نیت بری ہو تو برے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ دیکھو نوشیرواں کافر کو اس کے حسن نیت کا فائدہ ہوا اور جب صرف نیت کا یہ عالم ہے تو نیت کے ساتھ عمل بھی پایا جائے تو اس کے نتائج بھی ضرور ظاہر ہوں گے، اچھی نیت کے ساتھ عمل اچھا نتیجہ دکھائے گا اور بری نیت سے جو عمل ہوگا وہ برا اثر دکھائے گا۔

(شرح حدیث نیت ص ۹- ادارہ سنی دنیا بریلی)

اس عارفانہ وصوفیانہ توضیح کو دیکھنے کے بعد تاج الشریعہ کے تصوف وسلوک میں عرفان وایقان کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے وہ علوم شرعیہ کے ساتھ طریقت وحقیقت اور علوم تصوف میں بھی اپنی مثال آپ ہیں۔ ان کی عربی دانی سے متعلق اس سے پہلے ان کے سفر عراق کا جو واقعہ پیش کیا گیا ہے اس سے ان کے علم تصوف و سلوک پر روشنی پڑتی ہے کہ برجستہ انہوں نے وہاں کے شیوخ کو مسئلہ حلول کے متعلق شبہات کا تسلی بخش جواب دیا۔ جس پر انہوں نے اظہار مسرت کیا اور حیرت انگیز نگاہوں سے تاج الشریعہ کو دیکھنے لگے۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

نحویانہ تشریح

تاج الشریعہ کو علوم شرعیہ کے ساتھ علوم عربیہ اور علوم شرقیہ پر بھی عبور حاصل ہے حدیث نیت کی شرح میں انہوں نے قواعد نحویہ سے بھی استدلال فرمایا ہے کہ علم عربیت کے بعض قاعدے یا بعض صورتیں وہ ہیں جن میں نیت کا دخل ہے، نیت کے فرق سے حکم اور اعراب بدل جاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

بعض علماء کا قول ہے کہ یہ حدیث علم عربیت میں بھی جاری ہے اس حدیث کا اعتبار اگلے نحویوں نے کلام کی تعریف میں کیا، سیبویہ نے یہ قول کیا کہ کلام میں متکلم کا قصد ضروری ہے، لہذا سونے والا، بھولنے والا اور سکھایا ہوا جانور (مثلاً طوطا) جو بولے وہ کلام نہ ٹھہرے گا (یہاں متکلم کا قصد نہیں ہے)۔

اسی قبیل سے یہ ہے کہ نکرہ منادی میں جب کسی معین کو ندا کرنا مقصود ہو تو وہ معرفہ ہو جائے گا اور اس کا ضمہ پر مبنی ہونا واجب ہوگا اور کسی معین کو ندا کرنا مقصود نہ ہو تو معرفہ نہ ہوگا۔ اس صورت میں معرب منصوب ہوگا۔

اسی قبیل سے ہے وہ منادیٰ جس پر بضرورت تنوین داخل ہو کہ اس کی تنوین فتحہ اور ضمہ کے ساتھ جائز ہے۔ اسی تفصیل پر جو گزری ہو تو اگر تنوین ضمہ کے ساتھ اس منادی کی صفت کا منصوب اور مضموم ہونا جائز ہوگا اور اگر منادی کی تنوین نصب کے ساتھ ہو تو اس کی صفت کا منصوب ہونا متعین ہوگا۔ اس لئے کہ

وہ اس صورت میں اپنے موصوف کا تابع ہے جو لفظاً اور محلاً منصوب ہے۔ اب اگر اسم مقصود منادی ہو جس پر تنوین داخل ہو جسے یا فتیٰ، تو اس صورت میں صفت نیت کے تابع ہوگی۔ لہٰذا اگر موصوف منادی میں ضمہ کی نیت ہو تو صفت میں ضمہ اور نصب دونوں اعراب جائز ہوں اور اگر نصب کی نیت ہو تو صفت کا منصوب ہونا متعین ہوگا۔

(شرح حدیث نیت ص ۲۷۔ ادارہ سنی دنیا بریلی)

حضرت تاج الشریعہ کی تصنیف "شرح حدیث نیت" کے سرسری جائزہ سے یہ حقیقت سامنے آئی کہ یہ کتاب اپنے موضوع پر نہایت جامع اور خاص وعام کے لئے مفید ہے بعض کتب احادیث میں اس حدیث کی تشریح شرح وبسط کے ساتھ تو ملتی ہے مگر غالباً اردو میں ہماری جماعت اہلسنت میں یہ پہلی کاوش ہے اس اعتبار سے تاج الشریعہ کا یہ علمی کارنامہ قابل ستائش اور لائق تقلید ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انہیں علوم متداولہ یعنی تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، عقائد وکلام، معانی، بیان، بدیع، عروض وقوافی، تصوف وسلوک، منطق وفلسفہ، انشاء وقواعد، شعروشاعری، لغت وادب وغیرہا علوم نقلیہ وعقلیہ پر کامل دسترس حاصل ہے ان کی دیگر تصانیف وتراجم سے بھی ان کے علمی محاسن وخوبیوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان کے معاصر علماء ان کے علمی تفوق وبرتری کے قائل ومعترف ہیں۔ خاندان اعلیٰ حضرت کا ایک عظیم فرد ہونے کے ساتھ ان کا علمی وفنی کمال بجائے خود قابل صد آفریں ہے۔ وہ مینارہ عظمت اور شعاع نور ہیں۔ ان کی نوری کرنوں سے دنیا کو ہدایت وارشاد کی روشنی ملتی رہے گی۔

تاج الشریعہ کا حاشیہ بخاری

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمہ (م ۲۵۶ھ) کی کتاب "جامع صحیح بخاری" نے تمام کتب احادیث میں صحیح ترین کتاب ہے، کتاب اللہ کے بعد اسی کا مقام ومرتبہ ہے، صحاح ستہ میں بھی اسی کو خصوصی امتیاز حاصل ہے۔ امام بخاری نے اسے انتہائی حزم واحتیاط کے ساتھ سولہ سال کی مدت میں ترتیب دیا۔ ان کا حافظہ اتنا قوی تھا کہ تقریباً چار لاکھ حدیثیں انہیں زبانی یاد تھیں، ان حدیثوں کے ذخیرے سے انہوں نے صحیح ترین احادیث کا مجموعہ تیار کیا جسے غیر معمولی شہرت ومقبولیت حاصل ہوئی اور وہ مجموعہ آفاق میں پھیل گیا۔ بخاری شریف میں کل ۷۲۶۲ حدیثیں ہیں غیر مکرر احادیث کی تعداد تقریباً ساڑھے چار ہزار ہے۔

بخاری شریف جیسی باعظمت کتاب ہے ویسے ہی اسلامی تاریخ میں اس کی شرح وحواشی لکھنے کا بھی اہتمام کیا گیا، علمائے متقدمین ومتاخرین نے بخاری شریف کی جتنی شرحیں لکھی ہیں ان کی تعداد سو سے متجاوز ہے۔ یہ شروحات زیادہ تر عربی، فارسی اور اردو زبان میں ہیں۔ اسی طرح علم نحو میں کتاب "کافیہ" کی شروح بھی مختلف زبانوں میں ڈیڑھ سو سے زیادہ ہیں۔ شروح کے ساتھ علماء اسلام میں بخاری شریف کے حواشی لکھنے کا بھی رواج رہا ہے متعدد علمائے قدیم وجدید نے اس کے حواشی لکھے ہیں۔

مجھے فی الوقت ان شروحات وحواشی کا جائزہ پیش کرنا مقصود نہیں نہ یہاں پر اس کی گنجائش ہے، صرف یہ عرض کرنی ہے کہ بعد کے زمانے میں شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے بھی بخاری شریف کا حاشیہ تحریر فرمایا ہے۔ یہاں یہ بتادینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اکثر محشی حضرات کا یہ طریقہ ہے کہ جس کتاب پر حاشیہ لکھنا ہے تو اس کی شرح سے کچھ ادھر ادھر سے اخذ کرکے حاشیہ تیار کرتے ہیں مگر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے ایسا نہیں کیا بلکہ ان کا حاشیہ خود ان کے ذہن وفکر کی پیداوار اور ذاتی تحقیق وجستجو سے مملو ہوتا ہے۔ انہوں نے جس کتاب پر

بھی حاشیہ لکھا ہے کہ ہر ایک کے لئے محققین اور ان کے سوانح نگار یہی لکھتے ہیں، انہوں نے درجنوں عربی کتب پر حواشی لکھے ہیں۔

اب موجودہ عہد میں حضرت تاج الشریعہ علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان صاحب ازہری نے حاشیہ بخاری تصنیف کرنے میں طبع آزمائی فرمائی جس کے نتیجے میں ایک مفید و معرکۃ الآرا حاشیہ بنام ''حاشیۃ الازھری علی صحیح البخاری'' وجود میں آیا۔ مسرت و شادمانی کی بات ہے کہ ''مجلس البرکات مبارکپور '' سے بخاری شریف کے ساتھ حاشیہ اعلیٰ حضرت و حاشیہ ازہری دونوں اس کے اصل حاشیہ کے ساتھ شائع ہو گئے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کا حاشیہ تو ابھی تک میری نظر سے نہیں گزرا ہے البتہ تاج الشریعہ کے حاشیہ کا نمونہ اس وقت میرے پیش نظر ہے۔ جسے ''المجمع الرضوی'' سوداگران بریلی شریف نے اعلیٰ حضرت کے ایک رسالے ''اھلاک الوھابین علی توھین قبور المسلمین ۱۳۲۲ھ'' کے ساتھ شائع کیا ہے۔ غالباً رضا اکیڈمی ممبئی سے بھی تاج الشریعہ کے حاشیے کا نمونہ شائع ہوا ہے۔ خدا کرے ان کا تحریر کردہ پورا حاشیہ منظر عام پر آجائے، یقین جانئے ملت اسلامیہ کی آنکھیں ان سے ٹھنڈی ہوں گی ذہن و فکر کو علم و بصیرت کا اجالا ملے گا۔

تاج الشریعہ کا حاشیہ جہاں محدثانہ شان لئے ہوئے ہے وہیں اس سے اہلسنت و جماعت کے معتقدات و مراسم بھی اپنی حقانیت و صداقت کے ساتھ سامنے آتے ہیں گویا کہ انہوں نے حاشیہ نگاری کے ضمن میں اہلسنت کی نمائندگی کی ہے اور احادیث کے حوالے سے معمولات اہلسنت کو ثابت کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ نیز اسے دیکھنے کے بعد یہ احساس ہوتا ہے کہ اصلاح فکر و اعتقاد سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی تحریر سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔

حاشیہ نگاری میں تاج الشریعہ نے یہ انداز اپنایا ہے کہ سب سے پہلے حدیث کی توضیح و تشریح کی ہے پھر اس سے جو شرعی مسئلہ ماخوذ و مستنبط ہوتا ہے اس کی طرف واضح لفظوں میں اشارہ فرمایا ہے۔ جس حدیث پر حاشیہ لکھا گیا کہیں کہیں اس حدیث کی تائید میں کئی کئی حدیثیں پیش کی گئی ہیں۔ بعدہ دلائل شرعیہ اور اقوال ائمہ کی روشنی میں نفس حدیث کی وضاحت کے ساتھ مراسم اہلسنت کا بھی اثبات و اظہار کیا گیا ہے۔ حاشیہ ازہری کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں جگہ جگہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی قدس سرہٗ کی تحریر و تحقیق کا حوالہ دیا گیا ہے تاکہ غافل دنیا اعلیٰ حضرت سے مانوس و متعارف ہو جائے کہ وہ بدعات و منکرات کے داعی نہیں بلکہ وہ تو شد و مد سے ان کے رد و ابطال کرنے والے تھے۔ انہوں نے معاشرے کی بدعات و خرافات اور فرقہائے باطلہ کا رد بلیغ فرمایا ہے، وہ مذہب حق اہلسنت و جماعت کے نقیب و علمبردار تھے۔ انہوں نے حق کا آوازہ بلند کیا، دنیا کو باطل فرقوں کے مکر و دغا اور ان کی ریشہ دوانیوں سے آگاہ و آشنا کرایا، اسلام کے نام پر پیدا ہونے والے بعد کے باطل فرقوں کا رد و ابطال ان کے تجدیدی کارناموں کا خاص حصہ ہے، وہ اپنی دینی و علمی خدمات سے ہی آفاق میں مشہور و متعارف ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ امام احمد رضا کا نام حق و صداقت کی ضمانت، ان کا پیغام وقت کی ضرورت اور ان پر عمل پیرا رہنا وقت کا عین تقاضا ہے۔ تاج الشریعہ کی یہی آرزو و خواہش ہے کہ دنیا بھر میں امام احمد رضا کا پیغام عام ہو جائے اور ان کے علمی و تجدیدی مقام و منصب سے لوگ واقف و آگاہ ہو جائیں۔

جہاں میں عام پیغام شہ احمد رضا کر دیں
پلٹ کر پیچھے دیکھیں پھر سے تجدید وفا کر دیں

(تاج الشریعہ)

تاج الشریعہ اور حاشیہ بخاری

مولانا کوثر امام قادری، استاذ دارالعلوم قدوسیہ پرسونی بازار مہراج گنج (یوپی) ☆09838086342

علم حدیث کی دنیا میں بخاری شریف کو جو مقام و مرتبہ حاصل ہے محتاج بیان نہیں۔ حضرت امام بخاری نے ۶/لاکھ احادیث کریمہ صحاح سے انتخاب کرکے یہ نادر و انمول کتاب مرتب کی، آپ نے نہیں بلکہ صحاح ستہ کے جملہ مصنفین نے دوسرے محدثین کی بنسبت اپنی اپنی کتابوں میں صحیح ترین سندوں والی حدیثیں لانے کا التزام کیا اگرچہ بعض مواقع پر ضعیف حدیثیں بھی جگہ پاگئیں لیکن اکثریت صحیح حدیثوں کی ہے۔ اسی سبب سے بخاری و مسلم یا دیگر صحاح کی کتابوں کو صحیح کہا جاتا ہے۔

بہر حال بخاری شریف کو بڑا ہی اونچا مرتبہ حاصل ہے اور کیوں نہ ہو کہ یہ کتاب جنت کی کیاری میں بیٹھ کر تالیف کی گئی ہے۔ رب قدیر نے اسے قبولیت کا وہ شرف بخشا کہ مسلمان قرآن کے بعد اسے سب سے اہم کتاب تصور کرنے لگے۔ چنانچہ علمائے حدیث نے کئی طرح سے اس کی خدمت کی، راویوں پر کتابیں لکھی گئی، حواشی تحریر ہوئے، شرح و تفصیل، تلخیص و تجرید کی گئی اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے اور انشاء اللہ جاری رہے گا۔

یوں تو متعدد محدثین نے اس پر حاشیہ قلمبند کیا ہے مگر ہندو پاک میں بخاری شریف پر جو حاشیہ مطبوع ہے وہ حضرت علامہ احمد علی محدث سہارنپوری کا ہے جو اپنے زمانے کے ایک جید عالم اور علم حدیث پر اچھی نظر رکھنے والے تھے۔ حاشیہ بخاری ان کا بڑا ہی اہم کارنامہ ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ان کا قلم لغزش و خطا سے محفوظ نہ رہ سکا اور جگہ جگہ عقائد اہلسنت اور جمہور محدثین کی فکر و تحقیق کے خلاف باتیں در آئیں ضرورت تھی کہ ان مواقع کی نشاندہی کی جائے اور حدیث کی صحیح ترجمانی سے طلباء علوم دینیہ کو آگاہ کیا جائے۔

یہ کام اگر ایک طرف بڑا صبر آزما تھا تو دوسری طرف اس کیلئے ایسے شخص کی ضرورت تھی جو بیک وقت محدث بھی ہو اور فقیہ بھی، مبادیات عقائد پر گہری نظر بھی رکھتا ہو اور احقاق حق و ابطال باطل کی جرأت و ہمت بھی، احباب و متعلقین کی ہنگامہ آرائیوں سے دور بھی ہو اور کارہائے دنیا کی ہمہ ہمی سے کنارہ کش بھی۔

فضل الٰہی کہ اس کام کے لئے جامع برکات رضویہ، ماہر احادیث نبویہ، علامہ علوم دینیہ، حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری دام ظلہ علینا نے قلم اٹھایا اور پایہ تکمیل

تک پہنچا دیا۔

راقم الحروف نے جب سنا کہ حضور تاج الشریعہ نے بخاری شریف پر کچھ کام کیا ہے تو اسے عقیدت کیشوں کی خوش فہمی پر محمول کیا کیوں کہ تصنیف وتالیف اور وہ بھی فن حدیث پر کام کرنا جس فرصت ویکسوئی کا متقاضی ہے، وہ حضرت کے یہاں کہاں موجود۔ ملک وبیرون ملک کا تبلیغی دورہ، لاکھوں مریدوں کی فریاد رسی، دارالافتاء کی ذمہ داری، منصب قضا کی نگہبانی، مرکزی ادارہ جامعۃ الرضا کی تعمیر وترقی اور اس پر طویل علالت وبصارت کی کمی مستزاد، ایسے ماحول میں کسی بڑے علمی کام کی امید ہی نہیں کی جاسکتی ہے، لیکن پچھلے سال جون ۲۰۰۷ء میں حضرت مولانا عبدالرحیم نشتر فاروقی نے حضور والا کی تحریر کردہ ایک حدیث پر حاشیہ کی مطبوعہ کاپی عنایت فرمائی اور بتایا کہ مکمل حاشیہ مجلس برکات مبارکپور سے شائع ہونے والا ہے۔ تو بے ساختہ زبان سے نکلا کہ یہ حضور کی کرامت ہے۔

موصوف کی عطا کردہ نمونہ کی وہی کاپی پیش نظر ہے۔ جس کا مطالعہ مقصود ہے ساتھ ہی ساتھ محدث سہارنپوری کے حاشیہ پر بھی نظر ڈالی جائے گی۔

پہلے حدیث بخاری سے ترجمہ ملاحظہ کیجئے

اوصی بریدۃ الاسلمی ان یجعل فی قبرہ جرید ان

حضرت بریدہ ابن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی قبر میں کھجور کی دو شاخیں رکھی جائیں۔

ورای ابن عمر فسطاطا علی قبر عبد الرحمن فقال انزعہ یاغلام فانمایظلہ عملہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن بن ابو بکر رضی اللہ عنھم کی قبر پر خیمہ دیکھا تو فرمایا اے لڑکے اسے اکھاڑ دے اس پر اس کا عمل سایہ کئے ہوئے ہے۔

وقال خارجۃ بن زید رایتنی ونحن شبان فی زمن عثمان وان اشد ناوثبۃ الذی یثب قبر عثمان بن مظعون حتیٰ یجاوزہ

اور خارجہ بن زید نے کہا میں نے اپنے آپ کو دیکھا اور ہم حضرت عثمان کے زمانے میں جوان تھے ہم میں سب سے لمبی چھلانگ لگانے والا وہ ہوتا جو عثمان کی قبر کو چھلانگ جاتا۔

وقال عثمان بن حکیم اخذ بیدی خارجۃ فاجلسنی علی قبر واخبرنی عن عمہ یزید بن ثابت قال انما کرہ ذالک لمن احدث علیہ۔ ا

اور عثمان بن حکیم نے کہا خارجہ نے مرا ہاتھ پکڑ کر ایک قبر پر بیٹھایا اور اپنے چچا یزید بن ثابت سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ انہوں نے کہا کہ قبر پر اسے بیٹھنا مکروہ ہے جو اس پر بول وبراز کرے۔

اس باب کے تحت تعلیق کے طور پر حضرت امام بخاری نے مذکورہ حدیثیں نقل فرمائی ہیں۔

اس باب کا مقصد یہ ہے کہ قبر پر کیا جائز ہے اور کیا ناجائز تو حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ قبر پر شاخ رکھنا مستحسن ہے۔ حضرت خارجہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ قبروں پر چھلانگ لگانا جائز ہے اور میت پر سایہ کرنے کی نیت سے خیمہ لگانا منع ہے۔

علامہ احمد علی محدث سہارنپوری مذکورہ احادیث کریمہ کا مطلب بیان کرتے ہوئے اپنے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

ان غرض المؤلف من وضع ھذہ الترجمۃ الاشارۃ الی ان وضع الجرید علی القبر لاینفع ا لمیت کمالا ینفعہ ظل الفسطاط بل ینفعہ عملہ الصالح وکذالا یضرہ الجلوس ونحوہ من علوء البناء والوثبۃ

عليه بل النفع والضرر انما هو باعتبار عمله لاغير

واما ما ورد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من وضع الجريد فهو خاص به

واما امر من ايصاء بريدة فاجاب منه القسطلاني كان بريده حمل الحديث على عمومه ولم يره خاصا ولكن الظاهر من تصرف المولف ان ذالک خاص المنفعة بما فعله صلى الله عليه وسلم بركة الخاصة به وان الذى ينفع اصحاب القبور انما هو الاعمال الصالحة.

وقال ابن الهمام يكره الجلوس على القبرو وطيه انتهىٰ اى الكراهة التنزيه ومرجعه خلاف الاولىٰ كما صرحه ابن المالک فى المبارق شرح حيث قال فى بيان تجلسوا على القبور انهى للتنزيه لما فيه من الاستخفاف للميت ولم يكرهه بعض العلماء لما روى ابن عمر كان يجلس للبول وعليا كان يضطجع عليها وحملوا النهى على الجلوس انتهىٰ. وقال على القارى فى شرح المؤطا فالنهى للتنزيه وعمل على محمول على الرخصة اذالم يكن على وجه المهانة ۲

خلاصہ حاشیہ

★ قبر پر بیٹھنے سے میت کو کوئی تکلیف نہیں پہنچتی۔

★ میت کو نفع تو صرف اس کے اپنے اعمال صالحہ کی بدولت پہنچتا ہے نہ کہ دوسروں کے اعمال کے سبب۔

★ قبر پر پھلا پھلنے سے یا قبہ وغیرہ بنانے سے میت کو کوئی نقصان نہیں (یعنی قبہ وغیرہ نہ بنایا جائے)

★ قبر پر شاخ رکھنے سے میت کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔

★ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے دو قبروں پر شاخ رکھا تو یہ آپ کے ساتھ خاص ہے۔

★ قبر پر بیٹھنا صرف مکروہ تنزیہی ہے اگر اہانت ہو تو ورنہ مکروہ بھی نہیں بلکہ جائز ہے۔

مذکورہ باتیں احادیث صحیحہ، آثار صحیحہ، اقوال ائمہ اور معتقدات اہلسنت کے خلاف ہیں۔ اس لئے حضور تاج الشریعہ نے محدث سہارنپوری کا زبردست علمی تعاقب فرمایا اور حق و باطل کے درمیان خط فاصل کھینچ کر صحیح تشریح سے آگاہ کیا۔ اگر چہ حاشیہ میں لمبی چوڑی بحث نہیں کی جاتی تاہم اختصار کے باوجود حاشیہ ازہری میں تحقیق رضا کی تابانی استدلال نوری کی درخشانی جس آب و تاب کے ساتھ عیاں ہے محتاج بیان نہیں۔

حضور تاج الشریعہ کا حاشیہ پیش کرنے سے قبل ان احادیث کریمہ و آثار طیبہ کو پیش کرنا چاہتا ہوں جن کی طرف موصوف نے اشارہ فرمایا ہے اور محدث سہارنپوری کی نگاہ وہاں پہنچنے سے قاصر رہی یا دانستہ طور پر انہوں نے امت مسلمہ کو صحیح حدیث پر عمل کرنے سے باز رکھنے کے لئے نظر انداز کر دیا۔

● عن ام المومنين عائشه الصديقه رضى الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ا لميت يوذيه فى قبره مايوذيه فى بيته ۳۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت کو جس بات سے گھر میں ایذا ہوتی ہے قبر میں بھی ایذا پاتا ہے۔

●عن عقبة بن عامر رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه لان امشى على جمرة اوسيف او اخصف نعلى برجلى احب الى من ان امشى على قبر مسلم ۴۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے آگ کی چنگاری پر چلنا یا تلوار پر چلنا یا میرا پاؤں جوتے میں سی دیا جانا زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں کسی مسلمان کی قبر پر چلوں۔

● عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان اطاعلی جمرۃ حتیٰ یتخلص الیٰ جلدی احب الیٰ من ان اطاعلی قبر مسلم ۵۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے چنگاری پر پاؤں رکھنا یہاں تک کہ وہ جوتا توڑ کر کھال تک پہنچ جائے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں۔

● عن عمارۃ بن حزم رضی اللہ عنہ قال رانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی القبر فقال یاصاحب القبر! انزل من علی القبر لاتوذ صاحب القبر ولا یوذیک ۶۔

حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو فرمایا اے قبر والے! قبر پر سے اتر نہ تو صاحب قبر کو ایذا دے ورنہ وہ تجھے ایذا دیں گے۔

عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان یجلس احدکم علی جمرۃ فتحرق ثیابہ فتخلص الی جلدہ خیرلہ ان یجلس علی قبرہ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک آدمی کو آگ کی چنگاری پر بیٹھا رہنا یہاں تک کہ اس کے کپڑے جلا کر جلد تک توڑ جاتے اس کے لئے بہتر ہے اس سے کہ قبر پر بیٹھے۔

مذکورہ احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ میت کو تکلیف ہوتی ہے، قبر پر بیٹھنا، اس پر چلنا، اس سے ٹیک لگانا اللہ اور رسول کو سخت ناپسند ہے۔ جبھی تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تہدیداً تحذیراً قبر پر بیٹھنے سے منع فرمایا جس کا تقاضا یہ ہے کہ قبر پر بیٹھنا مکروہ تنزیہی نہیں بلکہ مکروہ تحریمی ہو۔

عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماعلی احدکم اذا اراد ان یتصدق اللہ صدقۃ تطوعاً ان یجعلھا عن والدہ اذا کان مسلمین فیکون لوالدیہ اجوھا ولہ مثل اجورھما بعد ان لا ینقص من اجورھما شئی ۸۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص صدقہ نافلہ کا ارادہ کرے تو اس کا کیا حرج ہے کہ وہ صدقہ اپنے ماں باپ کی نیت سے دے کہ انہیں اس کا ثواب پہنچے گا اور اسے ان دونوں کے اجروں کے برابر ملے گا اور ان کے ثواب میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی۔

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تصدق احدکم بصدقۃ تطوعاً فلیجعلھا عن ابویہ فیکون لھما اجرھا فلاینقص من اجرہ شئی ۹۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی صدقہ نافلہ دے تو اس میں والدین کی طرف سے نیت کرے تو ان دونوں کو اس کا ثواب ملے گا اور اس کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔

اس لئے تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب صدقہ کرو تو اپنے ماں باپ کو ثواب پہنچانے کی نیت کرلو۔ انہیں ثواب پہنچ جائے گا۔

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال مرسول الله تعالیٰ صلی الله علیه وسلم علی قبرین فقال اماانهما لیعذبان ومایعذ بان فی کبیر اما احدھا فکان یمشی بالنمیمة واما الاخر فکان لا لیستتز من بوله قال فدعابعسیب رطب فشقه باثنین ثم غرس علی ھذا واحداً اوعلی ھذا واحدائم قال لعله ان یخفف عنهما مالم ییسا۔ ۱۰

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو قبروں سے گزر ہوا آپ نے فرمایا ان قبروالوں کو عذاب ہورہا ہے اور یہ عذاب کسی ایسی وجہ سے نہیں ہورہا ہے جس سے بچنا دشوار ہو ان میں سے ایک شخص چغلی کیا کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے بچنے میں احتیاط نہیں کرتا تھا پھر آپ نے ایک سبز شاخ منگائی اس کے دو ٹکڑے کئے ایک ٹکڑا ایک قبر پر گاڑ دیا اور دوسرا دوسری قبر پر پھر فرمایا جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہیں ہوں گی ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر پر تازہ شاخیں، پھول وغیرہ رکھنے سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے لیکن محدث سہارنپوری کا خیال ہے کہ کسی بھی طرح سے میت کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ انہوں نے اس واضح وصریح حدیث کو رد کرنے کے لئے فرمادیا کہ یہ سرور کائنات کی خصوصیت ہے اگر کوئی دوسرا یہ عمل انجام دے تو بے سود ہے۔ حالانکہ یہ دعویٰ خصوصیت بھی بلادلیل ہے اور خصوصیت کا قول کرنا باطل ہے۔ کیوں کہ خصوصیت کا معیار یہ ہے کہ جس کام سے آپ نے امت کو علی العموم منع فرمایا ہو اور خود اس کام کو کیا ہو یا عام لوگوں کو کسی چیز سے منع فرمایا ہو اور بعض کے لئے رخصت دی ہو۔ اور صراحت موجود ہے کہ خصوصیت بلادلیل ثابت نہیں ہوتی۔

حافظ عمر ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں

ان الخصوصیة لاتثبت الا بدلیل و الاصل عدمه۔ ۱۱

خصوصیت بلادلیل ثابت نہیں ہوتی اور اصل خصوصیت کا نہ ہونا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت کی شاخ کو قبر پر گاڑنے سے منع نہیں فرمایا اس لئے یہ فعل آپ کی خصوصیت نہیں اور آپ کے وصال کے بعد یہ فعل بعض صحابہ سے ثابت ہے۔

جن لوگوں نے خصوصیت کا قول کیا ان کا رد کرتے ہوئے حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

ولیس فی السیاق مایقطع علی انه باشر الوضع بیده الکریمة بل یحتمل ان یکون امربه وقد تاسی بریده بن الحصیب الصحابی بذالک فاوصیٰ ان یوضع علی قبره جریدتان وھو اولیٰ ان یتبع من غیره ۱۲۔

اس حدیث کے شروع میں ایسی کوئی چیز نہیں جس سے قطعی طور پر یہ معلوم ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دست کرم سے ان شاخوں کو قبر پر رکھا تھا۔ (حتیٰ کہ آپ کی خصوصیت کا دعویٰ کیا جائے) بلکہ یہ بھی احتمال ہے کہ آپ نے ان شاخوں کو رکھنے کا امر کیا ہو۔ حضرت بریدہ بن حصیب صحابی نے آپ کی اتباع کی ہے اور اپنی قبر پر شاخ رکھنے کی وصیت کی اور دوسرے لوگوں کے بجائے حضرت بریدہ کی اتباع کرنا زیادہ مناسب ہے۔

جمہور محدثین وفقہا نے اس حدیث کو خصوصیت پر محمول نہیں کیا، جس نے خصوصیت کا دعویٰ کیا اس کی تردید کی اور اسی حدیث کی روشنی میں یہ فرمایا کہ قبروں پر شاخ رکھنا، پھول ڈالنا سنت ہے۔

ومن ثم افتی بعض الائمة من متاخری اصحابنابان ما اعتید من وضع الریحان والجرید سنة لهذا الحدیث ۱۳۔

اسی وجہ سے ہمارے متاخرین اصحاب میں سے بعض ائمہ نے فتویٰ دیا کہ درخت کی شاخوں اور پھولوں کو (قبر پر) رکھنے کا معمول اس حدیث کی بنا پر سنت ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں

وتمسک کنند این جماعة باین حدیث درانداختن سبزه وگل رابرقبور۔ ۱۴

جو لوگ زندہ چیز کی تسبیح کے قائل ہیں وہ اس حدیث سے قبروں پر سبزہ اور پھولوں کے ڈالنے پر استدلال کرتے ہیں۔

علامہ محمد شربینی خطیب فرماتے ہیں

ایضا وضع الجرید الاخضر علی القبور وکذا الریحان ونحو من الشئی الرطب ۱۵۔

قبر پر شاخ رکھنا سنت ہے اسی طرح پھولوں اور ہر تر چیز کا رکھنا سنت ہے۔

ڈاکٹر وھبہ زحیلی لکھتے ہیں

قال الشافعیة کلا بأس بتطیب القبر وقالوا الیضامع الحنابلة والحنفیة، ویندب ان یرش القبربماء ویسن وضع الجرید الاخضر والریحان ونحوه من الشئی الرطب علی القبر ۱۶۔

فقہا شافعیہ نے کہا کہ قبر پر خوشبو لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے، نیز فقہا شافعیہ، حنبلیہ اور حنفیہ نے کہا ہے کہ قبر پر پانی کے چھینٹے ڈالنا مستحب ہے اور قبر پر سبز شاخ، پھول اور کسی تر چیز کا رکھنا سنت ہے۔

سابقہ بحث کی روشنی میں یہ سمجھنا آسان ہوگیا کہ خدمت حدیث اور حاشیہ نگاری کے پردے میں کیا کیا گل کھلایا گیا اور کتنی جرأت کے ساتھ احادیث صحیحہ واقوال ائمہ پر یکلخت قلم پھیر دیا گیا۔

یہ وہ چیز تھی جو بخاری شریف کا مطالعہ کرنے والوں کے ذہنوں میں کھٹکتی رہتی تھی اور یہی نہیں اس طرح کثیر مقامات ایسے ہیں جہاں صحیح تشریح، تردید اور تعقیب کی ضرورت تھی۔

الحمدللہ رب العالمین

اس ضرورت شدیدہ کو حضور تاج الشریعہ نے پوری فرما کرامت مسلمہ پر احسان عظیم فرمایا۔

اب ملاحظہ کریں حاشیہ ازہری میں علوم رضا کی جلوہ گری۔

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں

قوله فقال انزعه یا غلام فانما یظله عمله ۱۷۔

اقول۔ ھذاینادی باعلی صوته ان ضرب الفسطاط اذاکان عن اعتقاد ان ذالک یظل المیت ممنوع لما تعمن ذالک من سوء اعتقاد و صرف المال فی عبث بخلاف مااذاکان ذالک یظل به الجلوس عندالقبر للتسبیح والتهلیل وقراءة القرآن فلامانع منه شرعابل هوحسن.

قدتقرر فی الشرع ان الامور بمقاصد ها وقد وضع نبینا صلی الله علیه وسلم امراجا معا الشتات المهمات من انواع العبادات والمعاملات فقال انماالاعمال بالنیات وانما لکل امری مانوی اوکماقال علیه الصلوة والسلام وفی الفسطاط خاصة ورد قوله صلی الله علیه وسلم افضل الصدقة ظل فسطاط ومنحة خادم.

قال فی مجمع البحار ای اعطاء ظله ای منحة فسطاط فاقیم الظل مقام الاعطاء لان غایة نفعهما الاستظلال بها اومنحة خادم لخدمة مجاهد انتهیٰ

هذا وقدتقرر فی محله ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاة اوصوماً اوصدقة اوغیر هاعنداهل السنة والجماعة کذافی الهدایة ومثله فی خزانة المفتین برمزهالها.

وفی الدر باب الحج عن الغیر الاصل ان کل من اتیٰ بعبادة ماله جعل ثوابهالغیر الخ.

وفی الهندیة عن الخایة العنایة کالهدایة مع زیادة مفیدة حیث قال الاصل فی هذا الباب ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله بغیر صلاة اوصوماً اوصدقة اوغیرها کالحج وقراة القرآن والاذکار وزیارة قبور الانبیاء علیهم الصلاة والسلام والشهداء والاولیاء والصالحین وتکفین الموتیٰ وجمیع انواع البر کذافی غایة السروجی وشرح الهدایة وفی البحر الرائق لافرق بین ان یکون المجعول له میتاً اوحیاً.

وفی الصحیحین ان النبی صلی الله علیه وسلم ضحیٰ بکبشین املحین احدهما عن نفسه والاخر عن امته.

وزاد ابن ماجة ذبح احدهما عن امته لمن شهد له بالتوحید وشهد له بالبلاغ وذبح الاخر عن محمد وال محمد.

عن ابی هریره رضی الله عنه صلی الله علیه وسلم قوله عندالتضحیة اللهم لک ومنک عن محمد وامته(الفتاویٰ الرضویه للامام الهمام شیخ الاسلام احمد رضا رضی الله عنه بتصرف)

اقول. هذاالحدیث یرشد ک الی صحة ماقالو امن ان للانسان ان یجعل ثواب عمله لغیره وان نواه، عندالفعل لنفسه هناک ادلة اخریٰ فی الحدیث و کفی بقوله ﷺ انما لکل امری مانوا موکدا للعموم ای له خیرة فی عمله ان یجعله لیغره مهما کان من عمل وله ثواب ذالک بفضله تعالیٰ ومنه.

کان هذانبذة من کلام الائمة فی اهداء ثواب العمل للغیر حیاکان اومیتاً وفی هذالقدر کفایة والروایة ذات علاقة بهذا الاخیر وقد ذکر نامافیه فلا تغتر بما وردهنامن قوله فانما یظله عمله

محشی نے کہاتھا کہ ایک انسان کے عمل کا ثواب دوسرے کونہیں پہنچ سکتا۔ تاج الشریعہ نے اس کی تردید کی اور مجمع البحار، فتاویٰ عالمگیری، درمختار، ہدایہ، خزانۃ المفتین، بحرالرائق، غایۃ السروجی، صحیح بخاری وصحیح مسلم، سنن ابن ماجہ کی روشنی میں ثابت فرمایا کہ بلاشبہ ایک انسان کے عمل خیر کا ثواب دوسرے کو پہنچ سکتا ہے اور یہ شرعاً جائز ونفع بخش ہے۔

سلسلہ کلام آگے بڑھاتے ہوئے فرماتے ہیں

فالحصر غیر حقیقی وانما هواضافی و الروایة لها علاقة کذالک بمسئلة البناء وقد اشرنا من قبل الی مافیها من تفصیل وقد تکفل بتفصیل ماهنا لک و تنقیح ذالک سیدی و جدی الامام المجدد شیخ الاسلام احمد رضا رضی الله عنه علی احسن وجه وها اناء اذا اترجم لک بعض ماقال المیت ففی هذه الحالة لامساس لهذا بالبناء علی القبر لانه اقبار فی لبناء ولیس بنا علی القبر هذاالعلامة الطرابلسی

فی البرھان شرح مواھب الرحمن ثم العلامۃ الحسن الشرنبلالی فی ا لفنیۃ ذوی الاحکام ثم العلامۃ السید ابوالسعود الازھری فی فتح المعین ثم العلامۃ السید احمد المصری فی حواشیہ علی الدر وعلیٰ مراقی الفلاح واللفظ ک الفنیۃ قال قال فی البرھان یحرم البناء علیہ للزینۃ و یکرہ للاحکام بعد الدفن لا الدفن فی مکان بنی فیہ قبلہ لعدم کونہ قبراً حقیقۃ بدونہ وان شید البناء بعد دفن المیت ففیہ امران اھدھما ان یشید البناء علی نفس القبر ملصقا بالقبر ھذا لاشک فی منعہ لان شقف القبر حق للمیت علی ان فی ھذا الفعل اھانہ للمیت اذیۃ حتیٰ منع الجلوس علی قبرہ ووطؤہ فکیف البناء علی القبر۔

وکثیر من علمائنا قرر وان ھذا المعنیٰ ھوالمراد من احادیث و ردت فی النھی عن البناء علی القبر وفی الحقیقۃ ھذا ھوالمعنیٰ الحقیقی للبناء علی القبر۔

واما بناء مکان عندالقبر اوحول القبر فلماان المنع من الصلوٰۃ علی القبر لایشمل المنع عن الصلوٰۃ بجنب القبر کذالک البناء حول القبر، بمعزل عن النھی نص علیہ العلماء قاطبۃ کمابیناہ فی الفتاوی قال الامام فخر الدین الاوزجندی فی الخانیۃ لایجصص القبر لماروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ نھیٰ عن التجصیص والتقصیص وعن البناء فوق القبر۔

قالو اراد ابالبناء السفط الذی یجعل علی القبر فی دیار نالماروی عن ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ انہ قال لایجصص القبر ولایطیّن ولایرفع علیہ بناء اوسفط۔

قال الامام طاھر بن عبدالرشید البخاری فی الخلاصۃ لایرفع علیہ البناء

قالو ارادبہ السفط الذی یجعل فی دیار نا علی القبور

وقال فی الفتاویٰ ، الیوم اعتاد والسفوط والامر الاخر ان یبنیٰ حول القبر صفۃ فان کان فی ارض ممنوعۃ کارض مملوکۃ للغیر بغیر اذن المالک اوفی ارض موقوفۃ بدون شرط الواقف فالبناء غیر جائز بھذا الوجہ فانہ لایجوز ان یبنی فی المسجد ھذا المحل فضلا عن بناء اخر ولذا نقل فی المرقاۃ عن الازھار ان النھی للحرمۃ المقبرۃ المبسلۃ وانہ یحب الھدم وان کان فی مسجد وکذالک یحرم البناء اذاکان عن نیۃ فاسدۃ نحو الزینۃ والتفاخر مثلاً قبور الامراء شید علیھا ابنیۃ رفیعۃ بمبالغ باھظۃ فھذا ممنوع لفساد النیۃ کمامر من ابرھان و مثلہ فی نورالایضاح وغیرہ وکذالک المنع حیث لافائدۃ اصلا مثلا اذا کان القبر فی دومۃ حیت لایمربہ الناس اوکانت قبورعامۃ غیر صلحاء لا یعقتدھا احد ولا یقصدھاللتبرک والا نتفاع بھا ولایتوقع من ورثتھم الذین کانت الدنیا اکبرھم ان یقصدوھا صیفا اوشتاء اونزول الغیث فیجلسوا عندھاللزیارۃ ونفع المیت ویشتغلو ا قراءۃ القرآن والذکریٰ اویجلسو اھناک قراء وذاکری ن علی الوجہ الشرعی ففی مثل ھذا الحال النھی للسرف و اضاعۃ المال۔

قال العلامۃ النور پشتی منھی لعدم الفائدۃ فیہ

و فی مجمع بحار الانوار منی عنه لعدم الفائدة وفی المرقاة قال وبعض الشراح من علمائنا ولا ضاعة المال و حیث خلی البناء عن جمیع هذه المحظورات فلاوجه هناک للمنع

ولهذا قال مولانا العلی القادری بعد نقل ماذکر التور پشتی قلت فیستفادمنه انه اذا کانت التمیمة لفائده مثل ان یقعد القراء تحتها فلاتکون منهیة.

قال ابن الهمام واختلف فی اجلاس القارئین لیقرء وا عندالقبر و المختار عدم الکراهة.

و فی صحیح البخاری عن عائشة رضی الله عنها عن النبی صلی الله علیه وسلم قال فی مرضه الذی فیه لعن الله الیهود والنصاریٰ اتخذ وا قبور انبیاء لهم مساجد اقالت ولو لا ذالک لابرز واقبره قال العلامة القسطلانی نی ارشاد الساری تهت هذا الحدیث

لکن لم یبرزوه ای لم یکشفوه بل بنوا علیه حائلا

قال الشیخ عبدالحق محدث الدهلوی فی جذب القلوب

لما تحقق دفن سیدالانبیاء صلی الله علیه وسلم باذن الله فی الحجرة الشریفة کانت عائشه الصدیقة رضی الله عنها تسکن فی بیتها ولم یکن بینها و بین القبرا الشریف حائل و اخیراً تسبب عن جرائة الرجال وعد تحاشیهم عن الدخول علی القبر الشریف اخذ ترابه ان جعلت البیت قسمین واقامت جداراً بین مسکنها و بین القبر الشریف و بعد ذالک لمازا دعمر فی المسجد بنی الحجرة باللبن و کانت تلک الحجرة ظاهرة حتی حدوث العمارة فی زمان ولید و هدم عمر بن عبدالعزیز عن امر ولید بن عبدالملک تلک الحجرة و بناها بالحجارة المنقوشه وبنی علی ظاهر تلک الحجرة ای خارجها خطیرة اخریٰ ولم یدع احداً امن المدخلین.

ویر وی عن عروة انه قال لعمر بن عبدالعزیز لوترکت الحجرة علی حالها اوبنی العمارة حولها لکان احسن لاجر ان صرح العلماء الکرام باباحة البناء حول قبور العلماء و المشائخ قدست اسرار هم وقد اباح السلف البناء علی قبور المشائخ والعلماء المشهورین لیزورهم الناس ویستریحو ا بالجلوس فیه وقال العلامة القاری بعینه بعد العبارة المسطورة وقد اباح السلف البناء الخ.

وقال فی "مطالب المومنین" وقد اباح السلف البناء علی قبور المشائخ والعلماء المشهورین لیزورهم الناس ویستریحوا بالجلوس فیه ولکن اذافعلو اذالک للزینة فیحرم هم وفی المدینة المنوره بنیت القباب علی قبور الاصحاب فی زمن ماضی والظاهر انه کان عن اتفاق فی ذالک الوقت و علی المرقد المنور للنبی صلی لله علیه وسلم ایضاقبة عالیة.

و فیَ نور الایمان قد نقل الشیخ الدهلوی فی المدارج من مطالب المومنین. ان السلف اباحوا ان یبنی علی قبور المشائخ والعلماء المشهور ین قبة

ليحصل الاستراحة للزائرين ويجلسوا فى ظلها وهكذا فى المفاتيح شرح المصابيح وقد جوزه اسماعيل الزاهدى الذى هو من مشاهير الفقها.

وقد صرح العلامة السيد الطحطاوى فى حاشية على مراقى الفلاح بانه لاكراهة فيه اصلاای فى بناء الحاجز حيث قال فى مسئله الدفن فى الفساقى اه فى قرافة مصر لايتاتى اللحد ودفن الجماعة لتحقق الضرورة واما البناء فقد تقدم الاختلاف فيه واما الاختلاط فللضرورة فاذاجعل الحاجز بين الاموات فلاكراهة حتى ان الامام الاجل اباعبدالله حمد بن عبدالله الغزى الترتاشى فى شرح التنوير فى جامع البحار ثم العلامة المحقق علاؤ الدين محمد الدمشقى ثم الفاضل سيدى احمد المصرى فى حاشية على مراقى الفلاح صرح كلهم بان القول بالجواز هو المختار وهو المفتى به وهذ الفظ العلامة الغزى لايرفع عليه بناء وقيل لاباس به وهو المختار انتهى"

حضور تاج الشریعہ نے اپنے جد امجد سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی تحقیق کی روشنی میں کافی طویل گفتگو فرمائی ہے اور مزارات وقبور پر قبہ وغیرہ کی تعمیر پر خاطر خواہ بحث کی ہے۔

مذکورہ عبارت سے حسب ذیل امور منتج ہوتے ہیں۔

"ائمہ دین نے مزارات حضرات علماء ومشائخ کے گرد زمین جائزۃ التصرف میں اس غرض سے کہ زائرین ومستفیدین راحت پائیں عمارت بنانا جائز رکھا اور تصریحات فرمائیں کہ علت منع نیت فاسدہ یا عدم فائدہ ہے تو جہاں نیت محمود اور نفع موجود منع مفقود۔

تفصیل صور وتحقیق اغراس مسئلہ میں یہ ہے کہ اگر پہلے عمارت بنالی جائے بعد اس میں دفن واقع ہو جب تو مسئلہ بناء علی القبر سے متعلق ہی نہیں کہ اقبار فی البناء ہے نہ کہ بنا علی القبر۔

اور اگر دفن کے بعد تعمیر ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

ایک یہ کہ خود نفس قبر پر کوئی عمارت چنی جائے اس کی ممانعت میں اصلا شک نہیں کہ شق قبر اور ہوائے قبر حق میت ہے۔ معہذا اس فعل میں اس کی اہانت واذیت یہاں تک کہ قبر پر بیٹھنا، چلنا ممنوع ہوا نہ کہ عمارت چننا۔ ہمارے بہت سے علماء مذہب نے احادیث وروایات نہی عن البناء سے یہی معنی مراد لئے اور فی الواقع بناء علی القبر کے حقیقی معنی یہی ہیں گرد قبر کوئی مکان بنانا حول القبر ہے نہ کہ علی القبر جیسے صلوۃ علی القبر کی ممانعت بجنب القبر کو شامل نہیں۔

دوسرے یہ کہ گرد قبر کوئی چبوترہ یا مکان بنایا جائے۔ یہ اگر زمین ناجائز تصرف میں ہو جیسے ملک غیر بے اذن مالک یا ارض وقف بے شرط واقف تو اس وجہ سے ناجائز ہے کہ ایسی جگہ تو مسجد بنانی بھی جائز نہیں اور عمارت تو دور ہے۔

اسی طرح جہاں بے فائدہ محض ہو جیسے کوئی قبر کسی بن میں واقع ہو جہاں لوگوں کا گزر نہیں یا عوام غیر علماء کی قبر جن سے نہ کسی کو عقیدت کہ بجہت تبرک وانتفاع ان کی مقابر پر جائیں نہ ان کے دنیادار ورثہ سے امید کہ وہی جاڑے، گرمی، برسات مختلف موسموں میں بقصد زیارت قبر ونفع رسانی میت وہاں جاکر بیٹھا کریں قرآن وذکر میں مشغول رہیں گے یا بوجہ جائز قراء وذاکرین کو وہاں مقرر رکھیں گے ایسی صورت میں بوجہ اسراف واضاعت مال نہی ہے۔

جہاں ان سب محظورات سے پاک ہو وہاں ممانعت کی کوئی وجہ نہیں ملخصاً

محشی سہارنپوری نے کہا کہ قبروں پر بیٹھنے یا چلنے

یا روندنے سے صاحب قبر کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی اگر اہانت کی نیت نہ تو یہ سب کرنا جائز ہے۔

اس کی تردید کرتے ہوئے تاج الشریعہ نے متعدد حدیثیں نقل فرمائی ہیں اور ثابت کیا ہے کہ جن چیزوں سے زندوں کو تکلیف ہوتی ہے ان سے مردے بھی ایذا پاتے ہیں۔ چند حدیثیں اور علماء کے اقوال نقل کرنے کے بعد قاری حاشیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

قال الازھری . قد سمعت ماسمعت من ھذہ الاحادیث فلا تغتر بما ورد فی الحاشیۃ ھنا من قولہ وکذا لایضرہ الجلوس ونحوہ من علوء البناء والوثبۃ علیہ فانہ معارض لصریح ماتلونا علیک ولو ارید انہ لایوخذ بذنب غیرہ فلایضرہ عمل غیرہ من ھذا الجھۃ فصیح امانہ لایتاذی فکلا کیف وقد سمعت انہ یوذیہ فی قبرہ مایوذیہ فی بیتہ وھذا یفیدک علما بان المیت یونسہ وینفعہ فی قبرہ مایو نسہ وینفعہ فی بیتہ من عمل غیرہ فلا التفات الی ماقال ان وضع الجرید علی القبر لاینفع المیت الخ.

فانہ یعارض صریح الحدیث الذی ورد فی ھذا اویعارض قولہ علیہ السلام لعلہ یخفف عنھما مالم ییبسا.

اس طرح آپ نے ایک حدیث کے تحت ۲۵ صفحات پر کلام فرمایا ہے اور علامہ محشی کی بھرپور خبر لی ہے۔

حوالہ جات

(۱) صحیح بخاری جلد اول ص ۱۵۹، (۲) حاشیہ بخاری جلد اول ص ۱۵۹، (۳)-اتحاف السارۃ زبیدی جلد ۱۰، ص ۳۷۴، (۴) سنن ابن ماجہ جلد اول ص ۱۱۳، جامع صغیر سیوطی جلد ۲، ص ۴۴۳، ترغیب وترہیب منذری جلد ۴ص ۳۷۴، (۵) مسلم جلد اول ص ۳۱۲، ابن ماجہ اول ص ۱۱۳، جامع صغیر سیوطی جلد ۲- ص ۴۴۲، (۶) مجمع الزوائد ہیثمی جلد ۳ص ۶۱، مستدرک للحاکم جلد ۳ ص ۶۸۲، ترغیب وترہیب منذری جلد ۴، ص ۳۷۴، (۷) مسلم شریف جلد اول ص ۱۱۳، سنن ابن ماجہ جلد اول ص ۱۱۳، ابوداؤد شریف جلد دوم ص ۴۶، سنن نسائی شریف جلد اول ص ۲۸۷، (۸) کنز العمال جلد ۲ ص ۳۸۰، علل الحدیث ابن ابی حاتم ص ۶۳۵، تاریخ دمشق ابن عساکر جلد ۲، ص ۲۱۶، (۹) مجمع الزوائد جلد ۳، ص ۱۳۸، (۱۰) مسلم شریف جلد اول باب الدلیل علی نجاسۃ البول (۱۱) فتح الباری جلد اول ص ۲۷۲ (۱۲) مرقات شرح مشکوۃ جلد اول ص ۳۵۱ (۱۳) اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ جلد اول ص ۲۰۰ (۱۵) مغنی المحتاج جلد اول ص ۵۳۰ (۱۷) بخاری جلد اول ص ۱۸۱ (۱۸) فتاویٰ رضویہ جدید جلد ۹ ص ۳۱۲ تا ۳۱۵

مولانا سلمان ازہری، جامعہ اسلامیہ روناہی، فیض آباد، 09936237203

سرزمین ہند ایک زمانہ سے علم وفضل وحکمت ودانائی اور علم ومعرفت کا سرچشمہ رہی ہے اس کی چھاتی پر علم وآگہی کے عیون جاریہ اپنے فیضان علمی سے تشنگان علم کو سیراب کرتے رہے، اس نے حکمت ومعرفت کے ایسے ایسے آفتاب وماہتاب پیدا کئے جن کی شعاع تیز تاب نے ضلالت وگمراہی کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں کو نور ہدایت میں تبدیل کردیا اور جن کی دودھیا کرنوں نے منزل حق وصداقت کے مسافروں کو ''کنز الایمان'' کی جانب رہبری ورہنمائی کی۔ انہیں کواکب ونجوم اور مہ درخشاں وخورشید تاباں میں تاج الشریعہ، فقیہ اسلام، جانشین مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری۔ دامت برکاتہم القدسیہ کی ذات والاصفات ہے۔

خانوادہ رضا کی دینی خدمات کا زریں سلسلہ

حضور تاج الشریعہ مدظلہ النورانی، ایسے گلستان علم و حکمت کے گل رعنا ہیں جس کی عطر بیز خوشبوئیں ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء سے لے کر تادم تحریر امت مسلمہ کے مشام جاں کو معطر کررہی ہیں، آپ ایک ایسے خانوادہ کے چشم وچراغ ہیں جو مدت مدیدہ سے ملت اسلامیہ کو اس کے مختلف شعبہ ہائے حیات میں پیش آمدہ مسائل کے سلسلہ میں شرائع واحکام اور عقائد اسلامیہ حقہ سے روشناس کرا رہا ہے، بدعات ومنکرات کے رد وابطال میں وہ عظیم کارنامہ انجام دیا ہے جسے امت مرحومہ فراموش نہیں کرسکتی ہے۔ چنانچہ مولانا یونس رضا مونس صاحب اپنے ایک وقیع اور معلوماتی اداریہ میں خانوادہ رضا کی دینی خدمات کے سلسلہ زریں کو بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

''ہندستان کے بعض سلاطین خود اسلامی دانشور تھے، یہاں بھی بہت سے فقہائے کرام پیدا ہوئے اور امت کی قیادت فرمائی مگر شہر بریلی میں خانوادہ رضا اس عظیم دولت کے حامل ہوکر ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء سے اب تک امت مسلمہ کی قیادت سنبھالے ہوئے ہے۔ چنانچہ اس کی قدرے تفصیل یہ ہے۔

امام الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد رضا علی خاں قادری بریلوی قدس سرہ العزیز نے فتویٰ نویسی کا آغاز ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء میں فرمایا اور تادم واپسی یعنی ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۵ء تک ۳۴ سال یہ خدمات جلیلہ نہایت

خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیتے رہے۔ خاتم الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی قدس سرہ العزیز نے فتویٰ نویسی کی شروعات اپنی تعلیم و تربیت سے فراغت کے بعد تقریباً ۱۸۲۷ء میں فرمائی اوراپنی زندگی کے آخری لمحات تک یعنی ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء تک قریب ۳۳ سال اس عظیم الشان کام کو بحسن وخوبی انجام دیتے رہے۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں قادری فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے فتویٰ نویسی کا آغاز ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء میں بعمر ۱۳ رسال مسئلہ رضاعت سے فرمایا اورتاحیات یعنی ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء تک ۵۲ سال یہ اہم ذمہ داری بے لوث انجام دیتے رہے۔ شیخ الانام، حجت الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ العزیز نے فتویٰ نویسی کا آغاز ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۵ء میں فرمایا اورتاحین حیات یعنی ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء تک ۴۸ سال یہ خدمت خالص لوجہ اللہ انجام دیتے رہے۔ تاجدار اہل سنت، شبیہ غوث اعظم مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ العزیز نے فتویٰ نویسی کا آغاز ۱۳۲۸ھ/۱۹۰۱ء میں فرمایا اورتادم آخری یعنی ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء تک ۷۱ سال یہ عظیم ذمہ داری بطریق احسن انجام دیتے رہے۔ اس کے بعد حضور تاج الشریعہ کا دور شروع ہوتا، آپ نے فتویٰ نویسی کا آغاز ۱۹۶۷ء میں فرمایا اور ۳۹ سالوں سے یہ سلسلہ زریں آج بھی جاری وساری کئے ہوئے ہیں۔

گویا خاندان رضا میں فتاویٰ نویسی کی یہ ایمان افروز روایت ۱۷۵ رسالوں سے مسلسل چلی آرہی ہے۔"

(ماہنامہ سنی دنیا، اکتوبر ۲۰۰۶ء ص/۵۰۳)

تاج الشریعہ کو منصب افتا تفویض

اس اقتباس سے نہ صرف خاندان رضا کی عظمت وبڑائی کا اندازہ اچھی طرح لگایا جاسکتا ہے بلکہ اس کی خدمات جلیلہ کو بھی محسوس کیا جاسکتا ہے، اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کہ اس خانوادہ نے ملت اسلامیہ کی رہبری ورہنمائی کو غیر معمولی کارنامہ انجام دیا ہے وہ لائق صد افتخار بھی ہے اورقابل تقلید بھی۔ اس پر جتنا رشک کیا جائے اوراس کی بارگاہ میں جتنا ہدیہ تشکر پیش کیا جائے کم ہے۔ علاوہ ازیں مذکورہ تحریر سے یہ بھی واضح ہے کہ حضورتاج الشریعہ مدظلہ العالی نہ صرف فقہ اسلامی کے جزئیات پر کامل دسترس رکھتے ہیں بلکہ رسم افتا کے بھی اصول وقوانین کا پورا پورا ادرک حاصل ہے۔ تفقہ فی الدین میں مقام بلند کے مالک ہیں، یہی وجہ ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ظاہری حیات ہی میں آپ کو فتویٰ نویسی کی عظیم اوراہم ذمہ داری تفویض کردی اورارشاد فرمایا کہ:

"اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں، یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے اب تم اس کام کو انجام دو، میں تمہارے سپرد کرتا ہوں (اورپھر لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا) آپ لوگ اب اختر میاں سلمہ سے رجوع کریں اورانہیں میرا قائم ومقام

اور جانشین جانیں"۔

(ماہنامہ استقامت بابت رجب ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء ص ۱۵۱)

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے ارشاد کے بعد لوگوں کا رجحان حضور تاج الشریعہ کی جانب ہو گیا، لوگ اپنے مسائل لے کر آپ کی بارگاہ میں آنے لگے اور ان کا جواب قرآن وحدیث، اقوال صحابہ ومجتہدین کی روشنی میں عنایت فرمانے لگے الحمدللہ یہ سلسلۂ الذہب آج بھی جاری ہے اور کیوں نہ ہو جب کہ آپ نے فقہ اسلامی کے ماہرین کی نگرانی اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں رہ کر خوب خوب استفادہ کیا ہو، چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں کہ "میں بچپن سے ہی حضرت (مفتی اعظم) سے داخل سلسلہ ہو گیا ہوں جامعہ ازہر سے واپسی کے بعد میں نے اپنی دلچسپی کی بنا پر فتویٰ کا کام شروع کیا، شروع شروع میں مفتی سید افضل حسین صاحب علیہ الرحمہ اور دوسرے مفتیان کرام کی نگرانی میں یہ کام کرتا رہا اور کبھی کبھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر فتویٰ دکھایا کرتا تھا کچھ دنوں کے بعد اس کام میں میری دلچسپی زیادہ بڑھ گئی اور میں مستقل حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے لگا۔ حضرت کی توجہ سے مختصر مدت میں اس کام میں مجھے وہ فیض حاصل ہوا کہ جو کسی کے پاس مدتوں بیٹھنے سے بھی نہیں ہوتا"۔

(ماہنامہ استقامت بابت رجب ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء ص ۱۵۱)

تعلیقات زاہرہ اور اس کی خصوصیات

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی جہاں فقہ اسلامی کے اسرار ورموز پر گہری نظر رکھتے ہیں وہیں علم حدیث میں بھی آپ کو ید طولیٰ حاصل ہے۔ ہم اپنے اس دعویٰ پر آپ کی "تعلیقات زاہرہ" کو پیش کر سکتے ہیں۔ (آپ کی یہ تعلیقات اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح بخاری پر ہیں، لیکن بڑے افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ یہ گرانقدر تعلیقات باب بنیان الکعبہ پر جا کر تمام ہو گئی ہیں، اے کاش......) اس میں آپ نے نہ صرف احادیث کریمہ کے معانی ومفاہیم کو بیان فرمایا ہے بلکہ اسماء الرجال، جرح وتعدیل اور فقہی مذاہب کو بہت پرکشش انداز بیان میں پیش کرنے کے ساتھ ساتھ معمولات اہل سنت وجماعت کو احادیث کریمہ اور اقوال واعمال صحابہ وعلماء کی روشنی میں اجاگر کرتے ہوئے بد مذہبوں کے عقائد فاسدہ ونظریات باطلہ کا رد بلیغ فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں صحیح بخاری کے محشی محدث احمد علی سہارنپوری کا علمی وفکری تعاقب بھی کیا ہے۔ چنانچہ جھلکیاں آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

(الف):

وہابیہ کے عقائد ونظریات کا ابطال

مسلمانوں میں ایک فرقہ ایسا پایا جاتا ہے جو معمولات اہل سنت وجماعت کو بدعت قرار دے کر ناجائز وحرام کہتا ہے اور جملہ بدعات کو بدعت سیئہ گرداننے میں ذرہ برابر جھجک محسوس نہیں کرتا ہے۔ علامہ ازہری صاحب قبلہ حدیث "وانما الاعمال بالنیات" کے تحت اس وہم وگمان کے تمام تانے بانے بکھیرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"لم ینقل عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا عن الصحابة الكرام التلفظ بالنية غير أن أكثر الصلحاء

قالوا باستحبابه لجمع العزيمة كما تقدم فالتلفظ بالنية بدعة حسنة من هنا علم أنه لاتنحصر البدعة في السيئة بل تكون البدعة حسنة أيضا فزعم الوهابية أن كل بدعة سيئة لادليل عليه وهو عدوان على المسلمين عظيم"

(تعليقات زاهره ص/ ٦٢)

یعنی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زبان سے نیت کرنا منقول نہیں ہے اس کے باوجود اکثر صالحین فرماتے ہیں کہ الفاظ نیت کا زبان پر جاری کرنا مستحب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زبان سے نیت کرنا بدعت حسنہ ہے، نیز یہ بھی واضح ہوا کہ بدعت صرف سیہ ہی نہیں ہوتی بلکہ حسنہ بھی ہوتی ہے لہٰذا وہابیہ کا یہ گمان کرنا کہ ہر بدعت سیہ ہوتی ہے یہ ایسا گمان ہے جس پر کوئی دلیل نہیں اور ان کا ہر بدعت کو سیہ قرار دینا مسلمانوں پر ظلم عظیم ہے۔

اہل سنت و جماعت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عطا سے دافع البلا اور قاضی الحاجات تصور کرتے ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ خدائے قدوس نے اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو وہ قدرت وطاقت مرحمت فرمائی ہے کہ وہ ہماری مصیبتوں و پریشانیوں میں کام آسکیں۔ ہم پر آنے والے مصائب وشدائد سے ہماری حفاظت فرماسکیں اس لئے وہ اٹھتی یارسول اللہ کا نعرہ لگاتے ہیں۔ اسی طرح مسلمان اولیائے کرام کے بارے میں یہی عقیدہ رکھتے ہیں اور ان کی بارگاہوں میں حاضری کا شرف حاصل کر کے ان سے استمداد و استعانت کرتے ہیں مگر ایک فرقہ اہل سنت وجماعت کے اس عقیدہ وعمل کو شرک و بدعت قرار دیتا ہے اور ان کو مشرک وکافر گردانتا ہے، علامہ ازہری صاحب قبلہ "باب التماس الوضو اذاحانت الصلوٰۃ" کے تحت اس فرقہ ضالہ کے مزعومات فاسدہ کے پرخچے اڑاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

"اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جب کوئی پریشانی ومصیبت لاحق ہوجاتی تھی تو وہ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی جانب رجوع کرتے تھے اور دفع بلا کے لئے آپ سے توسل کرتے تھے اور آپ کی برکت سے انہیں ان کا مقصود ومطلوب حاصل ہوجاتا تھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی مدد فرماتے اور ان کے حوائج ضروریات کو پورا فرماتے۔ صحابہ کرام کے عہد مبارک سے لے کر آج تک مسلمانوں کا اس پر عمل ہے۔ آج بھی مسلمان اولیائے کرام کی بارگاہ میں اپنی پریشانیاں لے کر حاضر ہوتے ہیں اور ان سے استعانت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کی برکت سے ان کی مصیبتوں کو دور فرمادیتا ہے۔ یہ شرک وبدعت نہیں ہے جیسا کہ وہابیہ مسلمانوں کو متہم کرتے ہیں بلکہ یہ اس توسل کے قبیل سے ہے جس پر عہد رسالت سے لے کر آج تک کے مسلمانوں کا اتفاق ہے، رہ گیا وہابیوں کا امت مسلمہ کو مشرک کہنا تو اس سے کوئی بھی خارج نہیں ہوسکتا، یہاں تک کہ وہ خود بھی اس حکم شرک سے بچ نہیں سکتے"۔ (تعلیقات زاہرہ، ص/ ۷۰، ترجمہ ملخصا)

(ب) جرح وتعدیل میں مہارت کی ایک جھلک

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الاذان باب کم بین الاذان والاقامہ میں دو حدیثوں کی تخریج کی ہے جن سے شوافع اس بات پر استدلال کرتے ہیں کہ نماز مغرب سے پیشتر دو رکعت نماز ادا کرنا مندوب ہے، جب کہ احناف، امام مالک اور بہت سے سلف صالحین اس کا انکار کرتے ہیں۔ اس باب کے تحت حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے جو علمی وفنی ابحاث سپرد قرطاس کے ہیں وہ آپ کے تبحر علمی پر برہان قاطع ہیں۔ آپ نے سند حدیث پر ایسا محدثانہ کلام فرمایا ہے کہ اسے پڑھ کر دل عش عش کرنے لگتا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث پاک میں جس میں صراحت ہے کہ نماز مغرب سے قبل کوئی نماز نہیں ہے اس کو دار قطنی اور بیہقی نے اپنی "سنن" میں ذکر فرمایا ہے اور امام بزار نے بھی اپنی "مسند" میں اس کی تخریج کی ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی حیان بن عبید اللہ العدوی ہیں جن کے بارے میں امام بزار فرماتے ہیں:" وهو رجل مشهور من أهل البصرة لا بأس به "اور امام بیہقی فرماتے ہیں:"أخطأ فيه حيان بن عبيد الله في الاسناد والمتن جميعاً "اور ابن الجوزی "موضوعات" میں ذکر کرنے کے بعد فلاس کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ" كان حيان هذا كذابا، اس پر علامہ ازہری صاحب قبلہ ناقدانہ کلام کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"امام بزار کا حیان بن عبید اللہ العدوی کے بارے میں یہ کہنا کہ" انه رجل مشهور لا بأس به "یعنی وہ مشہور راوی ہیں ان کی روایت میں کوئی حرج نہیں، اس کلام سے کم از کم اتنا ضرور سمجھ میں آتا ہے کہ یہ راوی آپ کے نزدیک ثقہ ہے۔ اور دار قطنی کے حاشیہ میں ہے کہ علامہ بیہقی نے "مجمع الزوائد" میں ان کے بارے میں ارشاد فرمایا" لكنه اختلط وذكره ابن عدي في الضعفاء "(لیکن وہ اختلاط کے شکار ہو گئے اور ابن عدی ان کو "الضعفا" میں ذکر کیا) رہ گیا ابن الجوزی کا ان کے حق فلاس کا قول نقل کرنا تو واضح رہے کہ فلاس نے جس کو کذاب کہا ہے وہ حیان بن عبد اللہ ابو جبلہ الداری ہے اور یہ حیان بن عبید اللہ ابو زہیر البصری ہیں ان دونوں کو علامہ ذہبی نے "میزان الاعتدال" میں ذکر کیا ہے اور بصری کے ترجمہ میں کہا: قال البخاری ذکر الصلت عنه الاختلاط وقال أبو حاتم: صدوق وقال اسحاق بن راهويه: كان رجل صدوق. وذكره ابن حبان في الثقات وقال ابن حزم: مجهول فلم يصب "امام بخاری نے فرمایا کہ صلت نے ان کے اختلاط کو ذکر کیا اور ابو حاتم اور اسحاق بن راہویہ نے صدوق کہا، ابن حبان اپنی کتاب "الثقات" میں ذکر کیا اور ابن حزم نے مجہول کہا مگر اچھا نہیں کیا"۔ (تعلیقات زاہرہ۔ ص ۷۹ ترجمہ ملخصا)

علامہ ازہری صاحب قبلہ نے امام بیہقی کا بہت تفصیلی جواب دیا ہے، چوں کہ یہاں اس کی گنجائش نہیں اس لئے اس سے صرف نظر کرتا ہوں۔

محدث سہارنپوری کا علمی محاسبہ

صحیح بخاری پر محدث شہیر علامہ احمد علی سہارنپوری نے بڑی دقت نظر سے حاشیہ آرائی کی ہے جو ان کے وسیع المطالعہ ہونے کا بین ثبوت ہے تاہم بعض مقامات پر کوتاہیاں راہ پا گئی ہیں جیسے کہ امام بخاری نے "باب العلم قبل القول والعمل" میں حدیث: "من یرد الله به خیر یفقهه فی الدین وانما العلم بالتعلم" کو درج کیا ہے۔ اس حدیث کے دوسرے جز "انما العلم بالتعلم" کے بارے میں محدث سہارنپور علامہ کرمانی کے حوالہ سے تحریر کرتے ہیں "وهذا یحتمل أن یکون من کلام البخاری" (بخاری شریف ۱/۱۶ حاشیہ ۹) یعنی اس جملہ کے سلسلہ میں احتمال یہ ہے کہ یہ کلام رسول نہ ہو بلکہ امام بخاری کا قول ہو۔ انہوں نے اس کو بغیر کسی تنقید و تبصرہ کے باقی رکھا جس سے سمجھ میں آتا ہے کہ انہوں نے علامہ کرمانی کے نظریہ سے اتحاد و اتفاق کر لیا ہے۔ اس لئے تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ ان کا علمی محاسبہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"بل هو حدیث مرفوع أورده فی مجمع الزوائد العلامة نورالدین علی بن أبی بکر الهیثمی والشیخ ابن حجر العسقلانی فی فتح الباری قال: أورده ابن أبی عاصم والطبرانی من حدیث معاویة أیضا بلفظ: "یاایهاالناس تعلموا انما العلم بالتعلم والفقه بالتفقه ومن یردالله به خیرا یفقهه فی الدین" اسناده حسن الاأن فیه مبهما اعتضد بمجیئه من وجه آخر وروی البزار نحوه من حدیث ابن مسعود موقوفا، ورواه أبونعیم الأصبهانی مرفوعا وفی الباب عن أبی الدردا وغیرهم، فلایغتربقول من جلعه من کلام البخاری"۔

(تعلیقات زاہرہ ص/۲۹)

یعنی انما العلم بالتعلم کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ امام بخاری کا کلام ہے صحیح نہیں، کیوں کہ یہ حدیث مرفوع ہے۔ جس کو علامہ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی نے "مجمع الزوائد" میں ذکر کیا ہے اور شیخ ابن حجر عسقلانی نے "فتح الباری" میں فرمایا کہ اس کو ابن ابی عاصم اور طبرانی نے اس لفظ کے ساتھ یاایهاالناس الخ کا ذکر کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے، مگر اس میں کچھ ابہام ہے جو دوسری سند سے مروی ہو جانے کے باعث مندفع ہو جاتا ہے اور اسی کے مثل امام بزار نے ابن مسعود سے موقوفا اور ابونعیم نے الاصبہانی نے مرفوعا روایت کی ہے اور اس باب میں حضرت ابودرداء وغیرہ سے بھی مروی ہے لہٰذا ان لوگوں کے کلام سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے جنہوں نے اسے امام بخاری کا کلام قرار دیا۔

محدث سہارنپوری کا فکری تعاقب

علامہ ازہری صاحب قبلہ نے نہ صرف محدث سہارنپوری کا علمی محاسبہ فرمایا ہے بلکہ ان کا فکری تعاقب بھی کیا ہے چنانچہ "باب کراهیة التطاول علی الرقیق وقوله

عبــدی وأمتــی ''پر طویل حاشیہ نگاری کے بعد محدث سہار نپوری نے آخر میں لکھا ہے:

''فعلی ھذا الاینبغی التسمیة بنحو عبدالرسول وعبدالنبی ونحوذلک مما یضاف العبد الی غیراللّٰه تعالیٰ''۔

(بخاری شریف ۱/۳۴۶ حاشیہ ۹)

یعنی عبدالرسول اور عبدالنبی نام رکھنا مناسب نہیں ہے اور ایسے ہی ہر وہ اسم میں لفظ ''عبد'' کی اضافت غیراللہ کی طرف ہو مناسب نہیں ہے۔ محشی کی یہ بولی اس فرقہ کے افکار سے میل کھاتی نظر آرہی ہے جس نے عبدالرسول اور عبدالنبی نام رکھنے کو شرک ٹھہرایا ہے اس لئے علامہ ازہری صاحب قبلہ ان کا تعاقب کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''أفصح المحشی عن توھبه ھنا حیث منع التسمیة بعبد الرسول وعبد النبی وکان من الواجب علیه أن یجیب عن الآیات و الأحادیث التی وردفیھا اضافة العبد الی غیراللّٰه تعالیٰ وسبحانه''۔

(تعلیقات زاہرہ ص/۱۰۷)

یعنی محشی نے اپنی وہابیت کو یہاں پر ظاہر کیا، اس لئے کہ انہوں نے عبدالرسول اور عبدالنبی نام رکھنے سے منع کیا، جب کہ ان پر واجب ضروری تھا کہ وہ ان آیات کریمہ اور احادیث شریفہ کی تاویل وتوجیہ کرتے ہیں جن میں لفظ ''عبد'' کی اضافت غیراللہ کی طرف کی گئی ہے (مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا) اس کے بعد تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے ان آیات واحادیث کو قلم بند فرمایا اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمہ کے مبسوط فتویٰ کو سپرد قرطاس کیا جس میں متعدد دلائل وبراہین سے اس مسئلہ کو آپ نے روز روشن کی طرح عیاں کیا ہے جس کو پڑھنے کے بعد شکوک وشبہات کے بادل چھٹ جاتے ہیں اور طالب حق و صداقت کے لئے ہدایت کے دروازے واہو جاتے ہیں۔

یہ چند جھلکیاں میں نے ''تعلیقات زاہرہ'' سے اپنے قارئین کے روبرو پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے جن سے تاج الشریعہ علامہ ازہری صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کی عبقری شخصیت نمایاں ہوتی نظر آتی ہے۔ دعا ہے کہ مولائے قدیر اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہمیں مسلک حق پر قائم ودائم رکھے اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

تاج الشریعہ اور علم حدیث، ایک تحقیقی مرقع

مولانا محمد حسن ازہری، جامعہ ازہر شریف مصر

اس وقت حضور تاج الشریعہ دام ظلہ النورانی کی تحقیق و تدقیق نکات وتحلیلی مسائل سے آراستہ ایک تازہ ترین تحریر بنام ''اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم'' زیر نظر ہے جو مواد کے لحاظ سے تو مختصر مگر مفاد کے اعتبار سے ایک تحقیقی مقالہ ہے جو عصر حاضر کے کچھ غیر ذمہ دار اور قساحل علماء کے لئے دعوت حق اور حق کے متلاشیوں کے واسطے مشعل راہ ہے۔ آج کچھ ایسے علماء وفضلاء ہیں جو اسلاف کرام کی علمی وسعت، فنی لیاقت، فقہی بصیرت اور ان کے اصولی فروعی مسائل کے استنباط واستخراج پر پوری مہارت ودسترس پر سوالیہ نشان لگاتے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ جن احادیث کریمہ کو ہمارے اسلاف محدثین نے اپنی کتابوں میں بصیغہ جزم ذکر کرکے اس کے قابل قبول ہونے اور لائق عمل ہونے کو ثابت کیا ہے۔ یہ لوگ ان کو نہ صرف ''ضعیف'' بلکہ ''موضوع'' تک کہنے سے گریز نہیں کرتے۔ اس کی زندہ مثال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل حدیث پاک سے اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم'' ہے میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جن کی اتباع کروگے راہ راست پر گامزن رہوگے، حدیث مذکور کو ابوالفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض جو قاضی عیاض کے نام سے مشہور ہیں انہوں نے اپنی کتاب الشفاء شریف بتعریف حقوق المصطفیٰ میں ذکر فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر محدثین کرام نے بھی اپنی تصانیف میں متعدد اسانید اور مختلف معانی کے ساتھ اس حدیث پاک کی تخریج کی ہے۔

سبب تصنیف: یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ حدیث پاک اصحابی کالنجوم جمہور متقدمین ومتاخرین علماء و محدثین اور ائمہ مجتہدین کے مابین معروف ومشہور ہے اگرچہ اس کی اسانید پر قدرے چوں وچرا اور رواۃ کے متعلق کچھ قیل وقال بھی منقول ہے مگر دور حاضر کے چند نفسانی خواہشوں کے شکار لوگوں نے اس حدیث پاک کو موضوع وباطل قرار دیتے ہوئے نوع مقبول سے خارج کرکے قسم مردود میں داخل کردیا۔ آپ کے معتقدین و مریدین کی جانب سے سوالات واستفسارات کے ذریعہ جب آپ کو اس امر خطیر پر واقفیت ہوئی تو احقاق حق اور ابطال باطل کی عظیم مہم سر کرنے کا عزم صمیم کرلیا اور چند ہی دنوں میں تقریباً بیس صفحات پر مشتمل عربی زبان میں الصحابۃ نجوم الاھتداء کے نام سے موسوم ایک مختصر مگر جامع رسالہ قلمبند فرمایا۔

وصف امتیاز: علم حدیث ایک وسیع میدان، متعدد انواع، کثرت علوم اور مختلف فنون سے عبارت ہے جو علم قواعد مصطلحات

حدیث، علم دراستہ الاسانید، علم اسماء الرجال، علم جرح وتعدیل وغیرھم، علوم وفنون پر مشتمل ہے۔ لہٰذا کسی بھی حدیث کے متعلق تصحیح وتضعیف کی حیثیت سے بحث کرنے یا لکھنے کے لئے مذکورہ بالا علوم وفنون پر کامل دسترس اور عمیق بصیرت کا ہونا اشد ضروری ہے اس رسالہ کو پڑھنے کے بعد ہر منصف قاری اور عدل پرور باحث کو اس امر کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں، کہ صاحب رسالہ کا علم حدیث کے تمام فنون پر وسیع مطالعہ اور اس کے جمیع گوشوں پر گہری نظر ہے جہاں یہ رسالہ علم قواعد ومصطلحات حدیث پر آپ کے وسیع مطالعہ پر دال ہے ۔ وہیں اسانید میں آپ کے ید طولی کو ثابت کر رہا ہے۔ اسی طرح کہیں اسماء الرجال پر آپ کی وسعت علمی کا پتہ دے رہا ہے تو کہیں جرح وتعدیل میں آپ کی مضبوط گرفت کا نمونہ پیش کر رہا ہے۔ کہیں الفاظ جرح وتعدیل کے متعلق آپ کی بے نظیر معرفت کی گواہی دے رہا ہے تو کہیں متعصبین ومتشددین کے قصر شکوک وشبہات پر دلائل وبراہین کی برق باری کی منظر کشی کر رہا ہے اس مقالہ کی روشنی میں مذکورہ علوم وفنون میں آپ کی قدرت تامہ، لیاقت عامہ، فقاہت کاملہ، عالمانہ شعور، ناقدانہ بصیرت اور محققانہ شان وشوکت کے چند نمونے ہدیہ قارئین کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

وسعت فکر ونظر: یہ رسالہ ایک ایسے بالغ نظر محقق اور دور رس مفکر کی عالمانہ اور محققانہ تحریر ہے جو تنقیدی وتحقیقی دونوں صلاحیتوں کا مالک ہے جن کی فکر میں گہرائی اور تحقیق میں جولانیت ہے۔ آپ نے اس رسالہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث پاک اصحابی کالنجوم کا جس شرح وبسط کے ساتھ تنقیدی وتحقیقی اور تجزیاتی جائزہ لیا ہے وہ خود موصوف کی عالمانہ شان اور محققانہ قدر ومنزلت کی منہ بولتی تصویر ہے۔ اس میں تحقیق و تفتیش کے گوہر آبدار بھی ہیں اور بحث وتمحیص کے دریا نایاب بھی ڈاکٹر طٰہ عبدالروف جنہوں نے کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ" میں مذکور حدیث پاک، اصحابی کالنجوم پر موضوع ہونے کا حکم لگایا پھر اپنے قول کو مستند کرنے کے لئے امام ذھبی کی کتاب المیزان کا حوالہ دیا ہے۔ شارح کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، امام علی ملا قاری نے اجمالی طور پر اس حدیث شریف کے متعدد طرق اور شواہد ومتابعات کو جمع کرتے ہوئے حکم حدیث کے متعلق صحت وضعف کی حیثیت سے اور رجال حدیث کے متعلق جرح وتعدیل کے لحاظ سے ائمہ محدثین کی آراء واقوال کی بھی نشاندہی کی ہے۔ ان دونوں علماء کرام کی مختصر تحریر کی جو خوبصورت تشریح وتعبیر اور توضیح وتوجیہ حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ نے اپنے فکر انگیز اور تحقیقی مطالعہ کی روشنی میں کی ہے، یہ انہیں کا حصہ ہے اس سے جہاں آپ کی تحقیقی وتنقیدی صلاحیت کا بخوبی احساس ہوتا ہے وہیں آپ کے افکار عالیہ اور بصارت عمیقہ کی نشاندہی بھی ہوتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس قدر پر مغز عالمانہ اور دانشورانہ تحریر سے راقم الحروف خود مرعوب ہے اور بطور نمونہ ایک اقتباس کا خلاصہ ملاحظہ ہو۔ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی رقم طراز ہیں امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ کی سابقہ عبارت سے چند امور کی وضاحت ہوتی ہے۔

(۱) امام دار قطنی علیہ الرحمہ نے خود اس حدیث کی تخریج کی ہے مگر انہوں نے اس پر موضوع ہونے کا حکم نہیں لگایا کیوں کہ اگر امام دار قطنی علیہ الرحمہ اس پر موضوع ہونے کا حکم نافذ کرتے تو امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ اس کو ضرور نقل کرتے۔

(۲) امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس حدیث پاک کو اپنی سند سے بطریق سیدنا جابر رضی اللہ عنہ روایت کی ہے اور پھر آخر میں اس پر یوں حکم لگایا ہے "ھذا اسناد لاتقوم حجۃ" (یہ سند استدلال کے لائق نہیں) اس عبارت سے صراحۃً جو حکم مستفاد ہوتا ہے وہ یہ کہ یہ سند ضعیف ہے موضوع نہیں، اسی طرح امام بزار علیہ الرحمہ کا قول "منکر لایصح" بھی اس بات

کاافادہ کرتا ہے کہ حدیث ضعیف ہے نہ کہ موضوع، یونہی امام ملاعلی قاری علیہ الرحمہ کا قول کہ اس حدیث شریف کو کچھ لفظی اختلاف کے ساتھ ابن عدی علیہ الرحمہ نے ''الکامل فی الضعفاء'' میں اپنی سند سے بطریق سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کی ہے اور یوں حکم لگایا ہے ''اسنادہ ضعیف'' یہ حکم بھی اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ حدیث ضعیف ہے موضوع نہیں اور بالخصوص امام ملاعلی قاری علیہ الرحمہ نے امام بیہقی سے جو نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس حدیث شریف کو ''المدخل الی السنن الکبریٰ میں بطریق سیدنا عمر اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعا اور ایک دوسری سند سے مرسلا روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں ھذا حدیث متن مشھور واسانیدہ ضعیفۃ (اس حدیث پاک کا متن معروف ہے اور اسانید ضعیف ہیں) اس پر کشادہ قلبی اور غیر جانب داری سے غور وخوض کیا جائے۔ آخر میں حضور تاج الشریعہ مدظلہ النورانی کی جلالت علمی، وسعت فکری اور تعمق نظری کا جوہر ملاحظہ ہو لکھتے ہیں امام بیہقی علیہ الرحمہ کے قول کا اگر تم بالغ نظری اور روشن فکری سے مطالعہ کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ یہ ایک مزید اور جدید فائدے کا اضافہ کر رہا ہے اس حدیث پاک کا متن علماء کے مابین معروف ومشہور ہے اگرچہ اس کی اسانید ضعیف ہیں۔ یہ عبارت اس حدیث شریف کے متعلق امام بیہقی علیہ الرحمہ کے موقف کی کھلی ترجمانی کر رہی ہے کہ حدیث پاک کو تلقی بالقبول حاصل ہے اور تلقی بالقبول خود راویوں کی توثیق کو متضمن ہے۔ پھر کثرت طرق اور شواہد ومتابعات تقویت حدیث میں چار چاند لگا رہے ہیں۔ اسی وجہ سے امام ملاعلی قاری علیہ الرحمہ نے اپنے کلام کے آخر میں ایک نفیس نکتہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ کثرت سند کی وجہ سے یہ حدیث درجہ ضعف سے ترقی کر کے مرتبہ حسن تک پہنچتی ہے۔

فن اسماء الرجال: فن اسماء الرجال علم حدیث کا ایک اہم گوشہ ہے اس کی ضرورت، اہمیت اور افادیت کے لئے یہی کافی ہے کہ ائمہ محدثین نے اس کی طرف خصوصی توجہ فرمائی ہے اور اس میدان میں خاصہ کام کیا ہے۔ چنانچہ تاریخ کبیر، تہذیب الکمال میزان الاعتدال، لسان المیزان وغیرھم ضخیم کتب وتصانیف اس فن کی اہمیت وافادیت پر شاہد عدل ہیں، حضور تاج الشریعہ مدظلہ النورانی کے اس رسالہ کو پڑھ کر اس بات کے اعتراف واقرار میں کسی تامل کو قطعی دخل نہیں کہ فن اسماء الرجال میں بھی آپ ایک امتیازی شان کے مالک ہیں، جعفر بن عبدالواحد جو حدیث اصحابی کالنجوم کی سند کے ایک راوی ہیں۔ ان کے متعلق ائمہ محدثین کے مختلف فیہ اقوال اور متباین آراء کا جس حسن وخوبی اور باریک بینی اور دقت فکری سے جائزہ لیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس فن کے اساسی جزئیات پر آپ کا مطالعہ بہت وسیع اور اس کے اسرار ورموز پر آپ کی نظر بڑی مستحکم اور بہت گہری ہے اسی رسالہ کے ایک اقتباس کا مفہوم بطور مثال قارئین کے حضور پیش خدمت ہے۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ النورانی جعفر بن عبدالواحد کے متعلق علماء کے اقوال کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں امام دارقطنی علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ وہ جعفر بن عبدالواحد کے متعلق فرماتے ہیں کہ انہ یضع الحدیث، وہ حدیث وضع کرتے تھے، پھر ان سے یہ بھی منقول ہے کہ انہوں نے بذات خود اس حدیث کی تخریج کی ہے۔ جس پر جعفر بن عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے موضوع کا حکم لگایا گیا ہے، لہٰذا آپ کا حدیث جعفر کی تخریج کرنا اگرچہ ان کی توثیق کا افادہ نہیں کرتا مگر کم از کم اس بات کا ضرور پتہ دیتا ہے کہ ان کی حدیث مستحق کتابت اور لائق قبول ہے۔

اگر معاملہ اس کے برخلاف ہوتا تو آپ اس پر ضرور تنبیہ فرماتے۔ اسی طرح جو ابن عدی سے منقول ہے انہ یسرق الحدیث ویاتی بالمناکر عن الثقات (کہ وہ سارق حدیث تھے اور ثقہ راویوں سے منکر احادیث روایت کرتے تھے) اس حکم سے بھی اس کا موضوع ہونا غیر مستفاد ہے، کیوں کہ اس

کا مرجع و مصدر صرف وضع سند ہے نہ کہ متن حدیث، جیسا کہ جعفر کے متعلق ابو حاتم کے اس قول سے ظاہر و باہر ہے انہ رمی بوضع السند وسرقۃ الأحادیث، کہ جعفر بن عبد الواحد پر واضع سند اور سارق حدیث کی تہمت لگائی گئی ہے اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ وہ متن حدیث چوری کرکے اپنی وضع کردہ سند سے اس کو بیان کرتے تھے۔ بایں سبب امام ابو حاتم کا یہ قول سند کے موضوع ہونے پر واضح اور بین قرینہ ہے اس لئے کہ کبھی کسی حدیث کو مطلقاً موضوع کہہ دیا جاتا ہے حالانکہ صرف سند موضوع ہوتی ہے تو اس وقت حکم صرف سند پر منحصر ہوتا ہے متن پر نہیں۔

اسی طرح اس حدیث کے تعلق سے امام ابو زرعہ کا قول، انہ من بلایاہ (یہ جعفر کے شواذ و نوادر میں سے ہے) یہ قول بھی اپنے ظاہر پر کیوں کر محمول ہوسکتا ہے جب کہ اس حدیث کی دوسری حدیث سے تائید ہو رہی ہے۔ نیز اس حدیث کا دار و مدار صرف جعفر بن عبد الواحد ہی کی ذات پر منحصر نہیں بلکہ یہ حدیث بمعنی بطریق سیدنا عمر، سیدنا جابر، سیدنا ابن عمر، اور سیدنا عبد اللہ بن عباس وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی مروی ہے۔ لہٰذا امام ابو زرعہ کے قول انہ من بلایاہ سے مراد جعفر بن عبد الواحد والی سند مراد ہوگی جو میزان الاعتدال میں امام ذہبی سے منقول ہے اور اگر بالفرض موضوع کا حکم متن حدیث پر محمول کر بھی لیا جائے تو اس صورت میں یہ حکم اسی حدیث کے الفاظ پر مقصود ہوگا جس کو امام ذہبی نے میزان الاعتدال میں ذکر کیا ہے اس کے علاوہ وہ متون جو دوسری سندوں سے مروی ہیں ان پر یہ حکم نافذ نہ ہوگا، جیسا کہ یہ ارباب عقل و دانش پر مخفی نہیں۔

علم جرح و تعدیل: علم جرح و تعدیل علم حدیث کا ایک انتہائی وسیع اور دقیق فن ہے اس کے اسرار و رموز سے آگاہی اور اس کے اساسی اصول و قواعد سے شناسائی ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں بلکہ اس کے لئے نہایت قوی، بلند، عظیم حوصلہ مندی، سخت جانکاہی و جانفشانی، دقت فکری، بالغ نظری، جہد مسلسل اور سعی پیہم جیسی عظیم صفات و کردار کا حاصل ہونا شرط ہے۔

ان اقوال کی توجیہ و تفسیر میں آپ اپنے نوک قلم کو یوں جنبش دیتے ہیں کہ صاحب میزان ولسان دونوں جلیل القدر اماموں نے اس سبب کو بیان نہیں کیا جس کی وجہ سے انہیں (جعفر) کو حدیث بیان کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ لہٰذا یہ جرح مبہم کے مشابہ ہے (اوپر گزر چکا کہ جرح صرف وہی قابل قبول ہے جو واضح، صاف اور ظاہر و باہر ہو)، ایسے ہی ابن عدی کا قول، کلھا بواطیل بھی مجمل ہے اس میں کسی طرح کی کوئی وضاحت نہیں کہ اس بطلان سند کی جہت سے ہے یا متن کی؟ اگر متن کی جہت سے ہے تو موضوع ہونے کی کیا وجہ ہوسکتی ہے اور وضع کی کون سی علامت پائی جاتی ہے؟ نیز اس کا درجہ موضوع کی کس قسم میں آتا ہے؟ مقام تفصیل میں مجمل کا سہارا لینا درست نہیں بلکہ ضروری ہے کہ مدعی اپنے دعویٰ وضع پر دلیل قائم کرے، بالخصوص وضع کی صورتوں کے بیان کے ساتھ کوئی برہان بھی پیش کرے کیوں کہ ارباب علم و دانش خوب جانتے ہیں کہ موضع تفصیل و توضیح میں مبہم و مجمل کلام کسی صورت میں قابل قبول نہیں۔

خلاصہ بحث: حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ نے جس مقصد حسن اور نیک ارادہ کے تحت اس رسالہ کی تصنیف فرمائی ہے وہ یہ کہ اللہ کے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مشہور حدیث پاک جس کو بعض علماء نے موضوع و باطل قرار دیا ہے۔ علمی و تحقیقی مطالعہ کی روشنی میں بحسن و خوبی اس کا تحلیل و تجزیہ کرکے اس کی صحیح اور حقیقی صورت دنیا والوں کے سامنے پیش کیں۔ چنانچہ آپ نے اس حدیث پاک کو متعدد طرق و شواہد و متابعات کے تعلق سے ائمہ محدثین کی آراء و اقوال اور رجال حدیث کے متعلق الفاظ جرح و تعدیل کا نہایت شرح و بسط کے ساتھ جائزہ لیتے ہوئے

پوری جدو جہد کے ساتھ ہر قول اور ہر رائے کی توضیح وتفسیر اور تاویل وتوجیہ کے سلسلہ میں سیر حاصل گفتگو فرمائی ہے ساتھ ہی ہر گفتگو کا فیصلہ کن اور نتیجہ خیز ما حصل بھی پیش کیا ہے، جس کی متعدد روشن مثالیں ماسبق میں گزر چکیں، پھر آخر میں حکم حدیث پر تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے رقم طراز ہیں، یہ اصول حدیث کا مسلم قاعدہ ہے کہ حدیث ضعیف کو کثرت طرق سے تقویت حاصل ہوتی ہے، جس کے سبب کبھی وہ بڑھ کر حسن کے درجہ تک بلکہ کبھی کبھی تو صحیح لغیرہ کے مرتبہ تک بھی اس کی رسائی ہو جاتی ہے۔

آگے چل کر لکھتے ہیں: اگر انسان عقل سلیم کی دولت سے مالا مال ہے تو بنفس نفیس وہ اس بات پر شاہد ہے کہ حدیث ضعیف مقام شہرت میں معتبر ہوتی ہے اور اس کا ضعف مٹ جاتا ہے محض سند میں کسی قدر نقصان کی وجہ سے کسی حدیث کے بطلان کا یقین نہیں کیا جا سکتا، کیوں کہ کبھی جھوٹا بھی سچ بول دیتا ہے لہٰذا تمہیں کیا پتہ کہ اس نے یہ حدیث صحیح طریقہ پر بیان کی ہو؟ پھر اپنی رائے کی صداقت وحقانیت ثابت کرنے کے لئے چند جلیل القدر ائمہ محدثین کے اقوال قلمبند فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ امام ابو عمر تقی الدین شہر زوری اپنے ایک مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں جب محدثین کسی حدیث پر عدم صحت کا حکم لگائیں تو یہ یقین نہیں کہ وہ حقیقت میں بھی جھوٹ ہو اس لئے کہ درحقیقت وہ سچ بھی ہو سکتی ہے۔ اس سے صرف یہ مراد ہوتا ہے کہ اس کی سند شرط مذکور کے مطابق صحیح نہیں ہے۔ اس طرح التقریب والتدریب میں وارد ہے کہ جب کسی حدیث کو ضعیف کہا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی سند مذکورہ شرط پر صحیح نہیں ہے۔ ایسا نہیں کہ سرے سے ہی وہ جھوٹ ہے، کیوں کہ جھوٹے کا سچا ہونا بھی ممکن ہے، صحت وضعف کا اعتبار صرف ظاہر کی طرف نظر کرتے ہوئے ہوتا ہے ورنہ درحقیقت صحیح کا ضعیف ہونا اور ضعیف کا صحیح ہونا دونوں صورتوں کا امکان ہے۔ محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں کسی حدیث کو صحیح حسن، ضعیف وغیرہ سے متصف کرنا یہ باعتبار سند صرف ظنی طور پر ہے۔ رہا حقیقت میں تو صحیح کا ضعیف ہونا اور اس کا برعکس دونوں جائز ہے یوں ہی الموضوعات الکبیر میں مذکور ہے، محققین علماء کرام کا مذہب یہ ہے کہ حدیث کا صحیح حسن ضعیف ہونا صرف ظاہری سند کی حیثیت سے ہے جب کہ صحیح کا موضوع اور موضوع کا صحیح ہونا دونوں صورتوں کا احتمال ہے یہی وہ سر نہاں ہے جس کے ذریعہ بکثرت ایسی احادیث کریمہ جس کو محدثین نے اپنے اصطلاحی منہج کے مطابق ضعیف اور غیر معتبر قرار دیا ہے انہیں احادیث کو اصحاب قلوب سلیمہ، ائمہ عارفین اور اہل کشف وکرامات نے مرفوعا اور بصیغہ جزم وقطع ذکر فرما کر ان کے قابل قبول لائق اعتماد اور مستحق عمل ہونے کی تصریح فرمائی ہے بلکہ ان نفوس قدسیہ نے بہت سی ایسی احادیث کریمہ بھی بیان فرمائی ہیں جن سے محدثین کرام آشنا ہی نہیں، جس کے سبب بعض نا اہل علماء نے ان نفوس قدسیہ کو طعن وتشنیع کا نشانہ بھی بنایا، حالانکہ یہ ظاہر نفس طیب روح اور پاکیزہ قلوب کے مالک حضرات ان غافل علماء سے کہیں زیادہ بڑھ کر خشیت الٰہی اور خوف خداوندی کے پیکر تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کوئی حدیث منسوب کرنے میں ان سے زیادہ محتاط امام عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب، میزان الشریعۃ الکبریٰ میں حدیث پاک اصحابی کالنجوم الخ کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں اس حدیث کے بارے میں اگرچہ محدثین کے یہاں کلام ہے مگر اہل کشف حضرات کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے، اس طرح اپنی کتاب کشف الغمۃ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود وسلام بھیجنے کی فضیلت میں دو حدیث پاک ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں ہمارے شیخ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ اور اس کے ماقبل کی

دونوں حدیثوں کو ہم نے بعض عارفین سے انہوں نے حضرت خضر علیہ السلام سے انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ یہ دونوں حدیثیں ہمارے نزدیک صحت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں اگرچہ محدثین کے نزدیک ان کی اصطلاح کی رو سے یہ دونوں حدیثیں ثابت نہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ یقیناً بزرگان دین اور اولیاء کرام کے نزدیک اس ظاہری سند کے علاوہ ایک ارفع واعلیٰ سند بھی ہے اسی لئے سیدنا امام ابویزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دور کے منکرین سے فرماتے ہیں تم نے اپنا علم مردہ دل افراد سے اخذ کیا ہے اور ہم نے اپنا علم ہمیشہ رہنے والی اور کبھی نہ فنا ہونے والی ذات مقدس سے حاصل کیا ہے۔ اسی طرح خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ جن کو حالت بیداری میں کم و بیش پچھتر (۷۵) مرتبہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ گہر بار سے تحقیق حدیث کا تحفہ نایاب بھی حاصل ہوا۔ انہوں نے بھی بیشتر ایسی احادیث کی تصحیح فرمائی ہے جو محدثین کے منہج کے مطابق ضعیف اور غیر معتبر قرار دی گئی تھیں۔ آخر میں حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کا ایک قول زریں اور گراں قدر نصیحت پر اکتفا کرتے ہوئے اپنی گفتگو ختم کر رہا ہوں۔ سند میں خواہ کسی طرح کی طعن و تشنیع اور تجریح ہو اس کی وجہ سے کسی حدیث کو یقینی طور پر باطل قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اس لئے کہ حقیقت میں اس کے حق اور سچ ہونے کا بھی احتمال ہے۔ تو عقلمند اور دانا شخص وہی ہے کہ ہر وہ فعل جس میں اسے نقصان کے خدشہ کے بغیر صرف نفع کی امید ہو بلا چوں و چرا اسے عمل میں لے آئے۔

دینی و دنیاوی امور امید و رجاء پر قائم و دائم ہیں تمہیں کیا معلوم اگر یہ حدیث حق ثابت ہوئی تو تم نے اس کی ہر خیر و برکت سے اپنے آپ کو محروم کرلیا اور اگر جھوٹ ہوئی تو بھی اس پر عمل کر کے تمہیں کوئی اور نقصان نہ ہوگا۔ غور و فکر سے کام لو اور تعصب اور تشدد کا دامن چھوڑ دو۔

حضور تاج الشریعہ دامت برکاتھم القدسیہ نے اس رسالہ میں جس عرق ریزی کے ساتھ تحقیقی مطالعہ پیش کیا ہے وہ بلاشبہ لائق ستائش ہے آپ کا اسلوب اس درجہ بے تکلف، بے ساختہ اور دلکش ہے کہ ہر سطر بلکہ ہر لفظ و حرف پر کشش بن گیا ہے۔ اب ان کی عالمانہ مفکرانہ اور سنجیدہ تحریر کو اگر فکر و تامل کے آئینے میں دیکھا جائے تو ایک پوشیدہ راز سے نقاب کشائی ہوتی ہے کہ حضور تاج الشریعہ مدظلہ النورانی کے گنجینہ علم و حکمت سے لبریز پاکیزہ سینے میں جذبہ پورے کروفر کے ساتھ موجزن ہے وہیں نور علم سے پرنور دل میں امت کے افتراق و انتشار کا خدشہ، ملی و اجتماعی اختلاف و خلفشار کا اندیشہ، علمی و ادبی زوال کا درد و الم ، دینی و مذہبی پسماندگی کا رنج و غم ہمہ وقت دامن گیر رہتا ہے اور ایسا کیوں نہ ہو آپ قائد اہل سنت جو ٹھہرے آپ نے امت مسلمہ کی حفاظت و نگہداشت کی کوشش میں کوئی دریغ نہیں کیا آپ کا یہ رسالہ اسی کوشش کا ایک حصہ ہے علمی و تحقیقی مسائل میں دلچسپی رکھنے والوں کے لئے یہ مضمون واقعی بہت مفید ہے۔ وسیع فکر عمیق مشاہدے اور طویل مطالعہ کی روشنی میں لکھی گئی یہ تحریر، تحقیق و تفتیش اور غور و فکر کے در وا کرتی ہے، پروردگار عالم کی بارگاہ بے نیازی میں دست دراز عرض دعا ہوں کہ جس خلوص، للّٰہیت اور نیک مقاصد کے تحت یہ تحریر عوام الناس کی خدمت میں پیش کی گئی ہے پڑھنے والوں پر اس کا اثر ویسا ہی ہو۔ (آمین)

اصحابی کالنجوم الخ کے تعلق سے حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے جو تحقیقی مرقع پیش کیا ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اصول حدیث پر حضور تاج الشریعہ کو کس قدر ملکہ حاصل ہے۔

تاج الشریعہ اور اسناد احادیث وفقہ ومصافحہ

مولانا محمد شاہد القادری، چیئرمین امام احمد رضا سوسائٹی، کلکتہ☆ 09231506317

علمی اور روحانی فیوض وبرکات کے لئے کسی ایسے شخص کو تلاش کیا جاتا ہے جس کا علمی اور روحانی سلسلہ تسلسل کے ساتھ منبع روحانیت اور سرچشمہ علم وحکمت سے سرشار حضرات سے ہوتا ہوا تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہو۔

اکیسویں صدی میں عالم اسلام کی ایک ممتاز ومتعارف شخصیت اور عالمگیر حیثیت کے مالک نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی الحاج الشاہ محمد اختر رضا خاں قادری رضوی ازہری مدظلہ العالی کا نام نامی اسم گرامی نمایاں نظر آتا ہے۔ آپ بیک وقت علمی اور روحانی سمندر کے سنگم ہیں آپ کی بارگاہ میں کوئی بھی شخص جس آرزو کو لے کر آتا ہے چاہے علمی پیاس بجھانا چاہتا ہو یا روحانیت سے مالا مال ہونا چاہتا ہو بہر حال سیرابی کی دولت ضرور حاصل ہوتی ہے۔

آیئے ایک نظر ان نفوس قدسیہ پر ڈالتے ہیں جن لوگوں کی نگاہ کرم نے علامہ اختر رضا کو تاج الشریعہ اور علم وعرفاں کا تاجدار بنادیا۔

اساتذۂ کرام:

۱- حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان قادری نوری (م۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء)

۲- حضور مفسر اعظم ہند علامہ ابراہیم رضا خان قادری رضوی (م ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء)

۳- حضور بحر العلوم مفتی سید محمد افضل حسین مونگیری رضوی (۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء)

۴- استاذ العلماء مفتی محمد احمد جہانگیر اعظمی رضوی قدس سرہٗ

۵- ریحان ملت علامہ ریحان رضا خان رضوی (م ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء)

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کے تمام اساتذہ کرام پر ایک گہری نظر ڈالی جائے تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ سب کے سب علمی خزانے سے لیس، مالا مال اور شہنشاہ علم وفضل ہیں۔ فضل بالائے فضل کہ تمام کے تمام اساتذہ کرام (حضور مفسر اعظم ہند، حضور بحر العلوم، حضور استاذ العلماء اور حضرت ریحان ملت) سیدنا حضور مفتی اعظم ہند کی بارگاہ کے تربیت یافتہ ہیں اور ان پاکباز ہستیوں کے اسناد حدیث وفقہ اور سلسلہ طریقت حضور مفتی اعظم ہند سے جا ملتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے حضور مفتی اعظم ہند کی بارگاہ میں رہ کر جو علمی استفادہ کیا اس کا اظہار اس طرح کرتے ہیں:

"جامعہ ازہر سے واپسی کے بعد میں نے اپنی دلچسپی کی بنا پر فتویٰ کا کام شروع کیا۔ شروع شروع میں مفتی افضل حسین صاحب علیہ الرحمہ اور دوسرے مفتیان کرام کی نگرانی میں یہ کام کرتا رہا۔ اور کبھی کبھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر فتویٰ دکھایا کرتا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد اس کام میں میری دلچسپی زیادہ بڑھ گئی اور پھر میں مستقل حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے لگا۔ حضرت کی توجہ سے مختصر مدت میں اس کام میں مجھے وہ فیض حاصل ہوا جو کسی کے پاس مدتوں بیٹھنے سے بھی نہ ہوتا ہے۔

(مفتی اعظم اور ان کے خلفاء، جلد اول ص ۵۱)

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کے اسناد کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ یعنی (۱) سند حدیث (۲) سند فقہ (۳) سند مصافحہ

ان تینوں اسناد کو قدرے تفصیل سے بیان کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں اس لئے کہ حضور مفتی اعظم ہند کو اپنے بزرگوں سے جتنی سندیں اور اجازتیں ملی تھیں وہ سب کے سب انہوں نے اپنے چہیتے نواسے اور جانشین حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری مدظلہ العالی کو عطا فرما دی تھیں۔

حضور شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ حضور مفتی اعظم ہند کی سند کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضور مفتی اعظم ہند کو جو سندیں حضور اعلیٰ حضرت سے ملی ہیں وہ دنیا میں سے اصح و اعلیٰ ہیں"۔

(۱) سند حدیث

یہ سند کل تین طرق سے ہے

(۱) بطریق شیخ عبدالحق محدث دہلوی (علیہ الرحمہ)

(۲) بطریق حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (علیہ الرحمہ)

(۳) بطریق صوفی احمد حسن مراد آبادی (علیہ الرحمہ)

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی سندوں کے تفصیلی ملاحظہ ہوں

(۱) بطریق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ

حضور نبی اکرم نور مجسم شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت ابو قابوس مولیٰ عبداللہ بن عمرو بن العاص
حضرت سفیان بن عمرو بن دینار
حضرت سفیان بن عیینہ
حضرت عبدالرحمٰن بن بشر بن الحکم
حضرت ابو حامد احمد بن محمد بن یحییٰ بن بلال البزار
حضرت ابو طاہر محمد بن محمد محمش الزیادی
حضرت ابو صالح احمد بن عبدالملک المؤذن
حضرت ابو سعید اسماعیل بن ابو صالح احمد بن عبدالملک نیشاپوری
حضرت حافظ ابو الفرج عبدالرحمٰن بن علی الجوزی
حضرت ابو الفرج عبداللطیف بن عبدالمنعم الحرانی
حضرت ابو الفتح محمد بن محمد ابراہیم البکری المیدومی
حضرت شیخ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد المقدسی
حضرت شیخ ابو الفضل عبدالرحیم بن حسین عراقی
حضرت شیخ شہاب ابو الفضل احمد بن حجر عسقلانی
حضرت شیخ شمس الدین سخاوی القاہری
حضرت شیخ وجیہ الدین عبدالرحمٰن بن ابراہیم علوی
حضرت شیخ محمد فلیح الیمنی
حضرت شیخ عبدالوہاب بن فتح اللہ بروجی
حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی
حضرت شیخ ابو الرضا بن اسماعیل دہلوی (نواسہ شیخ عبدالحق
حضرت شیخ سید مبارک فخر الدین بلگرامی
حضرت شیخ سید طفیل محمد اترولوی
حضرت سید شاہ حمزہ حسنی الواسطی بلگرامی

حضرت سید شاہ آل احمد اچھے میاں مارہروی
حضرت سید شاہ آل رسول احمد مارہروی
حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی
حضرت مفتی اعظم مصطفیٰ رضا بریلوی (رضوان اللہ علیہم اجمعین)
حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا قادری ازہری (مدظلہ العالی)

(۲) بطریق حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر حضرت ابوالفتح محمد بن محمد ابراہیم البکری المیدوی تک وہی سند ہے جو گزری ہے اس کے بعد سند یوں ہے۔

حضرت شیخ زین الدین عبدالرحیم بن الحسین العراقی
حضرت شیخ ابوالفتح محمد بن ابوبکر بن الحسین المراغی
حضرت شیخ سید ابراہیم التازی
حضرت شیخ احمد حجی الوھرانی
حضرت شیخ سعید بن المقری
حضرت شیخ سعید بن ابراہیم الخزائری المعروف قدورہ
حضرت شیخ یحیٰی بن محمد شاوی
حضرت شیخ عبداللہ بن سالم البصری
حضرت شیخ سید عمر
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
حضرت سید آل رسول احمد محدث مارہروی
حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی
حضرت مفتی اعظم شاہ مصطفیٰ رضا محدث بریلوی (رضوان اللہ علیہم اجمعین)
حضور تاج الشریعہ شاہ اختر رضا قادری ازہری (مدظلہ العالی)

(۳) بطریق صوفی احمد احسن مرادآبادی

(جو بہت عالی ہے)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر شیخ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن حجر عسقلانی تک وہ ہی سند ہے جو گزری۔ اس کے بعد سند یوں ہے۔

حضرت شیخ الاسلام اشرف زکریا بن محمد الانصاری
حضرت شیخ ابوالخیر بن عموس الرشیدی
حضرت شیخ محمد بن عبدالعزیز
حضرت شیخ احمد بن محمد الدمیاطی المعروف ابن عبدالغنی
حضرت شیخ مولانا احمد احسن الصوفی المرادآبادی
حضرت سید شاہ ابوالحسین النوری مارہروی
حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی
حضرت مفتی اعظم مصطفیٰ رضا بریلوی (علیہم الرحمہ)
حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا قادری ازہری (مدظلہ العالی)

(۲) سند فقہ حنفی

اس سند کی خوبی یہ ہے کہ اس سند کے تمام اساتذہ و شیوخ حنفی المسلک ہیں۔

حضور اقدس نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
حضرت علقمہ نخعی حضرت الاسود
حضرت ابراہیم
حضرت حماد
حضرت سراج الامہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ
حضرت ابوعبداللہ محمد بن الحسن الشیبانی
حضرت شیخ احمد بن حفص
حضرت شیخ عبداللہ بن ابی حفص البخاری
حضرت امام ابوعبداللہ السبذ موتی
حضرت شیخ ابوبکر محمد بن الفضل البخاری

حضرت شیخ القاضی ابوعلی النسفی
حضرت امام شمس الائمہ الحلوانی
حضرت امام فخر الاسلام البزدوی
حضرت امام برہان الدین (صاحب الہدایہ)
حضرت امام عبدالستار بن محمد الکروری
حضرت شیخ جلال الدین الکبیر
حضرت شیخ عبدالعزیز البخاری
حضرت شیخ سید جلال الدین الخبازی
حضرت شیخ علاء الدین سیرافی
حضرت شیخ السراج قاری الہدایہ
حضرت شیخ الکمال بن الہمام (صاحب فتح القدیر)
حضرت شیخ سری الدین عبدالبر بن الشحنہ
حضرت شیخ اسماعیل بن عبدالغنی النابلسی
(صاحب شرح الدرر والغرر)
حضرت شیخ عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی النابلسی (صاحب الحدیقۃ الندیہ)

حضرت شیخ اسماعیل بن عبداللہ الشہیر علی زادہ البخاری
حضرت شیخ عبدالقادر بن خلیل
حضرت شیخ یوسف بن محمد علاؤ الدین المزجاجی
حضرت شیخ محمد عابد الانصاری المدنی
حضرت شیخ جمال بن عبداللہ بن عمر مفتی مکہ
حضرت شیخ عبدالرحمن السراج بن شیخ عبداللہ السراج مفتی مکہ
حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی
حضرت مفتی اعظم مفتی مصطفیٰ رضا قادری بریلوی (علیہم الرحمہ)
حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری (مدظلہ العالی)

سند روایت: یہ سند فقہ ۵۴ واسطوں سے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ہوتی ہوئی حضرت سیدنا ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے۔ اس سند کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس میں تاریخ مقام روایت کی پوری تفصیل موجود ہے سیدنا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے کب اور کہاں کن سے روایت کی ہے۔

قال الامام احمد رضا البریلوی

شیخ عبدالرحمن السراج نے باب صفا کے پاس اپنے گھر

۲۲ ذوالحجہ ۱۲۹۵ھ کو اپنی تمام روایات کی اجازت دی خواہ وہ حدیث کی صورت میں تھیں یا فقہ کی صورت یا اس کے علاوہ تھیں فتاوٰی رضویہ مترجم جلد ہشتم ص ۵۱۲)

۱-شیخ عبدالرحمٰن السراج مکی
۲-جمال بن عبداللہ بن عمر مکی
۳-شیخ اجل عابد سندھی
۴-شیخ محمد حسین انصاری
۵-شیخ عبدالخالق بن علی مزجاجی
۶-شیخ محمد بن علاؤالدین مزجاجی
۷-شیخ احمد نخلی
۸-شیخ محمد بابلی
۹-شیخ سالم سنوری
۱۰-شیخ نجیم غیطلی
۱۱-حافظ زکریا انصاری
۱۲-حافظ ابن حجر عسقلانی
۱۳-شیخ ابوعبداللہ جریری
۱۴-شیخ قوم الدین اتقانی
۱۵-شیخ برہان الدین احمد بن سعد بن محمد البخاری السغناقی
۱۶-حافظ الدین محمد بن محمد بن نصر بخاری
۱۷-شیخ محمد بن عبدالستار الکردری
۱۸-عمر بن عبدالکریم الدرسکی
۱۹-عبدالرحمٰن بن محمد الکرمانی
۲۰-ابوبکر محمد بن الحسین بن محمد
۲۱-شیخ عبداللہ الروزنی
۲۲-شیخ ابوزید الدبوسی
۲۳-ابوجعفر الاستروشی

بقول امام احمد رضا کے یہ سند چار درجے عالی ہے

حضور خاتم الاکابر سید آل رسول احمدی علیہ الرحمہ نے مارہرہ منورہ میں اپنے آستانے پر ۵ رجمادی الاولی ۱۲۹۴ھ کو تمام روایات کی اجازت دی جو انہیں ان کے شیخ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے ملی تھیں۔ (ایضاً)

۱-شیخ سید آل رسول احمد مارہروی
۲-شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
۳-شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
۴-شیخ تاج الدین القلعی
۵-شیخ حسن عجمی
۶-شیخ خیر الدین رملی
۷-شیخ محمد بن سراج الدین الحانوتی
۸-شیخ احمد بن شبلی
۹-شیخ ابراہیم الکرکی
۱۰-شیخ امین الدین یحیی بن محمد اقصرائی
۱۱-شیخ محمد بن محمد البخاری
۱۲-حافظ الدین محمد بن محمد علی بخاری طاہری
۱۳-صدر الشریعہ
۱۴-تاج الشریعہ
۱۵-صدر الشریعہ
۱۶-جمال الدین محبوبی
۱۷-محمد بن ابوبکر بخاری
۱۸-شمس الائمہ الزرنجری
۱۹-شمس الائمہ حلوائی
۲۰-امام اجل ابوعلی نسفی
۲۱-ابوبکر محمد بن الفضل بخاری
۲۲-ابومحمد عبداللہ بن محمد یعقوب الحارثی
۲۳-عبداللہ محمد بن ابی حفص الکبیر
۲۴-ابوحفص الکبیر
۲۵-محمد بن حسن الشیبانی
۲۶-سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ
۲۷-شیخ حماد

۴۸-شیخ ابراہیم نخعی

(۳) حدیث مسلسل بالمصافحہ

''حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کو بتوسل حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ، اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی ان تمام اسناد کی اجازت حاصل ہے۔ جو الاجازت المتینہ میں مطبوع ہیں جن میں سند فقہ بھی ہے اور سند مصافحات المصافحات الاربع کے الفاظ کے ساتھ مطبوع ہیں جن کے بارے میں حضور محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے فرمایا مجھے بحمدہٖ تعالیٰ ان چار مصافحوں کے ذریعہ رب ذوالجلال کے خلیفہ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ رسالت تک متصل ہونے کا شرف حاصل ہے۔

چار مصافحے

(۱) سند مصافحہ جنیہ (۲) سند مصافحہ خضریہ (۳) سند مصافحہ مناميہ

(۴) سند مصافحہ معمریہ

۱-سند مصافحہ جنیہ

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے اپنے مرشد برحق حضور مفتی اعظم ہند سے مصافحہ کیا

انہوں نے سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی سے

انہوں نے سیدنا آل رسول احمدی مارہروی سے

انہوں نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے

انہوں نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے

انہوں نے سید عبداللہ بن عیدروس بن شیخ علی العیدروسی سے

انہوں نے سید جعفر صادق بن سید مصطفیٰ العیدروسی سے

انہوں نے فرمایا میں نے ۱۰۹۸ھ میں ''شاہم'' نامی ایک جن سے مصافحہ کیا۔ اس جن نے ایک دن مسجد میں نماز عصر میرے والد کے ساتھ پڑھی نماز کے بعد والد صاحب نے حکم دیا کہ وہ مجھ سے مصافحہ کرے کیوں کہ اس جن نے والد صاحب کو بتایا تھا کہ سورۃ الجن میں اللہ تعالیٰ نے جنوں کی جس جماعت کا ذکر کیا ہے ان میں سے ایک ایسے جن سے مصافحہ کیا ہے جس نے سات سو سال سے زیادہ عمر پائی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔

۲- سند مصافحہ خضریہ:-

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے اپنے مرشد برحق حضور مفتی اعظم ہند سے مصافحہ کیا

انہوں نے سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی سے

انہوں نے سیدنا آل رسول احمدی مارہروی سے

انہوں نے سیدنا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے

انہوں نے سیدنا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے

انہوں نے حضرت شیخ سید عمر سے

انہوں نے شیخ عبداللہ سے

انہوں نے شیخ محمد بن محمد بن سلیمان سے

انہوں نے شیخ ابوعثمان سعید بن ابراہیم الجزائری سے

انہوں نے شیخ ابوسعید بن احمد المقری القریشی سے

انہوں نے شیخ احمد حجی الوھرانی سے

انہوں نے شیخ سالم التازی سے

انہوں نے شیخ صالح الزاوادی سے

انہوں نے شیخ حافظ عبداللہ بن محمد بن موسیٰ العیدروسی سے

انہوں نے شیخ ابوعبداللہ بن محمد بن جابر الغسانی سے

انہوں نے امام ربانی شیخ ابوعبداللہ محمد بن علی الراکشی سے

انہوں نے عبداللہ الصوفی سے

انہوں نے الامام العالم ابوالعباس احمد بن البناء سے

انہوں نے ولی اللہ شیخ ابوعبداللہ سے

انہوں نے سیدنا ابوالعباس الخضر علیہ السلام سے

انہوں نے سرکار سید نا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا۔

۳- سند مصافحہ مناميہ:

جو تفصيل مصافحہ خضريہ ميں صالح الزواوی تک گزری وہی يہاں ہے۔
انہوں نے شيخ عزالدين بن جماعت سے مصافحہ کيا
انہوں نے شيخ محمد شيرين سے
انہوں نے شيخ سعد الدين الزعفرانی سے
انہوں نے شيخ ناصر الدين علی بن ابوبکر ذوالنون السلسلطی سے
انہوں نے شيخ محمد بن اسحاق القونوی سے
انہوں نے شيخ اکبر محی الدين ابن العربی سے
انہوں نے شيخ احمد بن مسعود شداد المقری الموصلی سے
انہوں نے شيخ علی بن محمد الحاتمی الباری سے
انہوں نے شيخ ابوالحسن علی الباغوزائی سے
انہوں نے فرمايا کہ ميں نے خواب ميں رسول اکرم صلی اللہ عليہ وسلم کی زيارت کی آپ نے اپنے دست اقدس کی انگشتان مبارک ميرے ہاتھوں کی انگليوں ميں ڈال کر فرمايا: اے علی! ميری انگليوں ميں انگلياں ڈال، جو ميری انگليوں ميں انگلياں ڈالے گا جنت ميں جائے گا اور آپ گنتے گئے يہاں تک سات تک پہنچے پھر بيدار ہوگيا اس وقت ميری انگلياں رسول اللہ صلی اللہ عليہ وسلم کی مقدس انگليوں ميں تھيں۔

۴- سند مصافحہ معمريہ:

حضور تاج الشريعہ مدظلہ العالی نے اپنے شيخ کامل سيدنا حضور مفتی اعظم ہند سے مصافحہ کيا۔
انہوں نے سيدنا امام احمد رضا محدث بريلوی سے
انہوں نے سيدنا سيد آل رسول احمدی مارہروی سے
انہوں نے سيدنا شاہ عبدالعزيز محدث دہلوی سے
انہوں نے سيدنا ابوطاہر سے
انہوں نے شيخ احمد النخلی سے
انہوں نے عارف کبير شيخ تاج الدين الہندی النقشبندی سے
انہوں نے سيدنا شيخ عبدالرحمن سے
انہوں نے سيدنا شيخ حافظ علی الاربی سے
انہوں نے شيخ محمود الاسفرائنی اور سيد امير علی الہمدانی سے، اور ان دونوں نے معمر صحابی ابوسعيد الحبشی سے اور انہوں نے سرور کائنات صلی اللہ عليہ وسلم سے مصافحہ کيا۔

★ حضور نور العارفين سيدنا سرکار ابوالحسين نوری عليہ الرحمہ کا رسالہ مبارکہ ''النور والبہاء فی اسانيد الحديث سلاسل الاولياء ميں ۳۹ سلاسل قرآن مجيد واحاديث کريمہ اور سلاسل اولياء کرام درج ہيں۔ ان سب کی اجازت بتوسل حضور مفتی اعظم ہند حضرت تاج الشريعہ مدظلہ العالی کو حاصل ہيں۔

★ حضور مفتی اعظم ہند نے اپنے جانشين حضور تاج الشريعہ مدظلہ العالی کو نسائی شريف کی اس حديث کی بھی سند و اجازت عطا فرمائی جو سند الحفاظ علامہ علی بن احمد بن حجر عسقلانی عليہ الرحمہ نے فتح الباری کے اخير ميں اپنی سند کے ساتھ ذکر فرمائی ہے۔

★ حضور تاج الشريعہ مدظلہ العالی کو بواسطہ حضور مفتی اعظم ہند اور حضور مفسر اعظم ہند، حضور اعلیٰ حضرت عليہ الرحمہ کی ان تمام اسناد کی اجازتيں حاصل تھيں جو ''الاجازات المتينہ'' ميں مطبوع ہيں۔ ان ميں فقہ کی بھی ايک اہم اور عظيم الشان سند شامل ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔

★ حضور تاج الشريعہ مدظلہ العالی کو حضور مفتی اعظم ہند کے توسل سے جن سلاسل کی اجازت حاصل ہے وہ دس اجازتوں پر مشتمل ہيں۔ ۵ سلسلہ خاندانيہ ۵ سلسلہ مارہرہ مطہرہ اور حضرت بحر العلوم علامہ عبدالعلی فرنگی محلی لکھنوی عليہ الرحمہ کے واسطے سے صحاح ستہ کے مصنفين تک پہنچتی ہے۔

★ مزيد يہ سنديں حضور تاج الشريعہ کو حضور مفتی اعظم ہند سے حاصل ہيں وہ يہ ہيں۔

صحاح ستہ، موطا امام مالک، حصن حصين، بقرات اطراف، اجازت سنن ابوداؤد بقرات اطراف

نواں باب

تاج الشریعہ

اپنی تصنیف مراۃ النجدیۃ کے آئینے میں

پروفیسر غلام یحیٰ انجم، صدر شعبہ علوم اسلامیہ، ہمدرد یونیورسٹی، نئی دہلی ☆ 09868283039

ابتدائے آفرینش ہی سے حق و باطل باہم دست و گریباں ہیں۔ یہ دو ایسی متضاد حقیقتیں ہیں جن کا اتحاد روز ازل سے آج تک نہ کبھی ہوا ہے اور نہ ہی مستقبل میں ہوسکتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح روشنی اور ظلمت، نشیب و فراز دھوپ اور چھاؤں، سیاہی و سفیدی اور جھوٹ اور سچ کبھی باہم متحد نہیں ہوسکتے۔ لیکن اس واضح اور روشن حقیقت کے باوجود کچھ صلح پسند اور موقع پرست حضرات اس حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش میں سرگرم عمل ہیں اور روشنی کو ظلمت، دھوپ کو چھاؤں، نشیب کو فراز، سیاہی کو سفیدی اور جھوٹ کو سچ میں ضم کرنے کی ناپاک کوششیں کررہے ہیں ان کی اس کوشش باہم سے اتحاد کا عمل میں آنا تو درکنار البتہ ایک نیا طبقہ جسے صلح کل کہا جاتا ہے ضرور وجود میں آگیا ہے۔ یہ صلح کلیت دراصل منافقت کا ہی دوسرا نام ہے جو سماج کے لئے انتہائی خطرناک ہے۔

بریلویت اور نجدیت کا اختلاف بھی اسی قبیل سے ہے یہ دونوں ایسی واضح اور روشن حقیقتیں ہیں جن میں ایک کی بنیاد حق اور دوسرے کی بنیاد باطل پر ہے۔ جب حق اور باطل میں اتحاد ممکن نہیں تو ان دونوں جماعتوں کے نظریات باہم کیوں کر متحد ہوسکتے ہیں۔

اگر ان کے درمیان اختلافات کی بنیادیں حق و باطل پر نہیں بلکہ زر زمین اور زن ہوتیں تو نہ جانے کب کا یہ مسئلہ حل ہوگیا ہوتا کیوں کہ جو لوگ باہم اتحاد کی کوششیں کررہے ہیں ان میں کچھ لوگ مخلص بھی تھے اور ہیں۔

بریلویت اور نجدیت کے بنیادی اختلافات کیا ہیں اس سلسلے میں جانبین کے وہ علما جن کے افکار و خیالات مناظرانہ ہیں بہت کچھ لکھ چکے ہیں ابھی ماضی قریب میں لفظ بریلویت اور مسلک اعلیٰ حضرت کو لے کر بریلویوں کے درمیان کافی معرکہ آرائیاں ہوئیں، ایک عہد نو کے پروردہ نے ماضی کے ان تمام اکابر علماء خیالات کو جنہوں نے مسلک اعلیٰ حضرت کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنایا ان پر طعن و تشنیع کے خنجر چلائے اور موجودہ دور میں مسلک اعلیٰ حضرت کے نعرہ کو غیر ضروری قرار دے کر اور اس سے یہ ذہن دینے کی کوشش کی کہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت دین میں کوئی ایک جداگانہ مسلک ہے۔ جس کی تشہیر اہل سنت و جماعت کے لئے زہر ہلاہل ہے اس پر باضابطہ بحث و مباحثہ بھی ہوا جب اس سلسلے میں میری رائے جاننے کی کوشش کی گئی تو مدیر پیغام رضا ممبئی کی فرمائش پر مسلک اعلیٰ حضرت کی تائید

میں راقم السطور نے بھی درج ذیل سطور قلم بند کیے۔

''ہندستان میں مختلف مذاہب کے ماننے والے رہتے ہیں اور ہر مذہب کے ماننے والوں کو اپنے مذہب کے اصولوں کے مطابق زندگی گزارنے کی بھرپور آزادی ہے مذہب اسلام کے پیروکار متعدد خیموں میں بٹے ہوئے ہیں سنی اور شیعہ جماعتیں تو عہد صحابہ سے ہی موجود ہیں خیر القرون کا دور ختم ہوتے ہی اسلام کو لوگوں نے مزید مختلف خانوں میں بانٹ کر رکھ دیا ہے۔ روافض، خوارج، چکڑالوی، قادیانی، اور عہد حاضر کے وہابی، دیوبندی اور غیر مقلدین کی طرح بے شمار فرقوں نے جنم لیا جنہوں نے کسی خارجی دباؤ یا لالچ کی بنیاد پر اسلامی شریعت کو اپنی طبیعت کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی جس کے نتیجے میں یہ فرقے بسا اوقات باہم دست و گریباں بھی ہوئے لیکن اصل اسلام کیا ہے اس کا عملی نمونہ صحابہ کرام نے رسول اکرم ﷺ سے والہانہ محبت کر کے پیش کیا جس کے باعث زندگی حدیث نبوی ''اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم'' کے مطابق دنیا کے مسلمانوں کے لئے مینارہ راہ ہدایت بنی تابعین و تبع تابعین نے جس پر سختی سے عمل کیا اسی عقیدہ و عمل اور فکر و نظریہ کی نمائندگی اس دور میں علمائے اہل سنت و جماعت کر رہے ہیں۔ یہ اسلام مختلف نشیب و فراز سے گزرتا ہوا ہم تک پہنچا کبھی یزیدی فتنہ نے اس کی شکل کو مسخ کیا تو کبھی سبائیوں نے اس کا رنگ دھندلا کیا کبھی قادیانیت نے اس کے نقش و نگار کو پھیکا کیا تو کبھی وہابیت اور غیر مقلدیت نے اس کے مسلم اصولوں کے ساتھ کھلواڑ کیا ایک زمانہ تو وہ آ گیا کہ نبی کا مردہ ماننا صرف نہیں بلکہ مٹی میں مل جانا، نبی کو مجبور محض ماننا نبی کے علم کو شیطان کے علم سے کمتر جاننا ضروریات دین سے سمجھا گیا اور اسلام کے پیروکاروں کو یہ بتایا گیا کہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہ آئے گا اور یہ بھی اسلامی عقیدہ بتایا گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب بالواسطہ کل ہوگا یا بعض کل تو عقلاً محال ہے اور اگر بعض ہے ایسا علم ہر صبی (بچے) مجنوں (پاگل) حیوانات بہائم (چوپایوں) کو بھی حاصل ہے اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیا تخصیص ہے۔ نبی رحمت کی للعالمینی پر بھی قینچی چلائی گئی اور یہ کہا گیا کہ وہ عالمین کے لئے نہیں بلکہ مسلمانوں اور مسلمانوں میں وہ لوگ جو مکلف بہ اسلام ہیں صرف ان کے لئے رحمت ہیں الغرض ان باطل نظریات نے انیسویں صدی میں اسلام کا چہرہ بری طرح مسخ کر کے رکھ دیا اس صراط مستقیم پر بدعقیدگی کی ایسی دبیز چادر ڈال دی گئی کہ اسلام کا صحیح راستہ کیا ہے لوگ تقریباً بھول گئے تھے خدا بھلا کرے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں قادری کا جنہوں نے جہد مسلسل سے اس راہ حق سے بدعقیدگی کی دبیز چادر کو نہ صرف ہٹایا بلکہ عقائد و نظریات کی تردید اور بیخ کنی کر کے اس صراط مستقیم کو امت مسلمہ کے استعمال کے قابل بنایا ان کی اسی مجاہدانہ کارکردگی کی بنیاد پر انہیں امام اہل سنت اور ان کے اس کارنامے کو ان کے لقب کی مناسبت سے ''مسلک اعلیٰ حضرت'' سے تعبیر کیا گیا ٹھیک اسی طرح جس طرح موجودہ زمانے میں اگر کسی پرانی غیر استعمال سڑک کو کوئی قومی لیڈر اپنے سرکاری فنڈ سے صاف ستھرا کر کے استعمال کے قابل بنا دے اور پھر اس پر اپنے نام کا بورڈ لگا دے ٹھیک یہی حال مسلک اعلیٰ حضرت کا ہے جو در اصل صحابہ کرام، اولیائے عظام اور علمائے ذوی الاحترام کا مسلک ہے جس کی تجدید امام اہل سنت مولانا احمد رضا قادری نے کی اور بعد کے لوگوں نے اس پر مسلک اعلیٰ حضرت کا بورڈ لگا دیا۔ موجودہ دور میں مسلک اعلیٰ حضرت ہی مسلک ارباب حق کی پہچان ہے ہمیں مسلک اعلیٰ حضرت کو اسی تناظر میں دیکھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔ (۱)

اس تعلق سے مزید تفصیلات کا یہ مقالہ متحمل نہیں اس لئے اسی پر اکتفا کیا جا رہا ہے جو لوگ مسلک اعلیٰ حضرت کے تعلق سے کسی غلط فہمی یا سازش کے شکار ہیں انہیں ایسی بیان بازی یا ایسی تحریروں سے احتراز کرنا چاہئے جو ارباب حق کی دل آزاری کا باعث بنیں۔ بہر حال ان تفصیلات سے قطع نظر یہ جاننا ضروری ہے کہ جب لفظ نجدیت کا استعمال اس دور میں کیا جاتا ہے تو اس سلسلے میں وہابیت غیر مقلدیت اور دیوبندیت سب کو شامل مانتے ہیں اور جب لفظ بریلویت کا استعمال ہوتا ہے تو اس سے مراد صرف وہی سنی ہوتے ہیں جو عاشق رسول امام اہل سنت حضرت مولانا شاہ محمد احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ والرضوان کے مسلک کے پیروکار ہوتے ہیں بالفاظ دیگر بریلویوں کو ہی ''اہل سنت وجماعت'' کہا جاتا ہے۔ دیوبندی نہ تو اپنے کو سنی کہلانا پسند کرتے ہیں اور نہ ہی انہیں اس لقب سے پکارا جاتا ہے۔

بریلویت اور نجدیت کہئے یا بریلویت اور دیوبندیت ان دونوں جماعتوں میں جو اختلافات کی شدت ایک صدی قبل تھی وہ اب نہیں ہے سب کچھ حالات وزمانہ کے تقاضوں کے پیش نظر ہوا ہے نصف صدی قبل علمائے حق وباطل آئے دن میدان مناظرہ میں اکٹھے ہوتے ہیں اور بغیر کسی نتیجے پر پہونچے اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جاتے اور پھر فتح مبین کا ایک قد آدم پوسٹر ہر ایک جماعت کی طرف سے دوسرے دن دیواروں پر آویزاں ہو جایا کرتا تھا یہ سلسلہ سالہا سال چلتا رہا اب حالات کافی بدل چکے ہیں ایسا لگتا ہے کہ فریق مخالف نے تھک ہار کے سپر ڈال دیے ہیں۔

ابتدائے اسلام کے مسلمانوں اور اس دور کے مسلمانوں میں امتداد زمانہ کے باعث کردار وعمل میں تو فرق آگیا ہے۔ یہ دونوں جماعتیں جو اپنے کو سواد اعظم کہتی ہیں ان کے اختلافات میں جو غلط فہمیوں کا کلیدی کردار رہا ہے اور ایسا صرف ایک دوسرے سے اجتناب اور دوری اختیار کرنے کے باعث ہوا ہے اس غلط فہمی کے سب سے زیادہ شکار علمائے وہابیہ اور سربراہان دیابنہ اور وہ صرف اس لئے کہ انہوں نے مسلک اہل سنت کے تعلق سے امام اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کی تصانیف کا براہ راست مطالعہ نہیں کیا یا اگر کیا ہے تو علمی ہونے کے باعث وہ کتابیں ان بے چاروں کی سمجھ میں نہیں آئی ہیں۔ علمائے دیوبند کہاں کہاں غلط فہمیوں کے شکار ہوئے ہیں ایسی کئی ایک مثالیں ہیں یہاں صرف دو ایک مثالوں کا ذکر فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

یہ بات اہل حق اور صاحبان فہم وفراست پر مخفی نہیں کہ علمائے دیوبند نے علمائے اہل سنت وجماعت کو بریلوی کہہ کر بدنام کرنے کی بھرپور کوششیں کیں اور عوام میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ یہ اسلام میں ایک ایسی نئی جماعت ہے جس کا اسلام سے (معاذ اللہ) کوئی تعلق نہیں انہوں نے اپنی اس بات کو بھولے بھالے عوام کے ذہن ودماغ میں بٹھانے کے لئے نہ جانے کیسی کیسی مذموم حرکتیں کیں مگر یہ حقیقت ہے کہ آفتاب حق وصداقت پر پردہ ڈال کر اس کی کرنوں کو پابند سلاسل نہیں کیا جا سکتا کچھ ایسا ہی معاملہ یہاں بھی پیش آیا۔ علمائے اہل سنت اس جملے سے بدنام کیا ہوتے یہ جملہ ان کے حق میں نیک شگون ثابت ہوا اور اب بحمدہ تعالیٰ یہ جملہ (بریلوی) علمائے حق یعنی علمائے اہل سنت کے لئے علامتی نشان کے طور پر استعمال کیا جانے لگا۔

لفظ بریلویت کے تعلق سے جب علمائے دیوبند کی یہ مذموم حرکت ناکام ہوئی تو انہوں نے پھر کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے بمصداق علمائے اہل سنت کو بدعتی اور قبر پرست کہنا شروع کیا اور بعض اپنی ندامت کی تاب نہ لا کر جماعت اہل سنت (بریلویوں) کو قادیانیوں کی طرح ایک گمراہ فرقہ لکھ بیٹھے بہر حال آج علمائے

دیوبند علمائے اہل سنت کے لئے جو لفظ زیادہ استعمال کرتے ہیں وہ "بدعتی" اور "قبر پرست" ہے علمائے اہل سنت کو بدعتی کہنے میں کیا حکمت ہے یہ بات آج تک میری سمجھ میں نہ آسکی اور وہ اس لئے کہ علمائے اہل سنت کو جس مفہوم میں بدعتی کہا جا رہا ہے اس مفہوم میں علمائے اہل سنت سے کہیں زیادہ علمائے دیوبند گرفتار ہیں۔ اس وقت میرا موضوع یہ نہیں ورنہ میرے پاس ان بدعات کی ایک طویل فہرست ہے۔ جن کی ایجاد کا سہرا خود علمائے دیوبند کے سر بندھتا ہے موقع اگر چہ اس کا نہیں ہے لیکن موضوع کی مناسبت سے علمائے دیوبند کی ایجاد کردہ کچھ بدعات کی طرف ایک ہلکا سا اشارہ اپنی کتاب تذکرہ شیر بیشہ اہل سنت حضرت مولانا محمد حشمت علی علیہ الرحمۃ والرضوان کے ایک مقدمہ سے کر کے گزر جانا چاہتا ہوں جسے علامہ ارشد القادری نے قلم بند کیا ہے تا کہ الزام بغیر سند نہ رہے۔

۱- دفع بلا اور قضائے حاجات کے نام پر مدرسہ کی مالی منفعت کے لئے ختم بخاری کا موجد کوئی اور نہیں بلکہ خود دیوبند کا دار العلوم ہے۔

۲- نماز جنازہ کے لئے انتظامی مصلحت کی بنیاد پر نہیں بلکہ غلط اعتقاد کی بنیاد پر احاطہ دار العلوم میں ایک جگہ مخصوص کرنے کی بدعت کا موجد کوئی اور نہیں بلکہ خود دیوبند کا دار العلوم ہے۔

۳- مسلم میت کے کفن کے لئے کھدر کی شرط لگانے اور کھدر کے بغیر نماز جنازہ پڑھنے اور پڑھانے سے انکار کر دینے کی بدعت کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود شیخ دیوبند مولوی حسین احمد ہیں۔

۴- وراثت انبیاء کی سند تقسیم کرنے کے لئے اہتمام و تداعی کے ساتھ صد سالہ اجلاس منعقد کرنے اور ایک نامحرم و مشرک عورت کو (مذہبی) اسٹیج پر بلا کر اسے کرسی پر بٹھانے اور اپنے مذہبی اکابر کو اس کے قدموں میں جگہ دینے کی بدعت سیئہ کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود دیوبند کا دار العلوم ہے۔

۵- دینی درس گاہ کے احاطے میں مشرکانہ الفاظ پر مشتمل قومی ترانے کے لئے "قیام تعظیمی" کی بدعت سیئہ کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود دیوبند کا دار العلوم ہے۔

۶- کانگریسی امیدوار کو کامیاب بنانے کے لئے انتہائی جدوجہد کو مذہبی فریضہ سمجھنے کی بدعت کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود شیخ دار العلوم دیوبند ہیں۔

۷- اپنے اکابر کی موت پر اہتمام و تداعی کے ساتھ جلسہ تعزیت منعقد کرنے اور ضلالات و اباطیل پر مشتمل منظوم مرثیہ پڑھنے اور پڑھانے کی بدعت کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود دار العلوم دیوبند ہے۔

۸- بالالتزام کسی متعین نماز کے بعد نمازیوں کو روک کر ان کے سامنے تبلیغی نصاب کی تلاوت کرنے کی بدعت کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود علمائے دیوبند ہیں۔

۹- کلمہ و تبلیغ کے نام پر چلہ اور گشت کرنے اور کرانے کی بدعت کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود علمائے دیوبند ہیں۔

۱۰- دار العلوم دیوبند میں صدر جمہوریہ کی آمد کے موقع پر قومی ترانے کے احترام میں کھڑے ہونے کا حکم صادر کرنے والے بھی اکابر دیوبند ہیں جو اس وقت اسٹیج پر موجود تھے۔ (۲)

یہ اور اسی طرح کے بے شمار بدعات و منکرات ہیں۔ جن کی ایجاد کا سہرا علمائے دیوبند کے سر ہے لیکن اس کے باوجود لوگ امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا اور ان کے متبعین کو بدعتی کہتے ہوئے نہیں تھکتے۔ انہیں چاہئے کہ وہ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچیں پھر اپنے بارے میں فیصلہ کریں کہ اُن پر کیا شرعی حکم لگنا چاہئے۔

علمائے دیوبند اور وہابی علماء دونوں بڑے شدومد کے ساتھ ایک دوسرا لفظ جو سنی علماء و عوام دونوں کے لئے استعمال

کرتے ہیں وہ قبر پرست ہے الٹے چور کوتوال کو ڈانٹے کا محاورہ پوری طرح علمائے دیوبند پر صادق آتا ہے اور وہ اس لئے کہ قبر پرستی کے موجد اور مرتکب دونوں ہی علمائے دیوبند ہیں۔ خواجہ حسن نظامی کی شخصیت سے تقریباً ہر وہ شخص واقف ہے جسے اردو ادب سے ادنیٰ بھی تعلق ہے دنیائے ادب میں مصور فطرت سے شہرت حاصل ہوئی بڑی خوبیوں کے مالک تھے اگرچہ ان کی ولادت دہلی میں ہوئی لیکن مذہبی تعلیم کے حصول کے لئے علمائے دیوبند کی سرپرستی حاصل کی اور کاندھلہ جا کر مولوی محمد اسماعیل کاندھلوی، مولوی میاں یحییٰ کاندھلوی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا گنگوہ کا بھی آپ نے تعلیمی سفر کیا اور وہاں ڈیڑھ سال مصروف تعلیم رہے (۳) ظاہر ہے کہ جس کی تعلیم وتربیت علمائے دیوبند کے زیر سایہ ہوئی ہو جب وہاں سے فارغ التحصیل ہو کر میدان عمل میں آئے گا تو بلاشبہ انہیں خطوط پر وہ کام کرے گا جن خطوط پر ان کی تربیت ہوئی ہوگی۔ یہی سب کچھ خواجہ حسن نظامی کے ساتھ ہوا لیکن چونکہ وہ ایک معزز خانقاہ جہاں ہندو مسلمان سب جبین عقیدت خم کرتے ہیں سجادہ نشیں تھے اور خانقاہیں عام طور پر علمائے اہل سنت کی میراث سمجھی جاتی ہیں اس لئے خواجہ حسن نظامی کو بھی اہل سنت کا ایک فرد سمجھا گیا اور وہ صرف اس لئے کہ ان کا تعلق ایک ایسی خانقاہ سے تھا جو تقریباً ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے جو کسی مسلک کے پیرو نہیں ان کا اپنا ایک جداگانہ مسلکی نقطۂ نظر ہے لیکن خواجہ حسن نظامی کی تعلیم وتربیت چونکہ علمائے دیوبند کے زیر اثر ہوئی تھی اس لئے ان کے تمام مذہبی افکار ونظریات پر علمائے دیوبند کے افکار ونظریات کی گہری چھاپ لازمی تھی۔ مسند سجادگی کو رونق بخشتے ہی انہوں نے مختلف میدانوں میں جس طرح اپنی صلاحیتوں اور افکار ونظریات کا مظاہرہ کیا اسے بیان کرتے ہوئے بدن کے رونگٹے کانپ اٹھتے ہیں اس کی تفصیل کسی اور موقع کے لئے اٹھا رکھتا ہوں ان کی اسی فکری ژولیدگی کا ایک شاہکار قبر پرستی کے تعلق سے مرشد کو سجدہ تعظیمی کے جواز اور اس کے لئے ٹھوس دلائل کی فراہمی بھی ہے جب انہوں نے مرشد کو سجدۂ تعظیم کے نام سے کتاب لکھ کر قبر پرستی کو جائز قرار دے دیا علمائے حق کے درمیان انتشار ہوا کسی طرح خواجہ حسن نظامی کی وہ تصنیف ''مرشد کو سجدۂ تعظیم'' امام اہل سنت حضرت مولانا احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ والرضوان تک پہنچی تو اس کتاب کے مطالعہ کے بعد آپ نے صرف اظہار ناراضگی ہی نہیں فرمایا بلکہ سجدہ تعظیمی کی حرمت پر **الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود التحیۃ** کے نام سے ڈھائی سو صفحات پر مشتمل ایک مبسوط کتاب لکھ ڈالی اور اس کی تردید میں قرآن واحادیث اور اقوال ائمہ کی روشنی میں قبر پرستی کی حرمت پر سیکڑوں دلائل وبراہین کے انبار لگا دیئے۔

یہ انتہائی تعجب اور حیرت کا مقام ہے کہ جس مسلک کے پیشوا نے قبر پرستی کی حرمت میں سیکڑوں صفحات تحریر کر ڈالے ہوں آج اسے اور اس کے متبعین کو علمائے دیوبند جو خود قبر پرستی کے موجد ہیں قبر پرست کہتے ہوئے نہیں جھجکتے۔ یہ بے چارے اتنے ناسمجھ ہوتے ہیں کہ جو چاہتے ہیں بک دیتے ہیں حقیقت حال کا انہیں علم نہیں ہوتا اور نہ یہ بے چارے اسے جاننے کی کوشش کرتے ہیں اگر یہ نام نہاد علماء امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری کی کتابوں کا مطالعہ حقانیت وصداقت کی عینک لگا کر کئے ہوتے تو شاید ان غلط فہمیوں کے شکار نہ ہوتے۔

قبر پرستی کے تعلق سے ایک طویل مقالہ بعنوان **امام احمد رضا اور خواجہ حسن نظامی – نظریہ سجدہ تعظیمی کا تقابلی مطالعہ** ماہنامہ جہان رضا لاہور جلد ۳ شمارہ ۳۴ ماہ ذوالحجہ ۱۴۱۴ھ / جون ۱۹۹۴ء میں شائع ہوا تفصیلی معلومات کے لئے اس کا مطالعہ مفید ہوگا۔ یہ مقالہ اور اسی طرح کے دوسرے

مقالات کا مجموعہ امام احمد رضا کے افکار و نظریات۔ ایک تقابلی مطالعہ کے عنوان سے جلد ہی کتابی شکل میں منظر عام پر آنے والا ہے۔

علمائے دیوبند کی فکری ژولیدگی کی ایک بدترین مثال بریلویوں کو قادیانیوں کے مشابہ قرار دینا ہے آج سے تقریباً ۱۲ سال قبل مجلہ رابطہ عالم اسلامی کے شمارہ فروری مارچ ۱۹۸۵ء میں ایک اداریہ نظر سے گزرا جس میں مدیر رابطہ عالم اسلامی نے بریلویوں کو قادیانیوں کی طرح ایک فرقہ قرار دیا تھا۔ راقم نے جب اس کی اطلاع سنی دنیا کے مدیر کو دی تو اس وقت عبدالنعیم عزیزی نے دسمبر ۱۹۸۵ء کے شمارہ میں ایک زبردست اداریہ اس کی تردید میں لکھا۔

رابطہ عالم اسلامی وہابیہ دیابنہ کا مشترکہ مذہبی ترجمان ہے جو ہر ماہ پابندی سے مکہ مکرمہ سے شائع ہوتا ہے۔ اس مذہبی ترجمان میں اس قسم کی لایعنی باتوں کے چھپنے کی محرک غالباً احسان الٰہی ظہیر کی کتاب البریلویہ ہے جو اس قسم کے ہفوات واباطیل کا پلندہ ہے۔ بہر حال اس نمائندہ ترجمان میں یہ بات شائع ہوئی اس اشاعت کے پیچھے کس ہندستانی عالم ایجنٹ کی سازش کارفرما ہے اس سے ہمیں سروکار نہیں لیکن اگر ہم اس کی تہہ میں جائیں اور اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کریں تو آپ یہ باور کئے بغیر نہ رہ سکیں گے کہ قادیانیت کا دروازہ دراصل علمائے دیوبند کے سرخیل دارالعلوم دیوبند کے خودساختہ بانی مولوی محمد قاسم نانوتوی کا کھولا ہوا ہے انہوں نے اپنی مایہ ناز تصنیف تحذیر الناس میں خاتم النبیین کی ایسی تشریح فرمائی جس سے قادیانیوں کو اعلان نبوت کا موقع مل گیا اور موصوف کی جس عبارت کو انہوں نے بطور ڈھال استعمال کیا وہ ان کی کتاب تحذیر الناس ناشر کتب خانہ امدادیہ دیوبند باہتمام محمد علی مالک کتب خانہ مطبع برقی پریس دہلی کے ص ۲۲ پر اس طرح درج ہے۔

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہوا تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے (۴)

قرآن حکیم کے کسی لفظ سے نہ اشارۃً نہ کنایۃً اور نہ صراحۃً یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی اور کوئی نبی آنے والا ہے کئی جگہ واضح لفظوں میں یہ بیان ملتا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ سارے عالم کے لئے قیامت تک کے نبی ہیں اب کسی نبی کی ضرورت نہیں اس واضح اعلان میں کہیں کسی قسم کی تحریف کی گنجائش کے سوائے یہی لے دے کے معنی خاتم النبیین بچ رہا پھر یہ بات سمجھ میں آگئی کہ اس کے معنی کی ایسی تعبیر و تشریح کی جائے کہ دوسرے نبی کی گنجائش نکل آئے۔ چنانچہ یہ کار خیر انگریزوں یا خدا جانے کس کی سازش کی بنیاد پر مولوی محمد قاسم نانوتوی نے انجام دیا ان کی اس تشریح سے قادیانیوں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی ایک قادیانی مصنف ابوالعطا جالندھری اپنی کتاب افادات قاسمیہ میں لکھتا ہے۔

"یوں محسوس ہوتا ہے کہ چودہویں کے سر پر آنے والا مجدد امام مہدی اور مسیح موعود بھی تھا اور اس کی امتی کو نبوت کے مقام سے سرفراز کیا جانے والا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی مصلحت خاص سے حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کو خاتمیت محمدیہ کے اصل مفہوم کی وضاحت کے لئے رہنمائی فرمائی اور آپ نے اپنی کتابوں اور اپنے بیانات میں آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی نہایت دلکش تشریح فرمائی۔ (۵)

بہر حال یہ تشریح چونکہ قادیانیوں کی حسب ضرورت تھی اس لئے انہوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور ۱۸۹۱ء میں مسیح

موعود ہونے کا دعویٰ پیش کر دیا مولانا ابوالحسن علی ندوی نے سیرۃ المہدی حصہ دوم کے حوالے سے لکھا ہے۔

''مرزا غلام احمد صاحب نے ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا پھر ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا'' (۶)

آج جو ہندستان بھر میں علمائے دیوبند تحریک ختم نبوت یا قادیانیت کے خلاف جلسے کر رہے ہیں یہ اسی داغ کو دھونے اور اپنے اسی سنگین جرم کو چھپانے کی ناکام کوشش ہے جو ان کے اکابرین کر گئے ہیں۔

تیرہویں صدی کے اوائل میں جب شاہ اسماعیل دہلوی (م ۱۲۴۶ھ) نے انگریزوں کی سازش سے جناب رسالت مآب ﷺ کے تعلق سے امکان نظیر کی بحث چھیڑ کر امت محمدیہ ﷺ کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی۔

''اس شہنشاہ (رب العزت) کی یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی ولی اور جن فرشتہ جبرئیل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے'' (۷)

شاہ صاحب کی اس فکر سے جس طرح اہانت مترشح تھی اس کا دندان شکن جواب بطل حریت مجاہد آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی نے کتاب ''امتناع نظیر'' لکھ کر دیا اور عقلی و نقلی دلائل سے اپنے موقف کو مربوط کر کے فرمایا کہ حضور ﷺ کا مثل و نظیر ممتنع بالذات ہوا اور جو ممتنع بالذات ہے وہ تحت قدرت داخل نہیں۔

امتناع نظیر کے نام سے علامہ فضل حق خیر آبادی کی کتاب ۱۹۰۸ء میں خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں قادری حضرت مولانا سلیمان اشرف علی گڑھ کے تحشیہ اور تصحیح کے بعد جون پور سے شائع ہوئی کچھ دنوں بعد امکان نظیر اور امتناع نظیر سے متعلق بحثیں وہیں رک گئیں مگر برسوں بعد پھر مولوی محمد قاسم نانوتوی کو بیٹھے بٹھائے نہ جانے کیا سوجھی پھر وہ اس بحث کو خاتم النبیین کے پس منظر میں چھیڑ بیٹھے اس بحث سے موصوف کو کیا اور کتنا فائدہ ہوا یہ تو صیغۂ راز میں ہے البتہ اتنا ضرور معلوم ہے کہ ان کی اس فکر سے ایک گمراہ جماعت ضرور وجود میں آ گئی جسے ہم قادیانیت کہتے ہیں۔ لہٰذا اگر قادیانیت کے محرک اول کی حیثیت سے ''تحذیر الناس'' کتاب کے مصنف مولوی محمد قاسم نانوتی کا نام لیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ قادیانیت چونکہ اس وقت موضوع بحث نہیں اس لئے اس کی تفصیل میں جانے سے گریز کر رہا ہوں۔

اب آیئے ان علماء کی خدمت میں حاضری دیجئے جنہیں علمائے دیوبند قادیانیوں کی طرح ایک گمراہ فرقہ قرار دیتے ہیں اس جماعت کے سرخیل امام اہل سنت حضرت مولانا احمد رضا خان قادری قدس سرہٗ ہیں ان کے نوک قلم سے ایک محتاط روایت کے مطابق پچاسوں علوم وفنون پر مشتمل چھوٹی بڑی ہزاروں کتابیں منصۂ شہود پر آئیں اگر انصاف اور حق پسندی کی عینک لگا کر ان کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو شاید ہی کسی کتاب میں کوئی ایسی عبارت دستیاب ہو سکے گی جس سے قادیانیوں کے گمراہ عقائد کی تائید ہوتی ہو اس گمراہ اور باطل فرقہ کی تائید اور حمایت میں کوئی عبارت ملنی تو در کنار کوئی لفظ اور جملہ بھی نہیں مل سکتا ہے ہاں البتہ انہوں نے اس باطل فرقہ کی تردید میں درج ذیل کتابیں ضرور لکھی ہیں جو بحمدہ تعالیٰ ہیں متعدد بار چھپ چکی ہے۔ اب اگر یہ کم علم دیوبندی بے چارے ان کتابوں کا مطالعہ نہ کریں اور پھر اس مذہب حق کے بارے میں جو چاہیں باطل خیال گڑھ لیں تو اس کا کیا علاج ہے؟ قادیانیت کی تردید میں امام اہل سنت مولانا احمد رضا قادری کی تصنیفات درج ذیل ہیں جو کسی بھی سنی مکتبہ سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔

۱-السوء والعقاب علی مسیح الکذاب

۲-قہر الدیان علیٰ مرتد بقادیان

۳-الصارم الربانی علیٰ اسراف القادیانی
۴-جزاء الله عدوه بآبايه ختم النبوة
۵-الجراز الديانی

اس کھلی حقیقت کے باوجود اگر کوئی کہے بریلویت قادیانیت کی طرح ایک فرقہ ہے تو اس کی عقل پر سوائے ماتم کرنے کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ اسی کو کہا جاتا ہے کہ ''الٹے چور کوتوال کو ڈانٹے''۔

نجدیوں اور دیوبندیوں کے عقائد اسی قسم کی ہفوات واباطیل پر مشتمل ہیں ''مشتے نمونہ از خروارے'' کے طور پر سطور بالا میں صرف تین مثالوں کا ذکر ہوا ہے۔ علمائے دیوبند کی الزام تراشیوں اور بہتان طرازیوں کی تردید میں علمائے اہل سنت کے نوک قلم سے سینکڑوں کتابیں متعدد زبانوں میں منصہ شہود پر آئیں زیر نظر کتاب مراۃ النجدیۃ اسی قسم کی ایک تصنیف ہے اس کتاب کی اہمیت اس لئے ہے کہ یہ کتاب عربی زبان میں ہے اور مرجع علمائے اہل سنت حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری کے صالح افکار، پاکیزہ خیالات اور مومنانہ نظریات کی روشن شاہکار ہے۔

اس کتاب پر چونکہ مصنف کا اصل نام ''العلامۃ اسماعیل الازہری'' شائع ہوا ہے اس لئے ذہن اس طرف جلدی متبادر نہیں ہوتا کہ یہ آپ کی تصنیف ہے کیوں کہ آپ کے عرفی نام کو اس قدر شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی کہ لوگ آپ کا اصل نام بھول گئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام نامی اسم گرامی چوں کہ ''ابراہیم'' تھا اس لئے آپ کا نام اسماعیل سے زیادہ اور کوئی موزوں ہو بھی نہیں سکتا تھا۔

کتاب مراۃ النجدیۃ ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ / ۲۵ نومبر ۱۹۸۹ء میں طبع ہوئی ہے عربی زبان میں مطبع کا ذکر نہیں البتہ اس کی پہلی طباعت دارالافتاء المرکزیۃ محلہ سوداگران بریلی یوپی کے زیر اہتمام عمل میں آئی ہے۔

آغاز کتاب میں مصنف نے قادیانیت سے متعلق اپنے اوپر لگائے گئے الزامات کی تردید کی ہے پھر اس تعلق سے اپنے موقف کا اظہار کیا ہے اور دلائل و براہین سے یہ ثابت کیا ہے کہ بریلویت، قادیانیت کی طرح ایک گمراہ فرقہ نہیں بلکہ خود دیوبندیت قادیانیت کی طرح گمراہ جماعت ہے اور وہ اس لئے کہ مولوی محمد قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں خاتم النبیین کی ایسی تشریح فرمائی ہے جس نے قادیانیوں کے رسول کی خاتمیت کو محفوظ رکھتے ہوئے ان کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کو اعلان نبوت کا موقع فراہم کیا اور ثبوت کے طور پر یہ لکھا ہے کہ مرزا غلام قادر بیگ جو مولانا احمد رضا خاں کے استاد تھے وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے حقیقی بھائی تھے حالانکہ ان دونوں کے درمیان دور کا بھی تعلق نہیں تھا مرزا غلام قادر بیگ بریلی کے رہنے والے تھے آج بھی ان کا خاندان بریلی میں موجود ہے۔ اسی خانوادہ کے ایک چشم و چراغ مرزا عبدالوحید بیگ (ایڈووکیٹ) تھے۔ جن کا چند سال پیشتر انتقال ہو گیا ان سے راقم السطور کے علمی مراسم تھے کئی بار ان کے گھر بھی جانے کا اتفاق ہوا ہے مصنف کتاب نے اس الزام کی تردید میں لکھا ہے۔

''قد کذب هذا الواشی فیما ادعی من ان غلام قادر بیگ و بین غلام احمد قادیانی قرابة فضلا ان یکون هذا شقیق ذلک'' (۸)

اور جہاں تک رہی بات قادیانیوں کو اپنے عقائد و افکار کو اظہار کرنے کا موقع فراہم کرنے کی تو اس سلسلے میں مصنف کتاب نے دلائل و براہین کی ایک طویل فہرست پیش کی ہے اسکے بعد لکھا ہے۔

''انه امام الدیوبندیة المولوی محمد قاسم

الناوتوی) هو الذی مهد للقادیانی المتنبی سبیله" (۹)

مسئلہ قادیانیت کے علاوہ نذرونیاز، کرامت اولیاء، استعانت وتوسل، قبور انبیاء وصالحین کا بوسہ، ندائے غیر اللہ اوران سے امداد واستعانت، تصور حیات بعد ممات، اور تصرفات اولیاء سے متعلق علمائے دیوبند کے مفسد نظریات اور باطل افکار وخیالات کو بیان کرکے قرآن واحادیث اور اقوال ائمہ کی روشنی میں ان کی تردید کی ہے۔ اور پھر اپنے موقف کی تائید میں کتاب وسنت سے مستحکم دلائل پیش کیے ہیں۔

چوں کہ اس قسم کے مباحث سے متعلق علمائے اہل سنت کے پلیٹ فارم سے مناظرہ کے موضوع سے دلچسپی رکھنے والوں کے رشحات قلم سے کئی ایک کتابیں منصۂ شہود پر آچکی ہیں ان مباحث کی تفصیل سے یہاں گریز کیا جارہا ہے، البتہ ایک موضوع پر مرآۃ النجدیہ میں تفصیلی بحث ہے اور وہ ہے سنی اور دیوبندی اختلافات کے اسباب کا ووجوہ کا منصفانہ جائزہ اس موضوع پر مصنف کتاب نے کئی صفحات میں مدلل تفصیلی گفتگو کی ہے اور اس کی ابتداء تمام انصاف پسند مصنفین کی طرح شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے غیر اسلامی رویہ سے کی ہے اور لکھا ہے کہ ہندستان میں یہ مذہبی اختلاف انگریزوں کے منظم سازش کے نتیجے میں رونما ہوا ہے انگریز چوں کہ ہندستان کی سیاسی، معاشی، سماجی اور مذہبی بنیادوں کو متزلزل کرنا چاہتے تھے اس لئے اگر ایک طرف انہوں نے اس ملک میں سیاسی چال چل کر ملک کے اندرونی نظام کو درہم برہم کیا تو دوسری طرف وہ علماء جو کسی زمانہ میں ان کی حکومت میں وظیفہ خوار تھے ان کو اعتماد میں لے کر مذہب کے تعلق سے ایسی نفرت کی لہر پھیلائی جس کی لپیٹ میں ہندستانی علماء کے علاوہ عوام بھی آگئے ایک دوسرے کے تئیں یہ مذہبی منافرت روز افزوں بڑھتی رہی جس کے نتیجے میں عقیدہ اور علاقہ کی بنیاد پر کئی ایک مذہبی تنظیمیں اور جماعتیں وجود میں آگئیں۔ وہابیت، دیوبندیت، قادیانیت، نیچریت اور صلح کلیت وغیرہ اسی دور کی پیداوار ہیں۔

وہابیت کی بنیاد کن اصولوں پر رکھی گئی اس کی وضاحت کے لئے کئی صفحات درکار ہیں مگر اس کا ایک واضح اصول یہ تھا کہ مسلمانوں میں سے جو بھی بسروچشم ان کے عقیدہ کو قبول نہیں کرلیتا تھا ان کا مال ومتاع شیخ محمد بن عبدالوہاب کے لئے حلال ہوتا استاذ جعفر سبحانی اپنی کتاب "آئین وہابیت" کے ص ۲۳ پر رقم طراز ہیں۔

> "شیخ محمد اپنے عقائد کو تسلیم نہ کرنے والے مسلمانوں پر نہ صرف حملہ کرکے ان کے مال ومتاع کو لوٹنا جائز خیال کرتا تھا بلکہ وہ ان مسلمانوں سے حاصل کردہ مال ومتاع مال غنیمت سے تعبیر کرتا تھا اور اس مال غنیمت کو استعمال کرنے کا مکمل اختیار صرف شیخ ہی کو حاصل تھا۔ (۱۰)

ظاہر ہے کہ شیخ نجد نے مسلمانوں کے سامنے توحید کی جو توجیہ پیش کی تھی چوں کہ وہ من گھڑت تھی اس میں ان کے ہوا وہوس کا عمل دخل زیادہ تھا۔ اس لئے عام مسلمانوں کے نزدیک اس کا قابل قبول ہونا ممکن نہ تھا اسی وجہ سے انہیں جنگی کافر قرار دے کر ان کی جان لینا اور ان کا مال لوٹنا حلال ومباح سمجھا گیا اس شر وفساد کے نتیجے میں قوم کا جماعتوں میں بٹ جانا اور دھڑا بندی اختیار کرلینا لازمی امر تھا اگرچہ اس قسم کی شروعات شیخ نجد نے کردی تھی لیکن ہندستان میں شیخ نجدی کی اس فکر کو پروان چڑھانے کے لئے انگریزوں نے خاندان ولی اللہی کے ایک چشم و چراغ مولوی محمد اسماعیل دہلوی کا سہارا لیا اس فکر کے فروغ کے سلسلے میں شاہ اسماعیل کے انتخاب میں حکمت یہ تھی کہ موصوف کا تعلق ایک علمی خانوادے سے تھا انگریز یہ سمجھتے تھے کہ جوبات ان

کی زبان سے کہلوائی جائے گی قوم اس پر آمنا صدقنا ضرور کہے گی لیکن یہ تاریخ ہی رہی ہے کہ اہل حق کبھی باطل کے سامنے سرنگوں نہیں ہوئے ہیں جیسے ہی انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی عظمت کو کم کرنے کے لئے امکان نظیر کا تصور پیش کیا تو ان کے ہی ہمدرس ساتھی علامہ فضل حق خیرآبادی نے امتناع نظیر کتاب لکھ کر ان کا سارا خاندانی علمی طنطنہ خاک میں ملادیا اور بہانگ دہل امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان قادری کی زبان میں یہ فرمادیا۔

ترے خلق کو حق نے عظیم کہا تری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالق حسن وادا کی قسم (۱۱)

اس سلسلے میں تھوڑی سی گفتگو سطور بالا میں گزر چکی ہے تفصیلی معلومات کے لئے راقم السطور کا مقالا علامہ فضل حق خیرآبادی اور شاہ اسماعیل دہلوی کے باہمی اختلافات کا جائزہ'' کا مطالعہ مفید ہوگا۔ جو ماہنامہ حجاز جدید دہلی کے شمارہ جنوری فروری ۱۹۹۱ء میں شائع ہو چکا ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی نے انگریزوں کے تعاون سے کس طرح گروہ سازی کا فریضہ انجام دیا اس سلسلے میں مولانا اختر شاہجہاں پوری کا یہ خیال قابل توجہ ہے فرماتے ہیں۔

''حقیقت یہ ہے کہ ہندستان میں فرقہ سازی اور گروہ بندی کا سنگ بنیاد انگریزوں نے اپنی ضرورت کے تحت مولوی محمد اسماعیل دہلوی سے رکھوایا کیوں کہ مقدس سرزمین عرب میں وہابیت کا فتنہ کامیاب ثابت ہو چکا تھا۔ موصوف شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۳ء) کے بھتیجے اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) کے پوتے تھے۔ اس خاندان عالی شان کی ملک کے گوشے گوشے اور بیرون ممالک میں بھی شہرت تھی۔ (۱۲)

انگریزوں نے اس عالی شان خاندان کے چشم و چراغ شاہ اسماعیل دہلوی پر کس طرح ڈورے ڈالے اور کس طرح انہیں اپنا ہمنوا بنایا یہ مسئلہ بہر حال غور طلب ہے چوں کہ یہ صیغہ راز کی چیز تھی اس لئے اس سلسلے میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا لیکن قرین قیاس یہی ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے داماد مولوی عبدالحی دہلوی (م ۱۲۴۳ھ) جو میرٹھ میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازم تھے انہی کی معرفت یہ معاملہ پایہ تکمیل کو پہنچا ہوگا اس سلسلے میں ثالثی کا فریضہ کس نے انجام دیا اس سے بحث نہیں بحث یہ ہے کہ ہوا وہی جو انگریز چاہتے تھے یعنی شاہ اسماعیل دہلوی نے نیا دین رائج کرنے اور برطانوی مفاد کی خاطر جو جینے مرنے کا عہد کیا تھا اس پر ثابت قدم رہے ان کی باقی زندگی اس پر شاہد ہے۔

مسلمانوں میں افتراق وانتشار پیدا کرنے کے تعلق سے جب انگریزوں کی گفتگو شاہ اسماعیل دہلوی سے پکی ہوگئی تو پھر شاہ صاحب نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی اسی فکر کی ترویج کی جس میں کلمہ گو انسانوں کا خون بہانا جائز اور حلال تھا اور توحید کا وہی مفہوم پیش کیا جو اس نے سرزمین نجد پر آل سعود کی حمایت میں کیا تھا اس طریقہ تبلیغ کا ہندستانی مسلمانوں پر کیا اثر ہوا یہ خوش عقیدہ مسلمانوں پر عیاں ہے اسے بیان کرنے کی ضرورت نہیں، چوں کہ طریقہ تبلیغ میں شاہ صاحب نے وہی سارے اصول اپنائے تھے جسے محمد عبدالوہاب نجدی نے اپنا کر عالم اسلام میں افراتفری کا ماحول پیدا کیا تھا اس لئے ہندستانی مسلمانوں کے درمیان انتشار وافتراق کا ماحول بننا لازمی امر تھا۔ خاندان کے لوگ مخالف ہو گئے اساتذہ نے برہمی کا اظہار کیا، بزرگوں نے اس نجدی عقیدے کی نشر واشاعت سے باز رہنے کی تلقین فرمائی، مگر شاہ صاحب دھن کے اتنے پکے تھے انہوں نے اپنے بڑوں میں کسی کی ایک نہ مانی اور جو کچھ انگریزوں سے طے ہوا تھا وہ سب کچھ کر

دکھایا۔اس سے جب خاندان کے لوگ ناراض ہو گئے اساتذہ نے منہ موڑ لیا تو پھر شاہ صاحب نے اپنا مشن کس طرح آگے بڑھایا اس راز کا انکشاف قبیلے کے ایک صاحب قلم مرزا حیرت دہلوی نے ان لفظوں میں بیان کیا ہے۔

''آپ نے سب سے پہلے چند بڑے بڑے بدمعاشوں کے سرغنوں کو اپنی جادو بھری تقریر سنا کے مرید کیا اور انہیں ایسا معتقد بنایا کہ وہ اپنی جان قربان کرنے پر آمادہ ہو گئے مصلحت اسی کی متقاضی تھی کہ یہ کارروائی کی جائے کیوں کہ دن بدن مخالفت کی آگ بھڑکتی جارہی تھی۔(۱۳)

یہ تھی وہ کہانی جس کے سبب مسلمانوں میں انتشار ہوا اور رفتہ رفتہ یہ ملت اسلامیہ دھڑا بندی کی شکار ہوگئی اور جس محمد بن عبدالوہاب نجدی نے سعود کی مدد اور اس کی مشارکت سے سرزمین حجاز میں ذہنی وفکری انتشار برپا کیا اور جنگ وجدال کے ذریعہ لوگوں کے خون بہائے ٹھیک اسی طرح شاہ اسماعیل دہلوی نے سید احمد رائے بریلوی کی مشارکت سے ذہنی وفکری انتشار برپا کر کے گروہ بندی کرائی اور ان کے معتقدار پر عمل نہ کرنے اور سید احمد رائے بریلوی کو امیر المومنین نہ ماننے کی صورت میں جہاد کا رخ سکھوں کی بجائے مسلمانوں کی طرف موڑ دیا پھر کیا ہوا اس کی تفصیل شاہ حسین گردیزی کی زبانی سنئے وہ فرماتے ہیں۔

''اب سکھوں کو نظر انداز کر کے مسلمانوں کو مسلمان بنانے کی تحریک شروع ہوئی یہیں سے تفریق بین المسلمین کی ابتداء ہوئی مسلمان سنی وہابی دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے اور ملت اسلامیہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔(۱۴)

چوں کہ تمام ذہنی وفکری انتشار کے موجد ہندستان میں شاہ اسماعیل دہلوی تھے اس لئے مراۃ النجدیہ کے مصنف حضرت شیخ اسماعیل اختر رضا خاں ازہری نے اس موضوع پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے اور کتاب کا ایک تہائی حصہ انہی نام نہاد شیوخ کی فکری بے راہ روی سے متعلق ہے اس فکری بے راہ روی کے انسداد کے لئے علمائے حق نے جو کتابیں لکھی ہیں ان کی تعداد مراۃ النجدیہ کے مصنف نے ۴۲ بتائی ہے۔ مصنف نے صرف تعداد کی وضاحت پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ مصنفین کے ناموں کے ساتھ ان کتابوں کی فہرست بھی پیش کی ہے اور آخر میں یہ لکھا ہے کہ یہ فہرست ابھی ناقص ہے کیوں کہ اس میں ہندو پاک کے علاوہ اور دوسرے ممالک کے علماء کی تصانیف شامل نہیں۔ لکھتے ہیں۔

''بهذ الفهرس يعلم القادري مابلغت محمد بن عبدالوهاب من البشدة وكم قلوبها الكرام (جزاهم الله تعالىٰ خيرا) من كل ناحية على ان الفهرس لم يستو عب كل من رد عليه من العلماء العرب فضلا من الاعاجم فانه لم يشمل من رد عليه من علماء الهند وباكستان وغير هممامن البلاد''(۱۵)

پھر مصنف نے حیرت واستعجاب کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ علمائے دیوبند محمد بن عبدالوہاب کے مذہبی افکار وخیالات کی تردید بھی کرتے ہیں اور اس کے اصولوں کو اپنے لئے مذہبی رہنما خطوط بھی سمجھتے ہیں یہاں چوں کہ بحث کا موقع نہیں اس لئے اس کی تفصیل سے گریز کیا جارہا ہے۔

کتاب کے آخر میں وہ تمام مذہبی مسائل جس میں علمائے اہل سنت اور دوسری مسلم جماعتوں کے درمیان اختلاف ہے ان کی وضاحت کر کے اس کے ثبوت میں سلف کے اقوال پیش کئے ہیں ثبوت میں جن علماء کی تحریریں پیش کی ہیں ان کی علمی عظمت اور فکری جلالت پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ان

علمائے اعلام کے اقوال کو مختلف فیہ مسائل کے تعلق سے پیش کر کے مصنف کتاب نے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ علمائے اہل سنت و جماعت (بریلویت) اللہ تعالیٰ جل جلالہ پیغمبر اسلام رسول مقبول ﷺ اور بزرگان دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سلسلے میں جو عقیدہ رکھتے ہیں وہ کوئی نیا عقیدہ نہیں بلکہ یہی عقیدہ تمام اکابر علماء، ائمہ کرام اور اصحاب رسول ﷺ کا تھا۔ اور شیخ نجد محمد بن عبدالوہاب نجدی کے وجود میں آنے سے قبل شیعوں کے علاوہ تمام مسلمانوں کے نظریات و خیالات مذہبی اعتبار سے تقریباً یکساں تھے اگر کوئی اختلاف تھا تو وہ فقہی تھا زیر بحث کتاب میں اس اختلاف کی تاریخ اور اس کے اسباب و وجوہ پر مدلل عالمانہ بحث ہے۔

علامہ اختر رضا خاں ازہری صاحب قبلہ کا یہ اقدام لائق تحسین ہی نہیں بلکہ قابل تقلید ہے فاضل بریلوی حجۃ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا قادری کی شخصیت اور ان کے فکری خیالات کو نشانہ بنا کر مخالفین ومعاندین ہم پر اعتراض کرتے ہیں اگر عقائد کے موضوع پر لکھی گئی ان کی اردو تصانیف کو دلائل و براہین اور مراجع کے ساتھ باضابطہ ایڈٹ کر کے عربی زبان میں شائع کی جائیں اور پھر انہیں عرب دنیا اور خاص طور سے وہ ممالک جہاں ان کے مخالفین کی کثرت ہے ارسال کی جائیں تو ہمارے خیال سے وہ نام نہاد علماء جو ان کے ہندستانی ایجنٹ ہیں اور حقائق پر پردہ ڈال کر علمائے حق کے عقائد کی غلط توضیح و تعبیر پیش کرتے ہیں ان کی پردہ دری ہو سکتی ہے۔ مراۃ النجدیۃ کی طباعت میں قدیم طریقہ کار کو اپنایا گیا ہے اس لئے استفادہ نسبتاً مشکل ہے اگر اوائل کتاب میں مندرجات کی فہرست اور پریس ریلیز دی جاتی اور اواخر کتاب میں اشارہ دے دیا جاتا تو کتاب کی افادیت دوبالا ہو جاتی۔ کتاب کے سرورق پر کتاب کا نام "مراۃ النجدیۃ" چھپا ہوا ہے لیکن درمیان کتاب کے صفحات کے بالائی حصہ پر ایک طرف الامام احمد رضا البریلوی اور دوسرے صفحہ پر وسائس الوھابیۃ فی الھند والعرب "مرقوم ہے، جس سے کتاب کا اصل نام مشکوک ہو جاتا ہے۔ یہ کتاب غالباً بدنام زمانہ مصنف احسان الٰہی ظہیر (پاکستان) کی کتاب البریلویۃ کے جواب میں لکھی گئی ہے اس لئے اس کتاب کا اصل نام مراۃ النجدیۃ ہی زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

مراۃ النجدیہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے بھرپور ہے اس کتاب میں ان کے تمام عقائد و خیالات کی وضاحت ہے جن پر ان کا عمل ہے اور جو کتاب وسنت سے متصادم ہیں ان میں درج ذیل مباحث اہم ہیں۔

۱- الامام احمد رضا یشدد النکیر علیٰ کل من انکر ختم النبوۃ واھان منصب الرسالۃ

۲- تاریخ نشاۃ الوھابیۃ وافکار ھا الزائغۃ

۳- محمد بن عبدالوھاب ینکر الاجماع و القیاس

۴- الوھابیۃ یخالفون سلفیھم فی کرامات الاولیاء

ان مرکزی موضوعات کے تحت کئی ذیلی بحثیں ہیں جن کے ضمن میں حضور تاج الشریعہ نے تمام مباحث کا احاطہ کر لیا ہے اس لئے کتاب متوسط سائز کے ۳۷ صفحات پر پھیل گئی ہے۔

مراجع

۱- پیغام رضا سالنامہ

مدیر رحمت اللہ صدیقی ص ۷ اگوونڈی ممبئی جون ۲۰۰۸ء

۲- تذکرہ حضرت مولانا محمد حشمت علی لکھنوی

غلام یحییٰ انجم ص ۶۳ دہلی ۱۹۹۲ء

۳- خواجہ حسن نظامی حیات اور کارنامے

خواجہ حسن نظامی ثانی ص ۹۳ دہلی ۱۹۸۷ء

۴-تحذیر الناس

محمد قاسم نانوتوی ص ۲۴ مطبوعہ برقی پریس، دہلی

۵-افادات قاسمیہ

ابوالحسن جالندھری ص ا ربوہ پاکستان

۶-قادیانیت

ابوالحسن علی ندوی مجلس تحقیقات ونشریات لکھنو، ۱۹۸۸ء

۷-تقویۃ الایمان

شاہ اسماعیل دہلوی ص ۲۲ مطبع مصطفائی دہلی ۱۲۶۹ھ

۸-مراۃ النجدیہ

شیخ اسماعیل الازہری ص ۲۵ دارالافتا المرکزیہ بریلی ۱۹۸۹ء

۹-مراۃ النجدیہ

شیخ اسماعیل الازہری ص ۲۹

۱۰-آئین وہابیت

جعفر سبحانی ص ۲۳ دہلی ۱۹۹۰ء

۱۱-حدائق بخشش

امام احمد رضا قادری ص ۱۷ ارضا اکیڈمی ممبئی ۱۹۹۷ء

۱۲-فیضان امام ربانی

علامہ اختر شاہجہاں پوری ص ۶۶

۱۳-حیات طیبہ

مرزا حیرت دہلوی ص ۵۸ مطبوعہ لاہور

۱۴-حقائق تحریک بالاکوٹ

شاہ حسین گردیزی ص ۱۱۰۱ المجمع الاسلامی مبارکپور اعظم گڑھ ۱۹۸۸

۱۵-مراۃ النجدیہ

شیخ اسماعیل الازہری ص ۹۰

تاج الشریعہ

اپنی تصنیف "تحقیق آزر" کے آئینے میں

مولانا فہیم ثقلینی، جامعہ ازہر شریف، مصر

ارباب علم و دانش اور اصحاب فکر و نظر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نسل انسانی کی سب سے پہلی تربیت گاہ اور مدرسہ ماں کی آغوش اور صحن خانہ ہے۔ اگر گھر کا ماحول دین دار اور مذہبی ہے تو بچہ بھی متدین اور مذہبی سانچے میں ڈھلا ہوگا اور اگر صحن خانہ مادر و پدر مغربی تہذیب کا علمبردار ہے تو بچہ بھی مغربی تہذیب و ثقافت سے آلودہ ہوگا اور اگر والدین دہریت زدہ ہیں تو بچہ خدا ترس ہونا بہت مشکل ہے اور اگر بچہ مجدد وقت کے صحن خانہ، حجۃ الاسلام کی شفقت خاص، مفتی اعظم کی بارگاہ کا تربیت یافتہ ہو تو مفتی الدیار الہندیہ کیوں نہ ہو۔

تاج الشریعہ حضرت العلام مولانا الشیخ محمد اسماعیل المعروف بہ اختر رضا خاں حنفی قادری بریلوی، فاضل جامعۃ الازہر الشریف و مفتی الدیار الہندیہ حفظہ اللہ تعالیٰ کی صورت و سیرت کے تعلق سے حضرت مولانا مفتی محمد قاضی شہید عالم رضوی، استاذ جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف رقم طراز ہیں۔ "ولی وہ جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے" یہ ایک مشہور مقولہ (۱) ہے اور حضور تاج الشریعہ اس مقولہ کی منہ بولتی تصویر ہیں۔ نور و نکہت برستے ہوئے حسین چہرے پہ ایسی دلکشی و بانکپن ہے جس پر سج دھج اور بناؤ سنگار کی ہزاروں رعنائیاں نثار، اگر لاکھوں کے مجمع میں جلوہ بار ہوں تو اہل جمال کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں، آپ علم ظاہری کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اور علم باطنی کے کوہ گراں ہیں کشور علم و فضل کے شہنشاہ اور اقلیم روحانیت کے تاجدار ہیں"۔ (۲)

حضرت تاج الشریعہ ایک ہمہ جہت شخصیت کے حامل ہیں اور ہر جہت سے ممتاز اور نمایاں نظر آتے ہیں آپ بیک وقت مدرس و محدث، محقق و مفتی، عالم و فاضل، فقیہ و مفسر، مبلغ و داعی، مرشد و رہنما، شیخ وقت اور عارف کامل ہیں۔

راقم الحروف کے پیش نظر ایک کتاب ہے جو دو رسالوں پر مشتمل ہے۔ پہلا رسالہ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا "شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام" ہے۔ دوسرا رسالہ حضرت تاج الشریعہ کا "تحقیق أن أبا سيدنا ابراهيم عليه السلام تارح لا آزر" ہے۔ دونوں رسالے عربی زبان میں ہیں، شمول الاسلام در حقیقت اردو میں ہے جس کا عربی ترجمہ حضرت تاج

الشریعہ نے کیا ہے اور دوسرا رسالہ مستقل عربی تصنیف وتحقیق ہے۔ دونوں رسالوں کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

از ابتدا تا صفحہ ۷ "مقدمۃ الکتاب از خالد ہندی" ہے، صفحہ ۸ سے ۱۰ تک "حیات تاج الشریعہ از خالد ہندی" ہے۔ صفحہ ۱۱ سے ۱۵ تک "حیات اعلیٰ حضرت" ہے، صفحہ ۱۷ سے ۶۵ تک "**شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام**" ہے۔ صفحہ ۶۷ سے ۹۴ تک "تحقیق أن أبا سیدنا ابراہیم علیہ السلام تارح لا آزر" ہے اور صفحہ ۹۵ سے ۹۷ تک دونوں رسالوں کی "تلخیص از محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب" ہے، صفحہ ۹۸ سے ۱۱۹ تک "آٹھ علماء عرب وعجم کی تقریظات" ہیں صفحہ ۱۲۰ سے ۱۲۵ تک ۶۲ "مصادر ومراجع" کی فہرست ہے، صفحہ ۱۲۶ سے ۱۲۸ تک دونوں رسالوں کی فہرست ہے۔

کتاب کی طباعت اور نشر واشاعت کے متعلق کسی طرح کی کوئی بھی تفصیل نہیں ہے ہند اور بیرون ہند کسی مکتبہ یا ناشر کی کوئی صراحت نہیں ہے صرف "**اشراف علی طبع الکتاب**" کی حیثیت سے "شہزادہ تاج الشریعہ مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری" کا نام مرقوم ہے۔

امام احمد رضا سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے ایمان اور دخول اسلام کے تعلق سے استفتاء ہوا تو آپ نے اس کا جواب بنام "**شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام**" تحریر فرمایا جس میں قرآن مقدس کی دس آیات، متعدد احادیث شریفہ اور پینتیس اقوال ائمہ کرام سے یہ ثابت فرمایا کہ آپ کے والدین کریمین حضرت عبداللہ وحضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما موحد ومسلمان تھے اور کتاب وسنت کی روشنی میں دلائل وبراہین سے معترضین ومخالفین کے تمام شکوک وشبہات کا قلع قمع کر دیا۔ حضرت تاج الشریعہ نے امام احمد رضا کے اس اردو رسالہ کو عربی کا جامہ پہنایا ہے آپ نے اردو کو عربی میں اس قدر حسن وخوبی سے منتقل کیا ہے کہ مستقل عربی تصنیف کا احساس ہوتا ہے اس بات کا قطعاً احساس نہیں ہوتا کہ ہم کسی اردو ترجمہ کا مطالعہ کر رہے ہیں آپ کے اس عربی ترجمہ سے علمائے عرب وعجم نے متاثر ہو کر زبردست تاثرات کا اظہار کیا ہے اور آپ کی عربی دانی کی مدح سرائی میں رطب اللسان ہیں جیسا کہ آپ آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

اسی طرح ایک دوسرا مسئلہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کون ہیں آزر یا تارح؟ اس سلسلہ میں ائمہ کرام کے دو مذہب ہیں پہلا مذہب جمہور ائمہ اہلسنت وجماعت کا ہے اور وہی حق اور راجح ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام "تارح" ہے۔ دوسرا مذہب بعض علماء کرام کا ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ کے والد کا نام "آزر" ہے، انہیں بعض علماء کرام میں ماضی قریب کے ایک مشہور ومعروف مصری فاضل شیخ احمد بن شاکر، بھی ہیں۔ اس سلسلہ میں شیخ شاکر کا موقف ومذہب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام "آزر" ہے۔

حضرت تاج الشریعہ نے شیخ شاکر کے اسی موقف اور تحقیق کے رد میں اپنا مایہ ناز رسالہ "**تحقیق أن أبا سیدنا ابراهیم علیه السلام تارح لا آزر**" تحریر کیا ہے اس مقالہ میں اسی تحقیقی رسالہ کے متعلق کچھ کلمات سپرد قرطاس کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور حضرت تاج الشریعہ کے طرز تحقیق، اسلوب نگارش اور علوم حدیث پر مہارت تامہ کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس رسالہ پر کچھ تحریر کرنے سے قبل شیخ شاکر کی مشہور ومعروف علمی وادبی شخصیت کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے جس سے قارئین کو یہ سمجھنے میں دقت نہ ہو کہ تاج الشریعہ حضرت علامہ ازہری

میاں صاحب قبلہ نے کس شخصیت کے متعلق قلم اٹھایا ہے اور حق گوئی و بے باکی کا ثبوت دیا ہے اور کس طرح شیخ شاکر کی حدیث دانی کی خبر گیری کی ہے۔

شیخ شاکر محدثین مصر میں ایک ممتاز اور مشہور و معروف شخصیت کا نام ہے اور مصر میں محتاج تعارف نہیں۔ شیخ شاکر ۲۹ر جمادی الآخر ۱۳۰۹ھ مطابق ۲۹ر جنوری ۱۸۹۲ء کو بروز جمعہ قاہرہ میں تولد ہوئے۔ **معهد الأزهر** اسکندریہ میں ثانویہ کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد جامعہ ازہر شریف قاہرہ میں داخل ہوئے، ۱۳۳۶ھ مطابق ۱۹۱۷ء کو "شهادة العالمية" حاصل کی۔ مزید حصول علم حدیث کے لئے مختلف بلاد و امصار مثلاً مغرب، جزائر، عراق اور سعودیہ عربیہ کا سفر کیا اور محدثین وقت سے درس و سندحدیث حاصل کی۔

شیخ شاکر نے "مسند احمد بن حنبل" کی چدرہ جلدوں میں تحقیق کی ہے امام ابن کثیر کی کتاب "اختصار علوم الحدیث" کی شرح بنام "الباعث الحثیث" کی شرح شیخ شاکر کی مشہور تصنیفات ہیں۔ اس کے علاوہ متعدد کتب احادیث پر تعلیقات، حواشی، تحقیقات اور شروحات شیخ شاکر کی اہم تصنیفات ہیں جن کی تعداد تقریباً ساٹھ ہے۔

شیخ شاکر کا انتقال ۲۶ر ذی قعدہ ۱۳۷۷ھ مطابق جون ۱۹۵۸ء کو ہوا۔ (۳)

حضرت تاج الشریعہ نے سیدنا امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی یادگار "دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف" سے "شهادة الفضيلة" حاصل کرنے کے بعد ۱۹۶۳ء میں مصر کا سفر کیا اور عالم اسلام کی عظیم الشان یونیورسٹی "جامعۃ الازهر الشريف قاهرة" میں داخلہ لیا، اس قدیم علمی دانش گاہ کو اہل اسلام بطور تعظیم "كعبة العلم والعلماء" اور "منارة العلم" کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں۔ حضرت تاج الشریعہ نے جب سرزمین مصر پر قدم رکھا اس وقت شیخ شاکر کے انتقال کو تقریباً پانچ سال ہو چکے تھے، شیخ شاکر کی تحقیقات و تصنیفات اور علمی خدمات کا رعب و دبدبہ عوام و خواص کی زبان زد تھا اور شیخ شاکر کی حدیث دانی کا چرچہ عالم اسلام میں ہر چہار جانب تھا، شیخ شاکر کے مداح اور تلامذہ تعظیماً "امام اہل الحدیث فی عصرہ" کے لقب سے یاد کرتے تھے، یہ سب حضرت تاج الشریعہ بھی سن اور دیکھ چکے تھے اور شیخ شاکر کی شخصیت سے اچھی طرح واقف تھے، اور آپ نے یہ رسالہ ابھی ماضی قریب میں ہی تصنیف کیا ہے جیسا کہ آپ نے راقم الحروف سے فرمایا۔

"کہ ابھی ۲۰۰۰ء کے بعد امام ابو منصور موہوب بن ابوطاہر احمد بن محمد بن خضر المعروف "امام جوالیقی" لغوی بغدادی (ولادت ۴۶۶ھ وفات ۵۳۹ھ بغداد) کی کتاب "**معرب من الكلام الاعجمي على حروف المعجم**" پر نظر پڑی جس پر شیخ احمد شاکر کی تعلیق ہے اس کی تعلیق میں شیخ شاکر نے یہ لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام "آزر" ہے میں نے اس تعلیق کے رد میں اپنا رسالہ "تحقیق ان ابا سیدنا ابراهیم علیه السلام تارح لا آزر" لکھا (یہ مذکورہ بیان حضرت تاج الشریعہ نے راقم الحروف سے بیان فرمایا)

ایک ضروری بات :- یہ ذہن نشیں رہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام "تارح" ہے اور اگر "آزر" کو باپ مانا جائے تو یہ لازم آئے گا کہ آپ کے والد مشرک تھے حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک پوری نسل میں کوئی بھی شخص مشرک نہیں بلکہ پوری نسل میں سب کے سب موحد تھے اور "آزر" آپ کے چچا کا نام ہے اور وہ مشرک تھا، انتہی۔

امام جوالیقی کی کتاب معرب کی تعلیق میں شیخ شاکر نے یہ ثابت کرنے کی سعی ناکام کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام "آزر" ہے جیسا کہ شیخ شاکر رقم طراز ہیں کہ "أن **آزر کان والد ابراهیم علیه السلام**" یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر ہے۔ شیخ شاکر نے اپنے اس دعوی کی تائید میں کوئی قلمبند نہیں کی۔ حضرت تاج الشریعہ نے اس دعوئی بلا دلیل کو چار دلائل سے غلط ثابت کیا ہے۔

(۱) امام ابن ابی حاتم بسند ضعیف حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے قول باری تعالیٰ "واذ قال ابراهیم لأبیه آزر" (۴) کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام "آزر" نہیں بلکہ "تارح" تھا۔

(۲) امام ابن ابی شیبہ اور امام ابن المنذر اور امام بن ابی حاتم بطریق صحیح امام مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام "آزر" نہیں تھا۔

(۳) امام بن المنذر بسند صحیح حضرت امام بن جریج سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے آیت کریمہ "**واذ قال ابراهیم لأبیه آزر**" کے متعلق فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر نہیں تھا بلکہ آپ کے والد کا نام "تیرح یا تارح بن شاروخ بن ناخور بن فالخ یا فالغ ہے۔

(۴) امام ابن ابی حاتم بسند صحیح امام سدی سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ آپ کے والد کا نام "تارح" تھا اور اہل عرب "عم" (چچا) کو بھی "اب" (باپ) کہتے ہیں (۵)۔

ملاحظہ: حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اہل اسلام "تارح" کہتے ہیں اور اہل کتاب "تارخ" کہتے ہیں۔ اور کتب الانساب میں پورا نسب نامہ اس طرح ہے۔ سید نا حضرت ابراہیم علیہ السلام بن تارح یا تیرح یا تارخ بن شاروخ بن ناخور بن فالخ یا فالغ۔

شیخ شاکر نے اپنی تائید میں کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارح یا تارخ ہے یہ غلط ہے اس پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔

حضرت تاج الشریعہ نے شیخ شاکر کے اس دعویٰ بلا دلیل کو مثل تار عنکبوت ثابت کر دکھایا اور اس ضعیف رائے کا نہایت حسین انداز میں آپریشن کیا ہے اور قرآن مجید کی تین آیتوں سے نہایت شاندار محققانہ اور شرعی استدلال پیش کیا کہ یقیناً آپ کے قول پر کسی طرح کی کوئی دلیل موجود نہیں اور ہمارا موقف مندرجہ ذیل تین آیتوں سے مؤید اور مبرھن ہے۔

آیت نمبر ۱:- **وماکان استغفار ابراهیم لأبیه الاعن موعدة وعدها ایاه فلماتبین له انه عدولله تبرأ منه** (٦)

آیت نمبر ۲:- **ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع** (۷)

آیت نمبر ۳:- **ربنا اغفر لی ولوالدی وللمؤ منین یوم یقوم الحساب** (۸)

حضرت تاج الشریعہ نے مذکورہ بالا نصوص قطعیہ پیش کرنے کے بعد تین سوال وارد کئے ہیں اور نہایت حسین وجمیل مفصل بحث وتمحیص اور تحقیق پیش کی ہے قرآن وسنت کی روشنی میں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حیات مبارکہ کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے، حران، شام اور مکہ کی طرف ہجرت تاریخ کی روشنی میں پیش کر کے آزر اور تارح کے موت کی تعیین کی ہے کہ آزر کا انتقال کب ہوا اور تارح کب فوت ہوئے اس تفصیلی مناقشہ کے بعد آٹھ علمی وشرعی نتائج اخذ کئے ہیں جو صرف حضرت تاج

الشریعہ کے قلم کاہی حصہ ہے۔
۱-حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام ''تارح'' ہے۔
۲-آپ کے والد کا نام ''آزر'' نہیں ہے۔
۳-آپ کے والد تارح کا انتقال آپ کے حران ہجرت کرنے کے بعد ہو گیا تھا۔
۴-آیت نمبر ۳ میں جس بات کے لئے استغفار وارد ہے وہ ہجرت کے بعد ہے اور تارح کے لئے ہے۔
۵-آیت نمبر ۱ میں جس باپ سے برأت کا اظہار ہے وہاں باپ سے چچا ''آزر'' مراد ہے نہ کہ آپ کے حقیقی والد تارح۔
۶-آزر آپ کا حقیقی باپ نہیں بلکہ چچا ہے اور قرآن میں جہاں جہاں آزر کو باپ کہا گیا ہے وہاں باپ سے مراد چچا ہے۔
۷-جمہور ائمہ کرام جن میں صحابہ کرام وتابعین عظام رضی اللہ عنہم ہیں کہ نزدیک آپ کے والد ''تارح'' ہیں۔
۸-حدیث ضعیف جب کثرت طرق سے مروی ہوتی ہے تو ترقی کر کے درجہ حسن کو پہنچ جاتی ہے اور بسا اوقات درجہ صحیح کو بھی پہنچ جاتی ہے اور یہ قول آپ کے والد کا نام ''تارح'' ہے یہ قول قوی ہے ضعیف نہیں ہے۔

لہٰذا مذکورہ بالا دلائل اور مناقشہ سے شیخ شاکر کا وہم زائل ہو گیا کہ یہ قول بلا دلیل ہے اور امام فخر الدین رازی کا یہ کہنا ''ھذا قول ضعیف'' کا بھی اندفاع ہو گیا۔

شیخ شاکر کا یہ دعویٰ ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام ''آزر'' نہیں ہے بلکہ ''تارح'' ہے تو اس قول سے نص قطعی ''واذ قال ابراھیم لابیہ آزر'' کی مخالفت لازم آئے گی۔

حضرت تاج الشریعہ نے شیخ شاکر کے اس قول ضعیف کی تردید قرآن وسنت اور متعدد عربی لغات اور اہل عرب کے استعمال کلمات سے کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل عرب ''عم'' (چچا) کو ''اب'' (باپ) بھی کہتے ہیں اور اس آیت کریمہ میں ''اب'' سے ''عم'' مراد ہے۔ یہی مذہب سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس، امام مجاہد، امام ابن جریج، امام سدی اور سلیمان بن صرد کا ہے۔

شیخ شاکر اپنی تعلیق وتحقیق میں لکھتے ہیں کہ ''اما مانسب الی مجاھد ان آزر اسم صنم......فغیر صحیح......الخ''
یعنی آزر ایک صنم کا نام ہے اس قول کو امام مجاہد کی جانب منسوب کرنا غلط ہے گزشتہ کی طرح اس قول میں بھی شیخ شاکر نے کوئی دلیل جیسے کسی امام کا قول، کوئی اثر و خبر پیش نہیں کی ہے۔

شیخ شاکر کے اس قول کی تردید میں محدث وقت حضرت تاج الشریعہ نے چار آثار نقل کئے ہیں اور شاندار جواب دیا ہے۔
۱-امام محمد بن حمید اور امام سفیان بن وکیع، جریر سے اور وہ بواسطہ لیث امام مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ امام مجاہد نے کہا کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام نہ تھا۔
۲-امام بن جریر طبری نے کہا کہ مجھ سے حارث نے بیان کہ وہ بواسطہ ثوری ابن ابی نجیح سے کہ امام مجاہد نے قول باری تعالیٰ ''واذ قال ابراھیم لابیہ آزر'' کے متعلق کہا کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام نہ تھا۔ بلکہ آزر ایک صنم کا نام تھا۔
۳-امام ابن جریر طبری نے کہا کہ ہم سے ابن وکیع نے بیان کیا انہوں نے یحیٰ بن یمان کے واسطہ سے سفیان سے، اور وہ ابن ابی نجیح کے ذریعہ امام مجاہد سے کہ امام مجاہد نے کہا کہ آزر ایک صنم کا نام ہے۔
۴-امام ابن جریر طبری سے محمد بن حسین نے بیان کیا، انہوں نے بواسطہ احمد بن مفضل اسباط سے اسباط نے کہا کہ امام سدی نے ''واذقال ابراھیم لابیہ آزر'' کے متعلق کہا کہ آزر حضرت

ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام نہیں ہے بلکہ آزر ایک صنم کا نام ہے اور آپ کے والد کا نام "تارح" ہے۔(۹)

شیخ شاکر اپنی تحقیق کی تائید میں ایک قول ضعیف کا سہارا لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ تمام آثار واحادیث جن میں یہ ذکر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام "تارح" ہے وہ سب ضعیف ہیں۔ اس قول کے جواب میں حضرت تاج الشریعہ فرماتے ہیں "والحديث الضعيف يتقوى بكثرة الطرق ويترقى الى درجة الحسن" یعنی حدیث ضعیف کثرت طرق سے قوی ہو کر درجہ حسن کو پہنچ جاتی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام "تارح" ہونے کے متعلق بے شمار آثار واحادیث موجود ہیں لہٰذا تمام آثار واحادیث ضعیف نہیں بلکہ حسن کے مرتبہ میں ہے جیسا کہ اہل علم پر ظاہر و باہر ہے۔ حضرت تاج الشریعہ نے اپنے اس قول کی تائید میں سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری کی کتاب مستطاب "الهاد الكاف في حكم الضعاف" سے متعدد حوالہ جات اور اقوال ائمہ کرام نقل کئے ہیں۔ اس کے علاوہ نابغۂ روزگار مسلم الثبوت ائمہ کرام محدثین عظام کی متعدد کتب سے اپنے موقف کی تائید میں اقوال پیش کئے ہیں۔ مثلاً (۱) مرقاة المفاتيح في شرح مشكوة المصابيح، لامام علي قاري (۲) موضوعات كبير لامام علي قاري (۳) فتح القدير، لامام كمال ابن همام (٤) ميزان الشريعة الكبرى لامام عبدالوهاب شعراني (٥) التعقبات على الموضوعات لامام جلال الدين سيوطي، (٦) المقدمة في علوم الحديث لامام ابوعمرو بن الصلاح (۷) المقدمة الجرجانية لامام جرجاني (۸) فتح المغيث بشرح الفية الحديث لامام زين الدين عراقي، (۹) تقريب النووي لامام نووي شارح صحيح مسلم (۱۰) تدريب الراوي لامام جلال الدين سيوطي (عليهم الرحمة والرضوان)

اس کے علاوہ امام ابن مہدی، امام عبداللہ بن مبارک، امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال ونظریات اور ان کی آراء مذہب اہل سنت وجماعت کی تائید میں سپرد قرطاس کی ہیں۔

اس کے علاوہ حضرت تاج الشریعہ نے دیگر جہات سے بھی سیر حاصل بحث کی ہے، تمام اعتراضات اور شکوک وشبہات کی اچھے طریقے سے خبر گیری کی ہے شیخ احمد محمد شاکر کے تمام دعوے اور اعتراضات وشکوک وشبہات تار عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ثابت کر دکھائے ہیں۔ اس تحقیقی رسالہ کے مطالعہ کے بعد قاری یہ اعتراف واقرار کرنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ یقیناً حضرت تاج الشریعہ مظہر علوم اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام کے سچے وارث، مفتی اعظم ہند کے حقیقی علمی وروحانی جانشین اور مفسر اعظم ہند کی علمی یادگاریں ہیں اور صحیح معنی میں "قاضی القضاۃ فی الھند" اور "مفتی الدیار الھندیۃ" کے مستحق ہیں۔ نیز اس رسالہ کو پڑھنے کے بعد یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت تاج الشریعہ مندرجہ ذیل علوم و فنون میں ماہر وکامل، استاذ مطلق اور امام عصر ہیں، مثلاً علوم قرآن میں آپ اچھی طرح دسترس رکھتے ہیں علم تاریخ میں مہارت تامہ اور علم لغت پر اچھی نظر رکھتے ہیں۔ علوم حدیث میں بالخصوص آپ محدث وقت معلوم ہوتے ہیں فن جرح وتعدیل فن اسماء رجال حدیث، رواۃ کی توثیق وتضعیف، طرق حدیث، الفاظ حدیث، اسناد حدیث کا احاطہ تطبیق بین الاحادیث، معرفت غرائب الاحادیث وغیرہ وغیرہ......

اس کے علاوہ یہ بھی علم ہوتا ہے کہ حضرت تاج الشریعہ

اوصاف جمیلہ، خصائل حمیدہ اور اخلاق حسنہ کا پیکر جمیل ہیں مثلاً جرح وتعدیل میں مذہبی تعصب کا شکار نہ ہونا بلکہ اعتدال کا راستہ اختیار کرنا اس لئے کہ آج اکثر محدثین وقت کہلوانے والے مذہبی تعصب وعناد کا شکار ہوکر فریق مخالف کی ذاتیات پر حملہ شروع کردیتے ہیں۔ حضرت تاج الشریعہ کے یہاں ایسا نہیں ہے بلکہ مد مقابل کا علمی وشرعی محاسبہ کرنا، فریق ثانی کی توہین وتذلیل کے درپے ہونا، خصم کی ذاتیات پر حملہ نہ کرنا، معتدل راستہ اختیار کرنا، یہ سب آپ کے ممتاز وصف ہیں، آپ نے اس رسالہ میں مذکورہ قبائح وشنائع سے اجتناب کرتے ہوئے اخلاق حسنہ کا دامن پکڑے ہوئے اسوۂ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عمل کیا ہے اور نہایت علمی دیانت داری کا ثبوت پیش کیا ہے اور صحیح معنی میں تحقیق کا حق ادا کیا ہے۔

حضرت تاج الشریعہ کی تصنیفات وتحقیقات مختلف علوم وفنون پر مشتمل ہیں آپ کی جس تصنیف کا بھی مطالعہ کیا جائے اس میں آپ یگانہ عصر معلوم ہوتے ہیں اور آپ جملہ علوم مروجہ میں ماہر وکامل ہیں راقم الحروف اس وقت "علوم حدیث" پر گفتگو کر رہا ہے۔ حضرت تاج الشریعہ نے عالم اسلام کی عظیم الشان یونیورسٹی "**جامعة الازهر الشريف قاهره مصر**" میں مسلسل تین سال "**كلية اصول الدين**" میں حدیث وتفسیر کا درس لیا، اپنے وقت کے جید علماء کرام شیخ محمد سماحی وشیخ محمد عبدالغفار استاذ علوم الحدیث کا طالب علم ہے۔ حضرت تاج الشریعہ نے شرح حدیث میں شرح حدیث نیت، آثار قیامت، **الصحابة نجوم الاهتداء** "تحریر کی ہے۔ مفتی اعظم اودھ حضرت علامہ الحاج مولانا مفتی شبیر حسن صاحب رضوی، شیخ الحدیث الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی فیض آباد نے بخاری شریف میں حدیث "**انما الاعمال بالنيات**" کے درس میں فرمایا تھا۔

حضرت تاج الشریعہ نے اس حدیث شریف کی نہایت نفیس شرح فرمائی ہے۔ جس میں محدثانہ، صوفیانہ اور نحویانہ گفتگو کے علاوہ رواۃ حدیث، اسناد حدیث، طرق حدیث اور الفاظ حدیث پر نہایت محققانہ سیر حاصل بحث کی ہے جو حضرت تاج الشریعہ ہی کا حصہ ہے اس کا مطالعہ آپ لوگوں کے لئے نہایت مفید ہے۔

حضرت تاج الشریعہ کی علمی شخصیت اور تصنیفات وتالیفات اور تحقیقات سے عالم اسلام فیضیاب ہو رہا ہے یہ فضل الٰہی، کرم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور فیضان رضا ہی ہے کہ آپ کی کتاب صرف ہندوپاک کے علمی حلقوں تک محدود نہیں ہے بلکہ عالم عرب بھی آپ کی اس تحقیق سے متاثر ہوا ہے اور دونوں رسالوں پر زبردست تقریظات اور تاثرات کا اظہار کیا ہے اور حضرت تاج الشریعہ کی پرنور علمی شخصیت پر بھی خامہ فرسائی کی ہے۔ آپ کا عربی ترجمہ "**شمول الاسلام**" اور تحقیقی رسالہ "**تحقيق أن أبا سيدنا ابراهيم عليه السلام تارح لا آزر**" بلاد ایشیا وافریقہ اور عرب مثلاً مصر، دبئی، عراق، صومالیہ اور سعودی عرب میں نہایت مقبول ہے۔ **وكان فضل الله عليه عظيما۔**

این سعادت بزور بازو نیست　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ذیل میں مقبولیت کے چند نمونے اور علماء عرب کی تقریظات حاضر خدمت ہیں۔

۱۔ مکہ مکرمہ کے ایک عالم دین حضرت شیخ عبداللہ بن محمد بن حسن بن فدعق ہاشمی، حضرت تاج الشریعہ کے تحقیقی رسالہ کے مطالعہ کے بعد رقمطراز ہیں "یہ کتاب نہایت مفید واہم مباحث اور مضامین عالیہ پر حاوی ہے طلبہ وعلماء کو اس کی اشد ضرورت ہے" حضرت تاج الشریعہ کو ان القاب سے ملقب کرتے ہیں "**فضيلته الامام الشيخ محمد اختر رضا خان الأزهري،**

المفتی الاعظم فی الھند، سلمکم الله وبارک فیکم"۔

۲-دکتور شیخ عیسیٰ ابن عبداللہ محمد بن مانع حمیری، عمید کلیة امام مالک للعلوم الشریعة دبئی ۔حضرت تاج الشریعہ کی اس تحقیق حق کے مطالعہ کے بعد ڈھائی صفحات پر مشتمل تاثرات کا اظہار کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں "الشیخ العارف بالله المحدث محمد أختر رضا الحنفی القادري الأزهري"

۳-حضرت شیخ موسیٰ عبدہ یوسف اسحاقی صاحب مدرس فقہ وعلوم شرعیہ، نقابۃ الاشراف الاسحاقیہ، الصومالیہ، صومال افریقہ محو تحریر ہیں۔ استاذ الکبیر، والعالم النحریر، محی الدین، عاشق سیدالمرسلین، مولینا الامام الهمام، فضیلة الشیخ احمد رضا خان الحنفی القادري، قدس الله سره و نفع بعلومه الخاص والعام، وجزاه الله عن المسلمین خیرالجزاء، ورضی الله عنه احسن الرضا کی کتاب مستطاب "شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام" کا مطالعہ کیا، جس کا عربی ترجمہ وتحقیق وتخریج آپ کے ایسے پوتے نے کی ہے جو "فاضل جامعۃ الازہر الشریف" ہیں اور ایک دوسرا رسالہ "تحقیق ان ابا سیدنا ابراهیم علیه السلام تارح لا آزر" کا بھی مطالعہ کیا ہے، جس کو "الأستاذ الاکبر تاج الشریعة فضیلة الشیخ محمداختر رضا، نفعنا الله بعلومه وبارک فیه ولاعجب فی ذلك فانه فی بیت بالعلم معروف وبالا رشاد موصوف وفی هذا الباب قادة اعلام" نے تالیف کیا ہے۔

۴-حضرت شیخ واثق فواد العبیدی، مدیر ثانویہ الشیخ عبدالقادر الجیلانی اپنے تاثرات کا اظہار اس طرح کرتے ہیں "حضرت تاج الشریعہ کی یہ تحقیق جو شیخ احمد شاکر محدث مصر کے رد میں ہے قرآن و سنت کے عین مطابق ہے آپ نے اس کی تحقیق میں جہد مسلسل اور جانفشانی سے کام لیا ہے میں نے اس کے مصادر و مراجع کا مراجعہ کیا تو تمام حوالہ جات قرآن وحدیث کے ادلہ عقلیہ ونقلیہ پر مشتمل پائے، اور مشہور اعلام مثلاً امام سبکی، امام سیوطی، امام رازی اور امام آلوسی وغیرہ کے اقوال نقل کئے ہیں، اس کے بعد حضرت تاج الشریعہ کو ان القاب سے یاد کرتے ہیں۔

"شیخنا الجلیل، صاحب الرد القاطع، مرشد السالکین، المحفوظ برعایة رب العالمین، العالم الفاضل، محمد اختر رضاخان الحنفی القادری الازهری، وجزاه خیر مایجازی عبدامن عباده"

۵-حضرت مفتی اعظم عراق شیخ جمال عبدالکریم الدبان رقمطراز ہیں۔

الامام العلامة القدوة صاحب الفضیلة الشیخ محمد اختر رضاالحنفی القادری، ادامه الله وحفظه ونفع المسلمین ببرکة" کی کتاب کے مطالعہ سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں جو متلاشیان حق کے لئے راہ ہدایت ہے، عمیق قلب کے ساتھ میں آپ کو تہنیت پیش کرتا ہوں اور آپ کی تحقیق پر تائید و تصدیق کی مہر ثبت کرتا ہوں، آپ کی تحقیق حق کے موافق ہے اور یہی مذہب مہذب جمہور ائمہ اہلسنت وجماعت کا ہے۔

خلاصہ: علماء عرب نے حضرت تاج الشریعہ کو جن القاب سے نوازا ہے ان کا خلاصہ یہ ہے "امام، عارف باللہ، محدث، استاذ اکبر، تاج الشریعہ، مرشد، قائد، شیخ جلیل، صاحب رد قاطع، مرشد السالکین، المحفوظ برعایۃ رب العالمین، عالم، فاضل، علامہ قدوۃ شیخ وغیرہ۔

حضرت تاج الشریعہ کے اس تحقیقی رسالہ اور شمول الاسلام کے مطالعہ کے بعد علماء عرب نے جو رائے قائم کی اور آپ

کی شخصیت پر زبردست خامہ فرسائی کی، آپ کو محدث، امام اور استاذ اکبر جیسے القاب سے ملقب کیا یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے ایک غیر عرب کو علماء عرب کا قبول کرنا اس کی تصنیفات کو سر آنکھوں پر رکھنا یقیناً فضل الٰہی کا نتیجہ ہے۔ اس مقبولیت کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ آپ کی تصنیفات عربی زبان میں ہیں، اور ہر شخص یہ جانتا ہے کہ عربی زبان "لغت اسلام اور لغت عرب ہے" عرب دنیا میں مذہب اہلسنت و جماعت کی ترویج و اشاعت کے لئے لغت اسلام کا استعمال کرنا ایک امر ناگزیر ہے۔ حضرت تاج الشریعہ کی عربی تصنیفات یا امام احمد رضا کے رسائل کا عربی ترجمہ ان سے عرب دنیا میں فائدہ نظر آرہا ہے اور یہ لائق صد ستائش امر ہے۔

عصر حاضر میں علماء اہل سنت کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ بیرون ہند بھی توجہ دیں مذہب اہل سنت و جماعت کی صحیح اور اصلی تصویر دنیا کے سامنے پیش کریں، خصوصاً عرب دنیا میں توجہ دینے کی زیادہ ضرورت ہے جہاں صحافت سے لے کر انٹرنیٹ تک ساری دنیا "وہابیت زدہ" ہو چکی ہے عرب دنیا کے وہابی اپنے کو "حنبلی" کہہ کر تقلید کے سایہ میں موجود ہیں جن میں صراحتاً اس بات کو ثابت کرنے کی سعی ناکام کی گئی ہے کہ امام احمد رضا خاں بریلوی "الفرقة البريلوية الضالة" کے بانی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے شاگرد کا نام ہے، فرقہ بریلویہ قادیانیت کی ہی ایک شاخ ہے وغیرہ وغیرہ اس طرح کے بے شمار الزامات اور بہتان تراشیاں ہیں جو امام احمد رضا اور مذہب اہل سنت و جماعت کے سر تھوپی گئی ہیں۔ آج تک ان ویب سائٹس کا کسی نے کوئی جواب نہیں دیا ہے اس لئے کہ علماء ہند و پاک انٹرنیٹ کی دنیا سے بہت دور ہیں اور اسے شجر ممنوعہ سمجھے ہوئے ہیں اس سے عرب دنیا میں جو نقصان ہوا ہے اور ہو رہا ہے وہ سب پر عیاں ہے۔

ابھی ماضی قریب میں پاکستان کے مخلص اہل خیر حضرات نے اعلیٰ حضرت نیٹ ورک (alahazratnetwork.org) شروع کیا ہے اس میں بقدر غنیمت اردو زبان میں مواد موجود ہے انگلش اور عربی میں بہت کم۔ اس سے عربی اور انگلش کا طبقہ بقدر ضرورت خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا، ہمارے ہندستان سے بھی وہ چند ویب سائٹس کا اجراء عمل میں آیا ہے جن میں بقدر غنیمت بھی مواد نہیں ہے جو ناقص کی منزل میں ہیں، آج اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ علماء کرام اور مشائخ عظام اہل خیر حضرات کو اس جانب متوجہ کریں تا کہ صحیح معنی میں مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت ہو سکے، امریکہ و یورپ میں تبلیغ اسلام کے لئے اور عرب دنیا میں اشاعت سنیت کے لئے انگلش اور عربی میں ویب سائٹس ہونا بہت ضروری ہے۔

آخر میں اراکین جامعۃ الرضا کو ایک پیغام دینا چاہوں گا کہ جامعۃ الرضا کو مدارس ہند کی صف سے آگے نکال کر عالمی جامعات اور یونیورسٹیز کی صف میں کھڑا کرنے کی ضرورت ہے، آج ہندستان میں مدارس کی بہتات ہے جو ہندستان میں مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت کے لئے کافی ہیں ان سے ہٹ کر عالمی سطح پر اسلام و سنیت کی خدمت ہونی چاہئے۔

ہمارے علماء کرام اور مشائخ عظام امریکہ، یورپ اور افریقہ میں تبلیغی دوروں کے ساتھ ہندستان کے پڑوسی ممالک سے بھی رابطہ قائم کریں۔ انڈونیشیا، تھائی لینڈ، فلپائن، مالدیپ، سنگاپور، سری لنکا، بنگلہ دیش، افغانستان، بھوٹان، برما، تبت اور روس کے چودہ ممالک کے طلبہ ہندستان میں غیروں کے اداروں میں مسلک اہل سنت و جماعت سمجھ کر زیر تعلیم ہیں ان ممالک میں مبلغین اہل سنت کے وفود بھیجنا چاہئے اس لئے کہ ہندستان کے علماء اہل سنت ہی صحیح معنی میں مسلک اہل سنت و جماعت کی سچی تصویر پیش کر سکتے ہیں مذکورہ چھبیس ممالک کے طلبہ کے ساتھ

تعامل کے بعد یہ معاملہ پیش آیا کہ ہندستان کے باطل فرقے نے ان ممالک میں اپنا جال پھیلا چکے ہیں۔ لہٰذا جامعۃ الرضا سے ہی یہ امید لگائی جاسکتی ہے کہ حضرت تاج الشریعہ کی سرپرستی میں یہ کام ہوسکتے ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اراکین جامعۃ الرضا پر اپنا خاص فضل وکرم فرمائے تاکہ وہ تبلیغ اسلام کا یہ عظیم الشان بار اپنے کاندھوں پر لے سکیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت تاج الشریعہ کو صحت و عافیت عطا فرمائے اور ان کا سایہ ہمایوں تادیر اہل سنت و جماعت پر قائم رکھے اور امام احمد رضا سوسائٹی کے اراکین بالخصوص مجاہد اہل سنت حضرت مولانا الحاج محمد شاہد القادری صاحب کو اجر جزیل عطا فرمائے کہ تجلیات تاج الشریعہ شائع کرنے کا عزم کیا۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔

ہوامش

(۱) حدیث شریف میں ہے کہ "خیارکم الذین اذارؤوا ذکر اللہ] سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد باب من لایؤبہ۔ حدیث نمبر ۴۲۵۸۔ ترجمہ: تم میں بہتر وہ ہے کہ اسے دیکھتے ہی خدا یاد آجائے۔ (۲) مقدمۃ المعتقد المنتقد اردو، صفحہ ۲۱/ از مفتی محمد قاضی شہید عالم رضوی صاحب، مطبوعہ المجمع الرضوی، محلہ سوداگران، بریلی شریف، (۳) موسوعۃ اعلام الفکر الاسلامی، صفحہ ۶۰، ۷۰، دکتور محمود حمدی زقزوق وزیر الاوقاف مطبوعہ، مجلس الاعلی للشئون الاسلامیۃ، وزارۃ الاوقاف، قاھرہ، مصر (۴) سورۂ انعام، آیت نمبر ۴۷، پارہ ۷۔ (۵) الحاوی للفتاوی (مسلک الحنفاء فی المصطفیٰ) از امام جلال الدین سیوطی صفحہ ۲۵/۲۵۹، جلد ثانی مطبوعہ، دار الفکر بیروت لبنان۔ (۶) سورۂ توبہ، آیت نمبر ۱۱، پارہ ۱۱ (۷) سورۂ ابراہیم آیت نمبر ۳۷، پارہ ۱۳ (۸) سورۂ ابراہیم، آیت ۴۱، پارہ ۱۳ (۹) جامع البیان عن تاویل ای القران، جلد چہارم، صفحہ نمبر ۳۲۳۱/۳۲۳۲، از امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (۳۱۰ھ) مطبوعہ دار السلام قاہرہ، مصر۔

اپنی تصنیف دفاع کنز الایمان کے آئینے میں

مولانا شاہد القادری، چیئرمین امام احمد رضا سوسائٹی، کولکاتا☆09231506317

نبیرۂ اعلیٰ حضرت نواسۂ حضور مفتی اعظم ہند شہزادہ مفسر اعظم ہند حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری رضوی مدظلہ العالی فاضل جامعہ ازہر (مصر) دنیائے سنیت کی علمی فکری شخصیت کی حیثیت سے مشہور و معروف ہیں۔

جہاں اہل علم و فن آپ کی علمی اور فقہی جولانیت کے قائل ہیں وہیں آپ کے تحقیقات و تدقیقات سے بھرپور مضامین و تحریر کے مداح و معترف ہیں۔

حضرت محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی مدظلہ العالی لکھتے ہیں ''تاج الشریعہ حضرت علامہ ازہری صاحب زید مجدہ یگانہ روزگار محقق اور صاحب بصیرت عالم و فقیہہ ہیں علم و فضل اور زہد و تقویٰ میں آپ اپنے جد امجد امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے وارث منفرد ہیں۔ احقاق حق و ابطال باطل کا تحقیقی انداز آپ کو وراثت میں ملا ہے۔ آپ خداداد وجاہت سے متصف ہیں اسی لئے عرب و عجم کے عوام و خواص آپ سے حصول فیض کے مشتاق رہتے ہیں اور آپ کی زیارت کو تازگی ایمان کا ذریعہ مانتے ہیں۔ (المعتقد ص ۲۲)

حضرت خواجہ علم و فن علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی دامت برکاتہم العالیہ تاج الشریعہ کی علمی عظمت کو اجاگر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں ''حضرت تاج الشریعہ نے ان اہم مباحث کا سلیس اردو زبان میں ایسا برجستہ ترجمہ (المعتقد کا) فرمادیا ہے کہ ترجمہ سے مفہوم واضح ہو جاتا ہے اس کے باوجود جابجا پیچیدہ مسائل کی ایسی عقدہ کشائی کی ہے کہ بے اختیار زبان سے نکل پڑتا ہے کہ یہ اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم کے فیض سے تاج الشریعہ ہی کا خاصہ ہے''۔ (المعتقد ۴۶)

حضرت علامہ محمد اشرف آصف جلالی مدظلہ العالی (پاکستان) یوں رقم طراز ہیں ''چنانچہ آج بھی اس خاندان کے علمی کمال کا ایک جہان کو اعتراف ہے بالخصوص۔ جامع معقول و منقول، ماہر فروع و اصول صاحب تحقیق و تدقیق منبع رشد و ہدایت، امام العصر شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد اختر رضا خاں قادری حفظ اللہ تعالیٰ کی شخصیت علوم و معارف رضا کے لئے ایک آئینہ کی حیثیت رکھتی ہے اور علم و عمل کے لحاظ سے معیاری گردانی جاتی ہے''۔ (المعتقد ص ۵۳)

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کو رب تبارک و تعالیٰ نے جہاں علم حدیث و فقہ اور کلام میں دسترس عطا فرمایا ہے وہیں علم تفسیر

میں اعلیٰ تحقیقی ذہن اور مفسرانہ مزاج بھی عطا فرمایا ہے۔ دفاع کنزالایمان کے مطالعہ سے قارئین بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضرت تاج الشریعہ نے لغوی تحقیق، تفسیری کتابوں اور احادیث طیبہ سے استدلال اور مخالفین کی کتابوں کے حوالے سے ''دفاع کنزالایمان'' کو مزین فرمایا ہے۔

آیئے آپ کا اس محققانہ شاہکار پر ایک اجمالی نظر ڈالی جائے جس سے قارئین ''دفاع کنزالایمان'' میں محفوظ علمی اور فنی معلومات سے مستفیض ہوسکے۔

دفاع کنزالایمان کس طور پر معرض وجود میں آئی اس پر ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی یوں رقم طراز ہیں ''دفاع کنزالایمان جانشین مفتی اعظم ہند حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب کا معرکۃ الآرا مقالہ ہے جسے انہوں نے ۱۹۷۶ء میں دیوبندی مولوی امام علی قاسمی رائے پوری کی گمراہ کن کتاب ''قرآن پر ظلم'' شائع کردہ مدرسہ رئیس العلوم رائے پور ضلع کھیری لکھیم پور کے جواب میں قلمبند فرمایا تھا اور جو المیزان کے امام احمد رضا نمبر میں ''امام احمد رضا کا ترجمہ قرآن حقائق کی روشنی میں'' کے عنوان سے شائع ہوا تھا'' (ایضاً ص ۳)

یہ مضمون کتابت کے دوران کن کن دردناک اور عصبیت ناک مراحل سے گزرا ہے ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کی زبانی سماعت فرمایئے۔

''المیزان والوں نے علامہ موصوف کا پورا مقالہ بھی نہیں چھاپا تھا اور اس میں جگہ جگہ سے عربی عبارتیں اور حوالے بھی اڑا دیئے تھے البتہ اردو ترجمہ کو برقرار رکھا تھا۔

المیزان میں اس کی اشاعت کے بعد اس کی مانگ بڑھی تو علامہ موصوف نے اپنا مسودہ کتابت کے لئے دیا مگر کاتب صاحب اور پریس والوں نے سارا میٹر تباہ کردیا اس طرح کتابی شکل میں یہ مقالہ نہ آسکا تقریباً ۱۱ رسال بعد فقیر نے پرانا لکھا ہوا خستہ مسودہ حضرت علامہ موصوف سے حاصل کیا اور مہینوں اس پر محنت کی تب جا کر مقالہ ترتیب میں آیا لیکن پھر اس پر ایک آفت آئی کہ نئے کاتب صاحب نے عربی کی عبارتیں جو الگ تھیں اور جن کے لئے تاکید تھی کہ انہیں یہ بھی لکھنا ہے انہیں لکھا ہی نہیں اور تین چوتھائی مقالہ کی کتاب جب لے کر آئے تب یہ راز کھلا کہ عربی عبارتیں انہوں نے بھی غائب کردیں۔ اب لوگوں نے مشورہ دیا کہ عربی عبارت کو رہنے دیجئے۔ اس کتاب کو صرف علماء ہی کے لئے تو شائع نہیں کرنا ہے بلکہ طلباء اور عوام سب کے افادہ کے لئے اس کی اشاعت کرنی ہے۔ اس لئے عربی عبارات کے بغیر بھی مضمون پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، بدقت تمام حضرت علامہ اس پر راضی ہوئے۔

اب دوسری آفت اور آن پڑی کہ تقریباً تیس صفحات کی کتابت کاتب صاحب حضرت علامہ اور فقیر کی غیر موجودگی میں گھر پر کسی غیر ذمہ دار شخص کو دے آئے اور اس نے کتابت شدہ میٹر ہی غائب کردیا۔ بڑی چھان بین کی گئی لیکن نہ ملنا تھا نہ ملا، لہٰذا مزید چند صفحات کا اضافہ کر کے مقالہ پھر سے مکمل کیا گیا اور اب موجودہ صورت میں فاضل گرامی مخدوم مکرم جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ کی یہ تصنیف قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہے''۔ (ایضاً ۳، ۴)

اس کتاب میں حضور تاج الشریعہ نے ترجمہ کنزالایمان کی عظمت و رفعت کو دوبالا کرنے کے لئے جن مستند کتابوں کو اپنا مرجع اور ماخذ بنایا ان پر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے تاکہ علامہ موصوف مدظلہ العالی کے محققانہ مزاج سے بھی ہم واقف ہوسکیں۔

قرآن مقدس

ترجمہ قرآن کنزالایمان — امام احمد رضا محدث بریلوی

بخاری شریف

ترمذی شریف

ابوداؤد شریف

نسائی شریف

ابن ماجہ شریف

مشکوٰۃ شریف

بیضاوی شریف — علامہ بیضاوی

تفسیر عزیزی — شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

تفسیر کبیر — علامہ رازی

تفسیر روح البیان — علامہ اسماعیل حقی

تفسیر صاوی — علامہ صاوی

تفسیر نسفی — علامہ نسفی

فتح العزیز — شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

اقرب السبل — شیخ عبدالحق محدث دہلوی

مدارج النبوۃ — "

اشعۃ اللمعات — "

تحصیل البرکات — "

اخبار الاخیار — "

شرح شفا شریف — علامہ علی قاری

مطالع المسرات — علامہ فاسی

القواعد الکشفیہ — علامہ شعرانی

بہجۃ الاسرار — سیدنا غوث الاعظم

المعتقد المنتقد — علامہ فضل رسول بدایونی

ازالۃ الخفا — شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

کتاب الریاض النضرۃ — "

فیوض الحرمین — "

الناسخ والمنسوخ — علامہ ہبۃ اللہ بن سلامہ

مجمع بحار الانوار — علامہ طاہر فتنی

معجم کبیر — علامہ طبرانی

کتاب الفتن — نعیم بن حماد

حلیہ — ابونعیم

انباء المصطفیٰ — امام احمد رضا محدث بریلوی

الدولۃ المکیۃ — "

فتح الباری — علامہ ابن حجر عسقلانی

زلزلہ — علامہ ارشد القادری

مخالفین کی کتابیں

تقویۃ الایمان — مولوی اسماعیل دہلوی

صراط مستقیم — مولوی اسماعیل دہلوی

حاشیہ نورالایضاح — اعزاز علی دیوبندی

عطر الوردۃ — ذوالفقار علی دیوبندی

مرثیہ گنگوہی — محمود حسن دیوبندی

تحذیر الناس — مولوی قاسم نانوتوی

براہین قاطعہ — خلیل احمد انبیٹھوی

القاموس (لغت)

الصراح (لغت)

المنجد (لغت)

مصباح اللغات (لغت)

المعجم الوسیط (لغت)

حضور تاج الشریعہ نے دفاع کنزالایمان جلد اول میں

بالخصوص معترض علی ترجمۃ القرآن کنز الایمان کے بعض الفاظ کے ترجمہ پر سخت تنقید کا جواب اجلاء علماء کرام کے کتب سے شافی وکافی دیا ہے۔ جن سے حضرت کا انداز تحقیق اور عربی لغت پر مہارت کا بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ حضرت مدظلہ العالی نے لفظ شاہد، نبی، ذنب، اور انا بشر مثلکم پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ پوری کتاب کا مطالعہ کرتے وقت ایک قاری آپ کے مفسرانہ مزاج، لغوی تحقیق اور انداز استدلال پر ضرور عش عش کرتا ہوا نظر آئے گا۔

آپ نے اس کتاب میں قولہٗ کے تحت معترض کے اعتراض کو نقل فرمایا ہے اور اپنے جد امجد حضور مجدد اعظم قدس سرہٗ کے انداز تحریر کو اپناتے ہوئے اقول کہہ کر مدلل اور مبرہن جواب دیا ہے۔

لفظ ''شاھد'' کی تحقیق انیق

قولہ: شاھداً کا ترجمہ ''حاضر وناظر'' کرنا غلط ہے

اقول: مناسب ہے کہ پہلے شہادہ ومشاہد وغیرہ کے جو معانی لغت میں بیان ہوئے ذکر کیے جائیں کہ شاہد کی حقیقت آشکارا ہو جائے۔........................

ناظرین دیکھئے۔ شہادت شہود، شاہد، شہید کے معانی میں حضور غالب ہے ہم ان معانی کو ذیل میں درج کریں:

مشہد وشہدہ: حاضر ہوا، شاہد: حاضر، شھد لزید بکذا: زید کے لئے گواہی دی۔ شہادت کے لئے حضور ضروری، فقہائے کرام کی عبارتیں اس پر شاہد ہیں۔ تنویر و درمختار کی عبارتیں عنقریب آتی ہیں۔ شہید شاہد (یہاں شاہد بمعنی مشہود ہے) شہادت میں امانت والا (ستارہ کو شاہد کہا گیا اس لئے کہ وہ آلہ ہے شہود طریق کا جس طرح کہ زبان کو مشاہد کہا گیا اس لئے کہ وہ آلہ ہے شہادت کا) جس کے علم سے کوئی چیز غائب نہ ہو۔ اللہ کی راہ میں قتل ہونے والا

(اسے شہید اس لئے کہتے ہیں کہ ملائکہ رحمت اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں یا اس لئے کہ اللہ اور اس کے فرشتے اس کے لئے جنتی ہونے کے گواہ ہیں یا اس لئے کہ وہ اگلی امتوں پر قیامت کے دن گواہ ہوگا یا اس لئے کہ وہ مشاہدہ (زمین) پر گرتا ہے (زمین کو مشاہدہ کہا گیا ہے اس لئے وہ قیامت کے دن گواہی دے گی۔

آگے لکھتے ہیں

شاہد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام (اسی میں تمہیں نزاع ہے) نیز فرشتہ، یوم جمعہ، ستارہ گھوڑے کی جودت کی علامت ہے جسے مجازاً شاہد کہا گیا۔ جلد ہونے والا کام اسے بھی مجازاً شاہد بمعنی حاضر سے تعبیر کیا گیا گویا وہ جلد ہونے کی وجہ سے حاضر ہی ہے۔ صلوٰۃ الشاہد مغرب کی نماز المشھود، جمعہ یا عرفہ یا قیامت کا دن واشھدہ کسی کو حاضر کرنا۔ اشھدت الجاریہ لڑکی کا بلوغ کو پہنچنا۔ **المشھدۃ**: لوگوں کے حاضر ہونے کی جگہ۔ دیکھو ان تمام معانی میں حضور ملحوظ ہے اور یہ معانی عند الاطلاق متبادر ہوتے ہیں۔

(ایضاً ص ۱۵، ۱۶)

مشاہد کے معنی حاضر وناظر ہونا ظاہر وباہر ہے تفسیر کبیر کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں ''**ثالثھا انہ شاھد فی الدنیا باحوال الآخرۃ من الجنۃ والنار والصراط والمیزان وشاھد فی الآخرۃ باحوال الدنیا من الطاعۃ والمعصیۃ والصلاح والفساد**

(ترجمہ) تیسری توجیہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آخرت کے احوال پر یعنی (جنت ودوزخ وپل صراط ومیزان) حاضر ہیں اور آخرت میں دنیا کے احوال طاعت ومعصیت وصلاح وفساد پر حاضر ہیں (ایضاً ص ۲۰)

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی شاہد کے معنی حاضر پر تفصیلی گفتگو دلائل کی روشنی میں پیش کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

اقول: ہم پہلے ثابت کر آئے ہیں کہ شاہد و حاضر میں منافات نہیں اور جو شاہد مانے گا وہ ضرور حاضر مانے گا اس لئے کہ شہادت میں حضور شرط ہے اور وہی اصل ہے اور اصل سے عدول بے دلیل جائز نہیں۔ نیز ہم یہ دکھا آئے کہ شہیداً میں نگہبان اور گواہ معترض کی مبلغ علم تفسیر بیضاوی و تفسیر نسفی میں فرمایا گیا اور یہ بھی گزر چکا کہ اسی طرح شاہداً میں رقیباً کی تضمین ضروری ہے جس طرح شہیداً میں مانی گئی اس پر تفسیر ابوالسعود و جمل کی عبارتیں گزریں۔ اب یہی لیاقت علمی ہے کہ حاضر و گواہ کو ایک دوسرے کے خلاف سمجھ لیا جائے تو قرآن میں تضاد کا الزام محض امام احمد رضا کے سر نہ رہے گا۔ بلکہ نسفی و بیضاوی و دیگر مفسرین کے سر بھی جائے گا۔ معترض صاحب بتائیں کہ ان مفسرین کرام کو کیسے کیسے الزاموں سے خراج تحسین پیش کریں گے پھر اس میں کون سی آفت ہے کہ ایک شخص شاہد بھی ہو حاضر بھی ہو نگہبان بھی ہو جب کہ شاہد و نگہبان کے لئے حضور ضروری ہے۔ ارے صاحب آپ جیسے گستاخان رسول کے حق میں قرآن فرماتا ہے۔ "صمٌ بکمٌ عمیٌ الأیة گونگے بہرے اندھے۔ کہئے یہاں بھی تضاد آئے گا۔ (ایضاً ص ۴۰)

دوسری جگہ حضرت مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں

اقوال: ہم ثابت کر آئے کہ شاہد کا معنی حقیقت لغویہ بلکہ شرعیہ ہے تو "حاضر و گواہ" ہیں شاہداً کے مشترک ہونے کا دعویٰ باطل اور فقہائے کرام کی عبارتوں سے ثابت ہوا کہ شہادت میں حضور شرط واصل ہے تو شاہد بمعنی گواہ حاضر کا ایک فرد ہوا نہ کہ شاہد و حاضر منافی ہوئے غرضیکہ آپ کی اگلی اور پچھلی راہیں بند ہیں۔

(ایضاً ص ۴۴)

لفظ "اخ" پر محققانہ بحث

قولہ: اب اخ کا ترجمہ بھائی ہے جسے تمام ترجمہ کرنے والوں نے لکھا ہے۔ (ایضاً ص ۶۵)

اقول: شاید معترض بیچارے کی نظر اردو کے ترجموں کی حد تک ہے جن میں اخ کا ترجمہ بھائی کر دیا گیا ہے انہیں کیا خبر کہ اخ اور معانی کے لئے بھی آتا ہے مثلاً صدیق، دوست اور صاحب کے معنی میں آتا ہے کما فی القاموس والصراح

عالم کو "اخو العلم" کہتے ہیں قال الشاعر

اخو العلم حی خالد بعد موته (یعنی علم والا ہمیشہ زندہ رہتا ہے اپنی موت کے بعد) کیوں معترض صاحب اخ کا ترجمہ بھائی ہے تو یہ ترجمہ آپ کے نزدیک صحیح ہوگا کہ علم کا بھائی کہا جائے کبھی کسی شئے پر اخ یا اخت کا اطلاق اس شئے کے شئے دیگر کے ساتھ کسی امر میں مشارکت کی وجہ سے بھی کرتے ہیں علمی کتابوں میں اس قسم کے اطلاقات بکثرت ہیں کما لایخفی اور اسی قبیل سے عرب محاورہ ہے کہ وہ عربی کو اخو العرب تمام عرب کا بھائی ہو معلوم ہوا کہ ہر جگہ اخ کا ترجمہ بھائی نہیں ہوتا ہے مگر ہمارے پنساری کے پاس سوائے ہلدی کی ایک گرہ کے اور ہے ہی کیا وہ ہلدی کی گرہ یہ ہے کہ اخ کا ترجمہ بھائی ہے الخ مگر انہیں کون سمجھائے کہ اخوھم یہاں بھائی کے معنی میں نہیں۔ اس لئے یہ امر ہر شخص پر ظاہر ہے کہ حضرت نوح اپنی قوم میں ہر شخص کے بھائی نہ تھے اور یہاں آیت کریمہ میں اخوھم فرمایا گیا جو بمعنی بھائی تمام قوم کی نسبت صحیح نہیں تو لا جرم اخوھم اخو العرب کا رخ اور اسکی نظیر ٹھہرا اور اس لفظ سے الواحد منھم ان میں کا ایک مراد ہوا عام ازیں کہ قوم میں وہ فرد کسی کا نسبی بھائی ہو یا نہ ہو، مگر معترض بہادر خواہ مخواہ نوح علیہ السلام کو سب کا بھائی بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ آخر ان کے امام الطائفہ کے دھرم پر بڑے بھائی جو ٹھہرے۔

معترض صاحب میری نہ مانیں۔ اپنے مبلغ علم بیضاوی کی تو مانیں اسی بیضاوی میں والی عاد اخاھم ھوداً

کے تحت ہے:

(ھوداً) عطف بیان لاخاھم والمراد به الواحد منهم کقولهم یااخاالعرب للواحد منهم الخ (اخاھم سے مراد ان میں کا ایک ہے جیسے عرب کہتے ہیں اے برادر عرب اپنے میں سے ایک کے لئے"

معترض بہادر نصوص کا اپنے حقیقی معنی پر چھوڑنا واجب ہے کما قد عرف فی محلہ تاہم علامہ بیضاوی یہ کیا کہہ رہے ہیں کہ مراد اس سے ان میں بمعنی بھائی سب کی نسبت صحیح نہیں معترض بہادر اب اپنا اعتراض قاضی بیضاوی علیہ الرحمہ پر بھی جڑ دیجئے کہ اخ کا معنی تو بھائی ہے آپ نے یہ کیا کہہ دیا کہ المراد به الواحد منهم الخ (ایضاً ص ٦٦)

آخر میں لفظ اخ پر حضور تاج الشریعہ نے فیصلہ کن جواب تحریر فرما کر معترض کو دندان شکن جواب دیا لکھتے ہیں "ہم نے ثابت کیا کہ نبی کو بھائی صرف امام احمد رضا ہی کے نزدیک نہیں بلکہ متقدمین کے نزدیک بھی توہین ہے۔ اب قاضی بیضاوی پر جنھوں نے اخوھم سے ہم قوم مراد لیا ہے اور ان علماء پر جنھوں نے بیضاوی کے قول کو مقرر کیا یہی اعتراض جڑیئے اور انہیں بھی دھوکہ بازی کا الزام دیجئے نہیں بلکہ خدا سے بھی کہئے، کہ اس نے نبی کو کافروں کا ہم قوم بتا کر نبی کی توہین کیوں کی۔ (ایضاً ص ٦٨)

لفظ ذنب پر انوکھی تحقیق

قولہ: انافتحنا لک...... من ذنبک الخ (بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرما دی...... اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے)

اس ترجمہ میں لام سببیہ مان کر تمہارے سبب سے کہنا درست ہو سکتا ہے کہ مگر "ماتقدم من ذنبک وماتأخر میں گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے" الفاظ کا ترجمہ نہیں ہے اور مفہوم بھی نہیں ہو سکتا" (ص ٦٩)

اقول: معترض بہادر امام احمد رضا کی دشمنی سلف کی دشمنی ہے۔ وہ جو کچھ فرماتے ہیں وہ سلف کا ارشاد ہوتا ہے علامہ ھبۃ اللہ بن سلامۃ الناسخ والمنسوخ میں فرماتے ہیں:

"مفسرین کرام کا آیۃ کریمہ لیغفرلک اللہ الخ کے معنی میں اختلاف ہے۔ ایک جماعت نے کہا کہ رسالت سے پہلے اور اس کے بعد کے خلاف اولیٰ امور مراد ہیں۔ اور دوسروں نے کہا کہ خدا آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخش دے۔ اس لئے کہ آپ کے سبب آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اور آپ اپنی امت کے شفیع ہیں تو اللہ اس فضیلت سے آپ پر احسان فرما رہا ہے اور دوسروں نے کہا کہ آپ کے باپ ابراہیم اور ان کے بعد کے نبیوں کے خلاف اولیٰ امور بخش دے۔ اس لئے کہ حضور کے طفیل ان کی توبہ قبول ہوئی"۔ (ایضاً ص ٧٠)

حضور تاج الشریعہ مزید اپنی بات میں پختگی پیدا کرنے کے لئے حضرت ملا علی قاری قدس سرہ کی کتاب "شرح شفا شریف" کا یہ قول نقل کرتے ہیں "یعنی کہا گیا کہ مراد اس سے خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ہے اس بنیاد پر کہ مضاف محذوف ہے اور کچھ نے کہا کہ مراد اس سے آدم علیہ السلام کی سابقہ لغزشیں ہیں اور آپ کی امت کے گناہ ہیں اس بنیاد پر کہ اضافت ادنیٰ مناسبت کی وجہ سے لک بمعنی لاجلک ہے (یعنی تمہارے سبب سے ہے) اس قول کی حکایت فقیہ امام ابو اللیث سمرقندی جو اکابر حنفیہ میں سے ہیں اور امام عبدالرحمٰن سلمی صوفی صاحب طبقات الصوفیہ اور تصوف میں تفسیر کے مؤلف ابن عطا سے کی۔ امام مکی نے فرمایا کہ یہاں جو خطاب نبی علیہ السلام سے ہے وہ در حقیقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہے۔ اضافت

میں ادنیٰ مناسبت کی وجہ سے یا مضاف کے محذوف ہونے کی وجہ''
(ایضاً ص ۰ے)

آخری میں حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں ''ان مفسرین سے بھی فرمایئے کہ اس اعتراض کا جواب دینے کے لئے وہ طریقہ غلط ہے جو تم نے اختیار کیا قرآن میں حذف مضاف مان کر الفاظ بڑھایئے اور تحریف کا الزام انہیں بھی دیجئے جو امام احمد رضا کو دے چکے ہیں آگے معترض بہادر نے تفسیر بیضاوی سے آیت کریمہ کی دوسری توجیہ نقل کی ہے جو ہماری مذکورہ توجیہ کے منافی نہیں ہے۔
(ایضاً ص ۲ے)

لفظ ''نبی'' پر تحقیقی گفتگو

قولہ: نبی کا ترجمہ خان صاحب نے ''ہر جگہ غیب کی خبر دینے والے ہی کیا ہے'' ہو سکتا ہے کہ کسی لغت میں نبی کے معنی غیب کی خبر دینے والا لکھے ہوں''۔ (ایضاً ص ۲ے)

اقول: معترض بہادر کسی لغت میں لکھا ہو کیا مطلب لغت کی کتابوں میں یہی لکھا ہے مگر آپ کو لغات دیکھنے کی فرصت کہاں ہے۔ ہم سے سنئے۔ قاموس میں ہے:

النبی المخبر عن اللہ تعالیٰ و ترک الھمز المختار۔ صراح میں ہے: نبی پیغامبر الخ قاموس اور صراح کی عبارتوں کا ماحصل یہ ہے کہ نبی اللہ کی طرف سے خبر دینے والے اس کے پیغامبر کو کہتے ہیں۔ نیز المعجم الوسیط میں ہے النبی المخبر عن اللہ عزوجل (ایضاً ص ۳ے)

آگے لکھتے ہیں ''المنجد میں ہے (النبوۃ والنبوۃ) الاخبار عن الغیب او المستقبل بالھام من اللہ۔ الاخبار عن اللہ وما یتعلق بہ تعالیٰ (النبیٔ والنبی) المخبر عن الغیب او المستقبل بالھام من اللہ۔ المخبر عن اللہ وما یتعلق عن اللہ تعالیٰ۔

اس کا ترجمہ اپنے ہی مستند عبد الحفیظ بلیاوی سے سنئے وہ مصباح اللغات میں رقم طراز ہیں: (النبوۃ و النبوۃ) اللہ تعالیٰ کے الہام سے غیب کی باتیں بتانا پیشین گوئی کرنا۔ خدا کی طرف سے پیغامبری''

معترض بہادر کاش اپنے بلیاوی صاحب کی مصباح اللغات ہی دیکھ لیتے (ایضاً ص ۳ے)

نبی کا معنیٰ غیب کی خبر دینے والا کی لغوی تحقیق کے بعد حضور تاج الشریعہ یہ معنیٰ شرعاً معتبر ہے کہ نہیں مستند حوالوں سے یوں نقل فرماتے ہیں۔

''معترض صاحب اب اس کا ثبوت لئے چلئے کہ وہ معنیٰ جو لغت میں بیان ہوئے شرعاً بھی معتبر ہیں۔ سنئے علامہ طاہر فتنی مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں:

ھو بمعنی فاعل من النبأ الخبر لانہ انبأ عن اللہ یعنی فاعل کے بناء بمعنی خبر سے ہے۔ اس لئے نبی اللہ سے غیب کی خبر دیتا ہے اور سنئے علامہ ابن حجر عسقلانی مقدمہ فتح الباری میں فرماتے ہیں۔ ''نبی بالہمزہ اللہ سے خبر دینے والا اور کہا گیا کے مفعول کے معنی ہو۔ یعنی اللہ نے اسے اپنے راز کی خبر دی اور کہا گیا کہ نبی بمعنی بناء سے مشتق ہے۔ انبیاء کے بلند منازل اور مراتب کی وجہ سے اور کہا گیا کہ نبی راستہ ہے نبی کا نام نبی اس لئے رکھا گیا کہ وہ اللہ کا راستہ ہے'' (ایضاً ص ۴ے)

اقول: نبی کے مقدمہ فتح الباری میں یہ معنی بیان ہوئے۔ اللہ کی طرف سے غیب کی خبر دینے والا۔ اللہ نے جسے اپنے راز کی خبر دی بلند رتبے والا۔ اللہ کا راستہ اور ان معانی میں باہم منافاۃ نہیں تو یہ سب نبی کے مراد ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا امام احمد رضا نے آپ کے بقول آپ کی شرعی اصطلاح سے ضد کی بنا پر ایک معنیٰ کی تصریح

فرمادی اور باقی معانی مراد لئے۔ امام احمد رضا کے کلام کو سمجھنے کی قابلیت بھی نہیں اور چلتے ہیں اعتراض کرنے (ایضاً ص ۵۷)

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے سرور کائنات فخر موجودات کے علم شریف کی عظمت اور ماکان و مایکون کی وسعت کو ضبط تحریر میں لاکر اور چند جملوں میں نحوی گفتگو فرما کر اپنے استدلال میں وہ خوبیاں پیدا فرمادی ہیں جن سے اہل علم وفن بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں پڑھتے جایئے اور جھومتے جایئے۔

اقول: ''جب قرآن مجید ہر شئی کا بیان ہے اور بیان بھی کیسا روشن اور روشن بھی کس درجہ کا مفصل اور اصل سنت کے مذہب میں شئی ہر موجود کو کہتے ہیں تو عرش تا فرش تمام کائنات جملہ موجودات اس بیان کے احاطہ میں داخل ہوئے اور منجملہ موجودات کتابت لوح محفوظ بھی ہے تو بالضرورہ یہ بیانات محیط اس کے مکتوبات کو بھی بالتفصیل شامل ہوئے اب یہ بھی قرآن عظیم سے ہی پوچھئے، دیکھئے کہ لوح محفوظ میں کیا کیا لکھا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ وکل صغیر وکبیر مستطر یعنی چھوٹی بڑی چیز سب لکھی ہوئی ہے وقال اللہ تعالیٰ احصیناہ فی امام مبین۔ ہر شئی ہم نے ایک روشن پیشوا میں جمع فرمادی وقال اللہ تعالیٰ ولا حبۃ فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ کوئی دانہ نہیں زمین کے اندھیروں میں اور نہ کوئی تر نہ کوئی خشک مگر یہ کہ سب ایک روشن کتاب میں لکھا ہوا ہے اور اصول میں مبرھن ہو چکا ہے نکرہ خبر نفی میں مفید عموم ہے اور لفظ کل تو ایسا عام ہے کہ کبھی خاص ہو کر مستعمل ہی نہیں ہوتا اور عام افادۂ استغراق میں قطعی ہے اور نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گے بے دلیل شرعی تخصیص وتاویل کی اجازت نہیں ورنہ شریعت سے امان اٹھ جائے۔ تو بحمدہ تعالیٰ کیسے نص قطعی سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کو اللہ عزو جل نے تمام موجودات جملہ ماکان ومایکون اور جمیع مندرجات لوح محفوظ کا علم دیا اور مشرق ومغرب سماء وارض اور عرش وفرش میں کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ (ایضاً ص ۷۶)

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ
کے ترجمہ رضویہ پر تحقیق ازہری

تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں'' (ترجمہ رضویہ)

قولہ: اس ترجمہ میں کئی اعتراض واقع ہوتے ہیں اول یہ کہ قرآن مجید میں 'اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ' اصل عبارت ہے، معمولی عربی جاننے والا سمجھتا ہے کہ انما حصر کے لئے اور بشر کے معنی آدمی اور مثل کے معنی جیسے اور کم کے معنی تم ہیں اس لئے صحیح ترجمہ یہ ہوا بس میں تمہارے جیسا آدمی ہوں اس لئے شاہ رفیع الدین محدث دہلوی نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ ''سوائے اس کے نہیں کہ میں آدمی ہوں مانند تمہارے''۔ اور شاہ عبد القادر محدث دہلوی کا ترجمہ یہ ہے ''میں بھی ایک آدمی ہوں کہ جیسے تم'' ان حضرات کے علاوہ اردو ترجمہ کرنے والوں نے اسی جیسا ترجمہ کیا ہے۔ اس فاضل بریلوی کا ظاہر صورت کی عبارت لانا اور وہ بھی بریکٹ کے بغیر بہر حال غلط ہے۔ (ایضاً ص ۵۱)

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے ''دفاع کنز الایمان جلد اول'' میں اس اعتراض کا جواب کئی زاویئے سے دیا ہے اور بالتفصیل مستند کتب کے حوالوں سے اپنی باتوں کو قوم کی عدالت میں پیش کی ہے تا کہ قارئین جواب پڑھنے کے بعد برملا کہے کہ دیوبندی مولوی کا اعتراض تار عنکبوت کے مثل ہے۔

جواب اول: معترض صاحب کی یہ عادت بنی گئی ہے کہ دعویٰ کرتے ہیں اور دلیل نہیں دیتے جسے ان کا دعویٰ مسلمات میں سے ہوں۔ یہاں بھی یہی کہا گیا ہے کہ دعویٰ

کردیا "الزام الٹ کر اپنی طرف آتا ہے" اور وجہ نہ بتائی۔ ہم بتائیں معترض صاحب کی یہ لیاقت علمی ہے کہ انہوں نے آیۃ کریمہ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کو اپنے دعوے کی دلیل سمجھا جبھی تو چمک کے کہا میں تم جیسا ہوں نہ کہ ہمیں حکم ہوا کہ ہم کہیں کہ حضور ہم جیسے بشر ہیں اور ہمیں یہ کیسے روا ہو سکتا ہے کہ ہم یہ کہیں جب کہ اللہ عزوجل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات کے بارے میں فرماتا ہے: یانساء النبی لستن کاحد من النساء۔ اے نبی کی بیبیوں تم عورتوں میں کسی کی طرح نہیں ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لئے فرماتے ہیں تم میں کون مجھ جیسا ہے لست کاحد منکم میں تم میں کسی کی طرح نہیں تو یہ خوش فہمی معترض صاحب پر الزام کی رجسٹری کر رہی ہے۔

(ایضاً ص ۵۰/۵۱)

جواب ثانی: ہم تسلیم نہیں کرتے کہ "ظاہر صورت بشری" کلام پر زائد ہے اس لئے کہ ہر ظاہر کے "اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ" (میں تم جیسا بشر ہوں) میں تشبیہ ہے اور تشبیہ کے ارکان چار ہیں۔ مشبہ، مشبہ بہ، اداۃ مشبہ اور وجہ تشبیہ۔ اب "میں تم جیسا بشر ہوں" میں بشریت حضور مشبہ اور لوگوں کی بشریت مشبہ بہ اور جیسا اداۃ تشبیہ ہے رہی وجہ تشبیہ تو وہ لفظ میں موجود نہیں بلکہ محذوف ہے اور محذوف حقیقت میں لفظ ہے شرح جامی میں ہے والحذوف لفظ حقیقۃ الخ اور محذوف حقیقۃ لفظ ہے۔ معترض صاحب اب بتائیں کہ ہر ترجمہ میں زیادتی ہوئی یا اس محذوف وجہ تشبیہ کا اظہار ہوا جو جز و تشبیہ ہے اور جس کے بغیر کلام صحیح نہیں۔ اسی منہ سے عربی پڑھانے چلے تھے پھر یہ آیۃ کریمہ میں بشر مثلکم خود اس وجہ تشبیہ کے محذوف ہونے پر قرینہ ہے جو یہ سمجھا رہا ہے کہ تشبیہ ظاہر بشریت میں ہے نہ کہ باطن و روح میں مگر سمجھنے کا قرینہ تو چاہئے۔ معترض صاحب اب بتائیں کہ جب کہ وجہ تشبیہ یہاں ضروری اور اس پر خود قرینہ لفظیہ موجود تو شاہ رفیع الدین و شاہ عبدالقادر علیہما الرحمہ کے ترجمے ہیں اور ترجمہ رضویہ میں سوائے اس خصوصیت کے کہ ترجمہ رضویہ میں وجہ تشبیہ صراحۃ مذکور ہے اور ان دونوں میں نہیں کیا فرق ہوا ولکن الوھابیۃ قوم یجھلون

(ایضاً ۵۳)

جواب ثالث: "اللہ تبارک وتعالیٰ حضور سے فرماتا ہے کہ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یعنی تم فرما دو میں تم جیسا بشر ہوں اور حضور کی ازواج مطہرات سے فرمایا نساء النبی لستن کاحد من النساء اے نبی کی بیبیوں تم عورتوں میں کسی کی طرح نہیں تو بھلا کوئی ایمان والا کہہ سکتا ہے کہ نبی تو ہم جیسے بشر ہوں اور نساء نبی جنہیں ساری فضیلت و برتری نساء نبی ہو کر ملی وہ کسی طرح نہ ہوں اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لست کھیئتکم میں تمہاری ہیئت پر نہیں لست کاحد منکم میں کسی جیسا نہیں ایکم مثلی تم میں کون مجھ جیسا ہے۔ تو کیا کوئی یہ کہے گا کہ سرکار نے بشریت کا انکار فرما دیا والعیاذ باللہ ہرگز نہیں۔ تو پھر اس تعارض کا کیا تدارک ہوگا ظاہر کہ یہاں ترجیح کی طرف راہ نہیں تو لامحالہ تطبیق ضروری اور وہ اسی طرح ہوگی کہ مثلیت کا قرار باعتبار ظاہر جسمیت و اعراض کے ہو اور مثلیت کا انکار باعتبار باطن و روح محمدی کے ہو۔ دور کیوں جاؤ، اسی آیت کو لے لو جسے تم لوگ بشر کہنے کی دلیل بنائے ہوئے ہو خود اس میں اس پر دلیل موجود ہے ہم سے سنو قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کے متصل ہی فرمایا گیا۔ یوحیٰ الی انما الھکم الہ واحد۔ میری طرف وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہے۔ یہ ارشاد خود فرق کی روشن دلیل ہے اور اس وجہ تطبیق کی طرف راہ نما ہے جو امام احمد رضا نے "ظاہر صورت بشری" فرما کر افادہ فرمائی اس لئے کہ ہر ظاہر کہ وہی ایسا باطنی امر ہے کہ اس کی خبر ماوشما کو تو کیا ہوتی صحابہ کرام نے بھی اس کے نزول کو نہ

دیکھا بلکہ منزل دنی میں جو وحی ہوئی اس سے تو خود وحی لانے والے جبریل امین بھی بے خبر ہیں۔ قال تعالیٰ فاوحیٰ الیٰ عبدہ مااوحیٰ۔ تو اللہ نے اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کی جو وحی کی آیت کریمہ میں عبدہٗ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اوحیٰ کی ضمیر اسم جلالت کی طرف راجع ہے۔ کما افادہٗ فی الشفاء عن جماعۃ من المفسرین وایدہٗ تو جب وحی ایسا باطنی امر ہے تو لامحالہ اس باطن سرکار کے لئے ثابت تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے اس باطن روح کے اعتبار سے بشر سے جدا ہونا ضروری امر ہوا اور تشبیہ محض باعتبار ظاہر کے رہ گئی۔ (ایضاً ص ۵۳/۵۴)

دفاع کنزالایمان جلد اول (مصنفہ حضور تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد اختر رضا خاں قادری برکاتی رضوی ازہری مدظلہ العالی) میں مولوی امام علی قاسمی کے اعتراضات پھر حضرت مصنف مدظلہ العالی نے اکابر علماء کرام کی کتابوں سے مسکت جواب تحریر فرما کر ایک ہتھیار عطاء فرمادیا جسے رہتی دنیا تک فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے وہیں پوری کتاب مطالعہ کرنے کے بعد حضور تاج الشریعہ کو علم تفسیر اور اصول تفسیر میں کتنی درک حاصل ہے اس کا بھی بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اگر کوئی محقق اس موضوع پر قلم فرسائی کریں تو ایک عظیم علمی ذخیرہ محفوظ ہوجائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ مولیٰ ہمیں خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے شہزادگان اور بالخصوص مرشدی کنزی مولائی حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کے طفیل صراط مستقیم پر گامزن رکھے اور حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کو درازئ عمر عطا فرمائے۔ آمین)

مولانا محمد مجاہد حسین حبیبی، رکن آل انڈیا تبلیغ سیرت مغربی بنگال، ۶ تالتلہ لین کلکتہ، موبائل 9830367155

ایک یادگار لمحہ: میں اپنی زندگی کے اس انمول لمحے کو تاحیات فراموش نہیں کر سکتا میری آنکھیں پہلی مرتبہ نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضور تاج الشریعہ صاحب قبلہ کی زیارت سے بہرہ ور ہوئیں۔ یہ ۱۹۹۴ء عرس حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کے ٹھیک ایک روز قبل کی بات ہے کہ آپ فاتحہ پڑھنے کے لئے حضور مجاہد ملت کے روضے پر تشریف لائے۔ والد بزرگوار خلیفہ حضور مجاہد ملت حضرت الحاج مدثر حسین حبیبی مدظلہ العالی نے حضرت کے سامنے مجھے پیش کیا اور حضرت سے دعا کی درخواست کی۔ حضرت نے مجھ سے میرا نام دریافت فرمایا میں نے عرض کیا کہ میرا نام محمد مجاہد حسین ہے۔ والد صاحب نے عرض کیا کہ یہ نام حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ نے تجویز فرمایا ہے۔ پھر حضرت نے دوبارہ سوال فرمایا کیا پڑھ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا حضور مولوی درجے میں ہوں۔ یہ سنتے ہی حضرت نے اپنا دست شفقت میرے سر پر رکھا اور فرمایا اللہ تمہیں اسلام کا مجاہد بنائے، کام کا عالم بنائے، سنت و شریعت اور خدمت دین کا کام لے۔

حضرت کے تعلق سے یہ وہ سنہری یاد ہے جو انشاء اللہ تاحیات باقی رہے گی۔

نبیرہ اعلیٰ حضرت حضور تاج الشریعہ علامہ الحاج الشاہ محمد اختر رضا خاں ازہری صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کی ذات ستودہ صفات اسلامیان ہند و پاک کے لئے محتاج تعارف نہیں۔ آپ اپنے بزرگوں کے بہترین یادگار اور گوناگوں صفات حسنہ کے علمبردار ہیں۔ آپ کی صبح و شام خلق خدا کی رشد و ہدایت اور دین و شریعت کی ترویج و اشاعت میں صرف ہو رہی ہے۔ خلق خدا کا آپ کی طرف رجوع کا یہ عالم ہے کہ ایک محتاط اندازے کے مطابق بیسوں لاکھ سے زائد افراد ہندستان کی سرزمین میں آپ کے دامن رحمت سے وابستہ ہیں۔ دیگر ایشیائی، افریقی، یورپی، امریکی اور مغربی ممالک میں بھی مریدین کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہے۔ عامۃ الناس کے علاوہ ملک و بیرون ملک کے ہزاروں علماء آپ کے دامن کرم سے وابستہ ہیں۔ اور دینی و مذہبی امور میں آپ ہی کو اپنا مرجع و مقتدا تسلیم کرتے ہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

آپ مختلف علوم وفنون میں کامل دسترس اور عبور رکھتے ہیں مثلاً فقہ، حدیث، تفسیر، کلام، تجوید، نعتیہ شاعری رد ومناظرہ وغیرہ جس پر آپ کی کتابیں شاہد عدل ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ملک و بیرون ملک کے کثرت اسفار نے اور خلقت کے بے پناہ رجوع نے آپ کو اتنی فرصت نہ دی کہ آپ باضابطہ تصنیف وتالیف کا کام کر پائیں تاہم اپنی عدیم الفرصتی کے باوجود جو رسائل وکتب آپ نے تصنیف فرمائی ہیں ان سے آپ کی خداداد صلاحیتوں کا بخوابی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

سردست میرے مضمون کا عنوان چونکہ تاج الشریعہ اور دفاع کنزالایمان ہے اس لئے قارئین کی خدمت میں چند ایسے شواہد پیش کررہا ہوں جن سے ردومناظرہ کی فنی بصیرت استحضار علمی بخوبی اندازہ لگاسکیں گے۔

۱۹۷۶ء میں آپ نے ایک نہایت وقیع وگراں قدر مقالہ بنام دفاع کنزالایمان تحریر فرمایا جو پہلی مرتبہ المیزان کے امام احمد رضا نمبر میں ''امام احمد رضا کا ترجمہ قرآن حقائق کی روشنی میں'' کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ بعد میں قارئین کے بے حد اصرار پر اسے ۱۱۹ صفحات پر کتابی شکل میں دفاع کنزالایمان کے نام سے ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی نے ادارہ سنی دنیا بریلی سے شائع فرمایا ہے۔ یہ مقالہ دراصل حضرت نے ایک دیوبندی مولوی امام علی قاسمی رائے پور کی گمراہ کن کتاب قرآن پر ظلم کے رد میں تحریر فرمایا۔ جو مدرسہ رئیس العلوم رائے پور لکھیم پور یوپی سے شائع ہوئی تھی۔ قرآن پر ظلم نامی کتاب میں مولوی امام قاسمی نے اپنے بڑوں کی روش کو اپناتے ہوئے ۔اعلیٰ حضرت کا ترجمہ کردہ قرآن کنزالایمان پر درجنوں گمراہ کن بے بنیاد الزامات عائد کرکے بھولے بھالے مسلمانوں کے ایمان پر شب خون مارنے کی کوشش کی ہے۔ لہٰذا اس بد بختانہ ذہنیت وتحریر کا جواب ضروری تھا۔ اس امر عظیم کی انجام دہی کے لئے نبیرہ اعلیٰ حضرت حضور تاج الشریعہ نے قلم اٹھایا اور ایسا دندان شکن جواب دیا کہ مولوی امام علی قاسمی اور ان کی برادری نے چپ سادھنے ہی میں اپنی عافیت سمجھی۔ فبھت الذی کفر

لفظ نبی کے ترجمہ کے اعتراض کا جواب

اب باذنہ تعالیٰ معترض بہادر کے اعتراض کی خبر لیں جو انہوں نے لفظ نبی کے ترجمہ رضویہ پر کیا ہے۔ علم غیب کی بحث چھیڑی ہے۔ کہتے ہیں: ''نبی کا ترجمہ خاں صاحب نے ''ہر جگہ غیب کی خبر دینے والے ہی کیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کسی لغت میں نبی کے معنی غیب کی خبر دینے والا لکھے ہوں''

معترض بہادر کسی لغت میں لکھا ہو کیا مطلب لغت کی کتابوں میں یہی لکھا ہے مگر آپ کو لغات دیکھنے کی فرصت کہاں ہے۔ ہم سے سنئے، قاموس میں ہے: النبی المخبر عن الله تعالیٰ وترک الھمز المختار۔ صراح میں ہے: نبی پیغامبر الخ قاموس اور صراح کی عبارتوں کا ماحصل یہ ہے کہ نبی اللہ کی طرف سے خبر دینے والے اس کے پیغامبر کو کہتے ہیں۔ نیز المعجم الوسیط میں ہے النبی المخبر عن الله عزوجل۔ رہی یہ بات کہ نبی اللہ کی طرف سے کیسی خبر دیتا ہے۔

معترض بہادر سوچو تو نبی جو کچھ فرماتا ہے وہ شرک ہو تو نبی کے آنے اور اس کے بتانے کی کیا حاجت ہے؟ بھلا بتاؤ تو صحیح نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جنت ودوزخ تمام امور دین اگر غیب نہیں تو غیب پھر کس چیز کا نام ہے؟ بے شک یہ غیب ہے اور بے شک نبی اللہ کی طرف سے غیب ہی لاتا ہے۔

پھر چند سطروں کے بعد تحریر کرتے ہیں:

معترض بہادر کاش اپنے بلیاوی صاحب کی مصباح

اللغات ہی دیکھ لیتے۔ معترض صاحب اب اس کا ثبوت لئے چلئے کہ وہ معنی جولغت میں بیان ہوئے شرعاً بھی معتبر ہیں۔ سنئے علامہ طاہر فتنی مجمع بحارالانوار میں فرماتے ہیں۔

هو بمعنى فاعل من النباء الخبر لانه انباء عن الله ''یعنی بمعنی فاعل کی نباء بمعنی خبر سے ہے۔ اس لئے نبی اللہ سے غیب کی خبر دیتا ہے۔ اور سنئے علامہ ابن حجر عسقلانی مقدمہ فتح الباری میں فرماتے ہیں۔ ''یعنی نبی بالهمزه اللہ سے خبر دینے والا اور کہا گیا ہے کہ مفعول کے معنی ہو۔ یعنی اللہ نے اسے اپنے راز کی خبر دی اور کہا گیا کہ نبی بمعنیٰ نبء سے مشتق ہے۔ انبیاء کے بلند منازل اور مراتب کی وجہ سے اور کہا گیا ہے کہ نبی راستہ ہے نبی کا نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ اللہ کا راستہ ہے''۔

کیوں کہ معترض بہادر تمہارے نزدیک تو نبی موٹی موٹی باتیں بتاتا ہوگا جو سب کو معلوم ہوں۔ اللہ نے اسے ایسی ہی باتیں بتائی ہوں گی جبھی تو وہ اور سب کو عجز و نادانی میں شریک ہو گئے۔ اور انہیں معمولی باتوں کی بنا پر اللہ کے یہاں نبی کی منزل بلند ہوگئی اور معاذ اللہ وہ بایں نادانی اللہ کا راستہ ہو گیا۔ وما قدر اللہ حق قدرہ

(دفاع کنزالایمان صفحہ ۷۶ تا ۷۷)

لفظ ذنب کے ترجمہ کے اعتراض کا جواب

معترض نے سورہ فتح کی آیت انافتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک الله ما تقدم من ذنبک وما تاخر: کا ترجمہ رضویہ جو یہ ہے (بے شک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرمادی تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کردے۔

ملخصاً بقدر الحاجۃ لکھ کر یوں منہ کھولتے ہیں: 'اس ترجمہ میں لام کو سببیہ مان کر تمہارے سبب سے کہنا درست ہوسکتا ہے مگر ماتقدم من ذنبک وماتأخر میں گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے الفاظ کا ترجمہ نہیں ہے اور مفہوم بھی نہیں ہوسکتا۔

جی ہاں الفاظ اتنے ہی ہیں جتنے آپ کو سوجھیں اور مفہوم وہی ہے جو آپ کی سمجھ دانی میں سما جائے اور جو اس میں نہ آئے وہ مفہوم ہو ہی نہیں سکتا۔ معترض بہادر امام احمد رضا کی دشمنی سلف کی دشمنی ہے۔ وہ جو کچھ فرماتے ہیں وہ سلف کا ارشاد ہوتا ہے۔ علامہ ہبۃ اللہ ابن سلامۃ ''الناسخ والمنسوخ'' میں فرماتے ہیں۔

پھر کچھ سطر بعد فرماتے ہیں:

''یعنی مفسرین کرام کا آیہ کریمہ لیغفرک اللہ الخ کے معنی میں اختلاف ہے، ایک جماعت نے کہا کہ رسالت سے پہلے اور اس کے بعد کے خلاف اولیٰ امور مراد ہیں۔ اور دوسروں نے کہا کہ خدا آپ کے اگلوں اور آپ کے پچھلوں کے گناہ بخش دے۔ اس لئے کہ آپ کے سبب آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اور آپ اپنی امت کے شفیع ہیں تو اللہ اس فضیلت سے آپ پر احسان فرما رہا ہے اور دوسروں نے کہا کہ آپ کے باپ ابراہیم اور ان کے بعد کے نبیوں کے خلاف اولیٰ امور بخش دے۔ اس لئے کہ حضور کے طفیل ان کی توبہ قبول ہوئی''۔

شفاء وشرح شفاء ملا علی قاری میں ہے۔ ترجمہ:

''یعنی کہا گیا کہ مراد اس سے خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ہے اس بنیاد پر کہ مضاف محذوف ہے اور کچھ نے کہا کہ مراد اس سے آدم علیہ السلام کی سابقہ لغزشیں ہیں اور آپ کی امت کے گناہ ہیں اس بنیاد پر کہ اضافت ادنیٰ مناسبت کی وجہ سے ولک بمعنی لاجلک ہے۔ (یعنی تمہارے سبب سے الخ) اس قول کی حکایت فقیہ امام ابو اللیث سمرقندی جو اکابر حنفیہ میں سے ہیں اور امام عبدالرحمٰن سلمی صوفی صاحب طبقات الصوفیہ اور تصوف میں تفسیر کے مؤلف نے ابن عطا سے کی۔ امام مالکی نے فرمایا کہ

یہاں جو خطاب نبی علیہ السلام سے ہے وہ درحقیقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہے اضافت میں ادنیٰ مناسبت کی وجہ سے یا مضاف کے محذوف ہونے کی وجہ سے"۔

معترض بہادر صاحب یہ دیکھئے علامہ قاضی عیاض رحمتہ اللہ علامہ سمرقندی سلمی ابن عطا اور مکی سے کیا نقل فرماتے ہیں۔ اور یہ علماء مذکورین کس طرح اسے وجوہ قرآن میں سے ایک وجہ بتارہے ہیں۔

کچھ سطر بعد فرماتے ہیں:

معترض صاحب بہادر اب تو کھل گیا کہ جسے آپ نے یہ کہہ کر رد کردیا تھا کہ الفاظ کا ترجمہ بھی نہیں ہوسکتا وہ جو قرآن میں سے ایک وجہ سے جسے ایسے جلیل القدر علماء نے افادہ فرمایا ہے معترض صاحب بہادر اب کہئے یہ اعتراض تو امام احمد رضا پر نہیں بلکہ خود قرآن پر ہوگیا۔ **ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم** ۔اور آپ کی قرآن فہمی اور پیروی سلف کا بھرم کھل گیا مگر یہ کہ ۔

بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

مندرجہ بالا سطور میں لفظ نبی اور ذنب کے تعلق سے جو تحقیق حضرت نے پیش فرمائی ہے اسے دیکھ کر حضور تاج الشریعہ کی وسعت علمی اور استحضار علمی کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے۔

ویسے دفاع کنزالایمان میں **قل انما انا بشر مثلکم** اور **داخ** کے ترجمہ کے علاوہ چند دوسرے اعتراضات کے جوابات بھی موجود ہیں جن کا مطالعہ کسی طرح افادہ سے خالی نہ ہوگا۔ جنہیں تفصیل کی ضرورت ہو وہ دفاع کنزالایمان کا مطالعہ ضرور کریں۔

اپنی تصانیف کے آئینے میں

مولانا غلام مصطفےٰ قادری رضوی، باسنی ناگور، راجستھان ☆ 01582320884

خانوادۂ رضویہ پر فضل خداوندی کی خصوصی بارش ہوتی رہی ہے اس گھرانے میں ایک سے بڑھ کر ایک علمی قدآور عالم و فاضل و مدبر وفقیہ پیدا ہوئے، جو اپنے اپنے عہد و عصر میں اپنی متنوع حیثیات سے منفرد و ممتاز رہے اور معاصرین علما و صلحا نے ان کی علمیت و دانش وری کا اعتراف کیا۔

این سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

وارث علوم امام احمد رضا تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری دام ظلہ العالی اسی چمنستان رضویت کے گل سرسبد ہیں جو بحمدہ تعالیٰ اسلامی دنیا کے آفاق پر علم وفضل کے مہر منیر بن کر چمک رہے ہیں خداوند کریم نے انہیں متعدد اوصاف سے نوازا ہے اور عالمگیر عزت وشان عطا فرمائی ہے، وہ اپنے علمی قد، فکری بصیرت اور دوراندیشی کے لحاظ سے بھی علماء و مشائخ میں خاص مقام رکھتے ہیں۔ پھر فروغ مسلک حقہ کی لگن اور شوق نے انہیں مشغول ومصروف کررکھا ہے اور یوں وہ دنیا کے متعدد گوشوں پر پہنچ کر پیغامات دین وسنیت نشر کررہے ہیں۔

میرے ممدوح حضرت تاج الشریعہ جہاں بے مثال عالم، مثالی فقیہ، ممتاز مفتی اور باکمال شیخ طریقت ہیں وہیں علمی و تحقیقی انداز کے حامل بہترین مصنف بھی ہیں اور یہ وصف بھی اس گھرانے کا امتیازی شان رکھتا ہے۔ ان کے والد گرامی مصنف، ان کے جدامجد مصنف، ان کے پردادا مصنف پھر اوپر تک یہ سلسلہ چلتا رہا ہے اور کرم خداوندی دیکھئے کہ ان کی نگارشات و تحریرات میں جہاں علمی و تحقیقی رنگ نمایاں ہوتا ہے وہیں اخلاص واثر کی دولت گرانمایہ بھی خوب نظر آتی ہے۔ تاج الشریعہ نے اپنی علمی مشغولیات ومصروفیات کے باوجود تصنیف وتالیف کی طرف بھی خصوصی توجہ فرمائی اور تادم تحریر اس مشغلے سے لگاؤ ہے۔

مولانا محمد شہاب الدین رضوی نے مندرجہ ذیل تصانیف کا ذکر کیا ہے:

(۱) الحق المبین (عربی) (۲) دفاع کنزالایمان (۳) ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن (۴) مراۃ النجدیہ بجوب البریلویہ جلد اول دوم (عربی) (۵) تصویروں کا شرعی حکم (۶) شرح حدیث نیت (۷) شرح حدیث الاخلاص (۸) حضرت ابراہیم کے والد تارخ یا آزر (۹) دفاع کنزالایمان (کتابچہ) (۱۰) ایک اہم فتویٰ (۱۱)

تین طلاقوں کا شرعی حکم (۱۲) آثار قیامت (۱۳) ہجرت رسول (۱۴) القول الفائق لحکم الاقتداء بالفاسق (۱۵) حاشیہ البخاری (۱۶) جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۱۷) کیا دین کی مہم پوری ہو چکی (۱۸) اسمائے سورۂ فاتحہ کی وجہ تسمیہ وغیرہ۔

(حیات تاج الشریعہ ص ۵۰-۵۱ مطبوعہ ممبئی)

فاضل مؤلف نے ان تصانیف کے ساتھ تراجم تاج الشریعہ کا بھی تذکرہ کیا ہے تصانیف وتراجم سے کچھ چھپ چکے ہیں اور کچھ منتظر طباعت ہیں۔

تاج الشریعہ چونکہ وارث علوم امام احمد رضا ہیں اس لئے اس علم کی جھلک ان کی تصانیف میں بھی نظر آتی ہے۔ وہ لکھے ہیں اور خوب لکھتے ہیں عربی زبان میں بھی اور زبان اردو میں بھی، پھر فضل ربی کہئے کہ ملک و بیرون ملک کے متعدد اسفار اور عالمی روابط کے باوجود ایسے علمی خزانے ہمیں عطا فرمادیئے بے شک ایسے صالحین کے اوقات میں برکت ہوتی ہے۔ ممتاز الفقہا علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب قادری امجدی دام ظلہ العالی نے بجا فرمایا ہے:

”تاج الشریعہ کے قلم سے نکلے ہوئے فتاویٰ کے مطالعہ سے ایسا لگتا ہے کہ ہم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کی تحریر پڑھ رہے ہیں، آپ کی تحریر میں دلائل اور حوالہ جات کی بھرمار سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔“ (حیات تاج الشریعہ ص:۶۶ مطبوعہ ممبئی)

ذیل میں تصانیف تاج الشریعہ سے چند تصنیفات پر مختصر مختصر تبصرہ وتعارف ہدیۂ قارئین ہے جن میں معلومات کی فراوانی کے ساتھ ساتھ عشق ومحبت کے نرالے انداز بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

علماء ومشائخ عظام کا مقصد چونکہ اصلاح مسلمین اور تطہیر قلوب انسانی ہوتا ہے اس لئے ان کی تحریروں میں لفاظی کے بجائے علم وعمل اور متانت وسنجیدگی اور سلاست وروانی زیادہ ہوتی ہے تاکہ ہر عامی بات سمجھ سکے۔

آثار قیامت:

وقوع قیامت بھی اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک عقیدہ ہے قرآن کریم کی متعدد آیات سے اس کا ثبوت ملتا ہے بلکہ تیسویں پارے کی تو اکثر سورتیں اسی عقیدے کے اثبات میں نازل ہوئی ہیں اور منکرین قیامت کو ٹھوس دلائل وبراہین کے ساتھ سمجھایا گیا ہے کئی کئی قسمیں کھا کر بتایا گیا ہے کہ اللہ کا فرمان حق ہے کہ قیامت آکر رہے گی دنیا کی کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی۔ رب قدیر وجبار نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کے شواہد پیش کر کے لوگوں کو فرمادیا کہ چشم ہوش کھولیں اور فیصلہ کریں کہ جو ذات مقدس انہونی چیز کو ہونی کردے اس کی ذات سے بعید نہیں کہ تمہیں دوبارہ پیدا کردے اور جابجا وقوع قیامت کی بھی حکمتیں بیان فرمادیں۔

اسی طرح احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بھی قیامت کا جابجا ذکر فرمایا گیا نیز رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم نے قرب قیامت کی نشانیاں بھی بیان فرمائیں جس سے آپ کے عطائی علم غیب کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ صحیح بخاری وصحیح مسلم کے علاوہ متعدد کتب واحادیث میں علامات قیامت کا تذکرہ ہے۔

زیر تبصرہ کتاب ”آثار قیامت“ تاج الشریعہ دام ظلہ العالی کی ایک علمی وتحقیقی کاوش ہے جس میں ’کنز العمال‘ کی صرف ایک حدیث پر مشتمل ہے جس میں تقریباً ۷۲ علامات قیامت ذکر ہوئی ہیں پھر قلم ازہری سے اس کی کچھ نشانیوں کی تشریح پر جو افادات صفحۂ قرطاس پر منتقل ہوئے ہیں وہ تاج الشریعہ کی علمیت پر دال ہیں، ویسے پوری حدیث کا آپ نے خوبصورت

پیرائے میں ترجمہ فرمایا بعدہٗ صرف ان آثار پر تشریحی گفتگو فرمائی ہے جو عام فہم نہ تھے، چنانچہ مولانا عبدالرحیم نشتر فاروقی (مرتب کتاب آثار قیامت) لکھتے ہیں:

حضور تاج الشریعہ نے جن علامات وآثار کی تشریح و توضیح کی ہے انہیں خاص طور پر ان کی مؤید احادیث کریمہ ہی سے واضح فرمایا ہے۔ اس طرح یہ کتاب ''آثار قیامت'' پر مشتمل حدیثوں کا ایک مبسوط اور نادر و دل آویز گلدستہ بن گئی ہے نیز اس کتاب میں آپ نے آثار قیامت سے متعلق بیشتر ان گوشوں کو آشکار فرمایا ہے جو اب تک عام لوگوں کی نظروں سے اوجھل تھے''۔ (آثار قیامت ص:۱۰ مطبوعہ بریلی)

اس کتاب کے مطالعہ سے تاج الشریعہ کا انداز استدلال بھی واضح ہے اور علمی مطالعہ وفاضلانہ تحقیق کا صحیح علمی اسلوب بھی نمایاں ہے۔ قیامت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ جب عورتیں ترکی گھوڑوں پر بیٹھیں''۔ تاج الشریعہ کی اس تشریح میں رقمطراز ہیں:

''یعنی فخر ومباہات کے طور پر مردوں سے مشابہت اختیار کریں چنانچہ متصلا فرمایا گیا: اور عورتیں مردوں سے مشابہت اختیار کریں''۔

تو یہ قرینہ مقارنہ سابقہ کا بیان ہے مزید برآں اس میں افادۂ عموم ہے یعنی خاص شہ سواری ہی نہیں بلکہ اور بھی مردانہ اطوار اپنائیں گی اور مستحق ذنب (گناہ) ہوں گی''۔

کتاب میں بات کو خوبصورت انداز میں سمجھانے کی سعی جمیل کی گئی ہے اور مدلل ومبرہن کرنے کے لئے جن مطولات کا حوالہ دیا گیا ہے وہ مؤلف کی وسعت مطالعہ کی دلیل ہے۔ المجمع الرضوی بریلی سے خوبصورت ٹائٹل اور صاف کتابت کے ساتھ شائع ہو چکی ہے۔

شرح حدیث نیت:

صدق نیت بہت بڑی دولت ہے جسے یہ دولت مل گئی وہ کامیابی کے راستے پر ہے یہ حدیث نبوی انما الاعمال بالنیات، اعمال دل کے ارادوں سے ہی ہیں''۔ اعمال کی جان ہے، بے شک حسن نیت کے بے شمار ثمرات ہیں قرآن وحدیث میں اس کی خوب فضیلت بیان کی گئی۔

زیر تبصرہ کتاب ''حدیث انما الاعمال الخ'' کی بہترین تشریح وتوضیح ہے نیت کی تعریف، اس کی اقسام، اس کی فضیلت وبرکت کے بارے میں تاج الشریعہ نے کافی مواد جمع کرلیا ہے وضو، نماز ودیگر عبادات الہیہ میں وضو کے احکام کے بارے میں بھی اچھی بحث فرمائی ہے۔ ۳۲ صفحات پر مشتمل یہ رسالہ معلومات افزا ہونے کے ساتھ ساتھ ہماری اصلاح کا بھی ذریعہ ہے۔ نیز حدیث فہمی میں مؤلف کے کمال پہ بھی دلالت کرتا ہے۔ ادارہ سنی دنیا بریلی سے شائع ہو چکا ہے۔

ہجرت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

سیرت مصطفوی پر لکھنا بڑی سعادت مندی کی بات ہے ہر دور میں عشاق نبوی نے اس محبت بھرے موضوع پر اپنی بساط علمی کے مطابق لکھا اور عوام وخواص کو سیرت کے پہلوں سے آشنا کیا اور اپنی محبت وعقیدت کا نذرانہ پیش کیا۔

زیر تبصرہ کتاب ''ہجرت رسول علیہ الصلاۃ والسلام کا واقعہ بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور اس کی حکمتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔ جو معلومات افزا ہونے کے ساتھ ساتھ ایمان میں پختگی کا ذریعہ بھی ہیں، تاہم تاج الشریعہ نے اسلاف کرام کے علمی فیضان سے مستفیض ہوتے ہوئے اپنی اس کتاب میں جو معلومات جمع کی ہیں وہ بھی خوب ہیں، پورے واقعہ ہجرت کو سیرت کے بنیادی ماخذ سے مدلل فرمایا ہے۔ آیات قرآنیہ کی روشنی میں

اچھوتے انداز میں محبت وعقیدت کے تذکرے کئے ہیں، حقائق و معانی سے لبریز یہ واقعہ اہل ایمان کے قلوب واذہان میں جلا بخشتا ہے۔ رسول کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ربی کے مطابق اس سفر کو مکمل فرمایا اس کی متعدد حکمتیں بھی اس میں بیان کی گئی ہیں ساتھ ہی صحابہ کرام کے جذبۂ عشق وعقیدت کے نرالے اطوار بھی بیان کئے گئے ہیں۔

کتاب کی اختتامی سطور میں آپ نے ایک بڑی پیاری بات بیان فرمادی ۔ ہے جسے پڑھ کر قارئین یقیناً عش عش کر اٹھیں گے سنئے تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

''یہاں ایک بات قابل ذکر ہے اوروہ یہ ہے کہ ممکن ہے کہ کوئی سوال کرے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور وہیں وصال فرمایا اس میں کون سی حکمت الٰہی پوشیدہ ہے اس کا جواب علامہ قسطلانی نے مواہب اللدونیہ میں یوں تحریر فرمایا:

ترجمہ ''یعنی حکمت الٰہیہ کا تقاضا یہ ہوا کہ حضور سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے امکنہ مشرف ہوں نہ کہ حضور علیہ السلام ان سے مشرف ہوں تو اگر حضور علیہ السلام اپنی حیات ظاہری میں مکہ میں رہتے تو یہ وہم ہوسکتا تھا کہ حضور علیہ السلام کو مکہ سے شرف ملا کہ شرف مکہ تو ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کے سبب ثابت ہو ہی چکا تھا تو منشاء ایزدی ہوا کہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف ظاہر فرمائے تو انہیں حکم دیا کہ مدینہ کی طرف ہجرت فرمائیں۔

(ہجرت رسول ص ۳۰-۳۱ مطبوعہ بریلی)

آگے علامہ زرقانی کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

''یعنی اس لئے شام کی مقدس زمین کی طرف ہجرت واقع نہ ہوئی حالانکہ وہ زمین حشر ونشر کی اور اکثر انبیاء کرام کی جلوہ گاہ ہے کہ یہاں بھی وہم ہوتا تو جب حضور علیہ السلام نے مدینہ کو ہجرت فرمائی تو مدینہ کو حضور علیہ السلام سے شرف ملا یہاں تک کہ اس امر پر اجماع واقع ہوا کہ تمام مواضع میں افضل وہ قطعہ زمین ہے جہاں حضور علیہ السلام کا جسد اطہر ہے''۔ (ایضاً ص:۳۲)

آخر میں تاج الشریعہ کا یہ ''اقول'' بھی ملاحظہ ہو: جب مدینہ منورہ کی یہ خصوصیت ہے تو اس کے لحاظ سے مدینہ منورہ کو مکہ معظمہ پر فضیلت ثابت ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۲ صفحات پر مشتمل یہ محبت بھرا تحفہ المجمع الرضوی بریلی شریف کے زیر اہتمام دیدہ زیب سرورق اور عمدہ کتابت کے ساتھ منظر عام پر آیا ہے۔

حضرت ابراہیم کے والد تارخ یا آزر

اہل سنت وجماعت کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد موحد تھے خود حضور فرماتے ہیں کہ'' ہمیشہ اللہ عزوجل مجھے کرم والی پشتوں اور طہارت والے شکموں میں منتقل فرماتا رہا یہاں تک کہ مجھے میرے ماں باپ سے پیدا کیا''۔ (جامع الاحادیث ۴/۵ ۳۸)

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ السامی اس حدیث پاک کے ذیل میں فرماتے ہیں:

''تو ضرور ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آبائے کرام طاہرین وامہات کرائمہ طاہرات سب اہل ایمان وتوحید ہوں کہ بنص قرآن عظیم کسی کافرو کافرہ کے لئے کرم وطہارت سے حصہ نہیں''۔

زیر تبصرہ کتاب میں تاج الشریعہ نے جہاں والدین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موحد ہونے کا ثبوت پیش کیا ہے وہیں سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد کے نام کی بھی تحقیق بیان فرمائی ہے اور کتب تفاسیر واحادیث سے بہترین انداز میں

دلائل وبراہین سے بات کو باوزن کیا ہے چونکہ قرآن کریم کی آیت سے بعض لوگوں نے یہ سمجھا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد آزر تھے۔اوراس طرح کفر کی بنیاد بتاتے ہیں چنانچہ حضور تاج الشریعہ کا رضوی قلم مسئلہ کی حقیقت واضح کرنے کے لئے اٹھا اور مستحکم دلائل سے ثابت کردیا ہے کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا اور آپ کے والد کا نام تارخ تھا اپنے مدعا پر استدلال کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''اوراسی مسلک کی توضیحات باعتبار لغت یوں ہے کہ لفظ رب کا اطلاق چچا پر شائع وذائع ہے اوراس کی نظیر قرآن کریم میں موجود ہے۔قال اللہ تعالیٰ ام کنتم شھداء اذحضر یعقوب الموت اذقال لبنیہ ماتعبدون من بعدی قالوا نعبد الھک والہ ابائک ابراھیم واسمعیل واسحق.

''کیا تم اس وقت حاضر تھے جب یعقوب علیہ السلام کی وفات کا وقت تھا جب کہ انہوں نے اپنے بیٹوں سے فرمایا میرے بعد تم کسے پوجو گے وہ بولے ہم آپ کے خدا اور آپ کے آباو اکرام ابراہیم واسماعیل واسحق کے خدا کو پوجیں گے''۔

آیت کریمہ میں اسماعیل علیہ السلام کو اَب (باپ) فرمایا حالانکہ وہ چچا ہیں،امام جلال الدین سیوطی نے ایک حدیث سے ثابت فرمایا کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کا چچا ہی تھا جس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعاء مغفرت فرمائی تھی۔

پورا رسالہ معلومات افزا اور حقائق پرمبنی ہے ہر خاص وعام کے لئے مفید ہے اور بحمدہ تعالیٰ عربی اور اردو ہر زبان میں شائع ہوگیا ہے۔

القول الفائق بحکم الاقتداء بالفاسق:

یہ رسالہ چند فقہی سوالات کے جواب میں تحریر فرمایا گیا ہے سائل نے پوچھا تھا کیا مسجد کے امام کے لئے شرعی داڑھی مطلوب ہے؟ ایک مشت سے کم داڑھی والے کا اقتداء درست ہے یا نہیں؟ پھر سوال کیا گیا کہ جنوبی افریقہ میں پوری داڑھی والے حفاظ کا ملنا مشکل ہے پھر وہاں ایک مشت سے کم داڑھی والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے نیز کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ نماز پڑھانے والے امام کے لئے داڑھی کی لمبائی وغیرہ کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔واضح رہے کہ سائل نے حضرت سے رجوع کرنے سے پہلے جواب کسی مفتی سے حاصل کرلیا تھا۔حضرت تاج الشریعہ دام ظلہ العالی نے جہاں مسائل مذکورہ کے تسلی بخش جوابات دیئے وہیں فاسق کا شرعی حکم بھی واضح فرمایا۔احادیث وفقہ کی متعدد کتب سے دلائل وبراہین کے ساتھ مسائل کو حل فرمایا جو آپ کی وسعت مطالعہ اور فقہی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ان جوابات میں امام احمد رضا کے تفقہ کا رنگ جھلکتا ہے۔متعدد دلائل کے ساتھ جواب دے کر خلاصہ کلام اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ: خلاصہ عبارات یہ ہے کہ فاسق کی امامت مکروہ وممنوع ہے اگر چہ وہ عالم ہو اس لئے کہ وہ دین کی پرواہ نہیں رکھتا شرعاً اس کی اہانت واجب ہے تو امامت کے لئے اس کو آگے بڑھا کے اس کی تعظیم نہ کریں گے''۔الغرض پورا رسالہ معلومات افزا اور عالم غیر عالم کے مفید ہے۔فتاوٰی مرکزی دارالافتاء بریلی میں بھی یہ رسالہ شامل کیا گیا ہے۔

فضائل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

یہ کتاب امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی محبت کا نمونہ ہے جو یار غار مصطفےٰ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و کمالات پر عربی زبان میں آپ نے تالیف فرمائی، سیدنا صدیق اکبر کے فضل وشرف اور مرتبہ وکمالات کو آیات قرآنیہ احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام سے بڑے علمی اور تحقیقی انداز میں

بیان کیا گیا ہے۔ چونکہ پوری کتاب عربی زبان میں "الـــذلال الانقی من بحر سبقة الاتقی" کے نام سے لکھی گئی تھی۔ اس لئے عوام اہلسنت کے خصوصی استفادہ کے لئے تاج الشریعہ نے اس کا اردو میں سلیس ترجمہ فرمایا، بلاشبہ ایسی شاہکار تصنیف کو اردو میں منتقل کرنے کے لئے ایسے ہی صاحب قلم کی ضرورت تھی جو دونوں زبانوں پر عبور رکھتا ہو، مذکورہ کتاب کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ امام احمد رضا کے گھرانے کا تو ہر فرد عربی اور اردو نثر میں امتیازی شان رکھتا ہے۔ چنانچہ مسعود ملت پروفیسر مسعود احمد مظہری علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں:

اس (امام احمد رضا) کے جانشین اس کے پرپوتے علامہ اختر رضا خان ازہری ہیں، بڑے متقی اور عالم باعمل ۱۹۸۳ء میں پاکستان تشریف لائے۔ ازراہ کرم غریب خانے ٹھٹھہ بھی تشریف لائے۔ ایک عربی نعت کی فرمائش کی۔ قلم برداشتہ اسی وقت لکھ دی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ عربی زبان نے احمد رضا کے گھرانے میں گھر کر رکھا ہے۔ یہ اس گھرانے کا امتیاز خاص ہے۔ (اجالا ص ۲۶ مطبوعہ مبارکپور)

کسی عربی کتاب کو اردو میں ڈھالنا کتنا مشکل کام ہے اس کا اندازہ وہی لگا سکتے ہیں جو اس راہ میں طبع آزمائی کرتے ہیں مگر مذکورہ کتاب کو دیکھنے سے اس بات کا بخوبی پتہ چلتا ہے کہ تاج الشریعہ عربی کے بہترین نثر نگار اور لائق و فائق ادیب ہیں۔ اس میں زبان کی سلاست و روانی بھی ہے اور بیان کی دلکشی و اثر انگیزی بھی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کتاب اردو میں ہی لکھی گئی ہے۔

جہاں تاج الشریعہ نے عربی کتب کو اردو کا جامہ پہنایا وہیں کئی تصنیفات امام احمد رضا کی تعریب بھی فرمائی جن سے آپ کے عربی داں ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ اس خصوص میں اهلاک الوهابین علیٰ توهین قبور المسلمین، عطایا القدیر فی حکم التصویر قابل ذکر ہیں۔ جو بحمدہ تعالیٰ المجمع الرضوی کے زیر اہتمام خوبصورت انداز میں شائع ہو چکی ہیں کوئی صاحب قلم تاج الشریعہ کی ترجمہ نگاری پر قلم اٹھائے تو اس سلسلے میں بھی آپ بے مثال ثابت ہوں گے۔

ان کے ساتھ ساتھ آپ نے تفسیر قرآن کریم لکھنے کا سلسلہ بھی شروع کیا تھا جو قسط وار ماہانہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف میں شائع ہوتی رہی، مولانا شہاب الدین رضوی کے بقول آپ نے تفسیر سورۂ فاتحہ کے عنوان سے پانچ قسطوں میں سورۂ فاتحہ کی شاندار تفسیر فرمائی جو ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف میں شائع ہوئی۔

اس طرح اپنے آبا و اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قلمی و تحریری طور پر بھی دین و ملت کی مخلصانہ خدمات انجام دیتے میں مصروف ہیں اللہ کریم حضرت کی عمر و صحت اور علم و فضل میں مزید برکتیں عطا فرمائے اور آپ کا سایۂ مایہ ہم غربائے اہلسنت پر تادیر قائم و دائم رکھے آمین، بجاہ و سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

اپنی تصنیف "ٹائی کا مسئلہ" کے آئینے میں

رومانہ آراء قادری، اسکالر کولکاتا یونیورسٹی (کولکاتا)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جوکوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے۔ (ترجمہ: کنزالایمان مائدہ ۵۱)

اللہ رب العزت نے یہود و نصاریٰ سے تعلقات رکھنے کو سختی سے منع فرمایا ہے۔ یہ قوم نہایت ہی چالاک، مکار اور فریبی ہیں۔ یہود و نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی پھانسی کے مسئلہ میں ایک دوسرے کے جانی دشمن ہیں اس کے باوجود مسلمانوں کے مسائل میں یہ آپس میں دوست اور مسلمانوں کو زمین بوس کرنے میں کسی قسم کی کوئی کسر باقی نہیں رکھتے ہیں جیسا کہ بغداد معلی اور افغانستان کو تباہ کرنے میں امریکہ اور یورپ اور اسرائیل نے متحدہ محاذ بنا کر ان دونوں اسلامی ممالک کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور یہاں کا کنٹرول پاور اپنے ہاتھ میں لے لئے۔

اپنے مذہبی شعار کو دوسری قوموں پر مسلط کرنے کے لئے حیلے بہانے ڈھونڈ کر کسی نہ کسی طرح سے ان پر نافذ کرنے کی ناکام کوشش میں سب سے پہلے انگریزی زبان کو پوری دنیا کا رابطہ کی زبان بنایا گیا۔ قسم قسم کے ایجادات کو سمجھنے کے لئے انگریزی زبان میں فارمولے تیار کئے بایں سبب پوری دنیا عصر حاضر کے تقاضے کو پورا کرنے کے لئے اس زبان کو پڑھنے اور سمجھنے پر مجبور ہوگئی اور ر انگریزوں کے بنائے ہوئے اسکول، کالج اور یونیورسٹیوں میں داخلے لینے لگے انگریزوں نے اس مجبوری سے فائدہ اٹھا کر بلا تفریق مذاہب ہر طالب علم کے لئے اپنا مذہبی شعار (ٹائی) کو لازمی قرار دیا اس راستے سے مسلمان دانستہ یا غیر دانستہ طور پر اس کا عادی ہوگیا۔

ٹائی کے تعلق سے مولانا نشتر فاروقی رضوی رقمطراز ہیں:

"ظاہر ہے کہ یہ اس کی شاطرانہ چال ہے کیوں کہ اسے اچھی طرح معلوم ہے کہ اگر یہ واضح کردیا جائے کہ "ٹائی نصاریٰ کا مذہبی شعار ہے" تو دیگر کبھی مذاہب کے پیروکار نہیں تو کم از کم دنیا کے کروڑوں مسلمان تو ضرور اسے ترک کردیں گے جو اس کے مذہبی اغراض و مقاصد کے یکسر خلاف ہے"۔ (ٹائی کا مسئلہ ص ۶)

آگے لکھتے ہیں:-

"جب اس شاطر قوم نے دیکھا کہ ہم اپنے فاسد و مفسد مقاصد میں کوئی خاص کامیابی نہیں حاصل کرپارہے ہیں تو اس نے سوچا کہ کیوں نہ ہم اپنی تہذیب وثقافت اور اپنی وضع قطع کو مسلمانوں میں رواج دے دیں اس طرح مسلمان اعتقادی طور

پرنہ سہی کم از کم ظاہری وضع قطع میں ضرور یہود و نصاریٰ نظر آئیں گے اور اس مقصد میں انہیں کسی حد تک کامیابی بھی ملی۔

(ایضاً ص ۶/۷)

عالم ربانی، فقیہ لاثانی، شہزادہ علامہ جیلانی فقیہ اسلام تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی الحاج الشاہ محمد اختر رضا خاں قادری برکاتی ازہری بریلوی مدظلہ العالی سے ''ٹائی کا مسئلہ'' پر مولانا شہاب الدین رضوی صاحب نے ایک استفتاء کیا تھا اس پر حضور تاج الشریعہ نے بہت ہی شرح و بسط کے ساتھ مدلل اور مبرہن جواب عنایت فرما کر حقیقت سے آشکارا فرمایا اور حکم شرع نافذ کیا۔

یہ رسالہ عارف باللہ سراج العاشقین حضور احسن العلماء علامہ مفتی سید مصطفیٰ حیدر حسن قادری برکاتی علیہ الرحمہ (مارہرہ مطہرہ) کی بارگاہ میں حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے پیش کیا۔ سرکار احسن العلماء نے تصدیقی مہر ثبت فرما کر اس رسالے کی اہمیت و افادیت کو دوبالا فرمادیا لکھتے ہیں:

''فقیر برکاتی نے اس رسالہ احادیث قبالہ (ٹائی کا مسئلہ) کو اپنے ٹوٹے پھوٹے علم کے مطابق لگ بھگ بالاستیعاب دیکھا اس مسئلہ پر عزیز موصوف (حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی) زید مجدہم نے بڑے اچھے اور سلجھے ہوئے انداز میں تحقیق فرماتے ہوئے اس کے سارے پہلوؤں کو سامنے رکھ کر نہ صرف یہ کہ خود اپنی کاوش سے دلائل شرعی و فقہی کی روشنی میں حکم شرعی کو واضح فرمایا ہے بلکہ اس موضوع پر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان اور ان کے والد ماجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے جو کچھ فرمایا تھا اسے بھی ناظرین کے سامنے شرح و بسط سے بیان کردیا ہے (ایضاً ص ۳)

اس رسالے کی افادیت کے پیش نظر حضور احسن العلماء بطور نصیحت برائے امت مسلمہ ارشاد فرماتے ہیں:

''خلاصہ تحریر یہ کہ عامہ مسلمین کے لئے اپنے موضوع پر یہ رسالہ اس قابل ہے کہ ہم سب اس میں جو احکام شرعیہ بیان فرمائے گئے ہیں خدا توفیق دے تو ان پر سچے دل سے عمل کرتے ہوئے اپنی صورت و سیرت، قول و فعل، ظاہر و باطن غرض اپنی زندگی کے ہر موڑ پر سچے پکے مسلمان بنیں اور یہود و نصاریٰ وغیرہ جملہ کفار و مشرکین و مرتدین و مبتدعین کے ہر قول و فعل کو برا جانیں اور حتی الوسع خود اس سے دور و نفور رہیں اور اسی تعلیم کی تلقین اپنے گھر والوں اعزہ و اقارب کو بھی کریں۔ (ایضاً ص:۳)

اس کتاب کی تالیف میں مندرجہ ذیل کتابوں سے حضور تاج الشریعہ نے استفادہ کیا ہے۔ (۱) قرآن مقدس (۲) بیضاوی شریف (۳) بخاری شریف (۴) مسند امام احمد بن حنبل (۵) ہدایہ (۶) اختیار شرح مختار (۷) عینی (۸) زواجر (۹) شرح درود (۱۰) حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ (۱۱) فتاویٰ عالمگیری (۱۲) محیط

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے ٹائی کے تعلق سے ایک تحقیقی مضمون تحریر فرما کر علماء کرام اور فقہاء اعظام کی عبارتوں سے استدلال پیش کرکے مضمون کو مدلل اور مبرہن فرمایا ہے اور ٹائی کے تمام اقسام کی وضاحت فرما کر حکم شرع بیان فرمایا ہے۔

کراس کی تحقیق کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ لکھتے ہیں:-

''کراس (Cross) جسے مسلم و غیر مسلم سب بالاتفاق عیسائیوں کا نشان مانتے ہیں، اس کراس کا اطلاق جس طرح اس معروف نشان پر ہوتا ہے اسی طرح وہ تختہ جس پر بقول نصاریٰ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معاذ اللہ پھانسی دی گئی کراس کا مصداق ہے چنانچہ انگریزی کی متداول لغت Practical advanced Twentieth century Dictonary میں "Cross" کے تحت ہے:

"Stake with a transverse bar Used for Crucifixtion سولی، صلیب، چلیپا the Cross wooden structure on which accroding to christian religious belief jesus was crucified"(P166)

جو چیز اس کراس کی شکل پر ہو وہ بھی کراس کا مقصد

ہے۔ چنانچہ اسی ڈکشنری میں اسی جگہ "Anything shaped like +ar x
''اشارۂ صلیب the singn of the cross
صلیب نما چلیپا نما (ایضاً ص ۱۱)
کراس کے تعلق سے حتمی فیصلہ صادر فرماتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:
''منجملہ ٹائی مکمل ''کراس'' مع شئے زائد ہے کہ اس میں پھانسی کا پھندا بھی ہے اسی پر بوٹائی (Bowti) کو قیاس کر لیجئے'' اس کے گلے میں بندھنے سے بھی کراس کی شکل بنتی ہے جیسا کہ اس شکل سے ظاہر ہے اور کراس اور شبیہ کراس عیسائیوں کا مذہبی نشان ہے تو ٹائی کو ''کراس'' فاکو روشبیہ کراس'' مانو بہر صورت وہ عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے اور جو چیز کافروں کا مذہبی شعار ہو وہ ہرگز روانہ ہوگی اگرچہ معاذ اللہ کیسی ہی عام ہو جائے۔
اہل بصیرت کو تو خود ٹائی کی شکل سے اس کا حال معلوم ہو گیا مگر اس کی عیسائیوں کے یہاں اتنی اہمیت ہے کہ مردہ کو بھی ٹائی پہناتے ہیں تو ضرور یہ ان کا مذہبی شعار ہے جو مسلم کے لئے حرام اور باعث عار و نار ہے۔ (ایضاً ۱۲، ۱۳)
مزید حضور مفتی اعظم ہند کا فتویٰ بھی شعار کفار کے تعلق سے پیش کرتے ہیں:
''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دیئے جانے کی کفری یادگار ہے۔ ٹائی کا پھانسی پھندا اور کراس مارک یہ نشان + سولی ہے حالانکہ ان کے مصلوب ہونے کا عقیدہ کفری ہے اور قرآن و حدیث کے صریح خلاف ہے۔
جو شعار کفری ہے اس کا حکم کبھی نہیں بدلے گا ہمیشہ کفر رہے گا چاہے اس کا استعمال کفار کے ساتھ خاص رہے یا معاذ اللہ مسلمان بھی اس کو استعمال کرنے لگیں یہاں بھی عموم بلویٰ اور حرج کی بات کرنا لغو ہے اور اسی قسم کے شعار کفری میں ہے۔ ہندوؤں کا ''زنار'' باندھنا اور قشقہ لگانا۔ ٹائی کا قیاس پتلون وغیرہ پر کرنا درست نہیں کہ ٹائی کفری شعار ہے اور پتلون اور دیگر فاسقانہ وضع کے لباس جو شعار قومی ہیں حرام یا ممنوع ہیں۔ (ایضاً ص ۱۹)
ایک اعتراض حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کے سامنے آیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کبھی کبھی گرجا گھر میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے ایسا کیوں؟
اس کے جواب میں بخاری شریف کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں ''حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ گرجا میں نماز پڑھتے تھے مگر اس گرجا میں نہیں جس میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے مجسمے ہوں۔
مزید عینی جلد رابع کے حوالے سے لکھتے ہیں:
''امام بغوی نے جو جعدیات میں اتنا زیادہ کہا کہ اگر کنیسہ میں تصویریں ہوتیں تو اس سے نکل جاتے اور بارش ہی میں نماز پڑھتے ہیں۔
حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بارش کی وجہ سے بحالت مجبوری کنیسہ میں نماز پڑھی اور جب کنیسہ میں تصاویر پائیں تو کنیسہ سے باہر تشریف لائے اور بارش میں نماز ادا فرمائی...... اور بحالت اضطرار ناپسندیدگی کے ساتھ کنیسہ میں جانا مومن ہی کی شان ہے اور برضا و رغبت کنیسہ میں جانا کافروں کا کام ہے اور یہ کفری شعار ہے اور اس میں کفار کی موافقت باجماع مسلمین کفر ہے۔ (ایضاً ص ۳۱، ۳۲)
چونکہ ٹائی کفری شعار ہے تو اس کے استعمال کرنے والے پر حکم شرع کیا نافذ ہوگا تو تاج الشریعہ مدظلہ لکھتے ہیں: ''بہر حال ٹائی کا استعمال حرام اشد حرام بدکام بدانجام ہے اور باندھنے والے پر عندالفقہا حکم کفر ہے اگرچہ احتیاطاً محض باندھنے پر محققین کے نزدیک تکفیر نہیں کی جائے گی۔ (ایضاً ص ۲۷)
حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے اس ''ٹائی کا مسئلہ'' تحقیقی رسالہ کو تحریر فرما کر امت مسلمہ پر احسان عظیم فرمایا ہے اور ٹائی کے تعلق سے حکم شرع تحریر فرما کر امت مسلمہ کو ایک گناہ عظیم

سے بچانے کی زبردست کوشش کی ہے۔
آپ کی اس تحقیق عمیق پر جماعت اہلسنت کے اجلاء مشائخ اور کبار مفتیان اعظم وعلماء کرام نے اپنے تصدیقات اس رسالہ پر ثبت فرما کر اس کی صوری ومعنوی حیثیت کو اجاگر فرمادیا ہے ان کے اسماء حسب ذیل ہیں۔

اجلاء مشائخ کے تصدیقات

۱- احسن العلماء مفتی سید مصطفیٰ حیدر حسن برکاتی (مارہرہ شریف)
۲- امین شریعت علامہ سبطین رضا خاں رضوی (بریلی شریف)
۳- صدر العلماء علامہ تحسین رضا خاں رضوی (بریلی شریف)
۴- رئیس الاساتذہ مفتی بہاء المصطفیٰ امجدی رضوی (بریلی شریف)
۵- رئیس المحققین مفتی سید شاہد علی رضوی (رامپور)
۶- فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی (اوجھا گنج)
۷- مشاہد ملت علامہ محمد مشاہد رضا حشمتی (پیلی بھیت)
۸- ماہر اصول وفروع مفتی عاشق الرحمٰن حبیبی (الہ آباد)
۹- شیخ القرآن علامہ عبداللہ خاں عزیزی (بستی)
۱۰- شیخ العلماء علامہ شبیہ القادری رضوی (سیوان)
۱۱- اشرف العلماء مفتی مجیب اشرف رضوی (ناگپور)
۱۲- رئیس الفقہا مفتی سید ظہیر الدین زیدی (علی گڑھ)
۱۳- شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی (جامعہ اشرفیہ)
۱۴- محمود ملت مفتی محمود احمد رہانی (جبلپور)

مفتیان اعظم وعلماء کرام کے تصدیقات

۱- استاذ الفقہا مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی (بریلی شریف)
۲- بقیۃ السلف مفتی حبیب رضا رضوی (بریلی شریف)
۳- استاذ العلماء مفتی جہانگیر احمد رضوی (بریلی شریف)
۴- مفتی زماں مفتی محمد صالح رضوی (بریلی شریف)
۵- خواجہ علم وفن علامہ مظفر حسین رضوی (چرہ محمد پور)
۶- رئیس العلماء مفتی سید محمد عارف رضوی (بریلی شریف)
۷- مفتی مطیع الرحمان رضوی (مظفر پور)
۸- علامہ محمد غفران صدیقی رضوی (امریکہ)
۹- مفتی محمد فاروق رضوی (بریلی شریف)
۱۰- مولانا محمد غوث خاں بریلوی (بریلی شریف)
۱۱- رئیس القلم علامہ ارشد القادری (جمشید پور)
۱۲- مفتی غلام محمد رضوی (ناگپور)
۱۳- علامہ تراب الحق رضوی (کراچی)
۱۴- مفتی محمد یامین رضوی (بنارس)
۱۵- علامہ قمر الزماں اعظمی رضوی (لندن)
۱۶- مولانا صغیر احمد جوکھن پوری (بریلی شریف)
۱۷- مفتی عزیز احسن رضوی (گجرات)
۱۸- مولانا ابوالحقانی رضوی (مدھوبنی)
۱۹- ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم حشمتی (دہلی)
۲۰- مولانا منصور علی خاں محبوبی (ممبئی)
۲۱- مولانا احمد حسین برکاتی (نیپال)
۲۲- مولانا توکل حسین حبیبی (ممبئی)
۲۳- مفتی محمود اختر امجدی (ممبئی)
۲۴- مفتی تقی امام خاں رضوی (حیدر آباد)
۲۵- مفتی انور علی رضوی (بریلی شریف)
۲۶- علامہ اعجاز انجم لطیفی (بریلی شریف)
۲۷- مفتی شمشاد حسین رضوی (بدایوں شریف)
۲۸- مولانا عزیز الرحمٰن منانی (بریلی شریف)
۲۹- مولانا محمد قاضی رضوی (کرناٹک)
۳۰- مفتی ولی محمد رضوی (ناگور شریف)
۳۱- مولانا انیس القادری (مغربی بنگال)
۳۲- مولانا نسیم احمد اشرفی (حیدر آباد)
۳۳- مفتی بشیر القادری (گریڈیہ)

دسواں باب

تاج الشریعہ

اور سفینۂ بخشش

مولانا محمد شمشاد حسین رضوی، صدر مدرس شمس العلوم بدایوں (یوپی)

سفینۂ بخشش- علامہ محمد اختر رضا خاں ازہری صاحب کا مجموعہ نعت ومنقبت ہے۔ اس مجموعہ پر گفتگو کرنے سے پہلے اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ علامہ موصوف کون ہیں اور ان کی شخصیت کن خوبیوں کی مالک ہے۔ کن عوامل وجذبات سے متاثر ہوکر انہوں نے نغمہ سرائی کی ہے؟ تو آیئے پہلے ان کی شخصیت کے بارے میں تھوڑی سی معلومات کرلیں۔

حضرت تاج الشریعہ صاحب قبلہ ایک ایسے خانوادہ کے فرد کامل ہیں جن کا خاندان کئی صدیوں سے علم وفن، تحقیق وتنقید، تہذیب وتمدن کے اعتبار سے اعلیٰ مقام رکھتا ہے۔ سیدی مولانا نقی علی خاں، سیدی امام احمد رضا خاں، سیدی حضور مفتی اعظم، سیدی مولانا حامد رضا خاں، سیدی مولانا ابراہیم رضا خاں وغیرہ اس خاندان کے وہ تابندہ ودرخشندہ ماہ ونجوم ہیں جن کی پُر نور کرنوں نے منزل حیات کی نشاندہی اور قوم وملت کی صحیح قیادت کی۔ ان بزرگوں کی زندگیاں چاند کی چاندنی، قطرات شبنم کی طرح صاف اور شفاف تھیں۔ عشق ومحبت، خلوص ووفا، پیار اور الفت ان کی زندگی کا عظیم سرمایہ تھا۔ علمی میدان میں انہوں نے وہ جوہر دکھلائے کہ آج تک ارباب علم ودانش طبقہ ان سے متاثر ہیں۔ نیز اپنی شبستانوں میں انہی کے علم وفن کا چراغ جلتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ وہ ایسے گلاب تھے کہ سالوں گزر جانے کے باوجود ان کی خوشبو آج بھی محسوس کی جارہی ہے۔ ماہرین نفسیات اس بات پر اتفاق کرچکے ہیں کہ جو بچہ اس خاندان میں پیدا ہوگا وہ بہت کچھ ہوگا۔ نئی شان اور نئی آن والا ہوگا۔ وارثت میں اس بچہ کو بہت کچھ ملے گا جنہیں وہ غیر شعوری طور پر محسوس کرے گا۔ یہ تو مشاہدہ کی بات ہے کہ مچھلی کے بچے کو کوئی تیرنا نہیں سکھاتا ہے۔ بلکہ پیدا ہوتے ہی وہ فطری طور پر تیرنے لگتا ہے اور سمندر کی سطح پر کھیل کود شروع کردیتا ہے۔ میں اس بات کو یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ علامہ ازہری میاں صاحب قبلہ نے اس خاندان سے وراثت میں بہت کچھ لیا ہے۔ بلکہ حصہ وافر لیا ہے۔ علم وفن، تحقیق وتنقید، تجزیہ وتوضیح، خلوص وپیار، عشق ومحبت، شعر وسخن کے فطری رجحانات اور جبلی میلانات آپ کو توارث میں ملے ہیں۔ ان فطری رجحانات کو ترقی دینے اور ان میں انخلاقی کیفیت بیدار کرنے میں آپ کے ذاتی تجربات نے ایک اہم رول ادا کیا ہے۔ گھر سے لے کر مدرسہ تک اور مدرسہ سے لے کر جامعہ ازہر مصر تک آپ کے تجربات پھیلے ہوئے ہیں، تجربات کی اس وسعت نے آپ کی شخصیت میں

بے پناہ وسعت عطا کردی ہے، یہ صرف حسن عقیدت نہیں بلکہ ایک ایسا نظریہ ہے جو صرف میرا ہی نہیں بلکہ تمام ارباب علم ودانش کا ہے میں نے حضرت ازہری میاں کے بارے میں جو کچھ رائے قائم کی ہے۔ جو نظریہ پیش کیا ہے۔ ان کے کردار وعمل سے اس نظریہ کی توثیق ہو چکی ہے۔ اگر طبع نازک پر بارگراں محسوس نہ ہو تو اس کو پڑھئے۔

جو تحریر میں قلم بند کرنے جا رہا ہوں۔ وہ میری آپ بیتی ہے۔ کوئی سنی سنائی بات نہیں ہے بلکہ میرا تجربہ ہے اور بہت ہی قریب سے میں نے اس کا مشاہدہ کیا ہے جامعہ حمیدیہ رضویہ بنارس ہندستان میں ایک مشہور ومعروف ادارہ ہے جو کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ بلکہ وہ آپ روشن ہے اور کتنوں کو روشن کر چکا ہے۔ خاص بات صرف اس قدر ہے کہ حضور شمس العلماء قاضی شمس الدین صاحب قبلہ جونپوری مصنف قانون شریعت اپنی عمر کا زیادہ تر حصہ اسی ادارہ میں گزار چکے ہیں اور عرصہ دراز تک آپ ہی شیخ الحدیث رہے ہیں۔۱۹۷۲ء سے لے کر ۱۹۸۱ء تک اسی ادارہ کا طالب علم رہا ہوں حضرت شمس العلماء کے درس وتدریس میں کیا لطف ومزہ تھا، کس طرح ذوق وشوق مچلتا تھا، دل میں کیا کیا کیفیات ابھرتی اور ڈوبتی تھیں۔ جن کو ہم صرف محسوس کر سکتے ہیں۔ الفاظ کی صورت میں ان کیفیات کو پیش کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ حضرت قاضی صاحب حضرت مفتی محمد یامین صاحب، حضرت مولانا نجم الدین صاحب ودیگر اساتذہ کرام کے ذریعہ میں بریلی سے متعارف ہوا۔ مگر طالب علم کا ذہن ہی کیا ہے پرواہ، لاابالی میں کوئی نقش ابھرا اور آن واحد میں مٹ گیا۔

ہائے غیوری دل کی اپنے داغ کیا ہے خود سر نے
جی ہی جس کیلئے جاتا ہے اس سے بے پروا ہے دل

حسن اتفاق کہئے۔ ایک دن ہم تمام طالب علم حضرت قاضی صاحب کے درس میں موجود تھے اور حضرت پڑھا رہے تھے کہ ایک بزرگ صفت انسان تشریف لائے۔ قاضی صاحب نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا۔ آنے والے کو اپنی مسند پر بٹھایا اور خود مؤدب ہو کر بیٹھ گئے اور طالب علموں کے ذہن ودماغ میں کیا تاثر ابھرا؟ اس کو میں نہیں بتا سکتا۔ البتہ میں نے یہ محسوس کیا۔ قاضی صاحب جیسی شخصیت۔ اللہ اللہ ان کی علمی شان وشوکت کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے ان کے سامنے طفل مکتب معلوم ہوتے تھے۔ ان کا علمی وقار مسلم تھا۔ لیکن آج کیا ہو گیا ہے کہ علمی جاہ وجلال اور فنی طمطراق نیاز مندی کے سانچے میں ڈھل گیا ہے۔ اپنے اساتذہ میں سے کسی سے میں نے دریافت کیا۔

حضرت یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا۔

یہ حضرت ازہری میاں ہیں۔ اس وقت تک نام تو سنا تھا مگر دیکھا نہیں تھا پھر حضرت ازہری میاں صاحب نے عربی زبان میں ایک منقبت پڑھی۔ غالباً یہ منقبت حضرت مجاہد ملت کی شان میں لکھی گئی تھی۔ پڑھنے کا لب ولہجہ اس قدر دلکش تھا۔ الفاظ کے زیروبم میں ایسی موزونیت تھی کہ نغمہ وترنم کا سماں چھا گیا۔ ہمارے تمام اساتذہ کرام اس منقبت سے متاثر ہوئے اور بہت زیادہ متاثر ہوئے یہیں سے حضرت ازہری میاں کی علمی لیاقت کا اور باکمال صلاحیت کا نقش میرے دل میں ابھرتا ہے۔

۱۹۷۹ء کی بات ہے، میں جماعت رابعہ کا طالب علم تھا مدرسہ حمیدیہ رضویہ بنارس کے سالانہ امتحان کے لئے حضرت ازہری میاں صاحب تشریف لائے ہوئے تھے۔ مشکوۃ شریف کا آپ نے امتحان لیا۔ میں امتحان دینے والوں میں شریک تھا۔ لوگوں کا میرے بارے میں خیال تھا کہ ناچیز تمام طالب علموں میں باصلاحیت ہے۔ خیر یہ ان کا حسن ظن تھا۔

حضرت ازہری میاں صاحب قبلہ نے فرمایا کہیں سے

کوئی حدیث پڑھو، تمام ساتھیوں کا اشارہ پاتے ہی میں نے دو حدیث پڑھی جس کا مطالعہ میں خاص طور پر کر کے آیا تھا۔ حدیث تو میں نے تصحیح اعراب کے ساتھ پڑھ دی اور ترجمہ بھی کر دیا۔ اس کے بعد حضرت نے جو سوالات اس حدیث کے متعلق کئے۔ یہ یقین جانئے میں نے یہ محسوس کیا۔ میں ابھی تک علم وفن سے بے بہرہ ہوں۔ ان دو واقعات نے میرے ذہن ودماغ کو اس طرح متاثر کیا لیکن اس تاثر کی بنیاد پر ان کی علمی صلاحیت کے بارے میں کوئی رائے قائم نہیں کی جاسکتی ہے۔ اس لئے کہ طالب علم اور اس کی حیثیت ہی کیا ہے؟

ابھی چند سال قبل کی بات ہے حضرت مولانا مدنی میاں صاحب قبلہ نے ٹی وی پر دکھائے جانے والے مناظر کو مشروط طور پر جائز قرار دے دیا اور اسکرین پر دکھائے جانے والی تصویر کو متحرک اور غیر قار کہہ کر حرمت والی نص سے ماورا کر دیا۔ اس پر علامہ ازہری میاں نے جو ایرادت قائم کئے ہیں جس انداز سے بحث کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علم وفن میں کافی دسترس رکھتے ہیں آپ کی علمی قابلیت اور صلاحیت کا لوہا تمام ارباب علم وفن نے تسلیم کر لیا ہے اور میں نے ٹی وی کے متعلق لکھے گئے تمام تحریرات کو مطالعہ کرنے کے بعد اپنی یہ رائے قائم کی ہے کہ حضور مفتی اعظم اور امام احمد رضا کی تحریرات کی جھلک آپ کے فتاویٰ میں ملتی ہے۔ وہی شان وشوکت، وہی آن بان اور وہی طمطراق جو ان بزرگوں کا تھا۔ وہی آپ کی تحریروں میں نظر آتا ہے۔ شعر وسخن اور ادبی ذوق وشوق سے بھی علامہ ازہری کا وقار بلند ہے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو کوئی بے جانہ ہوگا کہ شعر وشاعری سے آپ کو فطری لگاؤ ہے۔ شاعری کی طرف یہ فطری رجحان بھی آپ کو وراثت میں ملا ہے۔ اس میدان میں آپ نے کسی سے بھی باضابطہ اصلاح نہیں لی ہے بلکہ دل میں ابھرنے والے جذبات واحساسات الفاظ کے پیرائے میں ڈھلتے گئے ہیں۔ آپ کی شاعری دل کی شاعری ہے۔ جذبات کی شاعری ہے۔ ایسی شاعری ہے جس میں خون جگر شامل ہے ان کا دیوان جو سفینۂ بخشش سے موسوم ہے۔ میرے سامنے موجود ہے۔ اس کا میں نے بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے۔ اس کے ایک شعر میں کہیں تو جذب وکشش اور دلکشی ہے جو دل کو موہ لے رہی ہے۔ اور کہیں جذبات کی ہلکی سی آنچ ہے جو رہ رہ کے اٹھتی ہے اور جس سے میٹھا میٹھا درد پیدا ہوتا ہے۔ اور کہیں جذبات کا ایسا شعلہ اٹھتا ہے کہ دل کباب ہو جاتا ہے۔ اور اس سے اٹھنے والا دھواں عشق ومستی کی خبر دیتا ہے۔ مولانا موصوف کی شاعری میں فکر وتخیل کی بلند پروازی، الفاظ کی سحر کاری، کیف آور لب ولہجہ اور سادگی بھی بلا کی ہے۔ ان کے کلام میں یہ تینوں عناصر اس بات کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ علامہ موصوف نے امام احمد رضا سے رفعت خیال، مولانا حسن بریلوی سے جوش وسادگی کا استفادہ کیا ہے۔ آیئے ان کی شاعری سے چند ایسے اقتباسات پیش کرتے ہیں جن سے ہمارے مذکورہ دعوؤں کی تائید ہوتی ہے۔

۱- **رفعت خیال:** خیال سے مراد وہ قوت ہے جو پہلے سے موجود تجربات، مشاہدات اور احساسات کے مابین ایسی ترتیب کرتی ہے جو عام روش سے الگ ہو اور قارئین کو متاثر کرے جس شاعری میں خیال جس قدر بلند ہوگا۔ اسی قدر اس کی شاعری بھی بلند وبالا ہوگی۔ جب ہم اس نقطۂ نظر سے حضرت علامہ کی شاعری کا تنقیدی جائزہ لیتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ ان کی شاعری میں خیال کی بلندی پائی جاتی ہے۔ اشہب فکر کی ایسی پرواز نظر آتی ہے کہ دل خوش ہو جاتا ہے۔ رفعت خیال انسان کا فطری وصف ہے اور وہ شکم مادر سے لے کر آتا ہے۔ اس کا اکتساب نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ اکتساب سے اس فطری وصف میں انجلائی کیفیت

تو آجائے لیکن از سر تو اس کا اکتساب ممکن نہیں ہے۔ آیئے اور مولانا موصوف کی شاعری میں رفعت خیال کی تلاش وجستجو کریں علامہ موصوف لکھتے ہیں۔

وہی جو رحمت للعالمین ہیں جان عالم ہیں
بڑا بھائی کہے ان کو کوئی اندھا بصیرت کا

ہمارے شاعر کو یہ معلوم تھا کہ سرکار ابد قرار ساری دنیا کی رحمت ہیں اور عالم کی جان ہیں گویا وہ عالم اور ساری کائنات کا مرکز ہیں کیوں کہ سارا عالم انہیں کے طفیل میں پیدا ہوا ہے۔ اس معلومات میں جدید ترتیب دے کر یہ خیال پیش کیا ہے کہ اس حیثیت کو تسلیم کر لینے کے بعد انہیں بھائی کہنا کسی طرح جائز نہیں کیوں کہ یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ ان دو کے مابین اخوت کا رشتہ ہوتا ہے جب وہ دونوں ایک ہی حیثیت رکھتے ہوں اور یہاں ایسا نہیں ہے ایک کو تو مرکزی حیثیت حاصل ہے اور دوسرے کو نہیں۔ جو بھائی ہے وہ مرکز نہیں بن سکتا اور جو مرکز ہے وہ بھائی نہیں ان دونوں کے مابین تضاد کی نسبت سے اس کے باوجود انہیں بھائی کہنا اندھی بصیرت کا نتیجہ تو ہو سکتا ہے لیکن بصیرت نہیں یہ خیال کس قدر بلند ہے اور بلند ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں جو لطافت، پاکیزگی ہے وہ بیان سے باہر ہے۔

(۲) جھکے نہ بار صد احساں سے کیوں بنائے فلک
تمہارے ذرے کے پرتو ستارہائے فلک

(۳) یہ خاک کوچۂ جاناں ہے جس کے بوسہ کو
نہ جانے کب سے ترستے ہیں دیدہ ہائے فلک

ان اشعار کو پڑھئے اور بار بار پڑھئے، ان میں خیال کی جو رفعت ہے، جو بلندی ہے وہ قابل صد رشک ہے۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ آسماں صرف اس لئے جھکا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کروی شکل کا ہے لیکن ہمارا محبوب شاعر اس کی توضیح اس عام خیال سے ہٹ کر کر رہے ہیں فلک اس لئے جھکا ہوا ہے کہ اس پر میرے سرکار کے ایک دو نہیں بلکہ صد احسانات ہیں۔ وہ احسان یہ ہیں کہ ستارہائے فلک کیا ہیں۔ ان کے ذروں کے پرتو ہیں۔ گویا ذرے اصل ہیں اور ستارے سایہ ہیں۔ اور یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ سایہ ادھر ہی جھکتا ہے جدھر کو اس کی اصل شئے ہوتی ہے۔ فلک کے ستارے اس لئے زمین کی طرف جھکے ہوئے ہیں کہ وہ خاک کوچہ جاناں کا بوسہ لینا چاہتے ہیں اور نہ معلوم وہ کب سے اس بوسہ کے لئے ترس رہے ہیں۔ اس کی کوئی ابتدا نہیں بعینہ اس خیال کو امام احمد رضا نے اس طرح پیش کیا ہے

وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لئے تھے

ذرے تیری پیزاروں کے
تاج سر بنتے ہیں سیاروں کے

بطور نمونہ میں نے چند اشعار پیش کر دیئے ہیں۔ علامہ ازہری صاحب کے دیوان میں ایسے بہت سے اشعار ہیں جن میں بلند سے بلند تر خیالات پیش کئے گئے ہیں، ان اشعار کو اس دیوان میں تلاش کیجئے اس کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔

۲-مطالعہ کائنات:

بقول جامی شاعری کی تین شرطیں ہیں۔ تخیل، مطالعہ کائنات اور سادگی۔ ان میں سے پہلی شرط کا تذکرہ قدرے تفصیل کے ساتھ ہو چکا ہے۔ اب رہی بات مطالعہ کائنات کی۔ اس میدان میں بھی وہ کسی سے کم نہیں۔ ان کا ذہن نہایت ہی وسیع اور کھلا ہوا ہے۔ موصوف نے کائنات کے ایک ایک ذرے، گل وبلبل سرد، قمری، تبسم، لطافت اور پاکیزگی کا مطالعہ کیا ہے۔ پھر خیال کی آمیزش سے اس میں منطقی ترتیب دی ہے جو نہایت ہی

فرحت انگیز ہے اور دل میں اتر جانے والی ہے۔ نیز اس مطالعہ کائنات سے جاناں کا جو تصور، جو خیال پیش کیا گیا ہے وہ بالکل لطیف تر ہے۔ آیئے اس کا بھی جلوہ دیکھتے جائیں۔

(۱) وہی تبسم وہی ترنم وہی نزاکت وہی لطافت

وہی ہیں دزدیدہ سی نگاہیں کہ جن سے شوخی ٹپک رہی ہے

(۲) گلوں کی خوشبو مہک رہی ہے دلوں کی کلیاں چٹک رہی ہیں

نگاہیں اٹھ اٹھ کے جھک رہی ہیں ایک بجلی چمک رہی ہے

ان اشعار میں مطالعہ کائنات کی جو جلوہ نمائی ہے۔ اسے فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ ان مختلف اوصاف سے جو رخ زیبا تیار ہو رہا ہے حسن شوخ یا صورت کا رمز میں بیان کیا گیا ہے وہ نہایت ہی خوب صورت کا رمز بیان کیا گیا ہے۔ وہ نہایت ہی خوب صورت اور اچھوتا ہے جو دل کو بھا جانے والا ہے۔

۳-سادگی:

کلام میں شاعری میں سادگی کا ہونا کوئی عیب نہیں ہے بلکہ یہ بھی ایک قسم کی پرکاری ہے اور ہزار تصنع و بناوٹ سے بہتر ہے۔ الفاظ کی تراش خراش میں مضامین کو پیچیدہ در پیچیدہ بنا دینا کوئی دانشمندی نہیں ہے۔ کبھی کبھی سادگی بھی زیور کا کام دیتی ہے۔

تکلف سے بری ہے حسن ذاتی

قبائے گل میں گل بوٹا کہاں ہے

علامہ موصوف نے کبھی بھی جذبات کے بیان میں خیالات کے پیش کرنے میں کسی قسم کی بناوٹ اور تصنع سے کام نہیں لیا ہے بلکہ ہلکے پھلکے الفاظ میں ان جذبات و خیالات کو پیش کر دیا ہے۔ جس سے ان کی شاعری میں جذب و کشش، لطف و رعنائی، شوخی و بانکپن پیدا ہو گیا ہے۔ وہ سادگی کی جس راہ سے گزرتے ہیں تو فطری طور پر لوگ احساس کرنے لگتے ہیں کہ اس زمین میں اور ہلکے پھلکے الفاظ میں شاعری کوئی مشکل نہیں مگر جب میدان میں اترتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے وہ سہل ممتنع کے ممتاز شاعر ہیں کہ ان کی تقلید ان کے لب و لہجہ کی پیروی اور ذوق و شوق کا حصول اتنا آسان نہیں ہے جتنا کہ وہ سمجھتے ہیں

(۱) تخت زریں ہے نہ تاج شاہ ہے

کیا فقیرانہ بادشاہی ہے

(۲) فقر پر شان یہ کہ زیر نگیں

ماہ سے لے کر تا بماہی ہے

(۳) اک نگاہ کرم سے مٹ جائے

دل پر اختر کے جو سیاہی ہے

(۱) شہنشاہ دو عالم کا کرم ہے

میرے دل کو میسر ان کا غم ہے

(۲) یہاں قابو میں دل کو اختر

یہ دربار شاہ امم ہے

(۱) اہل دل ہی یہاں نہیں کوئی

کیا کریں حال زار کی باتیں

(۲) پی کے جام محبت جاناں

اللہ اللہ خمار کی باتیں

(۳) ہر گھڑی وجد میں رہے اختر

کیجئے اس دیار کی باتیں

واہ کیا سادگی ہے، کیا خلوص و پیار ہے۔ الفاظ ہیں کہ جو نہایت ہی سہل اور آسان ہیں جس سے دل باغ باغ ہو رہا ہے۔ ذہن و دماغ میں کیف و سرور کا عالم ہے۔ میں نے جن اصول تنقید کے تحت اس مجموعہ نعت کا جائزہ لیا ہے اس سے یہ اندازہ ہو گیا ہو گا کہ علامہ موصوف ایک فن کار شاعر ہیں۔ ایک کامیاب اور فی البدیہہ گو شاعر ہیں۔ لیکن اس حقیقت کا انکشاف بھی ضروری ہے علامہ موصوف ایسے شاعروں اور ادیبوں میں نہیں ہیں جو شاعری تو

کرتے ہیں ادبی تخلیق میں حصہ لیتے ہیں مگر سماج معاشرہ اور اردگرد کے حالات سے ناواقف ہیں لیکن ہمارے محبوب شاعر کی سماجی حالات اور اردگرد کے ماحول سے لاتعلق نہیں۔ بلکہ اپنی تخلیق میں وہ ایسا نسخہ کیمیا پیش کرتے ہیں جس سے سماج کی اصلاح ہوسکتی ہے۔ وہ سماج کے عیوب پر طنز بھی کرتے ہیں لیکن ایسا طنز جو نشتر کا بھی کام کرے اور چبھنے سے درد کا بھی احساس نہ ہو۔ وہ دنیا کے طور طریقے پر جس خوبصورتی سے طنز کرتے ہیں جس اچھوتے پیرائے میں بیان کرتے ہیں اس سے دلکشی اور رعنائی کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

(۱) کون ہوتا ہے مصیبت میں شریک وہمدم
ہوش میں آیہ نشہ ساتجھے ہر دم کیا ہے

(۲) کیف و مستی میں یہ مدہوش زمانے والے
خاک جانیں غم وآلام کا عالم کیا ہے

(۳) ان سے امید وفاہائے تیری نادانی
کیا خبر ان کو یہ کردار معظم کیا ہے

(۴) وہ جو ہیں ہم سے گریزاں تو بلا سے اپنی
جب یہی طور جہاں ہے تو بھلا غم کیا ہے

(۵) میٹھی باتوں پہ نہ جا اہل جہاں کے اختر
عقل کو کام میں لاغفلت پیہم کیا ہے

شاعری صرف قافیہ پیمائی کا نام نہیں ہے۔ خوبصورت الفاظ اور شعلہ بداماں جملوں کے استعمال کا نام نہیں ہے۔ بلکہ اس میں حسن صورت کے ساتھ ساتھ حسن معنی بھی ہو۔ صنائع لفظی کے ساتھ ساتھ صنائع معنوی بھی ہو۔ بڑے بڑے دانشمندوں، فلسفیوں، مدبروں اور مفکروں نے شاعری کی عظمت کا اعتراف کیا ہے اور ان اسباب کی تلاش کی ہے جن سے شاعری میں عظمت بلندی اور ترفع پیدا ہوتا ہے۔ میں صرف ایک فلسفی کا قول نقل کررہا ہوں۔ لان جاتی نس جو ایک بڑے فلسفی تھے اور وہ ادب کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے۔ ان کے نزدیک پانچ ایسے اسباب ہیں جن سے شاعری میں عظمت اور ترفع آتا ہے۔ وہ یہ ہیں۔

۱- خیال بلند ہو۔
۲- صنعتوں کا استعمال ہو۔
۳- محنت اور توجہ سے الفاظ کا انتخاب کیا گیا ہو۔
۴- جذبات میں ایسی شدت ہو کہ پڑھنے والے کے دل میں اتر جائیں۔
۵- لفظوں کی ترتیب سے ہم آہنگی ظاہر ہو اور نغمگی پیدا ہو جو نہ صرف کانوں کو بھاتی ہو بلکہ جذبات کو بھی بیدار کرتی ہو۔

کیا یہ تمام اسباب علامہ ازہری کی شاعری میں پائے جاتے ہیں۔ اس سوال کا جواب عملی طور پر ہی دیا جاسکتا ہے۔ میں اس سوال کے جواب میں کہوں۔ ہاں۔ اس سے بہتر ہے کہ اس کا ایک سرسری جائزہ لیتے چلیں۔ تاکہ ان کی شاعری میں عظمت کے جو راز ہائے سربستہ ہیں وہ طشت از بام ہوجائیں۔ ان پانچ میں سے اول یعنی "خیال بلند ہو" اس کی وضاحت ہوچکی ہے۔ مزید اس پر گفتگو کرنا سعی لاحاصل ہوگی۔

۲- صنعتوں کا استعمال

شعراء نے صنعتوں کا استعمال کیا ہے اور کہیں کہیں اس کثرت سے کیا ہے کہ مفہوم شعر ادق ہوگیا ہے۔ اس قسم کے اشعار زیادہ تر لکھنوی شعرا کے یہاں پائے جاتے ہیں۔ حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ نے بھی صنعت کا استعمال کیا ہے لیکن اس خوبصورتی سے کیا ہے کہ مفہوم رقیق ہونے کے بجائے اس میں فطری حسن سما گیا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) صنعت تلمیح

اس کو ذولسانین اور ذوقتین بھی کہتے ہیں۔ کسی شعر کے دونوں مصرعوں کو الگ الگ زبان میں کہنے کو صنعت تلمیع کہتے ہیں۔

(۱) ادب گاہ ہست زیر آسماں از عرش نازک تر
یہاں آتے ہیں یوں عرش کہ آوازہ نہیں پر کا

(۲) خلد کی خاطر مدینہ چھوڑ دوں
ایں خیال است و محال ست وجنوں

(۲) **صنعت تکرار لفظی**

اس صنعت میں دو لفظوں کو مکرر لایا جاتا ہے جس سے شعر میں زور پیدا ہو جاتا ہے۔

در پہ دل جھکا ہوتا اذن کے پھر بڑھتا
ہر گناہ یاد آتا دل خجل خجل جاتا!

(۳) **تنسیق الصفات**

یہ وہ صفت ہے جس میں متواتر صفتوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

شجاعت ناز کرتی ہے جلالت ناز کرتی ہے
وہ سلطان زماں ہیں ان پہ شوکت ناز کرتی ہے
صداقت ناز کرتی ہے امانت ناز کرتی ہے
حمیت ناز کرتی ہے مروت ناز کرتی ہے

مذکورہ بالا اشعار میں ترصیع بھی ہے جو صوتی نظام کو متاثر کر رہی ہے اور اس سے خوشگوار نغمگی کی بنیاد پڑتی ہے۔

جن صنعتوں کا میں نے ذکر کیا ہے وہ سب لفظی ہیں آیئے اور صنعت معنوی کا جلوہ دیکھئے جس سے معنی و خیال میں ندرت اور حسن و بانکپن پیدا ہوتا ہے۔

(۴) تشبیہ: یہ صنعت ہر دور کے شاعروں کے یہاں مقبول ذریعہ اظہار رہی ہے۔ کیوں کہ یہ بے نام و ہیئت انفرادی تجربات و جذبات کے خارجی دنیا میں مماثل تلاش کرنے کا سب سے سہل طریقہ کار ہے۔ کوئی بھی شاعر تشبیہ کا استعمال مندرجہ ذیل اغراض ومقاصد کے تحت کرتا ہے۔

(۱) مشبہ کے وجود کا اثبات

(۲) مشبہ کے حال، حسن اور اوصاف کا بیان

(۳) مشبہ کی کیفیت کا بیان

(۴) مشبہ کی ندرت یا غرابت کا بیان

علامہ ازہری صاحب نے بھی تشبیہ کو ذریعہ اظہار بنایا ہے اور اس کے ذریعہ اپنی تخلیق میں معنوی حسن دوبالا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس طرح علامہ موصوف کی شعری تخلیق کسی سے کم نہیں ہے۔ میرے محبوب شاعر تشبیہات کے ذریعہ اپنے انفرادی جذبات و تجربات، احساسات ومشاہدات اور خیالات وتصورات کی ترسیل کرتے ہیں۔ لیجئے علامہ موصوف کے اشعار حاضر ہیں اور علامہ کی نادر کاری کو جذب کیجئے۔

(۱) روئے انور کے سامنے سورج
جیسے اک شمع صبح گاہی ہے

اس شعر میں روئے انور کو صبح سے تشبیہ دی گئی ہے اور سورج کو شمع صبح گاہی سے دونوں تشبیہوں میں اطراف مرئی ہیں۔ اول تشبیہ میں جو وصف شبہ ہے اس میں اگرچہ ندرت نہیں ہے لیکن دوسری تشبیہ کے اطراف میں جو وجہ شبہ ہے اس میں ندرت ہے اور ایک قسم کا تنوع ہے جو عام روش سے ہٹا ہوا ہے۔

شمع صبح گاہی کی کیا حیثیت ہے؟ یہ ایک واضح سی بات ہے اس کی زندگی چند لمحوں کی ہوتی ہے۔ جس میں کوئی حسن ودلکشی نہیں ہوتی ہے۔ اور اس کی دوسری حیثیت وہ ہے جسے شعرا نے برتا ہے اور استعمال کیا ہے یعنی رات بھر جلنا اور سوز کی کیفیت۔ میر، درد شمع صبح گاہی کی اس حیثیت کو اس طرح استعمال کرتے ہیں۔

ملاحظہ ہو۔

(۱) جوں شمع صبح گاہی ایک بار بجھ گئے ہم
اس شعلہ خوں نے مارا ہم کو جلا جلا کر

(۲) تصویر کی سی شمعیں جلتے ہیں ہم
سوز دروں ہمارا آتا نہیں زباں تک

علامہ ازہری نے شمع کی اس حیثیت کو نظر انداز کرتے ہوئے اس کے پھیکے پن اور معمولی سے حیثیت کو وجہ شبہ قرار دیا ہے۔ نیز اس کے توسط سے رخ انور کی جس ندرت کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے وہ قابل ستائش ہے۔ یوں تو علامہ موصوف کی شاعری میں اس قسم کی تشبیہات کثرت سے پائی جاتی ہیں تاہم طوالت مضمون کے پیش نظر اسی ایک مثال پر اکتفا کرتے ہیں۔ تشبیہ کے علاوہ آپ نے صنعت استعارہ، تضاد، تجنیس، رمز و کنایہ سے بھی کام لیا ہے اور ان تمام کو اپنے اظہار کے ذریعہ بنایا ہے جس میں آپ کی شاعری خوب صورت سے خوب صورت تربنتی چلی گئی ہے۔

(۳) محنت و توجہ سے الفاظ کا انتخاب

میں نے اب تک علامہ موصوف کے دیوان سے جن اشعار کا اقتباس پیش کیا ہے اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ علامہ الفاظ کے انتخاب اور اس کی نشست و برخاست پر کس قدر مہارت رکھتے ہیں نیز ان میں ایسی فطری مناسبت ہے جو محسوس نہ ہوتی ہوگی کیوں کہ علامہ موصوف علم و فن کی جس بلندی پر فائز ہیں وہاں پہنچنے کے بعد الفاظ کے انتخاب میں انھیں کمال اور قدرت تام حاصل ہوگئی ہے اور طبیعت اس طرح مائل بہ پرواز ہے کہ کسی مخصوص ماحول کا اب مزید انتظار کی حاجت نہیں۔

(۴) جذبات و احساسات کی شدت

حضرت علامہ ازہری صاحب کی شاعری میں جذبات اور واردات کی ایسی شدت ہے کہ قارئین اور سامعین دونوں ان کی شاعری کو پڑھتے ہی۔وجد کے عالم میں پہنچ جاتے ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ فرمایئے اور جذبات کی شدت کا اندازہ لگایئے جذبات کی شدت کا صرف ان کا ہی نہیں بلکہ ان کے خاندان کا طرہ امتیاز ہے۔انھیں یہ دولت وراثت میں ملی ہے۔

(۱) در جاناں پہ فدائی کو اجل آئی ہو
زندگی آکے جنازے پہ تماشائی ہو

(۲) دشت طیبہ میں چلوں چل کے گر کے چلوں
ناتوانی مری صدر شک توانائی ہو

(۳) گل ہو جب اختر خستہ کا چراغ ہستی
اس کی آنکھوں میں تیرا جلوہ زیبائی ہو

ان اشعار کو پڑھیے اور اندازہ لگایئے کہ ان اشعار کے لفظ لفظ میں جذبات کا طوفان پوشیدہ ہے، جو قارئین کے دلوں میں پہنچ کر ایک ہیجانی کیفیت بیدار کر رہا ہے اور سامعین کو مست بنا رہا ہے۔

(۵) لفظوں کی ترتیب اور ہم آہنگی

یہ ایک مسلم اصول ہے کہ حرفوں کی ترتیب سے جو لفظ بنتا ہے وہ آفاقی صورت رکھتا ہے اور اس لفظ سے جو آواز پیدا ہوتی ہے۔اس کا تعلق مضمون سے بنا رہتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ شاعر تخلیق کے وقت جن جذبات و کیفیات سے متاثر ہوتا ہے۔الفاظ بھی انھی جذبات کے مطابق منتخب ہوتے ہیں۔ نیز الفاظ کے زیر و بم سے وہی ہم آہنگی تیار کرتی ہے۔وہی فضا چھا جاتی ہے جو جذبات چاہتے ہیں مثلاً علامہ موصوف کا یہ شعر ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) میری میت پہ یہ احباب کا ماتم کیا ہے
شور کیسا ہے یہ اور زاری پیہم کیا ہے

(۲) وائے حسرت دم آخر بھی نہ آکر پوچھا
مدعا کچھ تو بتا دیدۂ پُرنم کیا ہے

ان اشعار میں طویل مصرعے کثرت سے لائے گئے ہیں اور لفظ ''ہے'' جو ہکاری کی آواز دیتا ہے۔ ان تمام نے مل کر اسلوب کو الیہ بنادیا ہے۔ پھر اس پر مزید یہ کہ قافیہ کے اتصال نے ایسی ہم آہنگی پیدا کردی ہے جو بیان کی حد سے باہر ہے۔ الفاظ کی نشست و برخاست، اتار چڑھاؤ اور نشیب و فراز نے وہ ربط و آہنگ جنم دیا ہے جو قابل صد ستائش ہے۔ لفظوں کی ترتیب کا یہ مختصر بیان ہے۔ اس پر میں اکتفا کرتا ہوں۔ اگر فرصت ملی تو انشاء اللہ اس پر مزید گفتگو کی جائے گی۔

بہر صورت اس تنقیدی اور تجزیاتی جائزے سے ثابت ہوگیا کہ علامہ اختر رضا خاں ازہری کیا ہیں اور ان کی ذات میں کس قدر خوبیاں سمائی ہوئی ہیں نیز ان کی شاعری کس قدر کامیاب ہے۔ اس کا بھی اندازہ ہوگیا ہوگا۔ میرے خیال میں علامہ اختر رضا خاں ازہری صاحب قبلہ کی شاعری میں وہ تمام خوبیاں پائی جاتی ہیں جو ایک کامیاب شاعر کے عناصر ہیں۔ ان کا بغور مطالعہ کیجئے اور انصاف سے بتایئے کہ علامہ اختر رضا خاں ازہری کون ہیں؟ ان کی شخصیت کن کمالات کی حامل ہے؟ نیز اردو ادب میں ان کا مقام کیا ہے؟ اس تفصیلی مضمون کو قلم بند کرنے کے بعد میں یہ محسوس کررہا ہوں کہ علامہ موصوف کے بارے میں میں نے جو بات کہی ہے یا جو رائے قائم کی ہے وہ اس سے فزوں ہیں۔

یہ قصۂ لطیف ابھی ناتمام ہے
جو کچھ بیاں ہوا آغاز باب تھا

☆☆☆

مولانا اختر حسین فیضی، استاد جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ

تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری بریلوی تخلص بہ اختر مدظلہ العالی (جانشین مفتی اعظم ہند) خانوادہ رضویہ کی ان عظیم ہستیوں میں سے ہیں جن کی ذات سے آج بریلی کی علمی بہار قائم ہے۔

آپ ۱۹۴۳ء میں محلہ سوداگران، بریلی میں پیدا ہوئے۔ اعلیٰ حضرت تک شجرہ نسب یہ ہے۔

محمد اختر رضا بن ابراہیم رضا بن حامد رضا بن (امام) احمد رضا۔

دارالعلوم منظر اسلام بریلی، اسلامیہ انٹر کالج بریلی اور جامعۃ الازہر مصر سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد تدریس و تبلیغ اور تصنیف و تالیف میں لگ گئے۔ تبلیغ و اصلاح اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ آپ کی شناخت صف اول کے عالم دین اور شیخ طریقت کے طور پر ہے۔ قرآن فہمی، حدیث دانی اور فقہ شناسی میں آپ کو ید طولیٰ حاصل ہے اور شعر و سخن سے بھی گہری وابستگی ہے۔ آپ کا مجموعہ کلام "سفینۂ بخشش" کے نام سے مطبوع ہے۔ جس میں حمد و نعت اور منقبت کے اشعار شامل ہیں۔

آپ کی شاعری ایک مخصوص رنگ و آہنگ ہے جو آپ کو ہم عصر نعت گو شعراء سے ممتاز کرتا ہے۔ اسلوب صاف شستہ اور معنی آفریں ہے۔ اس لئے قارئین پر ایک واضح نقش چھوڑتا ہے۔ آپ کی شاعری میں جابجا تغزل کا رنگ و آہنگ صاف جھلکتا ہے۔ تغزل سے بھرپور درج ذیل اشعار ملاحظہ ہوں۔

وہی تبسم، وہی ترنم وہی نزاکت وہی لطافت
وہی ہیں دزدیدہ سی نگاہیں کہ جس سے شوخی ٹپک رہی ہے

گلوں کی خوشبو مہک رہی ہے دلوں کی کلیاں چٹک رہی ہیں
نگاہیں اٹھ اٹھ کے جھک رہی ہیں کہ ایک بجلی چمک رہی ہے

یہ مجھ سے کہتی ہے دل کی دھڑکن کہ دست ساقی سے جام لے لے
وہ دور ساغر کا چل رہا ہے شراب رنگیں چھلک رہی ہے

یہ میں نے مانا حسین و دلکش سماں یہ مستی بھرا ہے لیکن
خوشی میں حائل ہے فکر فردا مجھے یہ مستی کھٹک رہی ہے

نہ جانے کتنے فریب کھائے ہیں راہ الفت میں ہم نے اختر
پر اپنی امت کو بھی کیا کریں ہم فریب کھا کر بہک رہی ہے

آپ کی شاعری کا خاصا سرمایہ نعت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے ان میں آپ نے سرور کونین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت عالیہ، مقام و مرتبہ اور اسوۂ حسنہ کا ذکر بڑے خوب صورت پیرایے میں کیا ہے۔ سرکار کے معجزات، اختیارات اور تصرفات کو بھی

شاعری کے قالب میں ڈھالا ہے۔

جہاں باقی عطا کردیں بھری جنت ہبہ کردیں
نبی مختار کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کردیں
جہاں میں ان کی چلتی ہے وہ دم میں کیا سے کیا کردیں
زمیں کو آسماں کردیں ثریا کو ثرا کردیں

مقطع میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر بھرپور بھروسا کرتے ہوئے یوں رطب اللسان ہیں۔

مجھے کیا فکر ہو اختر میرے یاور ہیں وہ یاور
بلاؤں کو جو میری خود گرفتار بلا کردیں

نعت گوئی کے لئے یہ زبان وبیان کی شیرینی، فکر وخیال کی بلند پروازی اور عشق رسول کی چاشنی بنیادی شرط ہے۔ حضرت اختر بریلوی مدظلہ نے صرف اظہار فن کے لئے نعتیں نہیں کہی ہیں بلکہ ان کا کلام الفاظ کے پیکر میں عقیدت ومحبت کی دلی آواز ہے۔ جس میں سوز وگداز، عشق ومستی اور خود سپردگی کا عنصر پورے طور پر کارفرما ہے۔ ایک جگہ یوں گویا ہیں۔

داغ فرقت طیبہ قلب مضمحل جاتا
کاش گنبد خضرا دیکھنے کو مل جاتا
میرا دل نکل جاتا ان کے آستانے پر
ان کے آستانے کی خاک میں، میں مل جاتا
ان کے در پہ اختر کی حسرتیں ہوئیں پوری
سائل در اقدس کیسے منفعل جاتا

عقیدے کی زبان میں درج ذیل اشعار بھی دیکھیں۔

وجہ نشاط زندگی راحت جاں تم ہی تو ہو
روح روان زندگی جان جہاں تم ہی تو ہو
اصل شجر میں ہو تم ہی نخل وثمر میں ہو تم ہی
ان میں عیاں تم ہی تو ہو ان میں نہاں تم ہی تو ہو

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے در کی گدائی پر ناز کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں۔

ان کی گدائی کے طفیل ہم کو ملی سکندری
رنگ یہ لائی بندگی اوج پہ اپنا بخت ہے

اس کے بعد بارگاہ رسول میں اپنی خواہشوں کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

غنچۂ دل کھلائیے، جلوۂ رخ دکھائیے
جام نظر پلائیے، تشنگی مجھ کو سخت ہے

دل کی بے تابی کا اظہار اس طور پر کرتے ہیں

اختر خستہ طیبہ کو سب چلے تم بھی اب چلو
جذب سے دل کے کام لو اٹھو کہ وقت رفت ہے

آپ کا پایہ شاعری اس لئے بھی اور بلند نظر آتا ہے کہ آپ نے اپنے اجداد کے ذخیرہ شعر وسخن سے خوب استفادہ کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت رضا بریلوی، مولانا حسن رضا حسن بریلوی اور مفتی اعظم ہند نوری بریلوی کا سرمایہ شاعری آپ کے پیش نظر ہے اس لئے ان کا رنگ کلام، آپ کے اشعار میں صاف نظر آتا ہے۔

اس مضمون میں کلام اختر کا بدیعی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ اس لئے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ علم بدیعی کے تعلق سے چند باتیں پیش کردی جائیں۔

بدیع اس علم کو کہتے ہیں جس کی رعایت سے فصیح وبلیغ کلام اور حسین ہو جاتا ہے۔ علم بدیع کو صنائع، بدائع بھی کہا جاتا ہے۔ علامہ قزوینی فرماتے ہیں:

ھو علم یعرف بہ وجوہ تحسین الکلام بعد رعایۃ المطابقۃ ووضوح الدلالۃ

(تلخیص المفتاح، ص ۶۱ مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ مبارک پور)

یعنی بدیع ایسا علم ہے جس کے ذریعہ تحسین کلام کے طریقے معلوم کیے جائیں، مگران طریقوں سے کلام میں حسن اور خوبصورتی اس وقت آئے گی جب کہ کلام موقع ومحل کے مطابق ہواور معنی ومراد کی ترسیل بھی متاثر نہ ہو۔اس سے پتہ چلا کہ علم بدیع کے عناصر یا کلام میں حسن ولطافت اور تاثیر کے علاوہ اضافی پہلو بھی اجاگر کرتے ہیں چوں کہ اس علم کی رعایت سے کلام کے اندر ندرت اور انوکھا پن پیدا ہوتا ہے۔اس لئے شاعری میں اسے بڑی اہمیت حاصل ہے۔لیکن ذہن میں یہ بھی رہنا چاہئے کہ صنائع بدائع بے تکلفی سے آجائیں تو کلام میں حسن پیدا کرتے ہیں اور جہاں تکلف اور ورد سے کام لیا گیا ہے، وہاں حسن اضافی تو کیا حسن ذاتی بھی متاثر ہو جاتا ہے۔کلام کے اندر تزئین وتحسین دو طرح کی ہوتی ہے۔ایک لفظی، دوسری معنوی جن میں ذاتی طور لفظی خوبیاں ہوتی ہیں وہ صنائع لفظی اور جن میں معنوی خوبیاں ہوتی ہیں وہ صنائع معنوی کہی جاتی ہیں۔حضرت اختر بریلوی کے کلام میں یہ خوبیاں بہ کثرت پائی جاتی ہیں۔درج ذیل سطور میں صنائع بدائع کے لحاظ سے کلام کے اندر حسن وجمال کی جھلکیاں دیکھی جا سکتی ہیں۔

تجنیس تام: وہ صنعت ہے کہ دو لفظوں کے حروف نوع میں، تعداد میں، ترتیب میں اور حرکت وسکون میں یکساں ہوں۔اس کی دو قسمیں ہیں۔تجنیس تام مماثل، تجنیس تام مستوفی۔اگر ان دونوں لفظوں میں سے ایک فعل اور دوسرا اسم ہو تو اسے تجنیس تام مستوفی کہتے ہیں اور دونوں یکساں ہوں تو اسے تجنیس تام مماثل کہتے ہیں دونوں کی مثالیں امام نعت گویاں حضرت رضا بریلوی کے اشعار سے پیش ہیں مثال تجنیس تام مماثل

بحر سائل کا ہوں سائل نہ کنویں کا پیاسا
خود بجھا جائے کلیجا مرا چھینٹا تیرا

اس میں دونوں "سائل" اسم فاعل ہیں پہلا "سیل" (بہنا) مصدر سے ہے اور دوسرا سوال (مانگنا) سے۔

مثال تجنیس تام مستوفی:

تیرا قدم مبارک گلبن رحمت کی ڈالی ہے
اسے بو کر تیرے رب نے بنا رحمت کی ڈالی ہے

پہلے مصرع میں "ڈالی" بہ معنی شاخ، اسم ہے اور دوسرے مصرع میں "ڈالی" فعل ہے ڈالنا مصدر سے۔اب امام احمد رضا بریلوی کے علم کے وارث تاج الشریعہ حضرت اختر بریلوی کے کلام میں تجنیس تام مستوفی کی بہترین مثال دیکھیں۔

وہ خرام ناز فرمائیں جو پائے خیر سے
کیا بیاں وہ زندگی ہو دل جو پائے خیر سے

پہلے مصرع میں "پائے" پیر کے معنی میں اسم ہے اور دوسرے میں "پائے" "پانا" مصدر سے فعل ہے۔

صنعت اشتقاق: کلام میں ایک ہی مادہ کے چند الفاظ لانا جیسے۔

اے بخت تو جاگ اور جگا ہم کو کہ پھر
جاگیں گے نہ تا حشر جگائے سے کسو کے

اس میں جاگ، جگا، جاگیں گے اور جگائے یہ سب "جاگنا" مصدر سے مشتق ہیں۔

حضرت اختر بریلوی کے اشعار میں صنعت اشتقاق کی رنگینی ملاحظہ فرمائیں۔

فرقت طیبہ کے ہاتھوں جیتے جی مردہ ہوئے
موت یارب ہم کو طیبہ میں جلائے خیر سے

جیتے اور جلائے میں صنعت اشتقاق ہے

موت لے کے آجاتی ہے زندگی مدینے میں
موت سے گلے مل کر زندگی میں مل جاتا ہے

مل کر اور مل جاتا میں صنعت اشتقاق ہے۔

مجھے کھینچے لئے جاتا ہے شوق کوچۂ جاناں
کھینچا جاتا ہوں یکسر مدینہ آنے والا ہے

کھینچے اور کھینچا جاتا ہوں میں صنعت اشتقاق ہے۔

طلب گار مدینہ تک مدینہ خود ہی آجائے
تو دنیا سے کنارہ کر مدینہ آنے والا ہے

آجائے اور آنے والا میں صنعت اشتقاق ہے۔

مسمط: یہ صنعت عموماً لمبی بحر میں ہوتی ہے۔ ہر شعر میں تین تین ٹکڑے ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ جیسے:

ماہ شق گشتہ کی صورت دیکھو، کانپ کر مہر کی رجعت دیکھو
مصطفےٰ پیارے کی قدرت دیکھو، کیسے اعجاز ہوا کرتے ہیں

(رضا بریلوی)

حضرت اختر بریلوی کا یہ شعر صنعت مسمط کی بہترین مثال ہے۔

گلوں کی خوش بو مہک رہی ہے، دلوں کی کلیاں چٹک رہی ہیں
نگاہیں اٹھ اٹھ کے جھک رہی ہیں کہ ایک بجلی چمک رہی ہے

تصدیر / ردالعجز علی الصدر: اشعار میں کوئی لفظ درج ذیل صورتوں میں مکرر لانا۔

(۱) جس لفظ سے پہلا مصرع شروع ہوا، اسی پر دوسرا مصرع ختم ہو جیسے۔

شاخ قامت شہ میں زلف وچشم ورخسار ولب میں
سنبل، نرگس، گل، پنکھڑیاں قدرت کی کیا پھولی شاخ

(رضا بریلوی)

(۲) پہلے مصرع کا کوئی درمیانی لفظ دوسرے مصرع کے آخر میں لایا جائے جیسے۔

سر فلک نہ کبھی تابہ آستاں پہنچا
کہ ابتدائے بلندی تھی انتہائے فلک

(رضا بریلوی)

(۳) پہلا مصرع جس لفظ پر ختم ہو، دوسرا مصرع بھی اسی پر ختم ہو، جیسے۔

تمہارے ذرے کے پرتو ستارہائے فلک
تمہارے نعل کی ناقص مثل ضیائے فلک

(رضا بریلوی)

(۴) دوسرا مصرع جیسے شروع ہو، اس کا ختم بھی ویسے ہی ہو جیسے

ہے کلام الٰہی میں شمس وضحیٰ ترے چہرہ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

(رضا بریلوی)

حضرت اختر بریلوی کے اشعار میں بھی صنعت تصدیر کی مثالیں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

پہلی صورت

(۱) کیجے یاد ختام الانبیاء
ختم یوں ہر رنج و کلفت کیجے

(۲) نہیں جاتی کسی صورت پریشانی نہیں جاتی
الٰہی میرے دل کی خانہ ویرانی نہیں جاتی

(۳) کیجے اپنا مخلص اپنا مجھے
قطع میری سب سے نسبت کیجے

دوسری صورت:

(۱) تیز کیجے سینۂ نجدی کی آگ
ذکر آیات ولادت کیجے

(۲) جہاں بانی عطا کردیں بھری جنت ہبہ کردیں
نبی مختار کل ہیں جس کو چاہیں عطا کردیں

(۳) تم چلو ہم چلیں سب مدینے چلیں
جانب طیبہ سب کے سفینے چلیں

تیسری صورت:

(۱) فرقت طیبہ کی وحشت دل سے جائے خیر سے
میں مدینہ کو چلوں وہ دن پھر آئے خیر سے

(۲) دل میں حسرت کوئی باقی رہ نہ جائے خیر سے
راہ طیبہ میں مجھے یوں موت آئے خیر سے

(۳) عرش پر ہیں ان کی ہر سو جلوہ گستر ایڑیاں
گہ بہ شکل بدر ہیں گہ مہر انور ایڑیاں

پہلی صورت کا دوسرا اور دوسری صورت کا دوسرا اور تیسرا شعر، تیسری صورت میں داخل ہے، اس لئے کہ ان کا پہلا مصرع جس لفظ پر ختم ہو رہا ہے، دوسرا مصرع بھی اسی لفظ پر ختم ہو رہا ہے۔

چوتھی صورت:

(۱) نہ جانے کس قدر صدمے اٹھائے راہ الفت میں
نہیں جاتی مگر دل کی وہ نادانی نہیں جاتی

(۲) ان کے حاسد پہ وہ دیکھو بجلی گری
وہ جلا دیکھ کر وہ جلا وہ جلا

(منقبت درشان مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ)

ترصیع: اگر دونوں فقروں یا مصرعوں کے تمام الفاظ ترتیب وار، یکے بعد دیگرے وزن بھی رکھتے ہوں اور قافیہ بھی، جیسے:

(۱) سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی

(رضا بریلوی)

(۲) دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرا تیرا

(رضا بریلوی)

حضرت اختر بریلوی کے کلام میں صنعت ترصیع کے انوار و تجلیات جا بجا نظر آتے ہیں جو ارباب شعر و سخن کے لئے سامان تسکین ہیں۔ مثالیں ملاحظہ کیجئے اور لذت فکر و نظر کا سامان کیجئے۔

(۱) صداقت ناز کرتی ہے امانت ناز کرتی ہے
حمیت ناز کرتی ہے مروت ناز کرتی ہے

(منقبت درشان امام عالی مقام حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما)

(۲) اپنے در پہ جو بلاؤ تو بہت اچھا ہو
میری بگڑی جو بناؤ تو بہت اچھا ہو

(۳) قید شیطاں سے چھڑاؤ تو بہت اچھا ہو
مجھ کو اپنا جو بناؤ تو بہت اچھا ہو

(۴) سنبھل جائے دل مضطر مدینہ آنے والا ہے
لٹا اے چشم تر گوہر مدینہ آنے والا ہے

(۵) قدم بن جائے میرا سر مدینہ آنے والا ہے
بچھوں رہ میں نظر بن کر مدینہ آنے والا ہے

ذو قافیتین: وہ صنعت ہے کہ شعر میں دو قافیے لائے جائیں، جیسے

(۱) اللہ اللہ بہار چمنستان عرب
پاک ہیں لوث خزاں سے گل و ریحان عرب

(رضا بریلوی)

(۲) اگلوں کو خزاں نارسیدہ ہونا تھا
کنار خار مدینہ دمیدہ ہونا تھا

(رضا بریلوی)

حضرت اختر بریلوی کے یہاں بھی اس صنعت میں اشعار پائے جاتے ہیں اختصاراً چند اشعار پیش ہیں۔

میری میت پہ یہ احباب کا ماتم کیا ہے
شور کیسا ہے یہ اور زاری پیہم کیا ہے

تیری چوکھٹ پہ جو سر اپنا جھکا جاتے ہیں
ہر بلندی کو وہی نیچا دکھا جاتے ہیں

شب معراج وہ اوحی کے اشارات کی رات
کون سمجھائے وہ کیسی تھی مناجات کی رات

اپنے زندوں کی ضیافت کیجئے
جام نظارہ عنایت کیجئے

تلمیع: وہ صنعت ہے کہ کوئی شعر دو یا دو سے زیادہ زبانوں میں کہا جائے اسے ذولسانین بھی کہا جاتا ہے، حضرت اختر بریلوی کے کلام میں صنعت تلمیع کا حسن و جمال دیکھیں۔

بر درت آمد گدا بہر سوال
ہو بھلا اختر کا داتا آپ ہیں

تاج خود را کاسہ کردہ گوید ایں جا تاجور
ان کے در کی بھیک اچھی، سروری اچھی نہیں

بلبل بے پر پہ ہو جائے کرم
آشیانس وہ یہ گلزار حرم

خلد کی خاطر مدینہ چھوڑ دوں
ایں خیال است ومحال است وجنوں

جُد بِوَصْلٍ دَائِمٍ یَا سَیِّدِی
ختم اب یہ دور فرقت کیجئے

دفع طیبہ سے ہو یہ نجدی بلا
یا رسول اللہ عَجِّلْ بالجد

اِدْفَعْ شَرًّا اَزْ شَرِّ یَا غَوْثًا الْاَبَر
شر کے شر خطیر ہیں یا غوث اَلْمَدَد

اس صنعت میں عموماً شعرانے دو زبانیں استعمال کی ہیں۔ لیکن حضرت رضا بریلوی کے یہاں ایک شعر میں چار زبانوں کا استعمال ملتا ہے۔ اس کی ترتیب یوں ہے کہ پہلے مصرع میں عربی اور فارسی اور دوسرے مصرع میں ہندی اور اردو کی ترکیبیں استعمال ہیں ضیافت طبع کے لئے چند اشعار حاضر ہیں۔

لَمْ یَاتِ نَظِیْرُکَ فِیْ نَظَرٍ مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سوہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

اَلْبَحْرُ عَلَا وَالْمَوْجُ طَغٰی من بے کس و طوفاں ہوش ربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا

یا شمس نظرت الی لیلی چوں بہ طیبہ رسی عرضے بکنی
توری جوت کی جھلجھل جگ میں رچی مری شب نے نہ دن ہونا جانا

طباق: کلام میں جو ایسے لفظوں کا استعمال جن کے معنی میں تضاد ہو، اسے صنعت تضاد مطابقت، تقابل، تطبیق اور تکافو بھی کہتے ہیں۔ جیسے

نہ آسماں کو یوں سرکشیدہ ہونا تھا
حضور خاک مدینہ خمیدہ ہونا تھا
(رضا بریلوی)

جب آ گئی ہے جوش رحمت پہ ان کی آنکھیں
جلتے بجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں

(رضا بریلوی)

سفینۂ بخشش میں صنعت طباق کی جلوہ ریزیاں کثرت سے ہیں۔ یہ حضرت اختر رضا بریلوی کی فنی مہارت کا واضح ثبوت ہے۔ چند مثالیں قارئین کے حوالے۔

ان پہ مرنا ہے دوام زندگی
موت سے پھر کیوں نہ الفت کیجئے

میرے دن پھر جائیں یارب شب وہ آئے خیر سے
دل میں جب ماہ مدینہ گھر بنائے خیر سے

دار فانی سے کیا غرض اس کو
جس کا عالم قرار کا عالم

فلک شاید زمیں پہ رہ گیا خاک گزر بن کر
بچھے ہیں راہ میں اختر مدینہ آنے والا ہے

رات میری دن بنے ان کی بقائے خیر سے
قبر میں جب ان کی طلعت جگمگائے خیر سے

تم نے اچھوں پہ کیا ہے خوب فیضان جمال
ہم بدوں پر بھی نگاہ لطف سلطان جمال

مقابلہ: کلام میں دو یا دو سے زائد ایسے الفاظ استعمال کرنا جن کے معنی میں تضاد نہ ہو، پھر ترتیب وار ان کے مقابل اور متضاد الفاظ ذکر کرنا جیسے۔

دندان ولب و زلف و رخ شہ کے فدائی
ہیں درعدن لعل یمن مشک ختن پھول

(رضا بریلوی)

مصرع اولی میں دندان، لب، زلف اور رخ کا ذکر کیا گیا ہے۔ جن کے آپس میں مناسبت ہے۔ دوسرے مصرع میں ''دندان'' کے مقابلہ میں 'درعدن، لب کے مقابلہ میں لعل یمن، زلف کے مقابلہ میں مشک ختن اور رخ کے مقابلہ میں پھول کا ذکر ہے۔

حضرت اختر بریلوی کے کلام میں صنعت مقابلہ کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

میرے دن پھر جائیں یارب، شب وہ آئے خیر سے
دل میں جب ماہ مدینہ گھر بنائے خیر سے

اس شعر کے پہلے مصرع میں 'دن' اور 'شب' کا ذکر کیا گیا، پھر دن کے مقابلہ میں پھر جائیں اور 'شب' کے مقابلے میں آئے، ذکر کیا گیا ہے۔

خلد زار طیبہ کا اس طرح سفر ہوتا
پیچھے پیچھے سر جاتا آگے آگے دل جاتا

اس شعر کے دوسرے مصرع میں 'سر' اور 'دل' کا ذکر ہوا ہے پھر ترتیب وار سر کے مقابلے میں ''پیچھے پیچھے' اور 'دل' کے مقابلے میں 'آگے آگے' کا ذکر ہوا ہے۔

حسن تعلیل: کسی چیز کی مشہور علت کا انکار کرتے ہوئے اس کے لئے اپنے مقصد کے مناسب کوئی دوسری علت ثابت کرنا، جیسے۔

ہلال کیسے نہ بنتا کہ ماہ کامل کو
سلام ابروئے شہ میں خمیدہ ہونا تھا

(رضا بریلوی)

پہلے چاند کے خمیدہ نظر آنے کی علت یہ ہوتی ہے کہ سورج کی شعاع قمر پر اس انداز سے پڑتی ہے کہ اس کا ایک خاص رقبہ ہی روشن

ہوتا ہے۔ جو زمین سے بہ شکل خمیدہ ہلال نظر آتا ہے۔ مگر شعر میں اس سے ہٹ کر ایک ایسی لطیف وجہ بیان کی گئی ہے جس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق کی دنیا، عالم وجد میں آجاتی ہے۔ اس شعر میں وقت آفرینی کے ساتھ بلندی خیال لائق صد تحسین ہے۔

(تشریح از کشف بردہ ص ۱۰۶ از مولانا نفیس احمد مصباحی المجمع القادری، مبارک پور)

حضرت اختر بریلوی کے یہاں بھی اس صنعت میں اشعار ملتے ہیں، درج ذیل شعر حسن تعلیل کی بہترین مثالی ہے۔

جھک کے مہر و ماہ گویا دے رہے ہیں یہ صدا
دوسرا میں کوئی تم سا دوسرا ملتا نہیں

مہر و ماہ کا آسمان پر بلند ہونا اور جھکنا نظام کائنات کی وجہ سے ہے لیکن اس شعر میں جھکنے کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ یہ آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی میں جھک جھک کر نیازمندانہ عرض کر رہے ہیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جہاں میں آپ جیسا بلند رتبہ کوئی نہیں، یہ ندرت بیانی اور بلند خیالی کا بہترین نمونہ ہے۔

حسن تعلیل کی دوسری مثال۔

جھکے نہ بار صد احساں سے کیوں بنائے فلک
تمہارے ذرے کے پرتو ستار ہائے فلک

دنیا گول ہے اس لئے دیکھنے میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آسمان چاروں طرف جھکا ہوا ہے۔ لیکن حضرت اختر بریلوی نے آسمان کے جھکنے کی یہ علت بیان کی ہے کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ذروں کے پرتو ستاروں کی شکل میں آسمان پر جلوہ بار ہوگئے ہیں۔ آقا کے اس بار احسان کی وجہ سے آسمان ہمیشہ جھکا ہوا رہتا ہے۔ یہ ایک نادر علت ہے جو حقیقی نہیں بلکہ شاعرانہ اور ادیبانہ علت ہے جو شاعری میں حسن و جمال کا سبب ہوتی ہے۔

مراعاۃ النظیر: شعر میں ایسے الفاظ کا استعمال جن کے معانی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مناسبت رکھتے ہوں۔ جیسے چمن کے ذکر کے ساتھ گل و بلبل، سرو قمری، باد صبا، باغباں، یا گل چیں وغیرہ کا ذکر کرنا، یا کسی چیز میں اس کے مناسبات بیان کرنا، جیسے

ہے گل باغ قدوس رخسار زیبائے حضور
سرو گلزار قدم، قامت رسول اللہ کی
(رضا بریلوی)

دولہا سے اتنا کہ دو پیارے سواری روکو
مشکل ہیں میں براتی پر خار بادیے ہیں
(رضا بریلوی)

کلام اختر میں مراعاۃ النظیر کے گلہائے خوش رنگ بھی اپنی خوش بو بکھیر رہے ہیں، قارئین درج ذیل اشعار سے اس صنعت کی خوشبو ضرور پائیں گے۔

ہو مجھے سیر گلستان مدینہ یوں نصیب
میں بہاروں میں چلوں خود کو گمائے خیر سے

جان گلشن نے ہم سے منہ موڑا
اب کہاں وہ بہار کا عالم

اب کہاں وہ چھلکتے ہیں پیمانے
اب کہاں وہ خمار کا عالم

فرش آنکھوں کا بچھاؤ رہ گزر میں عاشقو!
ان کے نقش پا سے ہوں گے مظہر شان جمال

فلک شاید زمیں پر رہ گیا خاک گزر بن کر
بچھے ہیں راہ میں اختر مدینہ آنے والا ہے

تلمیح: کلام میں کسی آیت، حدیث، مشہور شعر، کہاوت یا کسی واقعہ کی طرف اشارہ ہو، جیسے:

اشارے سے چاند چیر دیا، چھپے ہوئے خور کو پھیر دیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا، یہ تاب و تواں تمہارے لئے
(رضا بریلوی)

اس شعر میں واقعہ شق القمر اور واقعہ مقام صہبا کی طرف اشارہ ہے۔

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا
(رضا بریلوی)

اس شعر میں قرآن کریم کا حوالہ ہے۔

مَنْ زَارَ تُرْبَتِی وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِی
ان پر درود جن سے نوید ان بشر کی ہے
(رضا بریلوی)

اس شعر میں حدیث شریف کا حوالہ ہے۔

جب آپ حضرت اختر بریلوی کے اشعار دیکھیں گے تو ان میں آپ کو صنعت تلمیح کی متعدد مثالیں اپنی تمام تر خوبیوں کے ساتھ جلوہ بار نظر آئیں گے جو آپ کی فنی مہارت اور علمی جلالت کا واضح ثبوت ہیں۔ درج ذیل اشعار میں صنعت تلمیح کا حسن و جمال دیکھا جاسکتا ہے۔

ان کی رفعت واہ واہ کیا بات اختر دیکھ لو
عرش اعظم پر بھی پہنچیں ان کی برتر ایڑیاں

اس شعر میں معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے

تیری جاں بخشی کے صدقے اے مسیحائے زماں
سنگ ریزوں نے پڑھا کلمہ ترا جانِ جمال

غم شاہ دنیٰ میں مرنے والے تیرا کیا کہنا
تجھے لاتحزنوا کی تیرے مولا سے بشارت ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے: وَلَا تَھِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ O
(پ ۴: آل عمران - آیت ۱۳۹) ترجمہ: اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔ (کنزالایمان)

مذکورہ بالا شعر میں "لاتحزنوا" سے اسی آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے۔ درج ذیل شعر میں بھی قرآن کریم کا نصیں حوالہ موجود ہے۔

نازش عرش و وقار عرشیاں
صاحب قوسین و ادنیٰ آپ ہیں

اس شعر میں اشارہ ہے۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی O کی طرف جس کا مطلب یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب خاص حاصل ہے جس سے آپ کی شان رفیع اور مقام بلند کا پتہ چلتا ہے۔

مذکورہ بالا سطور میں صنائع بدائع کے حوالے سے حضرت اختر بریلوی مدظلہ العالی کے کلام کا ایک سرسری جائزہ پیش کیا گیا ہے جو چند صنعتوں پر مشتمل ہے۔ اگر دقت نظر سے تجزیہ کیا جائے تو تمام صنعات بدیعیہ میں متعدد مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

تاج الشریعہ کی نعتیہ شاعری

پروفیسر فاروق احمد صدیقی، بہار یونیورسٹی، مظفر پور، بہار ☆09835660835

سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے مقتدر دینی رہنما اور روحانی پیشوا کی حیثیت سے حضرت علامہ اختر رضاخان صاحب ازہری کی محمود الصفات شخصیت پورے برصغیر بلکہ عالم اسلام میں ممتاز ومحترم ہے۔ ان کے علم وفضل کا اعتراف علمائے کرام اور مشائخین عظام پورے شرح صدر کے ساتھ کرتے ہیں۔ ان کے قبول فی الخلق کا یہ حال ہے کہ وہ جہاں پہنچ جاتے ہیں خلق خدا کا انبوہ کثیر ان کی زیارت کے لئے اکٹھا ہوجاتا ہے۔ خلاق کائنات نے صورت بھی اُن کو ایسی پُر نور عطا کی ہے کہ بس دیکھتے رہیے یعنی

ہزار مجمع خوبان ماہرو ہوگا
نگاہ جس پہ ٹھہر جائے گی وہ تو ہوگا

کا عالم ہوتا ہے۔

یہاں حضرت گرامی مرتبت کی شخصیت زیر بحث نہیں ہے۔ اس لئے میری گفتگو کا محور ومرکز صرف ان کا نعتیہ کلام ہوگا جو ''سفینۂ بخشش'' کی صورت میں ہمارے پیش نظر ہے۔ یہ بات تو صحیح ہے کہ ہر چہ بقامت کہتر بقیمت بہتر۔ لیکن ہر جگہ اس کا اطلاق و انطباق درست نہیں ہوتا۔ شخصیت جتنی قد آور ہو، اگر وہ شاعر بھی ہے تو اس کا مجموعہ کلام بھی اسی آن بان سے شائع ہونا چاہیے۔ پاکٹ سائز میں چھاپنے اور چھپنے سے کلام کی قدر وقیمت اور ثقاہت مجروح ہوتی ہے۔ حدائق بخشش کو اسی سائز میں شائع کر کے دیکھئے ارباب علم ودانش کیا رائے قائم کرتے ہیں الغرض حضرت ازہری کے کلام کو اس پاکٹ سائز میں منظر عام پر لا کر انصاف نہیں کیا گیا ہے۔ میں اپنی اس رائے پر اصرار کرتا رہوں گا خواہ کوئی مجھ سے اتفاق کرے یا نہ کرے۔

بہر کیف اس مجموعہ میں مشمولات کی بوقلمونی قوسِ قزح کا حسن پیش کرتی ہے۔ اس میں حمد بھی ہے اور نعت بھی۔ منقبت بھی ہے اور سلام بھی۔ یہ تمام چیزیں اپنی اپنی نوعیت میں ٹھیک ہی ہیں۔

جہاں تک آپ کی نعتیہ شاعری کا تعلق ہے تو یہ دولت گرانمایہ آپ کو ورثہ میں ملی ہے۔ سنا ہے سیدی اعلیٰ حضرت کے والد گرامی حضرت مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ بھی شعروسخن کا ذوق رکھتے تھے۔ اگر یہ صحیح ہے تو حضرت ازہری میاں بصد افتخار یہ ادعا فرماسکتے ہیں کہ

پانچویں پشت ہے سرکار کی مداحی میں

نعت گوئی کے لئے عشق، علم اور عمل کی تثلیث اساسی شرط ہے اس

لحاظ سے آپ کا خانوادہ محترم پورے برصغیر میں یکتا اور منفرد ہے اور آپ بھی بدرجہ اتم اس کے امین وعلم بردار ہیں۔ نعت گوئی کے صنفی تقاضوں اور اس کے آداب واصول کی پابندی جس سختی کے ساتھ آپ کے یہاں ملتی ہے معاصر نعت گوشاعروں، خاص طور پر نئی نسل کے نعت گویوں میں وہ احتیاط و ادب شناسی نہیں ملتی ،اور ملے بھی کیسے؟ نعت گوئی کی ذمہ داریوں سے کماحقہ عہدہ برآ ہونے کے لئے قرآن واحادیث کے بحر ذخار کا شناور ہونا ضروری ہے۔اس کسوٹی پر کتنے لوگ پورے اترتے ہیں محتاج بیان نہیں۔ مگر نعت گوئی اور نعت خوانی عہد حاضر میں زبردست مالی منفعت کی ضامن ہے۔ اس لئے اہلیت نہیں ہونے کے باوجود آواز کا جادو جگانے والے پیشہ ور شعرا بلبل باغ رسالت بن کر چہک رہے ہیں۔

میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ یہ لوگ قرآن وحدیث سے استفادہ نہیں کر سکتے تو کم از کم 'حدائق بخشش' 'ذوق نعت' اور 'سفینہ بخشش' ہی کو اپنے مطالعے میں رکھیں تو ان کا قلم محتاط اور ایمان محفوظ رہے گا۔ جملہ معترضہ کے طور پر یہ باتیں زیر بحث آگئی تھیں۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت ازہری صاحب جیسی سنت و شریعت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی شخصیت نے اپنی تقریر، تحریر ،شاعری اور بافیض صحبت میں عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قیام جس تسلسل اور تواتر کے ساتھ عام کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ان کی زندگی کا سب سے اہم مقصد ومشن ہی عظمت رسول کا پرچم بلند کرنا ہے اور انہی مقاصد خاص کے تحت انہوں نے نعتیہ شاعری کو وسیلۂ اظہار بنایا ہے۔ چنانچہ اہل سنت وجماعت کے جملہ عقائد ونظریات یا بالفاظ دیگر مسلک اعلیٰ حضرت کی شاندار تبلیغ وترجمانی ان کے نعتیہ اشعار کے ذریعہ ہوتی ہے۔اس قبیل کے تمام اشعار کو یہاں نقل کرنا طوالت کو راہ دے گا۔ محض چند منتخب اشعار ملاحظہ ہوں۔

جہاں بانی عطا کردیں ، بھری جنت ہبہ کردیں
نبی مختار کل ہیں، جس کو جو چاہیں عطا کردیں

آپ جیسا کوئی ہو سکتا نہیں
اپنی ہر خوبی میں تنہا آپ ہیں

تم سے جہان رنگ و بو تم ہو چمن کی آبرو
جان بہار گلستاں، سرو چماں تم ہی تو ہو

چشم تر وہاں بہتی، دل کا مدعا کہتی
آہ باادب رہتی، مونہہ میرا سل جاتا

ان کی شان کرم کی کشش دیکھنا
کاسہ لے کر کہا خسروی نے چلیں

وہی جو رحمۃ للعالمین ہیں، جان عالم ہیں
بڑا بھائی کہے ان کو، کوئی اندھا بصیرت کا

جو بے پردہ نظر آجائے جلوہ روئے انور کا
ذرا سامنہ نکل آئے ابھی خورشید خاور کا

یہ خاک کوچۂ جاناں ہے جس کے بوسہ کو
نہ جانے کب سے ترستے ہیں دیدہائے فلک

شب معراج وہ اوحیٰ کے اشارات کی رات

کون سمجھائے وہ کیسی تھی مناجات کی رات

سنبھل جا اے دل مضطر، مدینہ آنے والا ہے
لٹا اے چشم تر گوہر، مدینہ آنے والا ہے

ایک چیز جو واضح طور پر محسوس ہوتی ہے وہ یہ کہ حضرت اختر رضا ازہری صاحب نے حدائق بخشش اور 'ذوق نعت' سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ ظاہر ہے وہ ان دونوں مجموعہائے نعت کے حافظ ہی ہوں گے۔ اس لئے ان کی اکثر نعتیں سیدی اعلیٰ حضرت اور حضرت علامہ حسن رضا بریلوی کی زمینوں میں نظر آتی ہیں۔ وہی ردیفیں، قوافی، بحور اور شعری آہنگ یہاں بھی موجود ہیں لیکن علامہ ازہری ساتھ ہی اپنا انفرادی رنگ بھی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ مثال کے طور پر حضرت رضا بریلوی کی ایک مشہور نعت کی ردیف 'ایڑیاں' ہے۔ حضرت ازہری صاحب نے اس زمین میں طبع آزمائی کی ہے۔ بحر، قوافی اور ردیف تو وہی ہیں مگر فکری سطح پر ندرت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس نعت کے یہ اشعار ملاحظہ ہیں۔

عرش پر ہیں ان کی ہر سو جلوہ گستر ایڑیاں
گہ یہ شکل بدر ہیں، گہ مہر انور ایڑیاں
میں فدا کیا خوب ہیں، تسکین مضطر ایڑیاں
روتی صورت کو ہنسا دیتی ہیں اکثر ایڑیاں
دافع ہر کرب و آفت ہیں، وہ یاور ایڑیاں
بندۂ عاصی پہ رحمت، بندہ پرور ایڑیاں

اعلیٰ حضرت کی زمینوں میں اور بھی نعتیں ازہری صاحب کے یہاں ملتی ہیں۔ لیکن ان سب کا احتساب و احاطہ یہاں مقصود نہیں۔ اور تقابلی موازنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب میں حضرت علامہ حسن بریلوی کے رنگ میں ازہری صاحب کی چند نعتوں کے مطلع درج کر رہا ہوں۔ ملاحظہ ہوں

طور نے تو خوب دیکھا، جلوۂ شان جمال
اس طرف بھی اک نظر اے برق تابان جمال
حسن بریلوی

اس طرف بھی اک نظر مہر درخشان جمال
ہم بھی رکھتے ہیں بہت مدت سے ارمان جمال
اختر رضا ازہری

بوالہوس سن سیم وزر کی بندگی اچھی نہیں
اُن کے در کی بھیک اچھی، سروری اچھی نہیں
اختر رضا ازہری

کون کہتا ہے کہ زینت خلد کی اچھی نہیں
فیض اے دل فرقت کوئے نبی اچھی نہیں
حسن بریلوی

دل میں ہو یاد تری، گوشۂ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو
حسن بریلوی

در جاناں پہ فدائی کو اجل آئی ہو
زندگی آ کہ جنازے پہ تماشائی ہو
اختر رضا ازہری

مبارک ہو وہ شہ پردہ سے باہر آنے والا ہے
گدائی کا زمانہ جس کے در پر آنے والا ہے
حسن بریلوی

سنبھل جا اے دل مضطر مدینہ آنے والا ہے
لٹا اے چشم تر گوہر مدینہ آنے والا ہے
اختر رضا ازہری

یہاں قوافی الگ الگ ہیں لیکن بحر وزن اور ردیف میں کامل

یکسانیت ہے۔ علامہ حسن بریلوی جیسے بلند پایہ فنکار کی زمین میں سبزئ مدحت اُگانا اچھے اچھوں کے بس کی بات نہیں۔ لیکن ازہری صاحب کی اختراجی صلاحیت قابل مبارک باد ہے کہ ان کے اشعار اپنی علاحدہ شناخت اور انفرادی چمک دمک رکھنے میں کامیاب ہیں۔

ازہری صاحب کی نعتیہ شاعری کا ایک امتیازی وصف یہ ہے کہ وہ محض فکر منظوم کا نمونہ نہیں۔ بلکہ انہوں نے اسے فنی آب زریں سے بھی مزین کیا ہے۔ اگرچہ اس طرح کے اشعار کی تعداد قلیل ہے۔ تاہم شعری نکاتوں اور فنی دل آویزوں سے مملو اشعار 'سفینۂ بخشش' میں موجود ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

جھک کے مہر و ماہ گویا دے رہے ہیں یہ صدا
دوسرا میں کوئی تم سا دوسرا ملتا نہیں

....

نور کے ٹکڑوں پہ ان کے بدر و اختر بھی فدا
مرحبا کتنی ہیں پیاری، ان کی دلبر ایڑیاں

....

روئے انور کے سامنے سورج
جیسے اک شمع صبح گاہی ہے

....

کیا مدینہ کو ضرورت چاند کی
ماہ طیبہ کی ہے ہر سو چاندنی

....

فضائیں مہکی مہکی ہیں، ہوائیں بھینی بھینی ہیں
بسی ہے کیسی، مشک تر مدینہ آنے والا ہے

مختصر یہ کہ حضرت ازہری صاحب ایک قادر الکلام شاعر ہیں۔ کاش وہ اس طرف مزید توجہ فرمائیں تو نعتیہ شاعری کے ساتھ ساتھ اردو شاعری کا بھی بھلا ہو۔ میں نے ان کی عربی نعتوں کو قصداً ہاتھ نہیں لگایا ہے کہ میں ان کے شعری فرضی لوازم کا تجزیاتی مطالعہ شاید خاطر خواہ طور پر نہیں پیش کر پاؤں۔ مجھ سے بہتر سوچنے اور لکھنے والوں کے لئے میدان خالی ہے۔ ایک اور بات کہ تقدس مآب ہستیوں کی شاعری کا ناقدانہ جائزہ لینے میں پھونک پھونک کر قلم وقدم اٹھانا پڑتا ہے۔ مبادا لاشعوری طور پر کوئی زلت قلم کسی انتشار واضطراب کا موجب نہ بن جائے۔ حضرت ازہری صاحب مدظلہ العالی آبروئے اہل سنت ہیں۔ اس میں کسی صحیح الدماغ کو شبہ نہیں ہوسکتا۔ مولا تعالیٰ ان کی عمر وصحت میں برکتیں عطا فرمائے۔ آمین۔

تاج الشریعہ کی اردو نعتیہ شاعری

(ڈاکٹر) شفیق اجمل قادری، ریسرچ اسکالر، شعبۂ اردو، بنارس ہندو یونیورسٹی، ☆09839655808

ابتدائے اسلام سے نعت گوئی شاعری کا مستقل موضوع رہی ہے۔ بارگاہ رسالت ﷺ کے شاعر حضرت حسان رضی اللہ عنہ عربی کے بڑے نعت گو شاعر تھے۔ اتنا حسن قبول انہیں حاصل ہوا کہ عجم و ہند کے شعراء کو حسان وقت سے موسوم کیا جانے لگا۔ فارسی شعروادب کی تاریخ میں جامی، سعدی، قدسی، عرفی کا نام نعت گوئی حیثیت سے ممتاز ہے۔ انہوں نے ایک مستقل صنف سخن کی حیثیت سے فارسی میں نعت گوئی کو رائج کیا۔ اردو شاعری میں نعتیہ مضامین ابتدا ہی سے قلمبند کئے جاتے رہے ہیں۔ اردو کے تمام شعراء کے دواوین خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں، اس کے شاہد ہیں۔ خلوص و عقیدت سے قطع نظر نعت گوئی کو ایک طرح سے تقلیدی حیثیت حاصل ہوگئی تھی۔ نعت گوئی اگرچہ اردو زبان میں ہمیشہ موجود تھی لیکن اردو زبان و ادب میں اسے فن کی حیثیت سے امام احمد رضا محدث بریلوی (۱۸۶۵ء/۱۹۲۱ء) سے پہلے کسی نے نہیں اختیار کیا۔ امام احمد رضا محدث بریلوی اردو کے پہلے بڑے شاعر ہیں جنہوں نے اپنی شاعری کا موضوع صرف نعت گوئی کو قرار دیا۔ ان کے بعد بھی ان کے خانوادے نے کئی اچھے شاعر اردو ادب کو دیے، جنہوں نے اپنی فطری صلاحیتوں سے اردو شعر و ادب کے خزانے میں بیش بہا اضافے کئے۔ تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری میاں مدظلہ العالی کا تعلق بھی اسی خانوادے سے ہے۔ آپ کو شعر و شاعری سے پوری ذہنی مناسبت ہے۔ وہ ایک قادر الکلام فطری شاعر ہیں۔ شاعری انہیں وراثت میں ملی ہے۔

حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری کا مجموعۂ کلام ''سفینۂ بخشش'' کے نام سے منظر عام پر آچکا ہے۔ حضرت علامہ اختر رضا بریلوی کی حیات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی زندگی کے خزانے میں وہ تمام جواہر پوری آن بان اور تب و تاب کے ساتھ موجود ہیں۔ جو ایک مکمل نعت کہنے کیلئے ضروری ہیں۔ علوم دینی و دنیوی کی گہرائی، فکری و ذہنی صلاحیت، فقیہانہ بصیرت، عالمانہ تبحر اور عشق رسول مقبول ﷺ سبھی کچھ ان کے دامن میں موجود ہے۔ اصناف شعر میں نعت سے زیادہ مقدس، نازک اور دشوار گزار کوئی دوسری صنف نہیں ہے۔ اسی لئے فارسی شاعر عرفی کہتے ہیں، ''نعت لکھنا تلوار کی دھار پر چلنا ہے'' اس کی وجہ یہ ہے کہ نعت میں ذرا بھی چوک ایمان کو خارج کر دیتی ہے۔ حضرت اختر رضا بریلوی کے دیوان ''سفینۂ بخشش'' کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اس مشکل اور نازک مرحلے سے گزرتے آتے ہیں اور ذرا بھی کہیں

لغزش نہیں ہوتی۔

حضرت اختر رضا بریلوی کی نعتیہ شاعری عشق وارفتگی کا ایک حسین گلدستہ ہے۔ جو ہماری سیرت وبصیرت میں خوبصورت اضافے کرتی ہیں۔ اس میں خلوص کی خوشبو بھی ہے اور عقیدت کی روشنی بھی۔ ایمان کی لذت وحلاوت بھی ہے اور بیان کی نفاست اور پاکیزگی بھی۔ یعنی ایک حیات آفریں اور روح پرور فضا نے ان کی نعتوں کو دلکشی ورعنائی کا مرقع بنادیا ہے۔ انہوں نے نعتیہ شاعری برائے شاعری نہیں کی ہے بلکہ جذبۂ بے اختیار شوق کے تحت کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا کلام عشق وعقیدت سے لبریز ہے۔ حضرت اختر رضا بریلوی سرور کائنات، فخر موجودات، حسن جہاں، جمال زمان ومکاں، سید المرسلین، سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے عاشق صادق ہیں۔ آپ سے انہیں والہانہ محبت ہے۔ ان کے دل میں عشق کا جو طوفان موجزن ہے، جو آگ بھڑک رہی ہے، جو سرور وکیف انہیں مسرور ومسحور کیے ہوئے ہے۔ اس کی جھلک پوری آب وتاب کے ساتھ، اس کا اثر پوری آن وبان کے ساتھ اور اس کا پرتو مکمل شان کے ساتھ ان کی نعتوں کے ہر شعر اور شعر کے ہر ہر لفظ سے ظاہر ہے۔ جذبۂ عشق سردار جہاں، باعث تکوین کون ومکاں ان کے شعروں میں اس طرح نہاں بھی ہے اور عیاں بھی۔ جیسے گلاب کی خوشبو اس کی حسین پنکھڑیوں کے رگ و پے میں نہاں بھی ہوتی ہے اور عیاں بھی۔ میں تو یہی کہوں گا کہ جذبۂ عشق سرکار دو عالم ﷺ ہی ہے جس نے ان کی شاعری کے گلاب کو حسین پنکھڑی اور اس کو متناسب ومتناسب دلکش و دل نشیں شاخ بھی عطا کی، اور اسے وہ دل فریب خوشبو بھی بخشی جو دل و دماغ کو معطر بھی کرتی ہے اور مسرور ومسحور بھی۔ دل کش ورعنائی سے لبریز ان کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

عطا ہو بیخودی مجھ کو خودی میری ہوا کر دیں
مجھے یوں اپنی الفت میں مرے مولیٰ فنا کر دیں

وجہ نشاط زندگی راحت جاں تم ہی تو ہو
روح رواں زندگی جان جہاں تم ہی تو ہو
اصل شجر میں ہو تم ہی نخل وثمر میں ہو تم ہی
ان میں عیاں تم ہی تو ہو ان میں نہاں تم ہی تو ہو

رواں ہو سلسبیل عشق سرور میرے سینے میں
نہ ہو پھر نار کا کچھ غم نہ ڈر خورشید محشر کا

کچھ کریں اپنے یار کی باتیں
کچھ دل داغدار کی باتیں
پی کے جام محبت جاناں
اللہ اللہ خمار کی باتیں

تبسم سے گماں گزرے شب تاریک پر دن کا
ضیاء رخ سے دیواروں کو روشن آئینہ کر دیں

آپ کو رب نے کہا اپنا حبیب
ساری خلقت کا خلاصہ آپ ہیں

تیری جاں بخشی کے صدقے اے مسیحائے زماں
سنگریزوں نے پڑھا کلمہ ترا جان جمال

ساقی کوثر دہائی آپ کی
سوختہ جانوں پہ رحمت کیجیے

جب علامہ اختر رضا خاں ازہری حضور سرور کائنات کے حسن باطنی اور جمال سیرت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو ان کا انداز بیان دیدنی ہوتا ہے۔ ان کی نگاہوں میں حضور نبی کریم ﷺ کے تمام خصائص وکمالات گھومنے لگتے ہیں۔ حضور ﷺ کی عظمت کردار، رفعت گفتار، بے پایاں رحمۃ اللعالمینی، میدان محشر میں آپ کی شفیع المذنبی، گناہگار امت کیلئے حضور کی گریہ وزاری، خطاکاروں کی بخشش کیلئے رحمت شعاری، جود وکرم کی فراوانی، لطف وعنایات کی فراخ دامانی، اخلاق عالیہ کی رفعت، سیرت وکردار کی عظمت، خدا کی اپنے محبوب ﷺ پر بے پایاں عنایت اور حضور ﷺ کا ام

کیلئے ہر آن امنڈتا ہوا بحر شفاعت یہ سب خصائص حضرت اختر رضا بریلوی کے کلام میں ایک نئی آب و تاب کے ساتھ جلوہ افروز ہیں۔ مثال کے طور پر چند اشعار پیش کئے جاتے ہیں۔

مصطفائے ذات یکتا آپ ہیں
یک نے جس کو یک بنایا آپ ہیں
آپ جیسا کوئی ہوسکتا نہیں
اپنی ہر خوبی میں تنہا آپ ہیں
آپ کی خاطر بنائے دوجہاں
اپنی خاطر جو بنایا آپ ہیں
لب کوثر ہے میلہ تشنہ کامان محبت کا
وہ ابلا دست ساقی سے وہ ابلا چشمہ شربت کا
یہ عالم انبیاء پر ان کے سرور کی عنایت کا
جسے دیکھو لئے جاتا ہے پروانہ شفاعت کا

حضور سرور کائنات ﷺ کی ذات گرامی میں قدرت نے تمام محامد ومحاسن جمع کردئے ہیں۔ آپ کے ظاہری و باطنی فضائل عقل وخرد سے ماورا اور آپ کے کمالات ذہن انسانی سے کہیں بلند ہیں۔ شاعری فکر کمالات مصطفی ﷺ کا احاطہ کرنے کے لئے آگے بڑھتی ہے۔ مگر بے بس وناتواں ہوکر اپنی معذوری و مجبوری کا اعتراف کرنے لگتی ہے۔ لیکن حضرت اختر رضا کے قلم حقیقت رقم نے حضور نبی کریم ﷺ کے حسن ظاہری اور باطنی تجلیات کو جی بھر کر خراج پیش کیا ہے ان کا یہ خراج عقیدت اشعار کا ایک ایسا گل کدہ ہے۔ جس کا ہر پھول سدابہار اور ہر غنچہ محبت رسول ﷺ سے مشک بار ہے۔ آپ نے اپنے آقا و مولا ﷺ کے حسین صورت کو اس شان سے اپنی شاعری کا اعزاز بنایا ہے کہ خود ان کی شاعری حسین سے حسین تر نظر آنے لگی ہے۔ حسن و جمال مصطفی ﷺ کے حوالے سے ان کے چند اشعار دیکھئے۔

اس طرف بھی اک نظر مہر درخشاں جمال
ہم بھی رکھتے ہیں بہت مدت سے ارمان جمال
فرش آنکھوں کا بچھاؤ رہ گزر میں عاشقو
ان کے نقش پا سے ہوگے مظہر شان جمال
روئے انور کے سامنے سورج
جیسے اک شمع صبح گاہی ہے

نعتیہ شاعری کا ایک اہم موضوع حضور اکرم ﷺ کے جمال پاک کی زیارت کی آرزو اور اشتیاق ہے۔ حضرت اختر رضا بھی اپنے کلام میں سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت کی تمنا بڑے ہی اضطراب کی حالت میں بار بار کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

رات میری دن بنے ان کے لقائے خیر سے
قبر میں جب ان کی طلعت جگمگائے خیر سے
جمال روئے جاناں دیکھ لوں کچھ ایسا ساماں ہو
کبھی تو بزم دل میں یا خدا! آرام آئے
آپ کی رویت ہے۔ دیدار خدا
جلوہ گاہ حق تعالی آپ ہیں

عاشق کو صرف محبوب ہی عزیز نہیں ہوتا، بلکہ اس کی سرزمین، اس کا شہر، اس کا گھر اور اس کا در بھی عزیز ہوتے ہیں۔ ہر وہ شئی جو محبوب سے متعلق ہو، عاشق صادق کو اس سے لگاؤ ہوتا ہے۔ وہ محبوب کے حسن صورت وسیرت سے جس قدر متاثر ہوتا ہے اور اس کی عزت و عظمت اس کے دل میں جس قدر جاگزیں ہوتی ہے، اسی قدر ہر وہ چیز جس سے اس کے محبوب کا کسی نہ کسی طرح کا تعلق ہوتا ہے۔ اس کے لئے باعث کشش اور لائق تعظیم وتکریم ہوتی ہے اور پھر جب محبوب ایسا جس کا ثانی نہ ہو اور عاشق ایسا جس کا جذبۂ صادق لافانی ہو تو پھر وہ ایسے عظیم محبوب کی عظمت کے گیتوں کے ساتھ ساتھ اس کے در و دیوار، اس کے کوچہ و بازار کے گن نہ گائے، یہ کیوں کر ہوسکتا ہے؟ علامہ اختر رضا خاں ازہری کو جس طرح حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات والا صفات سے عشق ہے اور جس درجہ

احترام واکرام ان کے رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ اسی طرح انہیں صحرائے عرب، شہر مدینہ، روضۂ اقدس اور آپ کے سنگ آستاں سے پیار ہے۔ آپ نے دیار حبیب کی عظمت و رفعت کے پرشوق تذکرے کئے ہیں۔ اور انہیں دیکھنے کی تمنائے بے قرار کا بڑے والہانہ انداز میں اظہار بھی کیا ہے اور پھر جب دیار رسول دیکھنے کی تمنا برآتی نظر آتی ہے۔ تو شدت جذبات نے جو عالم وارفتگی پیدا کیا اس کا دیوانہ وار اظہار عزت واحترام کا دامن تھامے ہوئے بڑے دلکش و دلنشیں پیرایہ میں کیا ہے۔

خاک طیبہ میں اپنی جگہ ہوگئی
خوب مژدہ سنایا خوشی نے چلیں
وہ چھائی گھٹا بادہ بار مدینہ
پیئے جھوم کر جاں نثار مدینہ
اگر دیکھے رضواں چمن زار طیبہ
کہے دیکھ کر یوں وہ خار مدینہ
مدینے کے کانٹے بھی صد رشک گل ہیں
عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ
فرشتے جس کے زائر ہیں مدینے میں وہ تربت ہے
یہ وہ تربت ہے جس کو عرش اعظم پر فضیلت ہے
مدینہ گر سلامت ہے تو پھر سب کچھ سلامت ہے
خدا رکھے مدینے کو اسی کا دم غنیمت ہے
سنبھل جا اے دل مضطر مدینہ آنے والا ہے
لٹا اے چشم تر گوہر مدینہ آنے والا ہے
قدم بن جائے میرا سر مدینہ آنے والا ہے
بچھوں رہ میں نظر بن کر مدینہ آنے والا ہے

حضرت اختر رضا بریلوی ایک سچے عاشق رسول ہیں۔ محبوب سے دوری انہیں قطعاً برداشت نہیں ہے۔ ان کے کلام میں فرقت مدینہ کی صورت میں بیقراری کی کیفیت اور مدینہ کی حاضری کی تمنا خوب نظر آتی ہے۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

داغ فرقت طیبہ قلب مضمحل جاتا
کاش گنبد خضرا دیکھنے کو مل جاتا
فرقت مدینہ نے وہ دیئے مجھے صدمے
کوہ پر اگر پڑتے کوہ بھی تو ہل جاتا
دور اے دل رہیں مدینے سے
موت بہتر ہے ایسے جینے سے
فرقت طیبہ کی وحشت دل سے جائے خیر سے
میں مدینہ کو چلوں وہ دن پھر آئے خیر سے
شمیم زلف نبی لا صبا مدینے سے
مریض ہجر کو لاکر سونگھا مدینے سے
الٰہی! وہ مدینہ کیسی بستی ہے دکھا دینا
جہاں رحمت برستی ہے جہاں رحمت ہی رحمت ہے

ایک عاشق صادق کو یہ آرزو اور تمنا ہوتی ہے کہ اس کی روح جب نکلے تو محبوب کی جلوہ گری رہے محبوب کے قدموں میں گر کر اپنی جان نچھاور کرے۔ موت برحق ہے، ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ مگر یہ موت اگر محبوب کے قدموں میں ہو تو پھر اسکا کیا کہنا۔ حضرت اختر رضا بریلوی ایسی موت کو زندگی سے تعبیر کرتے ہیں اور عیش جاودانی بتاتے ہیں۔ حضرت اختر رضا بریلوی کے یہاں موت کے اسی پاکیزہ تصور کی کارفرمائی جابجا دیکھنے کو ملتی ہے۔

ترے دامن کرم میں جسے نیند آگئی ہے
جو فنا نہ ہوگی ایسی اسے زندگی ملی ہے
مرنے والے رخ زیبا یہ ترے جان جہاں
عیش جاوید کے اسرار بتا جاتے ہیں
در جاناں پہ فدائی کو اجل آتی ہو
زندگی آکے جنازے پہ تماشائی ہو

موت لے کے آجاتی زندگی مدینے سے
موت سے گلے مل کر زندگی میں مل جاتا

یوں تو چھپتا ہوں حکم خدا سے مگر
میرے دل کی ہے ان کو یقیناً خبر

حاصل زندگی ہوگا وہ دن مرا
ان کے قدموں پہ جب دم نکل جائے گا

حضرت علامہ اختر رضا ازہری کے یہاں داخلی کیفیات، ذاتی احساسات جذباتی واقعات اور قلبی واردات کا اک اچھوتا انداز پایا جاتا ہے۔ چونکہ ان تمام تجربات کا منبع و سرچشمہ اور مرکز و محور ان کی اپنی ذات ہے۔ جو عشق رسول کی یکتائی میں گم ہے اور ان کی کائنات ان کے دل کی دنیا ہے۔ جس میں عشق رسول کا جوہر بے مثال ولازوال ضوفشاں ہے۔ انہوں نے جو کچھ کہا وہ اسی کائنات دل میں ڈوب کر کہا۔ لہٰذا ان کے اشعار میں ان کے دل کی آواز صاف سنائی دیتی ہے۔ ان کے جذب دروں نے ان کے کلام کو سوز و ساز بخشا اور ان کے علم وفن نے ان کے پیرایۂ اظہار کو جلا بخشی۔ ان کے یہاں نازک خیالی، تخیل کی بلند پروازی، نکتہ آفرینی، ندرت خیال کی کارفائی جابجا دیکھنے کو ملتی ہے۔ ان کا خلوص ان کا جذبۂ صادق، ان کا والہانہ عشق، ان کی عقیدت، ان کا تبحر علم، ان کی روحانی بلندی اور ان کی زبان دانی نے ان کے کلام کو پرکشش بنادیا ہے۔ انہوں نے رواں بحروں اور آسان ردیفوں میں زبان و بیان کے جو جوہر دکھائے ہیں یقیناً وہ قابل ستائش ہے۔

حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری کے کلام میں جہاں عشق و عقیدت کی وارفتگی ہے وہیں پیکر تراشی، استعارہ سازی، تشبیہات، اقتباسات، فصاحت و بلاغت حسن وتعلیل، لف و نشر مرتب، لف ونشر غیر مرتب، تجنیس تام، تجنیس ناقص، تلمیحات، اشتقاق وغیرہ اصناف سخن کی جلوہ گری ہے۔ آپ نے نعت کے ضروری لوازم کے استعمال سے مدحت سرکار ﷺ کی انتہائی کامیاب ترین کوشش کی ہے۔ آپ کی بعض نعتوں کو اردو ادب کا اعلیٰ شہکار قرار دیا جاسکتا ہے۔

تاج الشریعہ کی نعتیہ شاعری میں احادیث نبوی کی ضیاپاشی

مولانا محمد عابد رضا برکاتی، دارالقلم، قادری مسجد، ذاکر نگر، نئی دہلی۔۲۵ ☆ 09990859733

صحرائے عشق حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں آبلہ پائی کرنے والوں کے دل بسمل کو جہاں قرآن حکیم قدم قدم پر مرہم تسکین عطا کرتا ہے وہیں احادیث نبویہ بھی مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جو انسان دونوں ماخذوں کو پیش نظر رکھ کر ان پر قائم دائم رہے اس کے سر پر عظمت و سربلندی کا تاج رکھا جاتا ہے۔ سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پاک لکھنے کے لیے ان دونوں چیزوں سے رہنمائی حاصل کیے بغیر کوئی عمدہ مداح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہوسکتا۔ کیوں کہ قرآن وحدیث مدحت خیرالانام کے سب سے قوی مستند بلکہ اولین ماخذ ہیں۔ اگر ہم عہد رسالت سے لے کر اب تک معیاری اور صف اول کے مداحان رسالت کی نعتیہ شاعری کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ ان کی نعت ومدحت کے اصل سرچشمے قرآن وحدیث ہی ہیں۔ اور وہ نعتیہ شاعری جو قرآن وحدیث کی ترجمان نہ ہو بے مزہ و بے کیف بلکہ ناقص ونامکمل ہے اس لیے کہ پورا قرآن سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کا بحر بیکراں ہے اسی لیے امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ اپنے نعتیہ دیوان "حدائق بخشش" میں فرماتے ہیں۔

اے رضا خود صاحب قرآں ہے مداح حضور
تجھ سے کب ممکن ہو پھر مدحت رسول اللہ کی

علم وفضل اور عشق ووارفتگی کا وہ رنگ جو خانوادۂ رضا کا طرۂ امتیاز ہے وہ ساری خصوصیات نبیرۂ اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم ہند، تاج الشریعہ، حضرت علامہ اختر رضا خاں قادری ازہری برکاتی بریلوی کی نعتیہ شاعری میں بھی پورے طور سے جلوہ نما نظر آتی ہے۔ حضور تاج الشریعہ کی شاعری جابجا احادیث نبویہ کے نور سے پرنور ہے۔ ایک حدیث پاک کے مفہوم کو تاج الشریعہ نے اس طرح الفاظ کا جامہ پہنایا ہے۔

بوالہوس سن سیم وزر کی بندگی اچھی نہیں
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں
ان کی چوکھٹ چوم کر خود کہہ رہی ہے سروری
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں
سروری پاکر بھی کہتے ہیں گدایان حضور
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

حدیث پاک میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ حضور کی خدمت کیا کرتے ان کے لیل ونہار آپ کی خدمت کے لیے وقف تھے۔ ایک دن حضور سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرارہے تھے، دریائے کرم

جوش میں تھا ارشاد فرمایا "سل یا ربیعہ" اے ربیعہ! مانگ کیا مانگتا ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! "انی اسالک مرافقتک فی الجنة" جس کا مطلب یہ ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی چیز طلب نہیں کرتا میں دنیوی بادشاہت وسربراہی طلب نہیں کرتا یا رسول اللہ! بس جس طرح میں دنیا میں حضور کا غلام ہوں جنت میں حضور کی غلامی کا شرف مل جائے، یہ دولت ساری کائنات کی دولت سے بڑھ کر ہے۔ اسی حدیث کی ترجمانی تاج الشریعہ نے مذکورہ بالا اشعار میں کی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے جہاں کا حاکم بنا کر اس خاکدان گیتی پر مبعوث فرمایا۔ اور آپ کو اختیار کلی عطا فرمایا جیسا کہ حدیث پاک میں خود سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "انما انا قاسم واللہ یعطی" یعنی اللہ نے مجھ کو ساری کائنات کی چیزوں کا قاسم بنا دیا، اب میں جو چاہوں جسے عطا کروں، تاج الشریعہ نے کس والہانہ و پرکیف انداز میں اس کا مفہوم اپنے اشعار میں بیان کیا ہے۔ آپ بھی ملاحظہ کیجیے۔ گویا ہیں۔

جہاں بانی عطا کردیں بھری جنت ہبہ کردیں
نبی مختار کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کردیں
جہاں میں ان کی چلتی ہے وہ دم میں کیا سے کیا کردیں
زمیں کو آسماں کردیں ثریا کو ثرا کردیں

☆☆☆

کہہ دیا قاسم انا دونوں جہاں کے شاہ نے
یعنی درحضور پہ بٹتی ہے نعمت خدا

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی کو دیکھیں کہ وہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر محبت فرماتے کہ دنیا کی کوئی بھی چیز یا کوئی بھی شخص جو محبت نبوی کی راہ میں حائل ہوا اس کو راستہ سے ہٹا دیا۔ چاہے وہ کتنے ہی قریبی اور محبوب کیوں نہ ہوں یہاں تک کہ پدر، مادر و برادر کی بھی پرواہ نہیں کی۔ تاج الشریعہ اسی حقیقت کو سلک نظم میں پروتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کردیں
پدر، مادر، برادر، مال وجاں ان پر فدا کردیں

اسی شعر کو حدیث پاک کی روشنی میں دیکھیں کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین"۔ (صحیح بخاری)

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن (کامل) نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے محبوب نہ ہو جاؤں"۔

اب ذرا تاریخ اسلام پر نظر ڈالیں، صحابہ کرام کی زندگیوں کا مطالعہ کریں۔ آپ یہ دیکھیں گے کہ صحابہ کرام کی زندگیاں اسی حدیث مقدس کی عملی تفسیر نظر آتی ہیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جنگ احد میں اپنے والد کو قتل کر دیا جو قریش کی طرف سے غزوہ احد میں شریک تھے اور ابھی ایمان نہ لائے تھے۔ اور اسی طرح اسی غزوہ میں حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی طرف سے لڑ رہے تھے اور ان کا باپ ابو عامر قریش مکہ کی طرف سے جنگ کر رہا تھا، حضرت حنظلہ نے اجازت چاہی کہ سیدھا اپنے باپ کو نشانہ بنائیں لیکن رحمۃ للعالمین ﷺ نے ایسا کرنے کی اجازت مرحمت نہ فرمائی۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عبداللہ بن عمیر کو قتل کیا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص ابن ہشام کو قتل کیا۔ حضرت علی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما نے ربیعہ کے بیٹے عقبہ اور شیبہ کو غزوۂ بدر میں قتل کیا جو ان کے قرابت دار تھے۔ انہیں واقعات کی ترجمانی تاج الشریعہ نے اپنے اس شعر میں فرماتی ہے۔

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کردیں
پدر، مادر، برادر، مال وجان ان پر فدا کردیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام بے پناہ شفقت فرمایا کرتے تھے اور کبھی کبھی آپ ان سے لطیف و پاکیزہ مزاح بھی فرمایا کرتے مثلاً ایک مرتبہ ایک بڑھیا بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوئیں، یارسول اللہ! مجھے جنت چاہیے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سنو کوئی بڑھیا جنت میں نہ جائے گی، زبان رسالت سے یہ الفاظ سن کر ضعیفہ رونے لگیں۔ نبی رحمت نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ ہر بوڑھے کو جوان کر دیا جائے گا یہ سن کر وہ خوش ہوئیں۔ اسی طرح کا ایک واقعہ ایک دوسری حدیث پاک میں ملتا ہے کہ ایک صحابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور مجھے سواری کے لیے اونٹ عنایت فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مزاحاً ارشاد فرمایا تم کو اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا؟ یہ سن کر وہ پریشان ہو گئے اور عرض کی! یارسول اللہ میں اونٹ کے بچے پر کیسے سواری کروں گا، آپ نے مسکرا کر فرمایا! آخر اونٹ بھی تو اونٹنی کا بچہ ہی ہوتا ہے۔

اسی حدیث کی عکاسی حضور تاج الشریعہ نے اپنے اس شعر میں کی ہے

کسی کو وہ ہنساتے ہیں کسی کو وہ رلاتے ہیں
وہ یوں ہی آزماتے ہیں وہ اب توفیصلہ کردیں

حضور رحمت عالم کے اوصاف حمیدہ میں سے ایک وصف یہ بھی ہے کہ آپ شفیع المذنبین ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جسے چاہیں شفاعت کا پروانہ عطا فرمادیں۔ اس کا اظہار قیامت کے دن میدان محشر میں ہوگا کہ جب لوگ قیامت کی ہولناکیوں سے گھبرا کر انبیائے کرام سے شفاعت کے خواست گار ہوں گے اور وہ تمام ایک ہی جواب دیتے نظر آئیں گے "اذھبوا الی غیری اذھبوا الیٰ غیری"، آخر تھک ہار کر لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور آپ اذن شفاعت پا کر گنہ گاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔ اور جو دوزخ میں گنہ گار پہنچ چکے ہوں گے ان کی شفاعت فرما کر دوزخ سے رہائی عطا فرمائیں گے۔

اسی مژدۂ شفاعت کو تاج الشریعہ نے یوں الفاظ کے جامہ پہنایا ہے۔

وہ بڑھتا سایۂ رحمت چلا زلف معنبر کا
ہمیں اب دیکھنا ہے حوصلہ خورشید محشر کا
شہ کوثر خم تشنۂ دیدار جاتا ہے
نظر کا جام دے پردہ رخ پرنور سے سرکا
ہماری سمت وہ مہر مدینہ مہرباں آیا
ابھی کھل جائے گا سب حوصلہ خورشید محشر کا
عرصۂ حشر میں کھلی ان کی وہ زلف عنبریں
مینہ وہ جھوم کر گرا چھائی وہ دیکھیے گھٹا
گردش چشم ناز میں صدقے تیرے یہ کہہ تو دے
لے چلو اس کو خلد میں یہ تو تمہارا ہوگیا
گرمیٔ محشر گنہ گارو! ہے بس کچھ دیر کی
ابر بن کر چھائیں گے گیسوئے سلطان جمال
مجھے کل اپنی بخشش کا یقیں ہے
کہ الفت ان کی دل میں جاگزیں ہے
گنہ گارو نہ گھبراؤ کہ اپنی
شفاعت کو شفیع المذنبین ہے
اختر کی ہے مجال کیا محشر میں سب ہیں دم بخود
سب کی نظر تم ہی پہ ہے سب کی زباں تم ہی تو ہو
اگلے پچھلے سبھی خلد میں چل دیے
روز محشر کہا جب نبی نے چلیں

ایک دوسری نعت محشر کی ہولناکیوں کا تذکرہ اسی انداز میں فرمایا ہے

ہر نظر کانپ اٹھے گی محشر کے دن، خوف سے ہر کلیجہ دہل جائے گا
پر یہ تازہ ان کے بندے کا دیکھیں گے سب، تھام کر ان کا دامن مچل جائے گا

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے دنیا کا ظہور ہے۔ آپ کا نور پاک کائنات کی ہر شئی میں جلوہ گر ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ آپ کے نور سے چمک رہا ہے، خود حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا اور میرے نور سے ساری کائنات کو وجود بخشا۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ "اشعۃ اللمعات" میں فرماتے ہیں "حضور صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کا نصب العین اور عبادت گزاروں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ تمام احوال واوقات میں خصوصا عبادات میں اور اس کے آخر میں نورانیت کا وجود اور انکشافات ان کے احوال میں زیادہ قوی ہے۔"

اگر طیبہ کی سرزمیں رشک خلد بریں بنی ہوئی ہے تو صرف سرکار کی وجہ سے ہے اور یہ وہ مقدس زمین ہے جہاں پر عشاق ہزاروں جنتیں قربان کر کے اس کو حاصل کرنے کی جدوجہد کرتے ہیں۔ اس کی طرف تاج الشریعہ اشارہ کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔

صبا یہ کیسی چلی آج دشت بطحا سے
امنگ شوق کی اٹھتی ہے قلب مردہ سے
نہ بات مجھ سے گل خلد کی کرائے زاہد
کہ میرا دل ہے فگار خار زار طیبہ سے
یہ بات مجھ سے مرے دل کی کہہ گیا زاہد
بہار خلد بریں ہے بہار طیبہ سے
یہ کس کے دم سے ملی ہے جہاں کو تابانی
مہ و نجوم ہیں روشن منار طیبہ سے

ایک دوسری جگہ عرض کرتے ہیں

خلائق پر ہوئی روشن ازل سے یہ حقیقت ہے
دو عالم میں تمہاری سلطنت ہے بادشاہت ہے
خدا نے یاد فرمائی قسم خاک کف پا کی
ہوا معلوم طیبہ کی دو پر فضیلت ہے

ایک دوسری نعت میں مدینے کی عظمت وبزرگی کا ذکر الفاظ کے ان موتیوں میں پرو دیا ہے؟

فرشتے جس کے زائر ہیں مدینے میں وہ تربت ہے
یہ وہ تربت ہے جس کو عرش اعظم پر فضیلت ہے
بھلا دشت مدینہ سے چمن کو کوئی نسبت ہے
مدینے کی فضا رشک بہار باغ جنت ہے
مدینہ ایسا گلشن ہے جو ہر گلشن کی زینت ہے
بہار باغ جنت بھی مدینے کی بدولت ہے
مدینہ چھوڑ کر سیر جناں کی کیا ضرورت ہے
یہ جنت سے بھی بہتر ہے یہ جیتے جی کی جنت ہے
مدینہ چھوڑ کر جنت کی خوشبو مل نہیں سکتی
مدینے سے محبت ہے تو جنت کی ضمانت ہے

وجہ نشاط زندگی راحت جاں تم ہی تو ہو

اس نعت کو تاج الشریعہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد تخلیق کو سامنے رکھ اس حدیث قدسی کی ترجمانی فرمائی جس میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا۔ لولاک لما خلقت الدنیا، کہ اے محبوب اگر تم کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں دنیا کو پیدا نہ فرماتا۔ عرض کرتے ہیں۔

وجہ نشاط زندگی راحت جاں تم ہی تو ہو
روح روان زندگی جان جہاں تم ہی تو ہو
تم جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا تم جو نہ ہو تو کچھ نہ ہو
جان جہاں تم ہی تو ہو جان جناں تم ہی تو ہو
تم ہو چراغ زندگی تم ہو جہاں کی روشنی
مہر ومہ ونجوم میں جلوہ کناں تم ہی تو ہو
تم ہو قوام زندگی تم سے ہے زندگی بنی

تم سے کہے ہے زندگی روح رواں تم ہی توہو
اصل شجر میں ہوتمہیں نخل وثمر میں ہوتمہیں
ان میں عیاں تم ہی توہو ان میں نہا تم ہی توہو
تم ہو نمودِاولیں شمع ابد بھی ہوتم ہی
شاہ زمیں یہاں وہاں سکہ نشاں تم ہی توہو
اختر کی ہے مجال کیا محشر میں سب ہیں دم بخود
سب کی نظر تم ہی پہ ہے ہوسب کی زباں تم ہی توہو

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مختارکل بنا کر مبعوث فرمایا۔ یہ آپ کا عظیم اعجاز ہے کہ بے جان چیزوں کو بھی حرکات وسکنات ونطق عطا فرمادیتے۔ یہ سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی معجزہ ہے کہ آپ جس راستہ سے گذرجاتے شجروحجر آپ پر درودوسلام کی ڈالیاں نچھاور کرتے، جانور اور چرند وپرند فریاد کناں ہوکرآپ کی بارگاہ میں پناہ لیتے اوراپنے اپنے طورپرآپ کی بارگاہ میں نذرانہ سلام پیش کرتے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ ابوجہل حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوکرعرض گذار ہوا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر یہ بتادو کہ میری مٹھی میں کیاہے؟ تو میں ایمان لے آؤں گا۔ آپ نے فرمایا میں بتاؤں کہ تیری مٹھی میں کیا ہے یا وہ بتائے جوتیری مٹھی میں ہے کہ ہم کیا ہیں؟ اس نے کہا یہ تواوراچھی بات ہے۔ آپ نے اشارہ فرمایا۔ اشارہ ہوناتھا کہ ابوجہل کے ہاتھوں سے کلمہ طیبہ کی مدہم مدہم آوازسنائی دینے لگی۔ "لاالہ الااللہ محمدرسول اللہ" جب ابوجہل نے دیکھا کہ سنگ ریزے توحیدورسالت کی گواہی دےرہے ہیں تو اس نے سنگ ریزوں کو اپنی مٹھی سے پھینک دیا۔

اسی واقعہ کوتاج الشریعہ کی زبانی ملاحظہ فرمائیں

تیری جاں بخشی کے صدقے اے مسیحائے زماں
سنگ ریزوں نے پڑھاکلمہ تراجان جمال

حدیث پاک میں اسی طرح کاایک اورواقعہ ملتاہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اعلان نبوت فرمایااور فرزندان اسلام کی تعداد دن بدن بڑھنے لگی توابوجہل نے حبیب یمنی کو بلایااور کہا کہ کسی طرح ان کی تبلیغ کوروکو۔ حبیب یمنی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ طلب کیا، آپ نے فرمایاتم کیا معجزہ چاہتے ہوتواس نے کیا کہ اس چاندپوری آب وتاب سے چمک رہاہے اس کو دوٹکڑے کردوتو ہم ایمان قبول کرلیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلی کا اشارہ فرمایا اشارہ پاناتھا کہ چاند دوٹکڑے ہوگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھراشارہ فرمایا اور چاند پھرصحیح ہوگیا۔ اس واقعہ کوحضورتاج الشریعہ سلک نظم میں پروتے ہوئے عرض کرتے ہیں

اک اشارے سے کیاشق ماہ تاباں آپ نے
مرحبا صدمرحبا صل علیٰ شان جمال

غرضیکہ حضورتاج الشریعہ نے عشق سرورکونین میں ڈوب کراحادیث نبویہ سے مدحت مصطفیٰ کے لیے خوب خوب خوشہ چینی کی ہے۔ ان کے دلستان نعت "سفینۂ بخشش" کے مطالعہ سے ہرقاری کوسب سے پہلا جام عشق رسول کا ہی ملتاہے۔ آپ کی شاعری میں نہ توتصنع ہےاورنہ ہی تضاد بیانی کا شائبہ دوردورتک نظرآیا۔

حضورتاج الشریعہ نے حدیث شریف کے پاکیزہ مضامین کونعتیہ اشعار میں کس طرح سے سمویا ہے اس کو اگرمکمل طورپرملاحظہ کرنا ہوتو "سفینۂ بخشش" کا مطالعہ کریں جودیدہ دل کوجلاوتازگی بخشے گی۔ آپ کی شاعری میں وہ ڈھنگ بھی ملتے ہیں جومہارت ثابت کرنے کے مسلمہ طریقے ہیں۔ چھوٹی بحروں کی کاٹ، طویل بحروں کا ترنم، مشکل ردیفوں کا استعمال آپ کی شاعری کا عظیم حصہ ہے۔ غرضیکہ عشق کا وہ سرچشمہ جوحاصل کل ہے اسی کی بوقلمونی اور تیرنگی ہزارجولانیوں کے ساتھ آپ کی نعتیہ شاعری میں نظرآتی ہے۔

تاج الشریعہ اور شعر وادب

مولانا محمد توفیق احسن برکاتی (الجامعۃ الغوثیہ، ممبئی ۳)

شہر بریلی شمالی ہندوستان کے صوبۂ اتر پردیش کا وہ مشہور مقام ہے جہاں تیرہویں صدی میں چند ایسی نابغۂ روزگار اور عبقری شخصیتیں منصۂ شہود پر جلوہ بار ہوئیں جن کے گیسوئے علم و حکمت اور فکر وفن کی خوشبو سے ایک عالم مہک رہا ہے، جنہیں دنیا ''خاندانِ رضا'' اور ''خانوادۂ رضویہ'' کے نام سے جانتی ہے۔ اس خاندان کے نفوس قدسیہ اور مردانِ حق آگاہ نے سیاسی، سماجی، اصلاحی، تبلیغی، مذہبی اور دینی خدمات میں وہ اثر چھوڑا ہے جو تاقیامت تابندہ و درخشندہ رہے گا............حضرت علامہ مفتی رضا علی خاں قادری بریلوی قدس سرہ نے علم وحکمت کے جس گلشن کی آبیاری کی اور عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کرنوں سے جس کے ذرے ذرے کو رشک کہکشاں بنایا، تقریباً ڈیڑھ سو سالوں سے ان کے عظیم وارثانِ علم حضرت علامہ نقی علی خاں بریلوی، مجدد اعظم امام احمد رضا قادری برکاتی، حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا بریلوی، مفتی اعظم علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری، استاد زمن علامہ حسن رضا حسن بریلوی، علامہ ابراہیم رضا قادری جیلانی، علامہ ریحان رضا بریلوی اور علامہ حسنین وتحسین رضا خاں قادری رحمہم اللہ تعالیٰ اور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری قادری رضوی دام ظلہ النورانی چشمۂ کرم بن کر برستے چلے آئے ہیں، یہ سلسلہ تاحال جاری وساری ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ یوں ہی چلتا رہے گا۔

اس خانوادے کی دینی وملی خدمات اور علمی وفقہی کارناموں سے پوری دنیائے علم ودانش متعارف ہے اور دین و سنیت کے لیے ان کی مساعی جمیلہ اور کارگزاریوں کو خراج تحسین و تبریک پیش کرتی ہے۔ اس مقدس اور تاریخی گھرانے کی شعری وادبی خدمات اور کارہائے نمایاں کا ایک الگ باب ہے اور ایک امتیازی شناخت ہے نیز زبان وادب کے فروغ واشاعت کے اور استقرار واستحکام کے سلسلے میں ان حضرات کی کاوشیں آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں، ان کے ذریعہ زبان وادب، شعر وسخن کو بلند اقبالی ملی اور شہرت ودوام حاصل ہوئی۔ سردست اس عظیم خاندان کے ایک عظیم الشان اور رفیع المرتبت کی شعری وادبی خدمات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

جانشین مفتی اعظم علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری بن مفسر اعظم مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی بن حجۃ الاسلام بن امام احمد رضا قادری کی ولادت باسعادت ۲۵ فروری ۱۹۴۲ء کو محلہ سوداگران بریلی شریف میں ہوئی (۱) ''محمد'' نام پر عقیقہ ہوا، پکارنے کا نام ''محمد اسماعیل رضا'' اور عرف ''محمد اختر رضا'' تجویز

ہوا(۲) حضور مفتی اعظم علامہ محمد مصطفیٰ رضا نوری قدس سرہ نے رسم بسم اللہ خوانی ادا کرائی، دارالعلوم منظر اسلام بریلی کے ماہر اساتذہ علم وفن سے اکتساب علم کیا، آپ کا قوت حافظہ بچپن سے ہی بڑا مضبوط تھا، شروع سے ہی طلب علم میں آپ کی دل چسپی اور لگن قابل دید رہی ہے۔

۱۹۶۳ء میں دنیا کی مشہور اور قدیم اسلامی یونیورسٹی جامع ازہر قاہرہ مصر حصول علم کی غرض سے تشریف لے گئے، وہاں مسلسل تین سال تک فن تفسیر وحدیث کے جید اور متبحر اساتذہ سے تحصیل علم کی۔ (۳)

مولانا محمد شہاب الدین رضوی رقم طراز ہیں:

''تاج الشریعہ ۱۹۶۶ء میں جامع ازہر قاہرہ سے فارغ ہوئے تو کرنل جمال عبدالناصر نے آپ کو بطور انعام جامع ازہر ایوارڈ پیش کیا اور ساتھ ہی ساتھ سند سے بھی نوازے گئے'' (۴)

حضور مفتی اعظم قدس سرہ کی خاص نگاہ فیض وکرم اور دعائے سحر گاہی نے آپ کو علوم وفنون کا نیر تاباں، طریقت و معرفت کا مہر درخشاں بنایا اور آج ''تاج الشریعہ'' کے لقب سے جانے جاتے ہیں۔

خانوادہ رضا کے فرزندوں کی خصوصیت رہی ہے کہ عشق رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حلاوت و لطافت سے معمور رہتے ہیں، حضور مجدد اعظم، استاذ زمن، مفتی اعظم، حجۃ الاسلام وغیرہم بزرگ و قابل قدر شخصیات کی طرح علامہ محمد اختر رضا خاں ازہری میاں کو بھی محبت رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا وافر حصہ عطا ہوا اور پھر قلبی واردات کے اظہار کے لئے سوز و شہ دولت بے بہا نعتیہ شاعری کو منتخب کیا اور اس میدان میں آپ نے ''اختر'' تخلص اختیار فرمایا۔

سفینۂ بخشش جو آپ کی نعتیہ شاعری کے جلوؤں کا نورانی خزینہ اور بخشش کا سفینہ ہے، اس مجموعۂ کلام کے مرتب لکھتے ہیں:

''حضور تاج الشریعہ کی شخصیت کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد یہ امر واضح ہوتا ہے کہ آپ کو دین ومذہب سے والہانہ وابستگی کے ساتھ ساتھ موزونی طبع، خوش کلامی، شعر گوئی اور شاعرانہ ذوق بھی ورثے میں ملا ہے'' (۵)

حضور ازہری میاں نے عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں طبع آزمائی کی، شعر وسخن سے آپ کی دل چسپی زمانہ طالب علمی سے ہی رہی مگر اس کی طرف زیادہ رجحان قلب نہ تھا، شروع شروع میں اپنے اساتذہ اور والد ماجد سے اپنے کلام کی اصلاح لیتے رہے، آپ کی نعتیں، نظمیں ماہنامہ ''اعلیٰ حضرت'' اور ماہنامہ ''نوری کرن'' بریلی میں شائع ہوتی رہیں۔ آپ کے اشعار ادبیت کے خوش نما ذرات سے مزین ہیں اور عشق رسول کی تابانیوں سے پوری طرح منور بھی۔ نعتیہ دیوان ''سفینۂ بخشش'' اس بات پر بین ثبوت ہے جو معنویت و پیکر تراشی اور ندرت خیال کا حسین شاہ کار ہے۔ اس کے ہر ہر شعر میں جذب وکیف، سوز و گداز، عاشقانہ شیفتگی کی لاجواب کہکشاں جگمگا رہی ہے، اشعار تکلف اور تصنع سے پاک ہیں۔ حضور ازہری میاں ابتدا ہی سے نعتیں لکھنے لگے تھے، انیس سال کی عمر میں لکھی گئی ایک نعت پاک کے چند اشعار دیکھیں اور الفاظ کی بندش اور تعبیر کی ندرت کا نمونہ ملاحظہ کریں۔

اس طرف بھی اک نظر مہر درخشان جمال
ہم بھی رکھتے ہیں بہت مدت سے ارمان جمال
اک اشارہ سے کیا شق ماہ تاباں آپ نے
مرحبا صل علی صل علی شان جمال

حاسدانِ شاہِ دیں کو دیجئے اختر جواب
در حقیقت مصطفی پیارے ہیں سلطانِ جمال
(۶)

اگرچہ یہ زمین، ردیف وقافیے جدِامجد حسن بریلوی کے متعین کردہ ہیں پھر بھی افکار کی بلندی والفاظ کی چستی کیا کہنا۔(۷)

سفینۂ بخشش میں نعت، منقبت، سلام، غزل، نظم، رباعی وغیرہا اصناف کا ایک جہان آباد ہے، ۹۶ر صفحات پر مشتمل یہ نعتیہ دیوان دنیائے شعروادب میں ایک مقام رکھتا ہے، ادبیت کی چاشنی اورشریعت وطریقت کی نوازشات کا حسین امتزاج قاری کوجہاں عشق وعقیدت کے حقائق دریافت کراتا ہے وہیں ادب وفن کے باریک رموز و نکات سے آگاہی دیتا ہوا نظر آتا ہے، بزبان عربی گیارہ کلام موجود ہیں جن میں نعتیں، منقبتیں، سلام اور نظمیں ہیں، ان کے مطالعہ سے آپ کی عربی دانی اور اس میں مہارت تامہ کا بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے۔

حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کے وصال پرملال پر آپ نے بزبان عربی تاریخ وصال اشعار کی زبانی کہی اس کے دوشعر ملاحظہ ہوں۔

توی المفتی العظام مخلدا
بدار فال الکرم بھامن دار
سئلون اختر ارخ رحلۃ سیدی
فقلت عظیم الشان لیتنا الدار
(۸)

حضورازہری میاں کی شعرگوئی علم ومعرفت کی رازداں ہیں، اس میدان میں آپ کی برجستگی اور مہارت تامہ کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے، جسے الحاج قاری محمد امانت رسول نوری پیلی بھیتی نے سامانِ بخشش (نعتیہ دیوان حضور مفتی اعظم نوری) کے حاشیہ پر ارقام فرمایا ہے:

''مولوی عبدالحمید صاحب رضوی افریقی یہ نعت پاک (تو شمع رسالت ہے عالم تیرا پروانہ) حضور مفتی اعظم قبلہ قدس سرہ کی مجلس میں پڑھ رہے تھے، جب یہ مقطع (آباد اسے فرما ویراں ہے دلِ نوری) پڑھا تو حضرت قبلہ نے فرمایا کہ بحمدہ تعالیٰ فقیر کا دل تو روشن ہے، اب اس کو یوں پڑھو (آباد اسے فرما ویراں ہے دلِ نجدی) جانشین مفتی اعظم ہند علامہ مفتی شاہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ نے برجستہ عرض کیا، مقطع کو اس طرح پڑھ لیا جائے:

سرکار کے جلووں سے روشن ہے دلِ نوری
تا حشر رہے روشن نوری کا یہ کاشانہ

حضرت قبلہ نے پسند فرمایا'' (۹)

آپ نے اپنی نعتیہ شاعری میں جہاں شرعی بنیادوں کا پاس ولحاظ رکھا وہیں فنی وعروضی نزاکتوں کی محافظت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ ہونے دیا اور ادب کو خوب برتا، استعمال کیا، سجایا، نبھایا تاکہ جب یہ کلام تنقید نگاروں کی چمکتی میز پر قدم رنجہ ہو تو انہیں سوچنے پر مجبور کردے کہ فکر کی یہ جولانی، خیال کی یہ بلند پروازی، تعبیر کی یہ ندرت، عشق کی یہ حلاوت واقعی ایک کہنہ مشق اور قادر الکلام شاعر کی عظیم صلاحیتوں کی مظہر ہے اور عظیم وراثتوں کی حفاظت کا بہترین نمونہ، اور فنی ولسانی اصطلاحات کی جانچ پڑتال کرنے والا اچھی طرح اندازہ لگالے کہ یہاں کن کن نکات کی جلوہ سامانیاں ہیں، کیسے کیسے حقائق پوشیدہ ہیں، کلمات کی کتنی رعنائیاں

پنہاں ہیں اور خیالات کی کیسی وسعت؟

دو اشعار ملاحظہ کریں:

جہاں میں ان کی چلتی ہے وہ دم میں کیا سے کیا کر دیں
زمیں کو آسماں کر دیں، ثریا کو ثرا کر دیں

مجھے کیا فکر ہو اختر میرے یاور ہیں وہ یاور
بلاؤں کو جو میری خود گرفتار بلا کر دیں

اختیارات مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کتنے حسین پیرائے میں بیان کر دیا، زبان سادہ، صاف اور انتہائی سلیس ہے اور لب ولہجہ انوکھا، ستہ اور برجستگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

مصطفائے ذات یکتا آپ ہیں
یک نے جس کو یک بنایا آپ ہیں
آپ کی خاطر بنائے دو جہاں
اپنی خاطر جو بنایا آپ ہیں

مدینہ چھوڑ کر جنت کی خوشبو مل نہیں سکتی
مدینے سے محبت ہے تو جنت کی ضمانت ہے

عرش پر ہیں ان کی ہر سو جلوہ گستر ایڑیاں
گہہ بشکل مہر ہیں گہہ مہر انور ایڑیاں

حضور ازہری میاں نہ صرف ایک بلند پایہ شاعر بلکہ فقہ و افتا کے عظیم شہ سوار، امت مسلمہ کے سچے قائد اور پیر طریقت کی حیثیت سے متعارف ہیں، آپ کی ہمہ جہت ذات واقعی ایک جہان سمیٹے ہوئے ہے، درس و تدریس میں بھی آپ کی علمی وفقہی لیاقتوں کا انوکھا انداز شاگردوں کی زبانی معلوم ہوا، تصنیف و تالیف، ترجمہ و تحشیہ میں بھی آپ کے زرنگار قلم نے خوب جولانیاں دکھائیں، ہزارہا فتاویٰ تحریر فرمائے، تقریباً بیس سے زائد کتابیں لکھیں، بے شمار تحقیقی مقالات و مضامین تحریر فرمائے، کتابوں پر مقدمات لکھے، تقریظیں لکھیں، حواشی تحریر کیے۔ ابھی حال ہی میں مجلس برکات الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی سے آپ کا لکھا ہوا حاشیہ بخاری شائع ہوا جو واقعی عربی زبان وادب میں آپ کی مہارت، علمیت و فقاہت اور فن حدیث میں کمال کا پتہ دیتا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی کتاب ''المعتمد المستند'' کا سلیس اردو زبان میں ترجمہ کیا جو درحقیقت ترجمہ نگاری کا ایک انوکھا باب ہے اور روح بلاغت کی کملھۃ، ترجمانی کا لازوال گنجینہ معروف ہے۔ یہ ترجمہ آپ کے قلم سے وجود میں آیا، جس کی ادبیت کا اندازہ مطالعہ کے بعد ہی لگایا جا سکتا ہے۔ یہ درحقیقت آپ کی ادبی خدمات اور علمی گہرائی و گیرائی کا آئینہ دار ہے، اسی نوع کا ایک اور شاہ کار ''الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی'' از امام احمد رضا قادری کا اردو ترجمہ ہے، جو ممبئی سے مطبوع ہے۔ بلاشبہ یہ سب فضل ہے اللہ عزوجل کا، کرم ہے رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اور فیضان ہے اعلیٰ حضرت مجدد اعظم اور مفتی اعظم علیہما الرحمہ کا جو عالم اسلام کے روبرو آفتاب کی شکل میں جگمگا رہا ہے۔ دلوں کو ضوفشاں، اذہان کو درخشاں اور افکار و خیالات کو انوار علم و معرفت سے گل بداماں کر رہا ہے اور ساری خلقت اس کے فیضان سے مالا مال ہو رہی ہے۔

قارئین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس عظیم القدر تاریخی خاندان نے دینی وفقہی، تہذیبی وثقافتی خدمات کے ساتھ ساتھ ادبی وشعری میدان میں کس قدر خدمات انجام دی ہیں اور ہنوز سلسلہ جاری ہے، ہر کوئی اس حقیقت کو تسلیم کرتا اور مانتا ہے، علمی خدمات کے حوالے سے اس خانوادے کی ایک تاریخ ہے، تاریخ کا ایک نمایاں اور اہم باب ہے جو واقعی سراہے جانے کا حق دار ہے۔ اللہ عزوجل اس خانوادے کو مزید وسعت عطا کرے اور مزید خدمات کی توفیق رفیق بخشے۔

☆☆☆

زاہد نظر رضوی (ایم اے) مٹیا برج، کولکاتا ۲۴۔09831677824/09339854633

حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری رضوی ازہری مدظلہ العالی اپنی ذات بابرکات میں خود ایک یونیورسٹی کی حیثیت رکھتے ہیں ان کا علمی سرمایہ اور فقہی ذخیرہ آج یکجا کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں تاکہ آنے والی نسل اس سے فیض اٹھاسکے۔

حضور تاج الشریعہ فی زمانہ قادری سلسلہ کے ایک نامور بزرگ ہی نہیں ہے بلکہ ایک جید عالم دین اور مرجع فقہ وفتاویٰ بھی ہیں۔ آپ کے مریدوں اور شاگردوں کا حلقہ برصغیر پاک وہند کے ساتھ ساتھ یورپ وامریکہ اور افریقہ وعرب تک دراز ہے۔

ہمارے آقاومولیٰ حضور تاج الشریعہ نے جہاں علم دین کے چراغ کو اپنے خون وجگر دے کر روشن کرنے کی کوشش کی ہے وہیں عشق رسول، محبت پنجتن پاک اور حب اولیاء کرام کو عام کرتے پوری زندگی وقف کردی ہے۔

آپ کے پندونصائح، تصانیف وفتاویٰ میں یہ عناصر تفصیل سے پائے جاتے ہیں وہیں شاعری میں بھی ان جذبات کا اظہار ملتا ہے۔

یہاں موضوع سخن حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی شاعری کا فنی جائزہ کہ آپ کے شاعرانہ مزاج نے کتنی صنعتوں پر طبع آزمائی کی ہے۔ سفینۂ بخشش میں ذکر کردہ اشعار میں سے بعض کو صنعتی کسوٹی پر کھ کر دنیائے اردو ادب میں تاج الشریعہ کا کیا مقام ہے؟ بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس سلسلے میں علامہ عبدالستار ہمدانی مصروف برکاتی نوری صاحب قبلہ کی کتاب ''فن شاعری اور حسان الہند'' سے بھرپور مدد لی گئی ہے اور دوسرے شعراء کے اشعار بطور استدلال اسی کتاب سے اخذ کئے گئے ہیں۔

۱- صنعت استعارہ

اس صنعت کو کہتے ہیں کہ شاعر اپنے کلام میں کسی لفظ کے حقیقی معنی ترک کرکے اس کو مجازی معنی میں استعمال کرتا ہے اور ان حقیقی اور مجازی معنی کے درمیان تشبیہ کا علاقہ ہوتا ہے۔ (فیروز اللغات، ص ۴۱)

اے میرے ماہ کامل پھر آشکارا ہوجا
اکتاگئی طبیعت تاروں کی روشنی میں
(شکیل بدایونی)

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذی شان گیا
ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا

واللہ جو مل جائے میرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر، نہ پھر چاہے دلہن پھول
(حضور اعلیٰ حضرت)

علامہ ازھری فرماتے ہیں:
اختر خستہ کیوں اتنا بے چین ہے تیرا آقا شہنشاہ کونین ہے
لو لگا تو سہی شاہ لولاک سے غم مسرت کے سانچے میں ڈھل جائے گا
شہنشاہ کونین/ شاہ لولاک سے مراد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم
وجہ نشاط زندگی راحت جاں تم ہی تو ہو
روح روان زندگی جان جہاں تم ہی تو ہو
جان جاں/ جان جہاں مراد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم
جان تو کوئی جاناں قرار جاں تو کئی
جان جاں جان مسیحا آپ ہیں
جان جاں/ جان مسیحا سے مراد رسول پاک
منور میری آنکھوں کو مرے شمس الضحیٰ کر دیں
غموں کی دھوپ میں وہ سایۂ زلف دوتا کر دیں
شمس الضحیٰ سے مراد رسول پاک
تیری جاں بخشی کے صدقے اے مسیحائے زماں
سنگریزوں نے پڑھا کلمہ ترا جان جمال
مسیحائے زماں سے مراد رسول پاک

۲- صنعت تشبیہ

ایک چیز کو دوسری چیز کی مانند ٹھہرانا یا اس کی صنعت میں شریک قرار دینا (فیروز اللغات ص ۳۶۱)

نازکی ان کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے
(میر تقی میر)

چاند سے چہرے پہ بکھری ہے وہ زلف عنبریں
رات کیوں ہے آج اتنی دل ربا معلوم ہے
(ماہر چاند پوری)

دل کرو ٹھنڈا مرا، وہ کف پا چاند سا
سینہ پہ رکھ دو ذرا، تم پہ کروڑوں درود
(رضا)

پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام
(رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:
روئے انور کے سامنے سورج
جیسے اک شمع صبح گاہی ہے
اس شعر میں شاعر نے سورج کی تابش کو چہرۂ انور کے سامنے "شمع صبح گاہی" سے تشبیہ دی ہے

۳- صنعت مبالغہ

کسی بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا- حد سے زیادہ تعریف و بڑائی کرنا (فیروز اللغات ص ۱۱۹۳)

ہنس پڑے آپ تو بجلی چمکی
بال کھولے تو گھٹا لوٹ آئی
(امیر مینائی)

اے رضا خود صاحب قرآں ہے مداح حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی
(رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:
مہ و خورشید و انجم میں چمک اپنی نہیں کچھ بھی

اجالا ہے حقیقت میں انہیں کی پاک طلعت کی
قمر آیا ہے شاید ان کے تلوؤں کی ضیاء لینے
بچھا ہے چاند کا بستر مدینہ آنے والا ہے

قدم سے ان کے سر عرش بجلیاں چمکیں
کبھی تھے بند کبھی وا تھے دیدھائے فلک

نور کے ٹکڑوں پر ان کے بدر و اختر بھی فدا
مرحبا کتنی ہیں پیاری ان کی دلبرایڑیاں

مہر خاور پہ جمائے نہیں جمتی نظریں
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

۴-صنعت اقتباس

چنا ہوا کلام (فیروز اللغات ص ۱۰۵) یعنی شاعر اپنے شعر میں قرآن مجید کی آیت یا حدیث کی عبارت کا ٹکڑا لے اور اس عبارت کو عربی زبان میں ہی شعر میں نقل کرے۔

دھوپ کی تابش آگ کی گرمی
وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ (غالب)
رنگ اَوْ اَدْنٰی میں رنگین ہو کے اے ذوق طلب
کوئی کہتا تھا کہ لطفِ مَا خَلَقْنَا اور ہے (اقبال)
وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا، ذکر ہے اونچا تیرا (رضا)
پائے کو باں پل سے گزریں گے تیری آواز پر
رَبِّ سَلِّمْ کی صدا پر وجد لاتے جائیں گے (رضا)

علامہ ازہری صاحب فرماتے ہیں:

رَبِّ سَلِّمْ وہ فرمانے والے ملے کیوں ستاتے ہیں اے دل تجھے وسوسے
پل سے گزریں گے ہم وجد کرتے ہوئے کون کہتا ہے پاؤں پھسل جائے گا

شب معراج وہ اَوْحٰی کے اشارات کی رات
کون سمجھائے وہ کیسی تھی مناجات کی رات
ویدکے ہوں طالب جب خدا سے موسیٰ
ان سے لَنْ تَرَانِیْ کہہ دے رب تمہارا
پر تمہارے رب سے تم کو میرے مولیٰ
ہے پیام وصلت یارسول اللہ
نعرۂ رسالت یارسول اللہ
اِبْتَغُوْا فرماکے گویا رب نے یہ فرمادیا
بے وسیلہ نجدیو! ہرگز خدا ملتا نہیں

۵-صنعت تضاد

شعر میں ایسے دو الفاظ جمع کرنا جو معنی اور وصف میں ایک دوسرے کے خلاف ہوں یعنی ضد ہوں۔ پھر خواہ وہ دونوں اسم ہوں یا فعل ہوں، اس صنعت کو صنعت طباق و تضاد بھی کہا جاتا ہے (فن شاعری اور حسان الہند ص ۱۲۳)

فرش سے تا عرش واں طوفان تھا موج رنگ کا
یاں زمین سے آسمان تک سوختن کا باب تھا (غالب)
اس عالم ہستی میں مرنا ہے نہ جینا ہے
تو نے کبھی دیکھا نہیں مستوں کی نظر سے (اصغر گونڈوی)
وصل کی شب تھی تو کس درجہ سبک گزری تھی
ہجر کی شب ہے تو کیا سخت گراں ٹھہری ہے (فیض احمد فیض)
نہ آسماں کو یوں سرکشیدہ ہونا تھا
حضور خاک مدینہ خمیدہ ہونا تھا (رضا)
نار دوزخ کو چمن کردے بہار عارض
ظلمت حشر کو دن کردے نہار عارض (رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

جہاں میں ان کی چلتی ہے وہ دم میں کیا کردیں
زمیں کو آسماں کردیں ثریا کو ثرا کردیں

زمین v/s آسمان - ثریا v/s ثرا (متضاد الفاظ)

میری مشکل کو یوں آساں مرے مشکل کشا کردیں
ہراک موج بلا کو میرے مولیٰ ناخدا کردیں

مشکل v/s آساں

تبسم سے گماں گزرے شب تاریک پر دن کا
ضیاء رخ سے دیواروں کو روشن آئینہ کردیں

شب v/s دن - تاریک v/s روشن

کسی کو وہ ہنساتے ہیں کسی کو وہ رلاتے ہیں
وہ یونہی آزماتے ہیں وہ اب تو فیصلہ کردیں

ہنساتے ہیں v/s رلاتے ہیں

خلدزار طیبہ کا اس طرح سفر ہوتا
پیچھے پیچھے سرجاتا آگے آگے دل جاتا

پیچھے پیچھے v/s آگے آگے

یہ خاک کو چۂ جاناں ہے جس کے بوسہ کو
نہ جانے کب سے ترستے ہیں دیدہائے فلک

فلک v/s خاک

۲-صنعت حسن تعلیل

شاعر اپنے تخیل سے کسی چیز یا امر کی کوئی ایسی وجہ (علت) بیان کرے، جو دراصل اس کی علت نہیں ہوتی (فیروز اللغات ص ۵۶۹) یعنی کسی وصف کے لئے ایسی علت کا دعویٰ کرنا جو حقیقی نہ ہو

شب غم کی تیرگی میں مری آہ کے شرارے
کبھی بن گئے ہیں آنسو کبھی بن گئے ہیں تارے

(شکیل بدایونی)

میں چمن میں کیا گیا، گویا دبستاں کھل گیا
بلبلیں سن کر مرے نالے غزل خواں ہوگئیں

(غالبؔ)

خم ہوگئی پشت فلک اس طعن زمیں سے
سن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا

(رضاؔ)

غفلت شیخ و شاب پہ ہنستے ہیں طفل شیر خوار
کرنے کو گدگدی عبث آنے لگی بہائی کیوں

(رضاؔ)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

ہر شب ہجر لگی رہتی ہے اشکوں کی جھڑی
کوئی موسم ہو یہاں رہتی ہے برسات کی رات

تلاطم ہے یہ کیسا آنسوؤں کا دیدۂ تر میں
یہ کیسی موجیں آئی ہیں تمنا کے سمندر میں

عرصۂ حشر میں کھلی ان کی وہ زلف عنبریں
مینہ وہ جھوم کر گرا چھائی وہ دیکھئے گھٹا

رُخ تاباں نبی زلف معنبر پہ فدا
روز تابندہ پہ مستی بھری برسات کی رات

چھائی رہتی ہیں خیالوں میں تمہاری زلفیں
کوئی موسم ہو یہاں رہتی ہے برسات کی رات

۷-صنعت تجنیس کامل

شعر میں دوایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو حروف اور اعراب میں مساوی ہوں لیکن دونوں لفظوں کے معنی الگ الگ ہوں ۔یعنی وہ دونوں الفاظ تلفظ میں یکساں ہوں لیکن دونوں کا استعمال مختلف معنوں میں کیا گیا ہو۔(فیروز اللغات ۔ص۳۳۶)

جان دی ، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا
(غالبؔ)

تو نے سب اپنے کام بگڑ کر بنالیے
میری وفا، وہ کام جو بن کر بگڑ گیا
(فانی بدایونی)

نور وبنت نور و زوج نور وام نور ونور
نورمطلق کی کنیز، اللہ دے لیتا نور کا
(رضاؔ)

جنت ہے ان کے جلوہ سے جو پائے رنگ و بو
اے گل، ہمارے گل سے ہے گل کو، سوال گل
(رضاؔ)

علامہ ازہری فرماتے ہیں

مفتی اعظم کا ذرہ کیا بنا اختر رضا
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں
حاجتیں کس کو پکاریں کس کی جانب رخ کریں
حاجتیں مشکل میں ہیں مشکل کشا ملتا نہیں

۸-صنعت تجنیس ناقص

شعر میں ایسے دوالفاظ کا استعمال کرنا جو حروف میں یکساں ہوں لیکن اعراب میں مختلف ہوں اور دونوں لفظ مختلف معنی میں استعمال ہوئے ہوں (فن شاعری اور حسان الہند ص۱۵۳)

ادھر دامن کسی کا جھاڑ کر محفل سے اٹھ جانا
ادھر نظروں میں ہر ہر چیز کا بیکار ہوجانا
(جگر مرادآبادی)

ادھر وفا کو گلہ ہے کہ دل لہو نہ ہوا
ادھر ستم کو شکایت کہ قدرداں نہ ملا
(غلام ربانی تاباں)

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
ان کا ان کا تمہارا ہمارا نبی
(رضاؔ)

عالم علم دوعالم ہیں حضور
آپ سے کیا عرض حاجت کیجیے
(رضاؔ)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

موت عالم سے بندھی ہے موت عالم بے گماں
روح عالم چل دیا عالم کو مردہ چھوڑ کر

تم کیا گئے مجاہد ملت جہاں گیا
عالم کی موت کیا ہے عالم کی ہے فنا

صنعت مراعات النظیر

شعر میں ایسی کئی چیزوں کا ذکر کرنا جن میں باہم مناسبت ہو (فیروز اللغات ص۱۲۲۳)

قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھوں
میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں
(غالبؔ)

نہ بادہ ہے، نہ صراحی، نہ دور پیمانہ

فقط نگاہ سے رنگیں ہے بزم میخانہ

(اقبال)

شاخ قامت شہ میں زلف وچشم ورخسار ولب ہیں
سنبل نرگس گل پنکھڑیاں قدرت کی کیا پھولی شاخ

(رضا)

نبوی مینھ، علوی فصل، بتولی گلشن
حسنی پھول، حسینی ہے مہکنا تیرا

(رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

سر ہے سجدے میں خیال رخ جاناں دل میں
ہم کو آتے ہیں مزے ناصیہ فرسائی کے

(سر+سجدہ+ناصیہ فرسائی (سب کا آپس میں مناسبت ہے)

یہی کہتی ہے رندوں سے نگاہ مست ساقی کی
درمیخانہ وا ہے میکشوں کی عام دعوت ہے

رند+ساقی+میخانہ+میکشوں (آپس میں مناسبت ہے)

یہ مجھ سے کہتی ہے دل کی دھڑکن کہ دست ساقی سے جام لیلے
وہ دور ساغر کا چل رہا ہے شراب رنگیں چھلک رہی ہے

ساقی+جام+دور+ساغر+شراب+چھلکنا (آپس میں مناسبت ہے)

اٹھاؤ بادہ کشو! ساغر شراب کہن
وہ دیکھو جھوم کے آئی گھٹا مدینے میں

بادہ کشو+ساغر+شراب+جھومنا (آپس میں مناسبت ہے)

اصل شجر میں ہو تم ہی نخل و ثمر میں ہو تم ہی
ان میں عیاں تم ہی تو ہو ان میں نمایاں تم ہی تو ہو

شجر+نخل—+ثمر (آپس میں مناسبت ہے)

۹- صنعت ترصیع

شاعری کی اس صنعت کو کہتے ہیں جس میں دونوں مصرعوں کے الفاظ ہم وزن ہوں (فیروز اللغات ص ۳۵۵)

پہلا مصرعہ

نام	تیرا	ہے	زندگی	میری

دوسرا مصرعہ

کام	میرا	ہے	بندگی	تیری

(رضا)

پہلا مصرعہ

سب	سے	اولیٰ	و	اعلیٰ	ہمارا	نبی

دوسرا مصرعہ

سب	سے	بالا	و	والا	ہمارا	نبی

(رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں

صداقت	ناز	کرتی	ہے	امانت	ناز	کرتی	ہے
حمیت	ناز	کرتی	ہے	مروت	ناز	کرتی	ہے

یا	رسول	اللہ	مدینہ	کی	فضاؤں	کو	سلام
یا	رسول	اللہ	طیبہ	کی	ہواؤں	کو	سلام

۱۰- صنعت مقابلہ

شعر میں پہلے چند ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو ایک دوسرے کے ساتھ موافقت رکھتے ہوں۔ ان کا ذکر کرنے کے بعد پھر ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو اول الذکر کے اضداد ہوں (فن شاعری اور احسان الہند ص ۱۶۵)

ظلمت کدے میں میرے شب غم کا جوش ہے
اک شمع ہے دلیل سحر سو خموش ہے

(غالبؔ)

ہوکر جمود گلشن جنت سے بے نیاز
دوزخ کے بے پناہ شراروں پہ رقص کر
(شکیل بدایونی)

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب
(رضاؔ)

دندان ولب وزلف ورخ شہ کے فدائی
ہیں درعدن، لعل یمن مشک ختن پھول
(رضاؔ)

علامہ ازہری فرماتے ہیں

ڈوبے رہتے ہیں تیری یاد میں جو شام وسحر
ڈوبتوں کو وہی ساحل سے لگا جاتے ہیں

شام کے مقابلے میں سحر اور ڈوبے رہتے ہیں کے مقابلے لگائے جاتے ہیں۔

سحر دن ہے اور شام طیبہ سحر ہے
انوکھے ہیں لیل و نہار مدینہ

سحر اور نہار میں موافقت اور لیل وشام میں موافقت سحر کے مقابلے میں شام اور لیل کے مقابلے میں نہار۔

۱۱۔ صنعت تنسیق الصفات

کسی کا تذکرہ، بہت صفات کے ساتھ کرنا، پھر چاہے وہ تعریف میں ہو یا مذمت میں ہو۔

(فن شاعری اور حسان الہند ص ۱۹۳)

حسن بے پروا خریدار متاع جلوہ ہے
آئینہ زانوے فکر اختراع جلوہ ہے
(غالبؔ)

تجاہل، تغافل، تبسم، تکلم
یہاں تک تو پہنچے وہ مجبور ہوکر
(جگر)

تو ہے خورشید رسالت پیارے، چھپ گئے تیری ضیا میں تارے
انبیاء اور ہیں سب مہ پارے، تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں
(رضا)

شافی ونافی ہوتم، کافی و وافی ہوتم
درد کو کردو دوا، تم پہ کروڑوں درود
(رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

وہی تبسم، وہی ترنم، وہی نزاکت، وہی لطافت
وہیں ہیں عذدیدہ نگاہیں کہ جس سے شوخی ٹپک رہی ہے

گدا گر ہے جو اس گھر کا وہی سلطان قسمت ہے
گدائی اس در والا کی رشک بادشاہت ہے

تاج وقار خاکیاں، نازش عرش و عرشیاں
فخر زمین و آسماں فخر زماں تم ہی تو ہو

تم جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا تم جو نہ ہو تو کچھ نہ ہو
جانِ جہاں تم ہی تو ہو جانِ جناں تم ہی تو ہو

۱۲۔ صنعت مقلوب مستوی

شعر میں ایسے الفاظ کا استعمال کرنا کہ اس لفظ کو الٹا کر کے پڑھا جائے، تو بھی وہ سیدھی طرح رہتا ہے یعنی سیدھا اور الٹا یکساں پڑھا جائے مثلاً دید (فیروز اللغات ص ۱۲۷۵)

پیدا ہوئی ہے کہتے ہیں ہر درد کی دوا

یوں ہو تم چارۂ غم الفت ہی کیوں نہ ہو

(غالب)

عشق نے دل میں جگہ کی تو قضا بھی آئی
درد دنیا میں جب آیا تو دوا بھی آئی

(فانی)

دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسا تیرا

(رضا)

دید گل اور بھی کرتی ہے قیامت دل پر
ہم صفیر و ہمیں پھر سوئے قفس جا دو

(رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

اے مسیحا ترے بیمار ہیں ایسے بیمار
جہاں بھر کا دکھ درد مٹا جاتے ہیں

ہزاروں درد سہتا ہوں اسی امید میں اختر
کہ ہرگز رائیگاں فریاد روحانی نہیں جاتی

درد الفت میں دے مزہ ایسا
دل نہ پائے کبھی قرار سلام

کس دل سے ہو بیاں بے داد ظالماں
ظالم بڑے شریر ہیں یاغوث المدد

۱۳-صنعت حسن طلب

لطیف اشارہ کرکے کوئی چیز مانگنا۔ مانگنے کا اچھا طریقہ

(فیروز اللغات ص:۵۶۹)

آتا ہے داغ حسرت دل کا شمار یاد
مجھ سے مرے گنہ کا حساب اے خدا نہ مانگ

(غالب)

تجھ کو اپنے لب گلرنگ کی خوشبو کی قسم
شام ہجراں کی ہواؤں کو معطر کردے

کریم اپنے کرم کا صدقہ لئیم بے قدر کو نہ شرما
تو اور رضا سے حساب لینا رضا بھی کوئی حساب میں ہے

(رضا)

ہم سیہ کاروں پہ یارب تپش محشر میں
سایہ افگن ہوں تیرے پیارے کے پیارے گیسو

(رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں

داغ فرقت طیبہ، قلب مضمحل جاتا
کاش گنبد خضرا دیکھنے کو مل جاتا

دل پہ وہ قدم رکھتے نقش پایہ دل بنتا
یا تو خاک پا بن کر پا سے متصل جاتا

گردش دوراں نے پامال کیا مجھ کو حضور
اپنے قدموں میں سلاؤ تو بہت اچھا ہو

غم ہیم سے یہ بستی میری ویران ہوئی
دل میں اب خود کو بساؤ تو بہت اچھا ہو

یوں نہ اختر کو پھراؤ میرے مولیٰ دردر
اپنی چوکھٹ پہ بٹھاؤ تو بہت اچھا ہو

۱۴۔صنعت مسمط

وہ نظم جس کے ہر شعر میں تین تین ٹکڑے، ہم قافیہ ہوں۔
اس نظم میں تین سے لے کر دس اشعار ہوں اور ان تمام اشعار میں کئی جگہ ایک قسم کا قافیہ ہو۔ (فیروز اللغات ص ۱۲۴۷)

وہ کب کے آئے بھی اور گئے بھی، نظر میں اب تک سما رہے ہیں
یہ چل رہے ہیں، وہ پھر رہے ہیں، وہ آ رہے ہیں، وہ جا رہے ہیں
(جگر مرادآبادی)

اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم، جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم، پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں
(رضا)

اپنے دل کا ہے انہیں سے آرام، سونپے ہیں جس نے اپنے انہیں کو
سب کام لو لگی ہے کہ اب اس در کے غلام، چارۂ درد رضا کرتے ہیں

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

کسی کو وہ ہنساتے ہیں، کسی کو وہ رلاتے ہیں
وہ یونہی آزماتے ہیں، وہ اب تو فیصلہ کریں

صداقت ناز کرتی ہے، امانت ناز کرتی ہے
حمیت ناز کرتی ہے، مروت ناز کرتی ہے

روح رواں زندگی، تاب وتواں زندگی
امن وامان زندگی، شاہ شہاںتم ہی تو ہو

۱۵۔صنعت اشتقاق

اشتقاق =ایک کلمہ سے دوسرے کلمہ بنانا (فیروز اللغات) یعنی شاعر کا اپنے شعر میں ایسے چند الفاظ کا استعمال کرنا جو ایک ہی ماخذ اور ایک ہی اصل سے ہوں۔ نیز وہ الفاظ معنی کے اعتبار سے بھی موافقت رکھتے ہوں۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
(رضا)

سارے اچھوں سے اچھا سمجھئے جسے
ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی
(رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں:

ہوا طالب طیبہ مطلوب طیبہ
طلب تیری اے منتظر ہو رہی ہے
طالب مطلوب اور طلب کا ماخذ ایک ہی ہے

گنہگارا! نہ گھبراؤ کہ اپنی
شفاعت کو شفیع المذنبیں ہے
شفاعت اور شفیع کا ماخذ ایک ہی ہے

کیجیے یاد ختام الانبیاء
ختم یوں ہر رنج و کلفت کیجیے
ختام اور ختم ماخذ ایک ہی ہے

۱۶۔صنعت سیاق الاعداد

شاعر اپنے شعر میں مختلف اعداد کا استعمال کرے پھر وہ اعداد چاہے ترتیب وار ہوں خواہ بے ترتیب ہوں لفظ ''سیاق'' کے لغوی معنی ربط مضمون، حساب، گنتی، دفتری اصطلاح، حساب کے قاعدے وغیرہ ہیں (فیروز اللغات ص ۸۲۵) نوٹ: شعر میں ایک

سے زائد اعداد کا ذکر کرنا لازمی ہے۔

عمر دراز مانگ کے لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں
(ظفر)

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا
(رضا)

ہائے غافل وہ کیا جگہ ہے جہاں
پانچ جاتے ہیں چار پھرتے ہیں
(رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں

مصطفائے ذات یکتا آپ ہیں
یک نے جس کو یک بنایا آپ ہیں
(اس میں دو مرتبہ یک (ایک) کا استعمال کیا گیا ہے۔)

جھک کے مہر و ماہ گویا دے رہے ہیں یہ صدا
دوسرا میں کوئی تم سا دوسرا ملتا نہیں
(دوسرا دو مرتبہ شعر میں استعمال کیا گیا ہے)

یکتا ہیں جس طرح وہ ہے ان کا غم بھی یکتا
خوش ہوں کہ مجھ کو دولت آنسو مل گئی
(یکتا کا دو مرتبہ استعمال کیا گیا ہے)

چار یاروں کی ادائیں جس میں تھیں جلوہ نما
چار یاروں کا وہ روشن آئینہ ملتا نہیں
(چار شعر میں دو مرتبہ استعمال کیا گیا ہے)

۱۷۔ صنعت مقلوب کُل

شعر میں ایسے الفاظ کا استعمال کرنا کہ اس کو بالترتیب الٹا دیں تو بامعنی لفظ بن جائے، مثلاً ''مان'' کو الٹا دیا تو ''نام'' بنا۔ اناج کو الٹایا تو ''جانا'' بنا۔ (فیروز اللغات ص ۱۲۷۵)

کھلونا تو نہایت شوخ و رنگین ہے تمدن کا
معرف میں بھی ہوں لیکن کھلونا پھر کھلونا ہے
(جوش)

سب قتل ہو کے تیرے مقابل سے آئے ہیں
ہم لوگ سرخ رو ہیں کہ منزل سے آئے ہیں

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا
(رضا)

نہ روح امیں نہ عرش بریں، نہ لوح مبیں، کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں، جو رمزیں کھلیں، ازل کی نہاں تمہارے لئے
(رضا)

علامہ ازہری فرماتے ہیں

تمہارے در پہ جو میں باریاب ہو جاؤں
قسم خدا کی شہا کامیاب ہو جاؤں
اس شعر میں لفظ ''در'' کو الٹا دینے سے رد (انکار) بنتا ہے

مر نہ جانا متاع دنیا پہ
سن کے تو مالدار کی باتیں
اس شعر میں لفظ ''جانا'' کو الٹا دینے سے اناج (غلہ) بنتا ہے

تاج وقار خاکیاں نازش عرش و عرشیاں
فخر زمین و آسماں فخر زماں تم ہی تو ہو
اس شعر میں لفظ ''عرش'' کو الٹا دینے سے ''شرع'' بنتا ہے۔

جہاں میں ان کی چلتی ہے وہ دم میں کیا سے کیا کر دیں
زمیں کو آسماں کر دیں ثریا کو ثرا کر دیں
اس شعر میں لفظ ''دم'' کو الٹا دینے سے ''مد'' بنتا ہے اور کیا کو الٹا دینے سے ''ایک'' بنتا ہے۔

کلام تاج الشریعہ اور رد وہابیہ

غلام مصطفیٰ رضوی (نوری مشن مالیگاؤں)
e-mail:noori_mission@yahoo.com

زہد وورع، تقویٰ وطہارت، شرافت ونجابت، اخلاق و کردار کی چمک دمک، اخلاص کا جوہر اور افکار کی تابندگی نیز علم وعمل کی جولانی ان خوبیوں اور خصائل کا شخص واحد میں یک جا ہو جانا حیرت وتعجب کی بات ہے۔ عصر حاضر میں اس خصوص میں نابغۂ عصر تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں ازہری اختر بریلوی مدظلہ العالی کی شخصیت بڑی نمایاں وممتاز ہے۔ اکناف عالم میں آپ کے پائے اور مرتبے کا کوئی عالم نظر نہیں آتا۔ آپ کی دینی وعلمی، دعوتی وتبلیغی، فکری وفقہی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع، ہمہ پہلو اور ہمہ وصف ہے۔ ان تمام خوبیوں پر مستزاد یہ کہ آپ ایک باکمال اور محتاط نعت گو شاعر بھی ہیں۔

دین پر تصلب واستقامت کا جوہر ورثے میں ملا ہے بایں سبب احقاق حق وابطال باطل میں اس دور میں امتیازی شان رکھتے ہیں جو مثالی بھی ہے اور ایمان افروز بھی۔ مصلحت اور مفاد کے اس ماحول میں جب کہ بہت سے صاحبان جاہ وکلاہ بھی مداہنت سے کام لے لیتے ہیں، تاج الشریعہ کے یہاں عقیدہ وایمان کے بارے میں کسی قسم کی مصلحت یا سمجھوتے کا گزر تک نہیں بلکہ شریعت کی بالادستی اور پاس داری کا ہر آن پاس ولحاظ رکھتے اور اسی کی تعلیم وتلقین کرتے ہیں۔

آپ عالم اسلام کے مرجع فتاویٰ ہیں، فن تفسیر اور حدیث وفقہ میں مہارت رکھتے ہیں ساتھ ہی شعری ذوق بھی وراثت میں ملا ہے، جدید لب ولہجے میں دست رس رکھتے ہیں۔ تصلب فی الدین اور عقیدے کی پختگی آپ کی شخصیت کے اہم پہلو ہیں اور یہی اوصاف آپ کے شعر شعر میں پیوست ونمایاں نظر آتے ہیں۔ اور یہ درس امام احمد رضا محدث بریلوی کا بھی ہے کہ ؏

دشمن احمد پہ شدت کیجیے

دین وایمان کی سلامتی کو مقدم رکھنا ہی چاہیے، اگر یہ سلامت نہیں تو جینا کیا جینا ہے، زندگی بے کیف ہو جاتی ہے، اگر ایمان کا جوہر سلامت ہے تو زندگی کا سرور باقی ہے، حیات کی تازگی وتمکنت اور رعنائی باقی ہے اور اس کے لیے ان فرقوں اور گروہوں سے بہر صورت بچنا ہوگا جو عقیدے کو تباہ کر دینے پر آمادۂ پیکار ہیں، جو متاع ایمانی کو لوٹنے کی تاک میں ہر آن لگے ہوئے ہیں، ان کے دام فریب سے آگہی رکھنا، ان کے شر سے قوم کو باخبر کرنا ضروری ہے، اس رخ سے تاج الشریعہ حضرت اختر بریلوی کے اشعار میں کافی مواد ملتا ہے اور یہ عہد کی ضرورت بھی ہے اور دین کے فکری اثاثے کے تحفظ کا ایک اہتمام بھی۔

شعرا نے عہد کے تقاضوں کا التزام صنف نعت میں بھی ملحوظ رکھا، اور یہ روایت عہد رسالت سے برابر چلی آ رہی ہے، جب کفار مکہ اور دشمنان رسول گستاخی واہانت کے بول بولتے تو

ان کی ہجو میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشعار کہتے، نعت میں جہاں اوصاف مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان کرتے وہیں دشمنوں کی مذمت بھی کرتے اور ان پر تنقید بھی۔ اور یہ سلسلہ بعد کے عہد میں پورے اہتمام کے ساتھ قائم رہا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کو مسلمانوں کی ایمانی شوکت وحمیت کا اندازہ ومشاہدہ ہو چلا تھا، انھوں نے مسلمانوں میں انتشار وافتراق کا ایک منظم اور عملی منصوبہ بنایا اور عظمت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقوش دل آویز کو دلوں سے جدا کرنے کے لیے نام نہاد علما خریدے گئے، ان کے قلم سے بارگاہ رسالت میں گستاخی واہانت کروائی گئی، بے ادبی اور توہین کے کلمات لکھوائے گئے، اور یوں مسلمانوں میں کئی بدعقیدہ فرقے وجود پا گئے۔ ان میں وہابی، دیوبندی، قادیانی، غیر مقلد وغیرہم زیادہ نمایاں ہیں جن کے لٹریچر میں توہین رسالت کا پہلو کثرت سے ملتا ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی نے ان کے مکروفریب سے ملت کو خبردار کرنے کے لیے درجنوں کتابیں تصنیف کیں اور ملت کے اساسی سرمائے ''ناموس رسالت'' کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا، اس سلسلے میں آپ کے دیوان ''حدائق بخشش'' کا بھی اہم کردار رہا ہے۔ اور یہی وصف تاج الشریعہ حضرت اختر بریلوی کی شاعری میں بھی مستور ہے۔

شعر گوئی اور سخن آرائی میں تاج الشریعہ کو خاص ملکہ حاصل ہے۔ اس جہت میں کام یاب گزرنے کے لیے بڑی مہارت وریاضت نیز مشق درکار ہوتی ہے، لیکن تاج الشریعہ شعر برائے شعر نہیں کہتے بلکہ اظہار عشق اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسکین کے لیے اشعار نوک قلم سے صفحۂ قرطاس پر جلوہ گر ہو جاتے ہیں، آپ کی شاعری محبت کی آئینہ دار ہے، جس میں عشق و عرفان کی جلوہ سامانی ہے، اور قلبی واردات موروثی امانت کی ترسیل کا نقش جمیل ہے، مولانا قاضی شہید عالم رضوی تحریر فرماتے ہیں:

''تاج الشریعہ کی شخصیت کا بہ غور مطالعہ کرنے سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ آپ کو دین ومذہب سے والہانہ وابستگی کے ساتھ ساتھ موزونیِ طبع، خوش کلامی، شعر فہمی اور شاعرانہ ذوق بھی ورثے میں ملا ہے۔''

شعروادب میں نشتریت وتنقید کی فنی حیثیت مسلم رہی ہے، یہ جوہر تاج الشریعہ کے اشعار میں پورے طور پر موجود ہے جیسا کہ اس مضمون میں اسی حوالے سے اجمالی جائزہ پیش کیا جائے گا۔ اس جائزہ کے لیے بہ طور ماخذ آپ کا نعتیہ دیوان ''سفینۂ بخشش'' (مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی ۲۰۰۶ء) پیش نظر ہے۔

وہابی و دیوبندی علما نے اپنی کتابوں میں جو اہانتیں بارگاہ رسالت میں کی ہیں وہ اس قدر شدید ہیں کہ ایک مومن کا کلیجا انھیں پڑھ کر کانپ اٹھتا ہے اور ان سے نفرت کے جذبات خود بہ خود ابھر آتے ہیں جس کا اظہار کبھی الفاظ میں، کبھی حرکات و سکنات اور گفتگو میں اور کبھی اشعار میں ہوتا ہے۔ تاج الشریعہ کے اشعار میں نشتریت کے اس رنگ کے ملاحظہ سے قبل عشق ووارفتگی کی تپش کا اندازہ لگائیں کہ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا داغ سینے میں بس جائے تو وہ ظلمتوں کی تاریکی میں روشنی کا ہالہ بن جاتا ہے، اس رخ سے ہمارے ممدوح کیا دل لگتی بات کہتے ہیں جو دل میں بس کے رہ جاتی ہے اور فکر کی گہرائی میں اتر جاتی ہے۔

ظلمتوں میں روشنی کے واسطے
داغ سینہ کی حفاظت کیجیے

وارفتگی وجاں نثاری کا درس بھی خوب دیا ہے، جو دل میں نقش کر لینے سے تعلق رکھتا ہے، کیسا ایمان افروز مضمون باندھا ہے کہ ایمان کی کھیتی سرسبز وشاداب ہو جاتی ہے، زبان عش عش کر اٹھتی ہے اور مضمون آفرینی کے جلوے شعری حسن کو دوچند کردیتے ہیں۔

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دیں
پدر، مادر، برادر، مال و جاں ان پر فدا کر دیں

جب توہین رسالت معمول بن جائے اور گستاخی مشن تو ان کے لیے ذکر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بڑا بھاری ہوتا

ہے اس ذکر سے ان کے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے لیکن ایمان والے کی علامت ہے کہ "وصف ماہ طیبہ" اور "ذکر سرکار" سے اپنے قلب بے چین کو تسکین دیتے رہتا ہے بھلے سے کسی کی حالت "غیر" ہوجائے یا حسد سے دل جل جل انھیں یا سینے پھکنے لگیں۔

میں وصف ماہ طیبہ کر رہا ہوں
بلا سے گر کوئی چیں بر جبیں ہے
ذکر سرکار بھی کیا آگ ہے جس سے سنی
بیٹھے بیٹھے دل نجدی کو جلا جاتے ہیں
تیز کیجئے سینۂ نجدی کی آگ
ذکر آیات ولادت کیجئے

دیوبندی پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی نے صحیح روایات کے ساتھ بھی میلاد پڑھنے کو ناجائز بتایا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۳۱، مطبوعہ فرید بک ڈپو دہلی) تو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان کی کیفیت ضرور مضمحل ہو جاتی ہوگی اسی لیے یہ اس سے خار کھاتے ہیں۔ اور اس کے منانے والوں پر جلتے، برستے اور کڑھتے ہیں۔

وہابیوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے:

"جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں خواہ انبیا ہوں یا اولیا ہوں وہ سب کے سب اللہ کے بے بس بندے ہیں اور ہمارے بھائی ہیں مگر حق تعالیٰ نے انھیں بڑائی بخشی تو ہمارے بڑے بھائی کی طرح ہوئے۔" (تقویۃ الایمان، مطبوعہ مکتبہ تھانوی دیوبند، ص ۷۱)

ان کے ایک دوسرے پیشوا مولوی قاسم نانوتوی لکھتے ہیں:

"انبیا اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔" (تحذیر الناس، مطبوعہ دار الکتاب دیوبند، ص ۸)

ان دونوں عبارتوں میں کس جسارت اور بے باکی سے شان رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں توہین و بے ادبی کی گئی ہے۔ ان میں توہین کے کئی پہلو ہیں، پہلی عبارت میں انبیا واولیا کو بے بس کہا گیا، بڑا بھائی کہا گیا ہے۔ دوسری عبارت میں بھی ہمسری بلکہ معاذ اللہ "عمل میں سبقت لے جانے" کا گھنونا عقیدہ رچا گیا ہے۔ حالاں کہ رحمت عالم نبی کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان وعظمت، شرف وفضیلت، اختیار وعطا، نوازش و سخاوت کا یہ حال کہ بہ قول تاج الشریعہ۔

جہاں بانی عطا کر دیں بھری جنت ہبہ کر دیں
نبی مختار کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں

نبی کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دعویٰ ہمسری کرنیوالوں کو یہ آیت مبارکہ دعوت غور وفکر دیتی ہے:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ (البقرۃ:۲۵۳)

"یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا" (کنز الایمان)

اس کے تحت مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی "خزائن العرفان" میں تحریر فرماتے ہیں: "آیت میں حضور کی اس رفعت مرتبت کا بیان فرمایا گیا اور نام مبارک کی تصریح نہ کی گئی اس سے بھی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوے شان کا اظہار مقصود ہے کہ ذات والا کی یہ شان ہے کہ جب تمام انبیا پر فضیلت کا بیان کیا جائے تو سوائے ذات اقدس کے یہ وصف کسی پر صادق ہی نہ آئے اور کوئی اشتباہ راہ نہ پا سکے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ فضائل وکمالات جن میں آپ تمام انبیا پر فائق و افضل ہیں اور آپ کا کوئی شریک نہیں بے شمار ہیں کہ قرآن کریم میں یہ ارشاد ہوا درجوں بلند کیا ان درجوں کی کوئی شمار قرآن کریم میں ذکر نہیں فرمائی تو اب کون حد لگا سکتا ہے۔" (خزائن العرفان)

اس صراحت کی روشنی میں ہمسری کا دعویٰ کرنے والے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بڑا بھائی کہنے والے بے نقاب ہو جاتے ہیں۔ ان کی چیرہ دستی کا عقدہ کھل جاتا ہے۔ فریب آشکار ہو

جاتا ہے تاج الشریعہ نے ایسے بے ادب گروہ پر جو نشتر لگائے ہیں اس کی ایک جھلک دیکھیں۔

وہی جو رحمۃ للعالمیں ہیں جان عالم ہیں
بڑا بھائی کہے ان کو کوئی اندھا بصیرت کا
وہ رگ جان دو عالم ہیں بڑے بھائی نہیں
ہیں یہ سب پھندے بُرے تیرے بڑے بھائی کے
بھلا دعوے ہیں ان سے ہمسری کے
سر عرش بریں جن کا قدم ہے
کر کے دعویٰ ہمسری کا کیسے منھ کے بل گرا
مٹ گیا وہ جس نے کی توہین سلطان جمال

رفعت وشان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیان میں خصائص مبارکہ "رحمۃ للعالمین" اور "جان عالم" و "رگ جان عالم" کہہ کر منکرین کا رد کیا گیا ہے اور یہ کہ جن کا قدم مبارک عرش بریں پر ہے ان کی عظمت کیسی ارفع واعلیٰ ہے۔ ہمسری کا دعویٰ کرنے والوں کے ہاتھ سے ایمان جاتا رہا اور وہ ذلت ونکبت سے دو چار ہو کر بصیرت وبصارت سے بھی عاری ہو گئے۔ جنون خلد میں عقل ذائل ہو گئی اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے "فتاویٰ رشیدیہ" (ص ۵۹۷) میں کوا کھانے کو ثواب لکھا ہے۔ ان کے اس پہلو پر نشتر زنی ملاحظہ ہو۔

جو جنون خلد میں کووں کو دے بیٹھے دھرم
ایسے اندھے شیخ جی کی پیروی اچھی نہیں
عقل چوپایوں کو دے بیٹھے حکیم تھانوی
میں نہ کہتا تھا کہ صحبت دیو کی اچھی نہیں

دوسرے شعر میں مولوی اشرف علی تھانوی کے اس عقیدے کا رد ہے جو اس نے علم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انکار میں لکھا:

"اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔" (حفظ الایمان، مطبوعہ دار الکتاب دیوبند، ص ۱۵)

تو اس نے علم غیب کو حیوانات کے علم سے تشبیہ دی (معاذ اللہ) اس نے تو گویا اپنی عقل چوپایوں کو دے ڈالی اور حق کے راستے سے الگ ہو بیٹھے۔ علم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق قرآن مقدس میں ارشاد ہوتا ہے: اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ (الرحمٰن: ۱-۲) "رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا" (کنز الایمان)

خود حق تعالیٰ جس ذات کا پڑھانے والا ہو اس کے علم کی بلندی کا کیا عالم ہو گا انسانی عقلیں اس کی بلندی کو نہیں ناپ سکتیں۔ حاسدین کا حال تاج الشریعہ کی زبانی سنیے۔

ان کا سایہ سروں پر سلامت رہے
منھ سڑاتے رہیں یوں ہی دشمن سدا
ان کے حاسد پہ وہ دیکھو بجلی گری
وہ جلا دیکھ کر وہ جلا وہ جلا
وہ جلیں گے ہمیشہ جو تجھ سے جلیں
مر کے بھی دل جلوں کو نہ چین آئے گا

محبت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایمان کی جان ہے اس محبت والفت کے ساتھ جو سجدہ بارگاہ الٰہی میں کیا جائے گا مقبول ہو گا بے اس محبت سجدہ قبول نہ ہو گا اور ماتھے سے دل کی سیاہی کا داغ ہویدا ہو گا

جبین وہابی پہ دل کی سیاہی
نمایاں ہوئی جیسے ہو مہر شاہی
کہ ایں سجدہ ہائے بغیر محبت
نہ یابند ہرگز قبول از الٰہی

———

سجدہ بے الفت سرکار عبث اے نجدی
مہر لعنت ہیں یہ سب داغ جبیں سائی کے

وسیلے سے متعلق دلائل و براہین کے انبار موجود ہیں اس کے باوجود وہابیہ وسیلے کے منکر ہیں۔ قرآن مقدس کا ارشاد ہے:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ (المآئدۃ:۳۵)

"اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔" (کنزالایمان)

انبیا و اولیا بارگاہ الٰہی کے مقبولین و محبوبین ہیں اور وسیلہ۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک رسائی کے لیے بھی وسیلہ درکار ہے۔ آیت مذکورہ کے حوالے سے تاج الشریعہ کا یہ شعر دیکھیں۔

ابتغوا فرما کے گویا رب نے یہ فرما دیا
بے وسیلہ نجدیو! ہرگز خدا ملتا نہیں

نجدی تحریک کو پروان چڑھانے میں انگریزوں کی معاونت و مشاورت رہی ہے جس کے شواہد بھی موجود ہیں۔ اس تحریک نے حجاز مقدس پر قبضہ جمایا، مسلمانوں سے قتال کیا، مال و اموال چھینے، مسلمانوں پر شرک و بدعت کے فتوے عائد کیے، مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کی۔ ان کے ہاتھوں جاری تباہی و بے حرمتی کے ضمن میں تاج الشریعہ نے دعائیہ انداز میں حجاز سے ان کے انخلا کا مضمون باندھا ہے۔

نجدیوں کی چیرہ دستی یا الٰہی! تا کجے
یہ بلائے نجدیہ طیبہ سے جائے خیر سے

دفع ہو طیبہ سے یہ نجدی بلا
یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) عجلت کیجئے

دفع طیبہ سے ہو یہ نجدی بلا
یارسول اللہ عجل بالجلاء

وہابیہ حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بھی منکر ہیں اس تعلق سے "تقویۃ الایمان" میں مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ "رسول خدا مر کر مٹی میں مل گئے۔" (ص ۱۹) معاذ اللہ۔ اس عبارت کو تقویۃ الایمان کے جدید ایڈیشن میں رد و بدل کر دیا گیا ہے۔ صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی تحریر فرماتے ہیں: "انبیا علیہم السلام اور اولیائے کرام و علمائے دین و شہدا و حافظان قرآن کہ قرآن مجید پر عمل کرتے ہوں اور وہ جو منصب محبت پر فائز ہیں اور وہ جسم جس نے کبھی اللہ عز وجل کی معصیت نہ کی اور وہ کہ اپنے اوقات درود شریف میں مستغرق رکھتے ہیں ان کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی، جو شخص انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں یہ خبیث کلمہ کہے کہ "مر کر مٹی میں مل گئے" گمراہ بد دین خبیث مرتکب توہین ہے۔" (بہار شریعت، حصہ اول، ج ۱، مطبوعہ فاروقیہ بک ڈپو دہلی، ص ۲۷۔۲۸)

اس بابت تنقید کا رنگ ملاحظہ ہو اور حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق عقیدے کی صراحت کا واضح پہلو بھی۔

مر کے مٹی میں ملے وہ نجدیو! بالکل غلط
حسب سابق اب بھی ہیں مرقد میں سلطان جمال

اشعار تاج الشریعہ سے اس مضمون میں وہابیہ کے رد و ابطال میں تشریت کے صرف چند نمونے پیش کیے گئے۔ ان شاء اللہ پھر کبھی مزید اشعار کا جائزہ پیش کیا جائے گا اور باطل فرقوں کے سد باب کے دوسرے شعری محرکات پر بھی روشنی ڈالی جائے گی۔ ضرورت ہے کہ اعتقادی خدمات اور فروغ حق کے موضوع پر "سفینۂ بخشش" کا علمی جائزہ لیا جائے یہ کام بزم ادب کا کوئی شناور ہی کر سکتا ہے ایسے محققین کو اس سمت توجہ کرنی چاہیے۔ اسی طرح ذکر کردہ موضوع پر تاج الشریعہ کا نثری اثاثہ جو تصانیف و تالیفات نیز فتاویٰ پر مبنی ہے وہ بھی خاصی اہمیت رکھتا ہے نیز ان سے اعتقادی پختگی اور ایمان کی مضبوطی کا درس ملتا ہے۔

تاج الشریعہ اور مناقب الاولیاء

مولانا نیاز احمد قادری، مدرسہ حسینیہ غوثیہ ضیا برج، کولکاتا☆

اللہ کے پیارے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ کا بندہ اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری میں اپنی زندگی ایثار کردیتا ہے تو رب العزت عزوجل اس کے تعلق سے بندوں کے دلوں میں اس کی محبت راسخ فرمادیتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ بندگان خدا جنگلوں، ریگستانوں، پہاڑ کی وادیوں میں آسودۂ خاک ہیں لیکن لوگوں کا ایک ازدہام ان کی بارگاہ بے کس پناہ میں تسکین قلب کیلئے ہر وقت رخت سفر باندھے تیار رہتا ہے۔ اس لئے کہ اس بارگاہ میں سکون ہے، اطمینان ہے، روحانیت ہے، عرفانیت ہے اور نورانیت ہے۔

چودھویں صدی ہجری کے مجدد اعظم سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی (م ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) علیہ الرحمہ اپنے دور حیات میں جس وقت علماء سوء عظمت صحابہ، محبت اولیاء کی تنقیص کررہے تھے بڑی شدت سے ان کی مخالفت کی اور ان نفوس قدسیہ کی عظمت ورفعت کتب ورسائل میں تحریر فرماکر مخالفین صحابہ واولیاء کو دنداں شکن جواب دیا۔

مرشدی حضور تاج الشریعہ حضرت مفتی محمد اختر رضا خان ازہری قادری مدظلہ العالی کو یہی تمغۂ محبت اپنے جد امجد سے ملا اور آپ نے بھی نظم ونثر کے ذریعہ امت مصطفویہ تک یہی پیغام پہنچایا بھی۔ جن پر آپ کی تصانیف اور دیوان شاہد عدل ہیں۔ آپ نے اپنے دیوان میں جس طرح بزرگوں کا ذکر جمیل فرمایا اس سے محبت بزرگان دین کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

نواسۂ رسول جگر گوشہ بتول حضرت علی کے نور نظر سرکار سیدنا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ سے الفت ومحبت ایک مومن کے لئے انمول نعمت ہے اس لئے کہ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسین سے محبت کو اپنی محبت قرار دیا اور انہیں اپنا پھول کہا جنہیں یزیدیوں نے ۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ میں بھوک وپیاس کے عالم میں شہید کردیا جنہیں آج دنیا شہید اعظم کے نام سے یاد کرتی ہے۔ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے اس بارگاہ عظمیٰ میں یوں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

شہادت ناز کرتی ہے جلالت ناز کرتی ہے
وہ سلطان زماں ہیں ان پہ شوکت ناز کرتی ہے
بٹھا کر شان اقدس پر کردی شان دوبالا
نبی کے لاڈلوں پر فضیلت ناز کرتی ہے
جہان حسن میں بھی کچھ نرالی شان ہے ان کی
نبی کے گل پہ گلزاروں کی زینت ناز کرتی ہے
شہنشاہ شہیداں ہو انوکھی شان والے ہو
حسین ابن علی تم پر شہادت ناز کرتی ہے
خدا کے فضل سے اختر میں ان کا نام لیوا ہوں
میں ہوں قسمت پہ نازاں مجھ پہ قسمت ناز کرتی ہے

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

حضور سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ، کی ذات ستودہ صفات کا کیا کہنا رب کائنات نے انہیں غوث الاغواث بنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا آپ کی شان رفعت یہ کہ خود فرمایا میرا قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے تمام اولیا کرام نے بلا چوں وچرا اپنے سروں کو خم کر دیا اور اسے تسلیم فرمایا۔ سیدنا امام احمد رضا نے سیدنا غوث اعظم سے حد درجہ محبت فرمایا ہے۔ مناقب غوث اعظم حدائق بخشش کی دونوں جلدوں کی زینت ہیں غوثیت مآب سے محبت کا یہ عالم تھا کہ جب سے آپ کو یہ علم ہوا کہ روضہ غوث اعظم فلاں سمت ہے تاحیات اس کی طرف پیر نہیں پھیلایا۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے متعدد بار حضور غوثیت مآب میں حاضر ہو کر اپنے قلب وجگر کو منور و مجلی فرمایا ہے بارگاہ غوثیت مآب میں آپ کی مقبولیت کا یہ حال کہ نقیب الاشراف خصوصیت کے ساتھ خالی وقتوں میں حاضر ہونے کا شرف بخشتے ہیں آپ جس والہانہ انداز میں حاضری دیتے ہیں ناظرین عش عش کر اُٹھتے ہیں اس لئے کہ یہ وہ در ہے جہاں مشکل کشائی ہوتی ہیں۔ استغاثہ پیش کیا جاتا ہے۔ مدد کی بھیک مانگی جاتی ہے جھولیاں پھیلائی جاتی ہے۔ دست دراز کئے جاتے ہیں۔ ذہن وفکر کا صیقل ہوتا ہے اور ایمان میں بالیدگی پیدا ہوتی ہے۔ اس بارگاہ میں حضور تاج الشریعہ نے دست سوال دراز فرمایا اور یوں پکار اٹھے

پیروں کے آپ پیر ہیں یاغوث المدد
اہل صفا کے میر ہیں یاغوث المدد
تیرے ہی ہاتھ لاج ہے یا پیر دستگیر
ہم تجھ سے دستگیر ہیں یا غوث المدد
کس دل سے ہو بیاں بے داد ظالماں
ظالم بڑے شریر ہیں یاغوث المدد
صدقہ رسول پاک کا جھولی میں ڈال دو
ہم قادری فقیر ہیں یاغوث المدد
دل کی سنائے اختر دل کی زبان میں
کہتے یہ بہتے نیر ہیں یاغوث المدد

حضرت سیدنا سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ

سرکار سیدنا سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ افغانستان کے غزنی شہر کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد متقی، پرہیزگار اور زہد و تقویٰ کے مالک تھے۔ آپ اپنے ماموں جان سلطان محمود غزنوی کے ہمراہ ہندستان تشریف لائے۔ ایک خون ریز جنگ ہوئی جس میں ۱۷ سال کی عمر میں جام شہادت نوش فرما کر اسلام کے پرچم کو بلند فرمایا۔ آپ کی بارگاہ دعاؤں کی مقبولیت کی جگہ ہے۔ فیوض وبرکات کی آماجگاہ ہے آپ کا روضہ انور بہرائچ (یوپی) میں مرجع خلائق ہے آپ کی بارگاہ کی یہ کرامت ہے کہ ہر سال برص کا مریض شفایاب ہوتا ہے۔

اس عظیم بارگاہ میں حضور تاج الشریعہ اپنی عقیدت کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

حضرت مسعود غازی اختر برج ہدیٰ
بے کسوں کا ہمنوا وہ سالکوں کا مقتدا
آسمان نور کا ایسا درخشندہ قمر
جس کی تابش سے منور سارا عالم ہوگیا
تیرے نور فیض سے خیرات دنیا کو ملی
ہم کو بھی جد معظم کا ملے صدقہ شہا
نائب شاہ شہیداں وہ محافظ نور کا
جس نے سینچا ہے لہو سے گلشن دین خدا
اللہ اللہ یہ نصیب اختر شیریں سخن
فیض مولا سے ہے وہ سالار کا مدحت سرا

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ

شہزادہ حضور اعلیٰ حضرت محی الدین ابوالبرکات آل رحمٰن سیدنا مفتی اعظم مصطفیٰ رضا خان قادری نوری علیہ الرحمہ (خلیفہ

حضور نوری میاں مارہروی علیہ الرحمہ) کی عبقری شخصیت دنیائے علم وفن اور عشق وعرفاں میں محتاج تعارف نہیں آپ مادر زاد ولی تھے اور پیرو مرشد نے بچپن ہی میں داخل سلسلہ فرما کر ان کی ولایت کی پیشن گوئی فرمادی تھی آپ ہی کی ذات بابرکت ہے کہ ہندستان کی وزیر اعظم اندرا گاندھی نے اپنے دور حکومت میں جب نسبندی لازم قرار دیا تھا تو آپ نے اس کے خلاف علم بغاوت بلند فرمایا اور نسبندی کرانا قرآن وحدیث کی روشنی میں حرام قرار دیا۔ اور آپ کے اس فتویٰ سے پورے ہندستان میں ہلچل مچ گئی بالآخر حکومت وقت اس حکم کو منسوخ کرنے پر مجبور ہوگئی۔ آپ نے اپنی حیات طیبہ میں کئی لاکھ فتاویٰ جاری کئے لیکن سب محفوظ نہیں رہ پائے جتنے فتاویٰ محفوظ ہو سکے اسے جمع کر کے فتاویٰ مصطفویہ کے نام سے شائع کر دیا گیا ہے آپ حضور تاج الشریعہ کے نانا جان ہیں آپ کے وصال کے بعد عرس چہلم کے موقع پر حضرت احسن العلماء مارہروی علیہ الرحمہ نے جانشین مفتی اعظم ہند کی حیثیت سے آپ کے سر پر دستار باندھی اور دعاؤں سے نوازا۔

بارگاہ حضور مفتی اعظم ہند میں عرض کرتے ہیں!

مفتی اعظم دین خیرالوریٰ
جلوہ شان عرفان احمد رضا
دید احمد رضا ہے تمہیں دیکھنا
ذات احمد رضا کا ہو تم آئینہ
احمد نوری کے ہیں یہ مظہر تمام
یہ ہیں نوری میاں نوری پر ہر ادا
کیا کہوں حق کے ہو کیسے تم مقتدیٰ
مقتدایان حق کرتے ہیں اقتداء
اور ہوں گے جنہیں تجھ سے لالچ ہو کچھ
تیرے اختر کو کافی ہے تیری رضا

حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ

نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادہ حضور حجۃ الاسلام حضرت مفسر اعظم ہند شاہ ابراہیم رضا خان قادری جیلانی میاں علیہ الرحمہ اپنے وقت کے جلیل القدر عالم دین اور فن تفسیر کے غواص تھے، آپ نے سورہ قدر کی تفسیر جس مفسرانہ انداز میں کیا ہے اہل علم نے داد وتحسین سے نوازا اور مفسر اعظم ہند کے خطاب سے پکار اٹھے۔ میدان خطابت میں ملکہ حاصل تھا سامعین کو اپنے خطاب سے مسحور کر دیتے تھے علماء ان کی عالمانہ تقریر سے عش عش کرتے تھے، مزاج میں متانت کھانے میں سادگی اور علماء نوازی میں فیاض تھے۔ دار العلوم منظر اسلام کے طلباء کے ساتھ ایک مشفق باپ کی طرح سلوک کرتے تھے اساتذہ کرام اور طلباء آپ کے حسن اخلاق اور پیار ومحبت سے بے حد متاثر ہوا کرتے تھے۔ اپنے شہزادوں کو بڑے ناز ونعم سے پالا اور علم دین سے مالا مال کرایا جب آپ کا وصال مبارک ہوا تو اس وقت حضور تاج الشریعہ جامعہ ازہر (مصر) میں زیر تعلیم تھے۔ ۱۹۶۶ء میں اپنے سفر تعلیم سے واپس ہوئے تو والد گرامی کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

حامی دین حدیٰ تھے شاہ جیلانی میاں
بالیقین مرد خدا تھے شاہ جیلانی میاں
مثل گل ہنگام رخصت مسکراتے ہی رہے
پیکر صبر و رضا تھے شاہ جیلانی میاں
ہم کو بن دیکھے تمہیں اب کیسے چین آئے حضور
تم شکیب اقربا تھے شاہ جیلانی میاں
صبر وتسلیم ورضا کی اب ہمیں توفیق دے
تیرے بندے اے خدا تھے شاہ جیلانی میاں
شور کیسا ہے یہ برپا غور سے اختر سنو
پر تو احمد رضا تھے شاہ جیلانی میاں

حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ

حضور مجاہد ملت حضرت علامہ شاہ حبیب الرحمٰن قادری رضوی علیہ الرحمہ (رئیس اعظم اڑیسہ) خلیفہ حضور حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خاں بریلوی دنیائے سنیت کے ایک باوقار عالم دین اور ایک مشاق مناظر تھے آپ مناظر بھی تھے اور مناظر گر بھی تھے۔ حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے انہیں کی تربیت میں رہ کر فن مناظرہ سیکھا آپ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ اور حضور صدر الافاضل مرادآبادی علیہ الرحمہ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ حضور مفتی اعظم ہند، حضرت قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی، سے بھی اجازت وخلافت حاصل تھی۔ آپ جب حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو ننگے پاؤں حاضر ہوتے اور آنکھوں سے آنسو جاری رہتے تھے اپنی زندگی میں انگریزوں کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ مسلمانوں کے مسائل پر ہندستانی حکومت سے ٹکرائے اور متعدد بار جیل جانا پڑا۔ چھ مرتبہ حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ طیبہ سے مشرف ہوئے اور دو مرتبہ دیار غوثیت مآب میں حاضر ہو کر چوکھٹ چومنے کا شرف حاصل ہوا۔ ۱۹۸۱ء میں آپ کا وصال ہوا۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اپنی علالت کے سبب عرس چہلم میں حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کو بھیجا آپ نے حاضر ہو کر مرکز اہلسنت کی نمائندگی فرمائی، اس عظیم مجاہد اور مسلک اعلیٰ حضرت کے ترجمان کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں

تم کیا گئے مجاہد ملت جہاں گیا
عالم کی موت کیا ہے عالم کی ہے فنا
میں رحلت مجاہد ملت کو کیا کہوں
یوں سمجھو گر گیا کوئی اسلام کا ستوں
وہ یادگار حجۃ الاسلام اب نہیں
اندوہگیں ہے آج شبستان علم دیں
خورشید سنیت نے چادر اوڑھ لی
ظلمت میں قافلے کی وہ رفتار تھم گئی
پیک ہدیٰ و غفران ان کی وفات تھی
اختر خوشی مناؤ وصال حبیب کی

حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ

حضور احسن العلماء حضرت سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن قادری برکاتی علیہ الرحمہ کی عالمگیر شخصیت بلاشبہ اپنے دور حیات میں مرجع علماء ومشائخ تھی آپ نے اپنی پوری زندگی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ترویج واشاعت میں گزار دی۔ مخدوم زادے ہونے کے باوجود بریلی شریف کو اپنا مرکز عقیدت سمجھتے تھے اپنے دونوں شہزادے حضرت امین ملت مدظلہ العالی اور حضرت نجیب میاں قبلہ کو حضور مفتی اعظم ہند سے مرید کرایا۔ حضور مفتی اعظم ہند، حضور مفسر اعظم ہند سے غایت درجہ محبت فرمایا کرتے تھے۔ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی پر بے انتہا شفقت فرمایا اور اجازت و خلافت سے بھی سرفراز فرمایا، حضور تاج الشریعہ اپنے خانوادہ رضویہ کے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے مرشد اجازت کی بارگاہ میں یوں گویا ہوتے ہیں۔

اے نقیب اعلیٰ حضرت مصطفیٰ حیدر حسن
اے بہار باغ زہراء میرے برکاتی چمن
استقامت کا وہ کوہ محکم و بالا حسن
اشرف و افضل نجیب عترف زہراء حسن
سوگواروں کو شکیبائی کا ساماں نہیں
اب امین قادریت بن گیا تیرا امین
علم کا اس آستانے پر سدا پہرہ رہے
صورت خورشید تاباں میرا مارہرہ رہے
اختر خستہ ہے بلبل گلشن برکات کا
دیر تک مہکے ہر ایک گل گلشن برکات کا

تاج الشریعہ اور فن عروض

ملا جان (ایم اے، ڈبل) بنگلہ بستی ضیا برج، کولکاتا۔ 09831677824/09339854633

ہم فن شاعری پر گفتگو کرتے ہیں تو گویا شاعری کے فن سے جڑے ہوئے تمام قوانین کی باتیں کرتے ہیں ان قوانین میں صنعت، ہیئت۔ مطلع مقطع۔ فکر۔ تخیل ۔فصاحت بلاغت اور شعریت ہی نہیں بلکہ فکر کو نظم کرنے کے لئے تمام شعری وفنی لوازمات ضروری ہیں علاوہ ازیں جو سب سے اہم چیز ہے وہ ہے عروض وبحور۔ اس علم کے بغیر جب آپ کسی فکر کو نظم کرتے ہیں تو گویا آپ اس کشتی پر سوار ہیں جس کا ملاح نہیں۔ یا اندھیرے میں تیر چلانا ہو یا آپ ایسی ٹرین میں سوار ہیں جس کی پٹری درست نہیں اور دوران سفر کہیں بھی آپ کی ٹرین اپنی پٹری سے اتر سکتی ہے اور آپ کا ایکسیڈنٹ ہو سکتا ہے۔

جب ہم اردو ادب کے روایتی شعراء کے کلام کا عروضی جائزہ لیتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ان شعراء نے شاعری سیکھنے کے ساتھ ساتھ فن عروض پر بھی کمال حاصل کیا ہوگا کلام کہنے کے بعد اس کلام کو عروضی کسوٹی پر جانچ کرتے ہوں گے اس کے بعد ہی اسے کسی مشاعرے یا محفل میں سناتے ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں عروضی خامیاں نظر نہیں آتی۔ ان شعراء کے اساتذہ اپنے شاگردوں کو نہ صرف فن شاعری کے نوک و پلک سنوارنے کی کوشش کرتے تھے بلکہ فن عروض پر ملکہ حاصل کرنے کے لئے گاہے گاہے عروضی باریکیوں سے بھی آگاہ کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان استاد شعراء کے کلام میں ایسے بحور میں اشعار ملتے ہیں جو رواں اور مترنم ہوا کرتے تھے اور جس بحر میں کلام کہتے تھے۔ اس بحر سے کما حقہ، واقفیت بھی رکھتے تھے اس لئے ان استاد شعراء کے کلام میں عروضی خامیاں نظر نہیں۔

اردو ادب میں دو ایسے استاد شاعر گزرے ہیں جنہیں اردو ادب تا حیات فراموش نہیں کر سکتی۔ میری مراد میر اور غالب سے ہے یہ دو ایسے استاد شاعر ہیں جن کے کلام میں فصاحت و بلاغت، فکر و سادگی اور صنعتوں کا بدرجہ اتم انتظام ہے۔ بلکہ موسیقی ان کے کلام میں ابھر کر آتی ہے۔ اس کی وجہ نہ صرف لفظوں کے نشست و برخاست ہے بلکہ بحر کا انتخاب بھی ہے۔

بحر متقارب شانزدہ رکنی جسے ہندی بحر بھی کہا جاتا ہے میر تقی میر نے اس بحر میں وہ کمال دکھایا ہے کہ آج بھی شعرائے اردو اس کا تتبع کرتے ہیں لیکن غالب نے اس بحر کو منہ نہ لگایا شاید غالب کی نظر میں یہ بحر اس کے مزاج سے مطابقت نہیں رکھتی تھی۔

جدید دور میں شعراء بہت ملیں گے مگر ایسے شعراء جو فن

عروض بھی جانتے ہیں اور شاعری بھی کرتے ہیں اب بہت کم رہ گئے ہیں۔اور جو شعراء فن عروض سے اگر واقف ہیں تو ان کے پاس اتنا وقت نہیں کہ وہ اپنے شاگردوں کو اس فن سے آگاہ کریں یہی وجہ ہے کہ یہ علم اب ختم ہوتا جارہا ہے۔شعراء نے غزل اور نظم کی ہیئت میں بہت ساری تبدیلیاں لائی ہیں مگر فن عروض میں کوئی کمال دکھانے والا نظر نہیں آرہا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک ایسا خشک سبجیکٹ ہے جس کی طرف ہر ایک کا دھیان بامشکل ہی منتقل ہوتا ہے۔

دور جدید میں غزلیں بھی کہی جارہی ہیں اور حمد و نعت اور منقبت کہنے کا رواج عام ہوتا جارہا ہے مگر شعراء حضرات کو جس بحر میں شعر کہنا ہوتا ہے اس کا پہلے دھن بنالیتے ہیں اس کے بعد شعر کہتے ہیں۔اس طرح شعر کہتے کہتے وہ بحر شعراء کے دماغ میں بیٹھ جاتی ہے اور آسانی سے شعر کہہ دیتے ہیں مگر کبھی کبھی تیر نشانے سے چوک جاتا ہے،خامی تو خامی ہوتی ہے وہ خامی فن شعر میں ہو یا فن عروض میں۔آپ کا وہ شعر اہل نظر کی نگاہ میں قابل قبول ہو ہی نہیں سکتا جس میں کچھ خامی ہو۔

ہمارے آقا و مولا جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری بریلوی کسی تعارف کے محتاج نہیں آج ساری دنیا انہیں ازہری میاں یا تاج الشریعہ کے نام سے جانتی ہے۔اعلیٰ حضرت کے خاندان کے چشم و چراغ ہیں اگر کہنے دیا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ جہاں اعلیٰ حضرت کے توسل سے آج انہیں علم شریعت و علم طریقت،علم حقیقت اور علم معرفت میں ملکہ حاصل ہے وہیں علم لسان میں بھی زبان عربی و فارسی ہندی و اردو اور پتہ نہیں کون کون سی زبان میں کمال حاصل ہے مگر یہ چار زبانیں ایسی ہیں جن سے عوام کما حقہ واقف ہیں۔ان کے مجموعہ کلام سفینۂ بخشش میں ہندی اردو فارسی اور عربی زبان کے نہ صرف الفاظ آئے ہیں بلکہ کچھ شعر اور کچھ نعت و منقبت سلیس عربی میں بھی پائے جاتے ہیں جو جدید عربی ادب کا بہترین نمونہ ہے۔

مگر میرا موضوع زبان و بیان سے بحث کرنا نہیں بلکہ فن عروض سے بحث کرنا ہے لہٰذا فن عروض پر میں نے گاہے سفینۂ بخشش کا مطالعہ کیا تو مجھے مندرجہ ذیل بحور پر ان کے کلام نظر آئے جو اس طرح سے ہیں۔

۱-بحر ہزج مثمن سالم۔اس بحر میں کل دس نعت شریف ہے اور کل اشعار کی تعداد ۱۲۵ ہے۔

۲-بحر رمل مسدس سالم محذوف۔اس بحر میں کل دو نعت،دو منقبت اور ایک سلام ہے۔اشعار کی کل تعداد ۸۴ ہے۔

۳-بحر رجز مثمن مطوی مخبون۔اس بحر میں کل تین نعتیں ہیں اشعار کی کل تعداد ۲۰ ہے۔

۴-بحر متدارک مثمن سالم/سنگل ہے۔اس بحر میں کل دو نعتیں اور ایک منقبت ہے۔اشعار کی کل تعداد ۳۱ ہے۔

۵-بحر رمل مثمن سالم مخبون محذوف/مقصور/محذوف مسکن۔

اس بحر میں کل ۹ نعتیں اور ایک سہرا ہے اشعار کی کل تعداد ۸۰ ہے۔

۶-بحر مجتث مثمن مخبون مقصور/محذوف/ابتر

اس بحر میں کل آٹھ (۸) نعتیں کہی گئی ہیں اور اشعار کی کل تعداد ۷۴ ہے۔

۷-بحر رمل مثمن سالم محذوف مقصور۔

اس بحر میں کل ۱۳ نعتیں کہی گئی ہیں اور کل اشعار کی تعداد ۱۵۲ ہے۔سب سے زیادہ اشعار اسی بحر میں ہیں۔

۸-بحر خفیف مسدس سالم مخبون محذوف/مشعث محذوف

اس بحر میں کل ۷ نعتیں کہی گئی ہیں اشعار کی کل تعداد ۸۱

ہے۔

۹۔ بحر متقارب مثمن سالم

اس بحر میں کل دو نعتیں اور ایک قطعہ ہے۔ نعتیہ اشعار کی کل تعداد ۳۰ ہے۔

۱۰۔ بحر متقارب مقبوض اثلم شانزدہ رکنی

اس بحر میں صرف ایک نعت شریف ہے اشعار کی کل تعداد ۵ ہے۔

۱۱۔ بحر رمل مخمس مشکول سالم

اس بحر میں کل ایک نعت شریف ہے اشعار کی کل تعداد ۹ ہے۔

۱۲۔ بحر ہزج مسدس سالم محذوف

اس بحر میں ۲ نعتیں ہے اور اشعار کی کل تعداد ۱۵ ہے۔

۱۳۔ بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف

اس بحر میں ایک قطعہ دو منقبت اور ایک نعت شریف ہے۔ اشعار کی کل تعداد ۲۰ ہے۔

اس طرح حضور تاج الشریعہ نے فن عروض کے کل تو (۸) بحروں کے کل (۱۴) چودہ اوزان میں طبع آزمائی کی ہے۔

اب ان بحور کا تجزیہ کلام کے مطلع سے کیا جاتا ہے تاکہ قاری اسے آسانی سے سمجھ لے۔ طوالت کے خوف سے صرف مطلع نظر قارئین کر رہا ہوں۔

حضور تاج الشریعہ نے بحر رمل کے چار اوزان میں مختلف قسم کی نعت و منقبت کو نظم کیا ہے جو اس طرح سے ہے۔

(۱) بحر رمل مسدس سالم محذوف

وزن:۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلن / فاعلات

اشعار مصطفائے ذات یکتا آپ ہیں
یک نے جس کو یک بنایا آپ ہیں

اس زمین میں کل ۱۷۔ اشعار کہے گئے ہیں

(ب) اپنے رندوں کی ضیافت کیجئے
جام نظارہ عنایت کیجئے

اس زمین میں کل اشعار کی تعداد ۲۳ ہیں۔

(ج) یارسول اللہ یا خیر الانام
دور افتادہ کا لیجئے سلام

اس زمین میں کل ۱۴ اشعار نظم کیے گئے ہیں۔

(د) اے صبا لے جا مدینے کو پیام
عرض کر دے ان سے باصد احترام

اس زمین میں کل ۱۸ اشعار نظم کیے گئے ہیں۔

(ر) کس کے غم میں ہائے تڑپا تا ہے دل
اور کچھ زیادہ امنڈ آتا ہے دل

یہ منقبت شریف حضور مفسر اعظم کی شان میں کہی گئی ہے، اشعار کی تعداد ۱۲ ہیں۔

(۲) بحر رمل مثمن سالم مخبول محذوف / مقصور / محذوف مسکی
فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن / فعلان / فعلن

(i) جب بھی ہم نے غم جاناں کو بھلایا ہوگا
غم ہستی نے ہمیں خون رلایا ہوگا

اس زمین میں نعتیہ اشعار کی تعداد کل چھ (۶) ہیں۔

(ii) آج کی رات ضیاؤں کی ہے بارات کی رات
فضل نوشاہ دو عالم کے بیانات کی رات

اس زمین میں کل نو اشعار نظم کیے گئے ہیں۔

(iii) تیری چوکھٹ پہ جو سر اپنا جاتے ہیں
ہر بلندی کو وہی نیچا دکھا جاتے ہیں

اس زمین میں اشعار کی تعداد کل نو ہیں۔

(iv) لب جاں بخش کا اے جان مجھے صدقہ دے دو
مژدۂ عیش ابد جاں مسیحا دے دو
اس زمین میں کہے گئے اشعار کی تعداد کل ۶ ہیں۔

(v) اپنے در پر جو بلاؤ تو بہت اچھا ہے
میری بگڑی جو بناؤ تو بہت اچھا ہے
اس زمین میں کل ۱۰-اشعار نظم کیے گئے ہیں

(vi) در جاناں پہ فدائی کو اجل آئی ہو
زندگی آکے جنازے پہ تماشائی ہو
اس زمین میں کل ۱۱ اشعار نعت شریف کے نظم کیے گئے ہیں۔

(vii) میری خلوت میں مزے انجمن آرائی کے
صدقے جاؤں میں انیس شب تنہائی کے
اس زمین میں کہے گئے اشعار کی تعداد کل ۷ ہیں

(viii) میری میت پہ یہ احباب کا ماتم کیا ہے
شور کیسا ہے یہ اور زاری پیہم کیا ہے
اس زمین میں کل ۹ اشعار نظم ہوئے ہیں۔

(ix) سوز نہاں اشک رواں آہ و فغاں دیتے ہیں
کیوں محبت کا صلہ اہل جہاں دیتے ہیں
اس زمین میں نعت شریف کے کل چار اشعار نظم ہوئے ہیں۔

(x) مژدہ دیتی دل مضطر کو صبا آئی ہے
چل سلیماں کے یہاں انجمن آرائی ہے
یہ تہنیت نامہ ہے جو بتقریب شادی عبدالکریم صاحب برائے حاجی سلیمان ابراہیم کہی گئی ہے۔ اس تہنیت نامے میں کل ۱۹ اشعار نظم ہوئے ہیں۔

3- بحر رمل مثمن سالم محذوف/مقصور
وزن: فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن/ فاعلات
شعر:

(i) بوالہوس سن و زر کی بندگی اچھی نہیں
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں
اس زمین میں کل بیس اشعار نعت شریف نظم ہوئے ہیں۔

(ii) فرقت طیبہ کی وحشت دل سے جائے خیر سے
میں مدینہ کو چلوں وہ دن پھر آئے خیر سے
اس زمین میں کل ۱۹ اشعار نعت شریف کے کہے گئے ہیں۔

(iii) اس طرف بھی ایک نظر مہر درخشان جمال
ہم بھی رکھتے ہیں بہت مدت سے ارمان جمال
کل دس اشعار نعت شریف کے نظم ہوئے ہیں۔

(iv) عرش پر ہے ان کی ہر سو جلوہ گستر ایڑیاں
گہ بہ شکل بدر ہیں گہ مہر انور ایڑیاں
اس زمین میں کل سات اشعار نعت شریف کے نظم کے ہوئے ہیں۔

(v) گر ہمیں ذوق طلب سا رہنما ملتا نہیں
راستہ ملتا نہیں اور مدعا ملتا نہیں
کل ۱۱ اشعار اس زمین میں نظم کیے گئے ہیں۔

(vi) باغ تسلیم و رضا میں گل کھلاتے ہیں حسین
یعنی ہنگام مصیبت مسکراتے ہیں حسین
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان میں یہ منقبت شریف کہی گئی ہے۔ اس زمین میں کل تین اشعار نظم ہوئے۔

(vii) حضرت مسعود غازی اختر برج ھدیٰ
بے کسوں کا ہمنوا وہ سالکوں کا مقتدا
یہ منقبت شریف در مدح حضرت سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ کہی گئی ہے اس زمین میں کل ۱۱ اشعار نظم کیے گئے ہیں۔

(viii) چل دیے تم آنکھ میں اشکوں کا دریا چھوڑ کر

رنج فرقت کا ہر اک سینہ میں شعلہ چھوڑ کر

یہ منقبت شریف حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی شان میں نظم کی گئی ہے۔ اشعار کی کل تعداد ۱۳ ہیں۔

(ix) زینت سجادہ و بزم قضا ملتا نہیں
لعل یکتائے شاہ احمد رضا ملتا نہیں

یہ منقبت بھی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی شان میں کہی گئی ہے۔ اس منقبت شریف میں اشعار کی تعداد تقریباً گیارہ ہیں۔

(x) حامی دین ھدیٰ تھے شاہ جیلانی میاں
بالیقیں مرد خدا تھے شاہ جیلانی میاں

یہ منقبت شریف حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کی شان میں کہی گئی ہے۔ اشعار کی کل تعداد ۹ ہے۔

(xi) یہ ادارہ جس کو کہئے گلستان علم و فن
ہو گیا رخصت سے تیری مورد رنج و محن

یہ منقبت شریف جناب امید صاحب رضوی مرحوم کے لئے کہی گئی ہے۔ اس میں اشعار کی کل تعداد ۷ ہیں۔

(xii) حق پسند و حق نوا و حق نما ملتا نہیں
مصطفیٰ حیدر حسن کا آئینہ ملتا نہیں

یہ منقبت شریف درشان احسن العلماء مارہروی علیہ الرحمہ کہی گئی ہے۔ اشعار کی کل تعداد ۱۴ ہے۔

(xiii) اے نقیب اعلیٰ حضرت مصطفےٰ حیدر حسن
اے بہار باغ زہرا میرے برکاتی چمن

یہ منقبت شریف حضرت مصطفےٰ حیدر حسن کی شان میں لکھی گئی ہے۔ اشعار کی کل تعداد (عربی و اردو) تقریباً ۱۷ ہیں۔

-4 بحر رمل مثمن مشکول سالم
فعلات، فاعلاتن فعلات فاعلاتن

(i) ترے دامن کرم میں جسے نیند آ گئی ہو
جو فنا نہ ہو گی ایسی اسے زندگی ملی ہے

یہ نعت شریف ہے اور اس بحر میں ایک ہی نعت پاک ہے، اشعار کی کل تعداد ۹ ہیں۔

(1) بحر ہزج مثمن سالم
مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

(i) جہاں بانی عطا کر دیں بھری جنت ہبہ کر دیں
نبی مختار کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں

اس نعت شریف میں اشعار کی کل تعداد ۱۲ ہیں۔

(ii) لب کوثر ہے میلہ تشنہ کامان محبت کا
وہ ابلا دست ساقی سے وہ ابلا چشمہ شربت کا

اس نعت شریف میں اشعار کی کل تعداد ۶ ہیں۔

(iii) وہ بڑھتا سایۂ رحمت چلا زلف معنبر کا
ہمیں اب دیکھنا ہے حوصلہ خورشید محشر کا

اس منقبت شریف میں اشعار کی کل تعداد ۱۲ ہیں

(iv) تلاطم ہے یہ کیسا آنسوؤں کا دیدۂ تر میں
یہ کیسی موجیں آئی ہیں تمنا کے سمندر میں

اس نعت شریف میں اشعار کی کل تعداد ۱۳ ہیں۔

(v) سنبھل جائے دل مضطر مدینہ آنے والا ہے
لٹا دے چشم تر گوہر مدینہ آنے والا ہے

اس نعت شریف میں اشعار کی کل تعداد تقریباً ۱۹ ہیں۔

(vi) ہمارے باغ ارماں میں بہار بے خزاں آئے
کبھی جو اس طرف خنداں وہ جان گلستاں آئے

اس نعت شریف میں اشعار کی کل تعداد ۶ ہیں

(vii) فرشتے جس کے زائر ہیں مدینہ میں وہ تربت ہے
یہ وہ تربت ہے جس کو عرش اعظم پر فضیلت ہے

اس نعت شریف میں اشعار کی کل تعداد ۱۳ ہیں۔

(viii) شجاعت ناز کرتی ہے جلالت ناز کرتی ہے

وہ سلطان زماں ہیں ان پہ شوکت ناز کرتی ہے

اس منقبت شریف میں اشعار کی تعداد دس ہیں جو حضرت امام حسین کی شان میں کہی گئی ہے۔

(ix) تمہیں جس نے بھی دیکھا کہہ اٹھا احمد رضا تم ہو

جمال حضرت احمد رضا کا آئینہ تم ہو

یہ منقبت شریف حضور مفتی اعظم ہند کی شان میں کہی گئی ہے۔ اشعار کی کل تعداد ۹ ہیں۔

(x) نہیں جاتی کسی صورت پریشانی نہیں جاتی

الٰہی میرے دل کی خانہ ویرانی نہیں جاتی

اس نعت شریف میں کل چار اشعار نظم کیے گئے ہیں

(xi) تمہارے رخ کے جلووں سے منور ہو گیا عالم

مگر کیوں کر گھٹا غم کی مرے دل سے نہیں چھٹتی

اس نعت شریف میں کل تین ہی اشعار ہیں

2- بحر ہزج مسدس سالم محذوف

مفاعیلن مفاعیلن فعولن

(i) در احمد پہ اب میری جبیں ہے

مجھے کچھ فکر دو عالم نہیں ہے

اس نعت شریف میں کل آٹھ اشعار نظم ہوئے ہیں

(ii) شہنشاہ دو عالم کا کرم ہے

میرے دل کو میسر ان کا غم ہے

اس زمین میں کل ۷ اشعار نظم کیے گئے ہیں۔

1- بحر رجز مثمن مطوی مجنون

مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن

(i) وجہ نشاط زندگی راحت جاں تم ہی تو ہو

روح روان زندگی جان جہاں تم ہی تو ہو

اس زمین میں کہے گئے اشعار کی تعداد تقریباً گیارہ ہیں۔

(ii) مست مئے الست ہے وہ بادشاہ وقت ہے

بندۂ در جو ہے ترا وہ بے نیاز بخت ہے

اس زمین میں کل پانچ اشعار نظم کیے گئے ہیں

(iii) پی کے جو مست ہو گیا بادۂ عشق مصطفےٰ

اس کی خدائی ہو گئی اور وہ خدا کا ہو گیا

اس زمین میں کل چار اشعار نعت شریف کے نظم ہوئے ہیں۔

1 - بحر متدارک مثمن سالم/مشکل

فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

(i) تم چلو ہم چلے سب مدینہ چلے

جانب طیبہ سب کے سفینہ چلے

اس زمین میں کل نعت شریف کے ۱۳/۱ اشعار نظم ہیں

(ii) ہر نظر کانپ اٹھے گی محشر کے دن خوف سے ہر کلیجہ دہل جائے گا

پر یہ ناز ان کے بندے کا دیکھیں گے سب تھام کر ان کا دامن مچل جائے گا

یہ بحر متدارک شانزدہ رکن ہے۔ اس زمین میں کل پانچ ہی اشعار نظم کیے گئے ہیں

(iii) مفتی اعظم دین خیر الوریٰ

جلوہ شان عرفان احمد رضا

اس زمین میں کل ۱۱۳ اشعار منقبت شریف کے نظم ہوئے ہیں۔

1- بحر مجتث مثمن مخبون مقصور/محذوف/ابتر

مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلان/فعلن/فعلن

مصرع ثانی

(i) تمہارے ذرے کے پرتو ستارہائے فلک

جھکے نہ بار صد احساں سے کیوں بنائے فلک

اس زمین میں کل ۸ اشعار نظم کیے گئے ہیں

(ii) جو ان کی طرف مری چشم التفاف نہیں
کوئی یہ ان سے کہے چین ساری رات نہیں
اس زمین میں کل پانچ اشعار نعت شریف کے نظم ہوئے ہیں۔

(iii) تمہارے در پہ جو میں باریاب ہو جاؤں
قسم خدا کی شہا کامیاب ہو جاؤں
اس زمین میں نعت شریف کے کہے گئے اشعار کی تعداد کل ۷ ہیں۔

(iv) صبا یہ کیسی چلی آج دشت بطحا سے
امنگ شوق کی اٹھی ہے قلب مردہ سے
اس زمین میں کل نو اشعار نعت شریف کے نظم ہوئے ہیں۔

(v) شمیم زلف نبی لا صبا مدینے سے
مریض ہجر کو لا کر سونگھا مدینے سے
اس زمین میں نعتیہ اشعار کی تعداد کل ۱۰ ہے۔

(vi) نسیم صبح وہ اٹھلاتی کیوں ادھر آئی
یہ کیسی کیف و مسرت کی اک لہر آئی
اس زمین میں نعتیہ اشعار کی کل تعداد ۸ ہیں

-1 بحر خفیف مسدس سالم مخبون محذوف/ مشعث محذوف
فاعلاتن مفاعلن فعلن/ فعلن/ فصلات

(i) کچھ کریں اپنی یار کی باتیں
کچھ دل داغدار کی باتیں
اس زمین میں کل ۱۸ اشعار نظم ہیں۔

(ii) دور اے دل رہیں مدینے سے
موت بہتر ہے ایسے جینے سے
اس زمین میں نعتیہ اشعار کی تعداد ۸ ہے

(iii) تخت زریں نہ تاج شاہی ہے
کیا فقیرانہ بادشاہی ہے
اس زمین میں کل چھ اشعار نعت شریف کے نظم ہوئے ہیں۔

(iv) نت نئی روز ایک الجھن ہے
اُف غم روزگار کا ماتم
اس زمین میں کل ۱۹ اشعار نظم ہیں

(v) میرے اللہ کے نگار سلام
دست قدرت کے شاہکار سلام
اس زمین میں سلام پیش کیا گیا ہے اشعار کی کل تعداد ۱۴ ہیں۔

(vi) اے مدینے کے شہریار سلام
اے زمانے کے تاجدار سلام
اس زمین میں سلام پیش کیا ہے کل اشعار ۹ نظم کہے گئے ہیں۔

(vii) کیسا باغ و بہار ہے سہرا
کس قدر خوشگوار ہے سہرا
اس زمین میں سہرا نظم کیا گیا ہے اشعار کی کل تعداد ۲۷ ہیں۔

-1 بحر متقارب مثمن سالم
فعولن، فعولن فعولن فعولن

(i) وہ چھائی گھٹا بادہ بار مدینہ
پئے جھوم کر جاں نثار مدینہ
اس زمین میں نعتیہ اشعار کی کل تعداد ۱۳ ہیں۔

(ii) نظر پر کسی کی نظر ہو رہی ہے
مری چشم کان گہر ہو رہی ہے
اس زمین میں نعت شریف کے کل اشعار ۷ ہیں۔
اسی وزن میں ایک قطعہ کہا گیا ہے، جو اس طرح سے ہے

(iii) جبین وہابی پہ دل کی سیاہی
نمایاں ہوئی جیسے ہو مہر شاہی
کہ ایں سجدہ ہائے بغیر محبت
نہ پابند ہرگز قبول از الٰہی

-2 بحر متقارب مقبوض اثلم شانزدہ رکن

فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

(i) وہی تبسم وہی ترنم وہی نزاکت وہی لطافت
وہی ہیں وزدیدہ سی نگاہیں کہ جس سے شوخی ٹپک رہی ہے

اس زمین میں نعتیہ اشعار کی تعداد ۵ ہیں

1- بحر مضارع مثمن اخرب محذوف

وزن مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

(i) پیروں کے پیر آپ ہیں یا غوث المدد
اہل صفا کے میر ہیں یا غوث المدد

یہ منقبت شریف ہے اس زمین میں کل ۱۰ اشعار نظم کیے گئے ہیں۔

(ii) دل نے کہا مجاہد ملت کو ڈھونڈیے
لیکر چراغ شاہ ولایت کو ڈھونڈیے

یہ بھی منقبت شریف ہے اور اس زمین میں نظم کیے گئے اشعار کی کل تعداد ۱۰ ہیں۔

(iii) غیر اپنے ہو گئے جو ہمارے بدل گئے
نظریں بدل گئیں تو نظارے بدل گئے

یہ نعت شریف ہے اور نظم کیے گئے اشعار کی کل تعداد ۵ ہیں

(iv) سویا نہیں میں رات بھر عشق حضور میں
کیسا یہ رت جگا رہا کیف و سرور میں

یہ قطعہ ہے۔ جو اس بحر میں نظم ہوا ہے۔

2- بحر مضارع مثمن اخرب سالم

مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن

(i) تاروں کی انجمن میں یہ بات ہو رہی ہے
مرکز تجلیوں کا خاک درِ نبی ہے

اس زمین میں نعت شریف کے کل چار اشعار ہیں

علامہ ازہری میاں قبلہ نے نعت شریف اور منقبت شریف کہنے کے لئے جن بحور کا انتخاب کیا ہے وہ سارے بحور مشہور و معروف ہیں شاید ہی کوئی ایسا شاعر ہو جنہوں نے ان بحور میں طبع آزمائی نہ کی ہو۔ یہ تمام بحور شعراء حضرات کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔

بحور کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ ازہری میاں قبلہ کی نظر میں بحر رمل مثمن سالم مخبون محذوف/مقصور اور بحر ہزج مثمن سالم کافی پسندیدہ بحور ہیں۔ بحر رمل مثمن سالم مخبون محذوف/مقصور میں کہے گئے اشعار کی کل تعداد ۱۵۲ ہے اور کل نعت شریف کی تعداد ۱۳ ہیں اور بحر ہزج مثمن سالم میں کل ۱۱ نعت شریف نظم کئے گئے ہیں اور اشعار کی کل تعداد ۱۲۵ ہے۔

اسی طرح ان دو بحور میں کل اشعار کا مجموعہ ۲۷۷ ہو جاتے ہیں۔ جو تمام بحور میں نظم کیے گئے اشعار کی تعداد میں زیادہ ہیں۔

انہوں نے اردو ادب میں مروج بحروں میں کل آٹھ بحور کا استعمال کیا ہے جو اس طرح سے ہیں۔

۱- بحر کامل ۲- بحر ہزج ۳- بحر رجز ۴- بحر متدارک ۵- بحر مجتث ۶- بحر خفیف ۷- بحر متقارب ۸- بحر مضارع

اسی طرح انہوں نے بحر رمل کے چار اوزان کو اپنی نعت شریف کی زینت بنائی وہ چار اوزان اس طرح سے ہیں۔

1- بحر رمل مسدس سالم محذوف

فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

اس بحر میں کل ۲ نعت شریف ۲ سلام اور ایک منقبت شریف ہے۔ کل اشعار کے مجموعے کی تعداد ۸۴ ہے۔

2- بحر رمل مثمن سالم مخبون محذوف

محذوف/مقصور/محذوف مسکن

وزن فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن/فعلات/فعلن

اس بحر میں کل دس نعت شریف کہے گئے ہیں اشعار کی کل تعداد ۸۰

ہے۔

(iii) بحر رمل مثمن سالم محذوف/مقصور

وزن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن/ فاعلات

اس بحر میں کل ۱۳ نعت شریف نظم کیے گئے ہیں اور اشعار کی کل تعداد تقریباً ۱۵۲ ہے جو کہے گئے تمام بحور میں سب سے زیادہ ہے۔

(iv) بحر رمل مثمن شکول-سالم

وزن فعلات فاعلاتن فعلات فاعلاتن

اس بحر میں صرف ایک ہی نعت شریف نظم ہے اور اشعار کی کل تعداد ۹ ہے۔

2- بحر ہزج اس کے دو بحور استعمال کئے

1- بحر ہزج مثمن سالم 2 - بحر ہزج مسدس سالم محذوف

(i) بحر ہزج مثمن سالم

وزن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

اس بحر میں کل ۹ نعت شریف اور ۲ منقبت شریف نظم ہیں ایک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور دوسرا امام عالی مقام حضرت امام حسین کی شان میں ہے۔ اس بحر میں اشعار کی کل تعداد تقریباً ۱۲۵ ہے۔

(ii) بحر ہزج مسدس سالم محذوف

وزن: مفاعیلن مفاعیلن فعولن

اس بحر میں کل دو نعت شریف نظم ہیں اور اشعار کی کل تعداد ۱۰ ہیں

3- بحر مضارع

اس بحر کے بھی دو اوزان استعمال ہوئے ہیں

(i) بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف

(ii) بحر مضارع مثمن اخرب سالم

(i) بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف

وزن: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

اس بحر میں ایک نعت شریف دو منقبت اور ایک قطعہ نظم کیا گیا ہے۔ اشعار کی کل تعداد ۲۰ ہیں۔

(ii) بحر مضارع مثمن اخرب سالم

وزن مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن

اس بحر میں دو نعت شریف نظم ہیں اور اشعار کی کل تعداد ۹ ہیں۔

4- بحر متقارب

اسی بحر کے دو اوزان استعمال ہوئے ہیں

(i) بحر متقارب مثمن سالم (۲) بحر متقارب مقبوض اثلم شانزدہ

(۱) بحر متقارب مثمن سالم

وزن: فعولن فعولن فعولن فعولن

اس بحر میں کل دو نعت شریف اور ایک قطعہ نظم ہے۔ اشعار کی کل تعداد ۲۰ ہیں۔

(۲) بحر متقارب مقبوض اثلم شانزدہ

وزن: فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

اس بحر میں صرف ایک نعت شریف ہی نظم ہے اور اشعار کی کل تعداد پانچ ہیں۔

5- بحر متدارک

اس بحر کے صرف ایک ہی وزن کا استعمال کیا گیا ہے اور وہ ہے۔ بحر متدارک مثمن سالم/منگل

وزن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

اس بحر میں نعت شریف ہے۔ پہلی اسی وزن پر ہے۔ دوسری اس وزن کے شانزدہ رکن میں اور ایک منقبت شریف حضور مفتی اعظم ہند کی شان میں ہے۔ اشعار کی کل تعداد ۱۴ ہیں۔

6- بحر مجتث

اس بحر کے بھی ایک ہی وزن کو استعمال کیا گیا ہے۔ وہ ہے بحر مجتث مثمن مخبون مقصور/ محذوف/ ابتر اس کا وزن ہے۔

مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلان/فعلن/فعلن

اس بحر میں کل چھ نعت شریف نظم ہوئے ہیں اور اشعار کی کل تعداد ۴۷ ہیں۔

7- بحر خفیف

اس بحر کے بھی ایک ہی وزن کا استعمال ہوا ہے۔

(i) بحر خفیف مسدس سالم مخبون محذوف/ مشعث محذوف

وزن فاعلاتن مفاعلن فعلن/فعلن

اس بحر میں کل ۷ نعت شریف ہیں اور اشعار کی کل تعداد ۸۱ ہے۔

8- بحر رجز: اس بحر کا ایک ہی وزن استعمال ہوا ہے۔

بحر رجز مثمن مطوی مخبون

(وزن: مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن)

اس بحر میں تین نعت شریف ہیں اور اشعار کی کل تعداد ۲۰ ہیں۔ اسی طرح علامہ ازہری میاں قبلہ نے اردو ادب کے کل ۸ بحور کو سفینۂ بخشش میں استعمال کیا ہے۔

حضرت علامہ ازہری میاں قبلہ ایک ایسی شخصیت ہے جو بیک وقت نہ صرف مفتیٔ اعظم ہند ہیں بلکہ ایک جید عالم، ایک پیر کامل، ایک باکمال مصنف، ایک ذی وقار استاد اور ایک خوش فکر شاعر بھی ہیں۔ اکثر و بیشتر ان کا وقت ہندستان کے باہر گزرتا ہے۔ علمی و دینی فریضہ انجام دینے کے لئے غیر ملکی سفر کرنا پڑتا ہے۔ اس کے باوجود بھی ان کی شاعری جو سفینۂ بخشش کی شکل میں آج ہمارے سامنے موجود ہے وہ ایک اچھی شاعری کا نمونہ ہے۔ زبان و فکر کے اعتبار سے تازگی کا احساس دلاتا ہے۔ عروضی نقطہ نگاہ سے انہوں نے کل ۸ بحور کو اس چھوٹی سی نعت شریف کی کتاب میں یکجا کر کے لوگوں کو حیرت زدہ تو نہیں کیا ہے لیکن ایک اچھے اور خوش فکر شاعر ہونے کا ثبوت ضرور پیش کیا ہے ان کی قادر کلامی کا اندازہ شعر پڑھتے وقت ہی ہو جاتا ہے انہوں نے اردو زبان کے ساتھ ساتھ فارسی اور عربی زبان میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔ اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ انہیں نہ صرف اردو فارسی زبان پر ملکہ حاصل ہے بلکہ عربی زبان میں بھی قادر الکلامی کے جوہر دکھانا ان کے لئے عام سی بات ہے۔

کے کلام میں عشق وعرفان کی موجیں

غلام مصطفیٰ رضوی، مالیگاؤں (مہاراشٹر) ☆09325028586

بامعنی اشعار روح کو تڑپا دیتے ہیں، دل کو مہکا دیتے ہیں، فکروں میں ارتعاش پیدا کر دیتے ہیں۔ پھر تھکی تھکی طبیعت تازہ ہو اٹھتی ہے۔ پژمردہ دل کھل اٹھتے ہیں۔ اشعار کی دنیا کا عجیب عالم ہے، ہر ہر بامعنی اور نکتہ آفریں شعر کشش و رعنائی رکھتا ہے۔ تو پھر جب شاعری کا محرک وہ جذبہ ہو جس کا تعلق ظاہر سے نہیں باطن سے ہو، محبوب مجازی سے نہیں محبوب رب کائنات سے ہو، جہاں محبتوں کے سنگین سایا فگن ہوں تو جو شعر ان کے جلووں سے منصہ شہود پر آئے گا وہ حقیقت کا عکاس اور مرض دل کا نباض ہو گا، آئینہ صدق و جمال ہو گا۔ صنف سخن میں ''نعت'' کی قدر و منزلت آشکار اور حق شعار رہی ہے۔ اس میں محبت و عشق کا التزام ضروری ہے یوں عرفان حاصل ہوتا ہے۔ نعت کا قصر رفیع خدائی اکرام و انعام سے نہال و مالا مال ہے۔ اور اس میں ہر آن اہتمام شریعت کی پاس داری و رعایت درکار ہوتی ہے۔ یہاں ریا و تصنع کی بنیادیں نہیں چاہیے بلکہ صدق و صفا کا عنصر چاہیے۔ الفت و عقیدت کی واقعیت کے لیے صرف شعری حسن ہی درکار نہیں پاس شرع کا التزام بھی ہر لحظہ محل نظر رہے۔

فنی و شعری لوازمات کے ساتھ شریعت کی مکمل پاس داری علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں اختر بریلوی کے کلام میں رچی بسی اور جلوہ ساماں دکھائی دیتی ہے۔ آپ کا اصل میدان تو خدمت شرع و حدیث اور دعوت و تبلیغ ہے لیکن قلب گداز کی تسکین اور موروثی دولت عشق و عرفان مصطفی ﷺ کی ترویج و اشاعت کی خاطر زبان اختر محبوب کی یاد میں جب وا ہوتی ہے تو ایسے اشعار بھی ادب کے دامن کو نہال و بحال کر جاتے ہیں اور تپش دل کو بڑھا جاتے ہیں کہ الفت و محبت الفاظ کی قبائے دل کش پہن لیتی ہے۔

عطا ہو بے خودی مجھ کو خودی میری ہوا کر دیں
مجھے یوں اپنی الفت میں مرے مولیٰ فنا کر دیں

پی کے جو مست ہو گیا بادۂ عشق مصطفی
اس کی خدائی ہو گئی اور وہ خدا کا ہو گیا

حضرت اختر بریلوی اس محتاط ادبی اسکول کے تربیت یافتہ ہیں جہاں حزم و احتیاط کو فوقیت حاصل ہے، جہاں ادب و احترام کا شعور دیا جاتا ہے اور محبت بارگاہ نبوی کے آداب و احترام

سکھائے جاتے ہیں۔ اس لیے کلام سحر طراز بے جا سے محفوظ رہتا ہے اور شعر شعر کا بنیادی مصدر قرآن مقدس ٹھہرتا ہے۔ اس جہت سے جب ہم عہد رواں کے محتاط و ممتاز شاعر حضرت اختر بریلوی کے کلام کا جائزہ لیتے ہیں تو لفظ لفظ اور حرف حرف سے عشق و عرفان کی خوش بو پھوٹتی اور پھیلتی محسوس ہوتی ہے اور روح جھوم جھوم جاتی ہے، ایمان طراوت پاتے ہیں، الفاظ صف در صف نظر آتے ہیں۔ ہر ہر لفظ یوں جیسے انگوٹھی میں نگینہ اور اس زمیں پہ مدینہ، قلب بے قرار طیبہ کی یاد میں مچل اٹھتا ہے اور ایسے شعر بھی سخن کو اوج عطا کرتے ہیں۔

جاں توئی جاناں قرار جاں توئی
جان جاں جان مسیحا آپ ہیں

مہ و خورشید و انجم میں چمک اپنی نہیں کچھ بھی
اجالا ہے حقیقت میں انھیں کی پاک طلعت کا

اٹھاؤ بادہ کشو! ساغر شراب کہن
وہ دیکھو جھوم کے آئی گھٹا مدینے سے

محبت میں ادب و آداب کا لحاظ بڑا نازک امر ہے اس لیے کہ محبوب خدا کا ادب و احترام ایمان کی کسوٹی ہے یہ اگر مجروح ہوا تو دل کا عالم زیر و زبر ہو جائے گا، عقیدے کی فصل جل جائے گی، فکر کی جولانی ماند پڑ جائے گی۔ نعت کی نازک منزل میں بھی حضرت علامہ اختر رضا بریلوی کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آتی بلکہ وہ شریعت کے ادب و آداب کی پاس داری کو مقدم رکھتے ہیں، اسی لیے آپ کے اشعار سے جہاں سخن کو تابندگی ملتی ہے وہیں دل کے سب داغ دھل جاتے ہیں اور محبت و عشق کے دیے جل اٹھتے ہیں۔ تو ایسے اشعار بھی تخیل کا جھومر بنتے ہیں۔

چشم تر وہاں بہتی دل کا مدعا کہتی
آہ! با ادب رہتی منھ میرا سل جاتا

دل کا ہر داغ چمکتا ہے قمر کی صورت
کتنی روشن ہے رخ شہ کے خیالات کی رات

یاد رخ شہ دل کا قرار اور ایمان کا سنگھار ہے۔ اور اسی لیے جب ''دبھی عشق کی آگ اندھیر ہے''۔ ایک در کریمی ہے جس سے دور ہو رہنے سے انسانیت کی رسوائی ہے، ذلت و ناکامی ہے، یہی وجہ ہے کہ آج غم دوراں نے مسلمانوں کو خون رلا دیا ہے، غم عشق نبی ﷺ فکر و نظر میں سما جائے تو دنیا کا کوئی غم حسرت و یاس میں نہ ڈال سکے گا، شعور کے نشیمن کو خاکستر نہ کر سکے گا، عقیدے کی دنیا میں خزاں نہ لا سکے گا۔

جب کبھی ہم نے غم جاناں کو بھلایا ہو گا
غم ہستی نے ہمیں خون رلایا ہو گا

جب محبت و عقیدت کی بہاریں شبستاں میں عود کر آئیں، تو محب کی ہر ہر ادا محبوب کی محبت کی غمازی کرنے لگتی ہے۔ آج بساط عالم میں تقویٰ و طہارت، نجابت و استقامت، الفت و وارفتگی، اسوۂ حسنہ پر عمل اور سنتوں کی ادائیگی میں علامہ اختر رضا خاں ازہری کی ذات ایک مثال بن چکی ہے اور کردار کی چمک، افکار کی دمک، اخلاص کی مہک نے کلام کو مؤثر بنا دیا ہے۔ جو پڑھتا ہے وارفتہ ہو جاتا ہے، عشق نبوی کی چنگاری سلگ اٹھتی ہے اور تمنائے زیست کشاں کشاں کوچۂ محبوب میں منزل حیات ''قضا'' سے ہم کنار ہوا چاہتی ہے، وہ موت کی گھڑی میں محبوب کے جلووں کی تمنائی ہوتی ہے، کیسی ایمان افروز تمنا کہ جسے سخن کی معراج قرار دینا بجا کہیے۔

زندگی اب سر زندگی آ گئی
آخری وقت ہے اب مدینے چلیں

گل ہو جب اخترِ خستہ کا چراغِ ہستی
اس کی آنکھوں میں تیرا جلوۂ زیبائی ہو

ڈنمارک کے شاتمانِ رسول نے ایسی جسارت کر لی کہ جس کے تصور سے ہی روح کانپ اٹھتی ہے۔ خیالی کارٹون بنا کر ان سے منسوب کیا یوں متاعِ عشق کو ناپنا چاہا، مسلمانوں کے جائے قرار کی توہین کر کے ایمان کو بے قرار کرنا چاہا، ایمانی درجۂ حرارت کو ناپنا چاہا تو ضروری ہوا کہ عہد کے تقاضوں کو ملحوظ رکھا جائے اس طرح سے کہ رحمتِ عالم ﷺ کے عشق و عرفان کا درس دیا جائے، دشمنانِ اسلام کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا جائے، ویسے تو رب تعالیٰ نے جب خود اپنے محبوب کے ذکر کو بلند فرما دیا تو پھر ہر لمحہ ذکرِ محبوب کیوں نہ کیا جائے، اب جب کہ مخالفت کی آندھیاں چلائی جا رہی ہیں تو ضروری ہوا کہ نعت کے نغمات الاپے جائیں، ان کے تذکار کی خوش بو سے ہر ذرۂ دہر کو مہکا دیا جائے۔ کلامِ اختر جذبات کو سہارا دیتے ہیں، اشعار سے روح کیف آشنا ہو جاتی ہے، دردِ محبت دکھوں کا مداوا بن جاتا ہے۔

دردِ الفت میں دے مزا ایسا
دل نہ پائے کبھی قرار سلام

راقم نے قلم برداشتہ لکھے گئے اس مختصر سے مضمون میں علامہ مفتی محمد اختر رضا ازہری کے نعتیہ اشعار میں نبوی عشق و عرفان کی موجوں کی ایک سرسری جھلک دکھا دی ورنہ اس موضوع پر حق تحریر کوئی ادب شناس ہی ادا کر سکتا ہے۔ آپ کے نعتیہ دیوان ''سفینۂ بخشش'' (مطبوعہ ممبئی و بریلی و دہلی) میں شرعی التزام و اہتمام کے ساتھ شعورِ محبتِ رسول ﷺ کو پروان چڑھایا گیا ہے عہدِ رواں کی بادِ مسموم میں اسی عشق و محبت کے عرفان کی ضرورت ہے ''جو قلب کو تڑپا دے اور روح کو گرما دے۔'' اور کشتِ ایماں کو سرسبز و شاداب کر دے۔

تاج الشریعہ کے کلام میں مدحت رسول کی جولانیت

ماسٹر فہیم انور حبیبی، شیب پور ہوڑہ، مغربی بنگال ☆09339258895

''سفینۂ بخشش'' یہ نعتیہ مجموعہ کلام ہے۔ حضور تاج الشریعہ جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری اختر بریلوی مدظلہ العالی کا جسے رضا اکیڈمی نے بڑے اہتمام وانصرام کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس سے قبل کہ میں ''سفینۂ بخشش'' میں شامل حضور ازہری میاں کے مرصع نعتیہ کلام، اس کے رنگ وآہنگ، مزاج ومنہاج، لسانی پہلو اور شاعرانہ محاسن پر اپنی عرضداشت پیش کروں، ضروری سمجھتا ہوں کہ ''سفینۂ بخشش'' کے مرتب رضا اکیڈمی کے معتمد جناب محمد سہیل رضوی روکاڑیا نے گفتنی کے عنوان سے اپنی جو مختصر مگر جامع تحریر اس وقیع مجموعے میں شامل کی ہے ان کی چند سطریں نذر قارئین کروں جو حضرت تاج الشریعہ کے فن وشخصیت کا بھرپور احاطہ کرتی ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے گویا سہیل رضوی روکاڑیا صاحب نے کوزے میں سمندر کو سمو دیا ہو''حضور تاج الشریعہ کی شخصیت کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ آپ کو دین ومذہب سے والہانہ وابستگی کے ساتھ ساتھ موزونی طبع، خوش کلامی، شعر گوئی اور شاعرانہ ذوق بھی ورثے میں ملا ہے۔ آپ بیک وقت مفکر ومدبر اور محدث وفقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم عاشق رسول اور عمدہ نعت گو شاعر بھی ہیں۔ آپ کو نئے لب ولہجہ میں نعتیہ اشعار کہنے میں زبردست ملکہ حاصل ہے۔ آپ کی شاعری معنویت وپیکر تراشی، سرشاری وشیفتگی کا نادر نمونہ ہے اور آپ کے قلم سے نکلنے والے اشعار فصاحت وبلاغت، حلاوت وملاحت، جذب وکیف اور سوز وگداز میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں''۔ متانت کے ساتھ حضور ازہری میاں کے نعتیہ مجموعہ کلام ''سفینۂ بخشش'' کا مطالعہ کرنے والے قارئین جناب سہیل رضوی کی محولہ بالا باتوں سے گریز نہ کرتے ہوئے ان پر مہر تصدیق ثبت کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

حضور تاج الشریعہ کے زیر نظر مجموعے کا نام ''سفینۂ بخشش'' تجویز کیا گیا ہے۔ جو معنی خیز بھی ہے معنی آفریں بھی۔ یہ نام زبان پر آتے ہی حضور تاج الشریعہ کے جد امجد اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ والرضوان کے مجموعہ کلام نعتیہ ادب کے ''گل خنداں'' ''حدائق بخشش'' کے چند اشعار نقل کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔ جنہیں پڑھ کر اہل ادب اور اہل ذوق یہ بات ضرور محسوس کریں گے کہ حضور تاج الشریعہ کے کلام میں ایک حد تک زبان وبیان کے وہی چٹخارے

اور وہی لسانی جھلکیاں موجود ہیں جو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے کلام بلاغت نظام کا خاصہ ہیں۔

ذرے جھڑ کر تری پیزاروں کے
تاج سر بنتے ہیں سرداروں کے

واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلہن پھول

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

لم یات نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج ترے سر سو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

انا فی العطش وسخاک اتم اے گیسوئے پاک اے ابر کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

بس خامہ خام نوائے رضا نہ یہ طرز مری نہ یہ رنگ مرا
ارشاد احبا ناطق تھا ناچار اس راہ پڑا جانا

اٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نور باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور
بچا لو آ کر مرے پیمبر کہ سخت مشکل جواب میں ہے

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا اترا

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

جس کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی
ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مرا دین پارۂ ناں نہیں

حضور تاج الشریعہ سے اس سراپا تقصیر کے ایک تقدس مآب رشتے کا ذکر یہاں بے محل نہیں ہوگا کہ حضور مجاہد ملت کے نواسے اور جانشین سجادہ نشین دھام نگر شریف اڑیسہ مولانا سید غلام محمد حبیبی قبلہ رضوی کو حضور تاج الشریعہ نے خلافت و اجازت کی سند فاخرہ سے نوازا ہے اور یہ گناہ گار مع اپنی والدہ ماجدہ و اہلیہ محترمہ کے حبیب ملت مولانا سید غلام محمد حبیبی کے دست حق پرست پر بیعت ہے۔ ''سفینۂ بخشش'' میں شامل نعتوں، منقبتوں، سلاموں اور سہروں کی قرآت سے جہاں ہمیں جذب و کیف و سرور و مستی حاصل ہوتی ہے وہیں شگفتگی و تر و تازگی، فرحت و انبساط سرشاری اور تسہیل کا احساس بھی ہوتا ہے۔ تسہیل پسندی حضور تاج الشریعہ کی نعتوں کا خاص وصف ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا انہوں نے اس بات کا خاص خیال رکھا ہے کہ ثقیل اور ادق الفاظ کے استعمال سے نعت جیسی سبک سار صنف کی ہلکی پھلکی فضا کو بے جا علمی دھونس سے بوجھل نہ کیا جائے۔ جب کہ ان کی موزونی طبع عربی زبان میں نعت و مناقب کی تخلیق پر بھی قادر ہے۔ جب تحریر میں تقریر اور تقریر میں تحریر کا انداز پیدا ہو جائے تو اسے علم کی معراج سمجھا جاتا ہے۔ حضور تاج الشریعہ کا نعتیہ کلام بھی عام بول چال کے انداز میں ہے۔ کہیں کہیں تو شعر نے نثر کا انداز اختیار کر لیا ہے۔ مصرعے نثر سے قریب تر معلوم ہوتے ہیں لیکن ان میں شعریت بہر حال موجود رہتی ہے۔ یہ شاعر کا کمال فن ہے کہ شاعری کو نثر سے قریب لے جائے مگر شعریت کو مجروح نہ ہونے دے اور حضور تاج الشریعہ نے ''سفینۂ بخشش'' میں کمال ہنر مندی

سے یہ مشکل ترین کام کر دکھایا ہے۔

خود کلامی کا خوبصورت انداز حضور تاج الشریعہ کی نعتیہ شاعری کا دوسرا وصف ہے۔ ''سفینۂ بخشش'' کے بیشتر صفحات کے دامن خود کلامی کے انداز میں کہے گئے اشعار حسین وجمیل موتیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ خود کلامی ایک ایسا موثر ادبی آلہ کار ہے جس کی مدد سے شعراء کرام کی اکثریت، آپ بیتی کو جگ بیتی بنانے پر قادر نظر آتی ہے۔ عام لوگ کچھ باتوں اور واردات کو محسوس تو کرتے ہیں لیکن انہیں الفاظ کا جامہ پہنا کر نثری اقتباسات یا منظوم شعریات کے قالب میں ڈھالنے کے اہل نہیں ہوتے۔ یہیں ایک فنکار اور عام انسان کے درمیان خط کھینچا جا سکتا ہے۔ آیئے آپ کو حضور تاج الشریعہ کے نعتیہ اشعار میں خود کلامی کے حسین وجمیل اسلوب بیان کی جھلکیاں دکھاتا چلوں:

مجھے کیا فکر ہو اختر ، مرے یاور ہیں وہ یاور
بلاؤں کو جو میری خود گرفتار بلا کر دیں

اختر خستہ کیوں اتنا بے چین ہے تیرا آقا شہنشاہ کونین ہے
لگا شاہ لولاک سے غم مسرت کے سانچے میں ڈھل جائے گا

جو پیا کو بھائے اختر وہ سہانا راگ ہے
جس سے ناخوش ہو پیا وہ راگنی اچھی نہیں

خلد کے طالب سے کہدوں بے گماں
طالب طیبہ کی طالب ہے جناں

ہزاروں درد سہتا ہوں اسی امید میں اختر
کہ ہرگز رائیگاں فریاد روحانی نہیں جاتی

دل بیتاب سے اختر یہ کہہ دو
سنبھل جائے مدینہ اب قریں ہے

ان کی رفعت واہ واہ کی بات اختر دیکھ لو
عرش اعظم پر بھی پہنچیں ان کی برتر ایڑیاں

مدینے سے مری بلائے جائے اختر
مری زندگی وقف در ہو رہی ہے

میں تو ہوں بلبل بستان مدینہ اختر
حوصلے مجھ کو نہیں قافیہ آرائی کے

قدم بن جائے میرا سر مدینہ آنے والا ہے
بچھوں راہ میں نظر بن کر مدینہ آنے والا ہے

غبار راہ انور کس قدر پر نور ہے اختر
تنی ہے نور کی چادر مدینہ آنے والا ہے

سنیت ، قادریت اور مسلک اعلیٰ حضرت سے خار کھائے ہوئے وہابی خارجی اور نجدی سنیوں کے عشق رسول کے تعلق سے یاوہ گوئی کرتے ہوئے چند الزامات عائد کرتے ہیں۔ ان الزامات کی تردید ہر سنی صحیح العقیدہ شاعر اپنے اشعار میں کرنا اپنا فرض عین سمجھتا ہے۔ ''سفینۂ بخشش'' میں بھی ہمیں جابجا ایسے اشعار ملتے ہیں جن میں تاج الشریعہ نے مدلل انداز میں وہابیت اور نجدیت کو مسترد کیا ہے۔ ''سفینۂ بخشش'' کے ان چیدہ اشعار کی قرآت یہاں بار سماعت نہیں بلکہ قند سماعت معلوم ہوگی۔

وہی جو رحمۃ العالمین ہیں جان عالم ہیں
برا بھائی کہے ان کو کوئی اندھا بصیرت کا

یہ کس کے در سے پھرا ہے تو نجدی بے دیں
برا ہو تیرا ترے سر پہ گر ہی جائے فلک

ذکر سرکار کا بھی کیا آگ ہے جس سے سنی
بیٹھے بیٹھے دل نجدی کو جلا جاتے ہیں

جن کو شیرینی میلاد سے گھن آتی ہے
آنکھ سے اندھے انہیں کوا کھلا جاتے ہیں

جو جنون خلد میں کووں کو دے بیٹھے دھرم

ایسے اندھے شیخ جن کی پیروی اچھی نہیں
عقل چوپایوں کو دے بیٹھے حکیم تھانوی
میں نہ کہتا تھا کہ صحبت دیو کی اچھی نہیں
ابتغوا فرماکے گویا رب نے یہ فرمادیا
بے وسیلہ نجدیو! ہرگز خدا ملتا نہیں
میں وصف ماہ طیبہ کررہا ہوں
بلا سے گر کوئی چین بہ جبیں ہے

نعتیہ شاعری کا یہ عام چلن ہے کہ شہر مدینہ اس کی فضا، آب وہوا، گنبد خضریٰ اور سنہری جالیوں سے شعراء اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ ایسا ہونا بھی چاہئے کیوں کہ شہر اور اس سے متعلق ہر چیز مقدس و متبرک ہے۔ یہ شہر عالم میں انتخاب ہے۔ اس شہر کے موسم اور خاک وباد پر بھی محققین تحقیق کررہے ہیں۔ ''سفینۂ بخشش'' میں بھی ایسے اشعار کی خاصی تعداد ہے۔ جس میں اس شہر اور اس سے متعلق چیزوں سے عقیدت ومحبت کا اظہار کرتے ہوئے انہیں مقدس ومتبرک قرار دیا گیا ہے۔ مدینہ کو جنت پر ترجیح دی گئی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے کہا ہے۔

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

آیئے دیکھیں علامہ اختر رضا خاں قادری ازہری اس ضمن میں کیا فرماتے ہیں۔

مدینہ چھوڑ کر اختر بھلا کیوں جائے جنت کو
یہ جنت کیا ہے ہر ایک نعمت مدینے کی بدولت ہے
بھلا دشت مدینہ سے چمن کو کوئی نسبت ہے
مدینے کی فضا رشک بہار باغ جنت ہے
مدینہ ایسا گلشن ہے جو ہر گلشن کی زینت ہے
بہار باغ جنت بھی مدینے کی بدولت ہے
مدینہ گر سلامت ہے تو پھر سب کچھ سلامت ہے
خدا رکھے مدینے کو اسی کا دم غنیمت ہے
مدینہ چھوڑ کر سیر جناں کی کیا ضرورت
یہ جنت سے بھی بہتر ہے یہ جیتے جی کی جنت ہے
ہمیں کیا حق تعالیٰ کو مدینے سے محبت
مدینے سے محبت ان سے الفت کی علامت ہے
الٰہی! وہ مدینہ کیسی بستی ہے دکھادینا
جہاں رحمت برستی ہے جہاں رحمت ہی رحمت ہے
مدینہ چھوڑ کر جنت کی خوشبو مل نہیں سکتی
مدینے سے محبت ہے تو جنت کی ضمانت ہے
غضب ہی کردیا اختر مدینے سے چلے آئے
یہ وہ جنت ہے جس کی عرش والوں کو بھی حسرت ہے

حضرت حسان بن ثابت سے لے کر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت تک غزل کے رنگ و آہنگ اور لب ولہجے میں جو شاعری کی گئی ہے اسے اعلیٰ نعتیہ شاعری قرار دیا گیا ہے لیکن اس کے لئے فن پر غیر معمولی گرفت اور زبان وبیان پر دسترس ومہارت کی ضرورت پیش آتی ہے۔ یہ وہ پل صراط ہے جہاں سے ثابت قدم گزرنا ہر کس وناکس کے بس کی بات نہیں ہے۔ ابرار رحمانی نے یونہی نہیں کہا ہے۔

میں تو کیا کوئی قلم کار نہیں لکھ سکتا
مدحت سید ابرار نہیں لکھ سکتا
نعت لکھواتا ہے اللہ تو لکھ لیتا ہوں
میں تو اک لفظ بھی سرکار نہیں لکھ سکتا

اور راقم الحروف نے بھی کہا ہے:

جب نہیں حسان کی غزلوں کا پرتو بھی نصیب
خامۂ عاجز لکھے کیسے قصیدہ آپ کا

تاہم علامہ اختر رضا خاں قادری ازہری نے اس قبیل کے اشعار کے جوگل کھلائے ہیں وہ اہل قلم، اہل نظر، اہل رائے اور اہل ایمان کے دامان دل اپنی جانب کھینچتے نظر آتے ہیں۔ان میں بلا کی جاذبیت و کشش محسوس کی جا سکتی ہے۔نعتیہ کلام کے عشاق اور اہل دل ان اشعار پر داد دیے بغیر نہیں رہ سکتے:

منور میری آنکھوں کو مرے شمس الضحیٰ کر دیں
غموں کی دھوپ میں وہ سایہ زلف دوتا کر دیں

دامن دل جو سوئے یار کھینچا جاتا ہے
ہو نہ ہو اس نے مجھے آج بلایا ہوگا

دل کا ہر داغ چمکتا ہے قمر کی صورت
کتنی روشن ہے رخ طیبہ کے خیالات کی رات

کچھ کریں اپنے یار کی باتیں
کچھ دل داغدار کی باتیں

دشت طیبہ میں چلوں چل کے گروں گر کے چلوں
ناتوانی مری صد رشک توانائی ہو

چلا دور ساغر مئے ناب چھلکی
رہے تشنہ کیوں بادہ خوار مدینہ

مدینے کے کانٹے بھی صد رشک گل ہیں
عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ

تاج الشریعہ کا عشق رسول

حاجی محمد بدرالدین بدرؔ (ایڈوکیٹ) ہائی کورٹ، کلکتہ۔ 09831027634

یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ برصغیر پاک وہند میں عالم اسلام کی ممتاز شخصیتوں میں ایک عظیم علمی اور روحانی عالم گیر شخصیت نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا ازہری مدظلہ العالی کا اسم گرامی نہایت بلند و متعارف ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ رحمتہ کے متعلق کون نہیں جانتا کہ وہ ایک سچے عاشق رسول تھے اور ظاہر ہے کہ انہیں کے حسب ونسب کے تعلق رکھنے والے تاج الشریعہ کا کلام عشق رسول سے کیسے خالی رہ سکتا ہے۔ محبت اور تڑپ کا ایک حسین امتزاج ان کے کلام میں ملتا ہے۔

محبت ایک ایسا لفظ ہے جو لغوی اور معنوی ہر دو اعتبار سے دل کشی، لطافت وسوز وگداز کا حامل ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ قافلۂ حیات کی ساری ہما ہمی اسی سے ہے۔ اسی کے حلقۂ دام میں آ کر زندگی کو ذوق تمنا نصیب ہوتا ہے اور محبت ہی کی بدولت روح انسانی کو بقا کی منزل سے آشنائی حاصل ہوتی ہے۔ محبت ہی سے آواز میں لوچ، بات میں شیرینی چہرے پر حسن، رفتار میں انکساری اور کردار میں وسعت وپختگی پیدا ہوتی ہے۔ خطا کاروں کی خطائیں بخشنا گالیوں کا جواب دعاؤں میں دینا، غریبوں سے پیار کرنا، یتیموں سے حسن سلوک سے پیش آنا محتاجوں سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملنا، مغرور اور تند مزاج لوگوں کے ساتھ بھی انکساری برتنا، محبت ہی کے کرشمے ہیں۔ یہ محبت ہی ہے کہ ایمان اس کے بغیر کامل نہیں ہوتا اور عبادت اس کے بغیر ناقص وادھوری رہتی ہے۔ یہ قلب کی قوت اور زندگی کے لئے شیریں چشمہ ہے۔ حضرت علامہ اختر رضا ازہری صاحب قبلہ نے بھی اس رمز کو بخوبی محسوس کیا اور سفینۂ بخشش کے مطالعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ "حب نبی" کے بغیر ایمان نامکمل ہے۔

جہاں تک عقیدت کا سوال ہے تو بغیر عقیدہ کے عقیدت کی حد ممکن نہیں۔ بغیر عقیدت کے محبت کی انتہا ممکن نہیں۔ یہ اتنی باریک شئے ہے جسے عام ذہن سمجھنے سے قاصر ہوتا ہے۔ دراصل یہ وہ سلسلہ ہے جس کے زینے پر پاکباز دل ہی قدم رکھ سکتا ہے۔ متزلزل ہونا دور کی بات ہے، لغزش کا گمان بھی نہیں ہوتا جس کی

زندہ مثال ''سفینۂ بخشش'' ہے۔ جس کی نمو کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی، استاد زمن علامہ حسن رضا خان حسنؔ اور مفتی اعظم علامہ مصطفےٰ رضا خان نوریؔ سے بے انتہا عقیدت و احترام ایک لازمی عنصر ہے۔ اگر یہ جذبہ موجزن نہ ہو تو پھر ایسے اشعار کی امید ہی نہیں کی جا سکتی۔ یہی وہ نورانی سلسلہ ہے جو در شاہ امم صلی اللہ علیہ وسلم پر لا کھڑا کرتا ہے۔

خلد زار طیبہ کا اس طرح سفر ہوتا
پیچھے پیچھے سر جاتا آگے آگے دل جاتا

ترا ذرہ وہ ہے جس نے کھلائے ان گنت تارے
ترا قطرہ وہ ہے جس سے ملا دھارا سمندر کا

یوں تو جیتا ہوں حکم خدا سے مگر میرے دل کی ہے ان کو یقیناً خبر
حاصل زندگی ہوگا وہ دن مرا ان کے قدموں پہ جب دم نکل جائے گا

آسماں تجھ سے اٹھائے نہ اٹھیں گے سن لے
ہجر کے صدمے جو عشاق اٹھا جاتے ہیں

ان اشعار کی روشنی میں یہ حقیقت جسے ہم محبوبیت کہتے ہیں، کھلتی ہوئی نظر آتی ہے۔ بغیر اندرونی ضرب کے یہ کیفیت جو ہمیشہ پوشیدہ رہتی ہے ممکن نہیں کہ عیاں ہو جائے۔ اگر یہ حقیقت نہیں تو پھر در جاناں کا تصور یا قربت کوئی معنی نہیں رکھتی۔

حضرت علامہ اختر رضا خان ازہری کے کلام کا سرمایہ سفینۂ بخشش ایک ایسی روداد عشق ہے جس میں ذہن کم، دل زیادہ بولتا اور سنتا ہے۔ ذہن کا بولنا ایک منطقی پہلو ہے جب کہ دل کا بولنا عشق کی وہ منزل ہے جہاں سے اللہ والوں کی شروعات ہوتی ہے۔

در جاناں پہ فدائی کو اجل آئی ہو
زندگی آکے جنازے پہ تماشائی ہو

دراصل اس طرح کے تخلیقی عمل کا تعلق منطق سے پرے رگ جاں کی قربت سے ہوتا ہے جو حقیقی آئینہ ہوتا ہے۔ جس میں فنا و بقا کی صورتیں عیاں ہوتی ہیں۔ در جاناں پر فدا ہونے والے کے لئے موت کوئی معنی نہیں رکھتی۔ یہاں موت میں زندگی پنہاں ہوتی ہے جسے بقا کہا جاتا ہے۔ بظاہر اس کی شکل فنا جیسی ہوتی ہے لیکن پس فنا بقا ہی بقا کی صورت مضمر ہوتی ہے۔ یہ رمز جا بجا سفینۂ بخشش کے اوراق پر پھیلا نظر آتا ہے۔

تم سے کوہ صحرا، تم سے یہ گلستاں
تم بقائے خلقت، یا رسول اللہ

نہ فیض راہ محبت میں تو نے کچھ پایا
کنارا کیوں نہیں کرتا تو اہل دنیا سے

یہ کیفیت آگے چل کر کیفیت تجسس کہلاتی ہے اور تجسس کا مزہ شدت کیفیت میں ظاہر ہوتا ہے اور یہ کیفیت فقراء کی نظر میں ''کیفیت امین'' کہلاتی ہے۔ اگر یہ کیفیت نہ ہو تو پھر شدت کیفیت کوئی معنی نہیں رکھتی۔ یہ کیفیت شاعر کے اپنے تیور کو بھی ظاہر کرتی ہے جیسا کہ علامہ اختر رضا خاں ازہری کے اشعار سے ظاہر ہے۔

ذرا اے مرکب عمر رواں چل برق کی صورت
دکھا پرواز کے جوہر مدینہ آنے والا ہے

مدینہ آگیا اب دیر کیا ہے صرف اتنی سی
تو خالی کر یہ دل کا گھر مدینہ آنے والا ہے

یہاں علامہ اختر رضا خان صاحب نے جس طرح اپنے روحانی تیور کو بروئے کار لا کر ''دل کا گھر'' استعمال کیا ہے وہ دراصل فنا کی رہ گزر کی ابتدائی صدا ہے اور حاصل مقصد بھی یہی۔ علامہ کی شاعری کی شناخت ہے۔ بالخصوص زبان و بیان کے معاملے میں علامہ کی یہی فکر کا خاصہ روح کی سرگوشیوں کی وہ صدا ہے جسے سن کر ذہن و دل یکساں نم دیدگی کے سرمائے سے نہ صرف

آشنا ہوتے ہیں بلکہ متاثر بھی ہوتے ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

اے نسیم کوئے جاناں ذرا سوئے بدنصیباں
چلی آ کھلی ہے تجھ پہ جو ہماری بے کسی ہے

اب پس مرگ ابھرتے ہیں یہ دیرینہ نقوش
ہم فنا ہو کے بھی ہستی کا نشاں دیتے ہیں

کہ ایں سجدہ ہائے بغیر محبت
نہ پابند ہرگز قبول ازالٰہی

ان تمام اشعار کے باوجود علامہ کا فکری کینوس اتنا وسیع اور جامع ہے کہ قاری مطالعہ کے بعد بغیر متاثر ہوئے نہیں رہ سکتا۔ اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ فکری تلنک اتنی وسیع ہے کہ اشارے وکنائے کا کینوس پیش کرتی ہے اور وہ بھی سہل ممتنع ہے۔ حسب ذیل مطلع سیدنا امام عالی مقام حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں کہا گیا ہے۔ مطلع اگرچہ حضرت امام حسینؓ کی شان میں کہا گیا ہے لیکن ایسی تمام ہستیاں جو پروردگار کی پسندیدہ ہیں۔ ان کی شان میں بھی ضم ہو سکتا ہے۔ یہی Multidimensionalism کا وصف علامہ کی فکری اساس ہے

صداقت ناز کرتی ہے امانت ناز کرتی ہے
حمیت ناز کرتی ہے مروت ناز کرتی ہے

اس طرح دوسرا شعر ملاحظہ فرمائیں۔

حیات وموت وابستہ تمہارے دم سے ہیں دونوں
ہماری زندگی ہو اور دشمن کی قضا تم ہو

اخیر میں حضور مجاہد ملت علیہ رحمتہ کے متعلق علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری کی منقبت کے اس شعر پر خامہ فرسائی بند کر رہا ہوں کہ کہیں بے ادبی نہ ہو جائے۔

ہم زیر آسماں انہیں یوں دیکھتے رہے
وہ کب کے آسماں کے پرے غلد میں گئے

☆☆☆

تاج الشریعہ اور سفینۂ بخشش

ڈاکٹر دبیر احمد، مولانا آزاد کالج، کلکتہ☆9433078802

ہندستان ایک عجیب وغریب ملک ہے۔ یہ ملک صوفیوں کا مرکز رہا ہے۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، خواجہ بختیار کاکی، نظام الدین اولیاء، سراج الدین اخی، علاء الحق، مخدوم بہاری، اشرف جہانگیر سمنانی، رسول نما بناری اور دیگر صوفیا کرام نے ہندستان کی مذہبی تقدیر لکھی تو دوسری طرف یہاں کے گاؤں گاؤں، درباروں سے بے نیاز، درس گاہوں اور خانقاہوں میں گوشہ نشیں علماء اور صوفیا اور مشائخ علم ومعرفت کی شمعیں روشن کئے رہے۔ ان ہی بزرگوں میں علامہ احمد رضا خاں رحمتہ اللہ علیہ کی ذات جو اپنی ذات میں انجمن تھی سے اہل دل حضرات فیض حاصل کرتے رہے۔ چراغ سے چراغ جلتا ہے۔ علامہ اختر رضا خاں صاحب ان ہی خاندان کے ایک روشن ضمیر چراغ ہیں جنہوں نے تصوف ومعرفت کے چراغ کو روشن رکھا ہے۔ جن کا ذکر اس وقت مقصود ہے۔

علامہ اختر رضا خاں صاحب کو جن لوگوں نے قریب سے دیکھا ہے وہ اس حقیقت کا اعتراف کریں گے کہ آپ نے عام لوگوں کی نسبت بالکل الگ تھلگ زندگی گزاری ہے۔ دراصل یہ ابتدائی تربیت کا نتیجہ تھا وہ ہمیشہ اپنے وابستگان کی رہنمائی میں مشغول رہیں، علمی شوق انہیں مصر میں جامعہ ازہر لے گیا جہاں آپ نے متعدد علماء سے کسب فیض کیا۔ تصوف کے ہر پہلو پر آپ کی نظر رہی۔

نعت دراصل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کو کہتے ہیں اور ابن سیدہ کے مطابق ہر عمدہ اور جید چیز کو جس کے اظہار میں مبالغہ سے کام لیا جائے نعت کہتے ہیں اور ابن الاعرابی کا کہنا ہے کہ نعت کا لفظ اس انسان کے لئے استعمال ہوگا جو نہایت خوبرو اور حسن وجمال سے متصف ہو۔

مذکورہ دونوں اقوال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر دال ہیں۔

حمد ومناجات اور نعت مقدس اصناف شاعری ہیں جہاں تک نعت کا تعلق ہے اس میں جس طرح کے موضوعات، اسالیب اور فنی قدر وقیمت ملتے ہیں اس سے اس صنف کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ مولانا احمد رضا خان کا سلام آج بھی ہماری فضاؤں میں خوشبو بن کر لوگوں کے دلوں کو معطر کر رہا ہے۔

نعت ایک ایسی صنف شاعری ہے جس میں آپ کی ذات، حیات اور معجزات کا ذکر ملتا ہے۔ اکثر نعت خواں حضرات نے آپ کی امانت، صداقت، دیانت، شجاعت، سخاوت، شرافت، اخوت، محبت، بخشش، عنایت، عطا اور علم جیسے اعلیٰ اوصاف اور اخلاق حمیدہ کا بڑی خوبصورتی سے ذکر کیا ہے۔ حضور اختر رضا خاں کی نعت کا مطالعہ کیجئے تو آنکھیں اپنا سفر بند کر لیتی ہیں۔ اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

جہاں بانی عطا کردیں بھری جنت ہبہ کردیں
نبی مختار کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کردیں
جہاں میں ان کی چلتی ہے وہ دم میں کیا سے کیا کردیں
زمیں کو آسماں کردیں ثریا کو ثرا کردیں

جہاں تک احسان نبوی کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں دین اسلام اور قرآن کریم کے ساتھ ساتھ آپ کے منشور اور اسوۂ شریعت جیسے عطیات کے ساتھ آپ کی رحمت وشفاعت اور محبت و شفقت کا ذکر بھی خوب ملتا ہے۔ ان تمام موضوعات کا بیان تمام جزئیات کے ساتھ حضور اختر رضا خان کی نعت میں ملتا ہے۔ اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

آپ جیسا کوئی ہو سکتا نہیں
اپنی ہر خوبی میں تنہا آپ ہیں
لامکاں تک جس کی پھیلی روشنی
وہ چراغ عالم آرا آپ ہیں
آپ کو رب نے کیا اپنا حبیب
ساری خلقت کا خلاصہ آپ ہیں

بیشتر نعت خواں حضرات نے آپ کی عادات، معمولات اور متعلقات کے پہلوؤں کو انتہائی احترام اور شیفتگی سے پیش کیا ہے۔ یہ خوبی بھی حضرت اختر رضا خاں صاحب کی نعت میں موجود ہے۔

تم ہو چراغ زندگی تم ہو جہاں کی روشنی
مہر ومہ نجوم میں جلوہ کناں تم ہی تو ہو
گردش چشم ناز میں صدقے ترے یہ کہہ تو دے
لے چلو اس کو خلد میں یہ تو ہمارا ہوگیا

نعت ایسی صنف کا نام ہے جس کا دائرہ کافی وسیع ہے۔ اس میں ایفائے عہد، عیادت وتعزیت کے طریق، انسانی ہمدردی اور غم خواری، مہمان نوازی، نیز دشمنوں سے حسن سلوک، حسن معاملات، وسعت قلبی وعالی ظرفی، ایثار واحسان اور اسمائے صفات کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو اور مجلس کے آداب وغیرہ کو نعت کے اشعار میں پیش کر کے خراج عقیدت کا بہترین ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔

اس طرف بھی اک نظر مہر درخشان جمال
ہم بھی رکھتے ہیں بہت مدت سے ارمان جمال
اک اشارے سے کیا شق ماہ تاباں آپ نے
مرحبا صد مرحبا صلی علیٰ شان جمال

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت، نعلین، لعاب پسینہ اور نقش پا کو بھی نعت شریف کا موضوع بنایا جاتا ہے نیز آپ کی ذات گرامی سے نسبت رکھنے والی ہر شئے سے دلی تعلق رکھنا، مدینے کی گلیوں، کوچہ وبازار سے عقیدت ومحبت کا اظہار، روضۂ اقدس کی خوبصورت سبز جالیوں، گنبد خضرا کو نظر بھر کر دیکھنا اور روضۂ رسول اور مسجد نبوی کا ذکر کرنا باعث برکت سمجھنا ہم مسلمانوں کے لئے نیک فال ہے۔ آپ حضرت اختر رضا خاں کی نعت کو بغور پڑھئے تو کچھ دیر کے لئے آپ مدینے کی خوبصورت گلیوں اور کوچہ

بازار کے ساتھ سبز جالیوں اور روضہ رسول کے پاس خود کو پائیں گے۔ اشعار پڑھئے اور مسجد نبوی کے قریب خود کو پایئے۔

الٰہی! وہ مدینہ کیسی بستی ہے دکھا دینا
جہاں رحمت برستی ہے جہاں رحمت ہی رحمت ہے
مدینہ چھوڑ کر جنت کی خوشبو مل نہیں سکتی
مدینے سے محبت ہے تو جنت کی ضمانت ہے
مدینے میں ہوں اور پچھلا پہر ہے
شب زندگی کی سحر ہو رہی ہے

بادِ صبا اور بادِ نسیم کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک سلام اور فریاد رسانی، مسجد نبوی میں حاضری، روضہ رسول پر سلام و درود کا نذرانہ وغیرہ نعت کے اہم موضوعات رہے ہیں۔ اشک ندامت، نبی کریم سے شفاعت طلبی، غموں کے مداوا کے لئے فریاد، خواب میں دیدار کی آرزو، مدینہ میں دفن ہونے کی تمنا جیسے مضامین کو بھی نعت گو حضرات موضوع بناتے رہے ہیں غرض کہ کائنات بھر کے مسائل اس صنف میں پیش کیے جاتے ہیں دیکھئے کتنی خوبصورتی سے ازہری صاحب نے اپنی نعت کا موضوع بنایا ہے۔ جس کے پڑھنے سے دل پر ایک وجد کی سی کیفیت ہوتی ہے اور دل مچلنے لگتا ہے۔

جی گئے وہ مدینے میں جو مر گئے
آؤ ہم بھی وہاں مر کے جیتے چلیں
میرا دم نکل جاتا ان کے آستانے پر
ان کے آستانے کی خاک میں مل جاتا
میرے دل سے دھل جاتا داغ فرقت طیبہ
طیبہ میں فنا ہوکر طیبہ میں ہی مل جاتا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے اظہار میں نعت گو شعراء اگر عقل و خرد سے کام نہ لیں تو ہر قدم پر لغزش کا امکان رہتا ہے۔ نبی کی شان، ادب و احترام اور شان اقدس میں ذرا سی بے احتیاطی اور چھوٹی سی لغزش ایمان و اعمال کو غارت کر دیتی ہے۔ لہٰذا ان چیزوں سے اجتناب ضروری ہے۔ حضرت اختر رضا صاحب ان خوبیوں کو خوب سمجھتے ہیں۔ سفینۂ بخشش کی نعتوں کو پڑھئے تو یہ حقیقت آشکارہ ہوتی ہے کہ موصوف نے نعت لکھتے وقت مذکورہ باتوں کو ملحوظ رکھا ہے۔

جھانک لو آنکھوں میں ان کی حسرت طیبہ لئے
زائر طیبہ ضیائے طیبہ لائے خیر سے
تیرے میخانے میں جو کھینچی تھی وہ مے کیا ہوئی
بات کیا ہے آج پینے کا مزہ ملتا نہیں

کامیاب نعت گوئی کے لئے عشق رسول ضروری ہے کیوں کہ دل میں اگر سوز و گداز، تڑپ اور تشریت و جاذبیت نہ ہو تو نعت مکمل نہیں ہو سکتی یا یہ کہا جائے کہ نعت گو شعرا کے دل میں سوز و گداز اور عشق رسول میں سرشاری نہ ہو تو وہ نعت جیسی صنف سے انصاف نہیں کر سکتا کیوں کہ شاعر میں جب عشق اور الفاظ کی دھڑکنیں ہم آہنگ ہو جاتی ہیں تو نعت میں سوز و گداز کی کیفیت پیدا ہوتی ہے ازہری صاحب نے براہ راست اور فلسفیانہ رنگ میں نعتیہ شاعری کی ہے اور ادب نبوی کے پیش نظر رسالت مآب سے خطاب کیا ہے دراصل بارگاہ رسالت میں بار پانے کے لئے "شمیم زلف نبی" "اک نظر مہر درخشانِ جمال" "اے نسیم کوئے جاناں" اور "فرقت طیبہ کی وحشت دل سے جائے خیر سے" کے سہارے لیتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ موصوف کے نعتیہ افکار سے بہت کم استفادہ کیا گیا ہے۔ وہ دن دور نہیں جب مستقبل کے شعرا ازہری صاحب کے خزانہ عامرہ سے بہرہ مند ہوں گے۔

بحیثیت اسیر مدینہ

مولانا محمد ارشاد عالم نعمانی، دارالقلم، ذاکر نگر نئی دہلی ۲۵ ☆ 09911248371

استقامت وعزیمت اور جرأت حق گوئی واعلاے کلمۃ الحق کا عنوان تاریخ عالم میں ہمیشہ زرّیں اور جلی حرفوں میں لکھا گیا ہے۔ اس کا مظاہرہ ان مردان حق کا شیوہ وطرۂ امتیاز رہا ہے جو قوم وملت کے سچے وفادار اور دین ودیانت کے صحیح معنی میں امین وعلم بردار رہے ہیں۔ یہ ان عظیم اور تاریخ ساز شخصیتوں کا حصہ رہا ہے جو ظلم واستبداد اور کفر وباطل کے اندھیروں میں ایمان ویقین کا چراغ روشن کرنے کے لیے پیدا ہوتے رہے ہیں۔

تاریخ میں ایسی ہزارہا شخصیات اسلام کی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں جنھوں نے حق کی حمایت وصیانت اور جرأت حق گوئی واعلاے کلمۃ الحق کی راہ میں کبھی بھی کسی مادّی مصلحت کو آڑے نہیں آنے دیا اور باطل قوت کے سامنے احقاق حق وابطال باطل کے فریضہ حسنہ کی ادائگی میں بڑی سے بڑی ظالم وجابر حکومت کی بھی پروا نہیں کی اور برملا حق وصداقت کا اعلان واظہار کر کے اپنی ہستی کو دنیاے انسانیت کے لیے نمونۂ عمل اور زندۂ جاوید بنا کر کے پیش کیا۔

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل کے تاریخی واقعہ سے آپ واقف ہیں۔ عباسی خلفا (امرا) کا دور حکومت ہے۔ فتنہ خلق قرآن کے مسئلہ میں امام احمد بن حنبل نے تین عباسی خلفا کے حکومتی دباؤ اور جبر وتشدد کے سامنے بھی گھٹنے نہیں ٹیکے اور اظہار حق فرما کر اپنی شخصیت کو تاریخ اسلام میں ہمیشہ کے لیے زندۂ جاوید کر دیا۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ مغلیہ عہد کے ایک نامور عالم ومبلغ اسلام ہیں جنھوں نے اکبر جیسے باجبروت سلطان کے دور حکومت میں فتنہ دین اکبری کے سامنے حق کا علم بردار بن کر اسے زیر زمین دفن کر کے ہی دم لیا۔

حضرت مجاہد ملت مولانا شاہ محمد حبیب الرحمٰن قادری علیہ الرحمۃ کی مجاہدانہ شخصیت سے بھی آپ واقف ہیں جنھوں نے سعودی حکومت کے ظلم وجبر کے سامنے حقانیت وصداقت کو اجاگر کر کے کار دعوت وعزیمت کی روشن مثال قائم فرمائی۔

اس طرح سواد اعظم اہل سنت وجماعت کے اکابر علما ومشائخ کی درخشندہ حیات میں ایسی لاتعداد مثالیں موجود

ہیں جو تاریخ دعوت وعزیمت اور استقامت کا زریں باب ہے جس کے استقصا کے لیے دفتر درکار ہے۔ چوں کہ ہمارا موضوع سخن حضور تاج الشریعہ حضرت العلام مفتی محمد اختر رضا قادری رضوی ازہری مدظلہ العالی کی استقامت اور حکومت وقت کے سامنے سر تسلیم خم نہ کرنے کا ذکر جمیل مقصود ہے لہذا اس تاریخی روداد سے صرف نظر کرتے ہوئے ہم یہاں سعودی مظالم کے سامنے حضور ازہری میاں دام ظلہ کی جرأت حق گوئی و بے باکی اور استقامت وعزیمت کا ذکر کرتے ہیں۔

تاج الشریعہ حضور ازہری میاں حق وصداقت کے نشانِ امتیاز خانوادۂ رضویہ کی دور حاضر میں ایک مثالی شخصیت کا نام ہے۔ آپ کی ذات علوم ومعارف اور شریعت وطریقت کی مجمع البحرین ہے۔ خاندان رضا کے اس عظیم چشم وچراغ کو جس پہلو سے دیکھا جائے کامل واکمل نظر آتے ہیں۔ آپ کی شش جہات خدمات کا جائزہ لیا جائے تو عصر حاضر میں آپ کی شخصیت معاصرین میں سب پر فائق نظر آتی ہے۔

آپ کی حیات زریں کا ایک روشن اور تابناک ورق یہ ہے کہ آپ اسلاف کرام کی سنت کے مطابق عشق مصطفی کے اظہار واعلان اور باطل کے آگے سر نہ خم کرنے کے جرم میں ۳۱/اگست ۱۹۸۶ء/۱۴۰۷ھ میں ظالم وجابر سعودی حکومت کی جانب سے ماخوذ ہوئے اور ۱۱/روز تک سعودی حکومت کے بے جا ظلم کے شکار ہوئے۔ آپ نے ان ایام اسیری کی روداد نظم ونثر دونوں میں بیان کی ہے۔ جب آپ مسلک سواد اعظم پہ عمل اور استقامت کے جرم میں بے جا گرفتار کیے گئے اور سعودی مظالم کے عتاب کا شکار ہو کر بغیر زیارت روضۂ نبوی ﷺ کے واپس ہندوستان بھیج دیے گئے۔ اس وقت آپ کے دریائے عشق مصطفی کا تلاطم کس قدر رواں دواں تھا اس کا اندازہ کچھ ذیل کی اس نعت شریف سے لگایا جا سکتا ہے:

داغ فرقت طیبہ قلب مضمحل جاتا
کاش گنبد خضرا دیکھنے کو مل جاتا
میرا دم نکل جاتا ان کے آستانے پر
ان کے آستانے کی خاک میں مل جاتا
موت لے کے آجاتی زندگی مدینے میں
موت سے گلے مل کر زندگی میں مل جاتا
دل پہ جب کرن پڑتی ان کے سبز گنبد کی
اس کی سبز رنگت سے باغ بن کے کھل جاتا
فرقت مدینہ نے وہ دیئے مجھے صدمے
کوہ پر اگر پڑتے کوہ بھی تو ہل جاتا
در پہ دل جھکا ہوتا اذن پا کے پھر بڑھتا
ہر گناہ یاد آتا دل خجل خجل جاتا
میرے دل میں بس جاتا جلوہ زار طیبہ کا
داغ فرقت طیبہ پھول بن کے کھل جاتا
ان کے در پہ اختر کی حسرتیں ہوئیں پوری
سائل در اقدس کیسے منفعل جاتا

ایک دوسری نعت میں سرکار رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں اپنی نیاز مندی اور عقیدت والفت اور فرقت مدینہ میں دل شیدا کی بے قراری وبے تابی کا والہانہ اظہار یوں کرتے ہیں:

تلاطم ہے یہ کیسا آنسوؤں کا دیدۂ تر میں

یہ کیسی موجیں آئی ہیں تمنا کے سمندر میں
تجسس کروٹیں کیوں لے رہا ہے قلب مضطر میں
مدینہ سامنے ہے بس ابھی پہنچا میں دم بھر میں
مدینے تک پہنچ جاتا کہاں طاقت تھی یہ پر میں
یہ سرور کا کرم ہے جو بلبل باغ سرور میں
جو تو اے طائر جاں کام لیتا کچھ بھی ہمت سے
نظر بن کر پہنچ جاتا تجلی گاہ سرور میں
نہ رکھا مجھ کو طیبہ کے قفس میں اس ستم گر نے
ستم کیسا ہوا بلبل پہ یہ قید ستم گر میں
ستم سے اپنے مٹ جاؤ گے تم خود اے ستم گارو
سنو ہم کہہ رہے ہیں بے خطر دور ستم گر میں
گزرگاہوں میں ان کی میں بچھاتا دیدہ و دل کو
قدم سے نقش بنتے میرے دل میں دیدۂ تر میں
بناتے جلوہ گاہ ناز میرے دیدہ و دل کو
کبھی رہتے وہ اس گھر میں کبھی رہتے وہ اس گھر میں
مدینے سے رہیں خود دور اس کو روکنے والے
مدینے میں خود اختر ہے مدینہ چشم اختر میں

ایک اور نعت میں حضور تاج الشریعہ مدینۃ النبی جہاں صبح وشام رحمت و انوار کی موسلا دھار بارش ہوتی رہتی ہے، وہ مدینۃ الرسول جس پر خلد کو بھی رشک ہے اور جو امن وسکون کا گہوارہ ہے جہاں پر فرشتے حاضری کی تمنا کرتے ہیں۔ اور وہ مدینہ جو عشاق کی جائے طلب ہے کی حاضری کی آرزو و تمنا میں مرغ بسمل کی طرح بے چین ہو کر یوں اظہار فرماتے ہیں:

فرقت طیبہ کی وحشت دل سے جائے خیر سے
میں مدینہ کو چلوں وہ دن پھر آئے خیر سے
دل میں حسرت کوئی باقی رہ نہ جائے خیر سے
راہ طیبہ میں مجھے یوں موت آئے خیر سے
میرے دن پھر جائیں یارب! شب وہ آئے خیر سے
دل میں جب ماہ مدینہ گھر بنائے خیر سے
رات میری دن بنے ان کی لقائے خیر سے
قبر میں جب ان کی طلعت جگمگائے خیر سے
ہیں غنی کے در پہ ہم بستر جمائے خیر سے
خیر کے طالب کہاں جائیں گے جائے خیر سے
مر کے بھی دل سے نہ جائے الفت باغ نبی
خلد میں بھی باغ جاناں یاد آئے خیر سے
اس طرف بھی دو قدم جلوے خرام ناز کے
رہ گزر میں ہم بھی ہیں آنکھیں بچھائے خیر سے
انتظار ان سے کہے ہے بزبان چشم نم
کب مدینہ میں چلوں کب تو بلائے خیر سے
فرقت طیبہ کے ہاتھوں جیتے جی مردہ ہوئے
موت یارب ہم کو طیبہ میں جلائے خیر سے
زندہ باد اے آرزوئے باغ طیبہ زندہ باد
تیرے دم سے ہیں زمانے کے ستائے خیر سے
نجدیوں کی چیرہ دستی یاالٰہی! تا کجے
یہ بلائے نجدیہ طیبہ سے جائے خیر سے
جھانک لو آنکھوں میں ان کی حسرت طیبہ لئے
زائر طیبہ ضیائے طیبہ لائے خیر سے
سنگ در سے آملے طیبہ میں اب تو جا ملے
آگئے در پہ ترے تیرے بلائے خیر سے
گوش برآواز ہوں قدسی بھی اس کے گیت پر

باغ طیبہ میں جب اختر گنگنائے خیر سے

مذکورہ بالا نعتوں کی ہر ہر سطر سے آپ کے عشق ووفا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت وعقیدت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس سچی عقیدت اور دیار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کی بے قرار خواہش کا نتیجہ تھا کہ نجدی حکومت کو سرنگوں ہونا پڑا اور دوسرے سال باعزت طریقے سے مدینہ منورہ کی زیارت سے سرفراز ہوئے۔

جب آپ کو مدینہ طیبہ جانے کا سعودی سفارت سے بطور خاص فون آیا اور آپ اپنے پیارے آقا، دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی زیارت کو چلے۔ اس وقت آپ کے دل شیدا کی کیا کیفیت تھی خود اسی عاشق صادق کی زبان سے سنیے۔ وہ گنگناتے ہیں:

سنبھل جا اے دل مضطر مدینہ آنے والا ہے
لٹا اے چشم تر گوہر مدینہ آنے والا ہے
قدم بن جائے میرا سر مدینہ آنے والا ہے
بچھوں رہ میں نظر بن کر مدینہ آنے والا ہے
جو دیکھے ان کا نقش پا خدا سے وہ نظر مانگوں
چراغ دل چلوں لے کر مدینہ آنے والا ہے
کرم ان کا چلا یوں دل سے کہتا راہ طیبہ میں
دل مضطر تسلی کر مدینہ آنے والا ہے
مدینہ کو چلا میں بے نیاز رہبر منزل
رہ طیبہ ہے خود رہبر مدینہ آنے والا ہے
مجھے کھینچے لئے جاتا ہے شوق کوچۂ جاناں
کھنچا جاتا ہوں میں یکسر مدینہ آنے والا ہے
وہ چمکا گنبد خضرا وہ شہر پر ضیا آیا
ڈھلے اب نور میں پیکر مدینہ آنے والا ہے
مدینہ آگیا اب دیر کیا ہے صرف اتنی سی
تو خالی کر یہ دل کا گھر مدینہ آنے والا ہے
فضائیں مہکی مہکی ہیں ہوائیں بھینی بھینی ہیں
بسی ہے کیسی مشک تر مدینہ آنے والا ہے
قمر آیا ہے شاید ان کے تلووں کی ضیا لینے
بچھا ہے چاند کا بستر مدینہ آنے والا ہے
غبار راہ انور کس قدر پر نور ہے اختر
تنی ہے نور کی چادر مدینہ آنے والا ہے

حضور تاج الشریعہ مدظلہ کے ۱۱ روز کے ایام اسیری کی روداد تفصیل طلب ہے جسے خود اسیر مدینہ حضرت تاج الشریعہ نے بیان فرمائی ہے۔ آپ کے جذبۂ ایمانی، استقامت وعزیت، حق گوئی اور بے باکی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے اسے اس کتاب کے مضمون "جانشین حضور مفتی اعظم مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے داعی" میں ملاحظہ فرمائیں۔

اس طرح حضور تاج الشریعہ نے افضل الجهاد كلمة الحق عند سلطان جائر پر عمل کرتے ہوئے نجدی و سعودی حکومت کے سامنے احقاق حق وابطال باطل کا فریضہ انجام دے کر یہ ثابت کر دیا کہ نجدی حکومت اپنے ظلم وجبر کے ذریعہ وقتی وعارضی غلبہ تو حاصل کر سکتی ہے مگر فتح ہمیشہ حق ہی کی ہوتی ہے اور حق ہمیشہ سر چڑھ کر بولتا ہے۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ کی حق گوئی اور اہل سنت وجماعت کی عالمی تنظیم ورلڈ اسلامک مشن اور دیگر سنی تنظیموں اور تحریکوں کے عالم گیر احتجاجی مظاہرے اور علما وخواص اور عقیدت مندان

تاج الشریعہ کے ہمہ گیر احتجاج کے نتیجے میں سعودی حکومت نے نظریاتی بنیاد پر ترجیح کے اپنے خودساختہ نظریہ پر نظرثانی کی اور اس بات کا اعلان واظہار کیا کہ:

''حرمین شریفین میں ہر مسلک ومذاہب کے لوگ اب آزادانہ اپنے اپنے طور وطریقوں سے عبادت کریں گے۔ کنزالایمان پر پابندی میرے حکم سے نہیں لگائی گئی ہے۔ مجھے اس کا علم بھی نہیں ہے۔ اب میلاد کی محافل آزادانہ طریقہ پر ہوں گی۔ کسی پر مسلط نہیں کیا جائے گا۔ سنی حجاج کرام کے ساتھ کوئی زیادتی نہ ہوگی۔ (روزنامہ الاہرام، قاہرہ بحریہ ۱۲ربیع الاول ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء وروزنامہ جنگ لندن۔ ۳/مارچ ۱۹۸۷ء/۱۴۰۷ھ)

اور تاج الشریعہ سے سعودی سفیر برائے ہندوستان مسٹر فواد صادق نے بذریعۂ فون معذرت کی اور عمرہ وزیارت مدینہ منورہ کی خصوصی دعوت دی۔ پھر آپ ۲۴/مئی ۱۹۸۷ء/۱۴۰۷ھ کو عمرہ ومدینہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہو کر سعودی میں سولہ روز قیام کے بعد وطن واپس آئے۔

مولانا محمد نصیر احمد رضوی قادری، جامع مسجد باسنی ناگور راجستھان ☆09829004850

عالم اسلام کے مسلمانوں کی دینی وعلمی، فقہی واصلاحی، تعلیمی و دینی رہنمائی اور اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے کا سہرا قریب دوصدیوں سے خانوادۂ رضویہ کے سر سجا ہوا ہے۔ حالات بدلتے رہے انقلاب برپا ہوتے گئے۔ ترقی وتنزلی اور نشیب وفراز آئے۔ اسلام دشمن تحریکیں چلیں۔ اسلام کے نام پر باطل فرقوں نے جنم لیا۔ دین ومذہب اور اس کی تعلیمات سے دوریاں بڑھتی گئیں بدعات ومنکرات کا چلن ہوا۔ خرافات پھیلے۔ حالات ناسازگار بھی ہوئے اور سیاسی گرما گرمی بھی ہوئی مگر خانوادۂ رضویہ نے ہمیشہ اپنی علمی جاہ وجلال کے ساتھ ہر تحریک اور ہر جماعت کا مقابلہ کیا اور بدعات ومنکرات سے معاشرے کو پاک کرنے کے لئے اپنی قلمی ولسانی قوتوں کا خوب استعمال کیا۔

اس خانوادہ کے سرخیل حضرت علامہ رضا علی اور علامہ مفتی نقی علی خان صاحب ہیں جو زندگی بھر دین وسنیت کے فروغ میں مصروف رہے۔ ان کے بعد مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی کا دور آیا آپ نے تمام فتنوں کا سدباب کر کے احیاء وتجدید دین کے ایسے کارہائے نمایاں انجام دیئے جنہیں دیکھ کر اہل علم وفضل نے مجدد دین وملت کا خطاب آپ کو عطا کیا۔ ان کے صاحبزادگان نے اپنے دور کے مسلمانان عالم اسلام کی صحیح رہنمائی فرما کر ان کے دین وایمان کی حفاظت فرمائی اور اب موجودہ دور میں خانوادہ رضویہ کے چشم وچراغ اور امام احمد رضا کے علوم کے وارث حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان صاحب ازہری دام ظلہ العالی ہیں جو اپنے بزرگوں کی جانشینی کا حق ادا کرتے ہوئے بڑی ذمہ داری کے ساتھ بدعات ومنکرات کے خلاف علم جہاد بلند کیے ہوئے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ کی زندگی مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے نقوش کا عکس جمیل ہے اسی لئے آپ کی ہر ہر ادا میں حضور مفتی اعظم ہند کی ادائیں نمایاں طور سے دیکھی جاسکتی ہیں۔ سردست آپ کے ان فتاویٰ پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی جارہی ہے جن میں آپ نے خرافات کا رد کر کے مسلمانان عالم کو اسلام کی روشنی دکھائی ہے۔

درس توحید و رسالت: اپنے ایک فتویٰ میں درس توحید کے ساتھ عقیدۂ رسالت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اس پر ایمان لانے کی تعلیم دیتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

"اللہ کی وحدانیت کے اقرار کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار بھی شرط ایمان واسلام ہے۔ لہٰذا جو

محمد رسول اللہ نہ کہے وہ مومن نہ ہوگا۔ وہ شخص مذکورہ نہایت ہدایت صبری جری، بے باک اور اصل دین سے بالکل غافل ہے بلکہ اس کا منکر اور بیدین کافر ہے تو بہ تجدید ایمان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر کرے ورنہ ہر واقف حال مسلم اسے چھوڑ دے اور اسے ہرگز کوئی مدد نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ علم

(ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف بابت فروری مارچ ۲۰۰۱)

کعبہ کو سجدہ!

اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنا جائز نہیں اس سلسلے میں محدث بریلوی نے ایک تحقیقی رسالہ تحریر فرمایا جس کا نام "الزبدۃ الزکیہ لتحریم السجدۃ والتحیۃ ہے" میں غیر اللہ کے لئے سجدہ عبادت کو کفر و شرک اور سجدہ تعظیمی کو حرام ثابت کیا گیا ہے۔ حضور تاج الشریعہ سے بھی ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ جو کعبہ کو سجدہ کرنے کا مدعی ہو تو کیا وہ ایمان پر قائم رہ سکتا ہے؟ تو حضور تاج الشریعہ نے فرمایا

"کعبہ کو سجدہ کرنا دو احتمال رکھتا ہے۔ کعبہ کی طرف سجدہ کرنا اور اس میں اصلاً کوئی حرج نہیں واقعی کعبہ مسجود الیہ ہے اور سجدہ خدا کے لئے، اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ کعبہ کو مسجود بنانا اور یہ ناجائز ہے کہ سجدہ بہر نوع خدا کے لئے خاص ہے۔ اور قائل کی تکفیر اب بھی نہ ہوگی کہ جب اس کا کلام محتمل ہے تو معنی کفری پر کلام ڈھالنا روا نہیں بلکہ اس معنی پر عمل کرنا ضروری ہے جو غیر کفری ہو ہاں اگر مدعی تصریح کرے کہ میں کعبہ کو معبود جانتا ہوں تو اب ضرور کافر ہے کہ کفری معنی مراد ہونے کی تصریح کر چکا"۔

(ماہنامہ سنی دنیا نومبر ۱۹۹۹ء)

قرآن مجید مخلوق یا غیر مخلوق:

یوریین تو قرآن اور اس کی تعلیمات پر اعتراض کرتے ہی ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے قرآن کے خلاف آئے دن پوری زور آوری کے ساتھ پروپگنڈہ کرتے رہتے ہیں مگر بعض ایسے ناخواندہ افراد بھی ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور مصلی امامت پر بھی کھڑے ہو جاتے ہیں مگر بولی دشمنان اسلام جیسی بولتے ہیں۔ ایسے ہی ایک شخص کے بارے میں حضور تاج الشریعہ سے دریافت کیا گیا کہ جو قرآن مجید کو خاموش مخلوق کہے کیا اس کی اقتدا میں نماز درست ہو سکتی ہے؟ اس کے جواب میں حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں۔

"قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام غیر مخلوق ہے۔ اسے مخلوق بتانا اعتراض ضلال و بیدینی ہے امام پر توبہ لازم ہے۔ جب تک توبہ صحیحہ نہ کرے امام بنانا گناہ ہے اور اس کی اقتدا منع"۔

(ماہنامہ سنی دنیا نومبر ۲۰۰۰)

بد مذہبوں سے اتحاد ناممکن:

ایسے دنیا پرست لوگ بھی اس زمین پر زندہ ہیں جو اپنی بساط سیاست چمکانے کے لئے سنی مسلمانوں کے عقائد سے کھلواڑ کرنے سے بھی عار محسوس نہیں کرتے۔ سستی شہرت اور اپنی ووٹنگ لسٹ کو بڑھانے کے لئے صلح کلیت کا پرچار کرتے رہتے ہیں۔ بد مذہبوں کے ساتھ ایک ہی اسٹیج پر بیٹھ کر اتحاد کا نعرہ بڑے کروفر سے لگاتے ہیں جس سے بھولے بھالے عام سنی مسلمانوں کو سخت تردد ہوتا ہے اور بیچارے کبھی کبھار ان کی پرفریب باتوں میں آجاتے ہیں ایسے ہی افراد کے بارے میں حضور تاج الشریعہ سے سوال ہوا جس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا کہ:

"یہ فعل دشمنان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اور ایسے لوگ اس فرمان نبوی کے بدرجہ اولیٰ مصداق ہو کر ہادم اسلام ہیں" (ماہنامہ سنی دنیا نومبر ۱۹۹۲ء)

اور جب یہ دریافت کیا گیا کہ اگر بدعتیوں سے سیاسی ملاپ کیا جائے تو پھر بد مذہبوں کی تردید جو حسب استطاعت فرض

ہے کیوں کرادا ہوگی؟ تو فرمایا

''بے شک یہ میل ملاپ فرض کی ادائیگی میں خلل انداز ہے اور اتحاد بنانا حکم خدا اور سول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت بلکہ مشیت الٰہی کی مخالفت۔ اور مشیت الٰہی کا خلاف ناممکن ہے۔(ایضاً-۱۳)

بدمذہب کی اقتداء:

جولوگ جاہل ہیں وہ تو غلطی کرتے ہی ہیں مگر پڑھے لکھے اگر معلومات کے باوجود غلط بات پر عمل کریں تو تعجب ہوتا ہے بدمذہب سے ہمارا کیا رشتہ؟ ان سے میل جول اوران کی اقتداء نہیں کرنی چاہئے تاج الشریعہ فرماتے ہیں۔ کسی بدمذہب کے پیچھے کہیں کوئی نماز پڑھنا ہرگز جائز نہیں جولوگ نجدی کی اقتداء کرتے ہیں اپنی نمازیں برباد کرتے ہیں اور ہرگز کوئی سنی صحیح العقیدہ اسے نجدی جان کر اقتداء نہ کرتا ہوگا۔ جو نادان اور بے خبر ہیں ان پر کیا الزام ہاں جودانستہ نجدی کی اقتدا کرے وہ ضرور ملزم ہے''۔(ماہنامہ سنی دنیا نومبر ۱۹۹۹ء)

ایک دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں!

''دیوبندی منکر ضروریات دین ہیں شاتمان خدا اور رسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں ان پر علماء حرمین وغیر ہمانے ایسا کافر مرتد بتایا کہ جوانہیں ان کے عقائد کفریہ پر مطلع ہوکر مسلمان جانے بلکہ ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اور یہی حکم وہابیہ زمانہ کا ہے تو ان کے پیچھے نماز محض باطل ہے۔ بلکہ دانستہ انہیں امام بنانا کفر ہے تو ان کی اقتدا حلال جاننا بدرجہ اولیٰ کفر ہے۔کفایہ میں ہے۔''اما الکافر فلاصلاۃ له فالا قتداء به باطل''

ٹائی باندھنا:

ٹائی کی بابت حضور تاج الشریعہ دام ظلہ، نے ایک تحقیقی رسالہ لکھا جس میں ثابت کیا گیا کہ یہ عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں!

''اہل بصیرت کوتو خود ٹائی کی شکل سے اس کا حال معلوم ہوگیا مگر اس کی عیسائیوں کے یہاں اتنی اہمیت ہے کہ وہ مردے کو بھی ٹائی پہناتے ہیں تو ضروران کا یہ مذہبی شعار ہے جو مسلم کے لئے حرام ہے اور باعث عار ونار ہے مسلمانوں کو اس کی ہرگز اجازت نہیں ہو سکتی ان کے اوپر لازم ہے کہ اس سے شدید احتراز کریں''۔(ٹائی کا مسئلہ)

نسبندی حرام ہے:

نسبندی شرعاً حرام ہے اور یہ ایسی حرام مبین ہے کہ جس کی حرمت میں عالم تو عالم کسی جاہل غبی کو بھی ادنیٰ شک نہیں۔ اولاً کون نہیں جانتا کہ بلا ضرورت شرعیہ ننگا ہونا حرام ہے اور بے حیائی کا کام ہے اور اس امر کی قباحت نہ صرف اسلام میں بلکہ دیگر مذاہب میں بھی ثابت ومقرر ہے اس پر آدمی کا دوسرے عضو غلیظ کو چھونا قباحت بالائے قباحت ہے ثانیاً یہ تغیر خلق اللہ ہے اور تغیر خلق اللہ شرعاً حرام اور شیطانی کام ہے''۔

(ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور جون ۱۹۹۳ء)

داڑھی منڈانا:

داڑھی منڈانے کے تعلق سے فرماتے ہیں۔

داڑھی منڈانا یا حد شرع سے کم کرانا اور اس کی عادت گناہ کبیرہ ہے، یحرم علی الرجل قطع لحیۃ اور داڑھی کی حد شرع یکمشت ہونا چاہئے اس میں ہے''اعلان گناہ کا مرتکب فاسق معلن ہے۔(سنی دنیا نومبر ۲۰۰۰)

قبر پر اذان:

آج کل بعض لوگ قبر پر اذان دینے کو ناجائز وبدعت قرار دے کر لوگوں کو سخت تردد میں مبتلا کر دیتے ہیں جب کہ یہ عمل

ہمیشہ مسلمانوں میں رائج رہا ہے۔ حضور تاج الشریعہ سے اس سلسلے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا:

''جائز اور مستحسن ہے اور دلائل کثیرہ سے اس کا جواز واستحباب ثابت ہے اور بعض نے اسے مسنون بھی فرمایا''۔

(ماہنامہ سنی دنیا اپریل ۱۹۸۶ء)

اور جب یہ پوچھا گیا کہ بچے نابالغ کی قبر پر اذان دینی چاہئے یا نہیں تو آپ نے فرمایا ''اذان قبر تلقین ہے۔ اور بچہ سے سوال نہ ہوگا تو وہ تلقین کا محتاج نہیں مگر رحمت الٰہی کے محتاج سب ہیں۔ اور اذان مثل سائر اذکار الٰہی موجب رحمت وبرکت ہے پھر قبر کا ضغطہ (بھینچنا) سب کے لئے ہے اور ذکر الٰہی ایسے میں موجب تخفیف اور وہ اذان میں حاصل ہے۔ (سنی دنیا مارچ تا مئی ۱۹۹۸ء)

قبر کھولنا:

آج کل قبر کھولنے کی بدعت بھی عام ہوتی جارہی ہے زیادہ تر یہ بدعت بڑے بڑے شہروں میں پائی جاتی ہے۔ اس طرح اموات المسلمین کی ایذا رسانی کی جاتی ہے۔ اس کے تعلق سے حضور تاج الشریعہ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا!

''بے وجہ شرعی میت کی قبر کھولنا حرام اور اشد حرام کبیرہ گناہ عظیم ہے۔ اور جس نے قبر کھود کر اس میں دوسرے کو دفن کیا وہ سخت گناہ گار مستوجب نار حق اللہ وحق العباد میں گرفتار ہے ان لوگوں پر توبہ لازم ہے اور اپنی میت کو الگ قبر بنا کر دفن کرے۔

(سنی دنیا نومبر ۲۰۰۰)

سود لینا:

آج کل بعض مسلمان بھی سودی کاروبار میں گرفتار ہیں اور اپنا سارا کاروبار اس پر چلاتے ہیں۔ اس تعلق سے حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

''سود لینا اور دینا دونوں حرام بدکام بدانجام ہیں۔ حدیث میں ہے ''اللہ کی لعنت ہے سود کھانے اور کھلانے والے پر''۔ (سنی دنیا جنوری ۲۰۰۵ء)

شادی کلوقت:

شادی کب کرنی چاہئے؟ اس سلسلے میں آپ سے استفسار کیا گیا تو آپ نے فرمایا ''ہر دن اور ہر ماہ میں جائز ہے کسی دن اور کسی مہینہ کی تخصیص نہیں''۔ (سنی دنیا اپریل ۱۹۹۳ء)

بے اصل رسم و رواج:

آج کل ہمارے معاشرے میں لوگوں نے اپنی طرف سے ایسی باتوں کو رواج دے دیا ہے جس کی اصل شریعت میں کہیں نہیں ملتی۔ لوگ شرعی احکام پر عمل کرکے اپنی آخرت کو تو نہیں سنوارتے بلکہ اتباع نفس میں معاشرے ہی کو بے اصل باتوں سے پراگندہ کرتے ہیں۔ ایسا ہی ایک سوال حضرت تاج الشریعہ سے بھی کیا گیا کہ کسی کے انتقال کے بعد اس کے گھر کی کوئی چیز قابل استعمال نہیں سمجھتے بلکہ تیار شدہ کھانے کو بھی نہیں کھاتے تو آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ!

''پانی پھینکنا ناجائز وگناہ اور وہ خیال محض بیہودہ خیال ہے جسے دور کرنا لازم'' (ماہنامہ سنی دنیا فروری مارچ ۱۹۸۶ء)

اور جب دریافت کیا گیا کہ ہندہ کہتی ہے کہ حیض ونفاس کی حالت میں چالیس روز تک کھانا نہیں پکاسکتی اور اس گھر میں جس میں حائضہ ہو فاتحہ تلاوت قرآن یا کوئی دینی کتاب نہیں رکھی جاسکتی تو آپ اس کے جواب میں فرماتے ہیں ''وہ غلط کہتی ہے ان میں (جو باتیں) مذکور ہوئیں کوئی ممنوع وناجائز نہیں اس (ھندہ) پر توبہ لازم ہے۔ (سنی دنیا دسمبر ۱۹۹۷ء)

مرد کیلئے سونے چاندی کااستعمال!

اس سلسلے میں فرماتے ہیں:

''سونے چاندی کی چین عورتوں کو جائز ہے مردوں

کوحرام ہے اورتانبہ، پیتل، اسٹیل وغیرہ مرد وعورت دونوں کو حرام ہے۔(سنی دنیا نومبر ۱۹۹۶ء)

مزارات پر چادر پوشی کے بارے میں ایک جگہ فرماتے ہیں:

"نیاز، فاتحہ، اور اولیاء کرام کے مزارات پر چادر ڈالنا اور کلمہ شریف کا ورد مروجہ معمولات اہلسنت ہیں جن کی ممانعت پر شرع مطہرہ سے اصلاً دلیل نہیں بلکہ ان کے جواز واستحسان پر دلیل ہے اوران امور پر سنیوں پر طعن ممنوع وحرام ہے بلکہ گمراہی وبیدینی"۔

(ماہنامہ سنی دنیا جون جولائی ۱۹۹۶ء)

مسلمان کی غیبت اور چغلی کھانا:

فرماتے ہیں "حرام بدکام بدانجام ہے۔

(سنی دنیا جنوری ۱۹۹۷ء)

آج بہت سے مسلمان تعزیہ داری کرتے ہیں۔ حضور تاج الشریعہ مروجہ تعزیہ داری ونوحہ کو حرام قرار دیتے ہیں:

(سنی دنیا جنوری ۱۹۶۷ء)

مسجد میں اگربتی جلانے کو حضور تاج الشریعہ جائز قرر دیتے ہیں۔(سنی دنیا جون ۱۹۹۸ء)

بعض لوگ چالیسواں وغیرہ کے کھانے فخریہ طور پر اپنی ناک مونچھ کے لئے کرتے ہیں ایسے کھانے کو حضور تاج الشریعہ ممنوع قرار دیتے ہیں۔ (سنی دنیا نومبر ۱۹۹۱ء)

ضرورت ہے کہ ان تعلیمات پر عمل کیا جائے اپنے عقائد واعمال کی حفاظت کی جائے اور مذہب اہلسنت سے وابستگی مضبوط رکھی جائے۔

اور دینی اداروں کی سرپرستی

الحاج مولانا انوار احمد نوری رضوی، بنی کل مسجد، مٹیابرج، کولکاتا ☆ 09331913974

خانوادہ رضا اپنی علمی جلالت اور روحانی فضل وکمال کے سبب عوام وخواص کا مرکز نگاہ بنا ہوا ہے۔ اس خانوادے کے علمی اور روحانی شخصیات نے مسلک و مذہب اور مشرب کے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں جنھیں صبح قیامت تک یاد رکھا جائے گا سیدنا اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے تاحیات مذاہب باطلہ کی تردید اور گستاخان کو کیفر کردار تک پہنچانے میں اپنی عمر عزیز کو وقف کر دیا تھا۔ سیدنا حضور حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ وہابی، غیر مقلدین، قادیانی اور آریہ سماج کے خلاف ہمیشہ علم بغاوت بلند کئے رہے تصانیف کے ذریعہ صحافت کے ذریعہ اور تقاریر کے ذریعہ ان کا رد بلیغ فرماتے رہے اور ہندستان کی سیاست میں سدھار لانے کے لئے تن من دھن سے محنت کرتے رہے، سیدنا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ جنھوں نے اپنی فقاہت، تدبر، تفکر اور سیاسی بصیرت کے پیش نظر متحدہ ہندستان میں لاینحل مسائل کی عقدہ کشائی فرماتے رہے بقول شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی رضوی علیہ الرحمہ "جب تک حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ حیات میں رہے عوام وخواص کے مرکز بنے رہے آپ کے وصال کے بعد دنیائے سنیت قیادت سے محروم ہوگئی اور ہر ایک نے اپنی الگ الگ ٹولی بنالی ہے" معلوم ہوا کہ حضرت مفتی اعظم ہند متحدہ ہندستان کے بالاتفاق مسلک و مشرب قائد اعظم اور علمی وروحانی پیشوا تھے اور ہر ایک کی سرپرستی آپ کے ذمہ کرم میں تھی۔

آپ کے وصال مبارک کے بعد عوام وخواص آپ کے جانشین اور چہیتے نواسے حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری مدظلہ العالی کی طرف متوجہ ہوئے آپ کی مقناطیسی شخصیت کے بارے میں رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ "اللہ تعالیٰ نے حضور ازہری میاں کو زبردست مقبولیت دی ہے۔ ایسی مقبولیت تو دیکھنے میں نہ آئی۔ دیکھو تو کبھی ازہری میاں صاحب کو فلاں جگہ پروگرام میں جانا تھا۔ رانچی ائیرپورٹ پر اترے پھر بذریعہ کار فلاں جگہ پہنچنا تھا مگر رانچی میں ان سے ملنے کے لئے ہزاروں میکشوں کی بھیڑ جمع ہوگئی تھی جب کہ رانچی میں رکنا بھی نہ تھا۔ صرف وہاں سے گزرنا تھا، مگر آنا فانا اتنے لوگوں کا اکٹھا ہوجانا بڑی بات ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دوسری مخلوق لوگوں کے کانوں تک بات پہنچادیتی ہے اور آنا فانا سب جمع ہوجاتے ہیں"۔

حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی پرکشش شخصیت کا یہ عالم ہے کہ صرف ہندستان ہی نہیں بیرون ہند بھی شرف زیارت کے لئے لوگوں کا سیلاب امنڈ پڑتا ہے اور ہر شخص مشتاق دید بنا ہوتا ہے اور پرنور چہرہ کی زیارت سے قلب میں روحانیت

محسوس کرتا ہے ۲۲ راگست ۲۰۰۸ء کو حضرت کا ملک شام کا سفر ہوا یہ بھی تبلیغی سفر بہت مبارک و مسعود رہا یہاں کے عوام اتنا حسین و جمیل اور عامل بالسنۃ عالمگیر شخصیت کا مالک عالم دین کو دیکھ کر دست بوسی اور قدم بوسی کے لئے امنڈ پڑی مختلف شہروں میں جلسے ہوئے ملک شام کی مقتدر ہستیاں، علماء کرام، مدارس اسلامیہ کے اساتذہ کرام اور قرب وجوار کے مشائخ حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی مجلس میں شریک ہوئے۔ آپ سے عربی میں نعتیں سنیں اور عربی تقریریں سن کر خوب محظوظ ہوئے اور عربی دانی پر حیرت واستعجاب کے تاثرات پیش کئے۔

معلوم ہوا کہ آپ کی علمی اور روحانی شخصیت کا پورا عالم اسلام مداح ومعترف ہے اور آپ کے سایہ کرم میں رہنا اپنے لئے سرمایہ افتخار سمجھتا ہے یہی سبب ہے کہ آپ کے دامن کرم سے لاکھوں کی تعداد میں دنیا بھر میں مریدین پائے جاتے ہیں اور سینکڑوں تعلیمی اور تنظیمی ادارے مساجد اور خانقاہیں آپ کی سرپرستی میں چل رہی ہیں اور روز بروز ترقی کی راہ پر گامزن ہیں چند اداروں کا اجمالی تعارف نظر قارئین ہے اور باقی اداروں کی فہرست صفحہ قرطاس پر حاضر ہیں۔

جامعۃ الرضا

۲۴ رصفر المظفر ۱۴۲۱ھ / ۲۹ مئی ۲۰۰۰ء بروز پیر بموقع عرس رضوی مرکز اہل سنت بریلی شریف میں حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری برکاتی رضوی ازہری بریلوی مد ظلہ العالی کے دست حق پرست سے معرض وجود میں آنے والا مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا دیکھتے ہی دیکھتے ملک وملت کی معیاری دانش گاہ بن کر ابھرا اور نہایت قلیل مدت میں اپنے نظام، نصاب تعلیم اور طریقہ تعلیم کی بنا پر عوام وخواص کا مرکز نگاہ بن گیا۔ اس وقت شعبۂ تحفیظ وتجوید، شعبۂ درس نظامی اور تخصص فی الفقہ کے تشنگان علوم نبویہ بادۂ علم وحکمت کے جام سے اپنی تشنگی بجھا رہے ہیں الحمدللہ جامعۃ الرضا "امام احمد رضا ٹرسٹ" کے زیر اہتمام اپنی تعمیری اور تعلیمی منزلیں نہایت ہی کامیابی کے ساتھ طے کر رہا ہے۔

جامعۃ الرضا میں طلبہ کو محض زیور علم سے ظاہری طور پر آراستہ ہی نہیں کیا جاتا ہے بلکہ اسلامی تربیت کے "نور" سے ان کی ذات کو بھی نکھارا اور سنوارا جاتا ہے۔ یہاں طلبہ کو زندگی جینے کا مفہوم اور معاشرے میں ایک کامیاب زندگی کے اسرار ورموز سکھائے جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں انتظامیہ نے طلبہ کی اسلامی اور اخلاقی تربیت کے لئے باقاعدہ اصول مرتب کئے ہیں۔ جن پر سختی کے ساتھ طلبہ سے عمل کرایا جاتا ہے اور خلاف ورزی کی صورت میں تادیبی کارروائی کی جاتی ہے۔

شعبہ جات: "مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا" کثیر کلیات وشعبہ جات پر مشتمل ہے ایک "انقلاب آفریں" تعلیمی وتربیتی اسلامی ادارہ ہے۔ جس میں کئی کلیات ہیں اور ہر کلیہ کم وبیش چار چار پانچ پانچ شعبوں پر مشتمل ہے اس کے علاوہ جامعہ میں کئی شعبے ایسے بھی ہیں جو اپنے دائرے اور وسعت کے اعتبار سے مختلف حصوں میں تقسیم ہو سکتے ہیں۔ کلیات وشعبہ جات کی تفصیل حسب ذیل ہیں۔

★ کلیۃ الشریعہ (۱) شعبہ درس نظامی (۲) شعبہ تخصص
★ کلیۃ التحفیظ والتجوید (۱) شعبہ حفظ (۲) شعبہ قرأت
★ شعبۂ کمپیوٹر سائنس ★ شعبۂ علوم عصریہ ★ شعبہ افتاء ★ شعبہ قضا ★ شعبہ تصنیف وتالیف ★ شعبۂ تبلیغ واصلاح ★ شعبہ نشر واشاعت ★ شعبہ صحافت ★ امام احمد رضا ریسرچ اینڈ ٹریننگ سنٹر

سہولیات: ★ ازہری ہاسٹل ★ علامہ حسن رضا کانفرنس ★ رضا ہیلتھ کیئر سنٹر ★ حامدی مسجد ★ مفتی اعظم آئی ٹی سیل ★ جیلانی گیسٹ ہاؤس ★ تاج الشریعہ لائبریری ★ علامہ تقی علی کمرشیل کمپلیکس ★ حجۃ الاسلام ڈائننگ ہال ★ اولڈ اسٹوڈنٹ

آرگنائزیشن ★ ریلوے مراعات۔

اسناد: ★ سند تحفیظ القرآن ★ سند قرأت حفص ★ سند قرأت سبعہ ★ سند مولویت ★ سند عالمیت ★ سند فضیلت ★ سند تخصص فی الفقہ ★ سند تخصص فی التفسیر ★ سند تخصص فی الحدیث ★ سند تخصص فی الادب ★ سند تقابل ادیان ★ فقہی ڈپلومہ

اعزازات وانعامات: طلباء میں مسابقاتی ومقابلاجاتی جذبہ بیدار کرنے کے لئے انہیں مختلف مواقع پر توصیفی، ترغیبی اور توسیعی انعامات واعزازات بشکل ایوارڈ، کتب اور وظائف دیئے جاتے ہیں۔

★ پیغمبر اسلام ایوارڈ ★ غوث اعظم ایوارڈ ★ غریب نواز ایوارڈ ★ امام احمد رضا ایوارڈ ★ حجۃ الاسلام ★ ایوارڈ مفتی اعظم ایوارڈ ★ مفسر اعظم تعلیمی وظیفہ ★ تاج الشریعہ تعلیمی وظیفہ۔

طلبا کی ثقافتی سرگرمیاں: ★ بزم ازہری ★ اللجنۃ العربیہ ★ مباحثہ ومحادثہ ★ مفسر اعظم لائبریری ★ جنرل نالج کوئز (الرضا ۲۰۰۷)

شرعی کونسل آف انڈیا

امام احمد رضا ٹرسٹ کی ایک فعال اور متحرک تحریک ''شرعی کونسل آف انڈیا'' ہے شرعی کونسل آف انڈیا کیا ہے؟ اس کا قیام کب ہوا اور کیوں ہوا؟ اس کو ناظم اعلیٰ شرعی کونسل آف انڈیا شہزادہ تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا عسجد رضا مدظلہ العالی کی زبانی سنیں آپ ''شرعی کونسل آف انڈیا'' کے پہلے فقہی سیمینار کے خطبہ استقبالیہ میں رقم طراز ہیں۔ سیدی والد گرامی حضور تاج الشریعہ فقیہ اعظم حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا ازہری مدظلہ العالی نے عرصہ دراز سے شدت کے ساتھ ایک ایسی مجلس کے قیام کی آرزو کی تھی جس میں ماہران افتاء شریک ہوں اور قرآن وحدیث اور فقہائے احناف کے اقوال، تحقیقات وترجیحات کی روشنی میں امت کو درپیش جدید مسائل کا حل بتا کر رہنمائی کریں۔

آخر کار ۷رجمادی الآخرہ ۱۴۲۴ھ/ ۸ اگست ۲۰۰۳ء بروز جمعہ اس مجلس کا قیام عمل میں آیا اور والد گرامی تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے اس مجلس کا نام ''شرعی کونسل آف انڈیا'' تجویز فرمایا جو گیارہ قواعد وضوابط اور سات کمیٹیوں پر مشتمل ہے۔ یعنی یہ کہ تنظیم مسلمانوں کو فقیہہ علماء اور نو پید مسائل کا حل عطا کرے گی۔

پھر ۱۰رشوال ۱۴۲۴ھ کو تین ایجنڈوں پر مشتمل میٹنگ ہوئی اور تین عنوانات نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال (۲) اجارۂ تراویح (۳) جمع بین الصلاتین پر مشتمل سوالات مندوبین کو ارسال کردیئے گئے اور پہلا دوروزہ فقہی سیمینار ۱۶/۱۷رجب ۱۴۲۵ھ/۳/۲ ستمبر ۲۰۰۴ء کو منعقد ہوا اور تین عنوانات پر سیر حاصل بحث وتمحیص کے بعد مسائل فیصل ہوئے (ماہنامہ سنی دنیا نومبر/دسمبر ۲۰۰۴ء)

دوسرے فقہی سیمینار کے موضوعات کے لئے تین عنوانات منتخب ہوئے (۱) رمی جمار (۲) رویت ہلال (۳) انٹرنیٹ وفون سے بیع ونکاح۔ سوالات مرتب کرکے مندوبین کے خدمات میں ارسال کردیئے گئے ہیں۔ مندوبین کرام نے عرق ریزی اور دماغ سوزی سے مبسوط مقالات تحریر فرمائے اور دوسرا دوروزہ فقہی سیمینار ۱۵/۱۶رجب ۱۴۲۶ھ/۲۱/۲۲ راگست ۲۰۰۵ء کو منعقد ہوا اور تینوں عنوانات پر مباحثین نے جم کر بحث کرنے کے بعد نتیجہ پر پہنچ کر سیمینار کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔

(ماہنامہ سنی دنیا اکتوبر ۲۰۰۵ء)

تیسرے فقہی سیمینار کے موضوعات کے لئے (۱) میڈیکل انشورنس کا حکم (۲) مساجد کی مصالح سے زائد آمدنی کا حکم (۳) بیع قبل القبض کا حکم۔ سوالات مرتب کرکے مہینوں پہلے مندوبین کے خدمات میں بھیج دیئے گئے تھے مندوبین گرانقدر مقالہ جات اور تحقیقات انیقہ کے ساتھ حاضر ہوئے تیسرا دوروزہ فقہی سیمینار ۱۲رجمادی الآخر ۱۴۲۷ھ/۸/۹ رجولائی ۲۰۰۶ء کو منعقد ہوا اور تینوں عنوانات پر شرکاء نے کافی غور وخوض

کیا اور کامیابی کے ساتھ نتیجہ خیز پہلو سے ہمکنار ہوئے اس سمینار کی خصوصیت یہ رہی کہ حضرت امین ملت ڈاکٹر سید امین میاں برکاتی صاحب قبلہ، حضرت رفیق ملت سید شاہ نجیب حیدر نوری صاحب قبلہ، حضرت مولانا سید اویس مصطفیٰ واسطی صاحب قبلہ اور حضرت امین شریعت علامہ سبطین رضا بریلوی صاحب نے سمینار کی سرپرستی فرمائی۔ (۲۷ راگست ۲۰۰۶ راشٹریہ سہارا کولکاتا)

چوتھا فقہی سمینار

۱۲/۱۳ ررجب المرجب ۱۴۲۸ھ/ ۲۸/۲۹ رجولائی ۲۰۰۷ء

عنوانات:

۱- ٹسٹ ٹیوب کے ذریعہ بچہ پیدا کرنا

۲- رشوت دے کر مدارس کو ایڈ کرانے اور مدرسین کی تقرری کا حکم

۳- اختلاف زماں و مکاں کی صورت میں وکیل و موکل کے یہاں قربانی اوقات و اسباب۔

پانچواں فقہی سمینار

۲۲/۲۳ ررجب المرجب ۱۴۲۹/ ۲۶ رجولائی ۲۰۰۸ء

عنوانات:۔

۱- تبدیلیٔ جنس کی شرعی حیثیت

۲- حوالہ دو ملک کی کرنسیوں کے تبادلے کا شرعی حکم

۳- منیٰ و مزدلفہ کی توسیع و تحدید کی شرعی حیثیت

شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف میں اب تک مندرجہ ذیل اکابر علماء کرام، مشائخ عظام اور مفتیان ذوی الاحترام شریک ہو چکے ہیں۔

حضرت امین ملت مارہروی مدظلہ العالی، حضرت رفیق ملت نوری مدظلہ العالی، حضرت مولانا سید اویس مصطفیٰ واسطی بلگرامی، حضرت علامہ سبطین رضا خاں بریلوی، حضرت علامہ تحسین رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ، حضرت محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی، حضرت بحر العلوم مفتی عبدالمنان اعظمی، ماہر ہفت لسان مفتی عاشق الرحمٰن حبیبی (الہ آباد)، مفتی شبیر حسن رضوی (روناہی) مفتی بہاء المصطفیٰ امجدی (بریلی شریف) مولانا فداء المصطفیٰ امجدی (گھوسی) مفتی سید شاہد علی رضوی (رامپور) مفتی ایوب نعیمی (مرادآباد) علامہ ہاشم رضوی (مرادآباد) مفتی شبیہ القادری (سیوان) مفتی شعیب رضا رضوی (دہلی) مفتی ناظم علی رضوی (بریلی شریف) مفتی عزیز احسن رضوی (بستی) مفتی اختر حسین قادری (بستی) مفتی فضل احمد رضوی (بنارس) مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی (بریلی شریف) مفتی حبیب اللہ نعیمی (گونڈہ) مولانا سلمان رضا ازہری (روناہی) مولانا ناظم علی رضوی (اشرفیہ) مفتی ابرار احمد امجدی (اوجھاگنج)

مرکزی دارالافتاء والقضا بریلی شریف

تیرہویں صدی میں امام احمد رضا کے جد امجد امام العلماء مفتی رضا علی خاں بریلوی علیہ الرحمہ (م ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۵ء) نے ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء میں بریلی شریف کی سرزمین پر مسند افتاء کی بنیاد رکھی اور ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۵ء تک فتویٰ نویسی کا گراں قدر کارنامہ انجام دیا۔ آپ کے وصال کے بعد لائق فائق فرزند امام المتکلمین عارف باللہ حضرت علامہ مفتی نقی علی خاں برکاتی بریلوی علیہ الرحمہ نے ۱۲۸۲ھ سے ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء تک مسند افتاء کو زینت بخشا آپ کے دارالبقاء کوچ کرنے کے بعد آپ کے نور نظر لخت جگر مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ سے ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء تک اس مسند افتاء پر جلوہ بار رہے آپ کے وصال کے بعد شہزادہ عالی وقار حضور حجۃ الاسلام مفتی محمد حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ سے ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء اس مسند پر متمکن رہے آپ کے وصال کے بعد آپ کے چھوٹے بھائی اور عالم اسلام کی علمی و روحانی شخصیت حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ ۱۳۶۲ھ/ سے

۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء تک اس مرکزی دارالافتاء والقضا کے مسند عالی وقار پر فائز رہے آپ کے وصال کے بعد ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء سے تاہنوز صدر مفتی اور سرپرست اعلیٰ کی حیثیت سے متمکن ہیں۔

فی الحال اس مرکزی دارالافتاء میں بالخصوص فقیہ النفس حضرت علامہ مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی مدظلہ العالی، فقیہ ملت مفتی ناظم علی رضوی بارہ بنکوی اور دوسرے مفتیان اعظم فتویٰ نویسی کا کام انجام دے رہے ہیں۔ اس دارالافتاء میں امریکہ، افریقہ، یورپ، ایشیا، برصغیر پاک و ہند کے مختلف بلاد سے فتاویٰ آتے رہتے ہیں بیک وقت پانچ سو تک فتاویٰ جمع ہو جاتے ہیں۔

جامعہ مدینۃ الاسلام۔ہالینڈ

ورلڈ اسلامک مشن (بانی علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ) جماعت اہلسنت کی عالمی تنظیم ہے اس تنظیم کے فروغ میں قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ، رئیس القلم علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے خون جگر پیش کیا ہے اور اپنی قائدانہ صلاحیت کو بروئے کار لاکر یورپ وافریقہ کے سنگلاخ زمین پر سنیت کے پھول کو لہلہایا ہے جنہیں قیامت تک فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے۔ علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ مکۃ المکرمہ کی سرزمین پر عالم اسلام کے مدبر اور مفکر علماء اہلسنت کی ایک اہم نشست میں اس کا خاکہ تیار کیا اور لندن میں اس کا مرکزی دفتر قائم کیا گیا۔

اس تنظیم کے تحت ایشیا، یورپ، امریکہ اور افریقہ کے براعظموں میں سینکڑوں مدارس اور ہزاروں کی تعداد میں مکاتیب قائم کئے گئے۔ اسی ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام ہالینڈ کی سرزمین ڈین ہاگ پر ایک گرجا گھر خرید کر ایک عالیشان اور علمی مرکز بنام "جامعہ مدینۃ الاسلام" قائم کیا گیا۔

بقول علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ "جب جامعہ مدینۃ الاسلام کا پہلا جلسہ دستار بندی ہوا تو شہر کے معزز شخصیتوں اور حکومتی سطح کے چند افراد کو اس جلسہ میں شرکت کی دعوت دی گئی ایک ۱۵ رسال کی عمر کا بچہ سامنے آیا جس کے بارے میں اعلان کیا گیا کہ یہ بچہ اس تیس پارے قرآن مقدس کا حافظ ہے۔ ہر ایک کو اختیار ہے جہاں سے چاہے اس سے سوال کرسکتا ہے پورا مجمع حیرت واستعجاب کے عالم میں آگیا کیا ایسا ہوسکتا ہے؟ جسے اس بچہ نے کر دکھایا۔ اس لئے دنیا کے اندر کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جس کا حافظ ملے۔ لیکن یہ اللہ رب العزت کے سچے کلام کا معجزہ ہے کہ ایک کم عمر کا بچہ بھی اپنے سینہ میں محفوظ کرلیتا ہے۔

آج یہ مدرسہ یورپ کی وادیوں میں مرکزی حیثیت کا مالک ہے آج یورپ کے کلیسا میں اذان بلالی اور نغمہ غزالی گونجتی ہوئی نظر آرہی ہیں۔

مجلس شرعی مبارکپور

دارالعلوم اشرفیہ کی مجلس شوریٰ منعقدہ ۳ر ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ کی قراردادوں کی روشنی میں ۲۳ جمادی الآخرہ ۱۴۱۳ھ بمطابق ۱۹ر دسمبر ۱۹۹۲ء بروز شنبہ علماء کرام کی ایک مجلس مشاورت منعقد ہوئی۔ صدر دفتر "الجامعۃ الاشرفیہ" مبارکپور میں قائم ہوا اور اس مجلس کے ارکان صرف علماء ہونے کے ان تمام شرائط کے ساتھ جو دارالعلوم اشرفیہ کے غیر مبدل اصول میں مصرح ہیں۔

مجلس شرعی کے اغراض و مقاصد (۱) سراج الامہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب کی "سنت تدوین فقہ" کا احیاء اور جدید تقاضوں کے مطابق فقہی احکام کی جامع کتابوں کی تالیف (۲) نو پید امسائل کا شرعی حل تلاش کرنا اور اس کے لئے مجلس مذاکرہ کا انعقاد (۳) نوجوان علماء کی فقہی تربیت تاکہ مستقبل قریب میں بالغ نظر فقہا کا گروہ تیار ہوسکے (۴) مجلس کے تحت تالیف شدہ کتب ورسائل، حل شدہ مسائل، منتخب مقالات و مباحث اور اس کے کاموں سے متعلق مفید معلومات کی اشاعت۔

مجلس شرعی کا ایک چار روزہ فقہی سیمینار یکم ۲، ۳، ۴ر جمادی الاولی ۱۴۱۴ھ / ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱ر اکتوبر ۱۹۹۳ء جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں ہوا۔ سیمینار کے موضوعات (۱) انگریزی دواؤں کا حکم (۲) زندگی بیمہ اور عام بیمہ کے احکام (۳) مشترکہ سرمایہ کمپنی میں شرکت اور اس کے حصوں کی خریداری۔

مجلس شرعی کے مختلف اجلاس کی صدارت شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ، بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی، تاج الفقہا مفتی سید ظہیر احمد زیدی حامدی علیہ الرحمہ، فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ، عزیز ملت مولانا عبد الحفیظ عزیزی نے کی اور آخری اجلاس کی صدارت حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری رضوی ازہری مدظلہ العالی نے کی۔ ۴ر جمادی الاول ۱۴۱۴ھ / ۲۱ر اکتوبر ۱۹۹۳ء جمعرات بعد نماز عشاء اجلاس عام حضور تاج الشریعہ کی صدارت میں ہوا۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے خطبہ صدارت میں فرمایا، مجلس شرعی کا قیام وقت کی اہم ضرورت ہے اور جامعہ اشرفیہ کا ملک کی دیگر علمی و دینی ضرورتوں کی تکمیل کے ساتھ اس طرف متوجہ ہونا باعث مبارکباد اور لائق تحسین ہے۔

جامعہ کی خدمات پورے ملک کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی ہیں اور اب اس کا دائرہ عمل دیگر ممالک کو بھی محیط ہو رہا ہے۔ جامعہ اشرفیہ نے ہر میدان میں بہترین افراد پیدا کئے اور اس سیمینار میں بھی اکثر فضلاء اشرفیہ نے ہی مقالات پیش کئے جو اس بات کی دلیل ہے کہ جامعہ نے اپنے طرز تعلیم میں علمی بالغ نظری کے ساتھ قلمی پختگی اور فقہی دقیقہ سنجی بھی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

یہ سارا فیضان حافظ ملت حضرت مولانا عبد العزیز مرادآبادی علیہ الرحمہ کا ہے جن کی روحانیت آج بھی کارفرما ہے پھر ان کے جانشین حضرت عزیز ملت کے اخلاص عمل اور حسن نیت کا ثمرہ ہے۔ (صحیفہ فقہ اسلامی ص ۲۲)

متفقہ طور پر مجلس شرعی نے فیصل بورڈ کے لئے حضرت فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ، حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری ازہری مدظلہ العالی، حضرت محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفےٰ امجدی مدظلہ العالی کا انتخاب کیا اور حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی فیصل بورڈ کے صدر منتخب ہوئے۔

تبلیغی و تعلیمی اداروں کی سرپرستی

۱- مرکزی دار الافتاء سوداگران۔ بریلی شریف
۲- مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف
۳- شرعی کونسل آف انڈیا۔ بریلی شریف
۴- سنی جمعیۃ العلماء۔ ممبئی
۵- ماہنامہ سنی دنیا و مکتبہ سنی دنیا۔ بریلی شریف
۶- اختر رضا لائبریری، صدر بازار لاہور
۷- مرکزی دار الافتاء ڈین ہاگ۔ ہالینڈ
۸- جامعہ مدینۃ الاسلام ڈین ہاگ۔ ہالینڈ
۹- الجامعۃ الاسلامیہ۔ رام پور
۱۰- الجامعۃ النوریہ۔ بہرائچ
۱۱- الجامعۃ الرضویہ۔ پٹنہ
۱۲- مدرسہ عربیہ غوثیہ حبیبیہ۔ برہان پور
۱۳- مدرسہ اہلسنت گلشن رضا۔ دھنباد
۱۴- مدرسہ غوثیہ جشن رضا۔ گجرات
۱۵- دار العلوم قریشیہ رضویہ۔ آسام
۱۶- مدرسہ رضاء العلوم۔ ممبئی
۱۷- مدرسہ تنظیم المسلمین۔ پورنیہ
۱۸- امام احمد رضا سوسائٹی۔ کولکاتا
۱۹- امام احمد رضا اکیڈمی۔ بریلی شریف
۲۰- اعلیٰ حضرت مشن۔ چاٹگام، بنگلہ دیش

اور اصلاح معاشرہ

مولانا اسلام الدین رضوی، برجونالہ (مٹیابرج)، کلکتہ☆09433272215

اللہ رب العزت نے خانوادۂ امام احمد رضا محدث بریلوی کو عظمت و رفعت سے سرفراز فرمایا ہے۔ اس عظیم خانوادے میں تاجداران علم وفن اور کشوران عشق وعرفان نے اپنی جلالت علمی اور تفقہ فی الدین سے چاردانگ عالم میں ایسا غلغلہ پیدا کیا کہ آج بھی اس جرس کی آواز ہر چہار سمت گونجتی ہوئی نظر آرہی ہے۔ ان میں علامہ حسن رضا خاں بریلوی (م ۱۳۲۶ھ) مفتی محمد رضا خاں (م ۱۹۳۸ء) مفتی حامد رضا خاں بریلوی (م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) مفتی مصطفےٰ رضا خاں (م ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء) علامہ حسنین رضا خاں (م ۱۴۰۱ھ/۱۳۸۱ء) مفتی ابراہیم رضا خاں (۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء) اور حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان مدظلہ العالی کے اسماء نمایاں ہیں۔

آخر الذکر ممتاز علمی فقہی شخصیت حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری رضوی مدظلہ العالی فاضل جامع ازہر (مصر) محتاج تعارف نہیں آپ کے تبلیغی اسفار، دعوت وتبلیغ کا مشن اور حلقہ ارادت کا دورہ عوام اہلسنت کی اصلاح اور گم کشتگان راہ کے لئے مشعل ہدایت ہوا کرتے ہیں۔ آپ نے اپنی تقریروں، وعظ ونصیحت اور تحریروں کے ذریعہ امت مسلمہ کی اصلاح کے لئے وہ جوہر اور شہ پارے امت کو دیئے ہیں وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ اس وقت مطالعہ کی میز پر حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی ایک گوہر نایاب کتاب ''آثار قیامت'' موجود ہے۔ جس سے چند اہم اقتباسات جو مسلمانان عالم کے لئے مرشد وہادی کی حیثیت رکھتے ہیں نذر قارئین کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

نماز: ۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نمازیں ان کے وقتوں پر پڑھے اور ان کا وضو کامل ہو اور نمازوں میں قیام خشوع وخضوع رکوع وسجود کامل طور پر کرے تو اس کی نماز سفید چمکتی ہوئی نکلتی ہے کہتی ہے اللہ تیری حفاظت کرے جس طرح تو نے میری حفاظت کی اور جو وقت پر نماز نہ پڑھے اور وضو کامل نہ کرے اور نہ خشوع و خضوع ورکوع وسجود تمام کرے تو اس کی نماز نکلتی ہے سیاہ اندھیری، کہتی ہے اللہ تجھے ضائع کرے جیسا کہ تو نے مجھے ضائع کیا یہاں تک کہ جب اس جگہ پر پہنچتی ہے جہاں اللہ چاہتا ہے لپیٹ دی جاتی ہے۔ جیسے کہ پرانا کپڑا لپیٹ دیا جاتا ہے پھر اس نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔ (آثار قیامت ص ۲۰)

حضور تاج الشریعہ مجمع الزوائد جلد اول ص ۳۰۲ کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' جو پانچوں نمازیں ان کے وقتوں پر پڑھے اور ان نمازوں کی پابندی کرے اور ان کے آداب کی حفاظت کرے اور نمازوں کو ضائع نہ

کرے اور نمازوں کو ناحق تساہل سے ضائع نہ کرے تو اس کے لئے میرے اوپر عہد ہے کہ میں اس کو جنت میں داخل کروں اور جو ان نمازوں کو ان کے وقتوں پر نہ پڑھے اور ان کے آداب کی حفاظت نہ کرے اور ناحق تساہل سے انہیں ضائع کرے تو اس کے لئے میرے اوپر کوئی عہد نہیں چاہوں تو عذاب دوں اور چاہوں تو بخش دوں (ایضاً ص ۲۱)

امانت: امانت کے متعلق حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت عزوجل کا ارشاد گرامی ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَھْلِھَا (ترجمہ رضویہ) بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کر دو (نساء ۵۸) تفسیر خازن میں ہے یہ آیت تمام امانت کو شامل ہے تو اس کے حکم میں ہر وہ امانت داخل جس کی ذمہ داری انسان کو سونپی گئی اور یہ تین قسم پر ہے۔

پہلی یہ کہ اللہ کی امانت کو ملحوظ رکھے اور یہ اللہ کے احکام بجالانا اور ممنوعات سے پرہیز کرنا ہے۔

دوسری یہ کہ بندہ اپنے نفس میں اللہ کی امانت ملحوظ رکھے اور وہ اللہ کی وہ نعمتیں ہیں جو اللہ نے بندے کے تمام اعضاء میں رکھی ہیں تو زبان کی امانت یہ ہے کہ زبان کو جھوٹ، غیبت، چغلی وغیرہ خلاف شرع باتوں سے محفوظ رکھے اور آنکھوں کی امانت یہ ہے کہ محرمات پر نگاہ سے آنکھ کو بچائے اور کان کی امانت یہ ہے کہ لغو، بے حیائی اور جھوٹی باتیں اور اس کے مثل خلاف شرع باتیں سننے سے پرہیز کرے۔

تیسری قسم یہ ہے کہ بندہ اللہ کے بندوں کے ساتھ معاملات میں امانت کا لحاظ رکھے۔ لہٰذا اس پر ودیعت اور عاریت کا ان لوگوں کو لوٹانا ضروری ہے۔ جنہوں نے اس کے پاس یہ امانتیں رکھیں اور اس میں ان کے ساتھ خیانت کرنا منع ہے۔ (ایضاً ص ۲۳)

علم: حضور تاج الشریعہ علم کی اہمیت اور صیانت کے تعلق سے علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کی کتاب "اللآلی المصنوعۃ" (جلد اول ص ۲۰۵) کے حوالے سے یوں رقمطراز ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کے معاملے میں خیر خواہی سے کام لو اور کوئی کسی سے علم نہ چھپائے اس لئے کہ علم میں خیانت مال میں خیانت سے سخت تر ہے۔ (ایضاً ص ۲۵)

رشوت ستانی: حضور تاج الشریعہ رشوت جیسی قبیح عمل کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "قرآن شریف میں اس کی حرمت مصرح ہے اور حدیث شریف میں فرمایا: ولعن اللہ الراشی والمرتشی یعنی اللہ کی لعنت رشوت لینے اور دینے والے پر۔ (مسند امام احمد جلد ۲ ص ۳۸۷)

یعنی رشوت لینے والا مطلقاً مستحق لعنت ہے اور دینے والا بھی اسی رسی میں گرفتار ہے جب کہ ناجائز کام کے لئے رشوت دے یا بغیر مجبوری کے دے اور دفع ظلم اور جائز حق کی تحصیل کے لئے جب رشوت دیئے چارہ نہ ہو تو یہ صورت مستثنیٰ ہے اور دینے والا اس وعید کا مصداق نہیں"۔ (ایضاً ص ۳۱)

تلاوت قرآن: حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی تلاوت قرآن پاک کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "بیہقی" "شعب الایمان" میں سعد بن مالک سے مرفوعاً روایت ہے کہ بے شک قرآن حزن و بے چینی کی حالت میں اترا ہے۔ تو جب تم اس کو پڑھو تو روؤ پھر اگر تمہیں رونا نہ آئے تو رونی صورت بناؤ اور اس میں عبد المالک بن عمیر کی مرسل احادیث میں ایک حدیث ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر ایک سورت تلاوت کرتا ہوں تو جو روئے اس کے لئے جنت ہے پھر اگر تمہیں رونا نہ آئے تو روتے رہو اور مسند ابو یعلیٰ میں ہے کہ قرآن حزن کے ساتھ اترا، اور طبرانی میں ہے کہ لوگوں میں سب سے اچھا قاری وہ ہے جو قرآن پڑھے تو غمگین ہو اور شرح المذہب میں ہے کہ: تحصیل گریہ کا طریقہ یہ ہے کہ جو پڑھ رہا ہے اس میں تہدید وعید شدید اور جو عہد و پیمان ہیں

ان میں غور کرے پھر اپنی کوتاہی یاد کرے اب بھی اگر رونا نہ آئے اور غمگین نہ ہو تو اس بات کے نہ ملنے پر روئے کہ اس لئے کہ یہ مصائب میں سے ہیں۔

(ایضاً ص ۳۵)

علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ ایک بدعت وہ یہ ہے بہت سے لوگ اکٹھے ہو کر یک آواز میں پڑھتے ہیں ''افلا تعقلون کو افل تعقلون'' پڑھتے ہیں اور ''قالو آمنا'' واؤ کے حذف کے ساتھ ''قال آمنا'' پڑھتے ہیں جہاں مد نہیں وہاں مد کرتے ہیں تا کہ جو انہوں نے اپنایا ان کا طریقہ بن جائے اور مناسب یہ ہے کہ اس کام کا نام ''تحریف'' رکھا جائے۔ (ایضاً ص ۳۶)

قرآن کو عربوں کے طرز اور ان کی آواز کے ساتھ پڑھو اور یہود و نصاریٰ کے طرز سے اپنے آپ کو دور رکھو اور اہل فسق کے طرز سے بچو۔ اس لئے کہ کچھ ایسے آئیں گے جو قرآن میں گانے کی طرح اتار چڑھاؤ سے کام لیں گے اور اہل رہبانیت کے طور پر پڑھیں گے۔ قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا، ان کے دل فتنوں میں پڑے ہیں اور ان کے دل بھی جنہیں ان کا یہ حال بھلا لگتا ہو۔ اس حدیث کو طبرانی اور بیہقی نے روایت کی ہے۔ (ایضاً ص ۳۸)

حقوق والدین :حضور تاج الشریعہ عظمت والدین بیان فرماتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی اطاعت والدین کی اطاعت ہے اور اللہ کی معصیت والدین کی (نافرمانی) معصیت ہے (مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۱۳۶) (ایضاً ص ۴۰) مزید لکھتے ہیں کہ سیدنا محدث بریلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''والدین کے ساتھ نیکی صرف یہی نہیں کہ ان کے حکم کی پابندی کی جائے اور ان کی مخالفت نہ کی جائے بلکہ ان کے ساتھ نیکی یہ بھی ہے کہ کوئی ایسا کام کرے جو ان کے ناپسند ہو اگرچہ اس کے لئے خاص طور پر ان کا کوئی حکم نہ ہو۔ اس لئے ان کی فرماں برداری اور ان کو خوش رکھنا دونوں واجب ہیں اور نافرمانی ناراض کرنا ہے۔

(حقوق والدین ص ۳۸) (ایضاً ص ۴۲)

مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۱۳۷ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ ''حدیث پاک میں ہے کہ ایک صحابی رسول نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! ایک راہ میں ایسے گرم پتھروں پر کہ اگر گوشت ان پر ڈالا جاتا کباب ہو جاتا، میں چھ میل تک اپنی ماں کو اپنی گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں کیا میں اب اس کے حق سے عہدہ برآ ہو گیا سرکار نے فرمایا تیرے پیدا ہونے میں جس قدر درد کے جھٹکے اس نے اٹھائے شاید ان میں سے ایک جھٹکے کا بدلہ ہو سکے۔ (ایضاً ص ۴۲)

علماء :حضرت تاج الشریعہ دنیادار اور دین دار علماء کے بارے میں لکھتے ہیں کہ حضرت انس سے مرفوعاً مروی ہے کہ علماء اللہ کے رسولوں کے بندوں کے پاس امین ہیں جب تک بادشاہ سے نہ ملیں اور دنیا میں دخل نہ دیں تو جب دنیا میں دخل دینے لگیں اور بادشاہوں سے مل جائیں تو بے شک انہوں نے رسولوں کے ساتھ خیانت کی تو ان سے دور رہو۔

اسی صفحہ پر مزید لکھتے ہیں ''حضرت امیر معاویہ سے مروی ہے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو فقیہ بناتا ہے اور میں تو بانٹنے والا ہوں اللہ دیتا ہے۔ میری امت کے ایک گروہ اللہ کا حکم آنے تک اللہ کے دین پر قائم رہے گا ان کے مخالف انہیں کچھ نہ نقصان پہنچا سکیں گے۔ (ایضاً ص ۴۶)

مردوں سے مشابہت :فی زمانہ عورتیں لباس میں طور طریقے اور نت نئے فیشن میں مردوں سے مشابہت کرنے میں ذرہ نہیں جھجکتی ہیں حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی ایسی عورتوں کے بارے میں لکھتے ہیں ''بلا ضرورت صحیح عورت کو گھوڑے پر چڑھنا منع ہے کہ یہ بھی ایک قسم کا مردانہ کام ہے۔ حدیث میں اس پر لعنت آئی

ہے۔ ابن حبان اپنی صحیح میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے آخر میں کچھ ایسی عورتیں ہوں گی جو مردوں کی طرح جانوروں پر سوار ہوں گی اور اس کے آخر میں یہ الفاظ آئے: ان عورتوں پر لعنت بھیجو کیوں کہ وہ ملعون ہیں (ایضاً ص ۶۴)

مزید آگے تحریر فرماتے ہیں ''زنان عرب جو اوڑھنی اوڑھتیں، حفاظت کے لئے سر پر پیچ دے لیتیں اس پر یہ ارشاد ہوا کہ ایک پیچ دیں دو نہ دیں کہ عمامہ والے مردوں سے مشابہت نہ ہو جائے کیوں کہ عورتوں کو مردوں سے اور مردوں کو عورتوں سے ''تشبہ'' حرام ہے۔ (ایضاً ص ۶۵)

اور فرمایا ''عورت کو اپنے سر کے بال کترانا حرام ہے اور کترے تو ملعون کہ یہ مردوں سے مشابہت ہے اور عورتوں کا مردوں سے تشبہ حرام در مختار میں ہے کہ کسی عورت نے سر کے بال کتر ڈالے تو گنہگار ہوئی نیز اس پر اللہ کی لعنت ہوئی۔ اس میں جو علت موثرہ ہے وہ مردوں سے تشبہ ہے۔ (ایضاً ص ۶۶)

محرمی کپڑے: عاشورہ کے موقع پر محبت حسین میں لوگ قسم قسم کے رنگ برنگ کپڑے خود بھی پہنتے ہیں اور بچوں کو بھی پہناتے ہیں حضور تاج الشریعہ حکم شرع صادر فرماتے ہیں ''مسلمان کو چاہئے کہ عشرۂ مبارکہ میں تین رنگوں سے بچے سبز، سرخ، سیاہ سبز کی وجہیں تو معلوم ہو گئیں اور سرخ آج کل ناصبی خبیث خوشی کی نیت سے پہنتے ہیں، سیاہ میں اودا، نیلا، کاسنی، سبز میں کاہی، دھانی، پستی سرخ میں گلابی، عنابی نارنگی سب داخل ہیں اگر سوگ یا خوشی کی نیت سے پہنے جب تو خود ہی حرام ہے ورنہ ان کی مشابہت سے بچنا بہتر ہے (ایضاً ص ۷۳)

مزید لکھتے ہیں عشرہ محرم کے سبز رنگے ہوئے کپڑے بھی ناجائز ہیں یہ بھی سوگ کی غرض سے ہیں (ایضاً)

غیر اللہ کی قسم: آج کل بالخصوص نوجوان طبقہ بات بات پر مختلف چیزوں کا قسم کھانے لگتا ہے جیسے ماں قسم، اولاد قسم، قرآن قسم مسجد قسم وغیرہ اس سلسلے میں تاج الشریعہ مدظلہ العالی فرماتے ہیں ''غیر اللہ کی قسم، قسم شرعی نہیں علماء فرماتے ہیں اگر غیر اللہ کی قسم کو قسم شرعی جانے اور اس کا پورا کرنا لازم سمجھے اس صورت میں آدمی کافر ہو جائے گا۔

امام رازی نے فرمایا میری جان کی قسم، تیری جان کی قسم کہنے والے پر مجھے کفر کا اندیشہ ہے اور لوگ عام طور پر یہ نادانی میں کہتے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو میں کہتا یہ شرک ہے۔ (ایضاً ص ۷۷)

آگے لکھتے ہیں ''حدیث شریف میں غیر اللہ کی قسم کھانے والے کو جو شرک فرمایا گیا اس سے اس شخص کا بھی حکم ظاہر جو یوں قسم کھائے اور اگر میں یہ کام کروں تو یہودی یا نصرانی یا ملت اسلام سے بری و بیزار ہو جاؤں ایسی قسم کھانا سخت حرام بدکام کفر انجام ہے۔ (ایضاً ص ۷۹)

آخر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تم کو کثرت قسم سے منع کرتا ہے اور بے باکی سے باز رکھتا ہے اس لئے اس سے باز رہنے میں ہی پرہیزگاری اور تمہاری بھلائی ہے۔ (ایضاً ص ۸۹)

میراثی منصب: جس دور سے ہم لوگ گزر رہے ہیں مذہبی پیشواؤں یا سیاسی لیڈران مدارس کے ذمہ داران ہوں یا خانقاہوں کے گدی نشین اپنا منصب کو وراثتی منصب بنا چکے ہیں۔ شہزادگان اس عظیم الشان منصب کے اہل ہوں یا نہ ہوں لیکن اپنی زندگی میں جانشینی کا اعلان کر دیتے ہیں۔ حضور تاج الشریعہ مدظلہ اس بے راہ روی روش کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں: مجمع البحار میں ایک حدیث لکھی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ اس سے بڑھ کر بڑا خائن کوئی نہیں جو غیر اصحاب رائے عوام کا منتخب امیر ہو۔

اس حدیث کی تصدیق زمانۂ حال مین چندہ اور چندہ کے احوال سے خوب ظاہر ہے۔ لہٰذا اس پر مزید تبصرے کی ضرورت نہیں اور حدیث مندرجہ بالا کے مصداق وہ لوگ بھی ہیں جو بزرگوں کے جانشین محض وراثت کے بل پر بغیر استحقاق وہ بے انتخاب شرعی بن بیٹھے جیسا کہ زمانۂ حال میں مشاہدہ ہے۔ (ایضاً ص ۹۱)

مولانا محمد اسلم رضوی، کوارٹر گیٹ، بھیونڈی، مہاراشٹر ☆ 09323746661

سرزمین ہندستان پر مسلمانوں میں مختلف عقائد و نظریات کے حامل لوگ پائے جاتے ہیں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق کہ میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے ایک ناجی اور ۷۲ ناری ان میں سے کئی فرقے برصغیر میں پائے جاتے ہیں جن میں دیوبندی (تبلیغی جماعت) رافضی (شیعہ) وہابی (غیر مقلد) قادیانی، مودودی، (جماعت اسلامی) دیندار، نیچری، چکڑالوی (اہل قرآن) سرفہرست ہیں۔

میں اپنے اس مضمون میں رافضی، وہابی، دیوبندی اور قادیانی کے مذاہب کے تعلق سے ان کا تعارف، ان کے باطل عقائد و نظریات جو اسلامی قوانین سے متصادم ہیں ان کا ذکر اور ہمارے ممدوح حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری مدظلہ العالی نے ان کے باطل عقائد کی تردید اپنے فتاوی اور کتابوں میں کی ہے ان کی نشاندہی کرتی ہیں تاکہ اہل ذوق تاج الشریعہ کے اسلامی افکار و نظریات سے مستفیض ہوسکے۔

رافضی جماعت : سیدنا عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کی شہادت کے بعد سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ اسلامی تخت و تاج پر متمکن ہوئے۔ کوفہ دارالسلطنت قرار پایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت امیر معاویہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگیں ہوئیں جنھیں ہم جنگ جمل اور جنگ صفین کے نام سے جانتے ہیں۔ مسلمانوں کے اس باہمی اختلاف سے یہودیوں نے بھرپور فائدہ اٹھایا اور عبداللہ بن سبا کو اسلامی لبادہ پہنا کر کوفہ بھیجا اور محبت علی (رضی اللہ عنہ) میں لوگوں کو اکٹھا کرنا شروع کیا اور خلفاء ثلاثہ (سیدنا صدیق اکبر، سیدنا عمر فاروق اور سیدنا عثمان غنی رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی مخالفت اور انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا شروع کیا اور اپنے گروپ کا نام "شیعان علی" قرار دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر ملی تو آپ نے اسے ملک دربدر کیا اور وہ مصر میں جا کر پناہ گزیں ہوا لیکن اپنی اسکیم کے تحت وہ ان حرکتوں سے باز نہیں آیا اور وہاں بھی اپنا مشن جاری رکھا رفتہ رفتہ مرور زمانہ کے تحت شیعان علی ایک جدید فرقہ کی شکل میں نمودار ہوئے اور یہ اسلام کی حقیقی روح سے ہٹ کر جدید قانون کے موجد ہوئے اور یہ پہلا فرقہ مسلمانوں میں سے وجود میں آیا لیکن سب سے اہم مسئلہ یہ تھا کہ اس نئے فرقہ اور ہمارے درمیان خط امتیاز کیسے کھینچا جائے تاکہ عوام الناس اہل حق اور اہل باطل میں تمیز کرسکے اسی وقت سے اہل سنت اور اہل تشیع کا استعمال معرض وجود میں آیا۔

اہل تشیع کے مبلغین محبت حضرت علی، حضرت حسن، حضرت حسین اور حضرات اہل بیت اطہار کی شان و عظمت

اور رفعت میں اس حد تک غلو کرتے چلے گئے کہ اصل اسلامی قوانین سے ان کے افکار ونظریات متصادم ہوں گے۔ مثلاً (۱) ائمہ اطہار اہل بیت معصوم عن الخطاء ہیں مثل انبیاء اور ملائکہ کے۔ (۲) خلفاء راشدین کاذب اور ظالم تھے کہ اپنی طاقت کے بل پر تخت خلافت پر متمکن ہوئے جب کہ اصل خلافت کے حقدار حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل خاندان تھے (۳) ازواج مطہرات، صحابیات اور اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن وتشنیع کرنا باعث فخر سمجھتے ہیں۔ (۴) قرآن شریف کو تیس پارے کے بجائے چالیس پارے والا قرآن قرار دینا اور یہ کہنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بربنائے مصلحت دس پارے کو چھپا دیا ہے تاکہ امت مسلمہ اختلاف کا شکار نہ ہو اور اسی دس پارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کی تصدیق میں آیات کریمہ موجود ہیں۔ (۵) اللہ تبارک وتعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو وحی لے کر حضرت علی کے پاس بھیجا تھا ہم شکل ہونے کے سبب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھول کر چلے گئے (۶) اذان میں حضرت علی اور حسنین کریمین کا ذکر کرنا لازمی ہے جب کہ اسلامی قانون کے خلاف عمل ہے (۷) متعہ شریعت اسلامیہ میں حرام ہے اہل تشیع حلال جانتے ہی نہیں ہے بلکہ شدت سے اس پر عامل بھی ہیں۔ (۸) شہادت اہل بیت پر ہر سال ماہ محرم میں نوحہ کرنا، سینہ کوبی کرنا، کالا کپڑا پہننا اور سوگ منانا باعث برکت اور توشہ آخرت سمجھتے ہیں (۹) حالت نماز میں زمین پر سجدہ کرنا ناجائز سمجھتے ہیں اس لئے سجدہ لکڑی کی تختی پر کرتے ہیں۔ (۱۰) نماز میں قوانین پر ائمہ اربعہ کے اصول سے ہٹ کر عمل کرتے ہیں (۱۱) ماہ صیام میں نماز تراویح کا کچھ تصور نہیں ہے۔

اہل تشیع میں بھی بعض نظریاتی اختلاف کی بنیاد پر بہت سے فرقے پیدا ہوگئے جن میں شیعہ امامیہ، شیعہ زیدیہ، شیعہ تفضیلیہ، شیعہ حنفیہ، شیعہ غرابیہ، شیعہ اسماعیلیہ، شیعہ بوہرہ۔ شیعہ برہانیہ کے اسماء سر فہرست ہیں۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے اپنی کتابوں اور اپنے فتاویٰ میں شیعوں کے بعض عقائد ونظریات پر قلمی ضربیں لگائی ہیں اور عوام اہلسنت کی ان کی صحبت سے اجتناب کرنے کی تلقین کی ہے۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے شیعوں کے باطل نظریات وعقائد کے تعلق سے اپنی کتابوں اور فتاویٰ میں سخت نوٹس کیا۔ مروجہ تعزیہ داری، سیاہ سبز اور لال کپڑے پہننے کے تعلق سے تردید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''مسلمان کو چاہئے کہ عشرۂ مبارکہ میں تین رنگوں سے بچے سبز، سرخ، سیاہ، سبز کی وجہیں تو معلوم ہوگئیں اور سرخ آج کل ناصبی خبیث خوشی کی نیت سے پہنتے ہیں، سیاہ میں اودا، نیلا، کاسنی، سبز میں کاہی، دھانی، پستی، سرخ میں گلابی، عنابی، نارنگی سب داخل ہیں اگر سوگ یا خوشی کی نیت سے پہنے جب تو خود ہی حرام ہے ورنہ ان کی مشابہت سے بچنا بہتر ہے''۔

(آثار قیامت ص ۴۷)

مروجہ تعزیہ داری کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس کی حقیقت نہیں ہے اور شیعہ کا اذان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی کو بھی شامل کرنا غیر اسلامی طریقہ ہے اور شیعوں کے جتنے عقائد ونظریات ہیں سب باطل ہیں۔ (فتاویٰ علامہ ازہری)

وهابی جماعت: عرب کی سرزمین پر ترکی کی حکومت بہت ہی آن وبان اور شوکت ودبدبہ کے ساتھ چل رہی تھی جس طرح مسلمانوں میں نظریاتی اختلاف پیدا کر کے یہودیوں نے شیعہ جماعت کو وجود بخشا اسی طرح مسلمانوں کو تربتر کرنے اور حکومت اسلامیہ ترکیہ کو تہہ وبالا کرنے کے لئے متحدہ عیسائی حکومتوں نے

برطانیہ سے ایک عظیم اسکیم کے تحت ہمفرے نامی ایک جاسوس کو بھیجا جس نے ترکی پہنچ کر عربی اور ترکی زبان سیکھی اسلامی مدرسوں میں اسلامی اصول وضوابط سیکھ کر سیدھا نجد پہنچا اور ایک ایسے آدمی کا متلاشی ہوا جس کا ذہن وفکر اسلاف کے عقائد ونظریات سے متصادم نظر آ رہا تھا اس کی ملاقات ایک قہوہ کی دکان پر محمد بن عبدالوہاب نجدی سے ہوئی اور آہستہ آہستہ باطل عقائد ونظریات پر آمادہ کرنا شروع کیا ایک دن وہ آیا کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی اپنے اساتذہ، والد گرامی اور بھائیوں کے مسلک سے انحراف کر کے ایک نئے مسلک کا بانی بنا اور کتاب التوحید نامی کتاب لکھ کر عرب کی سرزمین پر ایک تہلکہ برپا کر دیا علامہ سبکی اور علامہ شامی نے بھی اس فرقہ ضالہ کی شدت سے مخالفت کی محمد بن عبدالوہاب نے جنگجو قبیلہ کے سردار محمد بن سعود کو اپنے ساتھ لیا اور حجاز مقدس پر حملہ کر دیا۔ ترکی حکومت نے حرمین طیبین کے تقدس کو بحال رکھتے ہوئے خونریزی سے اجتناب کرتے ہوئے حجاز مقدس کو خیر باد کہا۔ ان نجدیوں نے حجاز مقدس کے علماء، ائمہ، فقہا، محدثین، روسا اور عوام پر ظلم وبربریت کے پہاڑ توڑ اور مسجد الحرام اور مسجد نبوی کی بے حرمتی کی گئی بالآخر ۱۹۲۴ء میں حجاز مقدس پر نجدیوں کی حکومت کا پرچم لہرانے لگا جنت المعلیٰ اور جنت البقیع میں ازواج مطہرات، ابناء النبی، بنات النبی اور اصحاب النبی کے مزارات کے قبوں اور گنبدوں کو شہید کر دیا گیا عام قبروں کی مثل مزارات شہید کر دیئے گئے۔ عالم اسلام نجدیوں کی ان رذیل حرکتوں سے چیخ پڑا۔

ان وہابیوں نے اپنے جدید مسلک کے لئے کچھ ایسے عقائد جنم دیئے جن سے اسلامی قوانین کے متصادم نظر آنے لگے وہ یہ ہیں (۱) رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم غیب داں نبی نہیں ہیں (۲) رسول پاک کے بارے میں حاضر وناظر کا عقیدہ کفر ہے (۳) رسول پاک کے مثل پیدا ہونا ممکن ہے (۴) جشن عید میلاد النبی، عرس، اسلامی جلسہ جلوس کرنا اور صلاۃ وسلام پڑھنا ناجائز وحرام ہے (۵) رسول پاک کے روضہ اطہر پر نیت کر کے جانا شرک ہے (۶) یا رسول اللہ، یا علی، یا حسین، یا غوث یا خواجہ کہنا شرکیہ عمل ہے (۷) تقلید ائمہ اربعہ شرک ہے (۸) اللہ کے علاوہ کسی کو عطائی مالک ومختار کہنا شرک ہے (۹) مسجد حرام، مسجد نبوی اور بیت المقدس کے علاوہ کسی اور جگہ کی نیت کر کے سفر کرنا ناجائز ہے (۱۰) ایک ہی مجلس میں تین طلاق ایک ہی طلاق ہے (۱۱) قرآن وحدیث کے علاوہ اقوال ائمہ وفقہا ومحدثین غیر معتبر ہے۔

اس جماعت کے بطن سے بھی بعض فروعی عقائد کے سبب کئی فرقے وجود میں آئے ان میں دیوبندی، مودودی، نیچری، چکڑالوی وغیرہ سرفہرست ہیں۔ ہندستان میں وہابی نظریات کے بانی سید احمد رائے بریلوی، اسماعیل دہلوی، نواب صدیق حسن بھوپالی، نذیر حسین دہلوی، ثناء اللہ امرتسری ہوئے اور ان لوگوں نے مذکورہ عقائد کو پروان چڑھایا حضور تاج الشریعہ نے ان کے باطل عقائد ونظریات کا بھرپور تعاقب کیا اور رد بلیغ فرمایا ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رفعت میں جو توہین کی ہے حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے اپنی کتاب دفاع کنزالایمان میں اس کے خلاف سخت نوٹس لی ہے ص ۴۹ پر تحریر فرماتے ہیں۔

تمہارے امام الطائفہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صاف صاف بھائی کہا ہے اور جگہ جگہ محبوبان خدا کو تمام انسانوں کے ساتھ عجز ونادانی میں شریک بنا کر اپنا جیسا بشر قرار دیا ہے۔

تقویۃ الایمان میں کہا:

"ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم چھوٹے" ص-۸۱ "سو بڑے بھائی کی تعظیم کیجئے" ص-۸۰

نیز کہا: "جو بشر کی سی تعریف ہے سو وہی کرو اس میں بھی اختصار ہی کرو" ص-۸۵

نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر قوم کے چودھری اور گاؤں کے زمیندار سے تشبیہ دی اس کی یہ عبارت ہے۔

"جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار اسی طرح سے ہمارے پیغمبر سارے جہاں کے سردار ہیں" ص-۸۶،۸۵

نیز اسی تقویۃ الایمان میں ہے:

ان باتوں میں سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے یکساں بے خبر ہیں اور نادان" نیز سب انبیاء کے لئے لکھ مارا:

"سب انبیاء اس کے روبرو ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں"

قل انما انا بشر مثلکم..... حالانکہ آیہ کریمہ میں حضور سے فرمایا گیا کہ آپ تواضعاً فرمادو کہ میں تم جیسا ہوں نہ کہ ہمیں حکم ہوا کہ ہم کہیں کہ حضور ہم جیسے بشر ہیں اور ہمیں یہ کیسے روا ہو سکتا ہے کہ ہم یہ کہیں جب کہ اللہ عزوجل حضور علیہ السلام کی ازواج مطہرات کے بارے میں فرماتا ہے یانساء النبی لستن کاحد من النساء-اے نبی کی بیبیوں تم عورتوں میں کسی طرح کی نہیں ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لئے فرماتے ہیں کہ تم میں کون مجھ جیسا ہے "لست کاحد منکم میں تم میں کسی کی طرح نہیں (دفاع کنز الایمان اول ص ۴۹ تا ۵۱)

نوٹ:- تفصیل کے لئے دفاع کنز الایمان کا مطالعہ کریں۔

دیوبندی جماعت: انگریزی دور حکومت میں اسماعیل دہلوی حجاز مقدس سے واپسی پر کتاب التوحید مصنفہ محمد بن عبدالوہاب نامی کتاب لے کر آیا اسی نظریات کو سامنے رکھ کر تقویۃ الایمان کتاب ترتیب پائی۔ جس نے پورے ہندستان کے مذہبی حلقوں میں ہنگامہ بپا کر دیا اور اپنے اباء واجداد شاہ عبدالرحیم دہلوی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے افکار و نظریات پر کفر و شرک کے فتاویٰ صادر کرنے لگا۔ اس سیلاب پر بندھ باندھنے کے لئے علامہ فضل حق خیر آبادی، علامہ فضل رسول بدایونی، مفتی صدرالدین آزردہ، مفتی منورالدین دہلوی نے اسماعیل دہلوی سے جامع مسجد دہلی میں تاریخ ساز مناظرہ کیا اور مولوی اسماعیل کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس نے عدم تقلید کا بیڑا اٹھایا اس کے عقائد و نظریات سے متاثر ہو کر مولانا عبدالحئی اور مولانا اسحاق اس کی ٹولی میں آگئے مولانا عبدالحئی عدم تقلید کے ساتھ اس کے غیر اسلامی عقائد کے پرچارک بنے اور مولانا اسحاق تقلید پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اس کے باطل نظریات کے خوگر بن گئے۔

مولانا اسحاق کے شاگرد مولانا عبدالرشید گنگوہی اور مولانا قاسم نانوتوی نے مولانا اسحاق کے عقائد و نظریات کو ہندستان میں پھیلایا اور دارالعلوم دیوبند (بانی حاجی عابد حسین چشتی) پر ناجائز قبضہ کر کے اپنے مشن کو ترقی دینا شروع کیا اسی سبب یہ اپنے خالص عقائد و نظریات پر عامل ہونے کے سبب دیوبندی جماعت کے نام سے ایک جدید فرقہ کی شکل میں یہ جماعت معرض وجود میں آئی جس کے سرخیل مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی عبدالقادر رائے پوری، مولوی منظور نعمانی وغیرہ مشہور ہوئے۔

ان باطل عقائد و نظریات حسب ذیل ہیں۔

علماء دیوبند چونکہ عقائد میں محمد بن عبدالوہاب کے پیروکار ہیں لیکن بعض وہابی عقائد کو تشدد پر محمول کرتے ہیں اسی لئے بعض نظریاتی اختلاف کی بنیاد پر ان سے الگ ہو گئے۔

دیوبندی جماعت کے عقائد و نظریات حسب ذیل ہیں

(۱) شب معراج کے موقع پر عبادات اور روزے کی کوئی حقیقت

نہیں (۲) مزارات پر جانا، پھول چڑھانا، چادر چڑھانا بدعت ہے (۳) رسول پاک کا علم شیطان کے علم کی طرح ہے (۴) عمل میں امتی رسول پاک سے بڑھ سکتی ہے (۵) نبی آخرالزماں کے بعد نبی پیدا ہو سکتا ہے (۶) خدا جھوٹ بول سکتا ہے (۷) رسول پاک کو پیٹ کے پیچھے کی خبر نہیں (۸) میدان کربلا میں رسول پاک نے جب نواسوں کو نہیں بچا سکے تو قیامت کے دن امت کو کیا بچا سکے گا۔ (۹) مدد کے لئے بزرگوں کو پکارنا شرک ہے (۱۰) اجمیر، بہرائچ اور کلیر جا کر بزرگوں سے مانگنا شرک ہے (۱۱) نبی، غوث، قطب اور ولی کو دور سے پکارنا شرک جلی ہے (۱۲) نماز میں رسول پاک کا خیال آنا نماز کو باطل کر دیتا ہے لیکن گدھے اور خچر کے خیال آنے سے نماز باطل نہیں ہوتی ہے۔ (۱۳) سلام و قیام کی کوئی حقیقت نہیں۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے ان کے باطل عقائد و نظریات کا شدت سے بائیکاٹ کیا ہے اور اپنی تحریروں سے دندان شکن جواب دیا۔

قاسم نانوتوی ''تحذیر الناس'' میں رقم طراز ہیں

''معجزہ خاص جو ہر نبی کو مثل پروانہ تقرری بطور سند نبوت ملتا ہے اور بنظر ضرورت ہر وقت قبضہ میں رہتا ہے''۔

مثل عنایات خاصہ گرو بیگاہ کا قبضہ نہیں ہوتا۔ پتہ لیجئے آپ تو فرماتے ہیں کہ معجزہ کسی پیغمبر کا اپنا فعل نہیں ہوتا معجزہ اللہ کا فعل ہوتا ہے اور آپ کے قاسم العلوم والخیرات معجزہ کی نسبت یہ لکھ رہے ہیں کہ وہ بنظر ضرورت ہر وقت قبضہ میں رہتا ہے، تو آپ کے طور پر قاسم نانوتوی نے اللہ کے فعل کو نبی کے قبضہ میں بتایا۔ کہئے حالانکہ چند علمائے ملت دیوبند۔ اس لئے معجزہ کی وجہ سے کسی پیغمبر میں خدائی صفت ماننا صحیح نہیں ہو سکتا''۔ علم عطائی کو خدائی صفت پاگل ہی کہے گا پھر فرماتے ہیں:

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حکم سے بطور معجزہ مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے۔ اس کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام محی الموتیٰ یعنی مردوں کو زندہ کرنے والا نہیں کہیں گے''۔

جی نہ کہنے کی کیا دلیل! آپ نے ابھی خود کہا کہ ''مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے''۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف احیاء (زندہ کرنے والا) کی نسبت کی جب مبداء اشتقاق ثابت تو اس مشتق کے اطلاق سے کون سی چیز مانع ہوگئی۔ اب اگر عرف میں اس اسم کے خاص بذات باری ہونے کا دعویٰ کیجئے تو اولاً اس میں نظر کرو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء میں محی وارد ہوا ہے، کمافی دلائل الخیرات وشرحہ مطالع المسرات للقاضی عیاض اور اگر خصوصیت سے مان لی جائے تو حاصل یہی ہوگا کہ محی الموتیٰ کا اطلاق خدا کے غیر کے لئے نہ کیا جائے نہ یہ حکم احیاء بعطائے الٰہی کس کے لئے ثابت نہ ہوا آخر خود آپ بھی تو کہہ رہے ہیں اللہ کے حکم سے بطور معجزہ مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے پھر یہ کیسی جہالت بے خرد کہ نفی اطلاق کو نفی حکم کی دلیل بنانا چاہتے ہیں۔

لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم۔

(دفاع کنزالایمان ص ۸۵/۸۶)

قادیانی جماعت: ہندستان میں ایسٹ انڈیا کمپنی اپنے قدم مضبوط کرنے کے بعد متحدہ ہندستان پر حکومت کرنے کی خواب دیکھنے لگی اس کے لئے ایک اسکیم تیار کی گئی پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو ہندوؤں میں سے آریہ سماج پیدا کیا اور مسلمانوں میں سے قادیانی، وہابی اور دیوبندی پیدا کئے گئے اور اپنا آلہ کار بنا کر مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا گیا۔ پنجاب کی سرزمین سے قادیان کے علاقہ سے ایک نیم مولوی، مرزا غلام احمد قادیانی کو انگریزوں نے اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنا شروع کیا اور اسلامی عقائد و نظریات سے ہٹ کر ایک جدید مذہب کا بانی

بنادیا اور یہ بذات خود مولوی قاسم نانوتوی کے نظریہ سے اتنا متاثر ہوا کہ قاسم نانوتوی نے نبی آخرالزماں کے بعد نبی پیدا ہو سکتا کا عقیدہ دیا اور وہ خود اپنی نبوت کا اعلان کر بیٹھا علماء کرام نے شدت کے ساتھ مخالفت کی حضور اعلیٰ حضرت، حضور حجۃ الاسلام، پیر مہر علی شاہ، علامہ عبدالعلیم میرٹھی، حضور صدرالافاضل حضور مفتی اعظم ہند نے اس جدید مذہب اور نئے عقائد کی بیخ کنی میں درجنوں کتابیں تصنیف کیں، علماء اہلسنت پاکستان نے شدت سے مخالفت کر کے غیر مسلم قرار دیا چونکہ انگریزوں کے اشارے پر یہ جماعت وجود میں آئی اس لئے ان کا ہیڈ کوارٹر لندن بنا آج پوری دنیا کے قادیانیوں کا مرکز لندن ہے انگریزوں کے اشارے پر منصوبے بنائے جاتے ہیں اور مسلمانوں کے صحیح عقائد و نظریات پر ضربیں لگائی جاتی ہیں۔

قادیانیوں کے رد میں حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی بھرپور تحریریں سامنے آئی ہیں آپ نے قادیانیوں کے رد میں مراۃ النجدیہ (عربی) میں تردید فرمائی ہے کہ مرزا غلام محمد قادیانی چودھویں صدی کا عظیم دجالی اور خودساختہ نبی تھا۔ جب قرآن مقدس نے ہمیں عقیدہ دیا کہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو معلوم ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہو نہیں سکتا ہے تو مرزا قادیانی کیسے نبی ہو سکتا ہے اور ہرگز ہرگز قادیانی عقائد و نظریات اسلامی عقائد و نظریات موافق نہیں ہو سکتے ہیں۔

☆☆☆

ہندستان کے قاضی القضاۃ ہیں

مولانا محمد یونس رضا اویسی، نائب صدر المدرسین، جامعۃ الرضا ورکن شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف

مسلمانوں کے بہت سے امور دینیہ مثلاً جمعہ وعیدین میں امام وخطیب کی تقرری، یتیم بلاولی کے وصی کا تقرر، فسخ نکاح تفریق زوجین کی متعدد صورتیں اور یوں ہی خصومات متعلقہ بقضاء کے لئے قاضی کی تقرری از حد ناگزیر ہوتی ہے۔ لہذا معاملات مسلمین کے تصفیہ وحل کے لئے ہر شہر وضلع ہر ریاست وملک کا قاضی ہونا چاہئے۔ جہاں اسلامی سلطنت ہوتی ہے، سلطان اسلام کے مقرر کرنے سے قاضی کا تقرر ہوتا ہے اور جہاں اسلامی سلطنت نہیں ہوتی، وہاں امامت عامہ اور امور قضاء پر من جانب اللہ اعلم علماء دین فائز ہوتا ہے اور وہ منتخب بانتخاب الٰہی ہوتا ہے وہی حاکم شرع والی دین اسلام قاضی ذی اختیار شرعی ہوتا ہے اور مسلمانوں پر واجب ہوتا ہے کہ اپنے دینی امور میں معاملات کے تصفیہ وحل کے لئے اس کی طرف رجوع کریں۔

سلطان اسلام کے نہ ہونے کی صورت میں شہر کے علماء وارباب حل وعقد کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ اعلم علماء بلد کو اپنا قاضی مقرر کریں اور ایک ضلع کے علماء وارباب حل وعقد اعلم علماء ضلع کو اپنا قاضی مقرر کریں اور ریاست کے علماء اور ارباب حل وعقد پورے ریاست کا قاضی القضاۃ مقرر کریں۔ علماء ارباب حل وعقد کے تساہلی کی صورت میں عوام المسلمین باہمی مشورہ وتراضی سے فصل مقدمات کے لئے اپنا قاضی مقرر کر سکتے ہیں اور اگر عوام وخواص ہر دو تساہلی کے شکار ہو جائیں تو اعلم علماء دین بامر الٰہی ان کا قاضی ہوگا جس کی طرف امور دینیہ میں رجوع لازم وضروری ہوگا۔ اعلیٰ حضرت فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں، مسلمانوں کے معاملات اور اطفال مسلمین کے ولایت میں قاضی کا مسلمان ہونا شرط ہے غرض اسلامی ریاستوں میں قاضیان ذی اختیار شرعی کا موجود ہونا واضح اور جہاں اسلامی ریاست اصلاً نہیں ہے وہاں اگر مسلمانوں نے باہمی مشورہ سے کسی مسلمان کو اپنے فصل مقدمات کے لئے مقرر کرلیا تو قاضی شرع ہے۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنے کاموں میں اس کی طرف رجوع کریں اور اس اس کے حکم پر چلیں یتیمان بلاولی پر وصی اس کے مقرر کروائیں نابالغان بے وصی کا نکاح اس کی رائے پر رکھیں۔ فتاویٰ رضویہ ج ۷ ص ۳۲۸،

نیز فرماتے ہیں، اپنی ان دینی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اپنے تراضی سے ان امور کا قاضی مقرر اور نصب امام وخطیب جمعہ وعیدین وتفریق لعان وعنین وتزویج قاصر وقاصرات بلاولی وفسخ نکاح بخیار بلوغ وامثال ذالک امور جن میں کوئی مزاحمت قانونی نہیں اس کے ذمہ دار رکھنا بلاشبہ میسر ہے۔ گورنمنٹ نے بھی کبھی اس سے ممانعت نہ کی، جن قوموں نے اپنی

جماعتیں مقرر کرلیں اور اپنے معاملات مالی و دینی قسم اول بھی باہم طے کرلیتے ہیں گورنمنٹ کو ان سے بھی کچھ تعرض نہیں ہوتا۔

اعلم علماء بلد اپنے شہر کا قاضی ہوتا ہے اس کا اپنا شہر مع قرب وجوار مضافات کے اس کا دائرہ ولایت وعمل وحدود وقضا ہے اور اعلم علماء ضلع کا دائرہ ولایت وعمل اس کا اپنا ضلع ہے اور اعلم علماء ریاست کا پوری ریاست جب کہ اعلم علماء بلد کا دائرہ ولایت وعمل مختلف شہروں ضلعوں وریاستوں کے علماء وارباب حل وعقد کی اتفاق رائے سے مختلف شہروں ضلعوں ریاستوں بلکہ پورے ملک کو متجاوز ہوجاتا ہے۔

مندرجہ بالا تفصیل کے بعد عرض ہے کہ عوام المسلمین وخواص المسلمین سبھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ اہل سنت کا مرکز "بریلی شریف" ہے جہاں سے تقریباً پونے دوسو سال سے مسلسل اسلامیان ہند کی ملی ودینی قیادت ورہنمائی کا فریضہ انجام دیا جاتا رہا ہے۔ بریلی شریف کے اس قائدانہ وقاضیانہ فرائض کی انجام دہی کا ہی ثمرہ ونتیجہ ہے جو پوری اہل سنت وجماعت نے بریلی شریف کو مرکز اہلسنت تسلیم کیا ہے۔ چودھویں صدی ہجری کے مجدد اعظم اہلسنت کی شخصیت محتاج تعارف نہیں یہ نابغہ روزگار منفرد والمثال یکتائے زمانہ شخصیت فقہ حنفی کے سلطان اور اعلم علماء ملک تھے اعلیٰ حضرت اپنی جلالت علمی وتبحر فقہی کے سبب پورے غیر منقسم ہندستان کے قاضی القضاۃ کے منصب جلیلہ پر منتخب بانتخاب الٰہی تھے پورے ملک ہند میں مرجع عوام وخواص ومرجع فتاویٰ تھے پھر امام اہلسنت اعلیٰ حضرت نے اپنے تلمیذ رشید مفتی اعظم عالم اسلام حضرت علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا قادری قدست اسرارھم اور تلمیذ و خلیفہ صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی رضوی زادت علینا فیوضھم کو پورے ہندستان کا قاضی القضاۃ مقرر فرمایا جیسا کہ شرعی کونسل آف انڈیا کے دوسرے فقہی سیمینار میں رویت ہلال کے موضوع سے متعلق موصولہ کئی ایک مقالات میں مقالہ نگاروں نے اس امر کی طرف صراحۃً وارشارۃً رہنمائی کی ہے۔ پھر مفتی اعظم ہند نے اپنے تمام امور دینی وروحانی مثلاً فتویٰ وقضا میں سلطان الفقہ، تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا القادری ودامت برکاتہم القدسیہ والعالیہ کو اپنا خلف صادق وجانشین مقرر فرمایا گویا کہ حضور تاج الشریعہ اسی وقت سے پورے ملک ہند کے قاضی القضاۃ ہیں چنانچہ بریلی شریف اور اس کے مضافات میں نصب امام جمعہ و عیدین کے امام وخطیب کی تقرری، اعلان رویت ہلال اور دیگر امور قضاء وفتویٰ میں عوام وخواص آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آپ فتاویٰ وقضا کے فرائض انجام دیتے ہیں اور اپنے تبحر علمی و فقہی کے سبب امامت عامہ وفصل مقدمات کے لئے منتخب بالانتخاب الٰہی ہیں اور قضا کے متعلق تمام امور بھی آپ انجام دے رہے ہیں پورا ملک ہند بلا نکیر آپ کو مرجع فتاویٰ وقضا تسلیم کرتا ہے۔

امسال عرس رضوی کے لاکھوں زائرین اور سینکڑوں جید علماء دین اور قد آور دینی شخصیتوں کی موجودگی میں حضور محدث کبیر نے حضور تاج الشریعہ کے مفوض من اللہ قاضی القضاۃ ہونے کا اعلان فرمایا اور ان کے اعلان پر تمام علماء وعوام نے سر تسلیم خم کیا۔

عرس رضوی کے اسٹیج پر آپ کے قاضی القضاۃ کے اعلان کے وقت بیرون ہند مثلاً پاکستان، بنگلہ دیش، سری لنکا، افریقہ، زمبابوے، ہالینڈ ولندن کے علماء وفضلاء اور ہند کے متعدد خانقاہوں کے سجادہ نشین، مختلف مدارس دینیہ کے ذی صلاحیت اساتذہ، صدر المدرسین وشیخ الحدیث ومفتیان اکرام وارباب حل وعقد جلوہ فگن تھے جن میں بعض قابل ذکر شخصیتوں کے اسماء گرامی ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) صدر العلماء حضرت علامہ مفتی تحسین رضا خاں، مدظلہ جو کہ استاذ زمن علامہ حسن کے نبیرہ ہیں اور محدث بریلوی سے مشہور ومعروف ہیں اس وقت آپ جامعۃ الرضا میں صدر المدرسین کے عہدہ پر فائز تھے۔ (۲) جانشین فاتح بلگرام رئیس الاتقیاء حضرت علامہ حافظ قاری سید اویس مصطفیٰ واسطی قادری بلگرامی مدظلہ مرکز مارہرہ وبریلی وسولی مدینۃ الاولیا، بلگرام شریف کی بڑی گدی

یعنی جد اعلیٰ سادات بلگرام مارہرہ مسولی، مجمع البحرین امام الاولیاء
فاتح بلگرام سید محمد صاحب الدعوۃ الصغریٰ کی مرید وخلیفہ خواجۂ ثانی
خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ میں خانقاہ قادریہ چشتیہ
رزاقیہ برکاتیہ کے سجادہ نشین ہیں آپ قاضی القضاۃ کا اعلان سننے
کے بعد فرماتے ہیں نظام عالم کا قوام چند ہستیوں سے مربوط
ہوتا ہے اس صدی میں جن سے نظام عالم کا قوام ہے حضرت تاج
الشریعہ کی ذات معلوم ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ایسی ذات صدیوں میں
پیدا فرماتا ہے آپ ''قاضی القضاۃ'' اور ''مفتی اعظم'' کے منصب
جلیلہ کے صحیح مصداق ہیں اور یہ عہدہ عظمیٰ آپ ہی کے شایان
شان ہے (۳) بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب
اعظمی ایک کہنہ مشق مدرس ومفتی ہیں اس وقت شمس العلوم گھوسی میں
صدر شعبہ افتاء ہیں۔

خود حضور تاج الشریعہ نے ممتاز الفقہاء حضرت محدث
کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ القادری کو نائب قاضی القضاۃ مقرر فرمایا
اور اعلان بھی کیا۔ اس سلسلے میں مزید توضیح وتشریح کے لئے حضور
تاج الشریعہ نے مولانا محمد شعیب رضا صاحب کو حکم فرمایا انہوں
نے مفتی معراج القادری صاحب کو اس کے لئے مائک پر پیش کیا۔

پھر شرعی کونسل آف انڈیا کے تیسرے فقہی سیمینار میں
جب مختلف بلاد وامصار کے ۶۰ سے زائد علماء وفضلا موجود تھے
حضور تاج الشریعہ کو بلا نکیر پورے ملک کا قاضی القضاۃ تسلیم کیا گیا
اور سبھوں نے اپنی مہر تسلیم ثبت کی۔ لہٰذا حضور تاج الشریعہ
منتخب بانتخاب الٰہی ہونے کے ساتھ ساتھ اب پورے ملک کے
علماء وارباب حل وعقد کی اتفاق رائے سے بھی قاضی القضاۃ کے
منصب عظیم پر فائز ہیں۔ مندوبین میں چند قابل ذکر ہستیاں درج
ذیل ہیں۔

(۱) ممتاز الفقہا حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب
قبلہ (۲) استاذ الفقہا حضرت علامہ مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی
مرکزی دارالافتاء بریلی شریف (۳) حاوی اصول وفروغ حضرت
علامہ مفتی عاشق الرحمٰن صاحب صدر المدرسین جامعہ حبیبیہ الہ آباد
(۴) جامع معقولات ومنقولات حضرت علامہ مفتی شبیر حسن
صاحب صدر المدرسین وشیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ روناہی
(۵) معمار قوم وملت حضرت علامہ شبیہ القادری صاحب قبلہ
(۶) حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ایوب صاحب نعیمی صدر المدرسین
جامعہ نعیمہ مراد آباد (۷) شہزادہ صدر الشریعہ حضرت علامہ بہاؤ
المصطفیٰ صاحب استاذ جامعہ منظر اسلام بریلی شریف (۸) شہزادہ
صدر الشریعہ حضرت علامہ فداء المصطفیٰ صاحب استاذ جامعہ شمس
العلوم گھوسی (۹) حضرت علامہ مولانا سید شاہد میاں صاحب قبلہ
رامپور (۱۰) حضرت علامہ مولانا سلمان رضا خان صاحب قبلہ (۱۱)
حضرت علامہ مولانا مفتی معراج القادری استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور
(۱۲) حضرت علامہ مولانا مفتی ناظم صاحب قبلہ استاذ جامعہ اشرفیہ
دہلی (۱۳) حضرت علامہ مفتی شعیب رضا صاحب دہلی
(۱۴) حضرت علامہ مولانا صغیر احمد جوکھن پوری ناظم اعلیٰ
الجامعۃ القادریہ رچھا (۱۵) حضرت علامہ مفتی قاضی شہید عالم
صاحب قبلہ (۱۶) حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ناظم علی مرکزی
دارالافتاء (۱۷) حضرت علامہ مولانا مفتی حبیب اللہ خاں نعیمی استاذ
فضل رحمانیہ بلرامپور (۱۸) حضرت علامہ مفتی اختر حسین صاحب
استاذ جامعہ علیمیہ جمدا شاہی (۱۹) حضرت علامہ مولانا مفتی عزیز
احسن صاحب قبلہ صدر المدرسین تدریس الاسلام بسڈیلہ (۲۰)
حضرت علامہ مولانا مفتی فضل احمد صاحب بنارس (۲۱) نقیب
اہلسنت حضرت علامہ مولانا علی احمد صاحب سیوانی۔

ہم اہل سنت کے لئے یہ امر نہایت مسرت افزا ہے کہ
خانوادۂ رضویہ قضا کے عظیم دینی منصب کو انجام دیتا آرہا ہے
خدائے کریم حضور تاج الشریعہ کا سایہ عاطفت اہم اہلسنت و
جماعت پر تادیر قائم ودائم رکھے اور ان کی قضا میں ہمیں بحسن و
خوبی امور دینیہ کی بجا آوری کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ
سید المرسلین ﷺ۔

علامہ منشا تابش قصوری، جامعہ نظامیہ لاہور، پاکستان

تاج الشریعہ، جانشین مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا الحاج محمد اختر رضا خاں قادری رضوی خانوادۂ رضویہ میں علم وفضل کے بلند مقام پر فائز ہیں۔ آپ کے خصائل وشمائل جمیلہ کا احاطہ ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ آپ کے تقویٰ وطہارت پر علم وعمل نازاں ہیں۔ آپ نے نہ صرف بریلی اور فیصل آباد (لائل پور) سے اکتساب علم کیا بلکہ آپ کا علمی ذوق آپ کو ایک ہزار سال قبل قائم ہونے والی بین الاقوامی طور پر شہرت یافتہ قدیمی اسلامی یونیورسٹی جامعۃ الازہر قاہرہ مصر میں لے گیا۔ وہاں آپ نے انتہائی عرق ریزی سے اکتساب علوم فرمایا۔ آپ نے "پدرم سلطان بود" پر بھروسہ کرنے کی بجائے از خود سلطان علم وعمل بننے کی سعی جمیل فرمائی اور اس مشن میں اس حد تک کامیابی وکامرانی سے سرفراز ہوئے کہ اکابر شریعت، مشائخ رشد وہدایت نے پیکر اختر معرفت پر تاج شریعت سجایا اور آج یہ لقب بطور علم مستعمل ہے واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

اختر ملت تاج شریعت متعدد بار پاکستان تشریف لا چکے ہیں آپ کا جب بھی پاکستان آنا ہوا ہر بار خوب استقبال ہوا۔ جامعہ نظامیہ لاہور کو بھی آپ نے چند بار اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا ہے جامعہ کے ناظم اعلیٰ، اساتذہ وطلباء کرام نے ہر بار والہانہ انداز میں خیر مقدم کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہر بار جامعہ کے ناظم اعلیٰ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی، حضرت علامہ مولانا عبد الحکیم شرف قادری رحمہما اللہ تعالیٰ اور راقم الحروف محمد منشا تابش قصوری سے بڑی شفقت فرمائی جامعہ کی تحقیقی تصنیفی، علمی، تدریسی اور تاریخی خدمات کو سراہتے ہوئے داد تحسین کے ساتھ ساتھ تعمیر وترقی کے دعوات مستجابہ سے نوازا۔

★ محترم المقام مولانا الحاج محمد مقبول احمد ضیائی قادری رضوی علیہ الرحمہ بانی رضا اکیڈمی لاہور پاکستان کو آپ نے متعدد مرتبہ میزبانی کا شرف بخشا۔ حاجی صاحب مرحوم نے جہاں تک ممکن تھا آپ کے آرام وسکون کا بے حد خیال رکھا۔ اپنی تمام مصروفیات کو چھوڑ کر آپ کے حضور دست بستہ حاضر رہتے جہاں جہاں تشریف لے جانا ہوتا، خصوصی کار کا انتظام کرتے اور خوب دعائیں لیتے۔

★ حضرت تاج الشریعہ کے عالی مرتبت برادر ریحان ملت حضرت علامہ مولانا الحاج صاحبزادہ محمد ریحان رضا قادری رضوی علیہ الرحمۃ کی احقر پر خصوصی نگاہ کرم تھی۔ جب وہ ۱۹۷۸ء میں پاکستان تشریف لائے ان دنوں راقم بارگاہ مصطفےٰ علیہ التحیۃ الثناء میں مدینہ طیبہ حاضر تھا جب حج وزیارت کی نعمت عظمیٰ سے دامن مراد کو بھرتے ہوئے واپس وطن پہنچا تو حضرت علامہ مولانا محمد عبد الحکیم شرف

قادری علیہ الرحمۃ نے سلسلہ رضویہ قادریہ برکاتیہ کی سند خلافت واجازت کا بیش قیمت انعام عطا فرمایا اور کہا یہ ریحان ملت حضرت مولانا علامہ محمد ریحان رضا خاں رضوی برکاتی قادری بریلوی کی طرف سے خصوصی طور پر تمہارے لئے ہے۔ یہ نسبت بھی اس خاندان عظمت نشان سے میرے لئے غایت محبت کا باعث ہے۔

★ عزیز القدر مولانا پروفیسر ڈاکٹر محمد ضیاء المصطفیٰ قصوری سلمہ اللہ تعالیٰ جنہیں پنجاب یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل ہے اور آج کل پنجاب یونیورسٹی لاہور میں عربی کے پروفیسر ہیں۔ وہ دوبار بریلی شریف حاضر ہو چکے ہیں اور ہر دو مرتبہ حضرت تاج الشریعہ انے اپنے سایہ شفقت میں رکھا ایک دو دن کی بات نہیں بلکہ دو، دو ماہ تک آپ کی عنایات خسروانہ سے مستفیض ہوتے رہے۔ آپ کی مہمان نوازی اور پیار کے وہ بڑے مداح ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ آپ کی شفقت نے ہی مجھے حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت کی سعادت بخشی۔

عزیز موصوف کا مادری نام محمد اکبر تھا مگر جب مفتی اعظم ہند کے ہاتھ میں ہاتھ دیا تو اپنا نام ضیاء المصطفیٰ رکھ لیا۔ اسی ہاتھوں بذریعہ مکتوب گرامی حضرت تاج الشریعہ نے راقم کو بریلی شریف آنے کی دعوت سے نوازا قسمت نے یاوری کی تو انشاء اللہ العزیز حاضری ہوگی۔

حضرت تاج الشریعہ مدظلہٗ کی تفاسیر واحادیث اور کتب فتاویٰ پر بڑی گہری نظر ہے۔ جس کا آپ کے فتاویٰ، رسائل اور مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہونے والے مضامین و مقالات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ آپ نے عربی، فارسی، اردو اور ہندی میں متعدد کتابچے تحریر فرمائے گو ان کا حجم کم ہے مگر فوائد گرانقدر ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان تمام تحریرات کو مقالات، یا رسائل تاج الشریعہ کے نام سے کتابی صورت میں شائع کیا جائے۔

★ جن دنوں حضرت محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند حضرت شیخ الاسلام مدنی میاں اشرفی کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ، کی کتاب ''ریڈیو اور ٹی وی کا شرعی حکم'' پر حضرت تاج الشریعہ مدظلہٗ نے محاکمہ فرمایا، اور طرفین کے معتقدین نے بھارت میں اختلاف کو خوب ہوا دی ایک دوسرے کے خلاف، رسائل، اشتہار، پمفلٹس کی بھرمار ہونے لگی تو راقم السطور اور علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمۃ نے بھارت میں اپنے قلمی رفقا کی طرف بذریعہ خطوط اپیل کی کہ جیسے ہو سکے اس پریشان کن سلسلہ کو بند کرائیں، چنانچہ ہماری اپیل کارگر ثابت ہوئی اور پھر خاموشی چھا گئی جو ایک مثبت قدم تھا۔

اسی دوران مجھے حضرت شیخ الاسلام مدنی میاں مدظلہٗ کی طرف سے مذکورہ کتاب پر کچھ لکھنے کا حکم ہوا، چنانچہ راقم نے ''ویخلق ما لا تعلمون'' آیت مبارکہ کو موضوع بناتے ہوئے اختلاف علماء امتی رحمۃ کے تحت چند مثالیں پیش کرتے ہوئے اپنا موقف تحریر کیا جو پاکستانی ایڈیشن میں شائع ہو چکا ہے۔ اسی کتاب سے مجھے حضرت تاج الشریعہ کے کلمات طیبات پڑھنے کا موقعہ میسر آیا باوجودیکہ میں نے حضرت شیخ الاسلام کے فکر و نظر کو صاد کیا مگر پھر بھی زبان پر جاری ہوا، ''فوق کل ذی علم علیم''۔

★ تاج شریعت، اختر مدظلہٗ نے نعتیہ شاعری کو بھی اپنایا اور اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی اعلیٰ سطح پر آبیاری فرمائی، حرف حرف، لفظ لفظ ہر کلمہ ہر جملہ، اور شعر آپ کے عشق صادق کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ کے کلام میں نعت کے وزیر اعظم مجدد دین ملت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری اور حضرت مفتی اعظم ہند نوری قادری علیہ الرحمۃ کی مہک رچی بسی ہے۔

القصہ مجھے نہایت خوشی ہوئی کہ حضرت مولانا شاہد القادری، فرو جدہٗ نے جو تحریک شروع فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ اسے باریابی عطا فرمائے تاکہ جلد از جلد حضرت تاج الشریعہ، شیخ واختر ملت مولانا اختر رضا خاں قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے احوال و آثار منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہوں۔

مولانا عبدالمصطفیٰ صدیقی حشمتی ناظم اعلیٰ دارالعلوم مخدومیہ ردولی شریف ☆ 09415142179

نمونۂ سلف، حجۃ الخلف، شہزادہ اعلیٰ حضرت، تاج الشریعہ جامع معقول ومنقول، حاوی فروع واصول سیدی الکریم مفتی الشاہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی ازہری مدظلہ العالی بلاشبہ اس زمانے میں جامع علم وعمل اور پیکر فضل وکمال ہیں۔ آپ کی ذات ایمان ومعرفت اور زہد وورع کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہے۔ بچپن سے اب تک آپ کی شخصیت جس پاکیزگی و طہارت اور پابندی شریعت کا مظہر ہے وہ صرف فضل الٰہی اور توفیق ربانی کا ثمرہ ہی ہوسکتا ہے۔

آپ کی شخصیت تقویٰ وطہارت اور زہد وپارسائی میں بہترین نمونہ ہے، رشد وہدایت، پند ونصائح، حق گوئی وبیباکی آپ کا طرہ امتیاز ہے۔ فتویٰ نویسی، تصنیف وتالیف اور اوقات فرصت میں درجۂ تحقیق فی الفقہ کے طلبہ کو درس دینا آپ کی زندگی کے مشاغل ہیں۔

یہ بات سب پر واضح ہے کہ خصوصاً برصغیر اور عموماً پوری دنیا میں اتنی پر وقار، ذی حشم اور صاحب مرتبہ شخصیت جس کی مقبولیت اور شہرت کے سامنے عرب وعجم جبین عقیدت خم کرتا ہو بمشکل نظر آئے گی۔

شاید یہی وجہ ہے کہ بہت سارے لوگ آپ سے حسد بھی رکھتے ہیں اور ایسا ہر زمانے میں ہوا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو مقبولیت عطا کرتا ہے تو اس کے مخالفین اور معاندین کی تعداد میں خود بخود اضافہ ہوجاتا ہے۔

حضور تاج الشریعہ جس عظیم ذات کے جانشین ہیں وہ شخصیت اپنے عہد کی عبقری الشان اور علم وعمل کا پیکر مجسم تھی جس کو زمانہ حضور مفتی اعظم ہند کے لقب سے یاد کرتا ہے، وہ مفتی اعظم جنہوں نے کبھی باطل کے سامنے سپر نہیں ڈالا۔ وہ مفتی اعظم جنہوں نے جابر حکومتوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنا فرض منصبی ادا کیا، وہ مفتی اعظم جنہوں نے اپنے مریدوں، عقیدت مندوں اور تمام سنی مسلمانوں کو ہمیشہ وہابیوں، دیوبندیوں اور گستاخانِ رسول وصحابہ واولیاء سے دور رہنے کا درس دیا۔ اسی مفتی اعظم کے علم وعمل، فضل وکمال، تقویٰ وطہارت، تواضع وانکساری، حلم وبردباری اور تصلب فی الدین کے مظہر کامل کو دنیا تاج الشریعہ کہتی ہے۔

اس دور میں جب کہ علماء مدارس اور خانقاہوں میں

تذبذب اور صلحکلیت پھیل رہی ہے، ہر طرف مذہبی، مسلکی اور خانقاہی انارکی سینہ تانے کھڑی ہے۔ اس کے مقابلہ کے لئے اور اس انتشار وافتراق کے دور میں تاج الشریعہ کی زندگی، ان کی شخصیت اور کارنامے تصلب فی الدین واستقامت اور ثابت قدمی کی زندہ وجاوید مثال ہے، اگر کوئی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی شان فقاہت دیکھنا چاہتا ہے تو اسے تاج الشریعہ کے رشحات قلم سے منصۂ شہود پر آنے والے فتووں کا مطالعہ کرنا چاہیے، اگر کوئی حاسد ومعاند ان کے علمی مقام ومرتبے کی جانچ پرکھ کرنا چاہتا ہے تو اسے تاج الشریعہ کی تصنیفات اور تالیفات اور سرکار اعلیٰ حضرت کی اردو تصنیفات کے ان عربی تراجم کو بغور پڑھنا چاہیے جیسے سفروحضر میں حضور تاج الشریعہ نے لکھ کر شہزادۂ اعلیٰ حضرت اور آبروے خاندان ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ یوں تو آج کل ہر بڑے باپ کا بیٹا اپنے باپ کی گدی کا حقدار ہے، آج نہ شہزادوں کی کمی ہے نہ جانشینوں کی اور نہ سجادگان خانقاہ کی لیکن کیا کبھی کسی نے سوچا ہے کہ کسی افسر کا نائب یا جانشین کوئی عامی، جاہل یا افسر کی ذمہ داریوں سے ناواقف شخص بھی ہوسکتا ہے، ہاں! آج ایسا ہی ہورہا ہے بہت سے مدارس سے علم اور دیانت داری، علماء سے خلوص اور حق گوئی اور کچھ خانقاہوں سے تصلب بہت دور جاچکی ہے۔

آج سیاست کی گلیاروں کی طرح دینی محافل اور مجالس بھی سیاسی جوڑ توڑ کا شکار ہیں۔ پیسوں کے ذریعہ آج صرف کتابیں ہی نہیں اور خرید وفروخت کی اشیاء ہی نہیں بلکہ ضمیر اور عقیدے کی بھی بزنس ہورہی ہے۔ لیکن اس سراسیمہ ماحول میں بھی اگر کوئی شخصیت خلوص وللّٰہیت اور اپنے اسلاف کا نمونہ بن کر سینہ سپر ہے تو وہ ذات تاج الشریعہ کی ہے۔ کبھی بھی آپ دولت وشہرت کی خاطر اپنے مذہب ومسلک اور روایتوں سے انحراف نہیں کیا،

آج جب کہ عوام پیران کرام سے مرید نہیں ہورہی ہے بلکہ پیران کرام ثروت مندوں کی دوکان تجارت کا سستا سودا بن گئے ہیں لیکن متحدہ عرب امارات کے ایک مشہور شہر دبئی میں ہماری نظروں نے جو کچھ دیکھا اسے دیکھ کر حیرت بھی ہوئی اور شریعت کے ساتھ وفاداری کا جذبہ بھی بیدار ہوا، جو لکھنے جارہا ہوں اس کا یقین تو نہیں ہوتا لیکن بعض وہ باتیں ہوتی ہیں جنہیں ہمارا ذہن قبول کرے یا نہ کرے لیکن آنکھوں کے مشاہدے کو جھٹلایا تو نہیں جاسکتا۔ یہ حقیقت ہے اور سچائی ہے اور یہی بات شاید حاسدوں کے نزدیک سب سے زیادہ معیوب ہے۔

الغرض دبئی میں ایک عبدالرزاق نامی شخص جو سونے کا بہت بڑا تاجر ہے، سینکڑوں لوگ اس کے یہاں کام کرتے ہیں، بلاشبہ وہ تاجر کھرب پتی ہے وہ تاج الشریعہ کے مریدوں میں سے ہے، دبئی کے قیام کے دوران وہ تاج الشریعہ سے ملنے آیا کسی شخص نے تاج الشریعہ سے یہ بتادیا کہ ان کے یہاں تراویح کی امامت کوئی دیوبندی یا وہابی کرتا ہے۔ اتنا سننا تھا کہ تاج الشریعہ کے جلال کا عالم نہ پوچھیے اس شخص سے مصافحہ نہیں کیا اور بہت سخت سست کہا آخر کار اس نے معذرت کی اور توبہ کیا اور عذر پیش کیا کہ ہمیں اس بابت علم نہیں ہے کہ ہماری کمپنی میں سیکڑوں لوگ کام کرتے ہیں اس لئے ہمیں اس کا علم نہیں ہوسکا کہ کون امامت کرتا ہے، بہرحال آئندہ ایسا نہیں ہوگا، جب سب کے سامنے اس نے توبہ استغفار کیا پھر تاج الشریعہ نے اسے نرمی سے سمجھایا اور عقائد وہابیہ بتایا اور مسائل شریعہ اس کے سامنے پیش کیا وہ شخص سرتاپیر سراپا عجز وانکساری کا مجسمہ بنا رہا، موقع پا کر اس نے عرض کیا حضور غریب خانے پر تشریف لے چلیں تو حضرت نے صاف لفظوں میں فرمایا کہ اس بار تو میں نہیں جاسکتا اگر تم توبہ پہ قائم رہے تو آئندہ سفر میں چلوں گا۔ حالانکہ اس سے پہلے کئی بار اس کے گھر

جا چکے تھے۔ اس مشاہدے کو پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ تاج الشریعہ حقیقی معنوں میں اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام اور حضور مفتی اعظم ہند کے علم وعمل اور فضل وکمال کے سچے وارث وامین ہیں اور موجودہ وقت میں ان کی شخصیت آفتاب وماہتاب کی طرح ہے جس سے سارا زمانہ فیض پاتا ہے۔ سوا ان کے جو آنکھ رکھ کر بھی حسد میں بند کئے رہتے ہیں۔

دبئی میں گولڈ مارکیٹ کے قریب القیم الراس میں سنیوں کی مرکزی مسجد جس میں پاکستان کے قاری غلام رسول صاحب امام تھے۔ جمعہ کا دن تھا باوجود یکہ وہاں مائک پہ نماز ہوتی تھی، بڑی مسجد تھی، بھیڑ بھاڑ نمازیوں کی اتنی ہوتی تھی کہ مائک کے بغیر آواز پہنچنا مشکل تھا، ان تمام باتوں کے باوجود نہ یہ کہ لوگ کیا کہیں گے اور کیا ہوگا جمعہ کی امامت فرمائی بغیر مائک کے، نہ کوئی چوں چرا نہ کوئی ہنگامہ، حالانکہ لوگوں کو سوال کرنے کا پورا پورا حق تھا، کہ جب ہر جمعہ کو مائک پہ نماز ہوتی ہے تو آج بغیر مائک کے کیوں؟

یہ سب کچھ فضل خداوندی اور اطاعت شرع کا ثمرہ ہے اور نتیجہ ہے، عوام بھی انہیں علماء کو مطعون کرتی ہے جو شریعت کو مذاق بنائے ہوئے ہیں، اگر کوئی پابند شریعت ہو تو قوم ضرور اس سے محبت بھی کرتی ہے اور احترام بھی۔

ویسے تو تاج الشریعہ رودولی شریف کئی بار تشریف لائے ہیں،۔ اس حشمتی غلام کی دعوت پر ۱۲؍ اکتوبر ۲۰۰۱ء کو دار العلوم مخدومیہ رضا نگر کی حشمتی مسجد کے افتتاح کی غرض سے تشریف لائے تھے۔ رات میں جلسہ تھا۔ دور دراز سے آئے عقیدت مند ایک جھلک پانے کو بے قرار تھے، معلوم نہیں کتنے علماء سے ملاقاتیں ہوئیں لیکن جو مقبولیت تاج الشریعہ کو حاصل ہے وہ کسی اور کو نہیں۔ لاکھوں میں جن کی مثال نہ ملے، نہ ان کی شباہت کی کوئی مثال نہ چہرے مہرے کی کوئی مثال نہ علم وفضل اور اتباع شریعت وسنت کی کوئی مثال، دین کی چھوٹی سی چھوٹی بات پر بھی عمل آوری کا اہتمام کہ بڑے اصحاب علم کو میسر نہیں۔ خیر جلسہ ختم ہوا۔ حشمتی مسجد کا افتتاح حضرت نے فرمایا۔ صبح ہوئی ۱۳؍ اکتوبر ۲۰۰۱ء کو جب حضرت رودولی اسٹیشن کے لئے روانہ ہوئے تو سیکڑوں لوگ پیچھے پیچھے اسٹیشن پہنچ گئے۔ حضرت کا ٹکٹ لکھنؤ سے جموں توی ایکسپریس کا تھا، جیسے ہی اسٹیشن ماسٹر کی نظر تاج الشریعہ پر پڑی وہ سراپا ادب اور تعظیم کے ساتھ حاضر ہوا اور آداب وتسلیمات بجالایا۔ جب اسے یہ معلوم ہوا کہ رودولی سے لکھنؤ تک کا حضرت کو ٹکٹ چاہئے تو کہنے لگا کہ آپ جیسے مہان وکتی سے کون ٹکٹ مانگے گا'' لکھنؤ تو آپ ویسے چلے جائیں وہاں سے تو آپ کا ٹکٹ ہے ہی لیکن حضرت نے فرمایا کہ بلا ٹکٹ سفر کرنا جائز نہیں آپ نے بااصرار ٹکٹ خریدا، اگر آپ چاہتے تو اسٹیشن ماسٹر کے کہنے پر بلا ٹکٹ سفر کر لیتے لیکن آپ کے پیش نظر شریعت کا حکم تھا، جب دار العلوم مخدومیہ کی جدید بلڈنگ کا سنگ بنیاد رکھنا تھا اس موقع پر بھی حضرت نے کرم فرمایا اور صدہا نہیں بلکہ ہزار ہا مشغولیات کے باوجود رودولی تشریف لائے ۱۸؍ شعبان ۱۴۱۵ھ کا واقعہ ہے، حضرت کی آمد چاہے جہاں کہیں ہو لوگوں کی بھیڑ امنڈ پڑتی ہے۔ بس لوگوں کو یہ یقین ہو جائے کہ حضرت آرہے ہیں رودولی میں جب جب قدم رنجہ فرمایا، دیوانوں کا سیلاب امنڈ پڑا اور اس سلسلے میں وابستہ ہونے والوں کا تو حال نہ پوچھئے رودولی، بارہ بنکی فیض آباد وغیرہ سے ہزاروں لوگوں نے غلامی کا شرف حاصل کیا۔ سچ تو یہ ہے کہ ایک نظر جس نے دیکھ لیا۔ پھر کوئی دوسرا نظر میں جچتا ہی نہیں۔

رودولی شریف میں ۲۴؍ جمادی الآخرۃ ۱۴۰۰ھ میں سنی کانفرنس کے نام سے کچھ لوگوں نے ایک جلسہ کیا اور رئیس اڑیسہ حضور مجاہد ملت مولانا شاہ حبیب الرحمن صاحب اڑیسوی م ۱۴۰۱ھ

اور تاج الشریعہ، فقیہ اسلام، جانشین حضور مفتی اعظم ہند مفتی محمد اختر رضا خان ازہری میاں مدظلہ العالی کو مدعو کیا۔ جلسہ والوں کی بے توجہی اور افراتفری دیکھ کر میں نے ان دونوں بزرگوں سے گزارش کی کہ ہمارے یہاں تشریف لے چلیں۔ ان حضرات کی کرم فرمائی کہ دعوت قبول فرمالی، لیکن اس وقت مدرسے کی عمارت مختصر اور انتظامات بھی معقول نہ تھے۔ اس لئے مدرسہ سے متصل محمد عمر قریشی صاحب کے مکان میں دونوں بزرگوں کے قیام کا انتظام ہوا، صاحب خانہ کا کاروبار کلکتہ میں چلتا تھا وہ وہیں حضور مجاہد ملت کے دامن سے وابستہ ہوگئے تھے، صاحب خانہ کے صاحبزادے جاوید عمر صاحب نے کہا کہ میری والدہ بھی حضور مجاہد ملت سے مرید ہونا چاہتی ہے آپ حضرت سے گزارش کردیں کہ قبول فرمالیں، میں نے حضور مجاہد ملت سے عرض کیا، حضرت نے فرمایا، میاں! ''سرکار اعلیٰ حضرت کے شہزادے حضرت ازہری میاں کی موجودگی میں ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ میں مرید کروں، انہیں سے مرید کروایئے''۔ چونکہ صاحب خانہ پہلے سے حضور مجاہد ملت کے دامن کرم سے وابستہ ہوچکے تھے، اس لئے اہلیہ بھی بضد رہیں کہ مجھے بھی حضرت کی کنیزوں میں داخل کرایئے۔ بااصرار میں حضرت کو راضی تو کرلیا مگر گھر کے اندر جانے کا جو راستہ تھا وہ حضور ازہری میاں کی قیام گاہ سے ہوکر گزرتا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ میں حضرت ازہری میاں صاحب کے سامنے سے ہوکر کیسے گزر سکتا ہوں اخیر کار عقبی دروازے سے حضرت اندر تشریف لے گئے اور فرماتے تھے کہ کوئی تیز آواز میں نہ بولے کہ حضرت ازہری میاں تشریف فرما ہیں، آہستہ بولو شہزادے قیام فرما ہیں''۔

اللہ اکبر میں دیکھ کر دنگ رہ گیا، کہاں ایک اسی سال کی عظیم المرتبت شخصیت جن کا عالمانہ وقار اور مجاہدانہ شان کا زمانہ خطبہ پڑھتا ہو ایک تیس پینتیس سال کے شہزادے کا کتنا احترام اور ادب فرمارہے ہیں۔

''یہ ہمارے بزرگوں اور اسلاف کا طریقہ رہا ہے کہ ہمیشہ وہ نسبتوں کا احترام فرماتے، ان کے سامنے اپنی بڑائی اور شخصیت کا ڈنکا نہ بجاتے بلکہ ان کے حکموں کو بجالانے میں خیر اور صلاح وفلاح سمجھتے، ہمارے اسلاف کے یہی وہ طرز عمل تھے جن کی بدولت جماعت متحد تھی لیکن جب سے ہر شخص اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگا ہے اور ہر چھوٹا بڑا طعن وتشنیع کو دینی فریضہ اور زبان وقلم کو حریت کا نام دینے لگا ہے اتحاد پارہ پارہ ہوکر رہ گیا ہے''۔

اللہ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ کا سایہ دراز فرمائے، مرکز اہل سنت بریلی کے وقار کو بلند فرمائے جملہ شہزادگان کو اعلیٰ حضرت کا سچا جانشین بنائے اور معاندین وحاسدین کی آگ کو ٹھنڈی کردے۔ آمین۔

☆☆☆

تاج الشریعہ

حقائق و مشاہدات

ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی، میرا روڈ، ممبئی۔☆9869328511

گلاب کے پودوں سے گلاب ہی کھلتا ہے۔ جی! گلاب کھلتا ضرور ہے، مگر مرجھا بھی تو جاتا ہے۔ جی ہاں! کھلنا اور مرجھانا اس کی فطرت ہے۔ لیکن ناظرین کی نظروں میں اور ان کی قوت شامہ (سونگھنے والی حس) میں گلاب کی رنگت اور خوشبو رچ بس جاتی ہے ایسی کہ بھلائے نہیں بھولتی، کھرچے نہیں کھرچتی، یہ بھی تو اس کا مزاج فطرت ہے۔ امام احمد رضا ہی گلاب تھے ان کی شخصیت کا عکس اور علمیت کی پرچھائیاں ذہنوں میں ایسی رچ بس گئی ہیں کہ بکھیرے نہیں بکھرتی ادھیڑے نہیں ادھڑتی۔ بلکہ جیسے حنا، جتنا پیسو، رنگ نکھرتا جاتا ہے، شوخ رنگ ہوتا جاتا ہے، جیسے عود و عنبر اور مشک، جتنا گھسو، خوشبو ابھرتی جاتی ہے، پھیلتی جاتی ہے بس یہی حال امام احمد رضا کی شخصیت اور علمیت کا ہے۔

اسی عنابی، گلابی، گلفام، گلنار، گل ریز نسل سے ایک فرزند فرحت افزا پیدا ہوا، جو فرخ طبع تو تھا ہی، فرخ سیر بھی تھا، فرخ قدم بھی تھا، یہ ۱۹۴۳ کا سن تھا، ظاہر ہے، ملک اس کی زنجیر سے جکڑا ہوا تھا، جس کو غلامی کی زنجیر کہی جاتی ہے۔ لیکن وہ فرزند فرخ نہاد اسلامی ہند کا اسلامی مزاج لے کر نمودار ہوا، بلکہ یوں کہیے، ان کی پیدائش آزادی ہند کا سویرا ثابت ہوئی، لگتا ہے اس فرزند فرخندہ فال کو داغ غلامی لئے اس ملک میں جینا منظور نہیں تھا، بالآخر پانچ ہی برس بعد ملک کے غیور مردوں نے وہ زنجیر غلامی کاٹ کر رکھ دی، اب یہاں موقع کہاں کہ اس داستان خاک و خون کی ایک جھلک ہی سہی، پیش کر دوں، اس لئے چلئے، آگے بڑھتے ہیں۔

پرورش، تربیت، تعلیم ایسے نور فشاں ماحول میں ہوئی، جو خالص علمی تو تھا ہی، مشہور آفاق روحانی و عرفانی بھی تھا، عزت و شہرت اور مقبولیت و مرجعیت میں اوج کمال پر نیک نام بھی تھا۔ عمر کی ۲۳ ویں بہار آئی، تو وہ ہدہد کی طرح اڑا، دریائے نیل کے دوش پر قائم جامعۃ الازہر کی شاخ علم پر جا بیٹھا۔

یہ وہی نیل ہے، جو جنوب سے شمال کی طرف بہتا ہے، جب کہ دنیا کا ہر دریا شمال سے جنوب کی جانب رواں ہوتا ہے، شب تاریک میں رقص عریاں کبھی شب شیراز کی صفت تھا، اب نیل کی لہروں پر بھی ہوتا ہے۔ جدہ بھی محفوظ نہیں ہے، دوبئی، شارجہ، بحرین، قطر، مسقط، عمان اور کویت میں بھی کسی نہ کسی صورت میں اس کی جھلک موجود ہے۔ یہ عرب قوم ہیں، عرب ملک ہیں۔ نہ معلوم ان کی دینی غیرت اور عربی حمیت شہر اسوان کی کن غار

میں دفن ہو چکی ہیں، جس طرح فراعنہ مصر کے محلات ومقابر دفن ہیں۔ مگر اس سے قاہرہ، مصر العربیہ کی عظمت وشوکت ختم نہیں ہو جاتی، چوں کہ یہ نبیوں کی زمین ہے، ولیوں کی زمین ہے، قدیم ثقافت وتہذیب کی زمین ہے، حضرت عمر بن العاص کا بسایا ہوا شہر فسطاط یہیں ہے، ان کی قائم کردہ مسجد جامع یہیں ہے، جامع ازھر بھی یہیں ہے، جامع ازھر کیا ہے، اہل نظر جانتے ہیں۔

وہاں ان کی تعلیم کا زمانہ وہی ہے، جو عرب اسرائیل ٹکراؤ کی تیاری کا ہے، دونوں جانب دل ودماغ کی زیریں تہوں میں تصادم کا لاوا پک رہا تھا، جب وہ مصر سے واپس آ کر منظر اسلام میں مسند تدریس بچھائی، تو ادھر وہ لاوا پھٹ پڑا اور ادھر بنگلہ دیش کے قضیہ پر ہندوستان اور پاکستان بھی آمنے سامنے تھا، یعنی ان ملکی اور عالمی تغیرات وانقلاب کا سن بھی وہی ۱۹۶۷ء ہے۔

جب پیدا ہوئے، تو خود اپنے ملک میں جنگ کی تیاری ہو رہی تھی، جنگ جیسی صورت حال تھی، تعلیم کی ابتدا کی، تو جنگ شروع ہو کر زوروں پر تھی، ہند سے عرب گئے، تو وہاں بھی جنگ ہی کے بادل منڈلا رہے تھے، قہر کے بادل برسنے کو بال و پر تول رہے تھے جب واپس آئے، تو یہاں بھی وہی کیفیت تھی۔ بلکہ ہند عرب ہر جگہ جنگ چھڑ چکی تھی، غرض ابتدا تعلیم سے ابتدا تدریس تک ہر طرف جنگوں ہی کا خوف وہراس تھا، مگر ان کے ذہن پر ان سب جنگی صورتوں کا کوئی اثر وملال نہیں تھا، بلکہ وہ جنگی پیمانے پر صرف اور صرف حصول تعلیم ہی پر ساری توجہ مرکوز رکھی، نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستاں کی ازہری برادری کیا، بلکہ پورے عالم اسلام کے ازہری اخوان پر سبقت لے گیا، جس پر خود ازہر یونیورسیٹی مصر اور ہند کو ناز ہے۔

بولئے وہ فرزند فرخندہ فال کون تھا، جس نے عرب میں ہند کا پرچم لہرا دیا، جی ہاں! وہ کوئی اور نہیں، وہ ہے۔ بریلی کے امن میاں" کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے، یعنی تاج الشریعہ حضرت علامہ شاہ محمد اختر رضا خاں ازہری بن حضرت مولینا شاہ محمد ابراہیم رضا خاں قادری بن حجۃ الاسلام حضرت مولینا شاہ محمد حامد رضا خاں قادری بن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی حفظہم اللہ الحنان ورحمھم اللہ المنان۔

جی! یہی وہ تاج الشریعہ ہیں، قاضی القضاۃ ہیں شیخ الاسلام والمسلمین ہیں، جو عالموں کے عالم ہیں، مفتیوں کے مفتی ہیں، محققوں کے محقق ہیں، متقیوں کے متقی ہیں، استاذوں کے استاذ ہیں، شیخوں کے شیخ ہیں، پیروں کے پیر ہیں، مرشدوں کے مرشد ہیں، مخدوموں کے مخدوم ہیں۔ ہاں! وہ تاج الشریعہ بھی ہیں، تاج طریقت بھی ہیں، شہباز علم بھی ہیں، شہریار ولایت بھی ہیں، وہ اہل سنت کی سنگھار ہیں، مسند افتا کی بہار ہیں، اہل محبت کے دلوں کے قرار ہیں، وہ جب شاعری کریں، تو شعرا شرمائیں، جب وہ نثر لکھیں، تو نثر نگار مات کھائیں، جب وہ تحقیق کریں یا فتویٰ لکھیں، تو محققین اور مفتی دونوں تھرائیں، جب ذکر وفکر کی محفل آراستہ کریں تو عابد وزاہد دونوں گھبرائیں، جب وہ انگریزی بولیں، تو انگریزی داں دم سادھے سنیں اور جب عربی بولیں، تو عربوں کی زبانیں گنگ ہو کر رہ جائیں۔ مختصر یہ کہ علم وفن کا کون سا شعبہ ہے، جس کے ماہرین مجال ہے، آنکھیں اٹھا کر بات کر سکیں۔

کیوں کہ وہ امام احمد رضا کے علم اور حضور مفتی اعظم ہند کے تقویٰ کا حسین سنگم ہیں، ملتقی البحرین ہیں، رگیں ان کی ہیں، خون ان دونوں کا ہے۔ بصارت ان کی ہے، بصیرت ان دونوں کی ہے۔ ذہن ان کا ہے، ذہانت ان دونوں کی ہے، دل ان کا ہے، دھڑکن ان دونوں کا ہے۔ سینہ ان کا ہے، سوز وساز ان دونوں کا ہے۔ بربط ان کا ہے، مضراب ان دونوں کا ہے۔ شخصیت ان کی ہے عکس ان دونوں کا ہے یہ ازہری ضرور ہیں، مگر خوشبو بریلی کی ہے

،کیوں نہ ہو، گلاب کا پھول جو ٹھرے۔

بات تھی عملی زندگی کے آغاز کی، یہ ۱۹۶۷ء کا عہد تھا ،وہی نابغۂ روزگار درسگاہ منظر اسلام بریلی جہاں ان کی تعلیم ہوئی تھی، وہیں تدریس کا سجادہ بچھایا اور درس وافادہ کا آغاز کردیا، منصب افتاان کا موروثی منصب تھا، فتویٰ نویسی شروع کردی، افتا کی یہ وہی مسند تھی۔ جو ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء میں قائم ہوئی تھی، بانی تھے امام احمد رضا کے جد امجد امام العلما حضرت مولینا مفتی محمد رضا علی خاں علیہ الرحمہ والرضوان ،یعنی حضرت تاج الشریعہ کے جد رابع ،حضرت تاج الشریعہ جب سے اس منصب پر بحال ہوئے ،تا حال بحال ہیں، یہی نہیں بلکہ ہزاروں دارالافتا کے امین عام اور رئیس خاص بھی ہیں اسی طرح ہزاروں مدارس وجامعات اور تنظیمات وتحریکات کے صدرو سرپرست بھی ہیں۔

حضور مفتی اعظم ہند کو جو علمی وعرفانی امانتیں امام احمد رضا اور سراج السالکین حضور نوری میاں مارہروی سے ملی تھیں، وہ سب ۱۹۶۲ء ہی میں حضرت تاج الشریعہ کو منتقل ہو چکی تھیں۔ رشدوہدایت اور بیعت وتلقین بھی ان کا خاندانی منصب تھا۔ اسے بے حد فروغ دیا۔ اور مزید فروغ دینے کے لئے غالبًا ۱۹۸۴ء سے دورہ بھی شروع کردیا۔ جواب نہ کسی پل فرصت ہے نہ کسی کل چین ہے، تلامذہ کی تعداد کا تعین سردست ممکن نہیں ،البتہ مریدین ومستفدین کی تعداد لاکھوں میں ہے ،کبھی آپ نے جامعہ نوریہ باقر گنج کے قیام میں شرکت کی تھی۔ اب ۲۰۰۰ء میں آپ نے مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا کی بنیاد ڈالی ہے جو رقبہ اراضی اور حسن تعمیر کے لحاظ سے بقول امام علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی مدظلہٗ کے ہندوستان بھر کے مدارس اہل سنت میں اول نمبر پر ہے۔

تحریر وتقریر سے وابستگی اوائل عمر سے ہی تھی، تصانیف وتراجم کی تعداد درجنوں میں ہے ،فتاویٰ کی مجلدات بھی ہیں اردو ،فارسی عربی اور انگلش چاروں زبانوں میں بے تکان لکھتے پڑھتے بولتے ہیں۔ اردو اور عربی میں نعتیہ دیوان بھی ہے، تصانیف وفتاویٰ کی خصوصیات تو وہی ہیں ،جو چار پشتوں سے ان کے خاندان میں چلی آرہی ہیں، اردوان کی اپنی زبان ہے، عربیت ان کی شرست میں شامل ہے، فارسیت کو بھی ان پر ناز ہے۔ انگریزی زبان وادب، الفاظ وتعبیرات اور اسلوب وآداب پر کمال قدرت رکھتے ہیں۔ چاروں زبان میں بولتے پڑھتے ہیں یا تصنیف وترجمہ کرتے ہوں، کوئی دقت درپیش نہیں ہوتی ،بلطور خاص جب وہ عربی میں بولتے ہیں، تو معلوم نہیں ہوتا کہ ہندی النسل اور عجمی الاصل ہیں، بلکہ خالص عربی النسل والاصل ہی معلوم ہوتے ہیں ،ان کے اسلوب ومنہج پر عربوں کو رشک آتا ہے ،عرب عش عش کرتے ہیں۔

زبان جو بھی ہو نثر لکھتے ہوں ،یا تو شعر کہتے ہوں ،اس زبان کا جو اصل مزاج ہے وہی ان کی نظم ونثر میں سرایت کرجاتا ہے، مثلاً اردو میں لکھتے ہیں، تو عربیت وفارسیت سے بالکل پاک لکھتے ہیں، قاموسی ادب ہونے کا شکار ہونے نہیں دیتے ہیں۔

قرآن کریم حجاز میں اترا ،مصر میں پڑھا گیا اور ہندوستان میں سمجھایا گیا۔ قرأت قرآن میں حضرت تاج الشریعہ نے مصریوں کو پیچھے چھوڑا اور فہم قرآن میں ہندوستانیوں کو فہم قرآن اور تدبر قرآن کا انداز بتایا، یہ عقدہ تب کھلا۔ جب آپ نے قرآنی لفظ 'ذنب' کی تحقیق فرمائی ،ارشادات عالیہ رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا اصل منشا تک وہی پہنچتا ہے ،جس کو رب قدیر کی توفیق خاص ملتی ہے۔ بخاری شریف کی منتخب احادیث ومباحث کی جو آپ نے تشریح وتوضیح کی ہے، اس سے آپ کی مہارت حدیث آئینہ ہوکر سامنے آتی ہے۔ فقہ وفتاویٰ میں جو تعلق ہے، وہ تو عیاں ہی ہے، عمل

تقویٰ، پارسائی اور پاس شرع آپ کی فطرت ثانیہ ہے۔ شاعری میں جو سوز وگداز ہے وہ سننے اور سمجھنے سے ہی تعلق رکھتا ہے، علمی شوکت اور شخصی وجاہت تو سبحان اللہ! خدا کا خاص عطیہ ہے۔ عصر حاضر میں تو وہ عبقری الہند ہیں، خدا اس تاج عبقریت وتاج شریعت کو سلامت رکھے۔

یہ تو ہوئے حقائق، اب آیئے کچھ مشاہدات کی بات کرتے ہیں، اولاً میں نے ان کو بائسی، پورنیہ میں دیکھا، ثانیاً مبارکپور میں دیکھا، ثالثاً بمبئی میں دیکھا، رابعاً کالیکٹ کیرالا میں دیکھا، خامساً اب پھر بمبئی میں دیکھ رہا ہوں۔

بائسی میں دید وملاقات اس وقت ہوئی، جب مجھ میں کچھ کچھ شد بد پیدا ہو چکی تھی، حضرت مولینا رحمت حسین کلیمی کو خدا غریق رحمت کرے، ان ہی کی محنت وکوشش سے حضرت تاج الشریعہ بائسی کا دورہ فرماتے تھے، جب کبھی تاج الشریعہ بائسی تشریف لائے، بائسی میں نہ تل دھرنے کی جگہ ملتی، نہ ہوٹلوں اور رستورانوں میں چائے ناشتہ اور کھانا ملتا تھا، حضرت تاج الشریعہ کی آمد پر خلق خدا کی اتنی بڑی تعداد ہر چہار جانب سے امڈ آتی تھی، بارش کے موسم میں میری بستی ہری پور بھی تشریف فرما ہوئے تھے، جس کا ذکر میں نے صدر العلما حضرت مولینا تحسین میاں علیہ الرحمہ کے مضمون میں کیا ہے، یہاں بھی دہرا دوں تو دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

ایک دفعہ برسات میں تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری بائسی تشریف لائے، میرے گاؤں کے حضرت مولانا عبدالحیٰ نوری، جو میرے قریبی رشتہ دار ہیں، ہری پور جانے کے لیے تیار کر لیے، بائسی سے فقیر ٹولی چوک تک تو ماروتی سے لائے، اب وہاں سے ہری پور جو چند قدم پر ہے، کیسے لے جائیں، بیچ میں نالے پانی سے پر تھے، کرایہ کی جو کشتیاں چلتی تھیں، وہ غائب تھیں، کش مکش کے عالم میں مولانا نوری نے چارپائی منگائی، ازہری میاں کو بٹھایا، چار علما یا علما نما لوگوں نے کاندھوں پر اٹھایا، نالے پانی عبور کر کے بیٹھک تک لائے۔ حضور ازہری میاں جو اندر سے جمال، باہر سے جلال میں بھرے ہوئے تھے، ہچکولے، ہلکورے کھاتے ہوئے فرمایا: یا اللہ! لوگ مرنے کے بعد چار کے کندھوں سے اٹھائی ہوئی کھاٹ پر سوار ہوتے ہیں، آپ لوگوں نے مجھے جیتے جی ہی سوار کر دیا۔ یہ سن کر لوگ قہقہہ میں ڈوب گئے۔ لوگ آتے گئے، سنتے گئے، قہقہے بلند ہوتے گئے، یہاں تک کہ یہ بات تمام اطراف میں پھیل گئی، جو سنتا، ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو جاتا۔ آج بھی لوگ یاد کرتے ہیں، تو زیر لب مسکرا دیتے ہیں۔

مظہر اعلیٰ حضرت امام علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی، مناظر اعظم ہند حضرت مفتی مطیع الرحمٰن رضوی، صاحب طراز ادیب حضرت مفتی حسن منظر قدیری، عاشق اعلیٰ حضرت حضرت مولینا عبدالعزیز رضوی آبجوی اور مجاہد سنیت حضرت مولینا رحمت حسین کلیمی، یہ وہ حضرات ہیں، جو حضرت تاج الشریعہ کے نہایت عزیز اور احباب با اختصاص میں سے ہیں۔ اگر یہ کچھ گذارش کر دیتے، تو حضرت تاج الشریعہ ضرور قبول فرما لیتے۔ جلسوں میں خطاب تو فرماتے ہی تھے، کبھی نعت پاک بھی سنایا کرتے تھے، مگر خاص اور نجی محفلوں میں ان حضرات کی خوب جمتی تھی، کبھی علمی بحثیں، کبھی شعر وشاعری اور کبھی تفریح ومزاح اور یہ تفریح ومزاح بھی ایک طرح سے علمی ہی ہوتی۔ جب علم وفن کے ان تاجداروں کی نشست ہوتی، تو ظاہر ہے تاج الشریعہ ہی شہ نشیں ہوتے، میں اور میری عمر کے بچے، جو خدمت پر مامور ہوتے، کان لگا کر سن لیتے، گرچہ سمجھنے کی استعداد تو نہ تھی، مگر مترنم آوازوں سے لطف اندوز ضرور ہوتے۔ حضرت مولینا عبدالعزیز رضوی کی بستی آبجہ میں ایک دفعہ تاج الشریعہ نے نجی مجلس میں نعت پاک سنائی، ہوائیں رک گئیں

،درو بام جھوم گئے، بائسی میں تو یہ مجلس برپا ہوتے بارہا دیکھی ہیں۔

ایک دفعہ حضرت تاج الشریعہ بائسی تشریف لائے تو قیام اس بلڈنگ میں ہوا، جس میں ادارہ افکار حق کا دفتر تھا۔ حضرت تاج الشریعہ نے ادارہ کی مطبوعات دیکھیں، تو حد درجہ مسرت کا اظہار فرمایا، دعائیں دیں، ادارہ کی مطبوعات پر پرزور تاثرات اور دعائیہ کلمات تحریر فرمائے۔ غرض بائسی جب بھی تشریف لائے قریب سے دید، ملاقات ہو جاتی اور خدمت کا موقع بھی مل جاتا۔

پھر ایک وقت ایسا آیا کہ میں جامعہ اشرفیہ مبارکپور آ گیا تو یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ مگر جب مبارکپور میں نو پید فقہی مسائل کے تصفیہ کے لئے مجلس شرعی قائم ہوئی، تو علما بورڈ نے حضرت تاج الشریعہ کو فیصل بورڈ کا صدر و سرپرست منتخب کیا اور وہ دو تین بار مبارکپور تشریف لائے، جب آپ وہاں تشریف لاتے اور سیمینار ہال میں جلوہ فرما ہوتے، تو معلوم ہوتا، حلقہ علما میں بدر کامل ضو فگن ہو گیا یا وہ حسین نقش لگتا جو نقاش ازل کا تراشیدہ ہو۔ یہاں کوئی فیصلہ اس وقت تک نہیں ہوتا، جب تک آپ کا اشارہ ابرو نہ ہو جاتا، یہاں بھی خدمت گذاری کا موقع مل جاتا، یہاں یہ دیکھا کہ مبارکپور کی قیمہ والی پوری اور پکوڑی حضرت تاج الشریعہ کو بہت پسند تھی۔ یہاں بھی حضرت تاج الشریعہ کی وہی مقبولیت دیکھی، علما تو جان و دل کا نذرانہ لئے حاضر ہی رہتے، طلبہ بھی دیدہ و دل فرش راہ کئے رہتے، عوام کا رجحان بھی حد سے زیادہ بڑھا ہوا دیکھا۔

پھر بمبئی آیا، تو بمبئی میں بھی دید و خدمت کے مواقع میسر آئے، جو گیشوری کے جلسے میں خواص و عوام کی وہی کیفیت تھی، جو عام طور پر ہر جگہ دیکھی جاتی ہے، بھیونڈی کے جلسے میں تشریف لائے اور جب جانے لگے، تو لوگ سڑک پہ سو گئے، بمشکل تمام لوگوں کی فہمائش کی گئی، جانے کا رستہ تو دے دیا، مگر ماروتی ہی کو لوگ چومنے لگے، جہاں کہیں بھی ہو، بس یہی کیفیت دیکھنے میں آتی ہے، کیا خداداد مقبولیت ہے، بس دیکھا کیجئے۔

مرکز الثقافۃ السنیہ کالیکٹ کیرالا کے سالانہ اجلاس میں درجنوں عرب شیوخ و صوفیا زینت اجلاس ہوتے ہیں، اس اسٹیج پر لاکھوں فرزندان توحید کے مجمع میں جب حضرت تاج الشریعہ رونق اسٹیج ہوئے، تو ایسا لگا کہ چودھویں کا چاند گھنے بادلوں کو چیرتے ہوئے نمودار ہوا ہو۔ حضرت تاج الشریعہ نے عربی زبان میں ہی تقریر فرمائی، اب کس کے منہ میں زبان ہے، جو کچھ بول سکے یا تقریر کر سکے، کیرالا والے جن کو اپنی عربی دانی پر ناز ہے، وہ تو ہکا بکا تھے ہی، عرب شیوخ بھی سکتے میں آ گئے، پروگرام تو چلتا رہا، مگر فقط آئیں بائیں شائیں اور ٹائیں ٹائیں فش۔

اب جب کہ حضرت تاج الشریعہ اسٹیج سے جانے لگے، تو پورا اسٹیج اور پنڈال سرو قد کھڑا ہو گیا، کیا خواص، کیا عوام سب کی نظریں حضرت تاج الشریعہ کی دستار میں اٹک کر رہ گئیں، حضرت تاج الشریعہ جدھر سے گذرتے گئے، یہ لاکھوں لاکھ آنکھیں ادھر ہی گھومتی رہیں۔ کیرالا میں دست بوسی کا رواج نہیں، مگر یہاں دست بوسی ہی نہیں، قدم بوسوں کا بھی تانتا بندھ گیا، خدایا! یہ کیسی مقناطیسیت ہے۔

ایک دفعہ کہیں جانے کے لئے تیار ہوئے دستار باندھی، دستار کا بل ذرا سیدھوں سیدھ نہیں تھا، عرض کیا، حضور اجازت ہو، تو سنوار دوں، دستار نکال کر میرے ہاتھ میں دے دی، میں نے باندھی، پھر آئینہ دیکھا، اب جو انہوں نے دستار کا طرہ، شملہ اور بہار دیکھی تبسم چہرے پر پھیل گیا، دریافت فرمایا! کہاں سے سیکھا، عرض کیا: یہ انداز میں نے اپنے آئیڈیل استاذ علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری مدظلہ سے سیکھا ہے، پھر اس خدمت کا موقع کئی بار عنایت فرمایا۔

کالیکٹ سے حضرت تاج الشریعہ منگلور تشریف لے گئے، مجھے ساتھ لے گئے، حاجی محمد امین کے گھر قیام تھا، ادھر کیرالا اور ادھر کرناٹک والوں کو نہ جانے کس نے خبر کر دی، ایک

انسانی سیلاب امنڈ آیا، بستیاں ابل پڑیں۔ اپلا کی جامع مسجد میں نماز جمعہ پڑھائی، بعد نماز اور سلام منبر پہ بیٹھنے کی گذارش کی گئی ،بیٹھے، قطاروں میں لوگ آنے لگے، دست بوسی کرنے لگے، کسی کے ہاتھ میں کنگن تھا، ڈانٹ کر مسئلہ بتایا، کسی نے پاؤں چھولیا، جلال میں آگئے۔ اس جلال کی حالت میں جو لوگوں نے ہاتھ چوما، وہ میرا اور حاجی محمد امین کا، جب رخصت ہونے لگے، لوگوں کی آنکھیں اشک بار تھیں، آتے جاتے وقت درجنوں کاریں اور ماروتیاں پروانوں کی طرح منڈلانے لگیں۔

۱۱ر اپریل ۲۰۰۶ء کو میری دعوت پر میرا روڈ تشریف لائے، انتظامیہ کی اجازت تھی، رات ساڑھے دس تک، آپ تشریف لائے، قریب گیارہ بجے، پولس والوں نے مجھے بلا کر کہا: پرمیشن کا وقت ختم ہوگیا، پروگرام بند کرو۔ میں نے کہا، روڈ پر ٹریفک جام ہے، اس لیے ہمارے گرو کی گاڑی لیٹ ہوگئی ہے۔ بس ان کو آنے دیجیے، یہ ہمارے انتر راشٹریہ گرو ہیں۔ وہ آکر ہمیں صرف آشرواد دیں گے، پھر پروگرام ختم ہو جائے گا۔ آپ بھی دیکھیں کہ وہ کیسے گرو ہیں۔ اب جو حضور والا کی تشریف آوری ہوئی اور اسٹیج پر شہ نشین ہوئے، مسلمان تو مسلمان، قطار در قطار، تاحد نظر، ایڑیوں کے بل کھڑے ہو کر لوگ دیکھنے لگے۔ پولیس والے بھی ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کا منظر پیش کرنے لگے۔ آشرواد لینے اور پاؤں چھونے کے لیے مضطرب ہوگئے۔ مجھ سے کہنے لگے، مولانا جی ان کو آپ نے کہاں سے بلالیا، یہ تو انسان لگتے ہی نہیں، باپ رے باپ یہ آسمانی مخلوق لگتے ہیں۔ حضور والا کی میرا روڈ یہ پہلی آمد تھی۔

ابھی ۱۷ر اکتوبر ۲۰۰۸ء کی صبح باریابی کا موقع ملا، ساتھ میں حضرت مولانا غلام ناصر مصباحی بھی تھے۔ حاضر ہوئے، تو دیکھا، سامنے المعتقد المستند، کا پرانا نسخہ ہے، مولانا عاشق الٰہی کشمیری فارسی عبارت پڑھ رہے ہیں، حضور والا برجستہ عربی ترجمہ لکھوا رہے ہیں، ڈیڑھ دو گھنٹے یہ کام ہوتا رہا، پھر ہم نے اپنی کئی مطبوعات پیش کیں، نہایت خوش ہوئے، دعائیں دیں۔ ساتھ ہی تین تازہ کتابت شدہ مبیضات پیش کیے، بعد معائنہ کچھ لکھنے کے گزارش کی، فرمایا: رکھ دیجیے، جب فرصت لکھ دوں گا۔ مولانا عاشق سے کہہ دیجیے، یاد دلا دیں۔ جب ہم نے رخصت ہونے کی اجازت چاہی، فرمانے لگے، آج تو جمعہ ہے، نماز ہمارے ساتھ پڑھیے۔ مجبوری بتایا، تو فرمایا، اچھا جایئے، دعا دی، دست بوس ہو کر رخصت ہوا، البتہ میرے برادر عزیز مولانا غلام ناصر مصباحی ناظم اعلیٰ جامعہ کنز الایمان اندھیری رک گئے، حضرت اقدس کی اقتدا میں نماز ادا کی۔

ملاقات و مشاہدات کے واقعات بہت ہیں، لکھوں تو دفتر تیار ہو جائے۔ ابھی اتنے پر اکتفا کرتا ہوں، پھر کبھی تفصیلات و جزئیات قلم بند کروں گا۔ ایک خاص بات یہ جو قریب سے دیکھنے والے محسوس کرتے ہیں، وہ ہے، حضرت اقدس کا بلند علمی رتبہ، تقویٰ کا اعلیٰ معیار، بزرگی کا پیکر، اثرات کے لحاظ سے موجودہ شخصیات میں سب سے برتر۔ جہاں تشریف لے جاتے ہیں، بغیر اطلاع کے ہی چشمے کی طرح آبادیاں ابل پڑتی ہیں، آناً فاناً ارد گرد جلوس کا سماں ہو جاتا ہے۔ یہ خدا داد مقبولیت ان کی ولایت و کرامت، علمیت و مرجعیت کی کھلی دلیل ہے۔ شخصی وجاہت تو وہی، جو خاص دست قدرت کا تراشیدہ ہو، جب زینت اجلاس، میر محفل ہوتے ہیں، تو دمکتے چہرے پر جیسے شفق کی سرخی سمٹ آئی ہو، کہکشاں کا جمال اتر آیا ہو، قوس وقزح رقص کر رہی ہو، ابھرتے سورج کی سرخ شعاعیں پانی کی سطح پر جس طرح سرسراتے ابھرتی اور گزر جاتی ہیں۔ یہی کیفیت اس وقت ان کے چہرۂ انور کا ہوتا ہے۔ دیکھنے والا نظر جمانا چاہتا ہے، مگر حال یہ کہ نظر ٹھہرتی ہی نہیں عارض منور پر، کیا حسن خدا داد ہے، سبحان اللہ۔ خدا اس ذات با برکات کا سایہ ہم پر دراز فرمائے۔

تاج الشریعہ کی کچھ یادیں کچھ باتیں

قاری محمد افروز قادری چریاکوٹی، پروفیسر: دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ ☆ afrozqadri@gmail.com

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی اور خانوادۂ رضویت سے ہمارا تعلق بڑا گہرا اور اٹوٹ ہے؛ کیوں کہ شعور کی آنکھیں کھولنے کے بعد ہم نے اپنے گھرانے سے زیادہ اس خانوادے کا چرچا سنا، اور اپنے آباواجداد سے بڑھ کر اس گھر کے اکابرین کی عظمتیں ہمارے کانوں میں پڑیں، گویا اس خانوادہ سے رشتہ ولگاؤ کی لہر ہماری نس نس میں دوڑ گئی ہے، اور اس گھر کے اکابرین کی ناموس پر جذبۂ فدائیت قلب ونظر کی گہرائیوں تک اُتر گیا ہے؛ اور کیوں نہ ہو کہ یہ ہمارے تحفظ ایمان کی چھاؤنی اور ہمارے عشق وعقیدت کی راجدھانی ہے۔ تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان معروف بہ ازہری میاں قبلہ چوں کہ اسی خانوادے کے لاڈلے چہیتے اور چشم وچراغ ہیں؛ اس لیے ان سے انس ولگاؤ فطری بات ہے۔ تاج الشریعہ کون ہیں؟ اور کیا ہیں؟؟ اس حوالے سے اس میگزین میں آپ کو بہت کچھ پڑھنے کو ملے گا۔ مجھے حضرت کو قریب سے پڑھنے دیکھنے اور سننے کے مواقع بہت کم میسر آئے، جس کا مجھے کافی قلق رہا تھا، پھر اللہ کے کیے سے جب تقرری اساتذہ کے سلسلہ میں جامعۃ الرضا میں ہوئے انٹرویو کے بعد مجھے وہاں مدرس اول کی حیثیت سے شرف تدریس کے پیغمبرانہ منصب پر سرفرازی نصیب ہوئی، تو پھر وہ حسرت وکسک جاتی رہی۔ اور پھر بہت قریب سے حضرت کو سننے دیکھنے پڑھنے اور لکھنے کا موقع ہاتھ آگیا۔ میری حضرت سے ملاقات کا کل اثاثہ یہی 'جامعۃ الرضا' بریلی شریف ہے اور بس۔ کہتے ہیں نا کہ نسبت بڑی لجپال ہوتی ہے۔ واقعتاً اگر یہ نسبت رضویت بیچ میں حائل نہ ہوتی تو شاید یہ لحات سعادت میسر نہ آتے۔ نسبت کی سربلندی کے حوالے سے پیر شاہ گولڑوی کے عشق بھاتے مندرجہ ذیل اشعار دیکھیں جن پر دادو تحسین نہ دینا اپنے ذوقِ شعری کو مشکوک ٹھہرانا ہے۔

نسبتوں سے نہ اگر ہو تو محاسن بھی گناہ
وہ شفاعت پہ ہوں مائل تو جرائم بھی قبول
داعیِ مشربِ توحید بھی یہ بات سنے
شاید آجائے اسے راس یہ حرفِ معقول
صرف توحید کا شیطان بھی قائل ہے مگر
شرطِ ایماں ہے محمد کی اطاعت، یہ نہ بھول

حضرت جامعۃ الرضا کو مدارس کی موجودہ سطح سے ہٹ کر کچھ انوکھے انداز میں منصۂ شہود پر لانا چاہتے تھے، دیکھیں نا! جامعہ کی فلک بوس اور نادر روزگار عمارتیں اپنی انفرادیت کا منہ

بولتا ثبوت نہیں ہیں؟ کچھ یوں ہی۔ اس حوالے سے آپ کافی متفکر رہا کرتے تھے، بلکہ حضرت اسے جدید نافع اور قدیم صالح کا سنگم بنانا چاہتے تھے۔اور شاید یہی احساس نقاہت کے باوجود بار بار حضرت کو جامعہ آنے پر مجبور کرتا تھا۔ جامعہ آتے ہی حضرت تعلیمی سرگرمیوں کی بابت تفصیلات معلوم کرنا شروع کردیتے، جملہ شعبوں کا جائزہ لیتے اور پھر ان میں بہتری لانے کے زرین اصول بیان فرماتے تھے۔ طلبہ مدارس میں اخلاق وکردار کی گراوٹ کا حضرت کو کافی احساس تھا اور اس کی تدارکانہ کوششوں میں کوئی کسر روا رکھنے کو عظیم جرم تصور فرماتے تھے۔ کبھی جھنجھلا کر گویا ہوتے کہ تعلیم پر ہم جتنا زور دیتے ہیں اگر تربیت اطفال اور کردار سازی طلبہ پر اس کی عشر عشیر محنت بھی صرف کرتے تو کب کا جماعت میں انقلاب صالح آچکا ہوتا، اور دعوت وتبلیغ کی کمی کا احساس ندامت سے ہمارے سرنہ خم کرواتا۔ اس لیے میری دیرینہ خواہش ہے کہ یہ جامعہ جہاں تعلیم کے میدان میں اپنی نظیر آپ ہو وہیں تربیت کے حوالے سے بھی اسے طاق ہونا چاہیے؛ تاکہ یہاں ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطنی کج دہج کا بھی سنہرا اہتمام وانتظام ہو کہ یہی ثمر علم اور مغز حکمت ہے۔

ایک مرتبہ حضرت دہلی سے اپنی واپسی پر شام کے وقت خلاف معمول اچانک جامعہ کی چہار دیواری میں وارد ہوگئے اور اس وقت ہم جملہ طلبہ کی معیت میں بیٹھ کر مخصوص انداز ولے میں ''افضل الذکر'' کا ورد، اور ساتھ ہی قصیدۂ بردہ کے منتخب اشعار پڑھ پڑھ کر فکر ونظر کی جلا سامانی کر رہے تھے اور خداوند قدوس سے دل بینا طلب کر رہے تھے؛ کیوں کہ دل کا نور آنکھ کا نور سے مختلف ہوا کرتا ہے۔ بقول اقبال۔

دل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

یقین مانیں حضرت اتنے لمبے سفر کی تکان کے باوجود باہر کھڑکی سے لگے کھڑے ہمارا ذکر سنتے رہے، پھر اختتام پر اندر تشریف لا کر ارشاد فرمایا: مولانا! مجھے خوشی ہے کہ آپ نے تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کی بھی خشت اول رکھ دی ہے، مجھے امید ہے کہ یہ ورد -انشاء اللہ- دلوں کے زنگ چھڑا دے گا، جہالت کی تاریکیاں مٹا دے گا اور قلب وباطن کو علم نافع کے ساتھ عمل صالح کے لیے آمادہ وتیار کردے گا۔ بس آپ اسے تسلسل کے ساتھ کرتے رہیں باقی تاثیر وتوفیق اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ حضرت کی خواہش وفرمائش کے مطابق جامعہ میں اپنے قیام کے آخری دن تک میں نے اس عمل خیر کو بلا ناغہ قائم ودائم رکھا۔ اس ورد کے روحانی فوائد کے ساتھ ظاہری فائدے یہ تھے کہ اس کی برکت سے ہر کسی کو نماز مغرب تکبیر اولیٰ کے ساتھ پڑھنے کی سعادت حاصل ہو جاتی تھی۔ ورنہ ہمارے یہاں مدرسوں میں عصر کے بعد چہل قدمی کی کہنہ روایت کتنوں کی نماز مغرب سرے سے ہڑپ کر جاتی ہے یا کم از کم تکبیر اولیٰ تو ضرور چھڑوا دیتی ہے۔ (وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ کہنے کو تو چہل قدمی ہوتی ہے مگر حقیقت میں ہزار قدمی ہوتی ہے، صرف چہل قدمی پر اکتفا کیا جائے تو شاید اس کی نوبت نہ آئے)۔ اس کے تدارک کی یہ ایک کامیاب کوشش تھی۔ اور جنوب ہند کے بیشتر مدارس میں آج بھی یہ عمل خیر پوری تب وتاب کے ساتھ جاری وساری ہے۔ نہیں معلوم کہ اس اصول ذکر کی مدھر مدھر آوازوں سے مرکز کے در و دیوار آج بھی محظوظ ہو رہے ہیں یا نہیں۔ اللہ ہمیں ایسا کچھ کرنے کی توفیق رفیق حال کردے ساتھ ہی طلبہ کی کردار سازی میں کرارا رول ادا کرنے کی ہمت نصیب فرمائے۔

میں نے بریلی میں اپنے قیام کے دوران یہ دیکھا کہ اگر حضرت کو کوئی باذوق اور علم دوست شخص مل جاتا تو حضرت اپنی

عالمانہ اور مدللانہ گفتگو کی برکت سے ثقاہت کے باوجود جوان رعنا معلوم ہونے لگتے تھے، اور معرفت وحکمت کے ایسے ایسے رازہائے سربستہ کی گرہ کشائی فرماتے کہ حیرتوں کو پسینہ آجائے بس سنتے رہیے، جی چاہے کہ بس انھیں کے قدموں میں پڑے رہیے۔ میں یہ بات کسی ملامت گو اور ہرزہ سرا کی پروا کیے بغیر علی رؤوس الاشہاد کہہ رہا ہوں کہ حضرت کو بھی اگر اعلیٰ حضرت جیسے رفقائے کار اور شریک ہائے افکار اور حضراتِ اخیار وابرار خیر سے میسر آجاتے تو آج پیری ومریدی سے کہیں زیادہ تحریری میدان میں حضرت کا طوطی بول رہا ہوتا مگر برا ہو کچھ عاقبت نا اندیشوں کا جنھوں نے خوفِ خدا اور شرمِ نبی کو دونوں کو بالائے طاق رکھ کر حضرت کو محض اور محض پیر بنا کر رکھ دیا۔ یہ نہ صرف میرا پوری جماعت کا درد ہے کاش وہ لوگ بھی اس درد سے آشنا ہوجاتے؛ بلکہ اس بات کا حضرت کو بھی شدت سے احساس تھا جس کا اظہار دو چند نہیں درجنوں بار حضرت نے درد انگیز اور حسرت آمیز انداز میں فرمایا۔ مجھے یاد آتا ہے کہ جس وقت اہلاک الوہابیین اور احکام التصویر کی تعریب مکمل ہوئی تو حضرت کا روے انور ایک طرف جہاں خوشی سے تمتما رہا تھا وہیں دوسری طرف غم والم کی لکیریں بھی جبینِ نیاز پر سلوٹیں لے رہی تھیں جس کا صاف مطلب یہی تھا کہ مجھ سے اس طرح کے علمی کام میرے عہد شباب میں کیوں نہیں لیے گئے مجھے پیر محض بنا کر کیوں رکھ دیا گیا۔

خانوادۂ رضویت صدیوں سے عالم اسلام کو سلف صالحین کے سچے افکار وعقائد کی کمک فراہم کر رہا ہے۔ یہ گھرانہ علم وفکر، حکمت وبلاغت، فقہ وافتا اور درس وتدریس کے اعتبار سے ممتاز گھرانہ رہا ہے۔ حضرت مستقل در دولت پر درسِ بخاری دیا کرتے تھے، اور یہ مبارک سلسلہ برسوں سے چلا آرہا ہے۔ میں اس درس سے استفادے کی ہر ممکن کوشش کرنے کے باوجود اس سے محروم رہا جاتا تھا؛ چوں کہ حضرت کا درس سرِ صبح ہوا کرتا تھا اور یہ وقت جامعہ میں خود ہمارے درس کا ہوتا تھا۔ ہاں! جب ششماہی نصاب مکمل ہوگیا اور راحت کے کچھ لمحات ملے تو ہم بلاناغہ حضرت کے درس میں شریک ہونے کی غرض سے در دولت پر حاضر ہونے لگے۔ درس کیا ہوتا تھا جیسے علم وحکمت کی نہریں بہہ رہی ہوں، دلائل وشواہد کے دھارے چھلک رہے ہوں اور تحقیقات وتدقیقات کی بھرنیں برس رہی ہوں۔ بخاری شریف کے علاوہ بھی کئی منتہی کتابیں حضرت کے درس میں شامل تھیں۔ ہم جیسے عجمیوں کے مبلغ علم کو دیکھتے ہوئے حضرت کے یہ دروس اُردو میں ہوا کرتے تھے۔ ورنہ بخاری شریف پر حضرت کا بزبانِ عربی پرزور حاشیہ حضرت کی جودتِ طبع، مکانت علمی اور قوت استحضار کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ہر زبان میں حضرت کی طوطی بولتی ہے۔ اردو وفارسی وعربی اور انگلش میں الفاظ کے درو بست اور جملوں کی سجاوٹ دیدنی اور شنیدنی ہوتی ہے۔ ایک شہادت دیکھیں۔

کسی موقع پر میں نے حضرت سے قصیدۂ بردہ شریف پڑھنے کی اجازت طلب کی تو حضرت نے زبانی عنایت فرمادی۔ میں نے عرض کیا۔ حضور! تحریری درکار ہے۔ فرمایا تب لکھنے میں اس پر دستخط کیے دیتا ہوں۔ میں نے لکھنا شروع کیا، حضرت نے فی البدیہہ ایسا مقفّٰی اور مسجّع اجازت نامہ املا کروایا کہ میں تو عش عش کر اٹھا۔ ذرا جملوں کے زیروبم دیکھیں بلکہ سیاق وسباق کی تفہیم کے لیے پورا اجازت نامہ ہی نقل کیے دیتا ہوں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الحمد للہ الملک المنعام، و الصلوۃ و السلام علی سیدنا محمد النعمۃ المھداۃ رحمۃ للانام، و علیٰ آلہ الکرام، و صحبہ العظام، و من تبعھم باحسان الی قیام الساعۃ و ساعۃ القیام، و بعد!

فقد استجزت لقراءة 'بردة المديح' فها أنا ذا اجيز المستجيز - محمد افروز قادری جریاکوتی - بها و بکل ما اجزت من مشائخی الکرام - رحمهم الله تعالیٰ -

و أسئل الله - سبحانه و تعالیٰ - أن یسدد خطای و خطاہ و یوفقنا بما یحبه و یرضاه و اوصیه بملازمة السنة و مصاحبة أهلها و مجانبة البدعة و مفارقة أهل الهویٰ و الاستقامة علی نهج الهدیٰ .

علاوہ ازیں حضرت کی تعریبات بھی زبان وبیان کے قیمتی گہنوں سے سجی دھجی ہیں۔ان کے مطالعہ سے بھی عربی آشنا ذوق سلیم سیراب ہو سکتے ہیں۔

درس میں سعادت شرکت حاصل کرنے کے بعد پھر حضرت نے مجھے مستقل طور پر طلب فرمانا شروع کر دیا۔ میں ہر روز جامعہ سے در دولت پر حاضر ہو جاتا۔عموماً حضرت اِملا کرواتے تھے،ہم نے ''اہلاک الوہابیین'' کی تعریب شروع کی اور ابھی چند روز بھی نہ بیتنے پائے تھے کہ پایہ تکمیل کو پہنچ گئی۔فالحمد لله۔ادھر ہماری تعطیل بھی مکمل ہو گئی اور ہم پھر جامعہ کے اُمور تعلیم وغیرہ میں اُلجھ کر حضرت کی صحبت سے محروم ہو گئے۔ اس بیچ حضرت طلبہ دار الافتا کی معاونت میں شاید المعتمد المستند کے ترجمے میں لگے رہے نیز ''اخلاص نیت'' وغیرہ کچھ اپنی کتابیں تعریب فرمائیں۔ پھر جب ہمارا کاروان تعلیم انتہاے سال کے قریب پہنچ گیا تو ایک بار پھر ہمیں حضرت کے قرب کی دولت نصیب ہو گئی اور ہم شاید احکام التصویر یا فقہ شہنشاہ کی تعریب میں جٹ گئے،یہ کام بھی الحمد للہ چند ہی دنوں میں تکمیل آشنا ہو گیا۔بلاشبہہ خداے بخشندہ نے حضرت کو خزانہ علم وعزت سے حصہ وافر عطا کیا ہے،اور ان کے وقت میں بے پایاں برکتیں بھی رکھی ہیں۔ کہتے ہیں کہ جہاں صالحین کا صرف ذکر چھڑ جائے وہاں رحمتوں کی پروائیاں چلنے لگتی ہیں تو پھر جہاں بندۂ صالح تشریف فرما ہو کر حکمت وآگہی کی خیرات بانٹے جا رہا ہو بھلا وہاں رحمت وبرکت کی کیفیت کو کون بیان کر سکتا ہے۔کچھ وہی کیفیت اور خمار مجھ پر بھی طاری ہے کہ میں نے حضرت کے قرب میں کیا کچھ پایا نہ قلم کو یاراے تحریر ہے اور نہ زبان کو تاب بیاں۔

اس دوران میں خود بھی حضرت کی معرکۃ الارا تصنیف ''مرآۃ النجدیہ'' کو اُردو میں منتقل کر رہا تھا کوئی نصف تک پہنچا ہوں گا کہ پھر آج تک اس کی تکمیل کی توفیق نہ ہوئی۔خیر! پھر ایک دن آیا کہ حضرت نے مجھے بطور خاص بلوایا اور جبہ ودستار کے ساتھ سند خلافت عطا فرما کر مجھے مفتخر کیا۔اس وقت حیرت ومسرت کی جو کیفیت مجھ پر طاری تھی اس کی تعبیر بھی حرف وصوت سے ممکن نہیں۔ حیرت اس لیے کہ اسی سودا گران میں کتنے لوگ لبادۂ علمی اوڑھے خلافت کی بھیک لینے کے لیے مدتوں سے حضرت کی چاکری اختیار کیے ہوئے ہیں مگر حضرت ان پر کوئی توجہ نہیں فرما رہے ہیں۔اور مسرت یوں کہ مجھ جیسے حقیر بے توقیر کو دور سے بلوا کر ایسا عظیم وجلیل اعزاز بخشے جا رہے ہیں۔فالحمد لله علی ذالک

گرچہ خردیم نسبتے ست بزرگ
ذرہ آفتاب تابانیم

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسلام کے اس مرد جلیل کو جگ جگ سلامت رکھے،اس کے فیوض وبرکات سے ایک زمانہ کو متمتع فرمائے،اوراس کے علم وفکر،فقہ وافتا اور تقویٰ وطہارت کا کوئی سچا وارث پیدا فرمائے۔آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین۔ صلی الله علیه وعلیٰ آله و صحبه وسلم۔

مولانا محمد کلیم القادری رضوی، بولٹن، انگلینڈ

۲۲ / اگست ۲۰۰۸ کو حضور تاج الشریعہ، وارث علوم رضا، شیخ الاسلام، مفتی اختر رضا خان القادری الازہری دامت برکاتہم القدسیہ عاصمۃ الشام دمشق کی مبارک سرزمین پر رونق افروز ہوئے۔

بلاد شام سید الثقلین آقائے کل ختم الرسل کی دعائے برکت سے فیضیاب ہیں اور خصوصاً دمشق پر انداز کرم کچھ انوکھا ہے۔اسی کے متعلق ماینطق عن الھوی کی حامل زبان فیض ترجمان سے ارشاد ہوا۔

ستفتح علیکم الشام فاذا خیرتم المنازل فعلیکم بمدینة یقال لها دمشق فانها معقل المسلمین فی الملاحم و فسطاطها منها بارض یقال لها الغوطة

حضور تاج الشریعہ یہاں کے وقت کے مطابق تقریباً 9:30 am صبح ایئرپورٹ کے خصوصی گیٹ سے اپنے بعض مریدین کے ساتھ تشریف لائے جہاں آپ کا پرتپاک استقبال کیا گیا۔ یہاں سے آپ شارع مطار پر واقع ولاۃ الامراء کی طرف روانہ ہوئے جہاں آپ نے چار روز قیام فرمایا۔

پہلے روز علمائے شام کے اعزاز میں آپ کی طرف سے عشائیہ دیا گیا جس میں علمائے کرام کی بڑی تعداد موجود تھی۔ علماء کرام کی اتنی بڑی تعداد یہاں کسی محفل میں خال خال ہی نظر آتی ہے۔ شرکاء میں شام کے مشہور بزرگ ہستی فعال عالم دین الشیخ ہشام الدین البرہانی، جلیل القدر عالم دین پیکر استقامت الشیخ عبدالہادی الخرسہ، مفتی دمشق الشیخ عبدالفتاح بزم، معہد التہذیب کے مدیر و خطیب دمشق الشیخ السید عبدالعزیز الخطیب الحسنی، رکن مجلس الشعب (National Assembly) اور معہد ابوالنور کے شعبہ تخصص کے مدیر الدکتور عبدالسلام راجح اور وہیں کے شعبہ الدراسات العلیا کے مدیر الدکتور سلیمان وہبی تشریف فرما تھے۔

تلاوت قرآن کریم و مدحت سید الکونین ﷺ سے محفل کا آغاز ہوا۔ حضور تاج الشریعہ نے علالت کے باوجود نہایت فصیح و بلیغ خطاب فرمایا جس سے علماء بہت محظوظ ہوئے۔ علماء کرام کے اصرار پر آپ نے اپنا عربی قصیدہ الله الله الله، ھو امالی رب الاھو بہت خوبصورت اور انتہائی دلنشیں انداز میں پڑھا جس سے ایک سماں بندھ گیا علماء میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہو جو جھوم جھوم

کردار دے رہا ہو۔ جب آپ نے مقطع پڑھا ھذا أختر أدنا کم ربی أحسن مثواہ تو خطیب دمشق الدکتور عبدالعزیز الخطیب الحسنی کی زبان سے برجستہ یہ الفاظ نکلے: أختر سیدنا وابن سیدنا

۲۳ تاریخ بروز ہفتہ کو علماء کے اصرار پر عام ملاقات رکھی گئی تا کہ وہ فردا فردا حضرت سے مل سکیں۔ کئی علماء تشریف لائے جس میں مشہور حنفی عالم کئی کتب کے محشی شیخ عبدالجلیل عطا اور معروف خانوادۂ اہل بیت کے چشم و چراغ اور مشہور مدرس شیخ محمد صادق درویش بھی شامل تھے۔ علماء نے بعض شرعی مسائل میں حضرت کا عندیہ بھی معلوم کیا جب کہ ان کی طلب پر حضور نے کئی علما کو سندالحدیث سے بھی سرفراز فرمایا۔ شیخ عبدالجلیل عطا نے حضرت کی شان میں اپنی تحریر کردہ منقبت بھی سنائی جس سے علمائے شام کے تاثرات وحضرت سے محبت کا اندازہ ہوتا ہے۔ چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں:

یا کوکبا من بہاء الدین ذا ألق
ومنہا من دقیق العلم متسق
اقدام فولک فی التحقیق مصدرہ
اھل التمکن فی النبراس کالشفق
ولو تباھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) فی أحد
مثل طلعتکم یا فاتح العبق
محمد أختر جاء الرضا بہ
فمر حبا فی منبع الحصن والدرق

۲۴ راگست بروز اتوار کو سابق مفتی شام کے فرزند معہد ابوالنور کے مدیر الشیخ صلاح الدین کفتارو اور وہاں کی انتظامیہ کی طرف سے حضور تاج الشریعہ کے اعزاز میں استقبالیہ دیا گیا۔ آپ نے یہاں تصوف وعلم کے تعلق اور حقانیت اہل سنت کے موضوع پر مختصرو نہایت جامع بیان فرمایا، بعد ازاں علماء کی درخواست پر قصیدہ بردہ شریف بھی پڑھا اور اس کے ضمن میں چند نکات تصوف بھی بیان فرمائے۔ اس اجلاس میں حلب (شام) کے معروف المدرسۃ الکلتاویہ النبہانیہ کے نامور مدرس اور شیخ محمود الحوت کے نمائندوں نے بھی شرکت کی اور حضرت سے ملاقات کی۔ محفل کے اختتام پر آپ نے عارف باللہ شیخ عبدالغنی النابلسی علیہ الرحمہ اور دنیائے تصوف کے تاجور الشیخ الاکبر سیدنا الشیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ کے مزار مقدس پر حاضری دی جو مرجع خلائق ہے۔

اسی دن علم کلام کے مشہور عالم کئی کتب کے محشی الشیخ عبدالہادی الشنار حضرت کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوئے بعد ازاں حضرت نے انہیں اجازت و خلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔ اسی روز بعد نماز عشاء طلباء کے لئے خاص علمی مذاکرہ کا اہتمام کیا گیا جس میں طلباء نے سوالات کے ذریعہ آپ سے علمی استفادہ کیا بعد ازاں کئی طلباء وعوام داخل سلسلہ ہوئے۔

۲۵ راگست چونکہ قیام کا آخری دن تھا اس لئے بہت مصروف گزرا بعد نماز عصر مفتی دمشق کی جانب سے جامع طارق بن زیاد، رکن الدین میں استقبالیہ دیا گیا جہاں علماء کی طلب پر حضرت نے انہیں سند حدیث سے نوازا، جن میں الشیخ عدنان درویش، الشیخ معتصم الھزم اور الشیخ وائل الھزم شامل ہیں۔ اس دن ملاقات کے لئے حاضر ہونے والے افراد کی بہت چہل پہل رہی۔ علماء میں سے شیخ عبدالھادی الخرسہ اور الشیخ حسن البادنجکی بھی تشریف لائے، موخر الذکر حلب کی مشہور روحانی شخصیت و پیشوا اور ایک دینی ادارے کے سرپرست ومدیر ہیں، عراق سے دو نامور علماء الشیخ قحطان السعدی اور الشیخ مروان علی انور نے شرف زیارت حاصل کیا۔

اسی دن فخر سادات صاحب القاب کثیرہ، عظیم روحانی شخصیت سیدنا موسیٰ الکاظم رضی اللہ عنہ کے شہزادے الشیخ الصباح

تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا کہ چند روز قبل میں اس علاقہ کے قریب سے گزرا تو مجھے یہاں انوار نظر آئے میں سمجھ گیا کہ یہاں کوئی ولی اللہ مقیم ہیں، معلومات کرنے پر پتہ چلا کہ حضرت تشریف لائے ہوئے ہیں تو ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔

حضور تاج الشریعہ نے ان کے التماس پر عالم اسلام اور خصوصا عراق کے لئے دعاء فرمائی۔ ۲۵/اگست کو ہی خواتین کے لئے بھی نشست کا اہتمام کیا گیا جس میں حضرت نے کئی سوالات کے جوابات دیے اور کئی خواتین داخل سلسلہ ہوئیں۔

۲۶/اگست کو حضرت نے کئی اسناد الحدیث پر دستخط فرمائے جن کے لئے علماء نے درخواست کی تھی۔ اپنی دعاؤں سے ہم طلباء وعقیدت کیشوں کو فیضیاب فرمایا۔ آپ کو رخصت کرنے کے لئے ایئر پورٹ تک پاکستانی طلباء کا قافلہ ساتھ گیا۔ دعاؤں کی بارش ہوتی رہی فیض کا سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ حضور تاج الشریعہ بدر الطریقہ اندر تشریف لے گئے۔

حضرت کے دورہ سے یہاں بے حد دینی فائدہ ہوا لیکن ہم عقیدت مندوں کی تشنہ لبی برقرار رہی بلکہ ہم جیسے کئی پیاسوں کی تعداد میں اور اضافہ ہو گیا ہے۔

اللہ رب العزت حضرت کے قدم مسعود کی برکات سے بر بار ارض شام اور ہم مساکین کو متمتع فرمائے، محترم خالد ہندی اور طارق بھائی کو بھی اجر عظیم عطا فرمائے جو اس نعمت بے بہا کا وسیلہ بنے۔

نوٹ: مزید ایک واقعہ کی تحقیق جو وہاں (شام میں) رونما ہوا تھا، کے متعلق میں نے حضرت مفتی صاحب سے ای میل کے ذریعہ استفسار کیا تھا تو آپ نے یوں بیان فرمایا:

حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ ۲۲/اگست کو تشریف لائے تھے۔ آپ جانتے ہیں کہ شام میں گرمیوں میں بارش نہیں ہوتی اور خصوصاً اگست میں موسم سخت ہوتا ہے۔ حضرت سے علماء کرام نے دعا کی گزارش کی۔ جمعہ کے دن والے پروگرام میں حضرت نے دعاء فرمائی اور ہفتہ کے دن سے بارش شروع ہوگئی۔ حالانکہ تقریباً ۵ سال سے گرمیوں میں بارش نہیں ہوئی تھی اور ویسے بھی گرمیوں میں بارش نہیں ہوتی، اور خصوصاً اگست میں موسم سخت ہوتا ہے۔ حضرت سے علماء کرام نے دعاء کی گزارش کی۔ دو تین دن وقتاً فوقتاً بارش ہوتی رہی جس سے وہاں کا موسم تبدیل ہوگیا۔ یہ خود حضرت مفتی ثاقب اختر القادری صاحب اور سارے دمشق کا مشاہدہ ہے اور آپ اول راوی ہیں۔

تاج الشریعہ کے بغداد میں چار دن

مولانا انیس عالم سیوانی رضوی، سکریٹری امام احمد رضا فاؤنڈیشن لکھنؤ، ☆09839645012

تقریباً چھ سال پہلے کی بات ہے جب میں جامعہ صدام علوم اسلامیہ بغداد شریف میں زیر تعلیم تھا۔ بی اے سال اول کا امتحان ختم ہو چکا تھا۔ سخت گرمی کا موسم تھا۔ ایک دن لگ بھگ رات کے ۱۲/ بج رہے ہوں گے کہ اچانک ہمارے روم پارٹنر اور سینئر مشفق دوست حضرت مولانا انوار احمد مشاہدی بلرامپوری اور مولانا سید حسن عسکری کچھوچھوی وارد ہوئے، آتے ہی ان دونوں حضرات نے خوش خبری سنائی کہ آپ کو معلوم ہے؟ آپ کے پیر صاحب آئے ہوئے ہیں۔ مجھے یقین نہیں آرہا تھا، اس لئے کہ پہلے سے نہ کوئی اطلاع تھی اور نہ کوئی خبر، میں نے سمجھا کہ شاید یہ دونوں میرے رفیق مذاق کر رہے ہیں، اس لئے کہ اکثر میں اعلیٰ حضرت بریلی شریف اور حضور تاج الشریعہ کا تذکرہ کرتا رہتا تھا، لیکن ان دونوں حضرات نے زور دے کر کہا اور یقین دلانے کے لئے یہ بھی کہا کہ ہم لوگ ابھی ان سے مل کر آرہے ہیں وہ شیراٹون ہوٹل میں قیام پذیر ہیں، ممبئی کے یوسف بھائی کے الحاللہ نور سے آئے ہیں، ان کے ساتھ کافی لوگ ہیں۔ میں نے خیریت پوچھی تو مولانا انوار احمد صاحب نے فرمایا کہ ہم لوگ ملنے کے لئے گئے تھے، حضرت سے روا روی میں ملاقات ہوئی، سلام ودعا ہوا، میں نے اپنے کئے ہوئے کچھ ترجمے کے اوراق حضرت کو پیش کئے کہ شاید اسے ملاحظہ فرمائیں گے (یہ ترجمے غالباً اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی کسی کتاب کے تھے) لیکن حضرت نے اپنے ہاتھوں میں لے کر پھر واپس کردیا اور چند دعائیہ کلمے ارشاد فرمائے۔

ان حضرات نے جس وقت حضرت سے ملاقات کی اس وقت آپ عشاء کے بعد کھانا تناول فرما کر چہل قدمی کر رہے تھے۔ اپنے ان دونوں دوستوں کی باتوں سے لگا کہ یہ دونوں حضرات اس مختصر سی ملاقات سے مطمئن نہیں تھے۔ میں نے خود خیال کیا کہ شاید حضرت سے باضابطہ ان حضرات کا کوئی تعارف نہیں ہوا ہوگا اور پھر ان سے ہر جگہ ہر قسم کے لوگ کثرت کے ساتھ ملتے رہتے ہیں اس لئے آپ نے خاطر خواہ توجہ نہیں فرمائی ہوگی، میں نے ان حضرات سے کہا کہ کل دن میں میں جاؤں گا ملنے کے لئے

اگر میری ملاقات باضابطہ ہوگئی تو میں کوشش کروں گا کہ تمام طلبہ ہند کی خصوصی ملاقات کراسکوں، جیسے تیسے رات کٹی صبح ہوئی، ناشتہ کے فوراً بعد میں تیار ہوکر اپنے کمرے سے نکلا گاڑی پکڑا اور سیدھے شیراٹون ہوٹل پہنچا۔ ہوٹل کے ہال میں یوسف بھائی خالد نوروالے سے ملاقات ہوئی اور سلام ودعا کے بعد فوراً میں نے حضرت کی آمد کے بارے میں سوال کیا آپ نے جواباً کہا کہ حضرت آئے ہیں۔ فلاں کمرے میں ٹھہرے ہیں، میں نے کہا کہ ملاقات کی کیا صورت ہوگی، یوسف بھائی نے کہا کہ حضرت کھانا ناشتہ اپنے کمرہ ہی میں کرتے ہیں، اچھا موقع ہے آپ ناشتہ لے کر چلے جایئے گا، خدمت میں لگے رہئے گا، خود ہی پوچھیں گے کہ تم کون ہو تو آپ اپنا تعارف کرادیجئے گا، اور آپ تو حضرت کے مرید ہیں، خیر ایسا ہی کیا، کئی بار آنے جانے کے بعد باتوں کا سلسلہ چلا، مسلسل خدمت میں لگا رہا، حضرت تو بوقت ضرورت ہی کچھ فرماتے مگر یہ رضوی فقیر شرف ہمکلامی کی خاطر کچھ نہ کچھ پوچھتا تا کہ کسی طرح حضرت مخاطب رہیں، پھر کیا تھا ۲،۴ روز ہی میں حضرت سے اتنی قربت ہوگئی کہ پھر کبھی بھی ملوں حضرت نام سے یاد فرماتے۔ اور پوچھتے کہ کون انیس عالم بغداد والے، ایک مرتبہ زیارت کی غرض سے بریلی شریف حاضر ہوا، ملاقات ہوئی فوراً مولانا شہاب الدین رضوی صاحب سے فرمایا گھر سے ناشتہ منگا کر کراؤ، ۲۰۰۷ء میں سلطان پور یوپی کے ہمارے ایک محب حضرت مولانا محمد محمود رضوی صاحب نے اصرار کیا کہ ہمارے خاندان کے کچھ لوگ بیعت ہونا چاہتے ہیں۔ اس لئے آپ بریلی شریف چلیں، ان حضرات کی رفاقت میں بریلی شریف حاضری ہوئی، تقریباً ساڑھے گیارہ بجے صبح حضرت زائرین سے ملاقات کی غرض سے گھر سے باہر تشریف لائے۔ دیکھتے ہی نہ معلوم کہاں سے لوگوں کی بھیڑ جمع ہوگئی۔ ازہری مہمان خانہ کے گراؤنڈ فلور پر کرسی لگائی گئی، لوگ آتے سلام ودست بوسی کرتے حضرت نام اور پتہ پوچھتے لوگ اپنی ضرورتیں بیان کرتے، حضرت سب کو دعائیں دیتے اختصار کے ساتھ جب میرا موقع آیا تو میں نے نام بتایا حضرت نے خیریت پوچھی، فرمایا کب آئے اور کیسے؟ میں نے مدعا عرض کردیا، میں کھڑا تھا باقی سب لوگ فرش پر بیٹھے تھے۔ اتنے میں میرے ایک رفیق حضرت مولانا مفتی شاہد رضا صاحب جو حضرت کی خدمت میں رہ کر تربیت افتاء کا کورس کر رہے ہیں، آپ نے ایک کرسی لاکردی اور مجھ حقیر کو بیٹھنے کو کہا، میں سراپا ادب واحترام کے ساتھ بیٹھ گیا، اسی موقع پر میں نے حضرت مولانا شاہد القادری صاحب کا پیغام حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں پہنچایا اور اجازت چاہی کہ حضور تاج الشریعہ کی شخصیت اور خدمات پر ایک خصوصی نمبر شائع کیا جاسکے، حضرت نے عنایت کرم فرماتے ہوئے اجازت عطا فرمائی۔

الغرض میں یہ بتانا چاہ رہا تھا کہ حضور تاج الشریعہ ۲۰۰۱ء میں جب بغداد شریف پہنچے تو وہاں میں نے کیا دیکھا۔ تاج الشریعہ کی شخصیت اتنی پرکشش اور ان کے معمولات ایسے ہیں کہ دیکھنے والا ایک ہی نظر میں گرویدہ ہوجائے، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ظاہر و باطن کو ایسا سنوارا اور سجایا ہے کہ دیکھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ بغداد شریف کی سرزمین پر بھی جدھر سے گزر گئے لوگ دیکھتے ہی رہ گئے، حضرت نے جب مجھے اچھی طرح پہچان لیا تو ایک مرتبہ اپنے کپڑے دھلنے کے لئے عنایت فرمائے۔

ایک مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کچھ کتابیں لینی ہیں، میں نے عرض کیا کہ کتابوں کے نام بتائے جائیں تاکہ میں مارکیٹ سے لاکر حاضر خدمت کردوں، حضرت نے فرمایا کہ میں خود مارکیٹ چلوں گا، میں نے گاڑی کا انتظام کیا، عراق میں

پرائیوٹ کاریں بآسانی کم اجرت پر مل جاتی تھیں، حضرت کے ساتھ یہ حقیر اور دوسرے ایک یا دو لوگ جو حضرت کے ساتھ تھے وہ ہوئے، ہم لوگ سوق الحتمی پہنچے، یہ کتابوں کی بہت مشہور مارکیٹ تھی یہاں نئی کتابوں کے علاوہ پرانی کتابیں سستی قیمتوں میں ملتی تھیں۔ حضور تاج الشریعہ جیسے ہی گاڑی سے نیچے اترے جس کی بھی نظر پڑی متحیر نظر آیا اور ضرور دریافت کیا من ھذا الشیخ، جب لوگوں کو معلوم ہوتا کہ یہ ہندستانی ہیں اور امام عشق و محبت اعلیٰ حضرت کے پر پوتے ہیں، لوگ شکل و شباہت دیکھ کر اور گفتگو سن کر محو حیرت ہوئے، گزرنے والے ضرور ایک بار مڑ کر دیکھتے، سڑک پر کتاب کی دکانیں دونوں کناروں پر لگی تھیں ایک شخص کرسی لے کر آیا اور ادب کے ساتھ عرض کیا تفضل یا شیخ حضرت بیٹھ گئے جتنے قریب و پاس کے دکاندار تھے اور خریدار آپ کے ارد گرد ٹکٹکی باندھے کھڑے تھے۔ لا کر اپنی اپنی دکانوں سے کتابیں حضرت کی خدمت میں پیش کرتے، حضرت بینائی کمزور ہونے کے باعث عینک کے سہارے سے سرسری طور پر ملاحظہ فرماتے، جو پسند آتی اسے لے لیتے، اس طرح تقریباً سو کے قریب کتابیں وہاں سے خریدیں حالانکہ جن کتابوں کی خاطر تشریف لے گئے تھے الادب القاضی اور الاقتصاد فی مسائل الاعتقاد اور ایک کوئی اور کتاب مطلوب تھی جو نہیں مل سکیں، جب میں نے دیکھا کہ حضرت نے بہت ساری کتابیں خرید لیں اور مزید لے رہے ہیں تو میں نے عرض کیا حضور بارڈر پر پولس والے نہیں لے جانے دیں گے، تب حضرت نے کتابیں خریدنا بند کیا، یہ ذوق بہت کم علماء کے اندر پایا بلکہ زیادہ تر لوگ مزارات کی زیارت ہی پر اکتفا کرتے ہیں، گاڑی میں اچھا موقع ملا میں نے کئی باتیں دریافت کیں، بعض حاسدین نے یہ پرچار کر رکھا ہے کہ تاج الشریعہ اتنے بڑے متشدد ہیں کہ انہوں نے شیخ عبدالرحمٰن جو خانوادۂ غوث پاک کے ایک فرد ہیں ان کی ٹائی پکڑ کر کھینچ لی، میں نے عرض کیا حضور اس کی حقیقت کیا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے، اس طرح کیسے کوئی کسی کے ساتھ کر سکتا ہے پھر آپ نے فرمایا کہ میری پاکستان میں جب شیخ عبدالرحمٰن سے ملاقات ہوئی تو میں نے دیکھا کہ وہ ٹائی باندھے ہوئے ہیں تو میں نے کہا کہ یہ آپ کے شایان شان نہیں اس کا استعمال ناجائز ہے ساتھ میں کوئی مصری عالم تھے انہوں نے مزید اس کی توضیح فرمائی اور میری بات کی تائید کی۔ بس اتنی سی بات ہوئی تھی جسے لوگوں نے اتنا بڑھا دیا، ایک خبر اور موصول ہوئی تھی حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خان ناگپوری صاحب کے بارے میں، میں نے عرض کیا حضور میں سنا ہے کہ قائد اہل سنت علامہ ارشد القادری صاحب کے عرس کے موقع پر جمشید پور میں کوئی میٹنگ ہوئی تھی جس میں حضور نے اور حضور محدث کبیر نے مفتی غلام محمد صاحب کے بائیکاٹ کا اعلان فرمایا ہے۔ اس کے جواب میں حضرت نے فرمایا کہ ان سے جو اختلاف ہوا تھا ایک مسئلے کے سلسلے میں وہ ایک معمولی اختلاف تھا۔ اس سلسلے میں جمشید پور میں کوئی میٹنگ نہیں ہوئی۔ اس پورے مسئلے کی حقیقت کو جاننے کے لئے آپ مولانا شمیم احمد کانپوری نوری سے بات کر لیجئے وہ جو کہیں اسے مان لیجئے گا اس لئے کہ مسئلہ انہیں سے متعلق تھا۔

پاکستان میں مدرسہ منہاج القرآن کے بانی ڈاکٹر طاہر القادری جو کئی کتابوں کے مصنف ہیں، بڑے چالاک اور سیاسی مزاج کے آدمی ہیں، کئی مسائل میں انہیں علمائے اہل سنت و جماعت سے اختلاف ہے جس میں سے ایک دیت کا مسئلہ ہے۔ دوسرا یہ کہ وہ تمام باطل فرقوں مثلاً وہابیوں، دیوبندیوں، شیعوں سے اختلاط کو جائز سمجھتے ہیں ان کی نماز جنازہ اور نکاح کو درست مانتے ہیں۔ ۲۰۰۳ء میں انہوں نے اپنے آپ کو مجدد کے خطاب

سے بھی سرفراز کررکھاہے۔

وہ اپنے ہر کام کو بڑی خوبصورتی اور دنیاوی چمک دمک کے ساتھ پیش کرتے ہیں، ٹیلی ویژن کے ذریعہ اپنی ہر چھوٹی بڑی بات اپنے لوگوں تک پہنچاتے ہیں، ان کے معتقدین ان کی ہر صحیح اور غلط کی تائید کرتے ہیں۔ان کے نزدیک معاذ اللہ اسلام کی کوئی عظیم سے عظیم ہستی غلط ہوسکتی ہے مگر ڈاکٹر طاہر القادری سو فیصدی درست اور صحیح ہیں۔ان کے معتقد ان کا جنم دن بڑے دھوم دھام سے مناتے ہیں عیسائیوں کی طرح کیک کاٹ کر تالیاں بجاتے ہیں۔شمعیں روشن کرتے ہیں، کئی سال پیشتر سے علماء اہل سنت پاکستان نے طاہر القادری اور ان کے گروہ کا مذہبی اور سماجی بائیکاٹ کررکھا ہے۔اس گروہ کے تقریباً تیس پینتیس طالب علم عراق میں تھے انہوں نے یہ پھیلا رکھا تھا کہ افریقہ میں حضور تاج الشریعہ نے اپنے ایک عقیدت مند کو ایک کروڑ روپیہ میں سپاری دیا تھا کہ وہ طاہر القادری صاحب کو قتل کردے، لیکن جب وہ شخص قتل کے ارادہ سے ڈاکٹر صاحب کے پاس آیا تو جناب کی صورت دیکھ کر اس پر ہیبت طاری ہوئی اور وہ اپنے بُرے ارادے سے تائب ہو کر ڈاکٹر صاحب کے باڈی گارڈوں میں شامل ہوگیا۔ میں نے جب اس واقعے کی سچائی جاننے کے لئے حضور تاج الشریعہ سے دریافت کیا تو قدرے آپ برہم ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ کیا یہی کام میرے لئے رہ گیا ہے کہ لوگوں کے قتل کی سپاری دوں، پھر آپ نے فرمایا کہ ان افواہوں کی کہاں تک میں صفائی دیتا پھروں جو لوگ یہ الزامات میرے اوپر لگاتے ہیں وہ دلیل کیوں نہیں پیش کرتے ہیں۔انہیں باتوں کے درمیان حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اگر وقت ہوتا تو یہاں کے علماء سے ملاقات کرتا اور ان کے نظریات کو جاننے کی کوشش کرتا کہ ان کے خیالات کیا ہیں؟ اتنا سننا تھا کہ میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی، صرف ایک دن کا وقت تھا، میں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضور میں علماء عراق سے ملاقات کا انتظام کراتا ہوں، میں نے فوراً اپنے کرم فرما دوست مولانا ابو سار یہ صاحب سے رابطہ کیا اور انہیں بتایا، مولانا نے فوراً وہاں کے چند مشائخ سے بات کی، ادھر ٹور کے مالک یوسف بھائی اور حضرت کے مرید فاروق درویش نے جامعہ صدام علوم اسلامیہ بغداد کے چانسلر ڈاکٹر محمد مجید السعید سے بات کی۔انہیں جب اطلاع ملی کہ ہندستان کے سب سے بڑے مذہبی قائد اور رہنما نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضور ازہری میاں آئے ہوئے ہیں تو انہوں نے فوراً دعوت کا اہتمام کیا لیکن حضور تاج الشریعہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ چانسلر صاحب کی دعوت کسی بڑے ہوٹل میں ہوگی تو آپ نے اس وجہ سے منع کردیا کہ وہاں میز کرسی پر کھانے کا انتظام ہوگا اور میں دستر خوان پر کھاتا ہوں، رئیس جامعہ صدام کی اس سے پہلے بھی ملاقات پاکستان میں ہو چکی تھی اس لئے وہ آپ کے بارے میں کسی قدر واقف تھے کہ آپ کا کوئی عمل اسلامی طریقے کے خلاف نہیں ہوتا ہے، فوراً انہوں نے کہا کہ شیخ جہاں پسند کریں گے میں وہیں ملاقات کے لئے آجاؤں گا، ایسا ہی ہوا حضرت کے ساتھ ہم چند لوگ دن کے تقریباً ۱۲ بجے غوث پاک رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری دینے کے لئے پہنچے، ہم سب لوگ فاتحہ پڑھ رہے تھے کہ نماز ظہر کا وقت ہوگیا، اذان ہوئی، معمول یہ تھا کہ اذان کے وقت دربار شریف کا دروازہ بند کردیا جاتا تھا، حضرت مزار پاک کے اندر تھے اذان ہوگئی، ایک بڑی مشکل یہ پیش آئی کہ جامع غوث اعظم کے امام شیخ بکر شافعی المسلک اور ان کی داڑھی ایک مشت سے کم تھی، وہ پارلیمنٹ کے ممبر اور حکومت کے قریبی لوگوں میں ہونے کے ساتھ ساتھ مزاجاً سخت تھے اگر کسی سے ناراض ہوتے تو اس کے خلاف اپنے اختیارات کے استعمال سے دریغ نہیں کرتے تھے، امام صاحب کے احوال اور حضور تاج

الشریعہ کے تصلب کے پیش نظر ہم ڈرے کہ معلوم نہیں امام صاحب کیا برتاؤ کریں۔ اذان ہوگئی جماعت کا وقت بھی ہوگیا، جماعت کھڑی ہوگئی اور حضور تاج الشریعہ دربار شریف کے اندر ہی رہے، غوث اعظم کا کرم ہوا، امام صاحب اور ان کے کسی آدمی نے کوئی مواخذہ نہیں کیا۔ جب جماعت ختم ہوگئی تو تاج الشریعہ دربار شریف سے باہر آئے اور مسجد کے برآمدے میں اپنی جماعت قائم کی، جماعت ختم ہوچکی تھی ابھی سنتیں پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں مولانا ابوساریہ صاحب آئے اور مجھے بلا کر کہا کہ حضرت کو اطلاع کردیجئے کہ رئیس الجامعہ بنفس نفیس تشریف لاچکے ہیں، دربار غوثیہ کے باہر گیٹ پر کھڑے ہیں حضور کے انتظار میں، حضرت نے جونہی سلام پھیرا میں حضرت کو مطلع کیا، حضرت دعا سے فراغت کے بعد فوراً باہر تشریف لائے، میں حضرت کے پیچھے چل رہا تھا، باہر آکر دیکھا تو عجیب ہی منظر تھا، رئیس الجامعہ جیسا باوقار اور باشخص خود ڈرائیونگ کر کے آیا اور باہر منتظر ہے، جیسے تاج الشریعہ پر نظر پڑی بڑی تیزی سے عام لوگوں کی طرح بڑھے مصافحہ و معانقہ کیا، جلدی میں گاڑی کی چابی بھی لگی رہ گئی جس کی وجہ سے گاڑی کا اٹومیٹک ہارن بہت تیز تیز بجنے لگا فوراً رئیس الجامعہ گاڑی کی طرف لپکے اس وقت عجیب حالت تھی رئیس الجامعہ کی ایک عام آدمی کی طرح کبھی یہ بٹن دبائیں کبھی وہ بٹن دبائیں اخیر میں جب چابی نکالی تب ہارن بجنا بند ہوا، رئیس الجامعہ قدرے نادم ہوئے اس واقعہ سے اور آپ نے عفواً کہہ کر معذرت پیش کی پھر کچھ استقبالیہ اور خیر مقدمی کلمات کے بعد رئیس الجامعہ نے حضور تاج الشریعہ کو اپنی گاڑی میں بٹھایا اور خود چلا کر شیراٹون ہوٹل لائے جہاں تاج الشریعہ ٹھہرے ہوئے تھے اور آپ کے رفقاء، ہوٹل کے گراؤنڈ فلور پہ ہال کمرہ میں حضور تاج الشریعہ، رئیس الجامعہ (چانسلر) ڈاکٹر بشار الفیضی رئیس قسم العقیدہ جامعہ صدام علوم اسلامیہ، ڈاکٹر محمد احمد شحاذہ استاذ کلیۃ اللغۃ وعلوم القرآن جامعہ صدام علوم اسلامیہ، مولانا ابوساریہ علیمی، مولانا انوار احمد علیمی اور ممبئی کے ایک رئیس فاروق درویش بیٹھے، مولانا ابوساریہ علیمی نے نہایت ہی تلے اور مؤدبانہ انداز میں حضور تاج الشریعہ کا تعارف عربی زبان میں کرایا۔ آپ نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی نسبت کے ساتھ آپ کی علمی اور دعوتی حیثیت کو اجاگر کیا، پھر باتوں کا دور شروع ہوا تقریباً ایک گھنٹہ تک یہ سلسلہ چلا، عربی زبان میں بالمشافہ گفتگو ہوتی رہی، رئیس الجامعہ اور دیگر اساتذہ اس لحاظ سے کافی محظوظ و مسرور ہوئے کہ پہلا کوئی ہندستانی عالم ان سے ان کی زبان میں گفتگو کر رہا تھا اور ان کی باتوں کا جواب دے رہا تھا ورنہ ہندوپاک سے جتنے بھی علماو مشائخ جاتے ہیں زیادہ تر لوگ اپنا سفر زیارات تک محدود رکھتے ہیں اس لئے کہ وہ عربی جانتے ہوئے بھی عربوں سے بات نہیں کرپاتے اور اگر کبھی ضرورت پڑی تو ہندستانی طلبہ ترجمانی کرتے۔

رئیس الجامعہ وغیرہ کے اصرار پر حضور تاج الشریعہ نے اپنے عربی اشعار سنائے۔ عراقی علماء شیخ ازہری یا شیخ ہندی سے آپ کو یاد فرماتے، اسی مجلس میں ازہری پر بات چلی تو تاج الشریعہ نے فرمایا کہ **لاافتخر علی الازھری بل افتخر علی القادری** مجھے ازہری ہونے پر فخر نہیں ہے بلکہ میں فخر کرتا ہوں قادری ہونے پر۔ اسی موقع پر شمالی عراق کے مشہور شہر موصل خانقاہ قادریہ کے ولی عہد شیخ بشار محمد امین الفیضی نے حضور تاج الشریعہ کو اپنی خانقاہ کیلئے مدعو کیا لیکن تاج الشریعہ نے قلت وقت کے سبب معذرت فرمایا اور فرمایا کہ آئندہ میں وقت لے کر آؤں گا تو آپ حضرات سے عقائد و فقہ اور تصوف پہ تفصیلی گفتگو کروں گا۔

مجلس کے اختتام پر جب چلنے لگے تو رئیس الجامعہ نے حضور تاج الشریعہ سے دعا کے لئے کہا تاج الشریعہ نے دعا فرمائی بعد سلام ومصافحہ کے مجلس برخاست ہوئی۔

مکتب الاعلام میں ایک دن میں ڈکتور محمد احمد شحاذہ سے ملاقات کے لئے گیا، سلام اور خیریت طرفین کے بعد کہنے لگے کہ شیخ ازہری کی عمر کیا ہوگی میں نے عرض کیا تقریباً ساٹھ سال تعجب کرنے لگے کہا کہ میں تو ان کے چہرے کو دیکھ کر نوے سال کا سمجھ رہا تھا۔ پھر خود ہی تاج الشریعہ کی عربی دانی کی تعریف کرنے لگے اور کہا کہ شیخ ازہری کے اشعار بعض شعرائے عرب سے اچھے ہیں۔ اسی مجلس میں آپ نے کہا کہ کیا پورا ہندستان امام موصوف کی تعریف کرتا ہے اوران کے نام پر دل کھول کر خرچ کرتا ہے۔ میں نے جواباً عرض کیا استاذ: اہل ہند امام احمد رضا سے بے پناہ محبت کرتے ہیں اس لئے کہ امام نے اہل ہند کو بد عقیدگی سے بچایا ہے اس لئے لوگ جان ودل اُن پر نثار کرتے ہیں۔ حضور تاج الشریعہ نے شیر خدا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مزار مبارک پر ترنم میں عربی قصیدہ پڑھا تھا جسے ابو رند نامی ایک عراقی نے ریکارڈ کیا تھا۔ جب وہ ملتا تاج الشریعہ سے اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار کرتا، حضور تاج الشریعہ کا سفر بغداد صرف چار دنوں پر مشتمل تھا، وقت بہت کم تھا، آپ کے ساتھ چالیس لوگ تھے، کچھ کراچی سے کچھ جدہ سے کچھ افریقہ اور انڈیا کے ممبئی وگجرات کے لوگ تھے، جدہ سے طارق حسن، افریقہ سے عسکری اور انڈیا سے فاروق درویش صاحبان کے نام یاد رہ گئے ہیں، بغداد شریف میں تاج الشریعہ کی بے نیازی دیکھی کہ فاروق درویش جیسے ارب پتی اور یوسف بھائی نور والے کو بھی احکام شرع بتانے میں گریز نہیں کیا بلکہ پوری سختی کے ساتھ اظہار حق کیا۔ فاروق درویش صاحب نے چاہا کہ بغداد شریف کے کچھ علماء کی تاج الشریعہ سے ملاقات ہو جائے تاکہ رابطہ کی صورت پیدا ہو، تاج الشریعہ نے یوسف بھائی کو بلا کر پوچھا کہ جو لوگ ملنے آرہے ہیں وہ ٹائی والے تو نہیں ہیں، یوسف بھائی نے کہا کہ حضرت یہاں تو عام رواج ہے ٹائی کا کیسے منع کیا جائے گا، اتنا سننا تھا کہ اس قدر برہم ہوئے کہ پورا ہال گونج اٹھا اتنے میں بھاگتے ہوئے فاروق درویش آئے حضرت نے دریافت کیا درویش یہ تم نے کیا کیا درویش صاحب پھٹکار سن چکے تھے فوراً بولے نہیں حضور وہ لوگ ٹائی لگا کر نہیں آئیں گے جو لوگ بھی ملیں گے۔ سب بغیر ٹائی کے ہوں گے تاج الشریعہ کی کن کن باتوں کا تذکرہ کروں اس سفر میں تاج الشریعہ، مخدومہ اہلیہ صاحبہ، صاحبزادہ گرامی مرتبت عسجد میاں صاحب بھی شریک سفر تھے۔

تاج الشریعہ جب بغداد سے واپس ہونے لگے تو میں بھی ایئر پورٹ گیا چھوڑنے کیلئے پرواز میں تاخیر تھی حضرت تاج الشریعہ اور دیگر لوگ ایئر پورٹ کے اندر داخل ہوگئے۔ میں اندر داخل نہیں ہو سکتا تھا پھر بھی میں نے گارڈ کو دکھایا کہ دیکھو وہ شیخ جو اندر بیٹھے ہوئے ہیں ان سے مجھے ملنا ہے اگر تم چاہو تو اجازت دیدو اس نے ایک نظر دیکھا اور کہا چلے جاؤ، پھر کیا تھا ایک گھنٹہ سے زائد وقت ایئر پورٹ پہ ملا، بہت سارے سوالات میں نے تاج الشریعہ سے کئے حضرت نے شافی وکافی جواب عطا فرمائے، ایئر پورٹ کے اندر ہی تاج الشریعہ نے عشاء کی امامت کی سب لوگوں نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی مجھے لگا کہ جو لوگ تصلب برتتے ہیں اور بلا جھجک شریعت پر عمل کرتے ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ راستے ہموار کر دیتا ہے اور جو لوگ ڈرتے ہیں یا دوسروں کی رعایت میں شریعت کو متاخر کرتے ہیں یا اپنے غلط افعال اور تساہل اپنے کی تاویل کرتے ہیں ان کے لئے ہر جگہ دشواریاں اور پریشانیاں درپیش آتی ہیں۔

میں نے اہل عراق کی آزاد خیالی اور مغرب پسندی بھی

دیکھی اور اس سرزمین پر امام احمد رضا، حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم ہند کے شہزادے حضور تاج الشریعہ فقیہہ اسلام، جانشین حضور مفتی اعظم ہند قاضی القضاۃ فی الہند، سیدی وسندی، کنزی وذخری مفتی الشاہ محمد اختر رضا خاں قادری ازہری مدظلہ العالی کا تصلب بھی دیکھا۔ اتباع سنت وشریعت بھی دیکھا، آپ کی انہیں کیفیات و حالات کو دیکھ کر ڈاکٹر محمد مجید السعید چانسلر جامعہ صدام علوم اسلامیہ نے کہا کہ آپ قرن اولی کے مسلمانوں کی یادگار ہیں۔ آپ کی زندگی ابتدائے اسلام کے لوگوں کے طریقہ پر ہے۔ ہر چھوٹی بڑی سنت اور طریقے کی پیروی آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔ تاج الشریعہ کی زندگی کو دیکھ کر برملا زباں پر یہ شعر آتا ہے۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

لیکن اس وقت افسوس ہوتا ہے جب عالم اور مفتی و پیر کہلانے والے لوگ اپنے مریدوں کی رعایت میں غلط باتوں کی تائید وحمایت کرنے لگتے ہیں۔ بعض تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہر مسئلہ ہر جگہ نہیں نافذ ہوتا ہے اور بعض تو اتنے من چڑھے اور راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں کہ مسلک و مذہب کی پرواہ کئے بغیر بدمذہبوں اور گستاخان نبی وولی سے اختلاط کرنے لگتے ہیں اور جب کوئی ان کی گرفت کرتا ہے تو وہ غلط تاویل کرنے لگتے ہیں۔ کسی نے صحیح کہا تھا۔

مثال تال تمبورہ الگ یہ سب سے رہتے ہیں
ذرا سی چھیڑ کے دیکھو ملے یہ سب میں رہتے ہیں

اللہ تعالی حضور تاج الشریعہ کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور علماو مشائخ سے بے راہ روی وصلح کلیت کو دور فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆

کے چند اوصاف حمیدہ

مولانا عبدالسلام رضوی، جامعہ نوریہ رضویہ، باقر گنج، نزد عیدگاہ بریلی شریف ☆09411900459

فقیہ الاسلام، تاج الشریعہ، حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضاخاں صاحب قبلہ قادری متعنا اللہ بطول حیاتہ المبارکہ ان شخصیات میں سے ایک ہیں جو بلاشبہ دنیائے اہل سنت وجماعت کے لئے قیمتی سرمایہ کی حیثیت رکھتی ہیں اور جن کے علمی وروحانی فیض سے ایک عالم مستفید ہورہا ہے۔ آپ مرجع خواص وعوام ہیں۔ آپ کے روئے زیبا کے دیدار سے آنکھوں کو ٹھنڈک اوردلوں کو قرار حاصل ہوتا ہے، جہاں پہنچتے ہیں لوگ پروانہ وار جمع ہوجاتے ہیں اور آپ کے دستہائے اقدس کا ایک لمس حاصل کرنے کے لئے دیوانہ وار ٹوٹ پڑتے ہیں۔ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوم کے سچے وارث اور تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سچے قائم مقام ہیں۔

بزم اہل سنن کی ضیاء آپ ہیں
وارث مصطفیٰ ورضا آپ ہیں

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی صفات وکمالات سے نوازا ہے۔ آپ قوی الحافظہ، ذکی الطبع، وسیع المطالعہ، کثیر المعلومات، دقیق النظر، عظیم خطیب، باکمال مصنف وسخنور، صاحب رعب ووجاہت، بقول خلائق، جید ومتبحر عالم دین اور عظیم مفتی شرع متین ہیں۔ آپ کی جو عظیم خوبیاں ایک ایک جملہ میں بیان کی گئیں اب مشاہدات اور معتبر روایات کی روشنی میں ان میں سے بعض کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

قوت حافظہ: ستمبر ۱۹۸۸ء کی بات ہے کہ حضور تاج الشریعہ صوبہ راجستھان کے شہر چورو تشریف لے گئے تھے۔ ہمرکابی میں جناب محترم ڈاکٹر عبدالنعیم صاحب عزیزی بھی تھے۔ آپ کے نورانی چہرے کی دید اور آپ کا خطاب سننے کے لئے شہر چورو اور قرب وجوار کے علماء عوام جوق درجوق حاضر ہوئے تھے اور کثرت سے آپ کے دست مبارک پر سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں داخل ہوئے تھے۔ عجیب روح پرور منظر تھا۔ فرزندان اہلسنت خصوصاً وابستگان سلسلہ عالیہ رضویہ کے قلوب جذبات مسرت سے لبریز اور چہرے روشن اور کھلے ہوئے تھے۔

شب کے عظیم الشان اجلاس میں آپ نے خطبہ مسنونہ کے بعد کچھ اس طرح ارشاد فرمایا تھا: تقریر کے لئے بھی اصرار ہے اور نعت پاک سنانے کی بھی فرمائش ہے اور ذہن سفر کی تکان اور نیند پوری نہ ہونے کی وجہ سے بوجھل اور خمار آلود ہے۔ آپ کا

یہ فرمانا تصنع وتکلف کے طور پر نہ تھا بلکہ اظہار حقیقت تھا اس لئے کہ آپ نے رات میں بریلی شریف سے دہلی کا سفر کیا تھا اور وہاں سے صبح ساڑھے سات یا آٹھ بجے ٹرین پر سوار ہو کر تین بجے چورو پہنچے تھے اور اہل عقیدت ومحبت کے پر جوش اور شاندار استقبال، پھر قیام گاہ پر لوگوں کی لگاتار آمد ورفت کی وجہ سے آرام کا موقع نہیں ملا تھا، اس کے باوجود آپ نے مدلل ومبرہن، حِکم ونکات سے بھر پور ایمان افروز اور تصلب بخش خطاب فرمایا اور خطاب سے پہلے ایک نعت پاک بھی سنائی۔ بعض لوگوں نے یہ نعت پاک ریکارڈ کی تھی۔ میرے پاس بھی اس نعت پاک کی کیسٹ تھی جسے میں نے کئی بار سنا۔ میری یاد کے مطابق یہ نعت شریف سترہ اٹھارہ اشعار پر مشتمل ہوگی لیکن ذہن کے بوجھل اور خواب آلود ہونے کے باوجود آپ نے پوری نعت پاک زبانی اور مسلسل پڑھی۔ صرف ایک شعر میں معمولی سی جھجک ہوئی اس کے علاوہ نہ کہیں جھجکے نہ کہیں سوچنے کی ضرورت پیش آئی اور نہ کہیں مصرعوں کی ترتیب میں کوئی خلل واقع ہوا۔

عام طور پر نعت خوانوں کا طریقہ ہے کہ وہ سامعین سے داد وتحسین کے خواہشمند رہتے ہیں اور طرح طرح سے داد وتحسین کا مطالبہ کرتے ہیں۔ مثلاً آپ حضرات سے گزارش ہے کہ جو شعر پسند آئے اس پر سبحان اللہ ماشاء اللہ کہہ کر اپنی پسند کا اظہار کیجئے یا شعر حاصل نعت ہے اس پر بھی آپ خاموش رہے تو میں ایسا سمجھوں گا ویسا سمجھوں گا، اگر آپ لوگ سننے کے موڈ میں نہیں ہیں تو میں مائک چھوڑ دوں؟ وغیرہ وغیرہ۔

اس کے برعکس حضور تاج الشریعہ نے بالکل اسی انداز میں نعت پاک پڑھی جیسے قصیدہ بردہ شریف پڑھا جاتا ہے یعنی نہ آپ نے شروع میں حاضرین سے فرمایا کہ مطلع سماعت فرمائیں نہ [illegible]

نعت ہے نہ اشارۃً کنایۃً داد وتحسین کا مطالبہ فرمایا اور نہ کسی کی واہ واہ کی طرف التفات فرمایا۔ ہاں درمیان میں ایک شعر کی وضاحت اور اپنی بات پر دلائل ضرور پیش فرمائے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آپ نے روضۂ انوار کا تصور کر لیا ہو اور اپنے آقا سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ عظمت میں اپنی عقیدتوں کی نذر پیش فرما رہے ہوں۔ اتفاق سے نعت پاک کی ردیف بھی خطابیہ تھی یعنی "آپ ہیں"۔

البتہ یہ کلام کی خوبی اور تاثیر تھی کہ منبر پر جو علماء دانشور اور شعراء تشریف فرما تھے کہ ان پر وجد کی کیفیت طاری تھی اور وہ داد دیئے نہ تھکتے تھے۔ بلکہ حضرت پیر سید محمد انوار ندیم القادری صاحب مدظلہ العالی نے تو اپنی پسند اور جذبہ کا یوں اظہار کیا تھا: حضور آپ صبح تک اسی طرح پڑھتے رہیں اور ہم سنتے رہیں۔ حضرت موصوف ایک ذی علم خانوادۂ سادات کے چشم وچراغ اور شہر چورو کی مرکزی شخصیت ہیں۔ طلیق اللسان وولولہ انگیز مقرر اور خوش فکر وسخن فہم شاعر ہیں۔ طبابت کا پیشہ کرتے ہیں اور اپنے فن میں حاذق وماہر ہیں۔ خودداری، وسیع الاخلاق، کشادہ ظرفی اور ملنساری جیسے اوصاف کے حامل ہیں۔ اس وقت چورو کے مرکزی دارالعلوم مدینۃ العلوم کے نائب ناظم تھے اور آج کل ناظم اعلیٰ ہیں۔

اس وقت اس نعت پاک کا صرف مقطع یاد آرہا ہے جو درج ذیل ہے۔

بر در ت آمد گدا بہر سوال

ہو بھلا اختر کا داتا آپ ہیں

۱۴۲۵ھ میں مکہ مشرفہ سے حضرت علامہ سید محمد علوی مالکی مکی حسنی بریلی شریف تشریف لائے تھے۔ حضور تاج الشریعہ کے قائم کردہ ادارے "مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ

الرضا'' میں حضرت موصوف کے لئے استقبالیہ بزم کا انعقاد کیا گیا تھا۔ ادیب شہیر حضرت علامہ یٰسین اختر صاحب مصباحی بانی دارالقلم ذاکر نگر دہلی اور حضرت علامہ شمس الہدیٰ صاحب مصباحی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور بھی ساتھ میں تھے۔ مقامی علمائے کرام اور جامعۃ الرضا کے علاوہ جامعہ نوریہ رضویہ وغیرہ کے طلبا اور شہر کے مخصوص حضرات بھی اس محفل میں شریک ہوئے تھے۔ اس موقع پر حضور تاج الشریعہ نے لسان الفردوس میں اپنی کہی ہوئی طویل حمد پیش فرمائی تھی اور اسی شان سے جس کا ذکر ہوا یعنی نہ کہیں جھجک نہ وقفہ نہ سوچنے کی نوبت اور نہ ترتیب میں کوئی سہو۔ بریلی شریف سے واپسی کے چند ماہ بعد ۱۵؍ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ کو مکہ مکرمہ میں حضرت علوی مالکی نے وصال فرمایا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

جناب ڈاکٹر افسر رضا خاں صاحب نوری پرتاپوری مدرس جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف نے راقم اور چند دیگر حضرات کے سامنے بیان کیا کہ پندرہ سولہ سال پہلے کی بات ہوگی کہ میں حضرت منانی میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے ہمراہ دہلی گیا۔ رات میں قیام محلہ ذاکر نگر میں جناب حافظ محمد زبیر صاحب نوری کے دولت خانہ پر ہوا تھا۔ وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ حضور تاج الشریعہ بھی یہیں قیام فرما ہیں۔ صبح کو دست بوسی اور کچھ دیر ہم نشینی کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت آپ نے بیرونی ممالک ہالینڈ، امریکہ اور برطانیہ وغیرہ کے متعدد لوگوں سے پی این ٹی کے ذریعہ گفتگو فرمائی اس وقت موبائل کا رواج نہیں ہوا تھا۔ یہ مجھے آپ کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ یہ فون ان ممالک کے باشندوں کو کئے جا رہے ہیں۔ مجھے سخت تعجب ہوا کہ آپ نے رابطہ کرتے وقت نہ ڈائری کا سہارا لیا اور نہ ہی نمبر ڈائل کرتے وقت آپ کو سوچنا اور ذہن پر زور دینا پڑا۔ بلکہ ایک صاحب کی گفتگو پوری ہوتی اور فوراً دوسرے صاحب کا نمبر ڈائل کر دیا۔ دوسرے سے بات مکمل ہوئی اور معاً تیسرے کا نمبر لگا دیا۔

حضرت مولانا مفتی قاضی شہید عالم صاحب مدظلہ العالی استاذ و مفتی جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف نے حضور تاج الشریعہ کے حافظہ کی قوت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: کہ ایک مسئلہ کے تعلق سے بات آئی تو آپ نے بلا تکلف وہ پوری عبارت پڑھ دی۔

آپ ہی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت سے ایک عبارت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے ٹھہر ٹھہر کر وہ پوری عبارت سنا دی۔ اور فرمایا کہ یہ عبارت کتاب ''مقۃ المرجان'' کی ہے اور یہ کتاب میں نے دس برس پہلے دیکھی تھی۔ یہ آپ کی غیر معمولی اور نادر المثال قوت حافظہ کے چند نمونے ہیں۔

ذکاوت وذھانت: ذکاوت وذہانت کی یہ شان ہے کہ حضرت قاضی صاحب مدظلہ العالی ہی کا بیان ہے کہ حضور تاج الشریعہ ضعف بصارت کی وجہ سے خود تو لکھنے پڑھنے سے معذور ہیں لیکن تفسیر، حدیث اور فقہ وغیرہ کی معیار کتابیں گھنٹوں گھنٹوں پڑھوا کر سنتے ہیں اور موقع بموقع فرماتے رہتے ہیں: اس عبارت سے فلاں اشکال رفع ہوگیا، یہ فلاں اعتراض کا جواب ہے، اس جملہ نے اس امر کا افادہ کیا، اس قید میں یہ حکمت ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس روایت کی روشنی میں جہاں آپ کی غیر معمولی ذکاوت و ذہانت کا پتہ چلا دیتیں یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کو اس ضعف ونقاہت کے عالم میں بھی کتب دینیہ سے کس درجہ شغف ہے۔

حضور تاج الشریعہ نے بخاری شریف پر اپنا لکھا ہوا حاشیہ تبیض اور کمپوزنگ کے واسطے حضرت مولانا محمد حنیف خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی مولف جامع الاحادیث کو سپرد فرمایا تھا۔ موصوف اس سلسلہ میں کچھ بات کرنے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ ساتھ میں راقم بھی تھا۔ ہم نے دیکھا کہ آپ

سرکار اعلیٰ حضرت کے اردو رسالہ ''حاجز البحرین'' کا عربی ترجمہ املا کرارہے ہیں۔ یہ رسالہ کے آخری حصہ کا ترجمہ تھا۔ آپ اس کام میں اس قدر منہمک تھے کہ ہمارے سلام کے جواب کے علاوہ آپ نے ہم سے کوئی کلام نہ فرمایا۔ جب ترجمہ سے فراغت ہوئی تب ہماری جانب ملتفت ہوئے۔

ترجمہ کا طریقہ یہ تھا کہ املا کنندہ ''حاجز البحرین'' کا ایک جملہ پڑھتے۔ یہ جملہ مختصر بھی ہوتا اور کبھی طویل بھی ہوتا اور حضور تاج الشریعہ فی البدیہہ اور گاہے معمولی سے توقف کے بعد اس کا عربی ترجمہ ارشاد فرمادیتے اور وہ قلم بند کرلیتے۔ کبھی کبھی جملہ کو دوبارہ پڑھنے کے لئے فرماتے پھر ترجمہ فرماتے۔ ہماری موجودگی میں اندازہ یہ ہے کہ آپ نے مذکورہ رسالہ کے کم و بیش نصف صفحے کا ترجمہ املا کرایا ہوگا لیکن ایسا نہیں ہوا کہ آپ نے ترجمہ املا کرادیا ہو اور پھر اس کو چیک کرانے کے بعد دوسرا ترجمہ لکھوایا ہو یا بولے ہوئے ترجمہ میں کچھ حک واضافہ کیا ہو۔ یہ آپ کی اعلیٰ درجہ ذہانت ہے کہ اردو جملہ بھی ذہن میں رہتا اور پہلی ہی بار میں اس کا درست ترجمہ بھی لکھوادیتے۔

ترجمہ کرنے والے سمجھ سکتے ہیں کہ اصل عبارت مترجم کے سامنے ہو اور وہ خود ترجمہ لکھے دریں صورت ترجمہ کرنے میں آسانی ہوتی ہے برخلاف اس طریقے کے کہ عبارت دوسرا بولے اور مترجم ترجمہ املا کرائے۔

وجاہت: اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو ایسی وجاہت عطا فرمائی ہے کہ جس مجلس میں رونق افروز ہوتے ہیں نوشہ بزم اور حاضرین کا مقصود نظر آپ ہی کی ذات گرامی ہوتی ہے اگرچہ مجلس میں دیگر اکابر علماء اور اعاظم مشائخ تشریف فرما ہوں۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

گزشتہ سطور میں حضرت علامہ سید محمد علوی مالکی علیہ الرحمہ والرضوان کی بریلی شریف آوری اور جامعۃ الرضا میں آپ کے لئے استقبالیہ محفل کا ذکر ہو چکا ہے۔ اس محفل میں حضور تاج الشریعہ کی آمد اس وقت ہوئی تھی جب کہ حضرت موصوف اور دہلی سے آپ کے رفیق سفر حضرت علامہ لیٰسین اختر صاحب اور حضرت علامہ شمس الہدیٰ صاحب محفل میں تشریف لا چکے تھے۔ یہ محفل حضرت علامہ سید علوی مالکی ہی کے اعزاز میں سجائی گئی تھی اور اس وقت علماء وطلبہ کی یہاں آمد کا مقصد آپ ہی کی زیارت تھی اور آپ کوئی معمولی شخصیت نہ تھے بلکہ اپنے حسب ونسب، اپنے علم، تصنیفات اور دیگر علمی و دینی خدمات کی وجہ سے عظیم شخصیت کے مالک تھے۔ حجاز مقدس میں آپ کو دینی وجاہت ومقبولیت حاصل تھی اور عالم اسلام میں بھی آپ کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا لیکن سچی بات یہ ہے کہ جب حضور تاج الشریعہ سر مبارک پر بھاری بھر کم عمامہ کا تاج سجائے ہوئے محفل میں تشریف لائے تو ایسا لگا کہ نوشہ بزم اور مقصود محفل آپ ہی ہیں اور بقول میر

وہ آئے بزم میں اتنا تو میر نے دیکھا
پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی

محب گرامی منزلت حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب منانی مدظلہ العالی استاذ جامعہ نوریہ رضویہ وخطیب جامع مسجد بریلی شریف نے بیان فرمایا کہ ''تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ العزیز کے عرس چہلم میں جہاں عوام کا بے پناہ اژدہام تھا وہیں خواص بھی کثرت کے ساتھ شریک ہوئے تھے۔ اسلامیہ انٹر کالج کے گراؤنڈ میں جلسہ کا وسیع منبر اہل علم و دانش سے بھرا ہوا تھا۔ ان میں علمائے اعلام بھی تھے، مفتیان کرام بھی تھے اور مشائخ عظام بھی تھے۔ غرضیکہ ایک سے بڑھ کر ایک صاحبان فضل وکمال جلوہ فرما تھے لیکن ان سب کے درمیان حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ الگ ہی نظر آتے تھے۔ آپ کی شخصیت اس انجمن

میں بلا مبالغہ ایسی معلوم ہوتی جیسے پھولوں میں گلاب یا ستاروں میں ماہتاب۔

اس ذکر سے صرف اور صرف اس فضل خاص کا بیان مقصود ہے جو اللہ عزوجل نے حضور تاج الشریعہ کو عطا فرمایا ہے معاذ اللہ کسی کی تخفیف شان مقصود نہیں۔

قبول عام: مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ جہاں جاتے ہیں لوگ پروانہ وار جمع ہو جاتے ہیں اور آپ سے مصافحہ کی سعادت حاصل کرنے کے لئے دیوانہ وار ٹوٹ پڑتے ہیں اس تعلق سے چند واقعات نقل کیے جاتے ہیں۔

موضع سالار پور ضلع مرادآباد کے ساکن حضرت مولانا قاری رفیق عالم صاحب استاذ شعبہ تجوید و قرأت جامعہ نعیمیہ مرادآباد نے بیان کیا تھا کہ حضور تاج الشریعہ ہماری بستی میں تشریف لے گئے تھے تو اہل بستی کی خوشی کا عجیب عالم تھا اور لوگوں کے دل آپ کی طرف ایسے جھکے کہ تقریباً پوری بستی آپ کی مرید ہو گئی۔

قصبہ ٹھاکردوارہ ضلع مرادآباد میں حضور تاج الشریعہ کا پروگرام تھا۔ راستہ میں واقع ایک بستی والوں نے منتظمین سے یہ خواہش ظاہر کی کہ حضرت چند منٹ کے لئے ہمارے یہاں بھی قیام فرمالیں بہت سے لوگ داخل سلسلہ ہونا چاہتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ تو مشکل ہے وہاں آپ لوگ روڈ کے کنارے ہی کچھ دیر بیٹھنے کا انتظام کر لیں اور سب لوگ حضرت کے یہاں پہنچنے کے متوقع وقت سے پہلے جمع ہو جائیں اس طرح آپ کی مراد پوری ہو سکتی ہے۔ چنانچہ بتائے گئے دن اور وقت پر پوری بستی وہاں جمع ہو گئی اور حضور تاج الشریعہ کے پہنچنے پر داخل سلسلہ ہوئی۔ یہ واقعہ غالباً مجھ سے خطیب شہر حضرت مولانا قاری سخاوت حسین صاحب رضوی مدظلہ العالی نے بیان کیا تھا۔

چار پانچ سال پہلے کی بات ہوگی کہ آپ دارالعلوم سلطان الہند واقع فتح پور شیخاواٹی، راجستھان کے اراکین کی دعوت پر وہاں تشریف لے گئے تھے۔ محب محترم حضرت مفتی منظر امام صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم مدینۃ العلوم چورو، راجستھان نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ میں بھی اس موقع پر فتح پور حاضر ہوا تھا۔ حضور تاج الشریعہ کی آمد پر وہاں لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ عرس رضوی شریف جیسا منظر معلوم ہوتا تھا۔ اور آپ کا ایسا شاندار استقبال کیا گیا تھا کہ ایسا استقبال کم ہی دیکھنے میں آیا ہوگا۔ لوگوں کے اشتیاق کا یہ حال تھا کہ جب آپ کو گاڑی کے ذریعہ جلسہ گاہ میں لے جایا جا رہا تھا تو حاضرین جلسہ آپ کو قریب سے دیکھنے کے لئے لپک لپک کر گاڑی کے قریب آنے لگے یہاں تک کہ بھیڑ لگ گئی اور راستہ بند ہو گیا۔ سمجھانا بجھانا بھی بے سود ثابت ہو رہا تھا۔ سختی سے کام لینا مناسب نہیں تھا۔ منتظمین کے لئے یہ صورت بہت ہی پریشان کن تھی۔ بڑی دشواریوں اور محنتوں سے جیسے تیسے راستہ بنایا گیا اور خدا خدا کر کے آپ اسٹیج پر پہنچ سکے اور جو راستہ یہ مشکل تین چار منٹ کا تھا وہ آدھا پون گھنٹہ میں طے ہوا۔ اسٹیج پر پہنچے تو اہل منبر مصافحہ کے لئے ٹوٹ پڑے اور ہر ایک کی یہی کوشش تھی کہ مصافحہ کی سعادت حاصل ہو جائے۔ یہاں تک کہ جب منبر کی قوت جواب دینے لگی اور وہ فریاد کرنے لگا تب کہیں جا کر لوگ اپنے جوش سے ہوش کی طرف آئے۔ حضور تاج الشریعہ بھی لوگوں کے اس رویہ سے کبیدہ خاطر ہوئے اور اپنے بیان میں اس کا اظہار فرمایا اور لوگوں کو نصیحت بھی فرمائی۔

چھ سات برس پہلے کی بات ہے کہ بریلی شریف کی عیدگاہ میں نماز استسقا ادا کی گئی جس کی امامت حضور تاج الشریعہ نے فرمائی تھی۔ حضور تحسین ملت علیہ الرحمۃ والرضوان اور حضور سبحانی میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی بھی شریک تھے۔ اس نماز میں

ایسا عظیم مجمع تھا کہ لوگوں کے بیان کے مطابق ایسا مجمع کبھی عیدین کی نمازوں میں بھی نہیں ہوا۔

فراغت کے بعد جب حضرت عیدگاہ کے گیٹ کی طرف بڑھے تو لوگ مصافحہ کے لئے ٹوٹ پڑے۔ شدید ترین گرمی تھی، سورج آگ برسا رہا تھا، اس پر مستزاد لوگوں کی بھیڑ بھاڑ جس کی وجہ سے طبائع پریشان تھیں۔ ایسے حالات میں لوگوں کا ان حضرات کے ارد گرد اکٹھا ہونا اور ہر ایک کا مصافحہ کی کوشش کرنا یقیناً بڑا تکلیف دہ تھا۔ حضور تاج الشریعہ کے ساتھ جو لوگ تھے انہوں نے بڑی پھرتی سے کام لیا اور حضرت کو گھیرے میں لے کر جلدی سے باہر لے گئے اور قریب ہی میں یونس بھائی کے مکان میں پہنچانے کے بعد دروازہ بند کر دیا تاکہ بھیڑ چھٹنے کے بعد یہاں سے چلا جائے۔ دور تک نمازیوں کی صفوں کی وجہ سے گاڑیاں عیدگاہ سے دور کھڑی کر دی گئی تھیں اور عیدگاہ تک یہ حضرات پیدل ہی تشریف لائے تھے۔

حضور تحسین ملت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ جامعہ نوریہ کے اساتذہ حضرت حافظ الحاج محمد ثناء اللہ صاحب وغیرہ تھے انہوں نے لوگوں کو ڈانٹا ڈپٹا اور قریب ہی میں واقع جامعہ نوریہ میں لے گئے۔ حضرت نے بھیڑ چھٹنے تک وہیں آرام فرمایا۔

حضور سبحانی میاں صاحب قبلہ کو نکلنے میں کچھ تاخیر ہوگئی۔ آپ کی خدمت میں جو لوگ تھے انہوں نے روک تھام تو بہت کی لیکن لوگوں کا زور بہت تھا اور اب یہ زور اور زیادہ ہو گیا تھا کیوں کہ پہلے توجہ کا مرکز تین شخصیات تھیں آپ تنہا آپ ہی تھے۔ حتیٰ کہ گرمی کی شدت اور لوگوں کی بھیڑ کی وجہ سے آپ کی حالت بگڑ گئی تب سختی سے کام لیا گیا اور آپ کو باہر لا کر فوراً ایک جگہ بٹھایا گیا اور ہوا کی گئی تب کہیں دم میں دم آیا اور حضرت نے سکون کا سانس لیا۔

ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خانوادے کے ساتھ لوگوں کو کس درجہ عقیدت ومحبت ہے اور یہ حضرات خلق خدا میں کس قدر مقبولیت رکھتے ہیں۔

میں یہاں یہ بات ضرور کہنا چاہوں کہ یہ اپنی جگہ تسلیم ہے کہ ان ہر دو واقعات میں عوام کا قصد ان بزرگوں کو زحمت میں مبتلا کرنا نہیں تھا بلکہ ان کا مقصود تقاضائے عقیدت ومحبت کی بنیاد پر صرف مصافحہ کی سعادت حاصل کرنا تھا لیکن عقیدت ومحبت کا ایسا جوش جس میں ہوش سے کام نہ لیا جائے اور اپنے مخدوم ومرکز عقیدت کی پریشانی وزحمت کا لحاظ نہ رکھا جائے کوئی اچھی بات نہیں ہے بلکہ یہ عقیدت کے دامن پر ایک دھبہ ہے۔

لوگوں کو اپنے اس طریقہ کی اصلاح کرنی چاہیے اور ایسے مواقع پر جہاں کثیر مجمع ہو اور سیکڑوں لوگوں کے مصافحہ سے اپنے معظم دینی کو زحمت ہو مصافحہ پر اصرار اور دھکا مکی سے پرہیز کیا جائے بلکہ صرف دیدار ہی پر اکتفا کیا جائے کیا ہماری تسلی قلب کے لئے اس قدر کافی نہیں ہے کہ ہم ان کے دیدار سے مشرف ہو رہے ہیں۔

تاج الشریعہ اور دیار حجاز مقدس

قاری محمد افروز خاں رضوی، مسجد عمر بن خطاب، ابھا، سعودی عرب

نبیرۂ اعلیٰ حضرت وحجۃ الاسلام، شہزادہ مفسر اعظم ہند نواسۂ حضور مفتی اعظم ہند تاج الشریعہ فقیہ اسلام حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری برکاتی رضوی ازہری بریلوی مدظلہ العالی کی آفاقی شخصیت جنہیں دنیائے اسلام صدر العلماء، شیخ العلماء، ملک العلماء، بدر العلماء، خیر الاذکیا، ممتاز العلماء، فقیہ اسلام، تاج الاسلام، مفکر اسلام، فقیہ ملت، فقیہ النفس، فقیہ اعظم رئیس الفقہا کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔

حضرت تاج الشریعہ کی عالمگیری شخصیت کا کیا کہنا، آپ کے تبلیغی اسفار میں امریکہ، انگلینڈ، ہالینڈ، فلسطین، ترکی، شام، عراق، اردن، کویت، قطر، پاکستان، بنگلہ دیش، سری لنکا، ماریشش، دوبئی اور سعودی عرب شامل ہیں۔

وہ دور کتنا ہی مبارک ومسعود ہوگا جب اس پاکیزہ زمین پر ترکی کی حکومت تھی جنت المعلی اور جنت البقیع میں صحابہ کرام، ازواج مطہرات تابعین اور تبع تابعین کے مزارات قبے اور گنبدوں کے ساتھ جگمگا رہے تھے محمد بن عبدالوہاب نجدی اور جنگجو قبیلہ کے سردار محمد بن مسعود کے باہمی روابط نے حجاز مقدس پر حملہ کر کے خونریز جنگ کی اور ۱۹۲۴ء میں ترکی حکومت کا خاتمہ ہوا اور نجدی حکومت کا جھنڈا لہرانے لگا ارباب حکومت میں سعودی خاندان حصہ دار بنا اور مذہبی امور میں محمد بن عبدالوہاب کے باطل عقائد ونظریات داخل کئے گئے جسے وہابی اور سلفی عقائد کے نام امت مسلمہ نے جانا۔

تخت وتاج سنبھالنے کے بعد نجدیوں نے مقامات مقدسہ اور مزارات کے قبوں وگنبدوں کو شہید کرنا شروع کردیا علماء حق اور مشائخ عظام کو تہہ تیغ اور نظر بند کرنا شروع کردیا بغاوت کرنے والے سنی عوام کو سولیاں دی گئیں گویا ظلم واستبداد کے پہاڑ توڑے گئے پورا عالم اسلام نجدیوں کے ظالمانہ رویوں سے چیخ پڑا۔ اور آج بھی ان کے ظلم وبربریت کے نشان مکۃ المکرمہ اور مدینہ منورہ میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ بھلا ہو ان اہل حق کا جن لوگوں نے اعلائے کلمۃ الحق کے پرچم کو سرنگوں ہونے نہیں دیا اور اسلام وسنیت کے پیغام کو حجاز مقدس میں بلند کرتے رہے۔ جن میں علامہ ضیاء الدین علامہ فضل الرحمان مدنی رضوی، مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمٰن ہاشمی رضوی، علامہ سید محمد علوی مالکی، تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری کے اسماء قابل ذکر ہیں۔ سعودی عرب میں جن کا وجود مسعود نجدی حکومت کے لئے وبال جان بنا رہا ان

نفوس قدسیہ نے اس پاکیزہ زمین کو عقائد اہلسنت کی آماجگاہ بنا کر ہی دم لیا جس کے پاداش میں حضرت قطب مدینہ کو بار ہا نجدی پولس نے ظلم کا نشانہ بنایا۔ علامہ علوی کی تقریروں پر پابندی عائد کی گئی مجاہد ملت کو بیر علی جیل میں ڈال دیا گیا۔ حضرت تاج الشریعہ کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دی گئیں اور روضہ انور کی زیارت کے بغیر واپس ہونا پڑا۔

حضرت تاج الشریعہ کی علمی، فقہی اور روحانی شخصیت سے عالم عرب متعارف ہے آپ کا سفر حج بیت اللہ ہو یا عمرہ کی نیت سے آمد عشاق جدہ سے لے کر مکہ مکرمہ اور وہاں سے مدینہ طیبہ شرف زیارت کے امنڈ پڑتے ہیں۔

ہندو پاک کی طرح عالم عرب میں تصوف کا تصور ہے یہاں کے اہل سنت اور نجدیوں میں صوفی اور وہابی کے ذریعہ خط امتیاز کھینچا جاتا ہے اور سنیوں کے عقائد وہی ہیں جن کی تشریح اپنی کتابوں میں سیدنا مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی نے کی ہیں۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کے دامن کرم سے اہل عرب بھی وابستہ ہیں سعودی عرب میں ترکی، یمن، قطر، عراق، کویت، ایران، شام، فلسطین سے تعلق رکھنے والے افراد ذریعہ معاش کے لئے مقیم ہیں ان افراد میں تصوف سے منسلک افراد جہاں سلسلہ رفاعیہ، نقشبندیہ، قادریہ شاذلیہ سے مرید ہیں وہیں سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی سے مرید ہیں ان کی خاصی تعداد مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، دمام، جدہ، ابہا، ریاض میں ہیں اور حضرت تاج الشریعہ کو شیخ ازہری ہندی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یہ حضرات محفل میلاد شریف منعقد کرتے ہیں، قصیدہ غوثیہ قصیدہ، بردہ شریف اور قصیدہ معراجیہ پڑھتے ہیں پاکستانیوں کے ساتھ کعبہ کے بدر الدجیٰ، مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام بھی پڑھا کرتے ہیں۔

مکۃ المکرمہ میں اہل سنت کے فقہ مالکیہ کے زبردست عالم دین حضرت علامہ سید محمد علوی مالکی علیہ الرحمہ کی شخصیت ممتاز و متعارف ہے ہندستانی علماء سے آپ کے اچھے تعلقات ہیں۔ آپ کے ہندستانی خلفاء میں علامہ یاسین اختر مصباحی، علامہ افتخار احمد قادری (افریقہ) ہیں۔

حضرت علامہ سید محمد علوی مالکی علیہ الرحمہ نے ہندستان کا سفر کیا ہے۔ ہندستانی علماء نے ان کا شایان شان استقبال کیا وہ کالی کٹ، ممبئی، دہلی اور بریلی شریف بھی تشریف لائے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضری بھی دی حضور تاج الشریعہ نے زبردست استقبال کیا۔

علامہ علوی حضور تاج الشریعہ سے بے حد انسیت رکھتے تھے۔ ان کی علمی، فقہی اور روحانی عظمت و رفعت کے قائل تھے قیام مکہ کے دوران تاج الشریعہ سے علمی گفتگو ہوا کرتی تھی۔ عقائد، فقہ، تصوف خاص موضوع ہوا کرتے تھے۔ جس سال سعودی پولس نے تاج الشریعہ مدظلہ العالی کو گرفتار کیا تھا اس وقت آپ کے پاس علامہ مالکی علیہ الرحمہ کی کئی عربی تصانیف تھیں جسے دیکھ کر وہاں کی پولس اور برہم ہوگئی اور زیادتی پر اتر آئی۔ جس کی پاداش میں گیارہ دنوں تک زیر حراست رہے۔

حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے خلیفہ قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی رضوی علیہ الرحمہ کی شخصیت عالم اسلام میں محتاج تعارف نہیں ایام حج میں آپ کا مکان علماء و مشائخ کی آمد سے پر رونق ہو جایا کرتا تھا۔ برصغیر کے علماء ہو یا عالم عرب کے ہر ایک شرف ملاقات کو باعث فخر سمجھتے تھے۔ آپ کے شہزادہ عالی حضرت علامہ فضل الرحمن مدنی ضیائی علیہ الرحمہ بھی علماء نواز اور مسلک اہل سنت کے مبینہ طیبہ میں داعی و ترجمان تھے۔

یہ دونوں نفوس قدسیہ خانوادہ اعلیٰ حضرت کے شہزادوں سے بے حد پیار کرتے تھے یہی سبب ہے کہ آپ نے مدینہ طیبہ کی حاضری کے موقع پر علامہ ریحان رضا خاں رحمانی میاں علیہ الرحمہ اور حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری مدظلہ العالی کو اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا ہے۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی مدینہ طیبہ آمد کے موقع پر شایان شان دیار رسول میں آپ کے مریدین، متوسلین، معتقدین استقبال کرتے ہیں۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے وقت بہت ہی ادب واحترام کرتے ہیں بھیگی پلکوں کے ساتھ شرف زیارت سے مشرف ہوتے ہیں گھنٹوں سرکار مدینہ کی بارگاہ میں گریہ زاری کا ماحول رہتا ہے ساتھ ہی ساتھ جنت البقیع میں حاضری کے وقت اپنے قدم کو بڑے ادب واحترام کے ساتھ راستوں پر رکھتے ہیں ابناء النبی اور بنات النبی، ازواج النبی اور اصحاب النبی کی بارگاہ میں دعاؤں کے وقت آنکھیں اشکبار رہتی ہیں اور بالخصوص آپ کی دعائیں دنیائے اہلسنت اور عوام اہلسنت کی سلامتی اور امن وسکون، عقائد حقہ کی حفاظت اور مظلومین کی ہمدردی کے لئے ہوا کرتی ہیں۔

مرشدی حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری قادری رضوی برکاتی مدظلہ العالی نے اب تک متعدد حج کئے اور بالخصوص رمضان شریف کے موقع پر عمرہ کی دولت سے مالا مال ہوئے آپ نے اپنا پہلا حج ۱۴۰۳ھ بمطابق ۴ رستمبر ۱۹۸۳ء کو کیا پہلے سفر حج کا کیا کہنا سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شرف حاضری کی بے چینی اور اضطرابی کیفیت، عجیب بے خودی کا عالم تھا روانگی کے وقت محلہ سوداگران میں پر کیف منظر تھا اہل خاندان، علماء، مشائخ، مریدین، معتقدین کا جم غفیر تھا۔ حاضرین نے اپنے روحانی پیشوا کو روتا بلکتا نم آنکھوں کے ساتھ رخصت کیا اور حضور تاج الشریعہ اس منزل کی طرف رواں دواں ہو گئے جہاں ارباب تصوف نے دل کا سجدہ کیا ہے، فقہا، محدثین نے ننگے پیر چلنا سعادت مندی سمجھا ہے۔ غوث، قطب، ابدال، افراد سالک نے سر کے بل چلنے کی تمنائیں کی ہیں اور وہاں کی خاک کو حیات جاودانی سمجھا ہے۔ جس وقت پہلی مرتبہ گنبد خضری پر نظر پڑی ہے پورے بدن پر لرزہ طاری تھا آنکھیں ساون بھادوں کی طرح آنسو برسا رہی تھیں یہ شعر زبان پر تھا۔

حاجیو آؤں شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو
غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

دوسرا سفر حج ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ اور تیسرا حج ۱۴۰۶/۱۹۸۶ء میں ادا فرمائے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کا حجاز مقدس پر قدم رکھتے ہی وہاں کی پولس حرکت میں آجایا کرتی ہے جاسوسی دل ہر وقت دائیں بائیں چکر لگایا کرتی ہے اس لئے سعودی حکومت کے نزدیک ان کی حیثیت بریلوی مکتب فکر کے علمی، فقہی، روحانی عالمگیر شخصیت کے مثل ہے۔ کہیں وہ اپنے عقائد ونظریات کی تبلیغ و تشہیر کے اعادہ نہ کریں اور حکومت کو ایک مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ لیکن آپ کی فکری تعلیم، وعظ ونصیحت اور خطابت کا درس کا مقصد صرف اور صرف سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ترویج واشاعت ہوتی ہے۔ ہرگز! ہرگز!! کسی حکومت کے خلاف علم بغاوت کرنا یا کسی سرزمین پر جا کر ایذا رسانی کرنا نہیں ہوتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ آج تک حکومت سعودی عرب ان کی آمد پر پابندی عائد نہ کر سکی۔

مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی بابرکت زندگی کو ہمارے لئے سایہ رحمت بنا کر رکھے اور ان کی تعلیمات پر ہم غلاموں کو یقین واذعان کے ساتھ عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

عبدالباری حبیبی (ایم۔اے) جاپدانی ضلع ہگلی☆09830572033

حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضاخاں قادری رضوی برکاتی ازہری مدظلہ العالی کے تبلیغی اسفار کی فہرست طویل ہے آپ نے ملک وبیرون ملک ہزاروں اسفار کیے ہیں جن میں مسلک اہلسنت کی ترویج واشاعت کے لئے حضرت مدظلہ العالی نے شہر کلکتہ کا سفر متعدد بار فرمایا ہے۔

شہر کلکتہ سے خانوادہ رضویہ کے بزرگوں سے ایک گہرا لگاؤ رہا ہے۔ حضور اعلیٰ حضرت محدث بریلوی، حضور حجۃ الاسلام مفتی حامد رضاخاں قادری برکاتی قدس سرہ، حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفےٰ رضاخاں قادری نوری، حضور مفسر اعظم ہند ابراہیم رضاخاں قادری رضوی، حضرت ریحان ملت علامہ ریحان رضاخاں رحمانی میاں علیہم الرحمہ نے اپنے قدوم میمنت سے اس سرزمین کو سرفراز فرمایا ہے۔

حضور اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے خلیفہ ماحی بدعت حضرت علامہ مفتی منشی لعل محمد خان مدراسی ثم کلکتوی علیہ الرحمہ (م ۲۱ جولائی ۱۹۲۱ء مدفون مانک تلہ قبرستان کولکاتا) نے دین وسنیت کی تبلیغ کے لئے شہر کلکتہ میں محنت شاقہ کی ہے اور آپ ہی کی کوشش سے سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے دو مرتبہ شہر کلکتہ کا سفر فرمایا ہے جس میں ایک سفر رد اجلاس ندوہ کلکتہ کے لئے بھی ہوا۔

حضور اعلیٰ حضرت کا فیضان شہر کلکتہ میں بطفیل علامہ مدراسی علیہ الرحمہ جاری وساری ہے آپ نے فرمایا تھا کہ مولانا لعل محمد مدراسی اور مولانا عبدالوحید فردوسی جیسے مخلص صاحب ثروت ہر صوبے میں مل جائیں تو پورے ہندستان کے گوشے گوشے میں سنیت کا پرچم لہراتا ہوا نظر آئے گا۔ آپ نے اس چہیتے خلیفہ کی شان رفعت کے بارے میں فرمایا:

جوہر منشی لعل پہ ہیرا
کھا مرنے کو منگاتے یہ ہیں
(رضا)

حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی تحریک پر کلکتہ سے بالکل قریب ضلع ہوڑہ کے تکیہ پاڑہ میں نور ونکہت میں ڈوبی ہوئی رات میں عالم اسلام کے کواکب ونجوم کلکتہ ہوتا ہوا پہنچا۔

بہت حسین رات تھی، خوشنما اور دلفریب رات تھی ہر طرف چہل پہل تھا دیوانے جھومتے ہوئے سرکار مدینہ کانفرنس میں شرکت کے لئے جلسہ گاہ پہنچ رہے تھے مستانوں کا امنڈتا ہوا سیلاب کا رخ ایک طرف تھا۔ دلوں میں تمنائیں انگڑائیاں لے رہی تھیں، چلو، چلو، آج اعلیٰ حضرت کا شہزادہ آنے والا ہے جس نے اپنے ماتھے کی نگاہوں سے حضور نوری میاں مارہروی علیہ

الرحمہ کی زیارت کی ہے یہ وہی شہزادہ ہے جس نے چودہویں صدی کے مجدد اعظم کے شب وروز کو دیکھا، ہاں ہاں یہ وہی راج دلارا ہے جس نے حضرت حجۃ الاسلام کی خوبصورتی کو دیکھا ہے جنہیں دیکھ کر کفار مشرکین یہود ونصاریٰ اور مرتدین نے اسلام کے سائے رحمت میں پناہ لیتا امن وسکون محسوس کیا ہے دیکھو دیکھو اسٹیج پر علامہ ارشد القادری نے دنیائے سنیت کے تاجداروں کو جمع کر دیا ہے یہ دیکھو مارہرہ مطہرہ کے حضور سید العلماء علامہ سید ال مصطفےٰ برکاتی تشریف لارہے ہیں جو آل رسول ہیں جنہیں دیکھنا عبادت ہے اس لئے کہ یہ حضرت فاطمہ کی اولاد ہیں۔ یہ حضور حافظ ملت ہیں جن کی نگاہ کرم سے جامعۃ الاشرفیہ مبارکپور پوری دنیا میں جگمگا رہا ہے۔ یہ مجاہد ملت ہیں جنہوں نے نجدی حکومت کی ناک میں کیل ڈالی ہے۔ یہ مجاہد دوراں علامہ مظفر حسین کچھوچھوی ہیں جنہوں نے سچی سیاست کر کے آج کل کے دلال سیاست دانوں کے منہ پر طمانچہ مارا ہے محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفےٰ امجدی ہیں جن کی حدیث دانی پر غیر مقلدین بھی انگشت بدنداں ہیں ان تمام بزرگوں کا تعارف ہوہی رہا تھا اور لوگوں شرف زیارت سے مشرف ہوہی رہے تھے کہ نعرہ تکبیر نعرۂ رسالت کی آوازیں گونجنے لگیں لوگوں کے کان کھڑے ہوگئے آنکھیں اس آواز کی طرف اٹھنے لگیں اسی وقت نقیب جلسہ نے اعلان کیا کہ آج ہوڑہ اور کلکتہ کے مسلمان اپنی قسمت پر جتنی ناز کریں کم ہے کہ آج چودھویں صدی کے مجدد اور عالم اسلام کی علمی اور روحانی شخصیت حضور مفتی اعظم ہند تاجدار اہلسنت مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری نوری نے اپنے قدم ناز سے اس سرزمین کو رونق بخشا ہے۔

شہر کلکتہ میں سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز کی آمد کیا ہوئی تھی پورا شہر وجد کے عالم میں تھا۔ پورا مٹکیہ بازہ صبح بہاراں کے دلکش منظر میں ڈوبا ہوا تھا صد آفریں کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔

صلاۃ وسلام اور دعاء خیر کے بعد یہ پورا نورانی قافلہ وہاں پہنچا جہاں آج دارالعلوم ضیاء الاسلام کی پررونق عمارت دعوت نظارہ دے رہی ہے اور زبان حال سے ہمیں متوجہ کر رہی ہے میری تاسیس میں ان بزرگوں نے اپنے دست کرم رکھا ہے جن کی بارگاہوں سے شکستہ دلوں کو ارجمندی کے سوغات ملا کرتے ہیں اس لئے مجھے ترچھی نگاہ سے نہ دیکھنا۔

حضور مفتی اعظم ہند کی سرپرستی میں حضور سید العلماء علیہ الرحمہ، حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ، حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ، حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ، حضرت علامہ مظفر حسین کچھوچھوی علیہ الرحمہ اور حضرت محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی مدظلہ العالی نے سنگ بنیاد رکھیں اور حضور مفتی اعظم ہند نے کامیابی کے لئے دعاء خیر کی۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی اپنے والد گرامی حضرت مفسر اعظم ہند مفتی ابراہیم رضا خاں قادری رضوی علیہ الرحمہ کے ہمراہ مٹیابرج کولکاتا کے محلہ بنگلہ بستی میں پہلی مرتبہ تشریف لائے۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے خلیفہ حضرت مولانا سردار احمد رضوی پوکھر یروی علیہ الرحمہ اس محلّہ کے امام صاحب تھے انہیں سے حضور حجۃ الاسلام کی خوبصورتی کا چرچا سن رکھا تھا جب ان حضرات کی نگاہ ۱۲ سال کی عمر والے حسین وجمیل شہزادے پر پڑی سب جھوم اٹھے کہ جب پوتے کے حسن جمال کا یہ عالم ہے تو دادا جان کی جمال جہاں آراء کا کیا عالم ہوگا۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کے بارے میں حاسدین نے یہ افواہ پھیلادی کہ وہ بڑے ناز ونخرے میں رہتے ہیں لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ حضرت تاج الشریعہ عجز وانکساری اور نسبت کا بھرپور خیال رکھتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کا سفر کلکتہ ہوا حضرت اسی شہر میں قیام پذیر تھے کہ اچانک یہ افسوسناک خبر ملی کہ شہزادہ حضور

صدرالشریعہ مفتی اعظم مغربی بنگال علامہ مفتی ثناء المصطفیٰ امجدی علیہ الرحمہ کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہوگیا ہے آپ کو خبر ملتے ہی دارالعلوم ضیاء الاسلام ہوڑہ تعزیت کے لئے حضرت مفتی اعظم مغربی بنگال کے پاس تشریف لائے۔ حضرت مفتی صاحب نماز جنازہ پڑھانے کی گزارش کی حضرت نے قبول فرمایا، نماز جنازہ کے بعد مفتی صاحب علیہ الرحمہ ایک گاڑی میں حضرت کو بیٹھایا چونکہ قبرستان دور تھا اور پیدل چلنا دشوار کن مرحلہ تھا حضرت تھوڑی دیر بیٹھے پھر گاڑی سے اتر گئے حضرت مفتی صاحب اوردوسرے علماء نے بہت اصرار کیا لیکن آپ نے بیٹھنے سے یہ کہتے ہوئے انکار کردیا کہ حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ کی بہو کا جنازہ ہے مجھے یہ گوارہ نہیں ہے کہ میں گاڑی پر بیٹھ کے جاؤں تقریباً گھنٹہ بھر پیدل چل کر قبرستان پہنچے تدفین عمل میں آئی اورآپ نے رقت انگیز دعا فرمائی۔

حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی ایک مقناطیسی شخصیت ہے یہی سبب ہے کہ آپ جہاں پہنچتے ہیں خلق خدا امنڈ پڑتی ہے۔ شہر کلکتہ کے مشہورومعروف علاقہ پارک سرکس میں حضرت کی تشریف آوری ہوئی ۔ بھاگلپور (بہار) سے ایک دیوبندی کلکتہ آیا ہوا تھا وہ بھی اس نظریہ سے جلسہ میں آیا کہ دیکھیں اعلیٰ حضرت کے پوتے کیسے ہیں جب حضرت مدظلہ العالی اسٹیج پر تشریف لائے دیکھتا رہ گیا اور وہ کہنے لگا آج تک اتنا حسین وجمیل چہرہ نہیں دیکھا ہے اور یہ ہرگز باطل فرقہ کے سردار ہو نہیں سکتے ہیں اور بھیڑ کو چیرتے ہوئے توبہ استغفار کے بعد داخل سلسلہ رضویہ ہوگیا۔ یہ حضور تاج الشریعہ کی کھلی کرامت ہے کہ

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

حضرت تاج الشریعہ کی دینی ہمدردی اوراشاعت مسلک کی حمیت کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت دارالعلوم ضیاء الاسلام ہوڑہ کی نئی بلڈنگ کی سنگ بنیاد کے لئے تشریف لائے ساتھ میں حضرت مولانا شعیب رضوی صاحب بھی تھے۔ حضرت رونق اسٹیج ہوئے پندونصیحت فرمائی تقریر کے بعد مولانا وفاء المصطفیٰ امجدی نے اعلان فرمایا حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے اس بلڈنگ کی تعمیر کے لئے گیارہ ہزارروپے نقد عنایت فرمایا یہ سنتے ہی فضا نعرہ تکبیراورنعرہ رسالت سے گونج اٹھی پھر کیا تھا دیوانوں نے مخدوم معظم کے نام پر لاکھوں روپے تعمیر کے لئے جمع کردیا یہ حضور تاج الشریعہ کا دارالعلوم ضیاء الاسلام پر خاص کرم تھا۔

یوں تو بہت واقعات حضرت کے تعلق سے ذہن میں محفوظ ہیں خوف طوالت کے سبب ایک آخری واقعہ سپرد قرطاس کررہا ہوں کہ لوگ کہا کرتے ہیں حضرت تشریف لاتے ہیں صرف مرید کرکے دعا کرکے چلے جاتے ہیں لیکن لوگوں کا یہ الزام تارعنکبوت کے مثل ثابت ہوا۔ مٹیابرج کے بنگالی بازار کے علاقہ میں حضرت تشریف لائے قیام گاہ پر شرف زیارت کے لئے حاضر ہوا حضرت کھانا تناول فرمارہے تھے وہ بھی سنت کے مطابق تین انگلیوں سے کھارہے تھے حضرت سے قریب چند لقمہ کھانے کا شرف حاصل ہوا اور دعاؤں سے نوازا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت رونق اسٹیج ہوئے فیض العارفین حضرت علامہ شاہ آسی پیا حسنی ابوالعلائی علیہ الرحمہ صدارت فرمارہے تھے۔ حضرت نے مسلک اعلیٰ حضرت کیا ہے؟ اس موضوع پر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ دلائل کی روشنی میں تقریر کی، تقریر کیا تھی منہ سے علم وعرفان کی موتیاں جھڑرہی تھیں دلائل سے مبرھن تھی۔ تمام اعتراضات اور جوابات سے تقریر پُر تھی سامعین عش عش کررہے تھے کہ آپ سے اتنی طویل اور پُرمغز تقریر سننے کا پہلا موقع ملا اور بہت ہی پیاری اور دلکش آواز میں نعت شریف اور صلاۃ وسلام پیش کیا ہزاروں کی تعداد میں مشتاقان دید موجود تھے تقریباً بیک وقت مرد اور عورت تین سو کی تعداد میں داخل سلسلہ رضویہ ہوئے۔

تیرہواں باب

سرکار احسن العلماء اور تاج الشریعہ

محمد شبیر علی رضوی (بی کام) بنگلہ بستی، مٹیا برج، کولکاتا-۲۴

سرزمین مارہرہ مطہرہ مخدوم برکات رضی اللہ عنہ کے قدوم میمونت سے گل گلزار بن گیا، روحانیت کا آماجگاہ بن گیا مرجع خلائق بن گیا۔ مدینۃ الاولیاء بن گیا، دیوانوں کا مرکز عقیدت بن گیا۔ گویا اصحاب اسرار طریقت و معرفت اور شریعت وحقیقت کا دبستان گیا، صلحاء مشائخ، صوفیا، علماء فقہا، مدبرین، مفکرین، مریدین، متوسلین اور معتقدین کی عقدہ کشائی اور مشکل کشائی کی عظیم بارگاہ بن گیا۔

اس خاکدان گیتی پر اپنے وقت کے سراج السالکین، قدوۃ الواصلین، نور العارفین، شمس العابدین، قمر الساجدین پیدا ہوئے اور ایک عالم کو منور فرمایا ان میں ایک نام صفحہ ہستی پر نور ونکہت بن کر چمک رہا ہے جنھیں ہم سرکار خاتم الاکابر سیدنا سید آل رسول احمدی برکاتی قدس سرہ العزیز کے مبارک محترم نام سے جانتے اور پہچانتے ہیں جو شمس العارفین سید شاہ آل احمد برکاتی رضی اللہ عنہ کے دامن کرم سے وابستہ تھے اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی بارگاہ کے تربیت یافتہ تھے۔

اس بے نظیر اور آفاقی شخصیت کی بارگاہ میں سراج السالکین شاہ ابوالحسین نوری (م ۱۳۲۴ھ) تاج الفحول علامہ عبدالقادر بدایونی (م ۱۳۱۹ھ) تاج الاتقیا علامہ مفتی نقی علی خاں بریلوی (م ۱۲۹۷ھ) مجدد اعظم امام احمد رضا قادری (م ۱۳۴۰ھ) عارف باللہ شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی (م ۱۳۵۵ھ) نے زانوئے ادب تہہ کرکے اپنے قلوب کو منور ومجلی کیا اور عالم روحانیت کے تاجدار بن کر چمکے۔

اس خانوادے کے چشم وچراغ میں سیدنا شاہ ابوالحسن نوری، سیدنا شاہ ابوالقاسم برکاتی، سیدنا تاج العلماء اولاد رسول برکاتی، سیدنا سید العلماء سید آل مصطفےٰ برکاتی، سیدنا احسن العلماء سید مصطفےٰ حیدر حسن میاں برکاتی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسماء آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ مرکز گفتگو حضور احسن العلماء عارف باللہ سرکار سیدنا شاہ سید مصطفیٰ حیدر حسن برکاتی علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ صفات ہے جن کی بابرکات شخصیت سے اپنے وقت کے علماء، فقہا، مشائخ اور مدبرین وابستہ ہیں جن میں شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی قدس سرہ، فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ، بقیۃ السلف صوفی نظام الدین احمد برکاتی مدظلہ العالی اور سید شاہ ضیاء الدین کالپوی علیہ الرحمہ کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

حضور احسن العلماء اور حضور تاج الشریعہ کے آپسی روابط اور سرکار احسن العلماء کا تاج الشریعہ پر عنایتیں اور نگاہ کرم ہمارا خاص موضوع سخن ہے۔

حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ حضرت تاج الشریعہ سے بے حد محبت فرمایا کرتے تھے مخدوم زادے ہونے کے باوجود ان کا خاص خیال رکھا کرتے تھے حضرت تاج الشریعہ بھی سیدنا احسن العلماء سے بے حد انسیت ومحبت رکھا کرتے تھے، مجلسی گفتگو یا دوران خطابت حضرت احسن العلماء کا ذکر جمیل ضرور کیا کرتے تھے۔

دارالعلوم ضیاء الاسلام (ہوڑہ) جو مغربی بنگال میں جماعت اہلسنت کا مرکزی ادارہ ہے جس کے بانی علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ اور علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی مدظلہ العالی ہیں اس کی عمارت کی بنیاد رکھنے میں حضور مفتی اعظم ہند، حضور سید العلماء مارہروی، حضور حافظ ملت محدث مرادآبادی، حضور مجاہد ملت محدث اڑیسہ اور حضرت مجاہد دوراں کچھوچھوی شامل تھے۔ختم بخاری شریف کے لئے حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری برکاتی ازہری مدظلہ العالی تشریف لائے۔محفل ختم بخاری کے موقع پر جید علماء کرام اور مشائخ عظام تشریف فرما تھے۔حضرت نے عبارت پڑھنے کا حکم دیا اس کے بعد محدثانہ انداز میں حدیث شریف کی آپ نے تشریح کی ۔ الفاظ کی نحوی گفتگو، صوفیانہ اور فقیہانہ تشریح، قیامت کا ہولناک منظر پیش کرنا پوری محفل پر ایک سکتہ کا عالم تھا۔دل یہ کہہ اٹھا کہ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کو ختم بخاری کرانے کا مکمل حق ہے۔ہندستان میں راقم نے حضرت مفتی شریف الحق امجدی، حضرت علامہ ارشد القادری، حضرت تاج الشریعہ اور حضرت بحرالعلوم مفتی عبدالمنان اعظمی میں ختم بخاری کے موقع پر جو لطف پایا وہ خوبیاں اور کہیں نظر نہیں آتی ہیں۔

شب میں سرکار مدینہ کانفرنس منعقد ہوئی جلسہ کی صدارت رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ فرمارہے تھے رات کے آخری حصہ میں تاج الشریعہ رونق اسٹیج ہوئے رسم دستار بندی کے بعد نقیب جلسہ نے یہ کہہ کر دعوت دی کہ اسٹیج پر تشریف فرما عالم اسلام کی عبقری شخصیت کو کرسی خطابت پر جلوہ گری کے لئے بڑے ادب واحترام کے ساتھ دعوت دے رہا ہوں۔حضرت کرسی پر تشریف لائے حمدہ وصلاۃ کے بعد بہت ہی پیارا جملہ ارشاد فرمایا کہ ابھی نقیب جلسہ جناب حلیم حاذق رضوی صاحب نے کہا کہ اسٹیج پر تشریف علماء کرام، میں کہوں گا کہ اسٹیج نہ کہا جائے بلکہ منبر رسول کہا جائے اس لئے کہ مارہرہ مطہرہ کے تاجدار ہمارے احسن العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان فرمایا کرتے تھے کہ محفل میلاد شریف کے لئے اسٹیج کے بجائے منبر رسول کہا جائے میں بھی اپنے مخدوم کے حکم پر عمل کرتے ہوئے منبر رسول کہتا ہوں اور آپ حضرات بھی منبر رسول کہیے۔

جس وقت حضور تاج الشریعہ مخدوم زادے حضور احسن العلماء کا قول نقل کررہے تھے اور القاب وآداب کے ساتھ ان کا ذکر جمیل کررہے تھے دل باغ باغ ہورہا تھا اور قلب عش عش کررہا تھا ہم رضویوں کے ذہن وفکر کو مارہرہ مطہرہ کے تاجدار کے اقوال زریں سے معطر فرمارہے تھے اور اپنی محبت اور اپنائیت کا مظاہرہ کررہے تھے۔

حضور احسن العلماء کی ذات بذات خود انجمن تھی اللہ تعالیٰ نے معرفت وحقیقت کی اعلیٰ منزل پر فائز فرمایا تھا بصیرت وبصارت سے مالا مال تھے اور حریت کے اس مقام پر فائز تھے جہاں پہنچ کر ایک عارف باللہ اس جہاں کا مشاہدہ کرلیتا ہے میرے قول کی تصدیق برادر محترم حضرت مولانا الحاج محمد شاہد القادری صاحب قبلہ (چیرمین امام احمد رضا سوسائٹی کولکاتا) مرتب تجلیات

تاج الشریعہ کے ارشاد کردہ اس واقعہ سے کی جاسکتی ہے وہ فرماتے ہیں ''زمانہ طالب علمی میں برادر طریقت مولانا محمد اسلم رضوی صاحب قبلہ (خلیفہ فقیہ ملت قدس سرہ) ساکن کوانڑگیٹ بھیونڈی (مہاراشٹر) دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں پڑھنے کے لئے تشریف لائے ان کا ہم سبق ایک افریقی طالب علم محمد خالد تھے (الحمدللہ سنی تھے) انہوں نے مولانا اسلم صاحب سے تذکرہ کیا کہ ایک افریقی آیا ہے اس کا رجحان تصوف کی طرف ہے اسے ایسے صوفی کامل کی تلاش ہے جو اسے راہ سلوک طے کرادے کچھ لوگوں نے علی میاں ندوی کی طرف رہنمائی کی ہے مولانا اسلم صاحب نے مولانا شاہد القادری سے تذکرہ کیا اور صلاح ومشورہ کے بعد اس نتیجے تک پہنچے کہ ہماری جماعت میں حضور احسن العلماء کی ذات ستودہ صفات اس شخص کے زنگ آلود قلب کو صیقل کرسکتی ہے۔ خالد افریقی کو تمام صورت حال سے آگاہ کیا گیا مولانا اسلم صاحب اور مولانا خالد افریقی اس افریقی کو لے کر مارہرہ شریف پہنچے صفر کا مہینہ تھا۔ بریلی شریف سے لوگ بارگاہ اعلیٰ حضرت سے حاضری دے کر مرشد اعلیٰ حضرت اور مخدوم برکات کی قدمبوسی سے حاضر ہور ہے تھے دن کا وقت تھا مہمان خانہ میں قیام پذیر ہوئے اور معلوم ہوا کہ سرکار احسن العلماء ۱۰ ربجے دن میں شرف زیارت سے مشرف فرمائیں گے۔ وقت مقررہ پر حاضری ہوئی حضرت کو تمام باتیں بتائی گئیں حضرت نے دعاؤں سے نوازتے ہوئے داخل سلسلہ فرمایا کچھ وظائف کی تعلیم دے کر رخصت فرمایا جب یہ لوگ مخدوم برکات اور بزرگان مارہرہ کی بارگاہ سے رخصت ہونے لگے اس وقت اس افریقی نے حیرت واستعجاب کے عالم میں کہا آج آپ لوگوں نے جس بزرگ ہستی سے مجھے مرید کرایا ہے ہم آپ لوگوں کا احسان تاحیات نہیں بھولیں گے اس لئے کہ جب ہم افریقہ سے ہندستان آنے کی تیاری کررہے تھے اسی دوران خواب میں ہم نے ایک بزرگ کو دیکھا کوئی کہہ رہا تھا ان کے دامن سے وابستہ ہوجاؤ وہ بزرگ کوئی اور نہیں تھے وہ حضرت ہی کی ذات اقدس تھی اس حیرت انگیز واقعہ کو سن کر تمام لوگ جھوم اٹھے یہ کہتے ہوئے کہ اگر کسی کو زندہ ولی دیکھنا ہوتو وہ سرکار احسن العلماء کی زیارت کریں۔ سبحان اللہ!

یہ حقیقت ہے کہ سرکار سیدنا حضور احسن العلماء اپنے وقت کے سراج السالکین نور العارفین اور شمس الواصلین تھے یہی سبب ہے کہ حضور مخدومی تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے ان کے دامن کرم سے اپنے آپ کو وابستہ کیا ہے اور برابر ذکر جمیل سے یاد فرماتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نہ صرف احسن العلماء علیہ الرحمہ سے محبت کرتے ہیں بلکہ ان کے چاروں شہزادگان سے بھی محبت فرمایا کرتے ہیں۔

ہمارے کلکتہ میں برجوالہ کے علاقہ میں کنزالایمان کانفرنس ہورہی تھی حضور رفیق ملت سید شاہ نجیب حیدر نوری صاحب قبلہ سرپرستی فرمارہے تھے اور حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی صدارت فرمارہے تھے۔ رات کے آخری پہر میں تاج الشریعہ رونق اسٹیج ہوئے حضرت رفیق ملت اسٹیج پر تشریف فرما تھے حضرت تاج الشریعہ کو کرسی صدارت دی گئی آپ نے یہ کہہ کر کرسی پر بیٹھنے سے انکار کردیا کہ مخدوم زادے نیچے بیٹھیں گے اور میں کرسی پر بیٹھوں گا علالت ہونے کے باوجود آپ نے منبر رسول پر بیٹھ کر وعظ ونصیحت سے عوام کو مالا مال فرمایا۔

اس واقعہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت تاج الشریعہ شہزادگان سے کتنی محبت فرمایا کرتے ہیں۔

آپ کی دیوان سفینۂ بخشش اٹھا کر دیکھے جہاں حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے اپنے مرشد اجازت حضور احسن

العلماء علیہ الرحمہ کی شان میں منقبت کہی ہے وہیں شہزادگان عالی وقار کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔

چند اشعار ملاحظہ فرمائیں

حضور امین ملت حضرت سید شاہ ڈاکٹر امین میاں قادری برکاتی مدظلہ العالی کی شخصیت اکیسویں صدی میں محتاج تعارف نہیں آپ سرکار احسن العلماء علیہ الرحمہ کے بڑے شہزادے اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے خلیفہ ہیں۔ علی گڑھ یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں شریعت وطریقت کے سنگم ہیں۔ مخدوم زادے ہونے کے باوجود بریلی شریف کے مداح اور مسلک اعلیٰ حضرت کے ترجمان کی حیثیت سے اپنا تعارف کراتے ہیں اس وقت سرکار کلاں خانقاہ قادریہ برکاتیہ کے مسند عالی کے فرمارواں ہیں اس شہزادے کی عظمت کو حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی اس طرح بلند کرتے ہیں۔

سوگواروں کو شکیبائی کا ساماں کم نہیں
اب امین قادریت بن گیا تیرا امین

علم واہل علم کی توقیر تھا شیوہ ترا
جانشیں میں ہو نمایاں جلوۂ زیبا ترا

حضور احسن العلماء کے دوسرے شہزادے حضرت شرف ملت سید شاہ اشرف میاں برکاتی مارہروی کی شخصیت بالخصوص اردو ادب کی دنیا میں ایک فنی شخصیت سے متعارف ہے مسلک اہلسنت کے داعی اور خانقاہ برکاتیہ کے روشن چراغ ہیں والد گرامی علیہ الرحمہ کے دامن کرم سے وابستہ ہیں بہت ہی خلیق اور ملنسار ہیں اور مشہور عالم ساہتیہ اکاڈمی انعام یافتہ افسانہ نگار اور صاحب طرز نثار ہیں۔

تیسرے شہزادے حضرت سید شاہ افضل میاں برکاتی مارہروی کی شخصیت اپنے آپ ایک انجمن ہے خانوادۂ مطہرہ کے ذی وقار شہزادے ہیں کم سخن اور شریعت مطہرہ کے پابند اور برکاتی مشن کے ترجمان ہیں بزرگوں سے بے حد عقیدت رکھتے ہیں بارگاہ غوثیت مآب میں حاضر ہو کر فیوض وبرکات سے مالا مال بھی ہوئے ہیں۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے بعد ان دونوں جامعہ ملیہ کے رجسٹرار ہیں۔ چوتھے شہزادے حضرت رفیق ملت سید شاہ نجیب حیدر برکاتی نوری مدظلہ العالی کا کیا کہنا صوفی منش شخصیت ہیں۔ حضور مفتی اعظم ہند کے مرید اور والد گرامی سرکار احسن العلماء کے خلیفہ ہیں حضور احسن العلماء بے حد محبت فرمایا کرتے تھے اپنے سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں تمام بھائی حضرت رفیق ملت مدظلہ العالی سے بے حد پیار ومحبت رکھتے ہیں اور انہیں خانقاہ برکاتیہ کے نائب سجادہ نشیں نامزد کئے بہت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ یہ کام انجام دے رہے ہیں کئی اداروں کے سرپرست ہیں خطیبانہ انداز بہت ہی نرالا ہے مسلک اعلیٰ حضرت کے داعی ہیں۔ اپنی تقریروں میں حضور اعلیٰ حضرت اور حضور مفتی اعظم ہند کا ذکر خیر بہت ہی چاؤ کے ساتھ کرتے ہیں۔

ان شہزادگان سے حضور تاج الشریعہ بھی بہت محبت فرمایا کرتے ہیں ان حضرات کی بریلی شریف حاضری ہوتی ہے تو حضرت ان کے شایان شان استقبال کرتے انہیں نمایاں مقام عطا فرماتے ہی اپنائیت کا یوں اظہار فرمایا ہے جس میں تمام شہزادگان کے اسماء چمکتے دمکتے نظر آرہے ہیں۔

خوبصورت خوب سیرت وہ امین مجتبیٰ
اشرف وافضل، نجیب ظاہرہ ملتا نہیں
وہ امین اہل سنت راز دار مرتضیٰ
اشرف وافضل، نجیب باصفا ملتا نہیں

استقامت کا وہ کوہ محکم و بالا حسن
اشرف و افضل نجیب عترت زہراء حسن
اختر خستہ ہے بلبل گلشن برکات کا
دیر تک مہکے ہر ایک گل گلشن برکات کا

سرزمین مارہرہ مطہرہ جسے دنیا مدینۃ الاولیاء کے نام سے یاد کرتی ہے۔ جس کی خاک کو اپنے وقت کے جلیل القدر علماء کرام، مصلحین امت، مشائخ اعظام نے بوسہ دیا ہے اور ننگے پیر چلنا باعث فخر سمجھا، جہاں کی حاضری سعادت مندی اور فیروز بختی کی علامت رہی ہے۔ اس شہر علم وعرفان کی وصف عظیم کو یوں بیان کرتے ہیں۔

علم کا اس آستانے پر سدا پہرہ رہے
صورت خورشید تاباں میرا مارہرہ رہے

آخری میں حضور احسن العلماء کی بارگاہ میں حضور تاج الشریعہ کی لکھی منقبت پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

حق پسند و حق نوا و حق نما ملتا نہیں
مصطفیٰ حیدر حسن کا آئینہ ملتا نہیں
اے نقیب اعلیٰ حضرت مصطفیٰ حیدر حسن
اے بہار باغ زہراء میرے برکاتی چمن۔

سنیوں کی جان تھا وہ سیدوں کی شان تھا
دشمنوں کے واسطے بیک رضا ملتا نہیں
یاد رکھتا ہم سے سن کر مدحت حیدر حسن
پھر کھوگے اختر حیدر نما ملتا نہیں

☆☆☆

مولانا یونس رضا مونس اویسی، جامعۃ الرضا بریلی شریف

اسلام میں عرب مقدس کا نکہت و جمال اور فضل و کمال کس جامعیت و مانعیت اور خصوصیات کا حامل ہے ہر ادنیٰ و اعلیٰ پر بحسب المراتب و تاریخ کی دلچسپی کے لحاظ سے ظاہر و باہر اور آفتاب نیم روز ہے۔

چنانچہ وجہ وجود کائنات، فخر موجودات ہمارے آقا و مولیٰ سید البشر حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اسی مقدس سرزمین پر رونق افروز ہوئے اور جلوہ فرما ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا مقدس کلام قرآن عظیم کا نزول یہیں ہوا اور انہیں عربوں کی زبان میں اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام نازل فرمایا۔ یہیں سے اللہ تعالیٰ کے سچے دین کے داعی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کی تبلیغ فرمائی اور اسلام کی راجدھانی اسی مقدس زمین کو کیا اور یہیں ہزاروں شخصیات ایسی جاں نثار معرض وجود میں آئیں جس کے بابت امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

ہمیں اسی مقدس سرزمین عرب کے کچھ پاک طینت علمائے ربانیین اور ہندستانی مسلمانوں کے رہنما و قائد امام اہل سنت، مجدد اعظم اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ خانوادۂ رضویہ کے بزرگان دین کے مابین مشفقانہ روابط، عقیدت مندانہ تعلق اور گہرے مراسم کا تذکرہ مطلوب ہے۔

چودھویں صدی ہجری کے پر آشوب و پرفتن ماحول سے کون آشنا نہیں جس دور میں ایمانی لٹیرے لبادۂ صوفیا و صلحا میں ایمان و اسلام کو تباہ و برباد کرنے پر تلے ہوئے تھے، اسلام کو مسخ کرنا چاہتے تھے مگر اللہ کے دین "اسلام" کی صورت کون بگاڑ سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام باطل عقائد کی بیخ کنی کے لئے علماء فقہا کی پرنور ہستی سے دنیا کو جگمگایا اور ان اساطین امت کے ذریعہ باطل عقائد و نظریات کے پردے چاک کرائے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ اسی دور کے مجاہد اعظم اور سپہ سالار ہیں جنہوں نے بڑھ چڑھ کر تمام باطل نظریات و عقائد کا رد فرما کر اسلامی عقائد و نظریات سے لوگوں کو واقف کرایا اور اس طرح مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائی امام اہل سنت اسی ماحول بد اور پرفتن دور میں تنبیہ فرماتے ہوئے رقم طراز ہوتے ہیں

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے
(الخ)

تفصیل میں جانے کا موقع نہیں بہر حال امام اہل سنت اعلی حضرت قدس سرہ نے ہندستانی مسلمانوں کی خصوصا اور تمام مسلمانوں کی عموما رہنمائی فرمائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج مذہب حق اہل سنت والجماعت کی پہچان آپ کی ذات اقدس کی طرف منسوب ہوکر کی جاتی ہے یعنی "مسلک اعلی حضرت"۔

جب امام احمد رضا کا علم وعمل چرچے میں آیا اور لوگوں نے امام کا کئی کئی زاویے اور نقطہ نظر سے مشاہدہ کیا تو وہ عرب ہوں یا عجم سب کے سب نے ایک زبان ہوکر ان کو اپنا امام و پیشوا اور "مجدد مائۃ حاضرۃ" تسلیم کیا۔ طرح طرح کے القاب وآداب سے یاد کیا، مکۃ المکرمہ میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے فقط آٹھ گھنٹے میں بلا کسی کتاب کی مدد کے محض قوت حافظہ سے علم غیب کے موضوع پر "الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیۃ" تحریر فرمائی اور ایک رسالہ نوٹ کے تعلق سے "کفل الفقیہ الفاہم باحکام القرطاس الدراہم" لکھا اور فرق باطلہ کے عقائد کی بیخ کنی کی اور مسئلہ شرعیہ حقہ کو واضح فرما کر عوام وخواص میں پیش کیا تو آپ کی شہرت کو اور چار چاند لگ گئے جو آج بھی حسام الحرمین کی شکل میں بطور امانت محفوظ ہے اور تب عرب وعجم کے علماء وفقہاء ومشائخ کے قلوب واذہان آپ کی طرف عقیدت مندانہ جھکنے لگیں اور امام احمد رضا مرجع عوام وعلماء ومشائخ بنے۔ امام احمد رضا کا فیضان عجم ہوں یا عرب سب پر برسا اور جم کر برسا، متعدد عربی علماء کرام مشائخ عظام نے آپ سے بیعت وارشاد کا رشتہ جوڑا۔ آپ نے عرب کے بہت سے علماء کرام فقہا عظام کو سند احادیث وافتا اور اجازت وخلافت عطا فرمائی ہے جسے تفصیل درکار ہو الاجازت المتینہ اور دیگر سوانحی کتابوں میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

الحمد للہ وہ سلسلہ نورانی اس دور سے لے کر آج تک جاری وساری ہے امام احمد رضا کے بعد عرب علماء نے سرکار سیدنا حضور مفتی اعظم سے اسی طور پر روابط ومراسم رکھے چنانچہ سرکار مفتی اعظم ہند کے بھی متعدد خلفاء ومریدین عربی ہیں۔ ان میں کچھ آج بھی بقید حیات ہیں اور خلفاء سلسلہ کا کام انجام دے رہے ہیں۔

اور آج بھی مفسر اعظم ہند کے نور نظر حجۃ الاسلام کے لخت جگر حضور مفتی اعظم کے جانشین امام احمد رضا کے علوم وکمال کے سچے وارث، جامع معقول ومنقول، حاوی اصول وفروغ امیر ملت، فقیہ امت، جامع محاسن اخلاق حمیدہ، بقیۃ السلف، حجۃ العلم والعمل، بحر العلوم، ممتاز المشائخ، عارف باللہ، شیخ الاسلام والمسلمین، مفتی اعظم، تاج الشریعہ بدر الطریقہ قاضی القضاۃ فی الہند استاذنا سیدنا ومولانا وملجانا حضرۃ العلام الشیخ المفتی محمد اختر رضا قادری ازہری دام ظلہ علینا کی شخصیت جامع الفضائل والکمالات اور مرجع علماء عوام ہے۔ آج آپ عرب وعجم ہر ایک کے لئے اعلی حضرت، حجۃ الاسلام، مفتی اعظم، مفسر اعظم علیہم الرحمہ کی حیثیت رکھتے ہیں مذکورہ برگزیدہ شخصیات کے القاب وآداب، علم وعمل فضل وکمال کے مصداق ہیں۔ آج پوری دنیائے سنیت کی اکثریت خواہ وہ علماء ہوں یا عوام آپ سے ارادت ونسبت رکھتے ہیں اور اس پر فخر کرتے نظر آتے ہیں۔

اللہ تعالی نے استاذ مکرم حضور تاج الشریعہ مدظلہ کو ہر میدان میں وہ مقام عطا فرمایا ہے جس کے فضائل احاطہ شمار سے باہر ہیں۔ آپ شریعت وطریقت اور حقیقت ومعرفت میں اونچا مقام رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عجم تو عجم جب عرب کے علماء کاملین آپ سے ملاقات کرتے ہیں تو آپ ہی کے ہوکر رہ جاتے ہیں۔

جب انگریزی داں ملکوں کے دانشور آپ سے بات کرتے ہیں تو آپ کی گفتگو سن کر انگشت بدنداں نظر آتے ہیں جسے اللہ نے توفیق بخشی کہ وہ ایمان کی دولت سے سرفراز ہوگا محض آپ کے جلوہ زیبا کی زیارت سے آغوش اسلام میں داخل ہوتے ہیں گویا آپ

کا جلوہ زیبا اسلام کی حقانیت کا مظہر ہے۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

حضرت تاج الشریعہ مدظلہ کے خدام جو حضور کے ساتھ باہر ممالک میں شریک سفر ہوتے ہیں اور فقیر مونس اویسی کے مشاہدے کے حوالے سے یہ تحریر لکھی جارہی ہے کہ عرب علماء جب حضور سے ملتے ہیں اور گفتگو کرتے ہیں تو ان علماء کی زبانیں تعریف وتوصیف بیان کئے بغیر نہیں رہتی ہیں اور آپ سے سند الحدیث والافتاء کے طالب ہوتے ہیں، اور تلمذ کے سلسلہ سے متعلق ہوجاتے ہیں اور ارادت وسلوک کی نسبت بھی چاہتے ہیں۔ چنانچہ عرب کے بڑے بڑے علماء وفقہا حضور کے تلمیذ ہیں اور سلسلہ رضویہ میں مجاز وماذون ہیں نیز اسناد احادیث وافتاء سے نوازے گئے ہیں۔

علمائے عرب کی بریلی تشریف آوری

محدث مکۃ المکرمہ حضرۃ العلام شیخ الشیوخ سید محمد بن علوی حسنی عباسی مالکی قدس سرہٗ السامی خلیفہ سرکار سیدنا حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ، استاذنا المکرم حضرت تاج الشریعہ مدظلہ کی دعوت پر بریلی شریف مرشد اجازت واعلیٰ حضرت علیہما الرحمہ کی بارگاہ میں حاضری کے لئے ۴ ربیع النور ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۵ راپریل ۲۰۰۴ء کو تشریف لائے، استاذی الکریم مدظلہ نے ان کے شایان شان استقبال کا انتظام فرمایا قرب وجوار کے مدارس کے علماء ومدرسین، مقررین، معززین کو دعوت دی گئی تمام حضرات شمالی ہندستان کے یکتائے روزگار بے مثال ادارہ جامعۃ الرضا مرکز نگر بریلی شریف وقت مقررہ پر تشریف لے آئے، علامہ علوی قدس سرہٗ العزیز کے قیام کا انتظام بریلی شریف کے ایک عمدہ ہوٹل اوبرائے آنند میں کیا گیا تھا۔ موصوف صبح ۱۰ ربجے تک بریلی شریف تشریف لائے

تقریباً ۱۲ ربجے دوپہر میں حضور تاج الشریعہ مدظلہ محدث اعظم ہندستان، محدث مکۃ المکرمہ حضرت علوی صاحب سے ملاقات کرنے ہوٹل پر تشریف لے گئے فقیر بھی حضور کے ساتھ تھا، جب وہاں پہنچے دونوں بزرگ ایک دوسرے سے ملے معانقہ ومصافحہ کیا اور آپس میں ایک دوسرے کی دست بوسی فرمائی اور دونوں بیٹھ گئے، گفتگو ہونے لگی دوران گفتگو حضرت تاج الشریعہ نے ہم لوگوں کا تعارف کرایا اور فرمایا یہ حضرات میرے تلامذہ ہیں۔ علامہ علوی بہت مسرور ہوئے دعائیں دیں۔ دوپہر کے طعام کا انتظام حضرت کے گھر پر تھا تھوڑی دیر بعد علامہ علوی تشریف لے آئے طعام کے بعد مزار اقدس پر حاضری دی اور جامعۃ الرضا تشریف لے گئے، وہاں حضور تاج الشریعہ نے حمدیہ اشعار جو عربی میں تحریر فرمائے ہیں ترنم میں پڑھے، شیخ علوی بہت متاثر ہوئے اور حضرت کی بے پناہ تعریف کی اور دوران تقریر حضور تاج الشریعہ مدظلہ کو "مفتی اعظم عالم" کے گرامی لقب سے سرفراز فرمایا اور فرمایا میں حضرت تاج الشریعہ کو اس مقام پر فائز محسوس کرتا ہوں جس سے الفاظ وحروف کی تعبیر آشنا نہیں اور پھر مختلف ملکوں کے دورے کا ذکر فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ آج مسلمان اسلامی تعلیم سے کوسوں دور ہے حضرت تاج الشریعہ کا جامعۃ الرضا قائم فرمانا خوش آئند ہے اور اس کا مستقبل روشن ہے۔ حضور تاج الشریعہ انہیں جبہ ودستار اور کچھ نذر ونیاز سے آداب مہمانی بجالائے اور اپنی تصانیف سے کچھ انہیں عنایت کیا، جب علامہ علوی نے "نموذج حاشیۃ الازہری" مرتب کردہ راقم الحروف کا ملاحظہ کیا تو بے انتہا خوشی کا اظہار فرمایا اور محدث حنفی، محدث عظیم، عالم کبیر وغیرہا القاب وآداب کے ساتھ یاد کیا راقم کا نام جب دیکھا تو میری طرف نظر عنایت کی اور دعائیں دیں اور فرمایا کہ برکات الٰہیہ میں اللہ تعالیٰ بے پناہ حصہ تمہیں عطا فرمائے، اسی شام کو علامہ علوی بریلی شریف

سے روانہ ہوئے، اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور غریق رحمت کرے۔

بغداد شریف میں محلہ اعظمیہ کے امام اعظم مسجد کے امام وخطیب حضرۃ العلام الشیخ محمد عمر بن سلیم المہدی الدباغ مدظلہ، پچھلے سال جامعۃ الرضا میں شیخ الادب کے عہدے پر فائز تھے، فقیر کے آپ کے ساتھ کئی مہینے گزرے ہیں، شیخ صاحب حضرت تاج الشریعہ اور صدر العلماء علامہ تحسین رضا قدس سرہ کی تعریف و توصیف بڑی عقیدت مندانہ انداز میں فرماتے تھے، شیخ نے حضور تاج الشریعہ مدظلہ کی شان میں عربی میں منقبت بھی لکھی جو انہوں نے عرس رضوی ۲۰۰۷ء میں جامعۃ الرضا میں ۲۴ رصفر کو منعقدہ امام احمد رضا کانفرنس میں پڑھی علمائے کرام بے پناہ محظوظ ہوئے شیخ نے فقیر سے فرمایا کہ حضرت تاج الشریعہ مدظلہ سے سند الحدیث والافتاء اور اجازت وخلافت کے لئے سفارش کیجئے فقیر نے حضرت سے عرض کیا اور حضور تاج الشریعہ نے ۱۲/ ربیع النور کی پر رونق محفل میں انہیں اس فیضان سے مالا مال فرمایا جس کا اعلان بھی فقیر ہی نے کیا تھا، انشاء اللہ کسی دوسرے موقع سے اور باتیں قلمبند کرکے قارئین کی خدمت میں حاضر کرنے کی کوشش کروں گا۔

اس سال عرس رضوی کے موقع سے فلسطین سے سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ اور نابلس شہر کے ادارہ جامع کبیر کے فقہ وعقائد کے استاذ حضرۃ العلام شیخ جمیل بن عارف حسینی شافعی اشعری دام ظلہ تشریف لائے اور اس موقع سے تین خطاب فرمائے جس میں انہوں نے حضور تاج الشریعہ کی بے پناہ تعریف کی اور اجازت وخلافت اور سند الحدیث کے طالب ہوئے حضور نے انہیں بھی عطا فرمایا۔ شیخ جمیل نے فرمایا کہ حضور تاج الشریعہ کی ذات وہ ذات ہے کہ ان کے توسل سے دعائیں مانگی جائیں تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور قبول فرمائے گا۔ شیخ فلسطین حضرۃ العلام سید جمیل بن عارف حسینی شافعی اشعری نے اپنے خطاب میں عقائد پر زور دیا اور اشعریہ وماتریدیہ کے عقائد حقہ کو واضح فرماتے ہوئے بتایا کہ آج کے پرفتن ماحول میں ماتریدی واشعری عقائد سے منحرف کرنے کا ماحول گرم ہے ہر طرف سے اہل سنت والجماعت پر حملے ہیں، اہل سنت والجماعت کے متبعین کے ایمان کے درپے ہیں، اگر غور کریں تو مخالفین اسلام پوری دنیا میں اسلام کے خلاف خاموش جنگ میں مصروف ہیں ہمیں ضرورت ہے کہ ایسے وقت میں اپنے ائمہ کرام کی روش پر ثابت قدم رہیں اور اس کے پیچھے علمائے اہل سنت بالخصوص شیخ الاسلام والمسلمین عارف باللہ مجدد اہل السنۃ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی محنت شاقہ مضمر ہیں جب کہ ان کے خلاف وہابیہ نجدیہ، غیر مقلدیہ ہمہ تن مصروف رہتے ہیں جب ہم امام ہمام سیدنا مولانا محمد احمد رضا خاں مجدد سے متعارف ہوئے ان کی تحریریں مطالعہ کیں اور پھر یہ جانا کہ ہندستان میں عقائد کی نشر واشاعت کرنے والوں میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا زبردست حصہ ہے نیز مدعیان اسلام نام نہاد ظلمہ گو کے عقائد باطلہ کے رد کرنے والے ہیں تو بے پناہ مسرت ہوئی اور میرے دل میں شوق پیدا ہوا کہ میں ہندستان جاکر ان کی بارگاہ میں حاضری دوں، جب میں ہندستان پہنچا تو ان کی شخصیت پر گفتگو ہوئی اور یہ معلوم ہوا کہ ہندستان میں اہل سنت والجماعت کو مسلک اعلیٰ حضرت سے بھی جانتے پہچانتے ہیں۔ یعنی پیروکار مسلک اعلیٰ حضرت والے اہل سنت والجماعت ہیں۔ سبحان اللہ یہ عظیم نسبت کہ سنیت کی پہچان اعلیٰ حضرت کی شخصیت کی طرف ہوکر ہورہی ہے۔ یہ انعام الٰہی ہے۔ **ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء** اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو عقائد اشعریہ وماتریدیہ پر ثابت قدم رکھے اور غیروں کو ہدایت دے وہ راہ راست

پر آجائیں۔ شیخ نے اپنی تینوں تقریروں میں حضرت تاج الشریعہ مدظلہ کی تعریف و توصیف کی اور آپ کے لئے شیخ الاسلام والمسلمین، عارف باللہ، شیخ الکامل جیسے القابات کا استعمال فرمایا، ۲۴ صفر المظفر ۱۴۲۹ھ کو "امام احمد رضا ٹرسٹ" کی حضور تاج الشریعہ مدظلہ کی صدارت میں سالانہ میٹنگ بمقام علامہ حسن رضا کانفرنس ہال مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف میں ہوئی جس میں شیخ جمیل مدظلہ نے شرکت فرمائی جامعہ دیکھ کر نہایت خوش ہوئے پھر جامعہ کے نظام تعلیم سے متعلق فقیر سے گفتگو کی، میں نے اختصار کے ساتھ جامعہ کے نظام تعلیم اور اصول وضوابط بتائے، سن کر بہت محظوظ ہوئے میٹنگ میں شیخ کو مائک پر مدعو کیا گیا شیخ کو جو معلوم تھا اسے بیان کرتے ہوئے مفید مشوروں سے نوازا ساتھ ہی یہ فرمایا کوشش رہے کہ یہ جامعہ عالمی جامعات میں شمار ہو اور امام رضا کا فیضان عام ہو۔

مجلسی گفتگو میں ذکر کیا کہ امام ہمام اعلیٰ حضرت کی چند کتابیں مجھے ملیں مطالعہ کیا بہت خوب ہیں مجھے ان کی تصنیفات درکار ہیں اور ضرورت ہے کہ ان کے عقائد ونظریات اور خدمات کو عام سے عام تر کیا جائے، "شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام" تعریب حضرت تاج الشریعہ اور "تحقیق ان ابا ابراہیم تارح لا آزر" تصنیف تاج الشریعہ اور دیگر چند کتابیں شیخ کو دی گئیں انہوں نے اپنے دو روزہ قیام میں مطالعہ فرمانے کے بعد اس پر تقریظ بھی تحریر فرمادی۔ شیخ جمیل مدظلہ مولانا سید ابدال حنفی رضوی آندھرا پردیش اور مولانا غلام احمد رضا شافعی رضوی بھیونڈی کی دعوت پر انڈیا تشریف لائے یہ دونوں حضرات شیخ کے تلمیذ ہیں۔ شیخ جمیل نے ۲۶ صفر المظفر ۱۴۲۹ھ کو حضرت تاج الشریعہ سے رخصت اجازت لی اور یہاں سے سلسلۂ نقشبندیہ کے عظیم المرتبت بزرگ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضری کے لئے سرہند پنجاب روانہ ہوگئے۔

اول الذکر شیخ حضرت علامہ علوی مالکی قدس سرہٗ، حضرت علامہ مولانا یٰسین اختر مصباحی، حضرت مولانا ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم، حضرت علامہ مولانا محمد شمس الہدیٰ رضوی، حضرت علامہ مولانا محمد شعیب رضا نعیمی صاحبان کی کوششوں سے حضور تاج الشریعہ کی دعوت پر بریلی رونق افروز ہوئے تھے۔ ثانی الذکر حضرۃ العلام شیخ عمر بن سلیم المہدی مدظلہ، شہزادہ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا محمد عسجد رضا مدظلہ کی تحریک پر حضرت تاج الشریعہ کے مریدین کے توسط سے بالخصوص جناب محمد طارق رضوی صاحب کی کوشش سے جامعۃ الرضا میں تدریسی خدمت انجام دینے کے لئے بلائے گئے تھے۔

تینوں شیوخ سادات سے ہیں جب انہیں بتایا گیا کہ امام احمد رضا سادات کی تعظیم کس درجہ کرتے تھے اور یہ خانوادہ سادات کرام کے ساتھ کس احترام کے ساتھ پیش آتا ہے تو بہت خوش ہوئے اور غالباً شیخ عمر سلیم مدظلہ نے فرمایا کہ عاشق رسول علیہ السلام کی یہی شان اور پہچان ہوتی ہے۔

شیخ علوی مالکی، شیخ عمر مہدی حنفی، شیخ جمیل نقشبندی شافعی کے لبہائے مبارکہ سے حضرت تاج الشریعہ مدظلہ کی شان میں تعریف وتوصیف کے جو جملے صادر ہوئے القاب وآداب کے الفاظ جاری ہوئے وہ فقیر نے سنا ہے اور کیسٹوں میں ان کی تقریریں بھی محفوظ ہیں۔

اب ذرا یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ علمائے عرب کے قلم مبارک شان تاج الشریعہ میں کیا رقم کرتے ہیں۔ جن علمائے عرب کے قلم سے صادر کلمات تحریر کئے جارہے ہیں وہ عرب دنیا میں بڑے عالم کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ ان کی شان نہایت عالی ہیں ان کی تحریریں اسی درجہ مقبول اور عالی ہیں

پڑھیے اور اندازہ کیجئے کہ حضرت تاج الشریعہ مدظلہ کا علمائے عرب کی نظر میں کیا مقام و مرتبہ ہے۔ یہ بڑے بڑے علماء حضور تاج الشریعہ کے متعلق کیا نظریہ رکھتے ہیں۔

استاذ الفقہا المحققین والمدققین، تاج الشریعہ، بدرالطریقہ، شیخ الکامل استاذ نا ومولانا سیدنا وسندنا حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہ قاضی القضاۃ فی الہند، مفتی الاعظم فی الہند کے فضل وکمال، علم وعمل، تقویٰ وفتویٰ سے کون نہیں واقف دانشوران عظام کا طبقہ بخوبی جانتا مانتا ہے کہ حضور تاج الشریعہ علم کے سندر اور بے شمار خوبیوں کے مالک ہیں، مصر کے ایک استاذ محمد محمد شاکر نے اپنے ایک تحقیقی مقالہ میں تحریر کیا ہے کہ آزر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد ہیں جب کہ آزر والد نہیں چچا ہیں اور آپ کے والد تارح /تارخ ہیں، حضرت سیدی تاج الشریعہ مدظلہ نے جب یہ مقالہ پڑھا تو فقیر سے اس کے رد کا املاء کرایا اور اس کا نام "تحقیق ان ابا ابراہیم تارح لا آزر" رکھا پھر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا قدس سرہٗ کی ایمان افروز کتاب "شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام" کی تعریب فرمائی یہ دونوں نوری رسالہ ایک ساتھ ضم کر کے شائع کردیئے گئے ہیں اور عرب سے بھی چھپ چکے ہیں۔ جب یہ علمائے عرب کے ہاتھوں میں پہنچی اور انہوں نے اس کا مطالعہ کیا تو انہوں نے اس پر تقریظیں لکھیں اس میں انہوں نے امام اہل سنت کو بڑے ادب سے بڑے بڑے القاب وآداب سے یاد کیا ہے اور حضور تاج الشریعہ مدظلہ کی شان میں جن القاب وآداب کا استعمال فرمایا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ عرب علماء آپ سے کس درجہ متاثر اور آپ کے علم وعمل کے معترف ہیں، میں ان کی تقریظات مبارکہ سے ان مقامات کو نقل کرتا ہوں جو القاب وآداب پر مشتمل ہیں۔

حضرت علامہ عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن مانع حمیری عمید کلیۃ الامام مالک للعلوم الشریعۃ دبئی آپ عرب دنیا کے مرجع عوام و علماء، عالم وفاضل ہیں اور دبئی حکومت کے وزیر اوقاف رہ چکے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔ "فقد اطلعت علی حاشیۃ الشیخ العارف باللہ المحدث محمداختر رضا الحنفی القادری الازہری الخ"

اس میں انہوں نے حضور تاج الشریعہ کو عارف باللہ، محدث، شیخ سے یاد کیا۔ حضرت علامہ سید عبداللہ بن محمد بن حسن بن فدعق ہاشمی مکی۔ آپ مکہ معظمہ کے شیخ اور عالم وفاضل ہیں۔ علامہ شیخ علوی مالکی علیہ الرحمہ کے شاگرد ہیں، عرب علماء میں اونچی شان کے مالک ہیں۔ آپ فرماتے ہیں

"فضیلۃ الامام الشیخ محمداختر رضاخان الازہری المفتی الاعظم فی الہند الخ"

انہوں نے امام شیخ مفتی اعظم ہند سے یاد کیا، حضرت علامہ ابومحمد شیخ موسیٰ عبدہ یوسف اسحاق مدرس الفقہ والعلوم الشرعیہ وثانویۃ الاشراف الاسحاقیۃ الصومالیہ، آپ صومالیہ کے بڑے عالم اور استاذ ہیں، تحریر فرماتے ہیں:

حفیدہ (امام اھل سنۃ) الازہری الاستاذ الاکبر، تاج الشریعۃ فضیلۃ الشیخ محمداختر نفعنا اللہ بعلومہ وبارک فیھا۔

استاذ اکبر، تاج الشریعہ، فضیلۃ الشیخ سے یاد کیا۔ حضرت علامہ شیخ واثق فواد عبیدی مدیر ثانویہ شیخ عبدالقادر کیلانی قدس سرہٗ رقمطراز ہیں:

وفق اللہ شیخنا الجلیل، صاحب الرد القاطع، مرشد السالکین المحفوظ برعایۃ رب العالمین، العالم الفاضل محمداختر رضاخان الحنفی

القادری الازهری وجزاه خیرمایجازی عبدآمن عباده الخ اور ایک دوسرے مقام پر اسی میں لکھتے ہیں:

التی قالها بفهمه الطیب، وترجمها بیده المبارکة الشیخ تاج الشریعه العلامة محمداختر رضاخان الحنفی القادری الأزهری الخ

شیخنا الجلیل، صاحب ردقاطع، مرشد سالکین، محفوظ برعایة رب العالمین، عالم فاضل، شیخ، تاج الشریعہ علامہ سے یاد فرمایا۔ حضرت شیخ جمال عبدالکریم الدبان مفتی دیار عراقیہ بغداد، آپ بغداد کے مفتی اور بڑے رتبے کے عالم ہیں رقم طراز ہیں:

وقد متع نظری وسبح فکری فیما کتبه الامام العلامة القدوة صاحب الفضیلة الشیخ محمداختر رضا الحنفی القادری ادامه الله و حفظه و نفع المسلمین ببرکته۔

امام علامہ قدوہ صاحب فضیلت شیخ سے یاد کیا۔

شیخ الہند شیخ الشیوخ علامہ تاج الشریعہ دام ظلہ العالی کا مقام ومرتبہ علمائے عرب کے نزدیک کتنا بڑا ہے، ہم مسلمانان ہندان پر جتنا ناز کریں کم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہم ہندستانیوں کو اتنا بڑا عظیم الشان شیخ کامل عطا کیا ہے۔ آج حضرت کی جو شان ہے وہ غیر کیا بیان کرسکتا ہے خود حضرت سے سنئے آپ تحدیث نعمت کے طور پر فرماتے ہیں ع

مفتی اعظم کا ذرہ کیا بنا اختر رضا
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

جب حضرت تاج الشریعہ کا یہ عالم ہے تو مفتی اعظم، حجۃ الاسلام، اعلیٰ حضرت علیہم الرحمہ کی کیا شان ہوگی۔

ارباب علم ودانش کی نظر میں

مولانا احمد علی قادری رضوی، بانسہ شریف۔ بارہ بنکی ☆09415189106

(۱) **حضور مفتی اعظم ہند:** ''اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں۔ یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے۔ اب تم اس کام کو انجام دو۔ میں تمہارے سپرد کرتا ہوں۔''

لوگوں سے مخاطب ہو کر مفتی اعظم نے فرمایا:

''آپ لوگ اب اختر میاں سلمہٗ سے رجوع کریں انہیں کو میرا قائم مقام اور جانشیں جانیں۔'' (مفتی اعظم اور انکے خلفاء ج:۱،ص:۱۵۲)

(۲) **حضور قطب مدینہ:** حضور قطب مدینہ علامہ مفتی ضیاء الدین رضوی علیہ الرحمہ فرماتے: مجھے میرے مرشد حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے جو کچھ ملا ان خانوادے کے شہزادوں مولانا ابراہیم رضا خاں، مولانا ریحان رضا خاں اور مولانا اختر رضا خاں کو عطاء کردیا۔ (سوانح قطب مدینہ)

(۳) **حضور سید العلماء:** حضور سید العلماء مفتی سید شاہ آل مصطفیٰ برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ نے (حضور تاج الشریعہ کو) جمیع سلاسل کی اجازت وخلافت عطا فرمائی اور دعاؤں سے نوازا (مفتی اعظم اور انکے خلفاء ص:۱۶۲)

(۴) **حضور مجاہد ملت:** ایک صاحب کی والدہ حضور مجاہد ملت سے مرید ہونا چاہی تو آپ نے فرمایا ''میاں! سرکار اعلیٰ حضرت کے شہزادے حضرت ازہری میاں کی موجودگی میں ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ میں مرید کروں انہیں سے مرید کروائیے۔''

دوسری روایت ہے کہ ''حضرت نے فرمایا کہ میں حضرت ازہری میاں صاحب کے سامنے سے ہو کر کیسے گذر سکتا ہوں اخیر کار عقبی دروازے سے حضرت اندر تشریف لے گئے اور فرماتے کہ کوئی تیز آواز میں نہ بولے کہ حضرت ازہری میاں تشریف فرما ہیں، آہستہ بولو شہزادے قیام فرما ہیں'' (راوی، مولانا عبد المصطفیٰ حشمتی، ردولی شریف)

(۵) **قاضی شمس العلماء:** ایک دن ہم تمام طالب حضرت قاضی (قاضی شمس العلماء علامہ شمس الدین رضوی جونپوری تلمیذ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ) صاحب کے درس میں موجود تھے اور حضرت پڑھا رہے تھے۔ ایک بزرگ صفت انسان تشریف لائے۔ قاضی صاحب نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا۔ آنے والے کو اپنی مسند پر بٹھایا اور خود مؤدب ہو کر بیٹھ گئے اور طالب علموں کے ذہن ودماغ میں کیا تاثر ابھرا؟ اس کو میں نہیں بتا سکتا۔ البتہ میں نے محسوس کیا، قاضی صاحب جیسی شخصیت۔ اللہ اللہ ان کی علمی شان وشوکت کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے ان کے سامنے طفل مکتب معلوم ہوتے تھے اپنے اساتذہ میں سے کسی سے میں نے دریافت کیا، حضرت کون ہیں فرمایا یہ حضرت ازہری میاں قبلہ ہیں۔

(راوی مولانا شمشاد حسین رضوی۔ بدایوں)

(۶) **حضور احسن العلماء**: ۱۴؍۱۵؍نومبر ۱۹۸۲ء کو مارہرہ مطہرہ میں عرس قاسمی کی تقریب میں حضرت احسن العلماء مولانا مفتی سید حسن میاں برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ (علیہ الرحمہ) نے جانشین مفتی اعظم کا استقبال قائم مقام مفتی اعظم علامہ ازہری زندہ باد کے نعرہ سے کیا اور مجمع کثیر میں علماؤ مشائخ اور فضلاؤ دانشوروں کی موجودگی میں جانشین مفتی اعظم کو یہ کہہ کر۔

''فقیر آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ کے سجادہ کی حیثیت سے قائم مقام مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب کو سلسلۂ قادریہ برکاتیہ نوریہ کی تمام خلافت واجازت سے ماذون و مجاز کرتا ہوں۔ پورا مجمع سن لے تمام برکاتی بھائی سن لیں اور یہ علماء کرام (جو عرس میں موجود ہیں) اس بات کے گواہ رہیں۔'' (مفتی اعظم اور انکے خلفاء ۷ اص:۱۶۲)

(۷) **حضور مفسر اعظم ہند**: ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی لکھتے ہیں: ''والد ماجد مفسر اعظم ہند نے اپنے فرزند ارجمند کو قبل فراغت علم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا جانشین بنایا اور ایک تحریر بھی عنایت فرمائی۔''

حضرت رحمانی میاں علیہ الرحمہ نے ماہنامہ اعلیٰ حضرت میں بعنوان کوائف دارالعلوم میں تحریر فرماتے ہیں ''بوجہ علالت (والد ماجد) یہ توقع نہیں کہ اب زیادہ زندگی ہو بنا بریں ضرورت تھی کہ دوسرا قائم مقام ہو۔ لہٰذا اختر رضا سلمہٗ کو قائم مقام، و جانشین اعلیٰ حضرت بنا دیا گیا، جانشین کا عمامہ باندھا گیا اور عبا پہنائی گئی۔ (ایضاً ۱۶۳)

(۸) **علامہ تحسین رضا خاں**: الحمدللہ کہ حضرت علامہ ازہری میاں سلمہٗ نے باوجود گوناگوں مصروفیات اور علالت طبع اس کا ترجمہ (المعتقد) فرمایا تا کہ اس کا فائدہ عام ہو جائے۔ اس کا بالاستیعاب مطالعہ تو میں نہ کرسکا مگر جستہ جستہ جو مقامات میں نے دیکھا اس سے بڑی خوشی ہوئی کہ بہت سلیس اور بامحاورہ ترجمہ کیا ہے (المعتقد ص:۳۸)

(۹) **شارح بخاری**: حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی سابق صدر شعبۂ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ یوپی جو تقریباً گیارہ سال تک بریلی شریف میں حضور مفتی اعظم ہند کی سرپرستی میں فتاویٰ لکھتے رہے اور جنہیں مفتی اعظم کی عمر ہی میں نائب مفتی اعظم کہا اور لکھا جاتا رہا ان کی زبانی راقم سطور نے کئی بار ان کا یہ تاثر سنا کہ ''حضرت مفتی اعظم ہند کو اپنی زندگی کے آخری پچیس سالوں میں جو مقبولیت وہر دل عزیزی حاصل ہوئی وہ آپ کے وصال کے بعد ازہری میاں کو بڑی تیزی کے ساتھ ابتدائی سالوں ہی میں حاصل ہوگئی اور بہت جلد لوگوں کے دلوں میں ازہری میاں نے اپنی جگہ بنالی (علامہ یاسین اختر مصباحی)

(۱۰) **علامہ ارشد القادری**: اللہ تعالیٰ نے حضور ازہری میاں کو زبردست مقبولیت دی ہے۔ ایسی مقبولیت تو دیکھنے میں نہ آئی۔ دیکھو تو یہی کہ ازہری میاں کو مختلف جگہ پروگرام میں جانا تھا رانچی ایئر پورٹ پر اترے پھر بذریعہ کار فلاں جگہ پہنچنا تھا مگر رانچی میں ان سے ملنے کیلئے ہزاروں میکشوں کی بھیڑ جمع ہوگئی تھی۔ جب کہ رانچی میں رکنا نہ تھا۔ صرف وہاں سے گذرنا تھا۔ مگر آناً فاناً اتنے لوگوں کا اکٹھا ہو جانا بڑی بات ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دوسری مخلوق لوگوں کے کانوں تک بات پہنچا دیتی ہے اور آناً فاناً سب جمع ہو جاتے ہیں۔ (راوی مفتی عابد حسین نوری۔ ٹاٹا)

(۱۱) **علامہ محمد مشاہد رضا خاں حشمتی**: فقیر حقیر نے کتاب بنام ''ٹائی کا مسئلہ'' (مصنفہ علامہ اختر رضا خاں قادری مدظلہٗ العالی) بغور وخوص مطالعہ کیا اپنے دلائل کے لحاظ سے وہ فتویٰ (علامہ ازہری میاں صاحب قبلہ کا فتویٰ ''ٹائی کا مسئلہ'') کسی کی تصدیق کا محتاج نہیں ہے پھر بھی امتثال امر کے لئے فقیر تصدیق کرتا ہے۔ (ٹائی کا مسئلہ)

(۱۲) **علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی**: حضرت تاج الشریعہ نے ان اہم مباحث کا سلیس اردو زبان میں ایسا برجستہ ترجمہ (المعتقد المنتقد) فرمایا ہے کہ ترجمہ ہی سے مفہوم واضح ہو جاتا ہے اس کے باوجود جابجا پیچیدہ مسائل کی ایسی عقدہ کشائی کی

ہے کہ بے اختیار زبان سے نکل پڑتا ہے کہ یہ اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم کے فیض سے تاج الشریعہ ہی کا خاصہ ہے۔(المعتقد ص:۳۶)

(۱۳) **علامہ عبدالحکیم شرف قادری**: حضورتاج الشریعہ سے حضرت کے روابط بہت گہرے تھے سفر پاکستان کے موقع پر والد گرامی علیہ الرحمہ سے مسائل شرعیہ پر سنجیدہ ماحول میں گفتگو ہوا کرتی تھی حضرت والد ماجد قدس سرہ حضورتاج الشریعہ کے علم وفضل، فقہی بصیرت اور حدیث دانی کے معترف تھے۔(بروایت ڈاکٹر سدیدی)

(۱۴) **مفتی اعظم راجستھان**: اللہ رب العزت نے حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہ العالی کو بے شمار فضائل اور مناقب جلیلہ سے نوازا ہے میں آپ کے علم وفضل، حزم و اتقاء، تصنیفی، فقہی، تبلیغی خدمات سے بہت متاثر ہوں، عربی ادب میں آپ حضور حجۃ الاسلام حضرت علامہ الشاہ مفتی حامد رضا قادری علیہ الرحمہ کے پرتو ہیں نیز حضور سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی کا آپ پر خصوصی فیضان ہے جس کی واضح نظریہ ہے کہ ایشیا و یورپ کی بلند آہنگ چوٹیوں پر آپ کی عظمتوں کے پرچم لہرا رہے ہیں۔ اور آپ کی علمی جلالت و شخصی وجاہت کے آگے بڑے بڑوں کے سر خمیدہ نظر آتے ہیں۔(معارف مفتی اعظم راجستھان ص:۳۸۳)

(۱۵) **علامہ فیض احمد اویسی**: حضرت تاج الشریعہ نے المعتقد اور المستند کا ترجمہ فرمایا فقیر نے سعادت سمجھ کر کتاب مذکور کا مطالعہ کیا۔ اس سے فقیر علمی طور پر خوب مستفید ہوا۔ فقیر یقین اور نہایت وثوق سے عرض کرتا ہے کہ عوام کیلئے تو عقائد کے معاملات میں بلاشبہ یہ ترجمہ شریف رہبر و ہادی ہے لیکن علماء کرام کیلئے بھی بہترین دستاویز ہے(المعتقد ص:۵۲)

(۱۶) **مفتی عبداللطیف - گوجرانوله**: فقیر نے کتاب مستطاب کا اردو ترجمہ کہیں کہیں سے ملاحظہ کیا الحمدللہ جانشین مفتی اعظم ہند تاج الشریعہ حضرت العلام المفتی محمد اختر رضا خاں قادری مدظلہ العالی نے بڑی عرق ریزی سے یہ ترجمہ فرمایا ہے۔

یقیناً حضورتاج الشریعہ مدظلہ العالی ہر حوالے سے اپنے آباء واجداد کے سچے جانشین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ اہلسنت پر دراز فرمائے۔(المعتقد ص:۲۶)

(۱۷) **علامہ عبداللہ خاں عزیزی**: حضرت علامہ و مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی جانشین حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان کے رسالہ مبارکہ مسماۃ (ٹائی کا مسئلہ) پاک کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا۔ حضور مفتی اعظم ہند کے فتویٰ اور حضرت مصنف علامہ کے دلائل و براہین سے احقر کو انشراح صدر حاصل ہوا کہ ٹائی کا استعمال کرنا ناجائز وحرام ہے۔ مسلمانوں کو اس سے احتراز کرنا چاہئے۔(ٹائی کا مسئلہ ص ۴۱)

(۱۸) **مولانا سید اویس مصطفی واسطی**: فقیر قادری کو جانشین مفتی اعظم ہند حضرت علامہ ازہری میاں صاحب سے بارہا ملاقات کا شرف حاصل ہوتا رہتا ہے یہ ملاقات و رابطے دیرینہ تعلقات کے باعث ہیں جو خانقاہ بلگرام اور خانقاہ بریلی میں ہمیشہ سے رہا ہے۔

موصوف کو خانوادۂ رضویت میں وہ مقام حاصل ہے کہ تاج الشریعہ اور قاضی القضاۃ جیسے اعلیٰ خطاب سے یاد کئے جاتے ہیں۔(المعتقد ص:۴۳)

(۱۹) **علامہ ابوالنصر خلیفۂ قطب مدینہ**: حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب خاندان اعلیٰ حضرت کے فاضل محقق ہیں جن کے فیضان سے ایک زمانہ مستفید و مستفیض ہو رہا ہے اب اہلسنت کا یہ فریضہ ہے کہ وہ اس کتاب (المعتقد) کا مطالعہ کر کے اسے دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کریں (المعتقد ص:۵۵)

(۲۰) **مفتی نعیم اختر نقشبندی لاهوری**: حضور مفتی اختر رضا صاحب کا علمی مقام کا کیا کہنا اس کتاب (المعتقد) کے بارے میں صرف اتنا ہی کہوں گا کہ یہ کتاب حضرت کے عربی ادب پر مہارت کی دلیل ہے۔ اور یہ کتاب ثابت کرتی ہے کہ آپ واقعی جانشین مفتی اعظم ہند ہیں۔(المعتقد ص:۵۸)

(۲۱) **علامہ سید علوی مالکی**: جانشین مفتی اعظم

علامہ محمد اختر رضا خاں ازہری قادری بریلوی دامت برکاتہم القدسیہ ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۸ء میں جب حج و زیارت کیلئے تشریف لے گئے تو علامہ سید محمد علوی مالکی نے اپنی تصنیف کردہ کتابیں عنایت فرمائیں اور بہت ہی قدر و منزلت کی نظر سے دیکھا امام احمد رضا قادری بریلوی کے پوتے ہونے کی حیثیت سے اور حضور مفتی اعظم قدس سرہ کے جانشیں کی وجہ سے بہت عزت افزائی فرمائی اور دعائیہ کلمات سے نوازا (مفتی اعظم اور انکے خلفاء ص: ۵۱۷)

(۲۲) **پروفیسر مسعود احمد مظہری**: اس (امام احمد رضا) کے جانشیں اس کے پرپوتے علامہ اختر رضا خاں ازہری ہیں، بڑے متقی اور عالم باعمل ۱۹۸۳ء میں پاکستان تشریف لائے۔ ازراہ کرم غریب خانے پر ٹھٹھہ بھی تشریف لائے، ایک عربی نعت کی فرمائش کی۔ قلم برداشتہ اسی وقت لکھ دی، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ عربی زبان نے امام احمد رضا کے گھرانے میں گھر کر رکھا ہے، یہ اسی گھرانے کا امتیاز خاص ہے۔ (اجالا ص: ۲۶)

(۲۳) **شیخ ابوبکر قادری (کیرالا)**: سماحۃ المفتی حضرت علامہ شیخ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری الازہری صاحب متعنا اللہ بطول حیاتہ المبارکہ کی شخصیت عالم اسلام میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے آپ امام اہلسنت مجدد اعظم کی مسند کے سچے جانشین اور قابل اعتماد مفتی ہیں۔ آپ نے جامعۃ الرضا بریلی شریف میں قائم کر کے اہلسنت پر احسان عظیم فرمایا ہے (اقتباس تقریر امام احمد رضا کانفرنس بموقع عرس رضوی)۔

(۲۴) **علامہ محمد غفران صدیقی (امریکہ)**: فقیر حقیر غفرلہ آج آستانہ عالیہ رضویہ حاضر ہوا تو حضور جانشین سرکار مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار مفتی اعظم اہل سنت حضرت علامہ ازہری میاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی قدم بوسی نصیب ہوئی۔ سرکار مدظلہ العالی نے فتوی ٹائی کے متعلق عطا فرمایا حقیقت یہ ہے کہ حضرت نے GROLIER ENCYLPEDIA کی اصل فوٹو اسٹیٹ کاپی دے کر اہل اسلام پر حجت قائم کر دی ہے اور پھر شرعی حیثیت سے جو حکم فرمایا ہے وہ آپ کا ہی حصہ ہے۔ مولیٰ کریم اہل اسلام کو اپنا ظاہر اور باطن اپنی سرکاروں کی طرح بنانے کی توفیق و ہمت عطا فرمائے۔ (ٹائی کا مسئلہ ص ۳۶)

(۲۵) **مفتی مجیب اشرف رضوی**: حضرت والا مرتبت جانشین حضور مفتی اعظم ہند علامہ مولانا اختر رضا صاحب قبلہ کا تحقیقی جواب ٹائی کے عدم جواز کے بارے میں نظر سے گزرا جو بلاشبہ حق و صواب اور دلائل شرعیہ سے مبرہن ہے۔ (ٹائی کا مسئلہ ص ۴۲)

(۲۶) **علامہ بدر القادری۔ ہالینڈ**: ہالینڈ اور بیلجیم کے اندر سلسلہ رضویہ کی اشاعت ہو رہی ہے۔ کئی خانوادوں کو بریلی شریف بھیج کر داخل سلسلہ کرایا گیا ہے۔ بعض لوگوں نے حرمین طیبین کی سرزمین پر جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری دامت برکاتہم العالیہ کے دامن سے وابستگی حاصل کی ہے اور ایک بار کے سفر ہالینڈ کے دوران حضرت جانشین مفتی اعظم نے "قادریت رضویت" کے انوار سے اس خطہ تاریک کو خود رونق بھی بخشی ہے۔

رہے یہ جاری قیامت تک ان کا فیض عام
جہاں میں پھولے پھلے باغ رضوی نوری (بدر)

(تاجدار اہلسنت ص ۲۲۵)

(۲۷) **مولانا آل مصطفیٰ کٹیہاری**: اصل کتاب اور حاشیہ کا سلیس اردو ترجمہ (المعتقد) کر کے کتاب کے اہم اور ضروری مباحث کو اردو داں طبقہ تک پہنچا کر ان کے عقائد و افکار کی اصلاح اور تحفظ کا جو قابل قدر کارنامہ انجام دیا گیا۔ وہ بجا طور پر قابل تحسین و قابل مبارکباد ہے ایک زبان کو دوسری زبان میں منتقل کرنا وہ بھی ترجمہ کے اصول کو پیش نظر رکھ کر، ایک مشکل کام ہے۔ خصوصاً جب کہ علم کلام کی فنی باریکیوں اور مصطلحات کی تعبیر ایک اہم مسئلہ ہو، مگر ایسے مقام پر حضور والا (حضور تاج الشریعہ) نے ترجمے میں تعبیر و تفہیم کا بھرپور لحاظ و خیال فرمایا ہے۔ (المعتقد ص ۶۳، ۶۴)

کے خلفاء

علی اشرف چاپدانوی، آئی ۱۲۸ر پہاڑ پور روڈ، کولکاتا۔۲۴☆9330830131

مفتی ولی محمد قادری رضوی (باسنی ناگور)

مولانا مفتی ولی محمد صاحب رضوی ۹ر رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۷ء کو سرزمین باسنی ضلع ناگور، راجستھان میں پیدا ہوئے۔ آپ نے باسنی کے قابل فخر اساتذہ حضرت علامہ غلام محمد صاحب قبلہ اور مولانا ظہور احمد صاحب اشرفی علیہ الرحمہ سے عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی دار العلوم غریب نواز سے الہ آباد سے درس نظامی کی تکمیل کے بعد ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۳ء میں سند فضیلت حاصل کی۔

فراغت کے بعد آپ نے تدریس کی طرف توجہ کی اور تادم تحریر اس اہم کام میں مصروف و منہمک ہیں۔ ۸ر صفر المظفر ۱۴۰۰ھ/ میں آپ کو بیعت کا شرف تاجدار اہلسنت مفتی اعظم ہند مصطفےٰ رضا خاں بریلوی قدس سرہ سے ہے۔ تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری سے بے طلب اجازت وخلافت حاصل ہے نیز امین ملت ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی اور حضور مفتی اعظم راجستھان علامہ مفتی اشفاق احمد نعیمی صاحب نے بھی اجازت و خلافت سے سرفراز کیا ہے۔

آپ کی حیات کا مثالی پہلو یہ ہے کہ خطوط کے ذریعہ آپ نے متعدد کارنامے انجام دیے، عقائد واعمال کی اصلاح اور طلبہ وعزیزوں کی خصوصی دینی رہنمائی میں آپ کے خطوط کے اہم مقاصد ہوتے ہیں آپ کی امتیازی خوبی یہ ہے کہ خطوط کا ریکارڈ بھی رکھتے ہیں تقریباً چوبیس سو خطوط علماء ومشائخ اور اپنے احباب وتلامذہ کو لکھ چکے ہیں جو صرف تیرہ سال کی مدت میں مرقوم ہوئے نیز خود مفتی ولی صاحب کے نام اکابر علماء ومشائخ کے تقریباً سترہ سو خطوط آچکے ہیں۔ خطوط کا جواب دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

دن بھر میں کیا، کیا ہے اس کے لئے ڈائری لکھتے ہیں ڈائری ۳۶ سو صفحات پر پھیلی ہوئی ہے ان کے علاوہ رسائل وجرائد اہلسنت وجماعت میں مقالے بھی شائع ہو چکے ہیں قابل ذکر تصنیفات کی فہرست یہ ہے (۱) ثبوت علم غیب (۲) علمی محاسبہ (۳) آئینہ ہدایت (۴) آئینہ صداقت (۵) حیات قائد اہلسنت (۶) مشعل راہ (۷) مسائل زکوۃ (۸) اظہار حقیقت (۹) تعارف سنی تبلیغی جماعت (۱۰) طریقہ نماز۔

آپ کی خدمات پر مشتمل کتاب مفتی اعظم باسنی حیات وخدمات شائع ہو چکی ہے۔

درس وتدریس، وعظ وخطابت، تصنیف وتالیف اور تبلیغی دورے آپ کی خدمات جلیلہ کے روشن نمونے ہیں۔ تقریر وخطابت کے ذریعہ اصلاح واعتقاد واعمال کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں تصلب فی الدین اور پابندی شریعت میں اپنے معاصرین میں ممتاز ہیں۔ تقریر وتحریر سے احقاق وابطال کا فریضہ بھی بطریق احسن انجام دے رہے ہیں شادی بیاہ اور دیگر رسم ورواج کے موقع پر صرف باسی ہی نہیں بلکہ راجستھان کے کئی چھوٹے بڑے شہر اور گاؤں میں آپ کی تقریروں نے مفید اثرات چھوڑے ہیں ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ الغرض کئی ایک گرانقدر کارنامے انجام دے چکے ہیں۔

مولانا حنیف القادری (نیپال)

مولانا حنیف کی ولادت اپنے آبائی وطن بیلا اکڈارا ضلع مہوتری نیپال میں ۱۹۲۵ء میں ہوئی۔ جو نیپال کی مشہور جگہ جلیشور سے چالیس میل جانب مغرب واقع ہے۔ آپ کا خاندان دیہاتی ماحول کے اعتبار سے خوشحال تھا۔ آپ کے والدین صوم وصلوٰۃ کے پابند اور مذہبی امور میں خاص دلچسپی رکھتے تھے۔

مولانا حنیف اپنے والد گرامی محمد عبداللہ مرحوم سے دینیات کی تعلیم حاصل کی۔ ابتدائی تعلیم وتربیت سے فارغ ہوکر رضاء العلوم کنھواں پہنچے، جو شمالی بہار کے معروف ضلع سیتامڑھی کی مرکزی درس گاہ ہے۔ یہاں فارسی کی پہلی سے متوسطات یعنی یوسف زلیخا، دیوان حافظ، سکندر نامہ اور عربی میں میزان الصرف سے کافیہ تک کی تعلیم بحسن وخوبی حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے اہل سنت وجماعت کی مرکزی دینی درس گاہ دارالعلوم فیض الغرباء آرہ میں داخلہ لیا۔ اور تعلیم وتربیت کی منزلیں طے کیں اور شرح جامی سے بخاری شریف تک باضابطہ تعلیم پاکر ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۹۴۰ء میں مدرسہ فیض الغرباء کے زیر اہتمام سالانہ نورانی اجلاس کے پر کیف موقع پر اکابر علمائے اہل سنت ومشائخ طریقت کے مقدس ہاتھوں سے دستار وسند فراغت حاصل کی۔ آپ کی فراغت کے موقع پہ محدث اعظم ہند حضرت سید محمد کچھوچھوی علیہ الرحمۃ۔ اور ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمۃ والرضوان جیسی اکابر شخصیات جلوہ افروز تھی۔

مولانا حنیف کو حضور فاضل بہار حضرت علامہ مفتی عظیم الدین علیہ الرحمہ کے شیخ طریقت گل گلزار محبوب سبحانی حضرت علامہ خلیل الرحمٰن قادری نندن پوری (نوخال) بنگلہ دیش، رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت حاصل ہے۔

۱۴۱۰ھ مطابق ۱۹۸۷ء مدرسہ مظہر العلوم کٹیا ضلع مہوتری نیپال کے زیر اہتمام عظیم الشان ''رسول اعظم کانفرنس'' کے تیسرے اجلاس میں جانشین مفتی اعظم ہند تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ اور حضرت قمر العلماء مولانا شاہ قمر رضا خاں بریلوی نے متفقہ طور سے لاکھوں کے مجمع میں دستار خلافت باندھی اور سند اجازت عطا فرما کر سلسلہ رضویہ کا شیخ طریقت بنا دیا۔ پھر آپ اپنی زندگی کی آخری سانس تک مذہب وملت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی بے لوث اور پرخلوص خدمات انجام دیتے رہے جس کا نتیجہ ہے کہ علاقہ کی سنیت مضبوط سے مضبوط تر ہوگئی۔ اور آج بھی علاقہ نیپال میں دین وسنیت کی عظیم بہاریں ہیں وہ آپ کی ہمہ گیر خدمات کا نتیجہ ہے۔

حضور حنیف ملت کی دینی، مذہبی، تدریسی اور تبلیغی خدمات کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ اس کے ذکر کے لیے دفتر درکار ہے۔

مولانا حنیف نے ۱۳۷۲ھ مطابق 1951ء میں اپنے استاذ گرامی مجذوب الاولیا عاشق اعلیٰ حضرت مفتی عظیم الدین صاحب فاضل بہار علیہ الرحمۃ کے دست مبارک سے مدرسہ مظہر العلوم کی بنیاد رکھوایا۔ جو ہندو نیپال کے سرحد پر اہل سنت کی مرکزی درس گاہ ہے۔ اس ادارہ میں مولانا حنیف از سنگ بنیاد تا وفات بحیثیت صدر المدرسین کارہائے نمایاں انجام دیتے رہے۔ اور اپنی پوری عمر مدرسہ کے داخلی و خارجی معاملات میں صاف شفاف رویہ رکھا۔

دوسری اہم خدمت تین روزہ عظیم الشان ''رسول اعظم کانفرنس'' کا انعقاد۔ حنیف ملت علیہ الرحمۃ کی دلی خواہش تھی کہ میری زندگی میں مدرسہ مظہر العلوم کے زیر اہتمام ایک کانفرنس ہونی چاہیے چنانچہ آپ کا یہ دیرینہ خواب ۲۲-۲۳ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۰/۱۱/ اپریل ۱۹۸۸ء کو پایہ تکمیل کو پہنچا جو گلاب پور ستوا کتیا کے لیے اپنی نوعیت کی ایک تاریخ ساز کانفرنس تھی۔

ایک دن اور دو رات میں کل تین نورانی اجلاس منعقد ہوئے تھے۔ جس کا عام مجمع دو لاکھ سے زیادہ، علمائے کرام اور شعرائے اعظام دو سو سے زائد تھے جن میں، صوبۂ بہار، اتر پردیش، مہاراشٹر، بنگال کے منتخب مقررین کے علاوہ نیپال کے علاقائی علما بھی اچھی خاصی تعداد میں شریک اجلاس رہے۔

مناظر اہل سنت حضرت علامہ مفتی عبدالمنان کلیمی اور نقیب اہل سنت جناب حلیم صاحب حاذق کلکتوی مشترکہ طور پر تینوں اجلاس کے نظامت کے فرائض انجام دیے۔ جب کہ کانفرنس کے نگراں حضرت علامہ مفتی محمد مصلح الدین صاحب قادری گلاب پوری نے بحسن وخوبی انتظام کو سنبھالا۔

براہی ضلع سیتامڑھی کے عالی وقار محمد حسین صاحب کی دختر نیک اختر زینب خاتون سے آپ کا عقد مسنون ہوا۔

چار لڑکیاں۔ (۱) خدیجہ بانو (۲) ہاجرہ خاتون (۳) کلثوم بانو (۴) اور ایک بچپن میں ہی انتقال کر گئیں۔

چار صاحبزادے۔ محمد نور الدین، ڈاکٹر محمد مصلح الدین، حضرت مفتی محمد نجم الدین خلیفہ تاج الشریعہ، اور ایک لڑکا بچپن ہی میں انتقال کر گیا۔

حضرت علامہ مفتی نجم الدین صاحب قبلہ اہم ترین شخصیت کے مالک ہیں جو اس وقت کان پور مدرسہ تعلیم القرآن میں مفتی کے عظیم عہدہ پر فائز ہیں۔

علم و فضل، زہد و تقویٰ کا یہ روشن ستارہ ۱۴/ شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ/ مطابق ۲۱/ فروری ۱۹۹۲ء بروز جمعہ بوقت ۶ بجے صبح اپنے مالک حقیقی سے جا ملا۔

مولانا حنیف کے جنازہ میں تقریباً ۵۰۰۰ ہزار سے زیادہ لوگ شریک تھے۔ حضرت علامہ قمر رضا صاحب بریلوی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ۳۶ گھنٹہ بعد حضرت مولانا حنیف کا پاکیزہ لاشہ مدرسہ مظہر العلوم کے صحن میں سپرد خاک کیا گیا۔

ہر سال ۱۶/ شعبان المعظم کو نہایت تزک و احتشام کے ساتھ آپ کا عرس پاک منعقد ہوتا ہے۔ جس میں عام زائرین اور عقیدت مندان حنیف ملت کے لیے لنگر کا بھی انتظام ہوتا ہے۔

ابر رحمت ان کی مرقد پہ گہر باری کرے
حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

مولانا عبدالمصطفےٰ صدیقی (گونڈہ)

مولانا عبدالمصطفےٰ صدیقی ۱۴؍جنوری ۱۹۴۴ء کو ننھیال کے موضع جوڑیکوئیاں ضلع گونڈہ میں پیدا ہوئے جو قصبہ پچپڑوا سے قریب ہے۔ ابتدائی پرورش والدین کے زیر سایہ ہوئی، والدین بڑے زمیندار تھے۔ لیکن جب آپ کی عمر سات سال ہوئی تو والد ماجد کے سایہ عاطفت سے محروم ہوگئے اور ان کی پرورش نانا نانی کے زیر سایہ ہونے لگی۔

مولانا عبدالمصطفےٰ صدیقی نے اپنے آبائی وطن رجڑوا ضلع گونڈہ عبدالمجید شاہ (جو بچوں کو تعلیم دیا کرتے تھے) سے ناظرہ قرآن مجید ختم کیا اور اردو کی ابتدائی کتابیں بھی پڑھیں مدرسہ فضل رحمانیہ پچپڑوا میں حفظ قرآن مکمل کیا اور وہیں درس عالیہ کی ابتدا کی بعدہ مدرسہ عتیقیہ (پچپڑوا گونڈہ) تلسی پور گونڈہ میں داخلہ لیا۔ پھر ۱۹۵۷ء میں تکمیل کے لئے مظہر اسلام بریلی پہنچے اور ۱۹۶۳ء میں سند فراغت حاصل کی۔ آپ کے چند مشاہیر اساتذہ کے نام یہ ہیں ،صاحبزادہ صدر الشریعہ قاری رضا المصطفےٰ کراچی، حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی اشرفیہ مبارکپور، حضرت مولانا قمرالدین اعظمی، حضرت مولانا قمرالدین گونڈوی قاری محمد یوسف بستوی۔

فراغت کے بعد عتیق المدارس بڑھنی میں نائب صدر المدرسین کی حیثیت سے اور مدرسہ لطیفیہ شہرت گڑھ، مصروبیہ ضلع بہرائچ میں صدر المدرسین کے فرائض انجام دیئے، پھر مدرسہ بحر العلوم خلیل آباد ضلع بستی میں درجہ حفظ کے مدرس کی حیثیت سے مشغول خدمت رہے لیکن فتنہ کے باعث چند مہینے کے بعد مستعفی ہوکر جون ۱۹۷۰ء تک مسعود العلوم چھوٹی تکیہ بہرائچ میں تدریسی خدمات انجام دیں پھر ممبئی پہنچے اور امامت پر مامور ہوئے وہاں سے احمد آباد گجرات پہنچے اور مدرسہ تعلیم القرآن کے صدر جامع مسجد کے خطیب تیخ مسجد کے پنج وقتہ امام مقرر ہوئے اور سات سال تک خدمت دین میں مشغول رہے بعدہٗ دارالعلوم شاہ عالم میں نائب مفتی بنے لیکن اراکین مدینہ مسجد کے اصرار پر مسجد ہمت نگر صابر کانٹا میں تین سال تک خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے ۱۹۸۵ء میں مع اہل وعیال اترولہ ضلع گونڈہ میں مقیم ہوئے اور امرناتھ ضلع تھانہ کی جامع مسجد میں خطیب وامام اور قاضی شہر کی حیثیت سے فرائض انجام دے رہے ہیں مولانا عبدالمصطفےٰ صدیقی کا عقد مسنون جناب عبدالقیوم صدیقی مرحوم موضع لوکھوا ملق تلسی پور ضلع گونڈہ کی دختر سے زمانہ طالب علمی ہی میں ہوچکا تھا بعد فراغت ۱۳؍جولائی ۱۹۶۳ء میں رخصتی ہوئی۔ پانچ لڑکیاں اور چار لڑکے حیات میں ہیں۔

دوران طالب علمی ہی میں تاجدار اہلسنت مفتی اعظم ہند قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل کرچکے تھے۔ ۱۹۷۰ء میں مفتی اعظم ہند نے اور بعدہٗ تاج الشریعہ علامہ محمد اختر رضا خاں ازہری نے بھی اجازت وخلافت سے نوازا۔

مولانا عبدالمصطفےٰ شاعری سے بھی شغف رکھتے ہیں تخلص رونق ہے۔ آپ کا کلام کئی ماہنامے اور اخبارات میں شائع ہوچکا ہے۔

مولانا مظہر حسین رضوی (بدایوں)

مولانا مظہر حسین کا ۷؍رجب المرجب ۱۳۵۵/ ۱۹۳۶ء کو کمالی حویلی محلہ ناگراں بدایوں شریف میں پیدا ہوئے آپ کا تعلق شیخ انصاری برادری سے ہے۔

آپ کی تعلیم کا آغاز بسم اللہ خوانی سے ہوا یہ رسم حاجی امداد اللہ بدایونی نے ادا کی بہت محنت ولگن سے قرآن مجید کا ناظرہ کرلیا۔ ختم قرآن پاک کے بعد اسکول میں درجہ ہشتم تک کی تعلیم پائی۔ آپ کے والد ماجد نے درس نظامیہ کے علوم کی تحصیل کے لئے مدرسہ شمس العلوم گھنٹہ گھر بدایوں میں داخلہ کرادیا۔ مدرسہ ظہیر الاسلام بدایوں شریف، جامعہ اہلسنت بدرالعلوم جسپور ضلع نینی تال، مدرسہ بحرالعلوم بہڑی ضلع بریلی شریف میں اکتساب علم کیا۔ حدیث، تفسیر وغیرہ کی اعلیٰ کتابوں کے درس کے لئے دارالعلوم منظر اسلام پہنچے وہاں کے ماہرین اساتذہ سے اکتساب علوم وفنون کے بعد ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۳ء میں دستار فراغت سے نوازے گئے۔

چند مشاہیر اساتذہ یہ ہیں۔ مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خاں جیلانی بریلوی مولانا مفتی محمد ابراہیم رضوی فریدی سمستی پوری، مولانا احسان علی رضوی محدث منظر اسلام، مفتی جہانگیر خاں رضوی فتحپوری، مولانا عبدالتواب مہاجر مصری، مولانا محبوب بدایونی، مولانا خلیل احمد خاں بجنوری ثم بدایونی۔

مولانا مظہر حسن فراغت کے بعد درس و تدریس میں مشغول ہوگئے۔ ۱۳۸۷/ ۱۹۶۸ء تک مسجد ایک مینارہ کراچی پاکستان میں امامت وخطابت اور تدریس کے فرائض انجام دیئے، مدرسہ نورالاسلام شیرپور کلاں ضلع پیلی بھیت (بھارت) میں صدر مدرس کے اعلیٰ عہدے پر فائض رہے بعدۂ مدرسہ رحمانیہ کھٹیمہ ضلع نینی تال میں ۱۳۹۰ھ تک درس وتدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اب مدرسہ قاسمیہ برکاتیہ محلہ ناگراں بدایوں کے مہتمم ہیں۔

۲۲ صفر ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۳ء کو تاج العلماء مولانا سید اولاد رسول محمد میاں برکاتی مارہروی کے دست حق پرست پر بیعت وارادت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت مفتی اعظم ہند، حضرت مولانا وجیہ الدین پیلی بھیتی اور حضور تاج الشریعہ نے اجازت و خلافت سے نوازا ہے۔

مولانا مظہر حسن کا عقد مسنون ۲۸/ شوال المکرم ۱۳۷۸ھ/۱۹۵۹ء کو محلہ سید باڑہ بدایوں کے ایک باوقار خاندان میں ہوا آپ کے تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہے۔

آپ کی تالیفی و ترجمی کتابیں درج ذیل ہیں۔ (۱) اظہار حق (۲) پیغام حق (۳) فضائل رمضان شریف (۴) شرعی فیصلہ (۵) حضور مفتی اعظم ہند قرآن وحدیث کی روشنی میں (۶) تاثرات وجذبات۔

۱۹۶۴/۱۳۸۳ سے آپ نے باضابطہ فتویٰ نویسی کا آغاز کیا آپ کے فتاویٰ کثیر تعداد میں ہیں جو ابھی تشنہ طباعت ہیں۔

آپ کو شعر وسخن سے بھی لگاؤ ہے شاعری کے استاد جناب عابد حسین بدایونی ہیں۔ مولانا مظہر حسن سادگی، تقویٰ و طہارت کے جمیل پیکر ہیں عمدہ اخلاق، پاکیزہ صفات، شریف النفس انسان ہیں آپ نے رضا مشن کی اشاعت کے لئے اپنے آپ کو وقف کردیا ہے اور تبلیغ دین متین کے لئے سرگرم عمل ہیں۔

علامہ قمرالحسن بستوی (امریکہ)

مولانا قمرالحسن بستوی کی جائے پیدائش موضع ڈنڈوا پوسٹ بھوجینی، ضلع سنت کبیر نگر (سابقہ ضلع بستی) یوپی ہے۔ ان کے والد ماجد کا نام الحاج مولوی محمد اسحٰق ہے۔ پرائمری اسکول موضع تھوکا میں داخل کرائے گئے بعدۂ جونیئر ہائی اسکول پہنچے۔ ۱۹۷۱ میں دارالعلوم اہلسنت تدریس الاسلام بسڈیلہ بستی سے تکمیل حفظ قرآن مجید مکمل کی۔ ۱۹۷۸ء میں الجامعۃ الاسلامیہ روناہی فیض آباد سے اسناد قرأت عاصم بروایت حفص حاصل کیا۔ درس نظامیہ کی ابتدائی اور اعلیٰ تعلیم بھی یہیں سے کی بعدۂ ۱۹۷۹ء میں

فاضل درس نظامیہ کی کورس الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور سے مکمل کیا۔
علوم اسلامیہ کے علاوہ منشی، ادیب کامل، فاضل دینیات، مولوی، عالم، فاضل معقولات، کامل (صرف انگلش) ایم اے فارسی علی گڑھ، ایم اے اردو، اودھ یونیورسٹی فیض آباد بھی پاس کئے۔
اپریل ۱۹۸۹ء میں ''کلیۃ الدعوۃ الاسلامیہ'' طرابلس لیبیا ہندستانی فارغین کے چھ نفری وفد میں مولانا قمر بستوی بھی تشریف لے گئے اور عربی کا ریفرشنگ کورس کیا۔ الغرض اردو، فارسی، عربی اور انگریزی کی ڈھیروں اسناد کے مالک ہیں۔ بعد فراغت دارالعلوم حشمت العلوم رامپور کٹرہ ضلع بارہ بنکی سے درس وتدریس کا آغاز کیا۔ مدرسہ غوثیہ ضیاء الاسلام جانو مسجد نیپال گنج، نیپال، دارالعلوم نورالحق چرہ محمد پور ضلع فیض آباد، دارالعلوم ضیاء الاسلام تکیہ پاڑہ ہوڑہ مغربی بنگال، دارالعلوم محبوب سبحانی کرلا ممبئی میں بھی درس تدریس کے فرائض انجام دیے۔ بعض مدرسہ میں نائب صدر المدرسین اور نائب شیخ الحدیث کے عہدے پر فائز ہوئے۔ تادم تحریر مسجد النور، ہوسٹن امریکہ کے خطیب وامام ہیں۔ ۲۴ر صفر المظفر ۱۴۰۰ھ/۱۳ جنوری ۱۹۸۰ء بروز اتوار بریلی شریف کے عرس کے موقع پر شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند علامہ شاہ مصطفےٰ رضا خاں نوری قدس سرہ کے دست حق پرست پر داخل بیعت کا تعلق قائم کیا۔

۵ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ/۱۹ر اگست ۱۹۸۸ بروز جمعہ جامع مسجد تکیہ پاڑہ ہوڑہ (مغربی بنگال) میں تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری نے سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ اور دیگر سلاسل کی اجازت مع اجازت دلائل الخیرات شریف وتعویذات ووظائف عطا فرمائی ۱۲ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ/۲۰ر اگست ۲۰۰۰ ہوسٹن امریکہ میں محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفےٰ قادری نے صحاح ستہ اور فقہ حنفی کی اجازت وسند عنایت کی ۲۸ر ربیع الاول ۱۴۲۴ھ/۱۳ر مئی ۲۰۰۳ ہوسٹن میں شہزادہ حافظ ملت حضرت علامہ شاہ عبدالحفیظ نے دلائل الخیرات شریف اور تعویذات نیز بعض مخصوص دعاؤں کی تحریری اجازت مرحمت فرمائی۔ آپ بہترین نثر نگار ہیں ملک ہندستان کے علاوہ بیرون ملک میں اکثر مضامین شائع ہو چکے ہیں ماہنامہ تاجدار کائنات، رام پور، ماہنامہ المسعود بہرائچ، پندرہ روزہ اخبار نوائے حبیب کولکاتا کی مجلس ادارت کے ممبر رہے سہ ماہی فیضان جمشید پور اور ماہنامہ کنزالایمان دہلی کی مجلس ادارت سے اب بھی منسلک ہیں۔ ۱۹۹۳ء میں رضائے مصطفےٰ کا اجرا کیا جس کے مدیر بھی آپ تھے یہ رسالہ بعض ناگزیر حالات کے سبب بند ہوگیا۔

افکار رضا، تذکرہ مولانا عبدالرؤف بلیاوی، تجلیات مفتی اعظم ہند، افضلیت مصطفےٰ، مسائل زکوٰۃ، عیدالاضحی کب منائی جائے؟ آپ کی مشہور مطبوعہ کتب ہیں بعض درسی کتابیں منتظر طباعت اور زیر ترتیب ہیں۔

مولانا قمر بستوی شاعری سے بھی شغف رکھتے ہیں، آپ کی شاعری وہبی ہے لیکن کلام میں پختگی ہے، قمر تخلص ہے، آپ کا تین نعتیہ مجموعہ 'یاآیہا المزمل، یاآیہا المدثر، یاآیہاالنبی مطبوعہ ہے۔ یاآیہا الرسول چوتھا نعتیہ مجموعہ، آہنگ فکر (نظموں کا مجموعہ) طٰہٰ (فارسی نعتیہ کلام) منتظر طباعت ہیں۔

۱۹۸۸ء میں مسلم طلبہ اور نوجوانوں پر مشتمل تنظیم ''مجلس طلبائے اسلام'' مغربی بنگال یونٹ کی صدارت سپرد کی گئی جسے بخوبی نبھایا ۱۹۹۲ میں مفتی اعظم سیمینار کمیٹی کے سربراہ بنے، ۱۹۹۶ء میں آپ نے اپنے وطن مالوف ڈنڑواسنت نگر کبیر نگر انڈیا میں ایک ادارہ ''تنظیم الرضا اہلسنت وجماعت'' کی بنیاد ڈالی جس کے تحت مندرجہ ذیل ادارے بحسن وخوبی کام کر رہے ہیں۔ (۱) مدرسہ عربیہ الرضا اہلسنت وجماعت (۲) مسجد الرضا اہلسنت وجماعت

(۳) امام احمد رضا عیدگاہ (۴) الرضا مسلم قبرستان قدیم وجدید۔ ۱۴؍ستمبر ۱۹۹۷ کو بزم حسان انٹرنیشنل نعت اکیڈمی ہوسٹن قائم کیا ۴؍جولائی ۱۹۹۹ء کو رویت ہلال کمیٹی آف نارتھ امریکہ کے چیئرمین منتخب کیے گئے۔ ۱۷؍ذی القعدہ ۱۴۲۷ھ/۸؍دسمبر ۲۰۰۶ کو تکمیل تفسیر قرآن بالتفصیل کی جو سوا چار سو کیسٹوں میں محفوظ ہے یہ پندرہ سال کے طویل عرصہ میں مکمل ہوئی اگر اس کو کاغذ پر اتار دیا جائے تو ایک اہم کارنامہ ہوگا اور تفسیر قرآن کے درمیان ایک خوبصورت اضافہ بھی۔ ۲۰۰۸ء میں اردو مرکز انٹرنیشنل لاس اینجلس کیلی فورنیا امریکہ نے آپ کی حمد، نعت اور منقبت کے اصناف میں عظیم خدمات پر ایوارڈ عطا کیا۔ مولانا قمر بستوی امریکہ اور کنیڈا کے بعض اداروں کے ٹرسٹی بھی بنائے گئے۔ مستقبل میں آپ سے ڈھیر ساری امیدیں وابستہ ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے تاکہ دین اسلام کی مزید خدمت ادا کرسکیں۔

مولانا سید غلام محمد قادری حبیبی (اڑیسہ)

مولانا سید غلام محمد کی ولادت ۱۵؍جنوری ۱۹۶۶ء کو دھام نگر شریف ضلع بھدرک میں ہوئی والد کا نام سید حسین علی ہے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم مدرسہ غوثیہ رؤفیہ دھام نگر شریف میں ہوئی درس نظامی کا آغاز ۱۲؍فروری ۱۹۸۰ء کو جامعہ حبیبیہ الہ آباد میں ہوا مولویت کی دستار فضیلت وہیں سے حاصل کی۔ ۱۹۸۶ء میں فیض العلوم جمشید پور (ٹاٹا) سے درس نظامی کی تکمیل کی۔ اوائل عمری میں ہی حضور مجاہد ملت سے ۱۹۹۰ء میں بیعت کا شرف حاصل ہے۔ حضرت علامہ عبد الوحید حبیبی علیہ الرحمہ بموقع عرس مجاہد ملت، حضرت شمس العلماء مفتی نظام الدین حبیبی علیہ الرحمہ، حضرت قاری عبد التواب حبیبی قبلہ ۱۹۹۵ء، حضرت قاری سید مقبول حسین صاحب قبلہ ۲۰۰۱ء، حضرت تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری صاحب قبلہ ۲۰۰۵ء، حضرت علامہ سید غیاث الدین احمد کالپی شریف نے اجازت وخلافت عنایت فرمائیں۔ حضرت شمس العلماء مفتی نظام الدین علیہ الرحمہ مفتی ثناء المصطفےٰ امجدی علیہ الرحمہ حضرت علامہ مفتی محمد عاشق الرحمٰن صاحب قبلہ حضرت مفتی عبد الستار عزیزی علیہ الرحمہ حضرت مولانا سید محمد اشرف حبیبی علیہ الرحمہ وغیرہ آپ کے مشاہیر اساتذہ کرام ہیں۔ ۹؍جولائی ۱۹۹۵ء کو حضور مجاہد ملت کے بھتیجے جناب الحاج محمد غلام غوث حبیبی کی منجھلی صاحبزادی آپ کے نکاح میں آئیں۔

پہلا حج ۱۹۸۶ء میں دوسرا حج ۲۰۰۲ء تیسرا حج ۲۰۰۳ء چوتھا حج ۲۰۰۵ء میں، پانچواں حج ۲۰۰۶ء میں، چھٹا حج جنوری ۲۰۰۷ء ساتواں حج دسمبر ۲۰۰۷ء میں کیا، آٹھویں حج سے ۸؍دسمبر ۲۰۰۸ء میں مشرف ہوئے رمضان المبارک کے بابرکت مہینے ۲۰۰۷ میں عمرہ ادا کیے۔ ۱۹۸۶ء میں پہلی بار اور ۲۰۰۲ میں دوسری بار بارگاہ غوثیت میں حاضر ہوئے۔ ۱۹۸۶ء، ۲۰۰۲ء، اور ۲۰۰۵ میں بیت المقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ خانقاہ حبیبیہ سے ضیاء الحبیب سہ ماہی رسالہ جاری کیا تھا کسی وجہ سے اب بند ہوگیا ہے۔ ضیاء الحدیث نامی کتاب آپ کی تالیف ہے۔ دار العلوم مجاہد ملت جو پورے اڑیسہ میں منفرد مقام رکھتا ہے اور خانقاہ حبیبیہ دھام نگر شریف آپ کی تولیت کے بعد ترقی کی راہ پر گامزن ہے لیکن مسجد اب بھی پرانے حال پر قائم ہے۔

اڑیسہ کے مختلف علاقوں میں تبلیغ سیرت کے اجلاس منعقد کراتے ہیں خود بھی دینی خدمات کے سلسلے میں ملک کے مختلف گوشوں کا دورہ کرتے رہتے ہیں۔

مولانا مفتی محمد عیسیٰ رضوی (بنگال)

حضرت مولانا محمد عیسیٰ قادری بن جناب شیخ محمد

بشیر الدین بن شیخ سفر علی کی ولادت ۴ جولائی ۱۹۶۷ء کو ہوئی آپ کی سکونت کٹم پوسٹ ڈمرول، وایہ اسلام پور ضلع اتر دیناج پور بنگال ہے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ حسینیہ کٹم پوسٹ سے حاصل کی پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف پہنچے اور وہاں کے ماہر علوم فنون اساتذہ سے درس لیا۔ تکمیل علم ۱۷ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۶ھ/۲۹ جنوری کو فرمائی اور دستار فضیلت، وسند حدیث حضرت علامہ سید محمد عارف صاحب شیخ الحدیث منظر اسلام سے حاصل کی۔ فاضل علوم اسلامیہ کے علاوہ، مولوی، عالم، فاضل دینیات، فاضل ادب، فاضل طب معقولات الہ آباد بورڈ ادیب کامل جامعہ اردو علی گڑھ سے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔

بعد فراغت دار العلوم فدائیہ سرقندیہ محلہ رحم گنج دربھنگہ بہار، دار العلوم غوثیہ نیوریا پیلی بھیت یوپی، مدرسہ ضیاء العلوم کاماریڈی نظام آباد (آندھرا پردیش) دار العلوم غوثیہ رضویہ اشرف نگر ناندیڑ مہاراشٹر میں تدریسی خدمات انجام دیئے ۱۹۹۸ء سے تادم تحریر الجامعۃ الرضویہ مظہر العلوم گرسہائے گنج ضلع قنوج یوپی میں منصب شیخ الحدیث اور افتاء کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

۱۹۷۹ء کو تاجدار اہلسنت شہزادہ اعلیٰ حضرت ابو البرکات محی الدین آل الرحمٰن مولانا الشاہ حضور مفتی اعظم ہند محمد مصطفےٰ رضا خاں کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ ۱۴۳۱ھ/۲۰۰۰ء کو جانشین حضور مفتی اعظم ہند نبیرۂ اعلیٰ حضرت تاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری مدظلہ العالی نے اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔

برصغیر ہندوپاک میں پہلی بار آپ نے "امام احمد رضا اور علم حدیث" کے موضوع پر بڑی محنت مشقت، تلاش وجستجو کے بعد ۵ جلد تالیف کیں ۳ جلدیں مطبوعہ ۲ جلدیں غیر مطبوعہ ہیں اس کتاب کی تالیف پر حضرت تاج الشریعہ نے امام احمد رضا ایوارڈ سے نوازا "سیرت مصطفےٰ جان رحمت" ۴ جلدیں مطبوعہ ہیں یہ بھی انعام یافتہ ہے۔ "تعارف تصانیف امام احمد رضا" ۲ جلدیں ہیں، جلد اول مطبوعہ، جلد دوم زیر طبع ہے، "فیضان اعلیٰ حضرت" ایک ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل زیر طبع ہے۔ "قرطاس وقلم" مطبوعہ "فرمودات اعلیٰ حضرت" مطبوعہ، علوم القرآن زیر طبع، عظمت قرآن غیر مطبوعہ، امام احمد رضا اور مسائل نکاح مطبوعہ، امام احمد رضا اور مسئلہ خضاب۔

مستقبل میں ملت اسلامیہ کو آپ سے بہت ساری امیدیں وابستہ ہیں۔

مولانا مفتی محمد اختر حسین قادری (خلیل آباد)

مولانا محمد اختر حسین بن محمد ادریس بن یاد علی بن نیاز علی علیہم الرحمہ کی ولادت یکم مارچ ۱۹۷۲ء کو محلہ بدھیانی شہر خلیل آباد ضلع سنت کبیر نگر میں ہوئی والدہ ماجد کا نام زینب النساء ہے۔ ناظرہ تا درجہ پرائمری وابتدائی عربی وفارسی مصباح العلوم بدھیانی میں حاصل کی ابتدائی تعلیم کے مخصوص اساتذہ حافظ محمد اسحٰق، مولانا عبد الخالق مولانا سید احمد درجہ ثانیہ تا ثامنہ الجامعۃ الاسلامیہ روناہی فیض آباد میں تعلیم حاصل کیے ۲۴ شوال المکرم ۱۴۱۰ھ/۲۰ مئی ۱۹۹۰ء کو دار العلوم جمد اشاہی سے سند فراغت سے سرفراز کیے گئے۔ فاضل علوم اسلامیہ کے علاوہ ادیب کامل، معلم اردو جامعہ علی گڑھ، منشی، مولوی، کامل، عالم فاضل طب الٰہ آباد بورڈ، ممتاز ڈگری کالج سے بی اے اور ایم اے کی سند لکھنؤ یونیورسٹی سے حاصل کی۔ مشاہیر اساتذہ میں شیخ القرآن حضرت مولانا عبد اللہ خاں عزیزی، حضرت مولانا شبیر حسن بستوی، استاذ العلماء حضرت نعمان احمد خاں، حضرت علامہ بخش اللہ صاحب مولانا وصی احمد وسیم صدیقی، مولانا محمد ایوب رضوی بستوی، مولانا فصیح اللہ اعظمی

وغیرہ ہیں۔

بموقع عرس رضوی ۲۵ صفر المظفر ۱۴۰۸ھ/۲۰ر اکتوبر ۱۹۸۷ء کو بیعت کا شرف تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قبلہ دام ظلہ العالی سے ہے۔

حضور تاج الشریعہ نے ۱۵ر رجب المرجب ۱۴۲۶ھ/ ۲۰ر اگست ۲۰۰۵ء بموقعہ دوسرا فقہی سیمینار منعقدہ بریلی شریف میں اجازت وخلافت عنایت فرمائی۔ ۳۰ دسمبر ۱۹۹۰ء فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی قدس سرہٗ اوردائرہ شاہ اجمل کے سجادہ نشیں سے بھی اجازت وخلافت ہے فراغت کے بعد دارالعلوم ربانیہ شہر باندہ میں سات سال تک درس وتدریس کے فرائض انجام دیتے رہے ساتھ میں شہر باندہ اوراطراف وجوانب میں تبلیغ دین اعلی حضرت امام احمد رضا کے مشن کوفروغ کے لئے جدوجہد بھی کیے تادم تحریر دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں اور علیمی دارالافتا کے صدر مفتی ہیں۔

۱۶ر ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ/ ۱۷ر مئی ۱۹۹۵ء کوفقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی کی صاحبزادی سے عقد مسنون منعقد ہوا۔

درجنوں کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہیں۔ عرس کی شرعی حیثیت آپ کی پہلی تصنیف ہے۔ یہ ہندستان پاکستان سے شائع ہوچکی ہے۔ ازالہ فریب، جدید مسائل زکاۃ، ایمان کی باتیں (بزبان اڑیہ) ۳۰ سے زائد جدید مسائل پر فقہی مقالات آپ کے علمی ذخائر ہیں۔ مظہر العوامل شرح مائۃ عامل نامی درسی کتاب مختصر طبع ہے۔ پچاسوں علمی، فقہی مقالے قارئین سے داد تحسین حاصل کر چکے ہیں۔

نعت پاک کی سماعت کا شوق ہے۔ تدریس، افتاء، تبلیغ واصلاح، تصنیف وتالیف ملی وسماجی خدمات جدید تعلیم یافتہ اوراہل ثروت کومذہب اہل سنت وجماعت کی جانب مائل کر کے عقیدے میں پختہ کرنا اور بدمذہبوں سے دور رکھنے کی بھرپور کوشش کرنا اپنا مشغلہ بنا رکھا ہے۔ مستقبل میں بہت ساری امیدیں وابستہ ہیں۔

مولانا ابوالکلام احسن القادری فیضی (ہوڑہ)

حضرت مولانا ابوالکلام احسن القادری کی ولادت ۱۹۴۲ء موضع مادھوپور، پوسٹ انگواں، وایا جگوارہ، ضلع مظفر پور (بہار) میں ہوئی۔ والد گرامی کا نام محمود حسین (مرحوم) ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم وتربیت مدرسہ الحسنۃ آباد پدم پور ضلع پورنیہ (بہار) مدرسہ امدادیہ ضلع دربھنگہ (بہار) مدرسہ قادریہ سریلہ ضلع سہرسہ (بہار) میں حاصل کی اوردرس نظامیہ کی تعلیم جامعہ فیض العلوم جمشید پور (بہار) میں سلطان المناظرین، رئیس القلم، حضرت علامہ ارشدالقادری علیہ الرحمہ والرضوان کی سرپرستی میں مکمل کی، اس طرح آپ کا شمار فیض العلوم کے ابتدائی فارغین میں ہوتا ہے۔

حضرت مولانا موصوف کے دیگراساتذہ کرام میں حضرت علامہ عبدالرشید صاحب علیہ الرحمہ چھپراوی، حضرت علامہ محمد سمیع اللہ صاحب اعظمی علیہ الرحمہ، حضرت علامہ ابواللیث صاحب اعظمی زید مجدہ قابل ذکر ہیں۔

مولانا احسن القادری کو تاجدار اہل سنت، شہزادہ اعلیٰ حضرت سیدی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان سے شرف بیعت اورتاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری صدر مرکزی دارالافتاء بریلی شریف (یوپی) غیاث ملت حضرت علامہ سیدی غیاث الدین صاحب سجادہ نشین خانقاہ محمدیہ کالپی شریف (یوپی) گل گلزار اشرفیت حضرت علامہ سید شاہ فخر الدین اشرف صاحب سجادہ خانقاہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف (یوپی) اورفرید ملت حضرت علامہ سید شاہ فریدالحق صاحب عمادی

علیہ الرحمہ خانقاہ عمادیہ منگل تالاب پٹنہ سیٹی (بہار) سے خلافت واجازت حاصل ہے۔

۱۹۶۹ء میں حضرت مولانا الحاج محمد ابوالکلام صاحب احسن القادری الفیضی مظفرپوری مغربی بنگال کے ایک شہر ٹکیہ پاڑہ ہوڑہ میں تشریف لائے جہاں پکی مسجد میں (جو آج جامع مسجد کے نام سے مشہور ہے) پہلے سے مدرسہ منظر اسلام نامی ایک چھوٹا سا مکتب چل رہا تھا۔ اس میں حضرت مولانا موصوف نے ابتدائی درجہ کے بچوں سے درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔

ایک سال بعد سرکار مدینہ کانفرنس کے موقع پر خریدی ہوئی نئی زمین پر مدرسہ کے سنگ بنیاد کا پروگرام رکھا گیا جس میں ملک وملت کے علماء کرام، خطبائے عظام اور مشائخ اسلام نے شرکت فرمائی، دارالعلوم کے سنگ بنیاد سے پہلے باہر سے تشریف لانے والے علماء، خطباء اور مشائخ کی ایک مجلس شوریٰ منعقد ہوئی جس میں سیدی حضور سید العلماء آل مصطفےٰ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں آج سے اس مدرسہ کا نام دارالعلوم ضیاء الاسلام رکھ رہا ہوں جس کی پرزور تائید تاجدار اہل سنت سیدی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ، استاذ العلماء حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ رئیس اعظم اڑیسہ حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ، سلطان المناظرین حضور رئیس القلم علیہ الرحمہ، محدث کبیر حضرت علامہ الحاج ضیاء المصطفےٰ الامجدی دامت علینا فیوضہم العالیہ اور دیگر حاضرین مجلس نے کی۔

آج وہ دارالعلوم ضیاء الاسلام مذکورہ بالا روحانی پیشواؤں کی دعاؤں کی برکت سے مغربی بنگال کا مرکزی ادارہ بن چکا ہے۔ دارالعلوم ضیاء الاسلام کی شہرت اب صرف مغربی بنگال میں نہیں بلکہ پورے ہندستان میں پھیل چکی ہے اور اس ادارہ سے سند فراغت حاصل کرنے والے علماء، فضلاء حفاظ اور قراء ملک کے اکثر علاقوں میں اپنی اپنی حیثیت وصلاحیت کے مطابق دین و ملت کی خدمت میں ہمہ تن مصروف ہیں۔

حضرت مولانا احسن القادری صاحب دارالعلوم ضیاء الاسلام میں ابتدا ہی سے صدر المدرسین کے عہدے پر فائز رہے۔ ہاں البتہ درمیان میں کثرت شرکت اجلاس اور دینی وملی مصروفیات کے تحت اس عہدے سے مستعفی ہوگئے۔ تو اراکین ادارہ ہٰذا نے مفتی اعظم بنگال حضرت علامہ مفتی شاہ المصطفےٰ الامجدی علیہ الرحمہ کو اس عہدے پر فائز کیا تھا۔ ان کے وصال کے بعد ماہر علم وفن حضرت علامہ نعمان خان صاحب نوراللہ مرقدہٗ بحیثیت صدر المدرسین تشریف لائے، مگر آب وہوا راس نہ آنے کے سبب چند ماہ بعد ہی مستعفی ہوکر وطن مالوف لوٹ گئے۔ اس کے بعد ہی اراکین دارالعلوم ضیاء الاسلام نے حضرت مولانا احسن القادری الفیضی کو دوبارہ اس عہدے پر فائز کیا تادم تحریر اپنے فرائض بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں ساتھ ہی ساتھ حضرت مولانا موصوف بی بی مسجد میں امامت وخطابت کا فریضہ بھی انجام دے رہے ہیں۔

حضرت مولانا موصوف جہاں باصلاحیت مدرس اور بلند پرواز خطیب ہیں، وہیں بلند خیال مصنف اور محرر بھی ان تینوں ذرائع تبلیغ سے ہر میدان میں آپ علمی شہ پارے لٹا رہے ہیں، اور بہ طریق احسن دین وملت کی خدمات کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ آپ تقریباً ڈھائی سو علماء کے استاذ اور بائیس کتابوں کے مصنف ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

☆اسلامی قانون (اول تا چہارم) ☆اسلامی کہانیاں (اول تا سوم) ☆بچوں کی اخلاقی کہانیاں ☆آسان تقریر (اول تا چہارم) ☆اسلامی قاعدہ ☆آسان نچی نماز ☆اسلامی تہوار ☆ تحفہ درود و سلام ☆میلاد المصطفےٰ ☆عورتوں کا اسلامی زیور ☆بچوں کی نئی تقریریں ☆شب برأت ☆تذکرہ مجاہد ملت ☆طریقہ فاتحہ مع

ثبوت فاتحہ☆فوائد دین ودنیا☆حق وباطل کی پہچان☆حج وزیارت کے آسان اور مختصر طریقے۔

حضرت مولانا موصوف نے اسلامی قانون کے نام سے چار حصوں میں سنی دینیات کا ایک مکمل نصاب تیار کرکے انہوں نے ہمارے مدارس کی ایک بنیادی ضرورت پوری کی ہے۔

حضرت موصوف کے قلم کی ایک نہایت اہم خصوصیت یہ ہے کہ وہ کتاب لکھتے وقت عوام کی ذہنی سطح کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ کم پڑھے لکھے لوگ ان کی تصنیفات سے بہت زیادہ مستفید ہورہے ہیں۔آپ چار مرتبہ مقرر کی حیثیت سے بنگلہ دیش بذریعہ ہوائی جہاز بلائے گئے جہاں بڑی بڑی کانفرنسوں میں آپ کا خطاب ہوا۔اور آپ کے حسن خطابت کی کافی پذیرائی بھی ہوئی۔اسی لئے آپ کو سیاح بنگلہ دیش کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے۔ حضرت مولانا ابوالکلام صاحب احسن القادری بفضلہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ الاعلیٰ تین مرتبہ حرمین طیبین (زادھما اللہ شرفاً) سے مشرف ہوچکے ہیں۔پہلی بار ۱۹۷۷ء میں بذریعہ پانی جہاز اور دوسری بار ۲۰۰۳ء میں اور تیسری بار ۲۰۰۸ء میں بذریعہ ہوائی جہاز زیارت حرمین شریفین سے شادکام ہوچکے ہیں۔

خدائے قدیر آپ کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ دینی، ملی اور قلمی خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

ڈاکٹر محمد عارف حسان (کویت)

ڈاکٹر محمد عارف حسان صاحب کے والدین مشہور مجذوب گلاب شاہ بابا کی خدمت میں اولاد کے لئے دعا کی درخواست کی تو انہوں نے آپ کی والدہ کے پیٹھ پر چار گھونسے مارے اور ایک ہار پہنایا جس کی برکت سے آپ سرزمین ممبئی باندرہ کے علاقے میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد الحاج عبدالعزیز نیک اور پرہیزگار تھے اور والدہ بھی متقیہ نیک ہیں آپ قریشی نسل ہیں۔آپ کا بچپن نقشبندی بزرگ حضرت مولانا بابا نقشبندی کے مزار کے پاس گزرا جہاں آپ کا گھر تھا۔آپ نے دنیاوی تعلیم حاصل کی ایک بار اپنے ننھیال سید عبدالرحمٰن سیلانی کے مزار پر حاضری دی وہاں ایک فقیر نے چند باتیں کہیں جس سے آپ پر مذہبی رنگ چڑھ گیا اور صلوٰۃ وسنت کی تبلیغ کرنے لگے آپ بلند پایہ مقرر ہیں آپ کے بیان بہت پرسوز ہوتے ہیں۔اس دوران آپ حکمت بھی سیکھتے رہے آپ علم موکلات اور دوسرے علوم سیکھنے کے لئے مختلف اساتذہ کے پاس گئے اجازتیں حاصل کیں۔کلیر شریف جاکر چلہ کشی کی اور سلوک کے منازل طے کئے حضرت مولانا صوفی باصفا سلطان میاں مصباحی جناتی بابا عرف جنگلی بابا کے وہاں صرف لنگر کھاکر گزارا کرتے اور چلہ کشی میں مصروف رہے علم موکلات حافظ خلیل صاحب نیتوری سے سیکھے اور علوم مخفیہ پر ریاضت کی بریلی شریف میں حضرت امام منطق خواجہ مظفر حسین صاحب سے علم نجوم کے پیچیدہ مسائل سیکھے اور علم جفر عملیات اور کاشف استار شریف کی اجازت حاصل کی۔

حضرت سجادہ نشین عبدالرحمٰن الگیلانی متولی اوقاف القادریہ بغداد شریف، حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری بریلوی مصنف کتب کثیرہ علامہ فیض احمد اویسی پاکستان ہتطب مدینہ شیخ تمیر مہدی شاذلی (جدہ) عامل باکمال صوفی خلیل صاحب صفوی، صوفی چاند پاشا عرف ندہ ولی اوائی سابق شیخ الحدیث مفتی بلال احمد نوری نے خلافت واجازت عطا فرمائی۔

آپ تحقیقی کتب ورسائل لکھتے رہے مشہور ولی حضرت سیلانی شاہ میاں کی سوانح عمری تصنیف کی قصیدہ غوثیہ اردو ترجمہ منظوم کیا اور شجرہ اولاد غوث اعظم ترتیب دیا۔حمد، نعت، سلام

منقبت وغیرہ بھی لکھتے ہیں۔ ڈاکٹر موصوف گوناگوں خوبیوں کے مالک ہیں۔ آپ نے دبئی، کویت، مکہ مدینہ، شام، لندن، پاکستان کی سیاحی کرتے ہوئے کویت کو اب اپنا مسکن بنالیا ہے، ہند میں آپ نیو ممبئی میں محمود شاہ بابا کے آستانے کے سامنے آتے رہتے ہیں۔ عملیات کے ذریعہ مخلوق خدا کی خدمت کررہے ہیں۔ سائل نے یہاں سوال کیا وہاں جواب پورا۔ اس کے احوال کشف کے ذریعہ دکھاتے ہیں اور لوگوں کو موکلات سے بھی روشناس کراتے ہیں خداوند تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے میں ان کے علم میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

مولانا الحاج جمال احمد خاں رضوی (نوادہ)

مولانا جمال احمد خاں ۱۹۴۷ء میں ضلع نوادہ میں پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام نور محمد خاں قادری ہے۔ ابتدائی تعلیم مقامی اسکول سے حاصل کی پھر عربی وفارسی کی اعلیٰ تعلیم کے لئے جامعہ فاروقیہ بنارس پہنچے۔ ۱۹۶۹ء میں جامعہ حمیدیہ جامعہ فاروقیہ کے مشترکہ جلسہ دستار بندی کے سنہرے موقع پر مولانا قاضی شمس الدین جونپوری کے بدستہائے مبارک سے دستار باندھی گئی اور فضیلت کے اسناد سے نوازے گئے۔ فاضل علوم اسلامیہ کے علاوہ منشی، ادیب کامل علی گڑھ الہ آباد بورڈ مولوی، فاضل دینیات وادب کی بھی سند حاصل کی۔

آپ کے چند مشاہیر اساتذہ کے اسماء یہ ہیں حضرت شیخ الحدیث مفتی تجمل بدئی گیاوی مولانا جمیل احمد عزیزی گیاوی، حضرت مولانا لقمان صدیقی رضوی (بنارس) حضرت علامہ شاہ باقر علی خاں اشرفی سابق شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ۔

بعد فراغت ۱۹۷۰ء سے جامعہ فیض العلوم جمشید پور سے درس وتدریس کا آغاز کیا تقریباً تین سال بعد دار العلوم غریب نواز ڈورنڈا (رانچی) میں صدر المدرسین کے منصب پر فائز کئے گئے، تقریباً پانچ سال اپنے فرائض منصبی انجام دیتے رہے دار العلوم فیض الباری نوادہ میں سنگ بنیاد سے تاہنوز درس وتدریس کی خدمات انجام دے رہے ہیں اس مدرسہ کے مہتمم بھی ہیں۔

بیعت کا شرف مفتی اعظم ہند سے ہے ریحان ملت علامہ ریحان رضا خاں، تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ڈاکٹر سید شاہ طارق ضیا سنڈیلہ نے اجازت وخلافت سے نوازا حضور مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن عباسی اڑیسوی سے بھی آپ طالب ہوئے ۲۰۰۲ء میں حج وزیارت سے مشرف ہوئے۔

دین وملت کی بھلائی کے لئے بہار کے مختلف اضلاع میں بہت سے مدارس ومکاتب قائم کئے آپ کی دینی وملی خدمات کے مدنظر ۲۰۰۷ء میں عرس علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کے موقع پر جمال العلماء کے تکریمی خطاب سے آپ کو سرفراز کیا گیا اور قائد اہلسنت ایوارڈ بھی پیش کیا گیا۔ آپ کے چند مشہور تلامذہ یہ ہیں ڈاکٹر غلام زرقانی امریکہ، مولانا نعمان اختر (فرزند) مفتی برجیس القادری رانچی، مولانا شہادت حسین فیضی، قاری حبیب اللہ فیضی مدھوپور، قاری اسرائیل اثر فیضی دھنباد وغیرہ۔

مولانا عبد الحنان قادری رضوی (بنارس)

عبد الحنان بن صوفی ومولوی شاہ محمد اسمٰعیل رضوی بن مولوی شاہ محمد نجیب بن مولوی محمد فرحت اللہ کی ولادت ضلع اتردیناجپور پچھم بنگال کے ایک چھوٹے سے گاؤں بنام کھاڑی پارہ، پوسٹ پانچ ڈ کھی تھانہ اسلام پور میں مورخہ ۳/مارچ ۱۹۷۸ء کو ہوئی۔

ابتدائی تعلیم وتربیت والدین کریمین نے دی اور ناظرہ قرآن کی تکمیل گاؤں کے مدرسہ میں ہوئی مورخہ ۲۶/مارچ

۱۹۸۷ء کو برادر معظم خلیفہ حضور امین شریعت حضرت علامہ ومولانا مزمل حسین قادری شیخ الحدیث، شیخ المعقولات و پرنسپل الجامعہ الامجدیہ بھیونڈی نے جامع ہذا میں داخلہ کرادیا۔ جماعت ثانیہ تک کی تعلیم دی۔

۱۹۹۲ء میں اہلسنت وجماعت کی مرکزی درسگاہ الجامعہ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ میں داخلہ لیا۔ مورخہ یکم جمادی الاخری ۱۴۱۹ھ/ ۲۳ ستمبر ۱۹۹۸ء کو بدستہائے شہزادۂ حضور حافظ ملت و مولانا عبدالحفیظ دستار فضیلت ہوئی، بعدہ بقیۃ السلف بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی دام ظلہ عالی، کی بارگاہ میں مدرسہ شمس العلوم گھوسی پہنچے اور تخصص فی الفقہ کا کورس مکمل کیا اور معین المدرس کی حیثیت سے جامعہ ہذا میں جماعت خامسہ تک تدریسی خدمات بھی انجام دیتے رہے۔ مورخہ ۹ رشوال المکرم ۱۴۲۱ھ مطابق ۸ رنومبر ۲۰۰۰ء کو حضور بحر العلوم نے تخصص فی الفقہ کے ساتھ ساتھ صحاح ستہ پڑھنے اور پڑھانے کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔

جن علماء ومشائخ نے صحاح ستہ پڑھنے پڑھانے اور فتاویٰ نویسی کی اجازت مرحمت فرمائی ان کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں۔

☆ تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی (۲ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ)

☆ بقیۃ السلف بحر العلوم حضرت مفتی عبدالمنان صاحب اعظمی مدظلہ العالی (۹ رشوال المکرم ۱۴۲۱ھ، ۸ رنومبر ۲۰۰۰ء)

☆ شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ قدس سرہ القوی (یکم جمادی الآخری، ۲۳ رستمبر ۱۹۹۸ء)

☆ محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب قبلہ، مدظلہ العالی (یکم جمادی الآخری ۱۴۱۹ھ، ۲۳ رستمبر ۱۹۹۸ء)

☆ مفتی مہاراشٹر حضرت علامہ غلام مجتبیٰ اشرفی قدس سرہ العزیز (۲۵ رصفر المظفر ۱۴۲۳ھ، بموقعہ عرس رضوی)

مذکور علماء ومشائخ سوائے حضور تاج الشریعہ کے اکابر اساتذہ بھی ہیں، ان کے علاوہ ☆ حضرت علامہ محمد احمد صاحب مصباحی صدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ ☆ حضرت علامہ عبدالشکور صاحب شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ ☆ حضرت علامہ مفتی نظام الدین صاحب صدر شعبۂ افتاء الجامعۃ الاشرفیہ ☆ حضرت علامہ نصیر الدین صاحب الجامعۃ الاشرفیہ ☆ حضرت علامہ مزمل حسین صاحب صدر المدرسین الجامعۃ الامجدیہ بھیونڈی سے بھی اکتساب علم کیا۔

حضور تاج الشریعہ نے مورخہ ۲۴ رشعبان المعظم ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۸ رستمبر ۲۰۰۶ء کو خلافت واجازت مرحمت فرمائی، شبیہ مفتی اعظم ہند، استاذ العلماء حضرت علامہ سبطین رضا خاں دامت فیوضہم العالیہ نے بھی سلسلہ عالیہ، قادریہ، برکاتیہ، رضویہ، اعمال اور اذکار واشغال کی شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ مطابق ۳ رستمبر ۲۰۰۶ء کو خلاف واجازت عطا کی۔

مدرسہ مجیدیہ سرائے ہڑہا میں درس وتدریس، تصنیف و تالیف افتاء، وعظ ونصیحت کو اپنا مشغلہ بنا رکھا ہے۔

(۱) نکاح کس سے جائز اور کس سے ناجائز (۲) اسلام میں طلاق کیوں اور کیسے؟ (۳) آئینہ رافضیت (غیر مطبوعہ) (۴) پیدائش سے موت تک (زیر ترتیب) جیسی کتابیں طباعت کی منتظر ہیں۔

حضرت صوفی عبدالرحمٰن خاں رضوی (ہوڑہ)

حضرت صوفی عبدالرحمٰن رضوی بن یار علی خاں قادری مرحوم کی ولادت ۱۹۳۸ء میں قصبہ ہلدی ضلع بلیا (یوپی) میں ہوئی۔

آپ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ مصباح العلوم بلیا میں

حاصل کی بعدہٗ ضلع ہوڑہ میں مدرسہ فیض الاسلام میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی آپ کے اساتذہ میں الجامعۃ الاشرفیہ کے نائب شیخ الحدیث علامہ حافظ عبدالرؤف بلیاوی علیہ الرحمہ کے برادر اکبر اساتذۃ العلماء حضرت علامہ امین الدین حامدی اور شیخ القراء علامہ قاری فضل حق مبارکپوری قابل ذکر ہیں۔ حضرت شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی، پاسبان ملت حضرت مولانا مشتاق احمد نظامی، رئیس القلم علامہ ارشد القادری، شمس العلماء مفتی نظام الدین حبیبی اور بحرالعلوم مفتی عبدالمنان اعظمی مبارکپوری مدظلہ العالی سے علمی استفادہ کیا۔

حصول علم سے فراغت کے بعد مختلف مدارس اسلامیہ میں تدریسی خدمات انجام دیئے بالخصوص مغربی بنگال کا مرکزی تعلیمی ادارہ دارالعلوم ضیاء الاسلام ہوڑہ میں محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفےٰ کی نظامت میں دو سال تک درس و تدریس کے خدمات انجام دیتے رہے ہوڑہ کے کشٹو پور مسجد میں کئی سال منصب امامت پر بھی فائز رہے اور دین اسلام وسنیت کی تبلیغ فرماتے رہے۔

آپ کو بیعت کا شرف نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفسر اعظم ہند علامہ مفتی شاہ ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی سے حاصل ہے۔ حضور مفتی اعظم ہند مصطفےٰ رضا خاں اور شہزادہ قطب مدینہ علامہ فضل الرحمٰن قادری سے طالب ہیں قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین احمد مدنی، مفتی نیپال علامہ انیس عالم سیوانی، فیض العارفین شاہ غلام آسی پیا حسنی جہانگیری، تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری نے اجازت وخلافت عطا فرمائی ہے۔

آپ نے پہلا حج ۱۹۷۲ء میں کیا تادم تحریر پندرہ حج اور تین عمرہ سے مشرف ہو چکے ہیں۔ زیارت حرمین شریفین کے علاوہ شام، دمشق، فلسطین، اسرائیل، بغداد شریف کربلا معلی، نجف اشرف، کوفہ شریف، یروشلم، جارڈن، نیپال وغیرہ کے اسفار کر چکے ہیں۔ مدرسہ رضاء العلوم شیب پور بگان (ہوڑہ) مدرسہ رضاء العلوم کمپیوٹر سنٹر (ہوڑہ) مدرسہ رضاء العلوم نعیم نگر (درگا پور) مدرسہ رضائے مصطفےٰ (درگاپور) جیسے قابل ستائش ادارے قائم کر چکے ہیں۔

آپ کی شخصیت بالخصوص مغربی بنگال کے مذہبی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں، تبلیغی دورے اور تعویذ نویسی کے برکات سے عوام وخواص میں ممتاز ہیں گفتگو کا لب ولہجہ پر لطف ہوا کرتا ہے اور ظرافت مزاجی میں انفرادی حیثیت کے مالک ہیں۔

مولانا ڈاکٹر شفیق اجمل قادری رضوی (بنارس)

مولانا ڈاکٹر شفیق اجمل قادری رضوی کی ولادت شہر بنارس کے ایک معزز دینی گھرانے میں ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۹۳ھ/ ۸ دسمبر ۱۹۷۳ء کو ہوئی۔ آپ کے جدامجد حاجی عبدالحکیم ابن عبدالرحیم ایک معزز دین دار شخص تھے۔ آپ کو متعدد بار حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ شہزادۂ قطب مدینہ حضرت شیخ فضل الرحمٰن مدنی علیہ الرحمہ سے بیعت تھے۔ مولانا ڈاکٹر شفیق اجمل کے والد ماجد حاجی عبدالرب ایک متحرک وفعال شخص ہیں۔ آپ اپنی قائدانہ صلاحیت کی بناپر مقبول ہر خاص وعام ہیں۔ آپ بہت ساری سماجی، مذہبی تحریکوں اور تنظیموں سے وابستہ ہیں۔ قوم و ملت کی فلاح و بہبود کیلئے آپ ہمہ وقت سرگرم عمل رہتے ہیں۔ آپ کو بھی متعدد بار حرمین شریفین کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔

مولانا شفیق اجمل کی تعلیم کا آغاز چار سال کی عمر میں رسم بسم اللہ خوانی سے حافظ غلام محمد نے کرایا، اور حافظ عبدالسلام نے ناظرہ مکمل کرایا۔ مارچ ۱۹۸۹ء میں آپ نے ہائی اسکول پاس کیا اور اس سے کچھ مہینے قبل حفظ قرآن کا آغاز کر دیا تھا۔ تقریباً ڈھائی سال کی مدت میں آپ نے حفظ مکمل کرلیا۔ اپنے مخصوص

لہجے اور مترنم آواز کی وجہ سے آپ کو حفظ قرآن میں خوب شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی۔ اسی حسن قبول کے سبب ۲۰۰۶ء میں آپ کو امریکہ کے شہر ہیوسٹن سے تراویح کی دعوت دی گئی اور آپ نے وہاں جاکر رمضان المبارک میں تراویح کی امامت کی۔ ۱۹۹۳ء میں جامعہ حمیدیہ رضویہ میں آپ نے درس نظامی میں داخلہ لیا۔ اسی ادارے سے آپ کو ۱۹۹۸ء میں دستار قرأت اور ۲۰۰۱ء میں دستار فضیلت سے نوازا گیا۔ دینی تعلیم کے ساتھ ہی ساتھ آپ دنیوی علوم کی طرف بھی متوجہ رہے۔ بنارس ہندو یونیورسٹی سے آپ نے بی۔اے اور ایم۔اے امتحانات امتیازی نمبر سے پاس کئے اور یونیورسٹی کے "گولڈ میڈل" سے نوازا۔ ایم اے کرنے کے بعد آپ نے اسی یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی میں رجسٹریشن کرایا اور فروری ۲۰۰۸ء میں "بیسویں صدی میں علمائے اہل سنت کی علمی وادبی خدمات" پر تحقیقی مقالہ پیش کیا۔ اسی مقالہ پر آپ کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی گئی۔ اس کے علاوہ آپ نے عربی فارسی بورڈ الہ آباد سے فاضل (دینیات)، عالم، کامل، مولوی، منشی اور جامعہ اردو علی گڑھ سے معلم، ادیب کامل، ادیب ماہر اور ادیب کے امتحانات پاس کئے۔ ۲۰۰۱ء میں آپ نے 'نٹ' کوالی فائی کیا۔

آپ نے جن علمائے کرام سے اکتساب علم کیا، ان میں سے چند مشاہیر علماء کے اسماء ہیں۔ (۱) تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا ازہری مدظلہ العالی (۲) جامع معقولات ومنقولات حضرت علامہ خادم رسول علیہ الرحمہ۔ (۳) شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ۔ (۴) نجم العلماء حضرت علامہ نجم الدین صاحب قبلہ۔ (۵) ممتاز الفقہاء حضرت مفتی محمد یامین صاحب قبلہ۔

آپ کو ابتدائی عمر سے ہی لکھنے کا ذوق وشوق رہا ہے۔ وقتاً فوقتاً آپ کے مضامین اخبارات میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ ملک و بیرون ملک کے مؤقر رسائل وجرائد میں بھی آپ کے مضامین آتے رہتے ہیں۔ پی ایچ ڈی کا مقالہ عنقریب طباعتی مرحلے سے گزر کر منظر عام پر آنے والا ہے۔ آپ کی ایک اور کتاب "تحریک آزادی ہند اور علمائے اہل سنت" بھی بہت جلد شائع ہونے والی ہے۔

۱۹۹۳ء میں عرس قاسمی مارہرہ مطہرہ جاتے وقت پہلے بریلی شریف میں۔ تاج الشریعہ کے دست حق پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔

حضور تاج الشریعہ کی ہر سال آل انڈیا تبلیغ سیرت بنارس کے اجلاس میں حاضری ہوا کرتی ہے۔ مارچ ۲۰۰۷ء میں آپ بنارس اس اجلاس میں شرکت کیلئے حاضر ہوئے اور اسی موقع پر آپ کو سلسلہ قادریہ رضویہ کی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔ آپ کو دومرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء میں والدین کریمین کے ساتھ پہلا حج کیا۔ اور ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء میں آپ نے دوسرا حج کیا۔ ۲۰۰۳ء میں آپ عمرہ کیلئے بھی تشریف لے گئے۔

مولانا شفیق اجمل قادری نے اپنی شگفتہ مزاجی اور قائدانہ صلاحیت سے شہر بنارس میں اہل سنت و جماعت کو کافی منظم کیا ہے۔ آپ متعدد اداروں سے وابستہ ہیں۔ آپ قوم وملت کی فلاح وبہبود اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔

حضرت علامہ قاری دلشاد احمد رضوی

خطیب الہند حضرت مولانا قاری دلشاد احمد رضوی ۶/رجب المرجب ۱۳۸۶ھ ۲۱/اکتوبر ۱۹۶۶ء کو شہر رانچی صوبہ جھارکھنڈ میں پیدا ہوئے۔ علمی ماحول اور ناز ونعم میں پرورش پائی۔ والد ماجد عبدالرحیم رشیدی قادری ایک کہنہ مشق اور قادر الکلام شاعر تھے۔ رسم بسم اللہ خوانی آپ کے جد امجد محمد افطار رشیدی قادری نے کرائی۔ ابتدائی تعلیم جامعہ فیض العلوم میں ہوئی بعدہ دو سال الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۸۴ء میں

فیض العلوم سے فضیلت کی دستار ہوئی۔فن تجوید وقرأت کی تعلیم علامہ قاری احمد ضیا ازہری علیہ الرحمہ سے لکھنؤ میں حاصل کی۔

فراغت کے بعد آپ ۱۹۸۵ء سے ۱۹۸۹ء تک جامعہ فیض العلوم جمشید پور میں شعبۂ تجوید وقرأت کی۔ مسند تدریس پر فائز ہوئے۔ اس کے بعد کچھ دنوں تک لکھنؤ بھی تدریسی خدمات انجام دیے۔ ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۳ء تک جامعہ فاروقیہ بنارس میں مدرس رہے۔ پھر ۱۹۹۵ء تا حال جامعہ مدینۃ العلوم بنارس میں تدریسی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

جب آپ فیض العلوم میں زیر تعلیم تھے تو حضور تاج الشریعہ سے شرف بیعت حاصل کیا۔

حضور تاج الشریعہ نے آپ کو سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ میں اجازت وخلافت سے بھی نوازا۔

آپ کو طالب علمی کے دور سے ہی تقریر سے خاصی دلچسپی رہی ہے۔ حضرت قاری صاحب موجودہ دور کے مقررین میں امتیازی حیثیت کے مالک ہیں۔ آپ کی آواز میں بلا کا سوز ہے اور دوران تقریر مجمع پر چھاجایا کرتے ہیں۔ ان کی خوش نوائی کے اثر سے سامعین کیف وسرور میں ڈوب جاتے ہیں۔ تقریر وتبلیغ کے لئے آپ نے کئی مرتبہ بیرونی ممالک کے دورے بھی کئے۔ ۱۹۸۹ء میں پاکستان، ۱۹۹۷ء میں بنگلہ دیش، ۲۰۰۶ء میں جرمنی اور ۲۰۰۷ء میں ہالینڈ اور جرمنی کا سفر کیا۔

قاری دلشاد احمد رضوی شاعری بھی کرتے ہیں۔ شاعری انہیں وراثت میں ملی ہے۔ آپ کو لکھنے سے بھی شغف رہا ہے۔ ابتداً آپ کے اخبارات ورسائل میں مضامین آتے رہے۔ مگر تقریر کی مصروفیت سے آپ تحریر کے لئے زیادہ وقت نہ نکال سکے۔

آپ کو دو مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ پہلا حج آپ نے ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء میں اور دوسرا ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء میں کیا۔ اور ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء میں عمرہ کیلئے تشریف لے گئے۔ مستقبل میں آپ سے ڈھیر ساری امیدیں وابستہ ہیں۔

مولانا انیس عالم سیوانی (لکھنؤ)

انیس عالم بن شیخ امام حسن بن امت حسین مرحوم کی ولادت ماہ رمضان ۱۹۷۱ء کو ضلع سیوان مقام لکھنؤ تھانہ بسنت پور، پوسٹ کشن پورہ میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم گاؤں کے مولوی عبد الستار مرحوم سے بعدہٗ مدرسہ جامع العلوم شریف جلالپور سیوان میں ہوئی اولیٰ کی تعلیم مدرسہ تبلیغیہ انوار العلوم ماڑی پور مظفر پور بہار سے حاصل کی درس نظامیہ کی باضابطہ تعلیم جامعہ اشرفیہ مبارکپور اولیٰ تا ثالثہ، جامعہ امجدیہ گھوسی میں جماعت رابعہ تک کی، عالمیت کی تکمیل لکھنؤ میں کی۔ دار العلوم علیمیہ جمد اشاہی ضلع بستی کے اسناد سے جنوری ۲۰۰۱ء جامعہ صدام علوم اسلامیہ بغداد (عراق) میں داخلہ لیا۔ ۲۷ مہینے کے اکتساب علم کے بعد ۱۸؍ مارچ ۲۰۰۳ء میں ملک شام کے لئے روانہ ہوئے چند روزہ قیام کے بعد دہلی پہنچے عراق کے سیاسی حالات خراب ہونے کے باعث دوبارہ تعلیم کے لئے وہاں نہ جا سکے۔ منشی ۱۹۹۶ء، عالم ۱۹۹۸ء، ادیب کامل ۱۹۹۹ء، فاضل دینیات ۲۰۰۵ء، فاضل ادب الہ آباد ۲۰۰۶ء، بی اے ممتاز ڈگری کالج لکھنؤ سے حاصل کی۔

مشاہیر اساتذہ میں حضرت علامہ عبد الشکور، حضرت مولانا اسرار احمد، حضرت مولانا اعجاز احمد، حضرت مولانا شمس الہدیٰ، حضرت مولانا اختر کمال قادری (اساتذہ اشرفیہ) حضرت مفتی حبیب اللہ خاں نعیمی، حضرت مولانا نسیم القادری مظفر پور وغیرہم ہیں۔ بیعت کا شرف تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں بریلوی سے ہے۔

۲۰۰۳ء میں مرشد نے اجازت وخلافت عنایت فرمائی ساتھ ہی ساتھ اسناد فقہ وحدیث سے نوازا، علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب نے بھی مذکورہ اسناد عطا فرمائی ۲۷؍اکتوبر ۲۰۰۷ء کو جناب انجینئر عبدالمجید کی دختر نیک اختر رحمت النساء ساکن حسن پور ضلع سیوان سے عقد مسنون ہوا۔

مضمون نویسی، دعوت تبلیغ، رد بد مذہبیت وصلح کلیت، درس وتدریس، تقاریر کو اپنا مشغلہ بنا رکھا ہے۔

قاری محمد احمد بقائی (لکھنؤ)

مولانا محمد احمد بقائی موضع کھندوری پوسٹ روات بیہری ضلع گونڈہ ۱۹۵۶ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام عباس علی خاں ہے۔

ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے مکتب اسلامیہ محمدیہ کھندوری سے حاصل کی۔ ۱۹۷۵ء میں تکمیل حفظ قرآن دارالعلوم یتیم خانہ صفویہ کرنیل گنج گونڈہ، ۱۹۷۷ء میں تکمیل حفص مرکزی دارالقرآت لکھنؤ ۱۹۸۳ء میں تکمیل روایت سبعہ کی۔ آپ نے جن علماء سے اکتساب علم کیا ان میں سے چند مشاہیر اساتذہ کے نام یہ ہیں۔

حضرت قاری عبدالحکیم عزیزی مجود اعظم ہند حضرت قاری احمد ضیاء ازہری ہیں۔ مدرسہ گلشن رضا اوریا اٹاوہ سے درس وتدریس کا آغاز کیا، دارالعلوم یتیم خانہ صفویہ کرنیل گنج گونڈہ، دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف، دارالعلوم وارثیہ گومتی نگر میں بھی تدریسی خدمات انجام دیئے۔ ۱۹۹۰ء میں حضرت قاری ذاکر علی کی رفاقت میں مدرسہ حنفیہ ضیاء القرآن شاہی مسجد بڑا چاند گنج لکھنؤ میں قائم فرمایا جس کے آپ مہتمم بھی ہیں، جامعۃ الزہرا بھیکم پور، لکھنؤ کے بھی بانی ہیں۔ ۱۹۷۳ء میں ناظمہ خاتون بنت محمد رقیب خاں قادری موضع ہلدار مئو، ضلع گونڈہ سے عقد مسنون ہوا۔ پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں حیات میں ہیں بڑے صاحبزادے حافظ وقاری نور احمد بقائی ہیں ۱۲؍اگست ۲۰۰۰ء میں حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری نے اجازت وخلافت عنایت فرمائی، حضرت سید شاہ اطہر علیم بقائی صفی پور شریف، حضرت سید شاہ نجیب حیدر میاں مارہرہ شریف، حضرت سید شاہ قاسم صاحب نقشبندی مجددی سریاں اعظم گڑھ، حضرت مولانا صوفی عبدالسبحان نقشبندی مچھلی شہر، حضرت صوفی لعل محمد صاحب بارہ بنکی، حضرت علامہ سید محمد عارف ضیائی صاحب مدینہ منورہ، خلیفہ حضرت ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہ، حضرت علامہ سید مالک سنوسی مدینہ منورہ، حضرت سید فاطمی مدینہ منورہ نے بھی اجازت وخلافت عطا فرمائی ہے۔

خانقاہ عالیہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ قصبہ کشنی شریف سلطان پور کے آپ سجادہ نشیں ہیں جب لکھنؤ میں دیوبندیت وہابیت کے خلاف زبان کھولنا شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالنے کے مترادف تھا لکھنؤ شہر میں مختلف لوگوں سے رابطہ قائم کیا اور علمائے اہلسنت کو بلا کر تقریریں کرائیں انجمنیں قائم کیں تاکہ نئی نسلیں اہلسنت وجماعت سے منسلک ہوسکیں تبلیغ سنت کی خاطر بد مذہبوں سے متعدد مقامات میں مار پیٹ کی نوبت بھی آئی مگر آپ پر اللہ کا فضل اور بزرگوں کی دعائیں شامل حال رہیں جس کے سبب روز افزوں سنیت ترقی پذیر ہے۔

مزید خلفاء کی اجمالی فہرست

☆محقق عصر حضرت مولانا مفتی سید شاہد علی رضوی ناظم اعلیٰ شیخ الحدیث الجامعۃ الاسلامیہ رامپور (قاضی شرع ومفتی رام پور)

☆فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ شیخ ابوبکر بن احمد مسلیار، سربراہ اعلیٰ مرکز الثقافۃ السنیہ، کالی کٹ (کیرالہ)

☆مفتی انور علی رضوی، صدر آل کرناٹکہ علماء بورڈ، بنگلور

☆مولانا اصغر علی رضوی، امام وخطیب جامع مسجد رام نگرم، کرناٹک

☆مولانا صغیر احمد جوکھنپوری مہتمم الجامعۃ القادریہ رچھا ضلع بریلی

☆مولانا محمد حسین صدیقی ابوالحقانی شیخ الحدیث دارالعلوم فیض الغربا آرہ۔

☆قاری ابوالحامد حامد علی شاہ پوری شیخ التجوید دارالعلوم منظر اسلام بریلی۔

☆حضرت حافظ شاہ لئیق احمد خاں جمالی، سجادہ نشین آستانہ جمالیہ نقشبندیہ مجددیہ رامپور۔

☆مفتی عزیز احسن رضوی، شیخ الحدیث دارالعلوم غوث اعظم پوربندر، گجرات

☆مولانا علی احمد سیوانی، حسن پورہ ضلع سیوان، بہار

☆صاحبزادہ مولانا محمد سجد رضا خاں قادری صدر آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ، سکریٹری امام احمد رضا ٹرسٹ، بریلی

☆مولانا عبیدالمصطفیٰ رونق، امام وخطیب جامع مسجد امبرناتھ، مہاراشٹر

☆قاری علاؤالدین احملی، ناظم اعلیٰ مدرسہ خلیل العلوم سنبھل ضلع مرادآباد

☆مولانا ڈاکٹر عبدالجبار رضوی، پلاموں، بہار

☆مولانا محمود احمد بن محمد شفیع مہتمم دارالعلوم رضائے مصطفیٰ دموہ ایم۔پی

☆مولانا محمد حنیف رضوی، شرانی آباد ضلع ناگور، راجستھان

☆مولانا حاجی علی محمد کھتری، بانی دارالعلوم غوث اعظم میمن واڑہ پوربندر، گجرات

☆ادیب شہیر جناب ضیاء جالوی ایڈیٹر ماہنامہ پاسبان الہ آباد

☆مولانا سرور رحمان رضوی، پوکھریرا ضلع سیتامڑھی

☆مولانا صوفی محمد عمر بی بی، بہار پورہ، دھوراجی، گجرات

☆ہمدرد قوم وملت مولانا الحاج محمد سعید نوری، چیئرمین رضا اکیڈمی ممبئی

☆مولانا صوفی لعل محمد سجادہ نشین، خانقاہ قادریہ، چمن شاہ کنتھوری، ضلع بارہ بنکی۔

☆مولانا غلام مصطفیٰ حبیبی، مدن پورہ، بنارس

☆الحاج حافظ محمد شعیب رضوی، کاشانہ نوری سدانند بازار، بنارس

☆مولانا سید افروز احمد نوری، نہال باغ، احمد نگر ضلع گورکھپور

☆علامہ مولانا صدیق حسن قادری، مہتمم دارالفکر گاؤ روڈ، بہرائچ شریف

☆مولانا غلام حسین، امام وخطیب جامع مسجد بکارو اسٹیل سٹی

☆مولانا مختار احمد قادری، ناظم اعلیٰ بحرالعلوم، اسلام نگر بہیڑی ضلع بریلی

☆قاری حافظ سید غلام سبحانی بن علامہ سید غلام جیلانی مرتھی، سنبھل

☆مولانا محمد رضا قادری، صدر مدرس مدرسہ حامدیہ رحمانیہ پوکھریرا ضلع سیتامڑھی

☆مولانا جہانگیر خاں رضوی، مہتمم مدرسہ گلشن رضا، بکارو ضلع دھنباد

☆مولانا حافظ عبدالقادر رضوی، مہتمم دارالعلوم حنفیہ رضویہ، قلابہ بازار ممبئی

☆مولانا عبدالستار رضوی، امام وخطیب مسجد مومنان تکیہ آدم شاہ جے پور

☆مولانا حافظ تجمل حسین امام وخطیب سنی جامع مسجد، بھساول، مہاراشٹر

☆مفتی زبیر عالم رضوی، موضع للیاپوسٹ کروبار ضلع کٹیہار

☆مولانا احترام علی رضوی، جے پور، راجستھان

☆حضرت مولانا ظہیر رضا خان موضع ترساپٹی، شاہی ضلع بریلی (شہادت ۳؍اگست ۲۰۰۷ء)

☆مولانا غلام مصطفیٰ برکاتی، سل گرام پورہ سورت، گجرات

☆عالی جناب مولوی صابر رضا قادری، چھاؤنی کانپور

☆مولانا سید رضوان الہدیٰ، سجادہ نشین خانقاہ منعمیہ پٹنہ شریف ضلع مونگیر، بہار

☆مولانا مفتی بشیر القادری، مہتمم مدرسہ عالیہ قادریہ شمشیر نگر ضلع دھنباد

☆مولانا قادر ولی قادری، کاروان پیٹ ضلع کرنول، آندھرا پردیش

☆مولانا ظہور اسلام، راج بستی، گنجریا بازار ضلع اتر دیناجپور، بنگال

☆مولانا محمد شاہجہاں، کمال پور، کٹیہار ضلع بیر بھوم، بنگال

☆مولانا چراغ علی، پیٹر ضلع، بلرام پور

☆مولانا محمد غلام انور، رفیع گنج ضلع اورنگ آباد

☆مولانا محمد احتشام الدین، حسین چک ضلع نوادہ

☆مولانا مختار احمد، نارائن پور، اتل جھاڑی، ضلع اتر دیناج پور، بنگال

☆مولانا غلام محمد رضوی، تابر بالا پتن ضلع بارہ مولا، کشمیر

☆مولانا محمد خاتم رضا، موضع منڈہ، دودھاری، ضلع بانکا

☆مولانا محمد شاہ زماں، موضع بتام، دولہ ضلع کشن گنج

☆مولانا نور الدین، موضع آدیت ڈیہ بیچی ضلع مدھوبنی

☆مولانا منیر احمد قادری، ہبلی، کرناٹک

☆مولانا رفیق احمد رضوی، ہبلی، کرناٹک

☆مولانا مجاہد الاسلام رضوی، ہبلی، کرناٹک

☆مولانا مفتی یونس رضا اویسی، وائس پرنسپل جامعۃ الرضا متھراپور، بریلی

☆مولانا مفتی قاضی شہید عالم رضوی، دار الافتاء جامعہ نوریہ، بریلی

☆مولانا سید مسعود علی نوری، رام نگر ضلع نینی تال، اترا کھنڈ

☆علامہ مولانا محمد اشرف قادری، ٹھاکردوارا، ضلع مرادآباد

☆مولانا مفتی مظفر حسین رضوی، نائب مفتی مرکزی دار الافتاء، بریلی

☆مولانا احمد حسین رضوی، وان گاؤں، گوہرا ضلع اتر دیناج پور، بنگال

☆مولانا مجاہد رضا بن مفتی محبوب رضا، پوکھریرا، ضلع سیتامڑھی

☆مولانا محمد جمال انور، موضع کلپر ضلع جہان آباد، بہار

☆حافظ سید زاہد علی ہاشمی، موضع بنکا گاؤں ضلع لکھیم پور کھیری

☆مولانا محمد شاہد رضا، موضع مالکی، کنور ضلع دربھنگہ

☆مولانا محمد جمیل اختر موضع اکھلی، بھالوباد ضلع اتر دیناج پور، بنگال

☆مولانا شکیل احمد بن رشید الدین، کٹیہار، بہار

☆مولانا محمد شمشاد عالم بن محمد تیمور حسین، پورنیہ، بہار

☆مولانا عرفان الحق بن محمد ظل الرحمٰن، کم تول ضلع مدھوبنی

☆مولانا کلیم الدین نوری بن ابراہیم میں بھسلوڈیہ، ضلع گریڈیہ، جھارکھنڈ

☆مولانا منہاج الدین بن محمد فرید عالم، موضع فردوس باغ ضلع بانکہ، بہار

☆مولانا نصیر الدین بن محمد صدیق موضع فتح ضلع گریڈیہ، جھارکھنڈ

☆مولانا نور عالم خاں موضع پٹنیاں ضلع دربھنگہ، بہار

☆حضرت علامہ مولانا نور علی رضوی، شیخ الادب منظر اسلام بریلی

☆مولانا حافظ زاہد رضا، شاہ باز پور، گجرولہ ضلع جے پی نگر، یوپی

☆مولانا قاری رئیس احمد خاں، مہتمم دار العلوم نور الحق چرہ محمد پور، ضلع فیض آباد

☆مولانا کمال اختر، مدرس دار العلوم نور الحق چرہ محمد پور، ضلع فیض آباد

☆مولانا غلام حسین، دار العلوم نور الحق چرہ محمد پور، ضلع فیض آباد

☆مولانا عبد القدوس، دار العلوم نور الحق چرہ محمد پور، ضلع فیض آباد

☆مولانا محمد یعقوب، دار العلوم نور الحق چرہ محمد پور، ضلع فیض آباد

☆الحاج سید عابد حسین بن سید عبد اللہ قادری، بوکرولی، ناٹیگر نگر، بمبئی

☆مولوی محمد عبد الوکیل رضوی، نائب امام جامع مسجد میرتاشی، راجستھان

☆مولانا قاضی محمد اکرم عثمانی بن قاضی محمد قاسم عثمانی، قاضی شہر میرتاشی

☆حافظ محمد ابو بکر بن محمد حسین، باسنی ضلع ناگور، راجستھان

☆قاری فہیم احمد خاں بن عزیز یار خاں، دونے کھنڈ لکھنؤ

☆مولانا قاضی خطیب عالم بن قاضی عبد السبحان، موضع پیدھال ضلع کٹیہار

☆مولانا نور الاسلام بن نصیر الدین، موضع سیجانا ضلع کٹیہار

☆مولانا محمد اعظم علی بن محمد رفیق، سدھارت نگر ضلع کٹیہار

☆مولانا غلام صادق خاں حبیبی بن محمد ہاشم، سراواں ضلع الہ آباد

☆مولانا ناہید رضا، مدرس برکات الاسلام تاج گنج، آگرہ

☆مولانا عزیز الرحمٰن رضوی، امام وخطیب جامع مسجد، بریلی شریف

☆مولانا معین الحق رضوی ضلع درنگ، آسام

☆مولانا محی الدین احمد، ضلع درنگ، آسام

☆مولانا نظام الدین نوری، امام وخطیب حبیبیہ مسجد سیلانی، بریلی

☆مولانا قاری محمد افروز القادری، جامعہ قادریہ، چریاکوٹ، ضلع مئو

☆مولانا افضال رضا نوری، موضع گوال ضلع پورنیہ

☆مولانا الحاج محسن مکی بن حاجی ولی احمد، سیگوڑہ، ضلع بھڑوچ، گجرات

☆مولانا محمد رفیق رضا قادری بن محبوب نگر، آندھرا پردیش

☆مولانا محمد زبیر عالم بن قاضی حسین، موضع برآنہ گنج، ضلع پورنیہ

☆مولانا محمد جمال انور رضوی بن محمد شیر علی خاں، موضع کلپر ضلع جہان آباد

☆مفتی عبدالقدیر قادری امام وخطیب جامع مسجد، وجے واڑہ، آندھراپردیش
☆مفتی ممتاز احمد نعیمی، دارالافتاء، جامعہ نعیمیہ، مرادآباد
☆عالی جناب محمد افروز رضا بن جناب عبدالحسیب مرحوم، بریلی
☆عالیجناب سراج رضا خاں بن مولانا ادریس رضا خاں، بریلی
☆مولانا حسان رضا خاں، بن حضرت علامہ تحسین رضا خاں محدث بریلوی
☆مولانا رضوان رضا خاں، بن حضرت علامہ تحسین رضا خاں محدث بریلوی
☆مولانا غلام علی حسین خاں بن محمد ابو صالح، کھیراواں، ضلع مونگیر
☆مولانا علاء الدین نوری بن محمد صدیق جھلیہ بازار، ضلع مدھوبنی
☆مولانا اسلم القادری، بن محمد یوسف، مرغیہ چک، ضلع سیتامڑھی
☆مولانا مفتی محمد شعیب رضا نعیمی، صدر اسلامی مرکز، دہلی
☆محمد شہاب الدین رضوی

پاکستان کے خلفاء

☆مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ محمد عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری، بانی مرکزی مجلس امام اعظم لاہور
☆الحاج محمد حنیف طیب رضوی سابق مرکزی وزیر تعمیرات ومشیر صدر پاکستان
☆مولانا الحاج سید شاہد علی نورانی، ادارہ معارف رضا اکرم روڈ، لاہور
☆جناب الحاج عبدالحمید مکی رضوی، کراچی
☆جناب الحاج زبیر مکی قادری رضوی، کراچی
☆جناب الحاج حافظ محمد اسلم رضوی، کراچی
☆مولانا سید محمد کلیم رضا قادری، ناظم آباد، کراچی
☆مولانا پیر سید ضیاء الحسن جیلانی، امریکن کوارٹر، حیدرآباد، سندھ
☆ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی
☆مولانا محمد اسلم رضا عطاری، خیرآباد گلشن مصطفیٰ، کراچی
☆مولانا محمد ذاکر حسین صدیقی، مہتمم دارالعلوم المصطفیٰ جامع مسجد، لطیف آباد، حیدرآباد
☆مولانا عطاء المصطفیٰ بن علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری، مدرس جامعہ امجدیہ کراچی

☆مولانا الحاج یونس کھتری، پی آئی بی کالونی، کراچی
☆جناب الحاج غلام اویس قرنی، صدر ادارہ معارف نعمانیہ، لاہور
☆مولانا اجمل رضا قادری، ایمن آباد موڑ، ضلع گوجرانوالہ
☆مولانا محمد فیصل قادری نقشبندی، جمشید روڈ، کراچی
☆مولانا محمد ثاقب اختر القادری، بن اشفاق احمد، نارتھ کراچی

بنگلہ دیش کے خلفاء

☆مولانا ڈاکٹر سید ارشاد بخاری ڈائریکٹر جامعہ اسلامیہ بناج پور، بنگلہ دیش
☆مولانا صوفی محمد عبدالسلام رضوی، چمپک نگر پوسٹ حلیم نگر ضلع کوملا
☆مولانا سید محمد ابراہیم قاسم القادری کنجن پور دربار شریف ضلع سیتاکونڈ
☆مولانا حافظ شاہ عالم نعیمی بن سلطان احمد، چاٹ گام

نیپال کے خلفاء

☆مولانا مفتی محمد جیش برکاتی، شیخ الحدیث دارالعلوم حنفیہ، جنک پوردھام
☆مولانا محمد نجم الدین قادری بن مولانا محمد حنیف قادری، بیدر یکڈاراں پوسٹ جلیشور ضلع مہوتری

عرب ممالک کے خلفاء

فضیلت الشیخ حضرت العلام محمد عمر سلیم الختی المہدی، امام جامع مسجد امام اعظم، الاعظمیہ، بغداد شریف، عراق
☆الحاج الشیخ محمد یوسف عبدالعزیز سنی بوہرا، دبئی متحدہ عرب امارات
☆فضیلت الشیخ علامہ کمال یوسف الحوت، ڈائریکٹر مخطوطات التراث الاسلامی، لبنان
☆مولانا الحاج محمد عاقب فرید، ابوظہبی، متحدہ عرب امارات
☆مولانا الشیخ حسام الدین، قراقیرہ، لبنان
☆مولانا شیخ نبیل الشریف، لبنان
☆مولانا شیخ قاری علم الدین، لبنان
☆مولانا شیخ جمال سفیر، لبنان
☆فضیلت الشیخ علامہ عبدالقادر فاکہانی، سکریٹری الجمعیۃ المشاریع الخیریۃ
☆الشیخ عبدالرحمٰن عماش، لبنان

☆ الشیخ غانم طلول، لبنان

☆ الشیخ اسامہ السید، لبنان

☆ الشیخ جمیل حلیم، لبنان

☆ الشیخ خالد حینہ، لبنان

☆ الشیخ احمد الحلبی، لبنان

☆ الشیخ بلال حلاق، لبنان

☆ الشیخ یوسف داود، لبنان

☆ الشیخ یوسف الملا، لبنان

☆ الشیخ حسام رجبی، لبنان

☆ الاستاذ الشیخ محمد السرخس، لبنان

☆ الشیخ سید الطیبہ، لبنان،

☆ الشیخ عبد الرزاق الشریف، لبنان

☆ الاستاذ الشیخ صلاح سعید، لبنان

☆ الشیخ البراہیم الشار، لبنان

☆ الشیخ محمد الشافع، لبنان

☆ الشیخ روید عماش، لبنان

☆ الشیخ سلیم طوان، لبنان

☆ الشیخ ولید یونس، لبنان

☆ الشیخ مجد القاضی، درمیکا، لبنان

☆ الشیخ محمد ایوبی، الدورومار، لبنان

☆ الشیخ الدکتور احمد تمیم، اوکرانیا

☆ الاستاذ الشیخ محمد سعید الحاج علی، لبنان

☆ الاستاذ الشیخ ذہیر قیومی، لبنان

☆ الاستاذ الشیخ احمد محمود، لبنان

☆ الشیخ طارق نجام، لبنان

☆ الاستاذ الشیخ طارق غنام، لبنان

☆ الشیخ ولید الحسنلی، لبنان

☆ علامہ الشیخ محمد کمل الحسنلی شیخ ابا معہد الفتح الاسلامی جامعہ بلال دمشق، شام

☆ فضیلۃ الشیخ محمد عیسیٰ مانع الحمیری، وزیر الاوقاف حکومت متحدہ عرب امارات

☆ الحاج جاوید خالد الہندی، جدہ، سعودی عرب

☆ الحاج محمد اشرف اوجی قادری رضوی، دبئی، متحدہ عرب امارات

سری لنکا کے خلفاء

☆ مولانا قاری نور الحسن، ناظم اعلیٰ مدرسہ فیض رضا، کولمبو

☆ جناب الحاج محمد ادریس پٹیل رضوی، کولمبو

☆ جناب الحاج عبد الغفار حاجی بابو رضوی، کولمبو

☆ الحاج حافظ محمد احسان پٹیل رضوی، کولمبو

ساؤتھ افریقہ کے خلفاء

☆ مولانا محمد نسیم اشرف قادری، امام وخطیب لیڈی اسمتھ، ساؤتھ افریقہ

☆ جناب الحاج سید ابراہیم القادری، ڈربن، ساؤتھ افریقہ

امریکہ کے خلفاء

☆ مولانا مفتی قمر الحسن قادری، صدر نارتھ امریکہ ہلال کمیٹی، بالنور مسجد، ہوسٹن

☆ الحاج ڈاکٹر محمد خالد رضوی، شکاگو

☆ مولانا سید اولاد رسول قدسی بن مفتی عبد القدوس، کیلوفورنیا

☆ مولانا ڈاکٹر غلام زرقانی بن علامہ ارشد القادری امام وخطیب مکہ مسجد ڈیلیکس

☆ مولانا محمد عثمان قادری (سابق ممبر پارلیمنٹ پاکستان) ورجینیا

دیگر ممالک کے خلفاء

☆ الحاج آصف محمد پٹیل رضوی، لیلانگ وے، ملاوی

☆ مولانا محمد عارف برکاتی، امام وخطیب جامع مسجد، لیلانگ وے

☆ مولانا الحاج قاری احمد رضا قادری، ہرارے، زمبابوے

☆ الحاج حاجی لیاقت دل محمد رضوی۔ ڈین ہیگ، ہالینڈ

☆ مفتی عبد المجید قادری، امام مسجد ماریشش

☆ مولانا وصی احمد رضوی، امام وخطیب، مسجد برمنگھم۔

وغیرہ وغیرہ

کے تلامذہ

فریدہ زماں مصباحی، ہیڈ مسٹریس غالب گرلس پرائمری اسکول جی ۲۴۰ حق کل، مٹیا برج، کولکاتا ☆ 09330830131

مولانا منان رضا خاں بریلوی

حضور تاج الشریعہ کے برادر اصغر حضرت مولانا محمد منان رضا خاں منانی میاں بن مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں بن حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بن امام احمد رضا خاں قدس سرہ اپریل ۱۹۵۰ء کو موضع کرتولی ضلع بدایوں میں پیدا ہوئے۔ ولادت کے بعد والدین کے ہمراہ بریلی چلے آئے۔

حضور مفتی اعظم ہند نے رسم بسم اللہ خوانی ادا فرمائی۔ قرآن کریم ناظرہ والد ماجد سے پڑھا اور کچھ عرصہ کالج میں ہندی انگریزی تعلیم انٹرنک حاصل کی۔ ۱۹۷۰ء میں مولانا منان رضا خاں نے باضابطہ دار العلوم منظر اسلام کے اساتذہ سے درس لینا شروع کیا۔ ۱۹۷۷ء میں منظر اسلام سے فراغت پائی۔ آپ کے چند مشاہیر اساتذہ کے نام یہ ہیں (۱) مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں (۲) محدث منظر اسلام حضرت مولانا احسان علی مظفر پوری (۳) ریحان ملت مولانا ریحان رضا رحمانی بریلوی (۴) تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری (۵) علامہ تحسین رضا خان بریلوی (۶) علامہ مولانا سید محمد عارف نانپاروی شیخ الحدیث منظر اسلام۔

اکثر اپنے والد کے ہمراہ سفر و حضر میں ساتھ رہتے۔ ۱۹۷۵ء میں حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں قدس سرہٗ سے داخل سلسلہ ہوئے۔ ۱۹۷۷ء میں مفتی اعظم سے دستار بندی کے موقع پر اجازت و خلافت بھی پائی۔

فراغت کے بعد تاج الشریعہ کی سرپرستی میں رضوی دارالافتا بریلی میں نقل افتا کا کام انجام دیا۔ ۱۹۷۸ء میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی کا مکان جس پر کرایہ دار قابض تھا اس سے خالی کرا کر تاج الشریعہ کے حوالے کر دیا آج اسی مکان پر برادر اکبر قیام پذیر ہیں ۱۹۸۵ء میں استاد زمن مولانا حسن رضا خاں بریلوی کا مکان ایک غیر مسلم کرایہ دار سے خالی کرا کر خود بازیاب کیا۔ آپ کو تقریر سے بھی لگاؤ ہے۔ ۱۹۷۸ء میں پاکستان کا سفر کیا کراچی کی بڑی بڑی کانفرنسوں میں خطاب فرمایا۔ علماء مشائخ دانشوران ملت سے بھی ملاقات کی۔ ۱۹۸۲ء میں جامعہ نوریہ رضویہ کی بنیاد ڈالی۔

آپ نے فتاویٰ رضویہ کی ایک غیر مطبوعہ جلد اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے کئی رسالے طبع کرائے۔ دہلی جیسی سنگلاخ زمین پر سنیت کے فروغ کے لئے مدرسہ قائم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے عطا فرمائے ہیں۔

مولانا مفتی محمد ناظم علی بارہ بنکوی

مولانا مفتی ناظم علی بن عبد السبحان ۱۹۵۰ء کو موضع کنھوری پورے بڈھی شاہ ضلع بارہ بنکی یوپی میں پیدا ہوئے صوفی لعل محمد قادری برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ حنفیہ بارہ بنکی کے برادر گرامی ہیں۔

مولانا ناظم علی کی ابتدائی تعلیم ہندی ہے جو اپنے مقامی گاؤں میں حاصل کی ۱۹۶۱ء میں عربی تعلیم کا آغاز کیا اور اعلیٰ تعلیم کے لئے مدرسہ اہلسنت حشمت العلوم رام پور کٹرہ ضلع بارہ بنکی میں داخلہ لیا۔ بعدہ ۱۹۶۷ء میں دار العلوم مظہر اسلام بریلی پہنچے اور ماہرین علم وفن سے کتب متداولہ کا درس لیا اور اسی دار العلوم مظہر اسلام سے سند فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد رضا مسجد سوداگران بریلی شریف میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ مفتی اعظم ہند کے ایماء پر دار العلوم مظہر اسلام میں تدریسی خدمات انجام دیئے اور ساتھ ساتھ فتویٰ نویسی کی مشق بھی جاری رہا کچھ دنوں کے بعد دار العلوم منظر اسلام میں نقل افتاء کا کام کیا۔ ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء میں تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری کی سرپرستی میں چلنے والا ادارہ مرکزی دار الافتاء میں نائب مفتی کی حیثیت سے فتویٰ نویسی کا آغاز کیا۔ ۲۰۰۰ء سے جامعۃ الرضا میں درس وتدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

۱۹۷۰ء میں مفتی اعظم ہند مولانا الشاہ مصطفےٰ رضا خاں بریلوی سے بیعت ہوئے انہیں سے جمیع سلاسل طریقت کی اجازت وخلافت ہے۔

مولانا مفتی سید شاہد علی رامپوری

مولانا مفتی سید شاہد علی موضع ملک نگلی ضلع رام پور میں ۲۷ صفر المظفر ۱۳۷۴ھ/۲۵/نومبر ۱۹۵۵ء کو پیدا ہوئے۔ عم محترم پیر طریقت سید صابر میاں چشتی نے سید شاہد علی نام رکھا۔ والد ماجد کا نام سید سیف اللہ قادری بن سید ارشاد شاہ بن سید احمد شاہ بن سید حسن شاہ ہے۔

مولانا سید شاہد علی جب بولنے چالنے لگے تو ۱۳۷۸ھ/ ۱۹۵۹ صوفی عبد الصمد نے رسم بسم اللہ خوانی کرائی اور قاعدہ بغدادی شروع کرایا ناظرہ ختم قرآن پاک کی تکمیل کے بعد دینیات کی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ ۱۳۸۹ھ/۱۹۷۰ء میں حفظ قرآن کریم سے فراغت حاصل کی عربی فارسی کی تعلیم کے لئے والد بزرگوار نے رام پور کی عربی درسگاہ جامع الفرقانیہ میں داخلہ کرایا۔ ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء میں وہاں سے درس نظامیہ عالیہ کی فراغت حاصل کی۔ زمانہ تعلیم میں قاری عبد الرحمٰن جونپوری سے تجوید کی کتابیں پڑھیں۔ ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء میں مدرسہ انوار العلوم بازار کلاں رام پور سے سند تجوید وقرأت حاصل کی ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹ کو مرکز اہلسنت منظر اسلام سے فاضل درس نظامی کی سند حاصل کی۔ جب آپ نے مولوی کا آخری امتحان دیا تو اس میں (فرسٹ) درجہ اول کی کامیابی حاصل کی تو منتظمین ادارہ نے پچیس روپیہ انعامی وظیفہ مقرر کیا۔

چند اساتذہ کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) استاذ الاساتذہ مولانا مفتی محمد احمد عرف جہانگیر خاں فتحپوری (۲) تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری بریلوی (۳) مولانا سید عارف نانپاروی شیخ الحدیث دار العلوم منظر اسلام بریلی، جملہ عربی اساتذہ جامعہ العلوم فرقانیہ رام پور وغیرہ

دوران تعلیم ہی آپ کے علم کا شہرہ ہو چکا تھا۔ فراغت کے بعد ناظم مدرسہ نے جامع العلوم فرقانیہ میں معین المدرسین کی حیثیت سے مقرر کیا چند ماہ تعلیم دی ۱۳۹۹/۱۹۷۹ کو الحاج منشی عبد المجید قریشی نے اپنے ادارہ گلشن بغداد رام پور میں بحیثیت صدر مدرس تقرر کیا ورنہ خواہش مفتی اعظم ہند کہ سرزمین رام پور میں اہل سنت وجماعت کا ایک عظیم الشان دار العلوم قائم ہو۔ ۱۴/ر صفر المظفر ۱۴۰۲ھ/۱۲ دسمبر ۱۹۸۲ء کو ایک ادارہ الجامعۃ الاسلامیہ

کے نام سے قائم کیا زمانہ طالب علمی میں انجمن اوردار المطالعہ کا قیام انجمن کے خرچ پر ٹیپ ریکارڈ کی خریداری تاکہ اس سے درس بخاری وترمذی ٹیپ کرکے پڑھانے کا اہتمام ہو۔۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۸ء میں آپ کی جدوجہد ہی کی بدولت میگزین منظر عام پر آئی الغرض کئی کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔

۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ کو مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے چشم و چراغ الحاج الشاہ سید صادق میاں قادری جمالی موضع ٹانڈہ چھنگا ضلع بریلی کی دختر کے ساتھ عقد مسنون ہوا نکاح تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں بریلوی نے پڑھایا۔

۱۳ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ ۱۹۸۰ء کو مفتی اعظم قدس سرہ سے بیعت کا شرف حاصل کیا ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء کو پیر طریقت مولانا محمد ضیاء الدین احمد نقشبندی خلیفہ امیر ملت حضرت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری، حضرت علامہ تحسین رضا بریلوی نے اجازت و خلافت سے نوازا۔

ایک درجن سے زائد تصنیف وتالیف طبع شدہ ہیں نصف درجن کتابیں طباعت کی منتظر ہیں۔ آپ کو شعر گوئی سے بھی دلچسپی ہے۔

تبلیغ دین اسلام اور شریعت کا سلسلہ آپ کی یومیہ مصروفیات ہیں۔ آپ کے دست حق پر پچیس سے زائد غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں اور بہت سے لوگ تائب ہو کر صراط مستقیم پر گامزن ہیں۔ اہل ایمان کو آپ سے بہت ساری توقعات وابستہ ہیں۔

مولانا محمد بشیر الدین رضوی دیناجپوری مغربی بنگال

محمد بشیر الدین رضوی ۱۹۵۵ء کو موضع جاگیر سانپ نگلا اسلام پور ضلع مغربی دیناجپور بنگال میں پیدا ہوئے۔ مشرق کی جانب پانچ کیلومیٹر کی دوری پر بنگلہ دیش کا بارڈر ہے اتنی ہی دور مغرب کی جانب بہار کی سرحد ہے۔

مولانا بشیر جب سخن آوری کی منزل عبور کر چکے تو گاؤں کے مکتب میں داخلہ کرادیا گیا قرآن مجید اور اردو کی مختلف کتابیں یہیں پڑھیں مولانا عبدالرحیم سے جو ایک نیک صفت صوفی تھے اور اسی گاؤں میں قیام پذیر تھے سے شرح مأتہ عامل تک فارسی عربی پڑھی۔ ہدایت النحو، کافیہ وغیرہ مدرسہ جوہر العلوم گنجریا میں مولانا تسلیم الدین بہاری سے پڑھیں ۱۹۷۲ میں بریلی شریف پہنچے کچھ عرصہ دار العلوم منظر اسلام بریلی میں بھی تعلیم حاصل کی بعدہٗ ۱۹۷۷ء کو دار العلوم مظہر اسلام بریلی سے سند فراغت حاصل کی۔ آپ نے ۱۹۷۶ میں عالم ۱۹۸۰ء میں فاضل اور ۱۹۸۴ء میں ممتاز المحدثین کے امتحان بھی پاس کیے۔ چند اساتذہ کرام کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری (۲) علامہ تحسین رضا خاں (۳) شیخ الحدیث منظر اسلام مولانا سید محمد عارف نانپاروی (۴) حضرت مولانا غلام مجتبیٰ پورنوی (۵) حضرت مولانا بلال احمد رضوی پورنوی۔

فراغت کے بعد ۲۸ جولائی ۱۹۸۲ء کو دار العلوم منظر اسلام میں معلم بنے۔ ۱۰ جنوری ۱۹۸۴ء تک جامعہ نوریہ بریلی میں مسند تدریس پر فائز رہے کچھ گھریلو مجبوری کی بنا پر آبائی گاؤں پہنچے اور یہیں کی مشہور درس گاہ مدرسہ محمدیہ سنگر کچھ ضلع دیناجپور صوبہ مغربی بنگال میں مدرس اول کے اعلیٰ عہدے پر تقرری ہو گئی۔

۱۹۷۲ء میں مولانا بشیر الدین کو حضور مفتی اعظم ہند کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل ہے ۱۹۸۱ء میں مرشد نے اجازت وخلافت سے سرفراز کیا۔ آپ کا نکاح ۱۹۸۱ء کو تندو کچھ میں ہوا۔

مولانا محمد انوار علی بہرائچی

مولانا محمد انور علی بن محمد وارث علی بن محمد اسلم ۲۲ ستمبر ۱۹۵۶ کو موضع درگاپوروا پوسٹ میٹرا اسٹیشن ضلع بہرائچ میں پیدا ہوئے۔

آپ کو آپ کی ننھیال میں بھیج دیا گیا وہاں پر قرآن ناظرہ پڑھنے لگے جب کچھ بڑے ہوئے تو جامعہ مصطفویہ مدرسہ عزیز العلوم قصبہ نانپارہ ضلع بہرائچ میں داخلہ ہوا اور یہاں سے باقاعدہ تعلیم کا آغاز ہوا۔ اردو درجہ پانچ تک حساب وغیرہ ماسٹر سید نورالحسن نانپاروی سے پڑھا درجہ چار تک ہندی کی بھی تعلیم حاصل کی اس کے بعد فارسی کی پہلی آمد نامہ مولانا حبیب رضا نوری بہرائچی سے پڑھی۔ گلستاں، بوستاں، دیوان حافظ سکندر نامہ وغیرہ مولانا صوفی قاضی محمد زین الدین صدر المدرسین مدرسہ عزیز العلوم نانپارہ سے پڑھیں۔

مولانا انور علی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے اپنے ہم سبق مولانا کمال احمد خاں نانپاروی کے ہمراہ مدرسہ انوار العلوم عتیقیہ تکسی پور ضلع گونڈہ پہنچے۔ جلد ہی جامع عربیہ انوار القرآن بلرام پور گونڈہ میں داخلہ لے لیا۔ آپ کو یہاں کی معیاری تعلیم بہت پسند آئی۔

۱۹۷۲،۷۱ء میں شرح جامی اور فن تجوید قرأت کی تعلیم حاصل کی اور سند قرأت سے نوازے گئے۔ ۱۹۷۳ء میں دارالعلوم حشمت الرضا حشمت نگر پہنچے مفتی شاہد رضا خاں سجادہ نشین آستانہ حشمتیہ پیلی بھیت سے دیگر علوم وفنون میں اکتساب علم کیا پھر ۱۹۷۵ میں دارالعلوم مظہر اسلام بریلی میں داخل ہوئے یہاں پر علامہ تحسین رضا خاں بریلوی مولانا مفتی محمد اعظم ٹانڈوی جیسے تبحر علماء دین سے اکتساب فیض کیا۔ ۳۰/ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو دارالعلوم منظر اسلام تشریف لائے اور دورہ حدیث تک خوب دلجمعی کے ساتھ پڑھتے رہے۔ ۱۲/ اپریل ۱۹۷۵ کو دستار فضیلت اور سند فراغت حاصل ہوئی۔ درس نظامیہ کے علاوہ ادیب کامل، مولوی، عالم، منشی، فاضل، دینیات ایم اے اردو وغیرہ کے امتحانات بھی دیئے اور اعلیٰ نمبروں سے کامیابی حاصل کی۔ دیگر اساتذہ کرام کے نام یہ ہیں۔

(۱) محدث منظر اسلام مولانا احسان علی مظفر پوری (۲) حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری (۳) شیخ المعقولات مولانا نعیم اللہ خاں بستوی (۴) شیخ الحدیث منظر اسلام مولانا سید محمد عارف نانپاروی (۵) حضرت مولانا بلال احمد رضوی بہاری (۶) شہزادہ صدر الشریعہ مولانا بہاء المصطفےٰ (۷) حافظ قاری عبد الحکیم عزیزی گونڈوی۔

بعد فراغت ۱۹۷۸ء میں مدرسہ رضویہ انوار القرآن کاٹھ گودام ضلع نینی تال یوپی میں تدریسی خدمات پر مامور ہوئے اور ساتھ ہی ساتھ جامع مسجد کاٹھ گودام کی خطابت وامامت کے فرائض بھی انجام دیئے بحیثیت صدر مدرس گلشن بغداد رام پور میں آپ کا تقرر ہو گیا پھر مفتی سید شاہد علی رام پوری کی تحریک پر دارالعلوم الجامعۃ الاسلامیہ میں مدرس اول کے اعلیٰ عہدے پر فائز ہوئے۔ ۱۹۸۶ء میں مولانا نعیم اللہ خاں رضوی بستوی کے حکم سے دارالعلوم منظر اسلام میں تدریسی کے خدمات انجام دیئے بعدہٗ شیخ الادب کے عہدے پر فائز کر دیئے گئے۔

آپ جملہ کتب درس نظامیہ میں مکمل دسترس رکھتے ہیں پڑھانے کا انداز ایسا ہے کہ ہر بات طالب علم کے ذہن نشین ہو جاتی ہے۔ ۱۹۷۶ء کو بیعت کا شرف حضور مفتی اعظم ہند سے حاصل ہے۔ ۱۹۷۹ء کو رضا مسجد میں سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں مرشد گرامی نے اجازت وخلافت سے نوازا۔ آپ کا عقد مسنون ۱۹۷۶ میں جناب عیدو انصاری قصبہ امام گنج تحصیل نانپارہ ضلع بہرائچ کی دختر نیک اختر سے ہوا۔

مولانا انور علی، ادیب، مضمون نگار، محقق بھی ہیں درجنوں کتابیں تصنیف وتالیف کر چکے ہیں کئی درسی کتابیں تشنہ طباعت ہیں۔

آپ شعر گوئی سے لگاؤ رکھتے ہیں۔ آپ کے کلام میں سلاست روانی تشبیہ اور استعارات کثیر تعداد میں پائے جاتے ہیں انور تخلص ہے آپ کا نعتیہ دیوان نغمۂ قادری ہے۔

مولانا محمد ایوب عالم رضوی بنگالی

مولانا ایوب عالم رضوی ۱۸ر مارچ ۱۹۶۲ء کو علاقہ اسلام پور موضع پانچ ڈیمٹھی کالوبستی دیناجپور مغربی بنگال میں پیدا ہوئے۔

آپ کی تعلیم کا آغاز آٹھ یا نو سال کی عمر میں ہوا، ابتدائی تعلیم کے لئے دارالعلوم غریب نواز واقع پانچ ڈیمٹھی کالوبستی میں داخل کئے گئے یہاں پر قرآن کی تعلیم پائی بعدہ فارسی اردو کی ابتدائی تعلیم مدرسہ حنفیہ بتیل پوکھر بہار میں پڑھ کر دارالعلوم منظر اسلام میں داخل ہوئے دوران تعلیم آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا۔ ۱۹۸۱ء میں منظر اسلام سے فراغت حاصل کی الہ آباد بورڈ سے ۱۹۷۸ء میں مولوی، ۱۹۷۹ میں عالم، ۱۹۸۱ء میں فاضل دینیات اور علی گڑھ سے ادیب کامل کے امتحانات دیئے۔

اساتذہ کرام کے نام یہ ہیں (۱) حضور تاج الشریعہ علامہ محمد اختر رضا خاں ازہری (۲) علامہ تحسین رضا خاں بریلوی (۳) بحر العلوم مولانا مفتی جہانگیر خاں اعظمی (۴) علامہ سید محمد عارف نانپاروی (۵) مولانا نعیم اللہ خاں رضوی (۶) مولانا بہاء المصطفےٰ امجدی (۷) مولانا بلال احمد رضوی بہار (۸) مولانا بدرالدین احمد مظفر پوری۔

فراغت کے بعد ۱۹۸۱ء سے ۱۹۸۲ء تک دارالعلوم غریب نواز میں تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ ۱۹۸۲ء سے ۱۹۸۸ء تک جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف میں نائب صدرالمدرسین کے عہدے پر دین وملت کی خدمات انجام دیں اور دوران تدریس گاہے بگاہے فتویٰ نویسی کا کام بھی انجام دیتے رہے۔ ۱۹۸۸ء سے دارالعلوم منظر اسلام میں درس تدریس کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

۱۹۷۶ء میں شرف بیعت مفتی اعظم ہند قدس سرہ سے ہے۔ ۱۹۸۱ء میں مرشد نے اجازت وخلافت سے سرفراز کیا ۲۵ فروری ۱۹۸۹ء کو موضع پورب مہن خان کمال دیناجپور کے ایک اچھے خاندان سے مولانا ایوب عالم کا عقد مسنون ہوا۔

مولانا ایوب عالم کو تحریری شوق بھی ہے آپ نے ایک رسالہ بنام حیات النبی فی رد وفات النبی تصنیف کی جو طباعت کا منتظر ہے۔

ان کے چند تلامذہ کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

☆ مولانا کمال احمد خاں رضوی نانپارہ، ضلع بہرائچ
☆ مولانا جمیل احمد خاں نوری بستوی استاذ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
☆ مولانا مظفر حسین رضوی کٹیہاری سابق مدرس جامعہ نوریہ رضویہ بریلی
☆ مولانا صاحبزادہ عسجد رضا خاں قادری بن تاج الشریعہ مدظلہٗ
☆ مفتی عبیدالرحمٰن رضوی، مدرس ومفتی دارالعلوم مظہر اسلام بریلی
☆ مولانا وصی احمد رضوی، خطیب برمنگھم
☆ مولانا سلیم الدین رضوی، سمن پور (بہار)
☆ مولانا شبیر الدین رضوی، مدرس مدرسہ محمدیہ سنگرا کچھ مغربی دیناج پور، بنگال
☆ مولانا مجیب الرحمٰن رضوی، مدرس بہار اسلام بجوں کٹیہار (بہار)
☆ مولانا سجاد عالم رضوی، سمن پوری (بہار)
☆ مولانا شرف عالم رضوی، سیتامڑھی، بہار
☆ مولانا عتیق الرحمٰن رضوی بلواره ضلع رام پور
☆ مولانا شیخ شاہ الحمید الباقوی، مبلغ مرکز الثقافۃ السنیہ کالی کٹ
☆ مولانا محمد کوثر علی رضوی بن محمد نورالہدیٰ، مرکزی دارالافتاء بریلی
☆ مفتی مشرف حسین بدایونی استاذ دارالعلوم مظہر اسلام بریلی
☆ محمد شہاب الدین رضوی بہرائچی ثم بریلوی

اورزیارت حرمین شریفین

مولانا عبدالرحیم نشتر فاروقی {معاون ناظم جامعۃ الرضا، بریلی شریف}

حج وزیارت حرمین شریفین

حج وزیارت بندۂ مومن کا ایک ایسا کیف آور خواب ہے جس کی تعبیر اس کے لئے معراج حیات ہے، وہ اسے حقیقت کا جامہ پہنانے کے لئے سیکڑوں جتن کرتا ہے، ہزاروں مشکلات کا سامنا کرتا ہے، لاکھوں دعائے سحرگاہی کرتا ہے، تب کہیں جاکر اس سرمدی سعادت اور لازوال نعمت سے سرفراز ہو پاتا ہے، حرمین شریفین کا سفر ایک بندۂ مومن کو اللہ کی وحدانیت اور اس کے رسول کی رسالت کی یاد دلاتا ہے، رنگ ونسل کا فرق مٹا کر مساوات کا درس دیتا ہے اور اللہ کی نشانیوں کی یاد تازہ کرتا ہے۔

حج کا مہینہ آتے ہی مومن کے دل میں ایک لطیف سا درد اٹھتا ہے، حجاج کے قافلے دیکھ کر اس کا قلب مچل جاتا ہے کہ کاش! وہ بھی اس دیار کی حاضری سے اپنا نصیبہ جگالیتا جہاں صبح وشام کی حاضری کو فرشتوں نے بھی اپنا شیوہ بنالیا ہے، وہ بھی جیتے جی جنت کی کیاریوں کا نظارہ کر لیتا جس کی زیارت کے لئے حجاج کے یہ قافلے رواں دواں ہیں اور جب اس نعمت کے حصول کی کوئی سبیل نہیں بن پڑتی تو ایک سرد آہ حسرت ویاس کا موسم بن کر اس کی آنکھوں سے جھما جھم برسنے لگتی ہے اور اللہ کے برگزیدہ بندوں کی کیفیت تو عجیب سی ہوتی ہے۔

چنانچہ امام اہل سنت اعلی حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ اپنی اس لطیف کیفیت کو یوں بیان فرماتے ہیں:

> "یہاں ننھے میاں اور حامد رضا خاں مع متعلقین زبارادۂ حج روانہ ہوئے لکھنؤ تک ان لوگوں کو پہنچا کر میں واپس آگیا، لیکن طبیعت میں ایک قسم کا انتشار رہا، ایک ہفتہ یہاں رہا طبیعت سخت پریشان رہی، ایک روز عصر کے وقت زیادہ اضطراب ہوا، دل وہاں کی حاضری کے لئے زیادہ بے چین ہوا، بعد مغرب مولوی نذیر احمد صاحب کو اسٹیشن بھیجا کہ جا کر ممبئی تک کا سیکنڈ رزرو کرالیں کہ نمازوں کا آرام رہے ....عشا کی نماز سے اول وقت فارغ ہولیا، شکرم

(سواری) بھی آگئی، صرف والدہ ماجدہ سے اجازت لینا باقی رہ گئی جو نہایت اہم مسئلہ تھا اور گویا اس کا یقین تھا کہ وہ اجازت نہ دیں گی بس کس طرح عرض کروں اور بغیر اجازت والدہ حج نفل کو جانا حرام، آخر کار اندر مکان میں گیا دیکھا کہ حضرت والدہ ماجدہ چادر اوڑھے آرام فرماتی ہیں، میں نے آنکھیں بند کر کے قدموں پر سر رکھ دیا وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھیں اور فرمایا، کیا ہے، میں نے عرض کیا: حضور مجھے حج کی اجازت دے دیجئے، پہلا لفظ جو فرمایا یہ تھا کہ خدا حافظ، یہ انھیں دعاؤں کا اثر تھا، میں الٹے پیروں باہر آیا اور فوراً سوار ہو کر اسٹیشن پہنچا۔"

[الملفوظ-۲/ص ۱۳۵]

امام اہل سنت کے یہ الفاظ حج وزیارت کے لئے ایک مومن صادق کے قلبی واردات کی ترجمانی کر رہے ہیں، ملاحظہ فرمایئے کہ ایک بندۂ مومن اس نعمت کے حصول کے لئے کس قدر مشتاق ہوتا ہے، وہاں کی حاضری کے لئے کیسے کیسے جتن کرتا ہے، اگر حج نفل ہے تو اس کی تکمیل کے لئے کتنی منتوں سے والدین کی اجازت حاصل کرتا ہے۔

امام اہل سنت کے حقیقی علمی امین وارث ہونے کے سبب حضور تاج الشریعہ کو بھی وہی سوز وگداز عشق ورثے میں ملا ہے چنانچہ عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو بھی چین سے بیٹھنے نہ دیا اور آپ کا دل بھی اس در کی حاضری کے لئے مثل بسمل تڑپ اٹھا جس در کی حاضری کے طفیل اللہ حج کی سعادتیں عطا فرما دیتا ہے، آپ نے دل کو لاکھ سمجھایا، مگر لا حاصل! آپ نے اس در کی حاضری کے لئے رخت سفر باندھا، پھر دل بے قابو ہو رہا ہے، سنبھالے نہیں سنبھل رہا ہے، وہ پاک در اب قریب آنے والا، آپ نے دل کو سرزنش کی جتنبیہ کی کہ کہیں بے قابو ہو کر اس سرکار میں کوئی بے ادبی نہ کر بیٹھے۔

سنبھل جا اے دل مضطر مدینہ آنے والا ہے
لٹا اے چشم تر گوہر مدینہ آنے والا ہے

حضور تاج الشریعہ نے پہلے حج وزیارت کی سعادت ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۹۸۳ء میں حاصل کی، دوسرے حج سے ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹۸۵ء میں اور تیسرے حج سے ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۹۸۶ء میں مشرف ہوئے۔

جب آپ تیسرے حج پر گئے تو سعودی حکومت نے آپ کی بیجا گرفتاری کی، اس موقع پر آپ نے جو حق گوئی و بے باکی کا مظاہرہ کیا وہ آپ ہی کا حصہ ہے، اس واقعہ کی مکمل روداد بنام ''سعودی حکومت کی کہانی اختر رضا کی زبانی'' ۱۹۸۷ء میں بریلی شریف سے شائع ہو چکی ہے۔

چوتھے حج وزیارت کے لئے ۲ ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ مطابق یکم دسمبر ۲۰۰۸ء بروز پیر تشریف لے گئے، اس موقع پر حضور پیرانی امی صاحبہ مدظلہا کے علاوہ آپ کے شہزادے حضرت مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی مدظلہ العالی، ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا بھی ساتھ تھے، بریلی شریف سے بذریعہ انڈیور صبح ۱۱ بجے دہلی کے لئے روانہ ہوئے تھوڑی دیر کے بعد حضرت شہزادۂ گرامی کا فون آیا کہ ہم جامعہ کے قریب آچکے ہیں، حضرت کے استقبال کے لئے جامعہ میں دورویہ صفوں میں کھڑے طلبہ کا شوق قابل دید تھا، اساتذہ بھی سراپا انتظار تھے، جیسے ہی حضرت کی گاڑی جامعہ کے گیٹ پر پہنچی نعرۂ تکبیر نعرۂ رسالت، حضور تاج الشریعہ زندہ باد، شہزادۂ تاج الشریعہ زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے آس پاس کا علاقہ گونج اٹھا، دہلی ہائیوے پر دونوں جانب گاڑیوں کی بھیڑ لگ گئی، مسافر اپنی گاڑیوں سے یہ

روح پرور منظر دیکھ کر حیرت زدہ تھے، اس وقت حضور تاج الشریعہ کے چہرے سے ایسا ملکوتی نور پھوٹ رہا تھا کہ دیکھنے والوں کی نگاہیں آپ کے چہرۂ اقدس پر جم سی گئی تھیں طلبہ بھی اس نورانیت کو اپنی آنکھوں میں سمیٹنے کو بے قابو ہو رہے تھے۔

راقم نے بعد سلام آگے بڑھ کر حضور تاج الشریعہ کے گلے میں ہار ڈال کر دست بوسی کی اور سرکار میں اپنا سلام عرض کرنے کی گزارش کی پھر شہزادۂ گرامی کے گلے میں ہار ڈالا اور آپ سے مصافحہ ومعانقہ کے شرف سے بھی مشرف ہوا، اس کے بعد جامعہ کے دیگر اساتذۂ کرام یکے بعد دیگرے حضور تاج الشریعہ اور شہزادۂ گرامی کے گلے میں ہار ڈالتے رہے اور دست بوسی ومعانقہ سے مشرف ہوتے رہے، تقریباً ساڑھے ۱۲ ربجے آپ حضرات جامعہ سے رخصت ہو کر دہلی کے لئے روانہ ہوئے۔

اسی شام اسلامی مرکز دہلی میں حجاج کرام کے لئے وداعیہ تقریب تھی، حضرت اور شہزادۂ گرامی اس میں شریک رہے، اگلے دن ۳رذی الحجہ کو دہلی اور اطراف کے احباب سے ملاقاتوں کا سلسلہ رہا، راجستھان کے چند احباب بھی ملاقات کے لئے حاضر ہو گئے تھے، دوسرے دن ۴رذی الحجہ ۱۴۲۹ھ مطابق ۳ر دسمبر ۲۰۰۸ء بروز بدھ اندرا گاندھی ہوائی اڈے سے جدہ روانہ ہوئے۔

دوران حج مقامی شیوخ کے علاوہ وہاں دیگر ممالک سے پہنچے علمائے کرام ومشائخ عظام سے علمی اور مذہبی مذاکرے رہے، اس موقع پر آپ نے اپنی عربی تصانیف وتراجم بالخصوص "شمول الاسلام" اور "الھاد الکاف" عرب شیوخ کو پیش کئے جنھیں کافی پسند کیا گیا بلکہ جدہ کے ایک مقتدر عالم دین شیخ موسیٰ عربوش نے تو حضرت کا جدید عربی قصیدہ۔

أعيناي جودا ولا تجمدا

الاتبكيان لشط النوى

بے حد پسند کیا اور پھر ایک مجلس میں اس قصیدے کی تعریف میں تقریباً ایک گھنٹہ کی تقریر بھی فرمائی۔

اس بار حج وزیارت سے مشرف ہو کر ۸ار ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۷ر دسمبر ۲۰۰۸ء بروز ہفتہ ۸ر بجے شب بریلی شریف تشریف لائے، اس موقع پر تاج الشریعہ اور آپ کے شہزادۂ گرامی حضرت علامہ عسجد رضا خاں قادری بریلوی مدظلہ العالی کا نہایت ہی عظیم اور تاریخی استقبال کیا گیا، جامعۃ الرضا کے ۵۰۰ر طلبہ کا نورانی قافلہ مخصوص یونیفارم میں ملبوس بعد نماز مغرب ہی سٹی سبزی منڈی پہنچ چکا تھا، بڑی تعداد میں اہل شہر کا ہجوم بھی موجود تھا۔

طلبہ آج بھی دورویہ صفوں میں کھڑے اپنی مرشد ومربی کی آمد کے منتظر تھے لیکن آج ان کے جوش وخروش، ذوق وشوق اور وارفتگی کا عالم قابل دید تھا ان کا قرینے سے باادب باملاحظہ کھڑا ہونا کسی "گارڈ آف آنر" کا منظر پیش کر رہا تھا اور گزرنے والے کو حیرت واستعجاب کے بھنور میں غرق کر رہا تھا، دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ ایسا روحانی منظر شاید وباید ہی دیکھنے کو ملتا ہے۔

بالآخر وہ گھڑی آہی گئی جس کا بے صبری سے سب کو انتظار تھا جیسے ہی حضرت کی گاڑی سٹی سبزی منڈی پہنچی، طلبہ نے نعرہائے تکبیر ورسالت کا غلغلہ بلند کیا، راہ گیر بت بنے اس روحانی منظر کو دیکھ رہے تھے، اب یہ نورانی قافلہ نعت خوانی اور نعرہائے تکبیر ورسالت کے جلو میں حضرت کو لے کر سوداگران رضا نگری طرف روانہ ہوا، تقریباً پونے دو گھنٹے میں یہ قافلہ سٹی سبزی منڈی سے حضرت کے دولت کدے پر پہنچا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو دیگر مواقع پر عمرہ کی سعادت سے بھی نوازا، چنانچہ آپ نے کئی عمرے بھی کئے ہیں، عموماً ہر سال رمضان المبارک کے مبارک ومسعود مہینے میں عمرے کے لئے تشریف لے جاتے رہے ہیں۔

اے شہر بریلی تیرا احسان ہے ہم پر
نور کنز ایماں تیری نسبت سے ہے پایا
فیضان رضا کا تصدق ہے یہ عرفاں
اب دل میں فدا ہونے کا سودا ہے سمایا

رباعی

فلک رضا کا اختر کامل ہے دوستو
کس درجہ پر ضیاء ہے اختر رضا کی ذات

جس طرح بے مثال ہے اختر رضا کی ذات
اس طرح باکمال ہے اختر رضا کی بات

چپ رہ رقیب رو سیاہ بدخواہ بد نصیب
سونے کے مول تلتی ہے آخر کہیں پہ دھات

نغمہ رضا کا گونجے کیونکر نہ دھر میں
فکر رضا کی بین ہے اختر رضا کے ہات

ادعائے شعر نہ عرفان شاعری
کہدی وفور عشق میں اختر رضا کی بات

جشن صحت

حضرت تاج الشریعہ مبارک ہو

از: مناظر اہل سنت علامہ عبدالستار ہمدانی ''مصروف'' (برکاتی، نوری)

میرے مرشد کا سچا جانشیں، اختر رضا خاں ہے
کمال و فضل کا پیکر حسیں، اختر رضا خاں ہے

رضا کے علم کا وارث، رضا والوں کا تو قائد
تیرے آگے جھکی سب کی جبیں، اختر رضا خاں ہے

لقب 'تاج شریعت' کا دیا عالم کے علماء نے
وقارِ علم کا مسند نشیں، اختر رضا خاں ہے

تیرا فتویٰ، تیرا تقویٰ، جزاک اللہ، جزاک اللہ
برائے حق برائے حق برائے نکتہ چیں اختر رضا ہے

کمال حجۃ الاسلام کا تو مظہر کامل ہے
جہانِ علم تجھ پہ آفریں، اختر رضا خاں ہے

نظر آتا ہے جیلانی میاں کا عکس کامل تو
شبیہ تیری بھی مثل او حسیں اختر رضا خاں ہے

شریعت کا طریقت کا مسائل ہو تصوف کا
جواب حق برائے نکتہ چیں، اختر رضا خاں ہے

علالت میں، نقاہت میں، حضر میں اور سفر میں بھی
ہر اک جا خادم، دین متیں، اختر رضا خاں ہے

تواضع کا حسیں پیکر، برائے اہل سنت تو
وہابی پہ ہمیشہ آتشیں، اختر رضا خاں ہے

رخِ روشن تیرا دیکھا، ہوا حاصل سکونِ دل
ہوا مسرور یہ قلبِ حزیں، اختر رضا خاں ہے

میرے آقائے نعمت، جانِ مصروف حزیں قرباں
میرے مرشد کی یادہ آفریں، اختر رضا خاں ہے

منقبت در شان
حضرت اختر رضا خاں ازہری

محمد عیسیٰ رضوی قادری نیر
الجامعۃ الرضویہ مظہر العلوم گرسہائے گنج، ضلع: قنوج (یوپی)

پرتو احمد رضا ہیں حضرت اختر رضا
جانشین مصطفےٰ ہیں حضرت اختر رضا

چہرۂ زیبا سے ظاہر ہے ولایت کا نشاں
بالیقیں حق کی عطا ہیں حضرت اختر رضا

جس کے گھر سے بھیک لیتے ہیں گدا و بادشاہ
ہاں وہی گنج عطا ہیں حضرت اختر رضا

طلعت اقدس پہ گویا مسکراتا ہے شفق
نوری کرنوں کی ضیاء ہیں حضرت اختر رضا

جس کی شمع زندگی سے لاکھوں گھر روشن ہوئے
وہ چراغ رہنما ہیں حضرت اختر رضا

جس کی خوشبو سے معطر اہل یورپ ایشیا
ایک ایسے گل کدہ ہیں حضرت اختر رضا

محفل علم و ادب ہے آج ان سے پُر ضیاء
بزم سنت کے دیا ہیں حضرت اختر رضا

عاشق خیرالوریٰ کے عشق کی میراث سے
صاحب عشق و وفا ہیں حضرت اختر رضا

جلوۂ حامد رضا و مصطفےٰ کے رنگ سے
با خدا نوری ضیاء ہیں حضرت اختر رضا

بے نشانوں کو ملا ان سے سراغ زندگی
حق کی منزل کا پتہ ہیں حضرت اختر رضا

پاسبان مسلک احمد رضا کہیے انہیں
سنیوں کے پیشوا ہیں حضرت اختر رضا

کتنے بھٹکوں کو ملی ہے منزل راہ نجات
ہادیٔ راہ ہدیٰ ہیں حضرت اختر رضا

گلشن احمد رضا ہے جس کے دم سے لالہ زار
وہ بہار پُر فضا ہیں حضرت اختر رضا

نیر عاجز بیاں کیا کیا کرے وصف جمیل
خود خدا جانے کہ کیا ہیں حضرت اختر رضا

منقبت
درشان تاج الشریعہ

(مولانا شاہد القادری، کولکاتا)

آنکھیں چراغ طاق حرم ازہری میاں
دل آشنائے لوح و قلم ازہری میاں

لاریب بے گماں تو فنی فی الرسول ہے
تجھ میں نہاں ہے شاہ امم ازہری میاں

دنیا کا خوف مجھ کو نہ محشر کا کچھ ملال
ہے دافع بلائے الم ازہری میاں

بارش کرم کی مجھ پہ شب وروز ہوتی ہے
رب کا کرم ہے وجہ کرم ازہری میاں

اور ازہری میاں کے ہیں زیر علم ہم آپ
غوث الوریٰ کے زیر علم ازہری میاں

تنویر قادری یہ ہیں اور نور برکتی
مرے لئے خدا کی قسم ازہری میاں

مردہ ہے قلب اس کو خدارا جلا بھی دو
کردو ہمارے قلب میں دم ازہری میاں

کام آئے گی ہمارے یہ پہچان حشر تک
آقا ہو تم غلام ہیں ہم ازہری میاں

جیسے قدم ہے غوث کا ہر اولیاء کے سر
شاہد کا سر ہو تیرا قدم ازہری میاں

منقبت

درشان تاج الشریعہ

محمد توفیق احسن برکاتی، ممبئی ۳) Mobile : 098319433765

تجھ پہ قربان ہے اختر رضا خاں ازہری! — تو ہماری جان ہے اختر رضا خاں ازہری
اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم کے علمی فیض سے — رضویہ فیضان ہے اختر رضا خاں ازہری
عالم دیں کی زیارت ہے نبی کو دیکھنا — یہ تمہاری شان ہے اختر رضا خاں ازہری
فقہ و افتا، نعت گوئی کی ملیں رعنائیاں — علم کا وجدان ہے اختر رضا خاں ازہری
مرشد برحق یقیناً مانتا ہے یہ جہاں — غوث کا فیضان ہے اختر رضا خاں ازہری
پھوٹتی ہے روئے انور سے تجلی کی بہار — حق ہے نور شان ہے اختر رضا خاں ازہری
بزم کی رونق میں ہوتا ہے اضافہ آپ سے — یہ تری پہچان ہے اختر رضا خاں ازہری
پاک نسبت مصطفیٰ کی ہے ضمانت خلد کی — آپ کا فرمان ہے اختر رضا خاں ازہری
مان لو احسن حقیقت میں یہی سچ بات ہے — رب کی اک برہان ہے اختر رضا خاں ازہری

از: ڈاکٹر بیت اللہ قادری، الامین میڈیکل کالج، بیجاپور (کرناٹک)

سیدی سیدی سیدی سیدی — حضرت شیخ اختر رضا ازہری
مرشدی، مرشدی، مرشدی، مرشدی — حضرت شیخ اختر رضا ازہری
رہبری، رہبری، رہبری، رہبری — حضرت شیخ اختر رضا ازہری
عشق ہی، عشق ہی، عشق ہی، عشق ہی — حضرت شیخ اختر رضا ازہری
دلکشی، دلکشی، دلکشی، دلکشی — حضرت شیخ اختر رضا ازہری
دلبری، دلبری، دلبری، دلبری — حضرت شیخ اختر رضا ازہری
ماہ بغداد کی چاندنی روشنی — حضرت شیخ اختر رضا ازہری
شاہ بغداد کی شان جلوہ گری — حضرت شیخ اختر رضا ازہری
سہروردی کرے آپ کی پیروی — حضرت شیخ اختر رضا ازہری
نقش بندی کی بھی آپ سے لو لگی — حضرت شیخ اختر رضا ازہری
ہیں اسیر آپ کے چشتی و قادری — حضرت شیخ اختر رضا ازہری

منقبت

در شان تاج الشریعہ

منصور فریدی (ایم۔اے)

چیف ایڈیٹر رسالہ فیض الرضا، دارالعلوم فیض الرضا تالا پارہ بلاسپور- 495001 ۳۶ گڑھ۔ 9826194555

وارث علم رضا ہیں سیدی اختر رضا
میر بزم اصفیا۔ ہیں سیدی اختر رضا

سچ اگر پوچھو تو کہدوں اس صدی میں دوستو
مصطفےٰ کا معجزہ ہیں سیدی اختر رضا

چاند بھی حیرت سے جنکو دیکھتا ہے شب وروز
خوشنما وہ آئنہ ہیں سیدی اختر رضا

انکو نسبت ہے رضا سے غوث سے حسنین سے
واسطے ہی واسطہ ہیں سیدی اختر رضا

آپ سب کی نالہ و فریاد سنتے ہیں حضور
ڈالئے ہم پہ نگاہیں سیدی اختر رضا

جانشین اعلیٰ حضرت صدر بزم سنیت
سیدی اختر رضا ہیں سیدی اختر رضا

ماہ و انجم جس جگہ سے بھیک لیتے ہیں سدا
دین حق کی وہ ضیا ہیں سیدی اختر رضا

سلسلہ در سلسلہ سب منسلک ہیں آپ سے
فیض یابی کی دعا ہیں سیدی اختر رضا

اک نظر سے ذہن و دل ایمان وعرفاں سے بھریں
مظہر صدق و صفا ہیں سیدی اختر رضا

مفتی اعظم کی سیرت کا فریدی بے مثال
آئنہ ہی آئنہ ہیں سیدی اختر رضا

ازقلم: محمد حبیب رضا رضوی، حاجی نگر۔۲۴ پرگنہ، مغربی بنگال۔ Mob. 09748557499

بتاؤں کیسے کتنے پر ضیاء تاج شریعت ہیں
شبیہ اعلیٰ حضرت باخدا تاج شریعت ہیں

نبی کے عشق کا جلوہ نظر آتا ہے چہرے میں
سراپا پیکر صدق و صفا تاج شریعت ہیں

شجاعت کے عدالت کے سخاوت کے ہیں وہ پیکر
علی فاروق عثماں کی ادا تاج شریعت ہیں

ہر اک لمحہ ہر اک ساعت شب و دن دیکھئے چل کر
ہمیشہ محو عشق مصطفیٰ تاج شریعت ہیں

نظر آتا ہے جس میں جلوۂ غوث و رضا ہر دم
نبی کے فیض سے وہ آئینہ تاج شریعت ہیں

خدا کا فضل ہوگا اور نبی کا بھی کرم ہوگا
منور قلب میں جس کے سدا تاج شریعت ہیں

بریلی میں شفا مل جائیگی دل کے مریضوں کو
مریض عشق کی خاطر دوا تاج شریعت ہیں

جو ہوں گے حشر میں ہم روبرو سرکار طیبہ کے
یہی فرمائیں گے آقا کیا تاج شریعت ہیں

حبیب ناتواں کو حشر کی گرمی کا کیوں غم ہو
شہ بطحا کے دامن کی ہوا تاج شریعت ہیں

رضویوں کی شان ہے اختر رضا

ملا جان (زاہد نظر) بنگلہ بستی، مٹیا برج کولکاتا-۲۴

09831677824

رضویوں کی شان ہے اختر رضا
دل بریلی جان ہے اختر رضا

دین ہے ایمان ہے اختر رضا
جسم ہوں میں جان ہے اختر رضا

سیدی کہتے ہی سید نہیں
خان ہے ہاں خان ہے اختر رضا

دل نہیں بھرتا تصور سے مرا
دید کا ارمان ہے اختر رضا

میں ہوں کیا اور کیا عبادت ہے مری
حشر کا سامان ہے اختر رضا

زہد و تقویٰ دولت علم و عمل
تجھ پہ سب قربان ہے اختر رضا

پیر کامل، پیر حق پیر سند
پیر کی پہچان ہے اختر رضا

روح ملاجان ہے روح خدا
دل میں ملاجان ہے اختر رضا

چوکھٹ ترا دارالاماں اختر رضا اختر رضا
دافع غم سود وزیاں اختر رضا اختر رضا

اقلیم حق ہے سلطنت تو شاہ تخت معرفت
زینہ ترا ہفت آسماں اختر رضا اختر رضا

عقدہ کشا تیری زباں تفسیر حق تیرا بیاں
علم نبی تجھ سے عیاں اختر رضا اختر رضا

سرتاج قطب الاولیاء سلطان ملک اصفیا
تجھ میں نہاں کون ومکاں اختر رضا اختر رضا

غوث زماں قطب العُلیٰ زیر قدم ارض وسماء
ہے رازدار الامکاں اختر رضا اختر رضا

وہ اہل دل کہلائے گا اسرار غیبی پائے گا
جس دل میں ہے جلوہ کناں اختر رضا اختر رضا

تو یوسف بے کارواں یہ منزل گم گشتہ رہ
ملا کہو خضر زماں اختر رضا اختر رضا

حضرت تاج الشریعہ

از: مخدوم ارشد حبیبی، رابطہ: 9883133229

سنیت کا پُر ضیا پیغام ہے اختر رضا
ہے لقب تاج الشریعہ نام ہے اختر رضا

دیکھ کر سارا جہاں کہتا ہے یہ بے ساختہ
ایک سچا حامی اسلام ہے اختر رضا

آپ چہرہ دیکھ لیں تو دیکھتے رہ جائیں گے
نور سے پُر نور وہ گلفام ہے اختر رضا

سنیت شاہ ہدیٰ پہ امت سرکار کو
ہر گھڑی تیرا چلانا کام ہے اختر رضا

اس کا چہرہ دیکھنا بھی ہے عبادت میں شمار
عاشقو! انعام ہے اکرام ہے اختر رضا

مجھ کو آنکھیں کیا دکھائے چشمہائے بخدیت
آسمانِ دل پہ روشن نام ہے اختر رضا

تیری اک چشمِ محبت اور الفت کے طفیل
درد دل کو ان دنوں آرام ہے اختر رضا

یاد کرتا ہوں مصیبت کی گھڑی میں اس لئے
نام تیرا دافعِ آلام ہے اختر رضا

دیکھتے ہیں آمنہ کے لعل کو اپنی طرح
نجدیوں کا یہ خیال خام ہے اختر رضا

شک کی گنجائش نہیں مخدوم ارشد یاد رکھ
تشنگانِ علم کا اک جام ہے اختر رضا

و

شاہ بطحا کی ادا ہیں حضرت اختر رضا
پرتو احمد رضا ہیں حضرت اختر رضا

اس لئے آنکھیں بچھاتا ہوں میں ان کی راہ میں
عاشق شاہ ہدیٰ ہیں حضرت اختر رضا

گامزن راہ شریعت پر ہے جن کا ہر قدم
ایسے دینی پیشوا ہیں حضرت اختر رضا

قول سے کردار سے ثابت جہاں میں کر دیا
جاں نثار مصطفےٰ ہیں حضرت اختر رضا

ان کے چہرے کی زیارت اس لئے کرتا ہوں میں
نائب خیرالوریٰ ہیں حضرت اختر رضا

دیکھ کر جن کو سنواروں گیسوئے اعمال کو
ایک ایسا آئینہ ہیں حضرت اختر رضا

ان کی صورت دیکھ کر جب یاد آتا ہے خدا
پوچھتے ہو پھر بھی کیا ہیں حضرت اختر رضا

غوث اعظم شاہ جیلاں تک پہنچنے کیلئے
ایک نوری رابطہ ہیں حضرت اختر رضا

ان کے پروانے چلے آئے یہی کہتے ہوئے
باخدا شمع وفا ہیں حضرت اختر رضا

مسلک احمد رضا کی کشتی توحید کے
ناخدا ہیں ناخدا ہیں حضرت اختر

شاعر مخدوم ارشد کا بھی ایمان ہے
مدح خوانِ اولیاء ہیں حضرت اختر رضا

مرحبا اے گل گلشن قادری

نتیجہ فکر: محمد توقیر القادری۔ موون مسجد کلکتہ۔ ۷ ☆☆ 09331971527

صاحب معرفت رب کا سچا
رونق برکتی، نازش قادری
جس طرف یہ چلے رب کی رحمت چلی
جن کے دامن سے وابستہ ہے بہتری
شاہ اختر رضا ازہری

نازش فکر وفن ، وارث علم دیں
چرخ رشد و ہدایت کے ماہ مبیں
مفتی اعظم ہند کے جانشیں
ناز اسکندری، نازش خسروی
شاہ اختر رضا ازہری

باغ احمد رضا میں بہار آپ سے
اہل سنت کے رخ پہ نکھار آپ سے
دین حق کا چمن مشکبار آپ سے
مرحبا اے گل گلشن قادری
شاہ اختر رضا ازہری

شان اقدس کوئی کیا کرے گا بیاں
زہد و تقویٰ کے ہیں قلزم بے کراں
"مسلک اعلیٰ حضرت" کے روح رواں
آپ ہیں صاحب علم خفی بری
شاہ اختر رضا ازہری

علم وحکمت کے ہیں گوہر بے بہا
جن کو عالم نے "تاج شریعت" کہا
واں بریلی کا سکہ کھنکتا رہا
جس جگہ بھی ہوئی ان کی جلوہ گری
شاہ اختر رضا ازہری

حج کے موقع پہ جب پہنچے ارض حرم
مصطفےٰ نے کیا خاص فضل و کرم
سارے نجدی وہابی کا ٹوٹا بھرم
حق نے بخشی تمہیں عزت و برتری
شاہ اختر رضا ازہری

نائب غوث، شیدائے محبوب رب
اور "تاج شریعت" ہے جن کا لقب
اچھے اچھے بھی کرتے ہیں جن کا ادب
جن کے بازو میں ہے قوت حیدری
شاہ اختر رضا ازہری

ماہ و انجم رہیں جب تلک چرخ پہ
یاخدا ان کا سایہ رہے میرے سر
ساتھ "حضرت" کے اے مالک بحر و بر
ہو مدینے میں توقیر کی حاضری
شاہ اختر رضا ازہری

شاہ ہیں سردار ہیں
اختر رضا ازہری

نتیجہ فکر: الحاج سکندر علی منیر رضوی ہٹیا برج کلکتہ-۲۳ ☆ 9331734292

صاحب کردار ہیں اختر رضا خان ازہری
قوم کے سردار ہیں اختر رضا خان ازہری

دین وملت کے لئے لڑتے ہیں جو اغیار سے
وہ سپہ سالار ہیں اختر رضا خاں ازہری

قادیانی اور نجدی وہابی آشیانے کے لئے
برق شعلہ بار ہیں اختر رضا خاں ازہری

زہد و تقویٰ کیوں نہ ہو وجہ ستائش دوستو!
زاہد و دیندار ہیں اختر رضا خاں ازہری

آپ ہی کشتی مری ہیں آپ ہی ساحل مرا
آپ ہی پتوار ہیں اختر رضا خاں ازہری

سرکش دشمن نبی اور اہل باطل جان لیں
تیر ہیں تلوار ہیں اختر رضا خاں ازہری

آپ کے فضل و کرم سے بادۂ عشق نبی
پی کے ہم سرشار ہیں اختر رضا خاں ازہری

عالم دیں جتنے ہیں عالم میں ہر اک کے لئے
شاہ ہیں سردار ہیں اختر رضا خاں ازہری

منزل گم گشتہ رہ کیسے نہ ہو نقش قدم
قافلہ سالار ہیں اختر رضا خاں ازہری

صانع عالم کی ہر تخلیق کامل میں منیر
اک حسیں شاہکار ہیں اختر رضا خاں ازہری

نکہت تاج الشریعہ

از: حافظ محمد آفتاب عالم رضوی ضیا برتی (کولکاتا)

کس قدر روشن ہے دیکھو عصمت اختر رضا
ایک نمایاں آئینہ ہے سیرت اختر رضا

مظہر حامد رضا ہیں حضرت اختر رضا
رہنمائے قوم وملت حضرت اختر رضا

جانشین مفتی اعظم ہمارے پیر ہیں
سیرت احمد رضا ہے سیرت اختر رضا

گلشن احمد رضا نے وہ حسین گل دیئے
جان و دل مہکا رہی ہے نکہت اختر رضا

جن کی ہر اک اک ادا ہے سنت خیرالوریٰ
عاشق خیرالوریٰ ہیں حضرت اختر رضا

نجدیو ہوتا تمہارا چہرا کالا حشر میں
کام آئے گی ہمارے نسبت اختر رضا

حاسدوں کے واسطے اسم رضا شمشیر ہے
اور قیامت ڈھا رہی ہے شہرت اختر رضا

منطق ہو یا فلسفہ ہو فقہ ہو یا علم حدیث
رکھتے ہیں سب کمال حضرت اختر رضا

چاند سورج اور ستارے اس کو کیسے بھائیں گے
دیکھ لے ایک بار جو بھی صورت اختر رضا

ہوگا میزان عمل میں پلڑا بھاری آفتاب
لے کر جائیں گر جہاں سے الفت اختر رضا

پنجابی منقبت

بحضور سیدی تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ

غلام اویس قرنی قادری رضوی لاہور (پاکستان)

میں اپنے پیر دی کی گل سناواں
شریعت پاک دا پابند پاواں

رضا، حامد و نوری نال جیلاں
اونہاں دی ہر طرح دی صفت پاواں

جیہڑا وی ویکھدا اونہاں دی صورت
کہوے میں واری وار اس توں جاواں

نیابت غوث اعظم دی اونہا نوں
حقیقت حال میں سب نوں سناواں

طریقت اور شریعت دے نے ایہ تاج
میں جگ دے نال ایہو گیت گاواں

میرے مرشد دا وے مسکن بریلی
سدا درپاک تے جاواں تے آواں

بریلی پاک نوں رب دیاں رکھاں
میں منگاں رات دن ایہو دعاواں

سدا اوہ سن تھلے ٹھنڈیاں چھاواں
میرا دعویٰ نئیں ایہ وے حقیقت

میرے حامی و ناصر میرے اختر
رضا دا فیض میں غیر کیوں ناپاواں

سگ مرشد اویس قادری دے
میں مکدی گل ہن ایتھے مکاواں

رحلتی الی بریلی

☆الشیخ محمد جمیل النابلسی القادری (فلسطین)

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالیمن، والصلوٰۃ والسلام علی أشرف الأنبیاء والمرسلین سیدنا محمد وعلیٰ آله وصحبه أجمعین. لقد من الله علینا سبحانهٗ و تعالیٰ وأکرامنا ان کتب لنا الزیارة الی بلاد الهند وماهی الاباشارة من أهل الله وکان النداء من الباطن لماهبت نسماتُ عشاق أهل الله وسمعنا نداءً خفیا من عالم السر ان لذی هُبّوا رتنا ان کنتم من أهل الوّد، وزادت الأشواق فی المسیرا لیهم فکانت أرواحهم تنادی متی الینا الراحیل فأجبنا هم أنناقد هیّانا السیر الیکم والوقوف عند اعتابکم واشتدت المهجُ فینا وزادنا الصبا الیهم فهیا الله لنا. الأسباب بات وتمت وتحتُ لناموج رحمة رب الأرباب أن جمعنا بهولاء الأقطاب (قل بفضل الله ورحمته) وحصل لنا الفرح والسرور لما وصلنا الی بیت العلم المعمور بالخیرات والسرورفی مدینة بریلي حباها الله بالحفظ والنور وکان اللقاء بعلم من أعلام الاسلام ورکن من ارکان الدین العلم الشامخ جبلُ العلم والمحاصل المعافع عن الحق والدین ناصر سنة سیدالأولین ولآخرین ناشر عقیدةاهل الحق المومنین الذاب عن أعلام الهدیٰ أئمة الدین تاج الشریعه فخرالاسلام والمسلمین حفید شیخ الاسلام أحمد رضاخان فدعینا الی جنابه وحضرنا مع أحبابه فکان السرور والحبور وسعدنابهذا الحضور وأنعم الله علینا بخلعة الرضا والقبول ببرکة مولانا أحمد رضا ونجله سیدنا مصطفیٰ فأکرمنا الله بهما فما أسعدها من یقول لسان لجال وکان تم الرضا من مولانا أحمد رضا واخلع یاولدنا علی من أحبنا وجاء عندنا بخلعة القبول بالا جازه

على ولدنا المصون تشريفاله تعظيما لينا ل من سلسلتنا ومن طريقتنا بركات من ربنا وعطيات من سر نبيّنا بحمدالله والمنة له وتمت خلعة الرضوان من تاج الشريعه فخر الاسلام مولانا محمداختر حفظه الله ولن أنسى كيف تمت الاجازة مسرعة ممتازةولن أنسى بركات مولانا علينا وماشاهدنا من المحبين لمولانا وكيف كانت. ولن أنسى كيف كان الحب من مولانا لمن كان على اعتقاد اهل الحق ملنانا وجمعنا الله فى عالم الأرواح والحمد الله قدتم الالقانى فى عالم الأشباح وكان نداء خفيا من أهل الله زورونا تجدوا المسرات زورونا تجدوا الخيرات والحمدلله رب العالمين.

الفقير الى الله جميل بن عارف بن جميل الحسينى نسباًالنا بلسى موطنا وبلداً الأشعرى معتقداالشافعى مذهبا النقشبندى القادرى طريقة ومشربا.

نافذة على
حياة تاج الشريعة حفظه الله تعالى

شمس الهدى المصباحي،أستاذ الجامعة الأشرفية مباركفور- الهند
(حاليا خادم الافتاء بدار الافتاء كنز الايمان، بريطانيا)

الحمد لله والصلاة والسلام على نبيه و مصطفاه و على كل من اقتدى بهداه و على سائر من يخشاه و بعد فاني أقدم أعلى التهاني و أحلى الترحيبات الى كل من قام بساق الجد و حظي بأسعد الحظ حيث اعتنى بجمع و طبع موسوعة شاملة حول حياة حافلة بنشاطات اسلامية بارزة و ارشادات هادفة قيمة للأمة المحمدية الى الجادة و حوزة سلف الأمة المرموقة ها هي شخصية فذة للامام الأكبر والفقيه الأفخر تاج الشريعة محمد أختر رضا خان القادري الهندي رعاه الله سبحانه و تعالى للاسلام والمسلمين ذخراً و فخراً۔

و كفى به مجداً و شرفاً أنه كريم بن كريم ابن كريم ابن كريم و هو من سلالة آية من آيات الله في القرن العشرين الامام الأفخم والمجدد الأعظم أحمد رضا خان القادري البركاتي نور الله مرقده و برد مضجعه فانه قل من جاد بمثله الزمان منذ قرون حتى هذا الحين و لا يخفى على أى لبيب و فطين أن الأشياء تتشرف بشرف الزمان والمكان والقرين و أيضا يرى في يوم ولادة تاج الشريعة حفظه الله تعالى رمز لطيف الى أنه نائب مناب ذلك المجدد الفذ الأمين لما أنه ولد في نفس تاريخ وفاة المجدد و لو بعد سنين أى من شهر صفر يوم الخامس والعشرين (١٣٦١/٠٢/٢٥هجرى) و مع هذا كله هو طويل الباع وواسع الاطلاع فى علوم الشريعة المصطفوية الغراء حتى لقب ب"تاج الشريعة" من جهابذة الفضلاء و قد فاق الأقران في هذا الزمان في فقه الحديث والقرآن و أصبح ذائع الصيت في الورع والتقوى و تصفية الجنان و له ملايين من أتباع في شتى دول العالم و هو أنشأ المدارس و دور الافتاء والقضاء حيثما كانت الحاجة ماسة اليها و أسس جامعة الرضا بمدينة "بريلي" مسقط رأسه ۔ تتمنى لها مستقبلا زاهرا و مجالا سنيا باهرا۔

نشاطات علمية جليلة

قام الشيخ بتأليفات نافعة و تحقيقات فائقة نحو عمليات خلاعة التلفزيون والذب عن "كنز الايمان في ترجمة القرآن" و "الحق المبين" الذي كشف القناع عن وجوه

طائفة شاذة منحرفة فی شبه القارة الهندية و حذر المسلمين عن مفاسدها و ضلالاتها و أيضا حقق أن أبا سيدنا ابراهيم على نبينا و عليه السلام تارح لا آزر و ما جاء فی القرآن الكريم ﴿و اذ قال ابراهيم لأبيه آزر---﴾ [الانعام: ٧٤] المراد به عمه تجوزا جريا على لغة العرب و عادتها المتعارفة۔

و أضاف اليه نقل بعض كتب الامام المجدد البريلوی قدس سره القيمة الى غير لغتها ک"المستند المعتمد بناء نجاة الأبد" الى اللغة الأردية و "الهاد الكاف فی حكم الضعاف" و "شمول الاسلام لأصول الرسول الكرام" و ما الى ذلك الى اللغة العربية السلسة الفصحى حتى يظن القارى أن الكتاب كتب أولا فی هذه اللغة و اليك شيئا من تعريبه: "ثم الله أعلم أهذا ألحق السنّة بالكفر أم اتخذ هذا شيئا يقارب الكفر سنّة؟ دع عنك هذا ما ينفعنا ركض هؤلاء فی الحظيرة؟" [الهاد الكاف فی حكم الضعاف ص ١٨٧]

و جرى قلمه السيال فی مجال قرض الأبيات فی اللغتين الأردية و العربية و لها تأثير بالغ فی النفوس رغم أن له أشغالا لا تحصى و فعالا لا تعد و صنائع لا تخفى۔

و له روابط علمية و علاقات روحية مع بعض أفاضل أهل السنة فی دول الاسلام من اندونيشيا و الشام و الصومالية و مصر و دول الخليج و غيرها و لهم اعتراف كامل بسعة خبرته و عمق معرفته۔

نشاطات دعوية و تربوية

و للشيخ جهد جهيد و سعى حثيث فی سبيل الدعوة الى الله عز و جل و رسوله ﷺ و من جراء ذلك يقوم بجولات عديدة و رحلات شاسعة الى أنحاء العالم الدانية و القاصية و هذا لكی تكون كلمة الله هی العليا و قيض الله سبحانه له القبول العام فی خلقه فيتمسكون بذيله الطاهر النزيه زرافات و وحدانا و يلجئون الى رأيته الوارفة أفواجا۔ و من الضالين و المذبذبين من جلس فی مجلسه العلمی و الروحی و تجاذب معه أطراف الحديث بصدد ما يخطر بباله و يهيج فی خلده فثلج صدره و اطمئن قلبه و تاب من عقائده الفاسدة و أفكاره الكاسدة و تنفس الصعداء فی رحاب الاسلام الميمون بيمن صحبته السعيدة۔ و ما زال عاكفا بكل نفس و نفيس على تدريس العلماء كتب الحديث النبوی الشريف و الفقه الاسلامی النظيف و على تمرينهم بأصول و رسوم الافتاء و القضاء۔

و ساهم الشيخ فی عدة من ملتقيات علمية و ندوات فقهية فيرى هناك كالقمر ليلة البدر بين الكواكب و خضع له كثير ممن يعقد عليه الأنامل و يعول عليه فی المحافل و ذلك من فضل الله تعالى يؤتيه من يشاء و الله ذو الفضل العظيم و من أجل الشيخ تمتاز الزاوية الرضوية بين كثير من الزوايا علما و فقهاء فضلا و ورعا و أسئل الله العظيم أن ينفعنا بعلومه و أن يديم شموس معارفه بازغة و أن يخرج به الناس من الغواية و هو بالاجابة جدير فی البداية و النهاية۔

رحلة الشيخ
تاج الشريعه الى سوريا وربوعها

☆عبداللہ الہندی، جامعہ ازہر مصر

في الثاني والعشرين من اغسطس سنة 2008 م وصل فخامة الشيخ، شخصية العالم الاسلامى الفذة تاج الشريعة والدين، وريث الامام أحمد رضا في تراثه العلمي الغزير المفتى اختر رضاخان القادرى الأزهرى الى دمشق عاصمة سوريا ،حظيت سوريا بدعوة رسول الله صلى الله عليه وسلم بالخير والسعادة وماقاعدتها دمشق فلها فضل كبير والسعادة و اماقاعدتها دمشق فلها فضل كبير اذكانت موضع عناية واهتمام النبي الكريم، في هذا البلد قال الذي لاينطق عن الهوى:

"ستفتح عليكم الشام فاذا خيرتم المنازل فعليكم بمدينة يقال لها دمشق فانها معقل المسلمين في الملام وفسطاطها منها بارض يقال لها الغوطة"!

خرج الشيخ من باب المطار الخاص مع بعض اتباعه في قرابة الساعة التاسعة النصف صباحا بالتوقيت المحلي السوري،واذا به يصادف الترحيب الحار والاستقبال المتحمس من المستقبلين المسلمين، كان هناك رجل سير لنكي من أتباع يدعى الحاج عثمان قدرافق الشيخ من دوبني ولم يكن التاشير الى سوريا ولكن من رغباته الجامحة ان يقوم بالرحلة الى سوريا ثم الحجاز لاعتماد ولزيارة ضريح النبي صلى الله عليه وسلم في صحبة الشيخ لاغير، وكان يظن انه لايصل الى المطار حتي يرغم على ان ينقلب على عقبيه كما وقع قبل عدة ايام مثل هذا لوزير من وزراء سير لنكا رغم مايمتلك من وظيفة لافتقاده التاشيرة،وصاحبنا السير لنكي كان قد عجز عن الحصول على التاشيرة لبعض الاسباب فأ خبر الشيخ عن هذا الموقف العضال فقال من دون مهل وتريث: ستحصل على التاشير ة، وقد حقق الله تعالىٰ ماجرى على لسان

بيده الصالح فما ان قدم جواز السفرحتى شر عليه .في اليوم الاول اقيمت مادبة من جهة الشيخ تاج الشريعة تكريما لعلماء سوريا حضر ها عدد ضخم من رجال العلم والدين يضم عدد من الشخصيات المشهورة في سوريا، مثل العالم المتحمس، سعادة الشيخ هشام الدين برهاني وصاحب السماحة الشيخ عبدالقادر الخرسة،وسماحة الشيخ المفتي الكبير بدمشق عبدالفتاح البزم، ورئيس معهد التهذيب خطيب دمشق الشيخ السيد عبدالعزيز الخطيب الحسني، وعضو الجمعية الوطنية، رئيس قسم الاختصاص في معهد أبى النور، الدكتور عبدالسلام الراجع، ورئيس قسم الدراسات العليا فى المعهد نفسه، الدكتور سليمان الوهبي، وغيرهم كثير.

استهل الاحتفال بتلاوة القرآن الكريم وأعقبه المديح النبوي الشريف ثم ألقى الشيخ تاج الشريعة. على الرغم من مرضه المضني. محاضرة بليغة استمتع المستمعون بها، وبعدذلك أنشد على سامع الحاضرين قصيدته العربية الرائعة"الله الله الله مالى رب الا هو" التي وقعت من القلوب موقع الأعجاب والاستحسان وامتلأ الجو تشبيحا وتنويها وعند مابلغ نهاية الأبيات "هذا أختر أدناكم ربي أحسن مثواه" اندفع الدكتور عبدالعزيز الخطيب الحسني قائلا:أختر سيدنا وابن سيدنا وقد اظهر الشيخ عبدالسلام الراجع عن انطباعه بقوله:قلوبنا كانت تدق مع صوتك وهذاك أصوات تقع في الأذان" استشار بقدومكم الشام" وطلب الشيخ الخرسة نسخة من هذه القصيدة ومن المديح النبوي "رسول الله ياكنز الأمالى" كى ينشدهما في مجالسه. وقد أخذ شهير منه الاذن ليسجل قصائدة العربية فى السطونات باصوات حذاق المنشدين.

ان اغسطس في البلاد العربية شهر السموم وشدة القيظ حتى يقال: اب الهاب. قبل مقدم الشيخ كان الجو هنا في أشد الحرارة ولكن وقع التغير في الطقس قبل وصوله بيوم وتحول الجو من هبوب الرياح الشديدة الى كثير من الاعتدال ولكن الرغم منه ظلت درجة الحرارة ثمانية وثلاثين وهذه مرتفعة بالنسبة الى سوريا وامثالها من المناطق الباردة.

في بداية الاجتماع سئل الشيخ ان يتضرع الى الله لنزول المطر ففعل وماسرع ما جاءت الاجابة اذلم يطلع علينا اليوم التالي الا بدأت السماء تجود وتمطر وابلا هاطلا استمر ثلاثة ايام متقطعا وتقلب الجو كليا. ومما يزيدالعجب أن ينزل المطر في سوريا في فصل الشتاء وقليل نادر ان ينزل في الصيف. امامثل هذاالمطر الغزير فلم أره غضون اقامتي هذا ثلثة اعوام في الصيف رذاذا ورشاشة من المطرمذ خمس سنوات.

في يوم السبت الثالث والعشرين من اغسطس اقيم اجتماع عام، جاء فيه كثير من العلماء لزيارة الشيخ من بينهم العالم الحنفي ، صاحب الهوامش العديدة، الشيخ عبدالجليل عطاء، وسليل الشرف من عائلة النبوة، المدرس الشهير، سعادة الشيخ محمد صادق درويش، استطع العلماء راى الشيخ في بعض القضايا الشرعية بينما طلب بعضهم منه الشهادة والاجازة في رواية الحديث ففعل.والتقى الشيخ عبدالجليل عطا قريضه في مدح تاج الشريعة وهذا ممايعبر عن قدر الشيخ ومكانته في نفوس علماء سوريا، الى القراء أبيات منها:

يا كوكبا من بهاء الدين ذاألق
ومنها من دقيق العلم متسق
أقدام قولك في التحقيق مصدره
أهل التمكن في النبراس كالشفق
ولوتباهى رسول الله في أحد
مثل طلعتكم يافاتح العبق
محمد أختر جاء الرضا ، به
فمرحبا في منبع الحصن والدرق

في يوم الأحد الرابع والعشرون من أغسطس عقدت حفلة احتفاء بالصنيف المؤقر من قبل ابن مفتي ديار الشام الأسبق رئيس معهد أبي النور الشيخ صلاح الدين كفتار ولجنة المعهد و علمائه،ألقى فيها الشيخ خطبة وجيزة عن الصوفية والمعرفة و عن حقيقة أهل السنة تجمع بين حسن الابقاء و غزارة المادة وأنشد قصيدة رائعة بناء على طلب الحاضرين وأتى خلالها بنكت طريقة عن التصوف ،ثم قدمت اليه جائزة وانبرى الشيخ عمر سليم يلقى الضوء على جامعة الرضا بريلي في الهند فعرف الحاضرين: هذه الجامعة التي أسسها الشيخ تاج الشريعة وذكر لهم محاولاته الجادة ووصف لهم ماشاهده من جودة التنظيم و حسن المعاملة مع الطلاب من مدير الجامعة عسجد رضا ابن الشيخ المحترم.

شارك في هذه الاحتفالية المدرسان البارزان بالمدرسة الكلتاوية النبهانية بحلب و مندو بوالشيخ محمود الحوت اللذان جاء المقابلة الشيخ تاج الشريعة. و في نهاية الاحتفال زار الشيخ ضريح العارف بالله الشيخ عبدالغنى النابلسي رحمه الله و ضريح سيد الأ صفياء الشيخ الاكبر محي الدين ابن العربي رضى الله عنه الذي يؤمه الخلق من كل أوب و صوب.

وفي اليوم نفسه دخل العالم البارع في العقيدة والكلام صاحب المؤ لفات والهوامش العديدة الشيخ عبدالهادي الشنار الى طريقته وبعد ذالك أنعم تاج الشريعة عليه بالاجازة والنيابة في الطريقة. وفى اليوم ذاته أقيم للطلاب بعد صلاة العشاء مجلس علمي خاص يتناول جوانب العلم والدين،وجه فيه الطلاب الى الشيخ تاج

الشريعة أسئلة واستفسارات و استفادوا منه اجابات ارتاحوا اليها،ثم دخل في طريقته عدة من الطلاب وعامة الناس.

كان اليوم الخامس والعشرون من اغسطس يوما نهائيا لاقامة الشيخ واذا هو يوم حافل بشواغل كثير. أقيم بعد صلاة العصر حفل التكريم له من قبل مفتي دمشق في جامع طارق بن زياد ركن الدين رغب فيه عديد من العلماء الى الشيخ ان يتكرم عليهم بالشهادة والاجازة في رواية الحديث فاجازهم من هولاء الراغبين مدير الأوقاف الشيخ احمد القباني،والشيخ عدنان درويش، والشيخ معتصم البزم ووائل البزم، كان في ذلك اليوم تزاحم وتدفق من الزوار، جاء الشيخ عبدالهادي الخرسة، و الشيخ حسن البادزنجكي الثاني من أبرز شخصيات حلب وزعماء هافي الدين ورئيس مؤسسة دينية وحضر من العراق العالمان الجليلان الشيخ قتيبة السعدي، والشيخ مروان على أنوار وزارا الشيخ.وفي نفس اليوم جاء الشخصية الروحية الفخمة،سليل سيدنا موسىٰ الكاظم رضي الله عنه الشيخ الصباح وقال:مررت قبل أيام بهذا الصقع فرأيت مافيه من بركة وأنوار فتفرست أنه قد نزل فيه رجل من رجال الله. وتكشف لي بعدالاستفسار عن مقدم حضرتك فجئت للقائك ثم رجا الشيخ تاج الشريعة ان يدعوللعالم الاسلامي وخاصة للعراق بالأمن والسلام ففعل.في هذا اليوم هُيئ للنساء أيضا مجلس يخصهن دارت فيه استفسارات وردوهاو دخلت نسوة الى طريقته.

في السادس والعشرون من اغسطس وقع الشيخ على عدة من شهادات الحديث بطلب العلماء، و منح بعضهم النيابة والاجازة في الطريقة العالية القادرية فيهم الشيخ عبدالهادي الخرسة، والشيخ عبدالعزيز الخطيب، الشيخ محمود الحوت والشيخ احمدالفاظل، والشيخ عبدالسلام الشنار، وطوال اقامته ظل يفيض على الطلاب ومجيبه بدعواته الميمونة.

وقد شعيه الطلبة الباكستانيون الى المطار في موكب جم وودعو بكل حفاوة وتكريم في ظل دعواته الفياضة حتي دخل الشيخ الى المطار وغاب عن انظارنا.

خلف تاج الشريعة والدين في جولته القصيرة أثرا باقيا في نفوس اهل دمشق من رجال العلم وغيره وأزال بفضل هذه الجولة عن أذهانهم مايفترى الأعداء (المبتدعون) على أهل السنة فى شبه القارة الهندية من الافك والبهتان ويحاولون بالمال والكذاب أن يثبتوه في أذهان العرب.

اطال الله بقاءه ورزقه الصحة والعافية وجعل الشام تتمتع بقدومه الميمون مرارا وتكرارا، وأجزل الجزاء لأخ الفاضل خالد الهندي والأخ طارق اذهما جزا هذه النعمة السابغة.

فانک شمس والملوک کواکب

الاستاذ محمد الرابع نورانی البدری، المدرس فی دارالعلوم فیض الرسول ببراون الشریفة سدهارت نغر (یوپی)

قدیما قال الشاعر العربی فی وصف ملک من الملوک:

فانک شمس والملوک کواکب

اذا طلعت لم یبد منهن کوکب

لکن ان قرئ بدل الملوک العلماء لصدق کلیا علی العالم النحریر العلامة الجلیل المفکر الاسلامی الکبیر فضیلة الشیخ محمد اختررضاخان الأزهری حفید الامام أحمد رضا البریلوی رحمه الله تعالیٰ. الذی یعرف فی جمیع بلاد العالم بتفانیه فی محبة الله تعالیٰ ورسوله الاعلیٰ صلی الله علیه وسلم والذود عن حیاضه، فانه اذاطلعت هذه الشمس فی آیة مدینة أوآیة قریة أوآیة حفلة أوآیة ندوة علمیة فلا یختلف حال عامة العلماء عن حال الکواکب أمام الشمس النیرة البازغة.

ان دل هذا علی شئ فانه یدل علی انه شخصیة عظمیة ثریة متعدد المواهب متنوعة العطاء منهو مفکر اسلامی کبیروداعیة جلیل کاتب قدیر ومولف بارع وخطیب مصقع ومناظر شجاع وجبل من جبال العلم وعلم من أعلام الاسلام ولد ونشأ فی سلالة عریقة فی العلم والمجد ویشهد لنا التاریخ الاسلامی المجید ان الذین لعبوا دورا بارزا ملموسا مرهوقاًفی خدمة الاسلام والمسلمین کانوامن اصل ثابت سیال القریحة وقاد الطبعیة سلیم القلب، بعید الهمة تربوا فی ظلال التوفیق الربانی وادعیة المستجابة التی وجهها الی الله عزوجل آباء هم واساتذتهم.

ان شیخنا حفظ الله تعالیٰ. یحمل کثیرا من المحامد والفضائل والصفات التی تکفی واحدة منها لرفع مکانته بین الناس عنهو قوی صلب شجاع لایهادن ولایداهن ولایجامل ولایخشیٰ فی الله لومة لائم، له فی مجال الدفاع عن اهل السنة والجماعة طریقة خاصة واذاتحدث عن الموضوعات الخلافیة فلایترک مجالا لنقد ولالعرة یدخل منهاالخصم مهما کان علمه وأدبه ومهما کان برهانه وحجته.

اتاه الله تعالیٰ القلب الحی العاطفة الجیاشة لحبه وحب رسوله الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یحمل بین جنبه قلبا بنعا لایفیض و شعلة لاتخبو و جمرة لاتتحول الی رماد

ان شیخنا حفظه الله تعالیٰ. مومن متخلق باخلاق الله تعالیٰ کماذکره الشاعر محمداقبال فی شعره هذا

قهاری وغفاری وقدوسی وجبروت
یه چار عناصر هوں تو بنتاهے مسلمان

شرح شعره هذاأ حد شارحیه فقال. یعتمد محمداقبال ان لمسلم یجمع بین المتناقضات من الأخلاق والصفات وماهی بمتناقضات، ولکنها ظلال صفات الله ومظاهر أ خلاق الله فهو فی تسامحه، ورحابة صدره وکثرة صفحه قد تخلق بخلق "الغفار"، وفی شدته فی الدین وغضبه للحق وثورته علی الباطل قد تخلق بخلق "القهار" وهوفی نزاهته وعفته وطهارة ضمیره قد تخلق بخلق القدوس وفی صلابته اذا تصلب و شدة شکیمته اذاأبی وشدة بطشه اذا حارب تخلق بخلق الجبارلایکون المثل الکامل لدینه وصورة مادته للاسلام حتی یجمع بین هذه الأخلاق المتنوعة فیجمع بین الشدة واللین والغضب والرحمة والصلابة والمرونة والعفة والنزاهة ویکون فی ذلک آیة من آیات الله ومعجزة من معجزات الرسول صلی الله تعالیٰ علیه وسلم (روائع اقبال ۹۷)

ومما یمتاز به شیخنا فی هذه البلاد من بین اقرانه من العلماء الدعاة انه یتولی رئاسة وعضوا لکثیر من المدارس والدور العلمیة المراکز الدینیة المنظمات الدعویة ولجان التعلیم والتربیة فی داخل البلاد خارجه وکل ذالک ولم یکن الاتکریما و تقدیر الجهوده و خدماته فی مختلف المجالات ولانتمائه الی اسرة الأمام أحمد رضا البریلوی مجدد القرن الرابع عشر الهجری.

وانه اسلم علی یدیه کثیر من الناس الذین کانوایتیهون فی ادویة الکفر والضلالة وقد جاء فی الحدیث الشریف ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال لعلی (لأن یهدی الله بک رجلا خیر لک من حمر النعم)(رواه ابوداؤد)

انه الف کتبا قیمة فی مختلف الموضوعات

فمنها= الحق المبین باللغة العربیة
=دفاع کنزالایمان
=تعلیقاته علی صحیح البخاری
=مراة النجدیة

فجزاه الله تعالیٰ عناوعن المسلمین جمیعا علی خدمته للاسلام والمسلمین وصلی لله تعالیٰ علیه وسلم علی خیر خلقه ونورعرشه سیدنا ومولانا ممد وعلی آله وصحبه وبارک وسلم.

العلامة أختر رضا خان الازهرى حياته وخدماته

بقلم: الأستاذ أنوار أحمد العليمي البغدادي، جامعه نظام الدين أولياء، دهلی 09990215803

أنجبت الهند علماء أفذاذ في الفقه والشريعة، ومن أبرز علماء القرن الرابع الهجري، الامام أحمد رضا خان البريلوي (نوّر الله مرقده) (ت:١٩٢١م) الذي برع في العلوم الشريعة براعة عجيبة، فاق أقرانه، فقد صنف في أكثر من خمسين علماً و فنا، مايربو على ألف مؤلف مابين مجلدات، ورسائل صغيرة، وكماكان قلمه سيالاً، كثير التصانيف، كذالك كان قوي الاستدلال، باهر الحجة، ناصع الموقف والبيان.

تعد أسرة الامام أحمد رضاخان أسرة علمية سلفا وخلفا، فقد كان أجداده علماء و فقهاء، كما لثم العلم قدوم أبنائه أيضا، فكان ابنه الأكبر العلامة حامد رضاخان الملقب بحجة الاسلام عالما كبيرا، بارعا في اللغة العربية وآدابها، وأما نجله الاصغر، الشيخ مصطفى رضاخان، الملقب بمفتي الهند الأعظم، فهو الذي ينتهي اليه سيادة العلم والتقوى في شبه القارة الهندية.

واستمرت هذه الأسرة في ارواء غليل العلم والعرفان حتى يومناهذا، حيث تتشرف هذه الأسرة الطيبة الطاهرة التي لها دور بارز في خدمة العلم والدين. بشخصية علمية ناصعة، وهو الشيخ أختر رضاخان الأزهري، الملقب بتاج الشريعة، الذي يعد من أبرز شخصيات علمية في هذه الأسرة، وفي أوساط العلماء في هذا البلد، واليكم شيئاً عن حياته وأعماله.

هوالشيخ محمد أختر رضا بن ابراهيم بن حامد رضا بن نقي علي بن رضاعلي خان، من أصل أفغاني.

ولد الشيخ محمد أختر رضاخان في مدينة "بريلي" في ٢٣ نوفمبر، عام (١٩٤٣م). بدأ سفره التعليمي وعمره أربع سنوات وأربعة أشهر وأربعة أيام بقراءة "بسم الله الرحمن الرحيم". وبايع الشيخ مصطفى رضاخان الملقب بمفتي الهند الأعظم، عمره خمس سنوات، درس الكتب

الابتدائية على حضرة أ بيه، مولانا ابراهيم رضاخان، ثم التحق بدار العلوم، منظراسلام ببريلي، ومن ثم انتقل الى الكلية الاسلامية الثانوية ببريلي، حصل على خلافة واجازة في الطريقة القادرية في سنة (1962م) من لدن جده من الأ م، الشيخ مصطفى رضاخان الملقب بمفتي الهند الأ عظم. وفي عام (1963 م) توجه الى أعرق الجامعات الاسلامية، الأ زهر الشريف، لينهل من منهلها الصافي، وبقى هنالك يروي غليله حتى عام (1966 م) ثُم رجع الى وطنه، وانقطع الى خدمة الدين الحنيف انقطاعاً تاما، يدرس، ويخطب، ويفتي، ويصنف، فضلا عن أسفاره الدعوية لأ صقاع الهند النائية، ولمختلف البلدان الاسلامية والأ جنبية.

ان الشيخ الأ زهري يتضلع من علوم و فنون، فانه قادر على العربية، كمانراه بارعا في الافتاء، ولاشك أن تمكنه من العربية، وقدرته على الافتاء، من أ ثر التربية و التعليم الذي تلقاه الشيخ في أسرته العليمة أ با و جدا. ولعله توارث العربية من جده من الأب فضيلة الشيخ العلامة حامد رضاخان الملقب بحجة الاسلام، الذي كان عالما كبيرا، وبارعا في اللغة العربية وآدابها، كما وجد حظه الأوفر في الافتاء من جده من الأم، الشيخ مصطفى رضاخان، المقلب بمفتي الهند الأ عظم، لحسن توليه منصب الافتاء. ومن جراء هذا الأثر نرى الشيخ الأ زهري يفتي في قضايا حساسة، ويتكلم العربية، ويكتب فيها.

فقد خلف الشيخ الأ زهري مصنفاف في مختلف المجالات من كتب مستقلة، وكتب مترجمة، من العربية الى الأردية و بالعكس، ومنها ماتم طبعها، ومنها ماينتظر الى سبيل الطباعة، فمطبوعاته العربية، هي ماملي:

(i) الحق المبين (ردا على ما طبع في جريدة "الهدى "أبوظهبى، من أباطيل)

(ii) مرآة النجدية بجواب البريلوية (رداعلى "البريلوية" لاحسان الهي ظهير)

(iii) شرح حديث الاخلاص.

(iv) نماذج من حاشية على الصحيح البخاري.

أما الكتب التي قام بنقلها من الأ ردوية الى العربية، فهي:

(v) تيسير الماعون للامام أحمد رضاخان البريلوي.

(vi) شمول الاسلام للامام احمد رضاخان البريلوي.

(vii) العطايا القدير للامام أحمدرضاخان البريلوي.

(viii) فقه شهنشاه للامام أحمدرضاخان البريلوي.

(ix) اهلاك الوهابيين للامام أحمد رضاخان البريلوي.

(x) الهادي الكاف للامام أحمد رضاخان البريلوي.

أما الكتب التي قام بنقلها من العربية الى الأ ردوية، فهي:

(xi) المعتقد المستند للامام أحمد رضاخان البريلوي.

(xii) قصيدتان رائعتان للامام أحمد رضاخان البريلوي.

أما كتبه المستقلة في الأردية، فهي:

(xiii) "سفينه بخشش" مجموعة الشعرية في مدائح النبي – صلى الله عليه وآله وسلم.

(xiv) أحكام التصوير.

(xv) شرح حديث النية.

(xvi) آثار القيامة.

(xvii) هجرة الرسول الأكرم ـــ صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ـــ

وغيرها من مجموعات شعرية، وكتب، ومقالات، وفتاوىٰ بالعربية والأردية، فضلا عن آثار الشيخ العلمية الأخرى لم تلمسها أيدي الطباعة بعد.

علاوة على آثاره العلمية هذه، ترك مؤسسة علمية ضخمة، وتلك هي:مركز الدراسات الاسلامية، جامعة الرضا ببريلي. وقد قطعت هذه المؤسسة في عمرها القصير شوطا بعيدا في بناياتها الضحمة، وبرامجها التعليمية، ولازالت في سبيل التطور، أدام الله ظل الشيخ علينا لتكميل هذا المشروع الاسلامي الضخم.

يتمتع بشعبية كبيرة جدا في شبه القارة الهندية من الهند، والباكستان، وبنغلاديش، يفوق عدد أتباعه ومريديه على آلاف وآلاف، وله خلفاء في الطريقة في عدة دول عربية وأجنبية، فضلا عن شبه القارة الهندية، ففي العرب مثلا الشيخ محمد عمر سليم من العراق، والشيخ عبدالعزيز من دبئي، والشيخ كمال يوسف الحوت من لبنان، والشيخ دائل الحنبلي من دمشق، والشيخ عارف جميل من فلسطين، وصدف لي أن التقيت بآخر الذكر فوجدته متاثرا جدا بشخصية الشيخ وحسن ديباجتيه، وتحدث لي قائلا: "أنني سعيد جدا بأن أعطاني الشيخ الأزهري بسند اجازة و خلافة ولا فرح عندي أكبر من ذلك".

ان الشيخ يتصف بصفات موهوبة كثيرة، منها تقواه وطهارته، نجابته وليونة طبعه،فانه يلتزم الشريعة، بكل دقائقها وصغائرها على حد سواء، ولايترك سنة تفوت منه، ولا ينتهك أحد أمامه محارم الفرائض والسنن وحتى المستحبات الا نراه ثائرا عليه، بلا لومة لائم، ويغلب عليه التصدع بالحق، حتى لايتمالك نفسه في أغلب الأحيان، الابالظهار مايعتقده حقا دون مراعاة ومجاملة.أدام الله ظله السعيد علينا وعلى الأمة،ويجعله ذخرا لنا ولجميع المسلمين. (آمين يا رب العالمين)

الملاحظة : اعتمدت في كتابة هذا المقال على:

(1) "حياة تاج الشريعة" للأخ شهاب الدين الرضوى ، مطبوعة "رضا اكاديمي" ممبئي.

(2) "تذكرة تاج الشريعة" للأخ شاهد القادري، مطبوعة كولكاتا.

(3) مقال الأخ أنيس أحمد السيواني حول الشيخ الأزهري، المطبوع في مجلة "غازئ ملت" الأسبوعية / الصادرة من كولكاتا.

☆☆☆

از: الاستاذ راج شاہد رضا الازہری، دار العلوم، انوار رضا، نوساری (گجرات)

ولد الامام العارف بالله الشيخ محمد اختر رضا خان الحنفى القادرى الازهرى يوم الرابع والعشرين من شهر ذيقعده ١٣٦٢ء هجريا، الموافق ٢٣ نوفمبر ١٩٤٣ء ميلاديا، بمدينة بريلى فى شمال الهند.

ولد الشيخ حفظه الله فى بيت عامر بالعلم والعلما المعروفين فى القارة الهندية منذاكثر من مائتى عام، حيث انه ابن حفيد الشيخ الامام الهمام، وحيد الزمان، فريد الأوان المجد دلأوائل القرن الرابع عشر الهجرى، سيدى أحمد رضا خان الحنفى البريلوى، نفسه اليه عن طريق والديه، فهو ابن الشيخ المفسر الأعظم بالهند مولانا محمد ابراهيم رضا المكنى جيلانى ميان ابن حجة الاسلام الشيخ محمد حامد رضا ابن الشيخ احمد رضا الحنفى البريلوى، من جهة والدته...... فان جده من والدته هو المفتى الاعظم بالهند الشيخ محمد مصطفى رضا خان القادرى الحنفى البركاتى ابن الشيخ احمد رضا الحنفى-

اخذ الشيخ حفظه الله الدروس الاولية والعلوم الابتدائية الدينية و العصرية عن العلماء الاكابر العروفين فى وقته، و عن والده وجده من أمه الشيخ محمد مصطفى رضا، وحصل على شهادة خريج العلوم الدينية فى دار العلوم منظر الاسلام بمدينة "بريلى" ثم اكمل أدامه الله تعليمه فى "جامعة الازهر الشريف قاهره مصر" فى الفترة مابين ١٩٦٣م الى ١٩٦٦ء درس فى كلية اصول الدين وتخصص فى الاحاديث وتفسير القرآن العظيم عن العلماء الكبار منهم الدكتور الشيخ محمد سماحى والاستاذ الدكتور الشيخ محمود عبد الغفار، استاذا علوم الحديث و التفسير فى كلية اصول الدين بالقاهرة.

بعد عودة الشيخ حفظه الله من القاهرة الى الهند، انخرط فى التدريس بدار العلوم منظر الاسلام، أسس بعد فترة دار الافتاء بعد اخذ

الاجازة من مرشده و معلمه المفتى الاعظم بالهند الشيخ محمد مصطفى رضا (المتوفى سنة ١٤٠٧هـ) وترك التدريس بدار العلوم منظر الاسلام.

وقد استخلف المفتى الاعظم بالهند الشيخ محمد مصطفى رضا قبل وفاته، حيث نصب حفيده الشيخ العلامة محمداختر رضاخان الازهرى خليفة فى حياته، وقد برع الشيخ فى الافتاء وحل المسائل المعقدة المتعلقة فى الفقه، ولاغرو فى ذلك،لتعلم الشيخ حفظه الله الطريقة على يد استاذه عن جده الشيخ احمد رضا خان.

ان سماحة الشيخ كثير السفر لنشرالدين والتوعية الفكرية والعقدية وله تلامذة ومحبون منتشرون ليس فى الهند فحسب بل فى سائر المعمورة، ويعتبر سماحته المربى لهم، وهم ينهلون من علمه ومكانته الروحانية، وقد اعطى الشيخ لقب "تاج الشريعة" من قبل كبار العلماء.

وللشيخ ميل كبير لكتابة الشعروالمدائح والقائها فى المحافل والمناسبات، وقدتم نشرديوانه المسمى "نغمات اختر" و نشر ديوانه الآخرباسم "سفينة بخشش" بمعنى "سفينة العفو" عام ١٩٨٧ ميلاديا.

وللشيخ عدة تصانيف ورسائل باللغتين الاردية والعربية، وجارى ترجمة بعضها الى اللغتين العربية والانجليزية، من هذه التصانيف.

١- الدفاع عن كنزالايمان فى جزئين
٢- حكم التصوير، المسمى باسم التاريخى، عطايا القدير فى حكم التصوير" عربى
٣- حكم عمليات التلفزيون والفديو- عربى
٤- الحق المبين . عربى
٥- تحقيق ان اباسيدنا ابراهيم. عليه السلام تارح لاآزر -عربى
٦- شمول الاسلام لاصول الرسول الكرام- عربى
٧- شرح حديث النية- اردو
٨- آثار القيامة- اردو
٩- الصحابة نجوم الاهتداء عربى
١٠- مرآة النجدية - عربى
١١- حاشية عقيدة الشيده شرح قصيده البرره. عربى
١٢- تعليمات الازهرى على البخارى، كامل، مطبوعه، عربى الى غيرها من تصانيف لايسعنا المجال هنا لذكرها.

ان دارالافتاء القائم بنفسه بمدينة بريلى والذى يديره الشيخ بنفسه. لايعتبر دارافتاء المنطقة الجغرافية فقط، وانما سماهم فى تقويم الفتوى الى سائر العالم على طريقة اهل السنة والجماعة، وقد بلغ عدد فتاوى الدار مايزيد على خمسة آلاف فتوى.

تاج الشريعة الشيخ محمد اختر رضاخان الازهرى، مفتى الديار الهندية له مكانة عالية عندعلماء العرب كماحرروا فى نسبة الشيخ بعد مطالعة الكتابين احدهما "شمول الاسلام لاصول الرسول الكرام، وثانيهما" تحقيق ان ابا سيدنا

براهيم عليه السلام تارح لآزر".

(١)قال الشيخ السيد عبدالله بن محمد بن حسن بن فدعق الها شمى المكى

ثم أمابعد:

فقد اطلعت على بحثكم القيم اللطيف "تحقيق ان اباسيدنا ابراهيم تارح لآزر" وفى الحقيقية: ان هذا البحث يحتوى على مراضيع مبتكرة ومضامين عالية يحتاج اليها العلماء والطلاب، وفيه من حسن ذوقكم، وعلوفكركم...... ماتحل به المغلقات فى هذا الموضوع، ولاشك ان هذا البحث كشف المحاجب عن نكات مستورة وبعيدة عن الأنظار.

فجزاكم الله أحسن الجزاء وأسبغ عليكم. من نعمه ظاهرة وباطنة"

(٢) وقال الدكتور عيسى بن عبدالله بن محمد بن مانع الحميرى، عميد كلية الامام مالك للعلوم الشرعية، بدبئى فى شان تاج الشريعة دام ظله.....

"وبعد: فقد اطلعت على حاشية الشيخ العارف بالله المحدث محمد أختر رضا الحنفى القادرى الأزهرى على كتاب "شمول الاسلام" والذى جاء فيها اثبات ان والد ابراهيم عليه السلام تارح ليس آزر كماذهب الى ذلك محققو المفسرين، لان الانبياء عليهم الصلوة والسلام مصطفون أخيار، يختارهم الله تعالىٰ من أشرف الانساب واطيب الاحساب.

فهذا هومنهج المحققين الصالحين، جزى الله الشيخ العلامة اختر رضا على هذه الرسالة النفسية التى لاينكرها الامكابرمعاند"

(٣) وقد حرر بعد المطالعة الشيخ ابومحمد موسى عبده يوسف الاسحاقى،

مدرس الفقه والعلوم الشرعية و نسابة الاشراف الاسحاقية الصومالية بافريقيا "اما بعد فقد اطلعت بفضل الله تعالىٰ على رسالة "شمول الاسلام لأصول الرسول الكرام" لمؤلفة الاستاذ الكبير العالم النحرير، محى الدين عاشق سيد المرسلين، مولانا الامام الهمام،فضيلة الشيخ احمد رضاخان الحنفى القادرى قدس الله سره و نفع بعلومه الخاص والعام، وجزاه الله عن المسلمين خيرالجزاء ورضى الله عنه احسن الرضا ،واكرامه غاية الاكرام، وجعل الفردوس الاعلىٰ مقره فى دارالسلام، والتى قام بتعريبها و تحقيقها ومراجعتها، وذيلها برسالة هامة جليلية ومفيدة تليق بالمقام: حفيده الازهرى، الاستاذ الأكبر، تاج الشريعه فضيلة الشيخ محمداختر رضاخان نفعناالله بعلومه وبارك فيه،ولا عجب فى ذلك فانه ،من بيت بالعلم معروف، وبالارشاد موصوف وهم فى هذاالباب قادة أعلام.

فاقول والحق يقال:والله انها لرسالة جديرة بالقراءة والاهتمام، ولقد بذل فضيلة الشيخ قصارى جهده فى موضوعها الذى هوفى الحقيقة موضوع خطيروهام، ولم يال جهداولم يد خروسعا، ولم يهد اله بال...... حتى اتحفنا بهذا البحث الرائع الجميل الجليل، المفيد الذى جمع لنافيه البراهين الساطعة التى تبين وتدل على ان اصول الرسول الكريم صلى

الله عليه واله كلهم موحدون مؤمنون.

وقال الشيخ واثق فؤاد العبيدى، مدير ثانوية الشيخ عبدالقادر الجيلانى ببغداد.

"وبعد ان متعت نظرى واعملت فكرى وراجعت مصادرى، تمعنت ملیافی التحقيق الموسوم:" أن ابا ابراهيم تارح لا آزر" التى قالها بفهمه الطيب وترجمها بيده المباركة الشيخ تاج الشريعه العلامة محمداختر رضاخان الحنفى القادرى الازهرى للردعلى الاستاذ احمدشاكر......فوجدت هذا التحقيق قدا شتمل على كثيرمن الادلة النقلية والعقلية من كتاب الله تعالیٰ، والاحاديث النبوية الشريفة، ونقله من العلماء الاعلام المشهود لهاكا لا مام السبكى، والامام السيوطى والامام الألوسى وغيرهم رضى الله عنهم اجمعين ممن قالو وتكلموا فى هذا المضمار.

والحق اقول بان هذا العالم الفاضل كان موفقا فى رده على مقالة الاستاذ احمد شاكر، واجادفى جميع ماذكره واضافه فى تحقيقه فى هذا الرد الجليل المقدار العالى المنارووجدته موافقا لماعليه السلف و تابعيهم من الخلف الذين هم من احباب الله جل وعلا ومن احباب سيدنا المصطفى صلى الله عليه وسلم.

وفق الله شيخنا الجليل، صاحب الرد القاطع، مرشد السالكين المحفوظ برعاية رب العالمين، العالم الفاضل محمد اختررضا خان الحنفى القادرى الازهرى، وجزاه خير مايجازى عبدامن عباده، وجعلنى واياه فى ركب العلماء العاملين".

(٥) يقول الشيخ الاستاذ جمال عبدالكريم الدبان مفتى الديار العراقية فى بغداد المحمية صانها الله من كل شروبلية.

"وبعد:— وقد متع نظرى وسبح فكرى فيما كتبه الامام العلامة القدوة صاحب الفضلية الشيخ محمد اختر رضا الحنفى القادرى ادامه الله و حفظه ونفع المسلمين ببركته، فى تزكية نسب المزكى صلى الله عليه وسلم، فوجدته كتابا حوى فى التحقيق اعلاه و من التدقى اسماه، جمع مع رسومة المادة العلمية حسن التعبير و جزالة اللفظ فكان نبراسا مشعا لمن قراه ودليلا واضحا لمن قصده، فوافقته فيماكتب قلبا وقالباً".

نسال الله العلى القديران يديم الصحة والعافية لشيخ الجليل العلامة محمداختر رضاخان الازهرى، ويلبسه حلل التقوى واتباع السنة النبوية الشريفة وان يطيل الله فى عمره: وان يبقيه ذخرللاسلام والمسلمين، منصور اعلى أعدائه ويحفظه منهم و ان ينفعنا بعلومه وانواره فى الدارين، اللهم آمين.

وصلى الله تعالیٰ وسلم على اشرف الانبياء و المرسلين وعلى اله وصحبه اجمعين الى يوم الدين.

نبذة من حياة الشيخ أختر رضاخان الازهرى حفظه الله

كتبه: الدكتور محمد معراج الحق البغدادى☆

احتضنت أرض الهند -على مدار التاريخ- نجوما وأعلاما خلدت ذكرها في سماء المجد والمعرفة، وجاءت بمآثر ومفاخر اعتزت بها حضارات الشعوب على اختلاف جنسيتها وهويتها، فمن بين الاعلام البارزين انجبتهم هذه الذاخرة فى القرن الثامن عشر شخصية الامام الهمام، وحيد الزمان، فريد الأوان، العلامه أحمد رضاخان -عليه الرحمة والرضوان- المتوفى فى ١٩٢١م.

فهولم يدخروسعا في تعميم الفكر الاسلامي الخاص، ونشر الثقافة الاسلامية السمحا، ودحر الاباطيل والنزعات الهدمية، وكسر شوكة المبتدعة والوهابية وذلك بفضل غزارة علمه وعقله النير الوقاد مستلهما من الوحى الالهى، ومدفوعا بحرارة العشق النبوى السارى فى كيانه مسرى الروح والدم، فألف وصنف وأفتى وناضل وأعد جموعا من حملة العلم وورثة الأ نبياء كتلاميذ وخلفاء له، وجمع شمل المسلمين وهذبهم وجاهد بعقله وقلمه، وبكل ماتملك من قوة ومثابرة فأتي بمالم يات به الأوائل فى العصور التى قبله، فهومجدد القرن بلامنازع، وامام العشاق والملهوفين بالحضرة النبوية، ومهوى القلوب محط أنظار المسلمين فى شبه القارة الهندية والعالم الاسلامى على السواء.

جاء فى ترجمة: "الشيخ أختر رضاخان الأزهرى من سلالة الامام أختر رضاخان البريلوى، فهوحفيده ووارث علمه، وخليفة فى الفضل والمعارف والعلوم الدينية والافتاء" ولد فى الرابع والعشرين من شهر ذيقعده لعام ١٣٦٢هـ الموافق ١٩٤٣ء الميلادي بمدينة بريلي في شمال الهند.

ولد الشيخ- حفظه الله -في بيت عامر بالعلم والعلماء المعروفين في شبه القارة الهندية منذ أكثر من مأتى عام، حيث انه ابن حفيد الشيخ الامام الهمام، المجدد لقرن الرابع عشر الهجري، سيدى احمد رضاخان البريلوي، فنسبه اليه يصبل عن طريق والديه فهو ابن الشيخ المفسر الأعظم بالهند مولانا محمدابراهيم رضا (المكنى به جيلانى ميان) ابن حجة الاسلام الشيخ محمدحامد رضا، ابن الشيخ احمدرضا الحنفى، البريلوى(٢) ومن جهة والدته ......فان جده من

والدته هو المفتى الأعظم بالهند الشيخ محمد مصطفى رضا خان القادري الحنفي البركاتي، ابن الشيخ أحمد رضا الحنفى البريلوى .(٣)

نشاته وتعليمه:

تلقى الشيخ -حفظه الله الدروس الأولية والا بتدائية عن المشائخ البارزين في وقته وعلىٰ رأسهم عن والده وجده من الأم الشيخ مصطفىٰ رضاخان البريلوى -رحمهم الله- وحصل علىٰ شهادة الفضيلة الصادرة من دار العلوم منظر اسلام بمسقط رأسه، مدينة بريلى ، (أسسها الامام احمد رضاخان البريلوى، وهكذا تخرج في العلوم الدينية والفنون الاسلامية، وتوجه الىٰ جامعة الأزهر الشريف بالقاهرة عام ١٩٦٣ بهدف الاغتراف من معين الاسلام العسل وكسب الشهادات العالية من أصحاب الفضل والمعارف العرب، وهكذا كمل تعليمه في عام ١٩٦٦م درس اثناء الاقامة في القاهرة اللغة العربية و تخصص في الحديث النبوى الشريف. وتفسير القرآن العظيم.

الحياة النظرية والاكاديمية:

يقول مترجمة محمد خالد الهندى متحد ثا عن حياته العلمية فلة في مقدمة شمول الاسلام:

"بعد عودة الشيخ -حفظه الله- من القاهرة الى الهند، انخرط في التدريس بدار العلوم منظر اسلام ، واسّس بعد فترة دار الافتاء بعد أخذ الاجازة من مرشده ومعلمه المفتي الاعظم بالهند الشيخ محمد مصطفىٰ رضاخان المتوفى ١٤٠٢ھ وترك التدريس بدار العلوم منظر اسلام"

وفيما بعد تم تعيينة بصفة عميد اورئيسا الشئون الفتيا فى عام ١٩٩٧، وما زال منتصبا عليها ويقوم بواجبه الدينى بكل اخلاص و أمانة.

قد استخلفه المفتى الأعظم بالهند الشيخ محمد مصطفىٰ رضا قبل وفاته ، حيث نصب حفيده الشيخ محمد اختر رضا خليفة فى حياته وقد برع الشيخ فى الافتاء وحل المسائل المعقدة المتعلقة فى الفقه ولا غرو فى ذلك لتعلم الشيخ -حفظه الله- الطريقة على يد أستاذه عن جده الشيخ احمد رضا.

يقول الأستاذ محمد خالد الهندى:

"انّ دار الافتاء القائم بمدينة بريلى والذى يريدهُ الشيخ بنفسه لايعتبر دار الافتا لمنطقته الجغرافيه فقط وانما ساهم في تقديم الى سائر العالم على طريقة أهل السنة والجماعة وقد بلغ عدد فتاوى الدار مايزيد علىٰ خمسة آلاف فتوى"

ويجدر بالذكر أن أسرة الشيخ ظلت دائبة في مضمار الارشاد و التوجيه الدينى وفى ميدان الافتاء منذ ١٨٣١م حيث قام بأعباره -في البداية الشيخ المفتي رضا على خان المتوفى فى ١٢٨٢ھ (جد الامام أحمد رضاخان -عليه الرحمة والرضوان) وظل الشيخ المفتى نقى على خان المتوفى فى ١٢٩٦ھ نشيطاً فى هذا الباب ومن ثم ابنهُ الغالىٰ الامام احمد رضاخان البريلوى والشيخ المفتى حامد رضاخان، والشيخ المفتى مصطفىٰ رضاخان والشيخ ابراهيم رضاخان وغيرهم رحمهم الله وتغمدهم -والآن يشغل هذا المنصب الشيخ أختر رضاخان الأزهرى.

من اساتذته الكرام:

١- الشيخ المفتى الأعظم مصطفىٰ رضاخان البريلوى، رحمة الله -المتوفى في عام ١٩٨١،

٢- بحر العلوم المفتى سيد أفضل حسين المونگيرى، المتوفى ١٩٨٢،

٣-الشيخ المفتى ابراهيم رضاخان البريلوى المتوفى ١٩٦٥ء
٤-الشيخ محمدساحي كلية الحديث والتفسيربالأ زهر الشريف.
٥-الشيخ محمود عبدالغفار أستاذبالأ زهر الشريف.
٦-الشيخ ريحان رضاخان البريلوى١٩٨٠ء

في مجال الدعوة والارشاد:

يقول محمد خالد الهندى:

"انّ ساحة الشيخ كثير السفرلنشر الدين والتوعية الفكرية، ولـه تلامذه ومحبون منتشرون ليس في الهندفحسب ، بل في سائر المعمورة ويعتبر سماحة المربى لهم، وهم ينهلون من علمه ومكانته الروحانية وقدأ عطى الشيخ لقب تاج الشريعة من كبارالعلماء.

وانطلاقامن قوله تعالىٰ: ادع الىٰ سبيل ربك بالحكمة الموعظة الحسنة، وجادلهم بالتى هى أحسن،النحل:عاش حيثثا فى هذا المجال ، وعاني من متاعب السفر ومشقاته في داخل البلاد وخارجها على السواء، فزار بنغلاديش والباكستان وسيلان وهولنداوبلاد الشام والعراق وتركيا ودول الولايات المتحدة الأ مريكيه وغيرها، وتبعاً المساعيه الدعويه قداعتنق عددهائل من المسيحين وغيرم الاسلام.

مؤلفاته:

لـهُ ميل كبيرلكتابة الشعر والمدائح والقاءهافى المحافل المناسبات وقدم نشر ديوانه المسمّى: "نغمات أختر ولاحقاتم نشرديوانه الآخرباسم "سفينة بخشش" عام ١٩٨٢ء، ولـهُ عدة تصانيف ورسائل باللغتين الأ ردية والعربية، وجارى ترجمة بعضها الى اللغتين العربية والانجليزية منها:
١-الدفاع عن كنزلايمان فى جزئين.
٢-والتعليق علىٰ البخاري
٣-مرأة النجدية
٤-الزلال النقى.
٥-حكم التصوير.
٦-حكم عمليات التلفزيون والفديو.
٧-تحقيق أن أباابراهيم "تارح" لا "آزر"
٨-وترجمةالكتاب شمول الاسلام لأ صول الرسول الكريم بعدتحقيقة والتعليق عليه.

ان الشيخ العلامه-أدام الله بركاته . ضيلع بالعربية والانجليزية علىٰ السواء، فهوقام، بالافتاء ولارشاد باللغة الانجليزية أيضا ، وصدرله كتاب فى تلك اللغة أيضاً.

نسأل الله القديرأن يديم علينا وعلى سائرالمسلمين بركاتهٔ ويلبسهٔ حلل التقوى، واتباع السنة النبوية الشريفة، ويبقيه ذخر الاسلام والمسلمين ، منصوراعلى أعلي اعدائه، ويحفظهٔ ويحفظهٔ منهم، وينفعنا بعلومه وأنواره.

الهوامش:
١-ينظر مقدمة "شمول الاسلام" :للامام أحمد رضاخان البريلوى ، تعريب الشيخ أخترضاخان الأزهري ص:٨،الطبعة الأولىٰ.
٢-ينظر: "حيات أعلىٰ حضرت" :تأليف : محمد ظفرالدين البهارى الملقب به "ملك العلماء"- رحمه الله . ص:١٩-١٨ طبع مركز أهل السنة بركات رضا وينظر : مقدمة "شمول الاسلام" :٨.
٣-المصدر نفسهٔ.
٤-مقدمة "شمول الاسلام" :٩
٥-"تذكرة تاج الشريعة "تاليف محمد شاهد القادرى:٦
٦-ينظر :مقدمة "شمول الاسلام" :٩
٧-المصدر نفسهٔ:١٠
٨-ينظر: "شمول الاسلام لأ صول الرسول الكرام" :٩
٩-لمزيدمن التفصيل يراجع: "تذكرة تاج الشريعة" لصاحبه محمدشاهد القادرى:٢٢

فقط نسبت کا جیسا ہوں حقیقت نوری ہو جاؤں
مجھے جو دیکھے کہہ اٹھے میاں نوری میاں تم ہو
(حضور مفتی اعظم)
۱۷۵ واں جشن ولادت
سراج السالکین حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں قدس سرہٗ، مارہرہ مطہرہ
۱۹ شوال المکرم ۱۴۳۰ھ
175
9th Oct. 2009
BIRTH ANNIVERSARY
Sirajissalikeen Hazrat Sayyidina Shah
ABUL HUSAIN AHMED E NOORI MIYAN
Quddisa Sirruh, Marehra Mutahhara

جماعتِ اہل سنت کی ایک اہم ضرورت

سید محمد تنویر ہاشمی ☆ 09448126876

اللہ تعالیٰ کے رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان
...س ہے کہ امت تہتر 73 فرقے ہو جائے گی۔ ایک فرقہ جنتی
...باقی سب جہنمی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم نے عرض کی وہ ناجی
...کون ہے؟ یا رسول اللہ! فرمایا جس پر میں اور میرے صحابہ
...۔ یعنی سنت کے پیرو۔ دوسری روایت میں ہے فرمایا، وہ
...عت ہے یعنی مسلمانوں کا بڑا گروہ جسے سواد اعظم فرمایا۔ اور
...یا جو اس سے الگ ہوا جہنم میں الگ ہوا۔ اسی وجہ سے اس ناجی
...کا نام اہل سنت وجماعت ہوا۔ (بہار شریعت جلد 1) جمیع
...ئے حق اس امر پر متفق ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور
...ہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے نقش قدم پر چلنے والی
...ت، جماعت اہل سنت ہے۔ الحمد للہ! یہی وہ مبارک جماعت
... جو فرقۂ ناجیہ ہے جس میں ائمہ مجتہدین، محدثین، فقہا،
...، بالخصوص حضرت غوث اعظم، حضرت غریب نواز، حضرت
...م الدین محبوب الٰہی، حضرت بندہ نواز، حضرت مخدوم
...وچھ، حضرت وجیہ الدین گجراتی، حضرت ہاشم
...ستگیر، حضرت سیدنا شاہ برکت اللہ مارہروی، حضرت شاہ عبد
... محدث دہلوی، حضرت شاہ عبد القادر بدایونی، حضرت امام احمد
... محدث بریلوی، حضرت شاہ انوار اللہ فاروقی جیسے جلیل القدر
بندگانِ خدا پیدا ہوئے۔ جنہوں نے اپنی پوری زندگی جماعت اہل سنت کی ترویج واشاعت میں صرف کی۔ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ جماعت اہل سنت دیگر فرقہائے باطلہ کی طرح کوئی بانی مؤسس نہیں رکھتی بلکہ اس جماعت کی بنیاد شارع اسلام مرشد کائنات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی ہے یہی ہماری جماعت کی جنتی یعنی برحق ہونے کی واضح دلیل ہے۔

الحمد للہ! جماعت 14 سو سالوں سے عالم اسلام کی رہبری ورہنمائی کرتی چلی آرہی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ تا قیامت سواد اعظم اہل سنت کی دستگیری کرتی رہے گی۔ اسی لیے جماعت اہل سنت دنیاوی وسائل سے بے نیاز ہو کر اپنے وجود کی بقا اللہ تعالیٰ ورسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل وکرم کے حوالے سے ہے۔

دور حاضر میں غیر منقسم ہندوستان میں جماعت اہل سنت کو مرکزی قیادت کی اشد ضرورت ہے۔ آزادئ ہند سے قبل اور اس کے بعد بزرگ علمائے کرام ومشائخ عظام جماعت اہل سنت کی متحدہ قیادت کرتے رہے اور یہ سلسلہ بریلی شریف، مارہرہ شریف، کچھوچھہ شریف، حیدر آباد دکن کے ذمہ دار مردانِ حق آگاہ کے ذریعہ چلتا رہا۔ اس وقت جماعت اہل سنت کو بڑا نقصان ہوا جب حضرت محدث اعظم ہند، حضرت مفتی اعظم ہند، حضرت سید

العلماء، حضرت مجاہد ملت اور حضور محدث دکن رحمہم اللہ تعالیٰ واصل حق ہوئے۔ اور اس کے بعد یہ دیکھا گیا کہ جماعت اہل سنت شدید طور سے مشربی اختلافات کا شکار ہوتی چلی جارہی ہے اور ان اختلافات کا راست نقصان جماعت اہل سنت کو ہوتا رہا جس کا بھرپور فائدہ دیگر فرقہائے باطلہ اٹھاتے رہے۔ خواہ مسلم پرسنل لا کا معاملہ ہو یا مدارس ومساجد کا مسئلہ اوقاف کی جائداد کا قضیہ یا رویت ہلال کی بات ہو، ہندوستان جیسے ملک میں مسلمانوں کے دستوری حقوق کا ذکر ہو یا ایوانِ حکومت میں جماعت اہل سنت کی ترجمانی کی ذمہ داری ہو۔ مجموعی طور پر ہم ہر محاذ پر دوسرے مسالک ومکاتب فکر کے علماو ذمہ داروں کو پیش پیش دیکھتے ہیں۔ ارباب علم ودانش مذکورہ حقائق سے خوب آگاہ ہیں۔

یہ ایک سچائی ہے کہ ہمارے یہاں نہ تو مدارس کی کمی ہے نہ واعظین کی۔ روایتی طور پر جو کام جو جماعت اہل سنت کے زیر اہتمام ہوتے رہے وہ برابر جاری وساری ہیں۔ اگرچہ مدارس وخانقاہوں کا نظام ایسا نہ رہا جیسا کہ مذکورہ کبائر علماو مشائخ کے دور میں تھا۔ الا ماشاء اللہ! ہاں یہ سب کچھ موجود ہونے کے باوجود اس حقیقت سے کوئی چشم پوشی نہیں کرسکتا کہ جماعت اہل سنت کا بنیادی طور سے جو کام ہونا چاہیے تھا وہ نہ ہو سکا۔ اس خسارے کا ذمہ دار کسی فرد واحد کو قرار دینے کے بجائے اس ضروری امر کی جانب جمیع علماء ومشائخ اہل سنت کی توجہ بصد ادب واحترام مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اس نقصان کی بنیادی وجہ جماعت اہل سنت میں مرکزی قیادت کا فقدان ہے اور ہمیں متحد ہو کر جماعت اہل سنت کی مرکزی سنجیدہ باوقار قیادت پر متفق ہو کر اسے تسلیم کرنا چاہیے۔ اگر ہم اس حقیقت کو مانتے ہیں تو آئیے! اس اہم ونازک مسئلہ کا حل بھی تلاش کرلیں۔ بڑے ادب سے عرض کرنا چاہوں گا کہ ہر ایک فرقہ کی قیادت ہے جس کی بنیاد پر وہ اپنے نظریات کی تشہیر وتبلیغ واشاعت میں بظاہر کامیاب نظر آتے ہیں۔ ہم جماعت اہل سنت کے جمیع وابستگان سے مخلصانہ اپیل کرتے ہیں کہ ہماری جماعت کو مرکزی قیادت کی اشد ضرورت ہے اور اس کا حق اگر کوئی خانوادہ ادا کرسکتا ہے تو وہ صرف اور صرف اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذمہ دار باوقار خانوادہ ہے اس لیے بھی سب سے زیادہ حق دار کہ پچھلے سو سالوں سے جماعت اہل سنت کے بے مثال ولاجواب پائدار اور تاریخ ساز خدمات سرانجام دے چکا ہے۔ جس کی روشن دلیل خود امام اہل سنت ومفتی اعظم عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے ناقابل فراموش کارہائے نمایاں ہیں۔

جماعت اہل سنت کا کوئی فرد نہ امام اہل سنت سے اختلاف رکھتا ہے نہ ان کے اپنے خانوادے سے۔ ہمیں امام اہل سنت ومفتی اعظم عالم اور ان کے خانوادے پر ناز ہے اور تحدیث نعمت کے طور پر ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بے پناہ مشکور ہیں۔ دور حاضر میں اس باوقار خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے چشم وچراغ فقیہ عصر مفتی اعظم اہل سنت، تاج الاسلام والمسلمین حضرت العلامہ الشاہ محمد اختر رضا خان صاحب قبلہ ازہری دامت برکاتہم العالیہ کی ذات والاصفات میں وہ تمام ترخوبیاں موجود ہیں جو ایک سنجیدہ باوقار قیادت کے لیے ضروری ہیں۔

حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان صاحب قبلہ ازہری کی شخصیت فی زمانہ وہ واحد شخصیت ہے جو کما حقہ جماعت اہل سنت کی مرکزی قیادت کی عظیم ذمہ داری سنبھال سکتی ہے۔ حضرت قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کے تعلق سے کیا کہیں، وہ امام اہل سنت ومفتی اعظم عالم کے علوم ومعارف، فضل وکمال کے تنہا وارث ہیں جس کا اعتراف پورے عالم اہل سنت کو بالاتفاق ہے۔ آئیے ہم تمام اہل سنت تعصب وتنگ نظری، مشربی سیاست سے بالاتر ہو کر

اس عظیم قائد ورہبر راہ نما کو جماعت اہل سنت کی مرکزی قیادت کے لیے تسلیم کریں۔

یہ فقیر سراپا تقصیر بے پناہ افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ اس مسئلہ پر کافی تاخیر سے قلم اٹھایا جارہا ہے جب کہ یہ کام بہت پہلے ہونا چاہئے تھا۔ میں قلبی طور پر اس محترم ومحتشم ومکرم قائد اہل سنت کی عظمتوں کا معترف ومعتقد ہوں اور تمام علمائے اہل سنت ومشائخ اہل سنت سے مخلصانہ گذارش کرتا ہوں کہ ہم تمام مل کر حضرت تاج الاسلام والمسلمین صاحب قبلہ کی قیادت کو تسلیم کریں اور حضرت قبلہ سے عرض کریں کہ بریلی شریف مرکز اہل سنت ہے اور اس دیار اعلیٰ حضرت میں آپ کی قیادت وسرپرستی میں جماعت اہل سنت کا ایک مرکزی دفتر قائم ہو اور باضابطہ طور پر ملکی سطح پر کام شروع کیا جائے۔ صوبائی وضلعی شاخوں کا قیام عمل میں لایا جائے، ملک کے تمام صوبوں سے چنندہ علماء ومشائخ کو مدعو کر کے انہیں جماعت اہل سنت کے کاموں کی ذمہ داری دی جائے اور امام اہل سنت کے مسلک اور ان کی تعلیمات کی ہر طبقہ کے باشعور افراد تک احسن طریقہ سے پہنچانے کی تیاری کی جائے اور پوری توانائی صرف کر کے ملکی سطح پر جماعت اہل سنت کی ممبری سازی کی جائے تاکہ اس سے مرکز اور مرکزی قیادت عوامی اعتبار سے مضبوط ومستحکم ہو سکے۔

الحمد للہ! امام اہل سنت کے ماننے والے علماء ومشائخ پورے ملک میں موجود ہیں اور یہ اہم کام ان علماء ومشائخ کے تعاون سے بآسانی ہو سکتا ہے اس کے لیے اہل خیر حضرات پورے اخلاص کے ساتھ آگے آئیں۔ اگر ہم حضرت تاج الاسلام والمسلمین صاحب قبلہ کی مرکزی قیادت سے سرفراز ہو جائیں تو اس کے بے پناہ فوائد جماعت اہل سنت کو ہر شعبہ میں ہو سکتے ہیں جیسا کہ جماعت اہل سنت ملکی سطح پر مربوط ہو کر مضبوط ومستحکم وپائیدار ہوگی اور حکومت ہندوستان پر اپنا غیر معمولی رعب ودبدبہ قائم کرتے ہوئے اپنے دستوری فوائد حاصل کرنے کی جدوجہد کر سکتے ہیں جو اس دور کی ضروریات میں سے ہیں۔ چونکہ ہمارے یہاں مرکزی قیادت نہیں ہے اس لیے حکومت پر ہم اپنے اثرات مرتب کرنے میں ناکام ہیں اور حکومت یہ سمجھتی ہے کہ دیگر مکاتب فکر کے علماء ہندوستان کے کروڑوں مسلمانوں کے قائد ورہنما ہیں جن کروڑوں مسلمانوں میں 75 فیصد مسلمانوں کی تعداد ہے۔ اگر ہم حضرت تاج الاسلام والمسلمین صاحب قبلہ کی قیادت میں اس اہم کام کو آگے بڑھاتے ہیں تو دینی خدمات تو ہوں گے ہی، ساتھ ہی ساتھ ہندوستان کی ہر حکومت کو اپنے زیر اثر رکھ سکتے ہیں۔

میں اس مضمون کے اختتام سے قبل دوبارہ حضرت تاج الاسلام والمسلمین صاحب قبلہ سے ملتمس ہوں کہ آپ خدارا جماعت اہل سنت کی قیادت فرمائیں۔ ان شاء اللہ! ہندوستان کی تمام معتبر خانقاہوں کے مشائخ مدارس اہل سنت کے علماء وذمہ داران اہل سنت آپ کے ساتھ ہوں گے۔ اور میں تمام ذی وقار مشائخ وعلماء سے اپیل کرنا چاہوں گا کہ اس اہم کام کو سرانجام دینے کے لیے اخلاص کے ساتھ متحد ہو کر حضرت تاج الاسلام والمسلمین صاحب قبلہ سے گذارش کر کے انہیں اس عظیم کام کے لیے آمادہ کریں اور ان کا بھرپور تعاون کریں ورنہ امت بے راہ روی کا شکار ہوگی جس کا جواب کل قیامت کے دن ہمیں رب کائنات کی بارگاہ میں دینا ہوگا۔

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضا تم پر کروڑوں درود

☆☆☆

۱۹۹۴

قائم شدہ:

مدرسہ حسینیہ غوثیہ کولکاتا

سرزمین کولکاتا مٹیابرج پر جماعت اہلسنت کا ایک عظیم علمی قلعہ "مدرسہ حسینیہ غوثیہ" جس کی بلڈنگ کی سنگ بنیاد حضرت رفیق ملت سید شاہ نجیب حیدر برکاتی صاحب قبلہ، حضور محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی صاحب قبلہ اور حضرت مولانا سید سبطین حیدر برکاتی صاحب قبلہ نے اپنے مقدس ہاتھوں سے رکھا ہے۔

ان بزرگوں کی دعاؤں کے طفیل مدرسہ تعلیمی ترقی پر گامزن ہے۔ جہاں شعبہ اطفال، شعبہ حفظ اور شعبہ نظامیہ (اعدادیہ تارابعہ) قائم ہیں۔

اہل خیر حضرات زیادہ سے زیادہ اس دینی قلعہ میں تعاون کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔

ناظم اعلیٰ: حضرت مولانا محمد شاہد القادری صاحب قبلہ

ترسیل زر کا پتہ: مدرسہ حسینیہ غوثیہ، غوثیہ لین، رام نگر لین، گارڈن ریچ، کولکاتا-۲۴

برکات مصطفیٰ کانفرنس

مخدومی ومرشدی حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری مدظلہ العالی کی حیات طیبہ پر بنام "تجلیات الشریعہ" کی اشاعت پر مولانا محمد شاہد القادری کو بہت بہت مبارکباد

دعاؤں کا متمنی

محمد ابشار خاں رضوی — 9903278021

محمد ذبیح اللہ برکاتی — 9836111103

محمد جاوید اختر رضوی — 9903840768

اراکین برکات مصطفیٰ کانفرنس: H-111 شیام لال لین، مٹیابرج،